U11473. P23-1-10

Title - FATAWI HINDIYA TARJUMA FATAWI ALAMGEERIYA

Creator - Mutarjuma Sayyed Ameer Ali Marhoom.

Publisher - Matba Nawal Kishore (Lucknow).

Date - 1948.

Pages - 480+8+4.

Subjects -

جلد دہم

فقیہ واحد اشد علی الشیطٰن من الف عابد

الحمد للہ والمنۃ کہ

فتاوائے ہندیہ

ترجمہ

فتاوائے عالمگیریہ

مترجمہ

علامہ مولانا سید امیر علی عم اعلی اللہ مقامہ

مؤلف

تفسیر مواہب الرحمٰن و عین الہدایہ وغیرہ

باہتمام بی۔بی۔کپور سپرنٹنڈنٹ

سنہ ۱۹۴۸ء

مطبع نول کشور لکھنؤ میں طبع ہوا

فہرست ابواب فصول فتاوٰی ہندیہ ترجمہ فتاوٰی عالمگیریہ

جلد دہم

اذا اراد اللہ بعبد خیرا یفقہہ فی الدین

الحمد للہ سبحانہ وتعالےٰ کہ فتاویٰ جلیل عدیم المثیل منبع مسائل و احکام مشرع اقتدا و دقائق انام مدار و معتمد دین اسلام حاوی احکام دینیہ شرعیہ ماخوذ از نصوص محکمہ سنن سیدنا احسن الفتاوی در فقہ حنفیہ

المسمی

فتاویٰ ہندیہ

ترجمہ

فتاویٰ عالمگیریہ

جلد دوم

ترجمہ جامع صناعات یافنیہ و عقلیہ حاوی اصناف فنون نقلیہ واقف اشارات صوفیہ مؤلف تفسیر حقائق و دلائل القرآن و اسرار الفرقان ابحر العلامہ مولانا السید امیر علی رحمہ اللہ العلی بصرف زر خطیر بالکِ مطبع و ریاضت مولانا مے عالیہ و تعالےٰ ترجمہ ہو کر

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں حسن خوبی طبع ہوا

A.M. 48.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب المحاضر والسجلات

اوّل محاضر جمع محضر وسجلات جمع سجل۔ محاضر وسجلات مین اصل یہ ہے کہ بتصریح بیان کرنے مین مبالغہ کرے اور اجمال پر اکتفا نہ کرے یہ خلاصہ مین ہے۔ امام شمس الاسلام عمر النسفی رح فرمایا کہ دعوے د محاضر مین اشارہ و لفظ شہادت ضروری ہی اسی طرح سجلات مین بھی اشارہ ضروری ہی حتی کہ مشائخ نے فرمایا کہ اگر محضر دعوی مین یون لکھا کہ فلان شخص کچہری مین حاضر ہوا اور فلان کو اپنے ساتھ لایا پھر اس شخص نے جو حاضر ہوا ہے اسپر دعوی کیا تو اس محضر کی صحت کا فتویٰ نہ دیا جائیگا اور یون لکھنا چاہیئے کہ پھر اس شخص نے جو حاضر ہوا ہی اس شخص پر جس کو اپنے ساتھ حاضر لایا ہی۔ اسیطرح اثناے محضر مین مدعی و مدعاعلیہ کے ذکر کے وقت بھی اسم اشارہ ذکر کرنا ضرور ہی چنانچہ لکھے کہ پس اس مدعی نے اور اس مدعاعلیہ نے اسواسطے کہ بعض مشائخ بدون اسکے صحت کا فتویٰ نہین دیتے تھے اسیطرح سجلات مین بھی مشائخ نے فرمایا کہ اگر قاضی نے لکھا کہ مین نے اس زید کے واسطے اس عمرو پر حکم دیا تو اس کے ساتھ ضرور ہے کہ یون لکھے کہ مین نے اس زید مدعی کیواسطے اس عمرو مدعاعلیہ پر حکم دیا یہ محیط مین ہی اسی طرح مشائخ نے فرمایا کہ اگر محضر مین گواہون کی گواہی لکھنے کے وقت یون لکھا کہ گواہون نے ہر دو متداعیین[1] کی طرف اشارہ کیا تو صحت کا فتویٰ نہ دیا جائیگا۔ اور نیز مشائخ نے فرمایا کہ اگر چک اجارہ مین لکھا کہ فلان بن فلان کو اپنی زمین بعد ازانکہ دونون مین درختان دیگر و درختان انگور کی جو اس زمین مین واقع ہین بیع صحیح واقع ہو گئی اجارہ پر دیا یا لکھا کہ بعد ازینکہ ان دونون متعاقدین مین درختان انگور و درختان دیگر کی جو اس زمین مین واقع ہین بیع صحیح واقع ہو گئی تو ایسی چک کی صحت کا فتویٰ نہ دیا جائے گا بلکہ یون لکھنا چاہیے کہ اپنی زمین مین اس مستاجر کو بعد ازانکہ اس اجارہ دہندہ نے درختان انگور و درختان دیگر اس مستاجر کے ہاتھ فروخت کئے اجارہ پر دی اور نیز فرمایا کہ اگر محضر مین لکھا کہ مدعی مع اپنے گواہوں کے حاضر ہوا اور مجھ سے گواہون کی سماعت کی درخواست کی پس گواہون نے

[1] یعنی مدعی و مدعاعلیہ ۱۲

---

[1] یعنی ہر دو بائع و مشتری یا موجر یا مستاجر ۱۲

موافق دعوے کے گواہی دی تو اس محضر کی صحت کا فتوے نہ دیا جائیگا بلکہ الفاظ گواہی بیان کرنے چاہیے ہیں
اسواسطے کہ شاید قاضی کے گمان مین دعوے وگواہی مین موافقت ہو حالانکہ درحقیقت دونون مین موافقت نہو
نیز مشائخ نے فرمایا کہ اگر سجل مین یہی لکھا کہ گواہون نے موافق دعوے کے گواہی دی تو ایسی سجل کی صحت کا فتوے
نہ دیا جائیگا۔ اسی طرح خط قاضی بجانب قاضی دیگر مین اگر لکھنے والے قاضی نے لکھا کہ گواہون نے موافق دعوی
کے گواہی ادا کی ہو تو اس خط کی صحت کا حکم نہ دیا جائیگا اور بعضے مشائخ نے خط قاضی وسجل مین اور محضر دعوی مین فرق کیا
ہو پس خط قاضی وسجل کی صحت کا حکم دیا اور محضر دعوے مین ایسا لکھنے سے اُسکے فاسد ہونیکا حکم دیا ہو اور نیز مشائخ نے
فرمایا کہ اگر سجل مین بطور ایجاز لکھا کہ جس طرح حوادث حکمیہ ونوازل شرعیہ ثابت ہوا کرتے ہین اسی طرح میرے نزدیک
یہ مقدمہ ثابت ہوا تو ایسی سجل کی صحت کا فتوے نہ دیا جائیگا جب تک کہ ہر بات جسطرح واقع ہوئی ہو بیان نہ کرے یہ
ذخیرہ مین ہو۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ محضر دعوے مین لکھے کہ گواہون نے ایسی گواہی بعد دعوے اس مدعی کے ادا کی
اور نیز لکھے کہ اس مدعاعلیہ کی طرف انکاری جواب دینے کے بعد ادا کی تاکہ کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ گواہون نے قبل دعوی کے
یا مدعاعلیہ اقراری پر گواہی دی ہو اسواسطے کہ جو مدعاعلیہ اقراری ہو اُسپر گواہی کی سماعت نہین ہوتی ہو سوا اسے چند
مقامات معدودہ کے اور ذخیرہ مین فرمایا کہ میرے نزدیک انمین سے کوئی شرط نہیں ہو اور شروط مین ذکر فرمایا کہ ضرور ہو کہ یون
بیان کرے کہ ہر ایک گواہ نے بعد دعوے وبعد جواب بانکار کے مدعی کی طرف سے گواہی طلب کرنے کے بعد گواہی
دی تاکہ اختلاف سے نکلجاوے اسواسطے کہ امام طحاوی کے نزدیک اگر گواہون نے بعد دعوے مدعی وجواب مدعاعلیہ
بانکار کے بدون درخواست مدعی کے گواہی دی تو سماعت نہوگی۔ اور ذخیرہ مین فرمایا کہ میرے نزدیک اسمین سے کچھ شرط
نہین ہو یہ فصول عمادیہ مین ہو۔ اور امام فخر الاسلام علی بزدوی فرماتے تھے کہ مدعی کو اپنے دعوے مین یون کہنا چاہیے
کہ (این مدعا بحق من است اور حق میرا ہے) اور اسپر اکتفا نہ کرے کہ آن من ست وحق من) تاکہ یہ ممکن نہ ہو کہ اس کے آخر مین لاحق کیا جاوے
کہ (حق من نے یعنی جس چیز کا دعوے کیا ہے) اسی طرح فرماتے تھے کہ مدعاعلیہ کو اسپر اکتفا نہ چاہیے کہ (این مدعا ملک من ست وحق من مقبوضہ ہے اور میرا حق ہے ۱۲) بلکہ یون کہنا
چاہیے کہ (ملک من ست وحق من ست حق میرا آخر مین ہے ۱۲) تاکہ اُسکے آخر مین کلمہ نفی نہ لگایا جاسکے اسیطرح گواہ اسپر اکتفا نہ کرے (کہ این
مدعا ے اوست وحق وے) یعنی حق وی است کہنا چاہیے اور بعضے مشائخ مدعی کے اس قول پر اکتفا کرتے ہیں کہ ملک
من است وحق من) اور مدعاعلیہ کے اس قول پر کہ (ملک من ست وحق من) وگواہ کے اس قول پر کہ (ملک این مدعی ست
وحق وے) اور اگر مدعی نے کہا کہ (ملک وحق من است) تو یہ بالاتفاق کافی ہو اسیطرح مدعاعلیہ وگواہ نے بھی اگر اسی طرح
کہا تو بالاتفاق کافی ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر گواہون نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ مال عین اسکا ہو یا فارسی مین
کہا کہ (این آن مدعی راست) تو اسپر اکتفا نہ کیا جائیگا جبتک ملک کی تصریح نہ کرین اسواسطے کہ جس طرح ملک کیوجہ سے
چیز آدمی کی طرف منسوب ہوتی ہو اسی طرح بوجہ عاریت وغیرہ کے منسوب ہوتی ہو پس اس احتمال دور کرنے کے واسطے ملک کی
تصریح ضرور ہو اور فتاوے رشید الدین باب پنجم مین ہے کہ اگر گواہون نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ (این
غلام آن فلان ست) تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہو کہ ملک فلان ست اسواسطے کہ یہ ترجمہ اس عبارت کا ہے

کہ ہذا لہ اور یہ لفظ ملک کے واسطے لایا جاتا ہے - اور اگر قاضی نے اُنسے استفسار کر لیا کہ تمھاری کیا مراد ہے تو اُسکو یہ اختیار ہے - اور اگر گواہون نے اپنی گواہی مین بیان کیا کہ این مدعا ملک این مدعی ست اور یہ نہ کہا کہ در دست این مدعا علیہ بناحق است تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ اگر مدعی نے یہ درخواست کی کہ میرے نام میری ملک ہونے کا حکم دیا جاوے تو ایسی گواہی قبول ہوگی اور اگر مدعی کی درخواست یہ ہے کہ مجھے دلا دی جا دے تو ایسی گواہی پر اسکا حکم نہ دیا جاویگا جب تک کہ گواہ یہ بیان نہ کرین کہ در دست این مدعا علیہ بناحق ست اور آیا یہ بھی شرط ہے کہ گواہ یون بیان کرین کہ (واجب ست برین مدعا علیہ کہ دست کوتاہ کند) تو اس مین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ شرط نہین ہے مگر گواہ اسکو ذکر کرے تو زیادہ احتیاط ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے

محضر - در اثبات قرضہ مطلق - بعد تسمیہ کے لکھے کہ مجلس قضا کورہ بخارا مین فلان قاضی کے سامنے اسکا نام و نسب و لقب بیان کردے جو بخارا مین متولی قضاء و احکام اور اہل بخارا مین نافذ القضاء والامضاء از جانب فلان امیر یا سلطان ہے فلان تاریخ فلان مہینہ فلان سنہ مین حاضر ہوا پھر اگر مدعی و مدعا علیہ دونون اپنے نام و نسب سے معروف ہون تو انکا نام و نسب بیان کرے پس لکھے کہ فلان بن فلان حاضر ہوا اور اپنے ساتھ فلان بن فلان کو لایا اور اگر دونون اپنے نام و نسب سے معروف نہون تو لکھے کہ ایک شخص حاضر ہوا اور اُس نے بیان کیا کہ فلان بن فلان میرا نام ہے اور اپنے ساتھ ایک شخص کو لایا اور بیان کیا کہ فلان بن فلان اسکا نام ہے پھر اس حاضر ہونے والے نے اس شخص پر جس کو ساتھ حاضر لایا ہے دعوے کیا کہ اس حاضر ہونے والے کے اسپر جسکو ساتھ لایا ہے اسقدر دینار نیشاپوری سُرخ جیّدہ مناصفہ موزونہ بوزن مثاقیل مکہ کے بسبب صحیح قرضہ لازم و حق واجب ہین اور اسی طرح اُس شخص نے جس کو اپنے ساتھ حاضر لایا ہے اپنے جواز اقرار کی حالت مین بطوع و رغبت خود ان تمام دینارون کا جنکا ذکر و وصف اس محضر مین مذکور ہوا ہے اس شخص کے واسطے جو حاضر ہوا ہے اپنے اوپر بسبب صحیح قرضہ لازم و دین واجب ہونے کا اقرار کیا ہے کہ جسکی اس حاضر ہونے والے نے خطاباً تصدیق کی ہے پس اس شخص پر جس کو اپنے ساتھ حاضر لایا ہے اس شخص کو جو حاضر ہوا ہے اس مال کا ادا کرنا واجب ہے پھر اس سے جواب کا مطالبہ و درخواست کی پھر اس کے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر مدعا علیہ نے دعوے کا اقرار کیا تو کام پورا ہو گیا اور مدعی کو گواہ قائم کرنے کی ضرورت نہین رہی اور اگر اُسنے دعوے مدعی سے انکار کیا تو مدعی کو گواہ قائم کرنے کی ضرورت ہوگی پھر لکھے کہ مدعی چند نفر حاضر لایا اور بیان کیا کہ یہ میرے گواہ ہین اور مجھ سے درخواست کی کہ اُن کی گواہی کی سماعت کرون پس مین نے منظور کیا اور وہ فلان و فلان ہین کہ اُنکا نام و نسب و حلیہ و مسکن و مصلا سب لکھے اور قاضی کو چاہئیے کہ لفظ شہادت فارسی مین ایک ٹکڑے کاغذ پر لکھنے کا حکم دے تاکہ صاحب مجلس قاضی اس کو قاضی کے سامنے گواہوں کو پڑھ سنا دے اور الفاظ شہادت اس طرح سے لکھے کہ گواہی می دہم کہ این مدعا علیہ (اور اُس کی طرف اشارہ کرے)

(حاشیہ: صاحب مجلس — ایسا شخص کہ کتابت جسکا نام ہوتا ہے؛ ۱۲ کتاب الفاظ مین ہے کوئی)

ف۱ مترجم کہتا ہے کہ یہ قول حکم قاضی کے ساتھ درست نہین ہے شاہد کے قول کے ساتھ کیونکہ شاہد کے ذمہ یہی ہے کہ اس امر کی وجہ بیان کرے نہ یہ کہ کسی شی کے ساتھ حکم کرے کیونکہ یہ شان تو قاضی کی ہے ۱۲ ف۲ عمدہ و خالص جس کو عرف مین کھرا بولتے ہین -

بحال رواے اقرار خویش بہمہ وجوہ مقر آمد بطوع و رغبت و چنین گفت کہ برمن ست این مدعی را (اور اسکی طرف اشارہ کرے) بست دینار زر سرخ بخاری سرہ مناصفہ موزونہ بوزن مثاقیل مکہ چنانکہ اندرین محضر یاد کردہ شد (اور محضر کی طرف اشارہ کرے) بیس امر لازم و حق واجب ست بسببے درست و اقراری درست و این مدعی (اور اسکی طرف اشارہ کرے) راست گوے داشت و برادرین اقرار وے یاروی پس اسکو صاحب مجلس گواہون کو قاضی کے سامنے پڑھ سناوے پھر قاضی گواہون سے کہے یہ الفاظ شہادت جو تم کو پڑھ سنائے ہین تم نے سنے اور تم ایسی گواہی کے اول سے آخر تک گواہ ہوتے ہو پس اگر انھون نے کہا کہ ہم نے سنا اور ہم اسی طرح گواہ ہین تو قاضی ہر ایک گواہ سے کہے کہ کہہ (کہ ہمچنین گواہی میدہم کہ خواجہ امام صاحب برخواند از اول تا آخر مر این مدعی را برین مدعا علیہ) اور قاضی اشارہ کرے گا کہ ان مین سے ہر ایک کو حکم دیا جاوے کہ الفاظ شہادت اول سے آخر تک جس طرح اسکو پڑھ سنائے گئے ہین بیان کرے پھر جب وہ لوگ اُس کو بیان کردین تو محضر مین گواہون کے نام و نسب و سکن و مصلے لکھنے کے بعد لکھے کہ ان گواہون نے بعد ازانکہ دعوی مدعی و انکار مدعا علیہ واقع ہوا بعد درخواست گواہی از جانب مدعی کے شہادت مستقیمہ صحیحہ متفقۃ اللفظ والمعنی ایک نسخہ سے جو ان سب کو سنایا گیا ہو اور ہر ایک نے اشارہ کی جگہ اشارہ کیا ہو ادا کی

سجل - این دعوے بعد تسمیہ کے (یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم الخ) لکھے کہ فلان قاضی اسکا نام و نسب و لقب بیان کردے جو خاقان عادل عالم خلد اللہ تعالی ملکہ واعز نصرہ کی طرف سے بخارا مین اور اسکی نواحی مین متولی قضاء و احکام و اہل بخارا و نواحی کے درمیان نافذ القضاء ہو ادام اللہ تعالی توفیقہ کہتا ہو کہ میری مجلس قضاء مذکورہ بخارا مین فلان روز فلان تاریخ فلان سنہ مین ایک شخص حاضر ہوا اور بیان کیا کہ فلان اُسکا نام ہو اور اپنے ساتھ ایک شخص کو لایا اور بیان کیا کہ اسکا فلان نام ہو اور اگر قاضی دونون مدعی و مدعا علیہ کو پہچانتا ہو تو لکھے کہ فلان حاضر ہوا اور اپنے ساتھ فلان کو حاضر لایا پھر یہ جو حاضر ہوا ہو اُسپر جسکو ساتھ حاضر لایا ہو دعوی کیا کہ اس حاضر ہونے والے کے اُس شخص پر جس کو یہ حاضر لایا ہے بیس۲۰ دینار سرخ نیشاپوری جید مناصفہ بوزن مثاقیل مکہ بسبب صحیح قرضہ لازم و دین واجب ہے اور ایسا ہی اُس شخص نے جسکو اپنے ساتھ حاضر لایا ہو اپنے جواز اقرار کی حالت مین بطوع خود اس سب مال کا جس کے مبلغ و جنس و عدد محضر دعوے مین مذکور ہے اس مدعی کے واسطے اپنے اوپر قرضہ لازم و حق واجب بسبب صحیح ہونے کا اقرار کیا ہو کہ جسکی تصدیق اس حاضر ہونے والے نے کی اور اُس سے اس سب مال کے ادا کردینے کا مطالبہ کیا اور جواب دعوی مانگا پس اُس نے فارسی مین جواب دیا کہ مر این مدعی را ہیچ چیز وادنی نیست پس یہ مدعی اپنے ساتھ چند نفر کو لایا اور بیان کیا کہ یہ میرے گواہ ہین اور مجھ سے ان کی گواہی کی سماعت کی درخواست کی پس مین نے منظور کیا اور اُس نے گواہون سے گواہی طلب کی اور وہ فلان بن فلان جس کا یہ حلیہ ہو اور فلان جگہ رہتا ہے اور اُس کا مصلے اس کوچہ کی مسجد ہے اور دوسرا فلان بن فلان ہے اور اس کا یہ حلیہ اور یہ مسکن اور یہ مصلے ہو اور سوم فلان بن فلان کہ جس کا حلیہ یہ ہے اور مسکن یہ ہے اور مصلے یہ ہے (مسجد بنی فلان) پس ان گواہون نے بعد درخواست مدعی کے اور دعوی اس مدعی اور انکار اس مدعا علیہ کے شہادت مستقیمہ صحیحہ متفقۃ اللفظ والمعنی ایک نسخہ سے جو انکے فارسی

مین پڑھ سنایا گیا ہی ادا کی اور مضمون اُس نسخہ کا جو اُنکو پڑھ سنایا گیا ہی یہ ہی کہ گواہی میدہم الی آخرہ یعنی تمام الفاظ شہادت
فارسی مین جسطرح ہم نے بیان محضر مین ذکر کیا ہی لکھے پھر جب الفاظ شہادت لکھنے سے فارغ ہو تو لکھے کہ پس ان گواہون نے
یہ گواہی جیسا چاہیئے ہی ادا کی اور جو گواہی کا طریقہ ہی بیان کی اور ہر ایک نے اشارہ کی جگہ اشارہ کیا پس مین نے انکی یہ گواہی
سُنی اور اُسکو خریطہ[1] حکم مین محضر مجلد مین ثبت کر لیا پھر اسکے بعد اگر گواہ لوگ قاضی کے نزدیک عدالت مین معروف
ہون تو لکھے کہ مین نے انکی گواہی قبول کی کیونکہ میرے نزدیک وہ عدالت مین معروف ہین اور جائز الشہادت
ہین اور اگر معروف بعدالت نہون بلکہ معدل لوگون کے تزکیہ سے اُنکی عدالت ثابت ہوئی ہو تو لکھے کہ مین نے
ان گواہون کے حال دریافت کرنے کے واسطے جو لوگ اس ناحیہ مین مقرر ہین کہ عدالت بیان کرین انکی طرف رجوع
کیا پھر اگر سب گواہون کی تعدیل ہو گئی ہو تو لکھے کہ معدلین نے سب کو عادل و جائز الشہادت بیان کیا پس مین نے
ان گواہون کی گواہی قبول کی کیونکہ علم نے اُن کی گواہی قبول کرنا واجب کر دیا ہے اور اگر معدلین نے بعض
کو عادل کہا ہو اور بعض کو نہین تو لکھے کہ معدلین نے دو گواہون کو انہین سے عادل کہا اور وہ اول و دوم ہی اور علیٰ
ہذا القیاس زیادہ مین یہی سمجھنا چاہیئے پس مین نے ان دونون گواہونکی گواہی بسبب ایجاب علم کے قبول کی اور یہ اُس وقت
ہے کہ مشہود علیہ یعنی مدعا علیہ نے گواہون پر طعن کیا ہو اور اگر اُس نے طعن نہ کیا ہو تو اس تحریر کے بعد کہ مین نے انکی گواہی سُنی اور
اسکو محضر مجلد مین خریطہ حکم مین ثبت کر لیا ہی لکھے کہ اس مدعا علیہ نے ان گواہون مین طعن نہین کیا اور مجھ سے یہ درخواست
نہین کی کہ معدلین سے انکا حال دریافت کرون پس مین نے معدلین سے انکا حال دریافت کرنے کی طرف توجہ نہ کی
اور انکی ظاہر عدالت عدالت اسلام پر اکتفا کیا اور ائمہ دین و علماء مسلمین سے ایسے امام کے قول پر عمل کیا کہ جو ظاہر
عدالت پر حکم دینے کو جائز فرماتا ہی پس مین نے انکی گواہی قبول کی کیونکہ ایسی گواہی کا قبول کرنا جس طرح بیان کیا گیا ہے
شرع نے واجب کیا ہی پس میرے نزدیک ان گواہون کی گواہی سے جسکی اُنھون نے گواہی دی ہی جسپر گواہی دی اُسپر
ثابت ہو گیا پس مین نے مشہود علیہ کو اس سے آگاہ کیا اور خبر دی کہ میرے نزدیک یہ بات ثابت ہو گئی ہی اور اُسکو قابو دیا
کہ اس دعوی کا دفعیہ لاوے اگر اُسکے پاس ہو پس وہ کچھ دفعیہ نہ لایا اور خلاصی کی کوئی بات نہ لایا اور میرے نزدیک اس سے اسکا
عاجز ہونا ظاہر ہو گیا پھر جب اس مدعی نے اس مشہود علیہ کے روبرو جو بات اس سے میرے نزدیک ثابت ہوئی ہی اپنے واسطے
اس مشہود علیہ پر حکم دینے کی اور سجل لکھنے کی اور اسپر گواہ کر دینے کی درخواست کی تاکہ اس معاملہ مین اُسکے واسطے حجت
ہو پس مین نے اُسکی درخواست منظور کی پس مین نے اللہ تعالی سے استخارہ طلب کیا اور زیغ و زلل سے عصمت طلب کی
اور خطا و خلل مین پڑ جانے سے بچانے کی دعا کی اور سچا حکم حاصل ہونے کے واسطے اُس سے مضبوطی طلب کر کے
اس مدعا علیہ پر اس مدعی کے واسطے یہ حکم دیا کہ اس مدعا علیہ کا اپنے اوپر اُس مال کا جس کے مبلغ و عدد و
جنس و صفت اس سجل مین مذکور ہی بطور دین لازم و حق واجب کے بسبب صحیح اس مدعی کے واسطے اقرار کرنا اور تصدیق
اس مدعی کی اس کے اس اقرار کی بطور خطاب جسطرح اس سجل مین مذکور ہی ثابت ہو گیا پھر اگر گواہ لوگ معروف بعدالت

[1] خریطہ بخائے معجمہ و راء مہملہ و بعد تحتانی طاء مہملہ سرہ جسکو ہمارے عرف مین تھیلی بولتے ہین ١٢

ہون تو بعد لکھنے اس عبارت کے کہ جس طرح اس سجل مین مذکور ہی لکھے کہ بگواہی ان گواہون کے جو معروف بعدالت ہین ؛ اور اگر انکی عدالت بتزکیہ معدلین ثابت ہوئی ہو تو لکھے کہ بگواہی ان گواہون کے جنکی عدالت بتعدیل معدلین ثابت ہوئی ہی اور اگر بعض کی عدالت ظاہر ہوئی اور بعض کی نہ ظاہر ہوئی تو لکھے بگواہی ان دو گواہون کے جنکی عدالت بتعدیل معدلین ثابت ہوئی ہی منجملہ اُن گواہون کے جنکا نام محضر مین بیان کیا گیا ہی اور یہ دو گواہ عادل نے روبرو اس مدعی و اس مدعا علیہ کے ہر ایک کی طرف اشارہ کر کے میری مجلس قضا واقع کورہ بخارا کہ لوگون کے درمیان بر سبیل تشہیر و اعلان کے ہے گواہی دی پس مین نے ایسا حکم دیا کہ قطعی کر دیا اور نافذ کر دیا جو تمام شرائط صحت و نفاذ کا جامع ہی اور مین نے اس محکوم علیہ پر اس مال کا ادا کرنا جسکے مبلغ و جنس و عدد و صفت اسمین مذکور لازم کر دیا کہ اس محکوم لہ یعنی مدعی کو ادا کرے اور مین نے اس محکوم علیہ کو ہر فری حق و حجت و دفع کو اپنے حق و حجت و دفعیہ پر چھوڑ دیا کہ ہمیشہ جب اُسکا جی چاہے اپنے حق کا دعوے یا حجت پیش کرے یا دفعیہ پیش کرے اور مین نے اس سجل کی کتابت کا حکم دیا کہ اس محکوم لہ[1] کے واسطے اس مقدمہ مین حجت رہے اور مین نے اپنے مجلس کے حاضرین اہل علم و عدالت و امانت و صیانت کو اسپر گواہ کر دیا اور یہ سب فلان روز فلان ماہ فلان سنہ مین واقع ہوا فقط پس یہ صورت جو ہم نے سجل مین تحریر کر دی ہی تمام سجلات مین اصل ہی اور اسمین کوئی چیز بدلی نہ جائیگی سوائے دعوے کے کہ دعوے بہت ہوتے ہین بعض کے مشابہ نہین ہی اور کتاب سجل مین اور کچھ نہین ہوتا ہی سوائے اسکے کہ بعینہ وہی دعوی جو محضر مین مذکور ہی اور اسکے بعد الفاظ شہادت بعینہ سجل مین اعادہ کرے اور الفاظ شہادت کے بعد سب سجلات مین تمام شرائط ویسے ہی ہین جیسے ہم نے اس سجل مین بیان کر دیے ہین - پھر قاضی کو چاہیے کہ صدر سجل کو اپنے توقیع معروف سے مزین کرے اور آخر سجل مین قبل تاریخ لکھنے کے سجل کے بائین طرف یہ لکھے کہ فلان بن فلان نے یہ سجل میرے حکم سے میری طرف سے لکھا اور جو ماجرا اسمین مذکور ہی اُسکا حکم میرے پاس اور میری طرف سے جاری ہوا ہی اور جو حکم اسمین مذکور ہی وہ میرا حکم و میری قضا ہی کہ مین نے اسکو بسبب حجت کے جو میرے نزدیک ظاہر ہوئی ہی نافذ کیا اور توقیع مین نے صدر سجل پر لکھی ہی - اور یہ چار پانچ سطرین جیسے خط مین آئی ہون میرے ہاتھ کی تحریر ہی اور کبھی یہ سجل بطریق معائنہ لکھا جاتا ہی کہ یہ وہ تحریر ہی جسپر ان گواہون نے جنکا نام اس تحریر کے آخر مین مذکور ہی سب شاہد ہوئے کہ مجلس قضا واقع کورہ بخارا مین سامنے فلان بن فلان قاضی کے جو اسوقت فلان امیر کی جانب سے متولی قضا و احکام اس کورہ کے واسطے ہی ایک شخص حاضر ہوا اور بیان کیا کہ فلان اسکا نام ہی اور اپنے ساتھ ایک شخص کو لایا اور بیان کیا کہ فلان اسکا نام ہی پھر الفاظ دعوی اسیطرح لکھے جیسے ہم نے صورت اولے مین بیان کیا ہی اور نیز الفاظ شہادت بھی اسی طرح لکھے جیسے ہم نے صورت اولی مین بیان کیا ہی پھر جب اس سے فارغ ہو تو لکھے کہ پس قاضی نے انکی گواہی سُنی اور اُسکو محضر مجلد مین خریطہ حکم مین ثبت کر لیا پھر ان گواہون کی تعدیل کے واسطے جو لوگ اسواسطے ہین کہ نواح مین گواہون کی تعدیل کرین اُنکی طرف رجوع کیا آخر تک وہی عبارت تفصیل سے لکھے جسطرح ہم نے بیان کر دی ہی پھر لکھے کہ پس قاضی کے نزدیک ان گواہون کی گواہی سے جس امر کی گواہی جسپر اُنھون نے دی تھی وہ ثابت ہو گیا اور سُنے دعوی اور الفاظ شہادت اُن امامون کے سامنے پیش کیا جن پر اس ناحیہ مین فتوے کا مدار ہی پس اُنھون نے اسکی صحت کا

[1] وہ شخص جسکے واسطے قاضی نے ڈگری دی ۱۲

اور اسکے موافق حکم قضاء جاری کرنے کا فتویٰ دیا اور قاضی نے مشہود علیہ کو آگاہ کر دیا کہ قاضی کے نزدیک جس امر کی گواہوں نے جسپر گواہی دی ہے وہ ثابت ہو گیا تاکہ وہ کوئی دفعیہ پیش کرے اگر اُسکے پاس ہو مگر وہ کوئی دفعیہ نہ لایا اور نہ کوئی ایسی بات لایا جس سے اُسکا چھٹکارا ہو اور قاضی کے نزدیک اُسکا عاجز ہونا اس بات سے ظاہر ہو گیا پھر مشہود لہ (یعنی مدعی) نے قاضی سے موافق اُسکے جیسا اُس کے نزدیک اس مقدمہ میں ثابت ہوا ہے حکم کی اور اس مقدمہ کی سجل تحریر کرنے کی اور اسپر گواہی کر دینے کی درخواست کی تاکہ اُس کے واسطے حجت ہو پس اس قاضی نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں استخارہ کیا اور اس سے زیغ و زلل و وقوع خطا و خلل سے عصمت کی دعا کر کے اس مشہود لہ کی درخواست پر اُسکے واسطے اس مشہود علیہ پر یہ حکم دیا کہ اس مشہود علیہ اس مال کا جسکے مبلغ و جنس و عدد و صفت اس سجل میں مذکور ہے اپنے اوپر بسبب صحیح اس مشہود لہ کیواسطے دین لازم و حق واجب ہونیکا اقرار کرنا اور مشہود لہ کا اسکے اس اقرار کی خطاباً تصدیق کرنا جس طرح کہ اس سجل میں مذکور ہے بگواہی ان گواہوں کے روبروئے دونوں متخاصمین کے اُنکے حاضر ہونے کی حالت میں اس قاضی کی مجلس میں جو کورہ بخارا میں لوگوں میں معروف ہے اس قاضی نے قطعی حکم دیا اور قضاء کو نافذ کر دیا اور اس محکوم علیہ کو حکم دیا کہ اس محکوم لہ کو یہ مال جسکے عدد و مبلغ و جنس و صفت اس سجل میں مذکور ہے ادا کر دے اور محکوم علیہ ہر صاحب حجت و دفعیہ کو اپنی حجت و دفعیہ پر چھوڑ دیا کہ اسکو اختیار ہے کہ ہمیشہ جب چاہے پیش کرے اور اس قاضی نے اس سجل کے لکھنے کا اور اسپر گواہی کرنے کا حکم دیا واقعہ تاریخ فلان سنہ فلان اور یہ سجل بھی اصل ہے لیکن لوگوں میں مستعمل وہی سجل ہے جو اول مذکور ہوا ہے۔ اور کبھی یہ سجل بطریق ایجاز لکھا جاتا ہے کہ قاضی فلان بن فلان متولی قضا و احکام بلدہ بخارا الی آخرہ کہتا ہے کہ میرے نزدیک جس طرح حوادث شرعیہ و نوازل حکمیہ ثابت ہوتے ہیں بعد دعوے صحیحہ از جانب خصم حاضر بر خصم حاضر کے کہ حکم نے اُس طرف توجہ کرنا واجب کر دیا ہے بذریعہ گواہان عادل کے جو میرے سامنے قائم ہوے یا شہادت فلان و فلان کے جنکی عدالت و جواز شہادت میرے نزدیک معروف ہے یہ ثابت ہوا کہ فلان نے اقرار کیا ہے کہ فلان کے اسپر اسقدر دینار قرضہ لازم و حق واجب بسبب صحیحہ ہیں اور ایسی طرح ثابت ہوا کہ جسنے ایسا حکم دینا واجب کر دیا پس میں نے اس مشہود لہ کی درخواست سے اس مشہود علیہ پر حکم تمام اُس مال کا جسکا اس مشہود علیہ نے اس مشہود لہ کیواسطے اقرار کیا ہے دونوں کے روبرو اسطرح دیا کہ اسکو قطعی کر دیا اور قضاء کو نافذ کر دیا بعد استجماع شرائط صحت حکم و جواز کے اپنی مجلس قضا واقع کورہ بخارا میں جو لوگوں میں معروف ہے اور میں نے اس محکوم علیہ پر اس مال مذکور کا ادا کرنا محکوم لہ کو لازم کر دیا اور محکوم علیہ اور ہر ذی حق و حجت و دفعیہ کو اپنے حق و حجت و دفعیہ پر مختار چھوڑ دیا ہمیشہ جب چاہے پیش کرے اور میں نے اس محکوم لہ کی درخواست سے اس سجل کے لکھنے کا حکم دیا تاکہ محکوم کے واسطے حجت رہے اور اسپر اپنے حاضرین مجلس کو گواہ کر دیا واقع تاریخ فلان

محضر در اثبات دفع برائے این دعویٰ بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے کے بعد لکھے قاضی فلان متولی کار قضاء و احکام بلدہ بخارا ادام اللہ توفیقہ کی مجلس قضاء واقع کورہ بخارا میں فلان روز ایک شخص حاضر ہوا اور بیان کیا کہ اسکا نام زید ہے اور اپنے ساتھ دوسرے کو لایا اور بیان کیا کہ اُس کا نام عمرو ہے پھر اس زید نے اس عمرو کا جو دعوے اس زید کی جانب سے

سلہ جنکو ہمارے عرف میں محلہ بولتے ہیں ۱۲

اسکے دفعیہ مین دعوے کیا کیونکہ اس عمرو نے اس زید پر پہلے دعوے کیا تھا کہ اس عمرو کے زید پر بیس دینار دضر
ہین اور اُن کی نوع وصفت عدد بیان کردے اور ایسا ہی اس زید نے اپنی حالت جواز اقرار مین ان دینار دن
مذکورہ کا اس عمرو کے واسطے قرضہ لازم وحق واجب بسبب صحیح ہونیکا ایسا اقرار صحیح کیا تھا کہ اس عمرو نے اُسکے
اس اقرار کی خطاباً تصدیق کی تھی اور عمرو نے ان دینار مذکورہ کے ادا کرنے کا اُس سے مطالبہ کیا تھا اور اسکے
اس دعوے کے انکار کے بعد اُس نے اس زید پر گواہ قائم کیے تھے پس اب یہ زید اس کے اس دعوے کے
دفعیہ مین جسکا ذکر کیا گیا ہے اس عمرو پر یہ دعوی کرتا ہے کہ یہ عمرو اپنے اس دعوے مین جھوٹا ہے کیونکہ اس زید کے اسکو یہ دینار
ادا کرنے سے اس عمرو نے یہ سب دینار مذکورہ بقبضہ صحیحہ وصول پائے ہین اور ایسا ہی اس عمرو نے اپنی حالت
جواز اقرار مین بطوع خود قبضہ کر پانے کا ایسا اقرار صحیح کیا کہ اس زید نے خطاباً اسکی تصدیق کی پس اس عمرو پر واجب
ہے کہ اس زید کی طرف اپنا یہ دعوی ترک کردے پھر زید نے اُس جواب کا مطالبہ کیا - یہ صورت اُس وقت ہے کہ
جب دعوی اول کا حکم اس قاضی نے نہ دیا ہو اور اگر اس قاضی نے دعویٰ اول کا حکم دیا ہو تو اس قول کے بعد کہ اُس سے
ان دیناروں کے واپس دینے کا مطالبہ کیا اور زید کی طرف سے اُسکے دعوے کا انکار ہونے کے بعد اس عمرو نے اپنے
گواہ قائم کیے اور میری طرف سے اس عمرو کے واسطے اس زید پر یہ حکم جاری ہوا پھر لکھے کہ اس زید نے اس عمرو پر دفعیہ کا
دعوے کیا آخر تک جیسا ہمنے بیان کیا ہے پھر لکھے کہ اس زید نے اس عمرو سے اپنے دعوے کا جواب طلب کیا پھر اسکے بعد لکھے
کہ پھر قاضی نے اس عمرو سے جواب مانگا پس اُس نے فارسی مین کہا کہ من مبطل نیم اندرین دعوی پس مدعی دفع یعنے زید
چند نفر حاضر لایا اور بیان کیا کہ یہ میرے گواہ ہین اور مجھ سے درخواست کی کہ اُنکی گواہی سنون پس مین نے اُسکو منظور کیا
اور وہ لوگ فلان وفلان ہین یعنی گواہونکے نام ونسب وحلیہ ومساکن ومصلے لکھے پھر لکھے کہ ان گواہون نے بعد دعوی
دفعیہ اس زید کے اور اس عمرو کی طرف سے جواب بانکار کے اس زید کی گواہی طلب کرنے کے بعد سب نے ایک نے
بعد دوسرے کے گواہی صحیحہ متفقۃ الالفاظ والمعانی ایک نسخہ سے جو اُنکو پڑھ سنایا گیا تھا ادا کی اور اس نسخہ کا مضمون
یہ ہے گواہی میدہم کہ مقر آمد این فلان - او راس عمرو کی طرف اشارہ کیا ہے بحال رواے اقرار خویش بطوع ورغبت چنین گفت
کہ قبض کردہ ام از بین فلان - اور مدعی دفعیہ یعنی زید کی طرف اشارہ کیا ہے - این بست دینار زر کہ مذکور شدہ است درین محضر
اور اس محضر کی طرف اشارہ کیا ہے - قبض درست برسانیدن این فلان - اور مدعی دفعیہ یعنی زید کی طرف اشارہ کیا ہے
این زر ہارا اقرارے درست واین مدعی دفع - اور زید کی طرف اشارہ کیا ہے - راست گوے داشت مراین مدعا علیہ را
اور عمرو کی طرف اشارہ کیا ہے - اندرین اقرار کہ آوردہ روبرو اور اگر گواہون نے قبضہ معائنہ کرنے پر گواہی دی تو بجاے
اقرار بقبضہ کے معائنہ قبضہ تحریر کرے جس طرح ہم نے اقرار کی تحریر مین بیان کیا ہے اور لکھے اور پھر عمرو نے دینار ہاے موصوفہ
اس زید مدعی سے بقبضہ صحیحہ بدین طور کہ زید نے اُسکو سب ادا کیے ہین وصول پائے اور اگر زید نے اسطرح دفعیہ کا دعوی
کیا کہ عمرو نے اسکو تمام دعوی اور خصومات سے بری کردیا ہے وہ بری ہوگیا تو لکھے کہ مدعی دفع اس زید نے دعوے کیا کہ اس
عمرو نے قبل اپنے دعوے کے اس زید کو اپنے تمام دعوے وخصومات سے جو اسکے بجانب اس زید کے ہون مال وغیرہ کے

یعنی اسکو ۱۲

بابرائے صحیح بری کردیا ہے اور اقرار کیا ہے کہ اس عمرو کا اس زید کی طرف کوئی دعوی و کوئی خصومت قلیل یا کثیر مال میں کسی وجہ اور کسی سبب سے نہیں ہے اور اس زید نے اس عمرو سے یہ ابراء قبول کیا اور خطابًا اس کی تصدیق کی ہے اور یہ کہ یہ عمرو بعد ازانکہ اُسنے زید کو جمیع دعوے سے بری کرنے کا اقرار کیا ہے اُسکی جانب دعوے کرنے میں مبطل ہے حق پر نہیں ہے پس اس عمرو مذکور پر واجب ہے کہ ایسے دعوے سے باز رہے اور زید سے تعرض چھوڑ دے اور اس عمرو سے اُسنے جواب کا مطالبہ کیا پس اُس نے جواب دیا کہ میں اپنے اس دعوے میں مبطل نہیں ہوں پس مدعی نے چند نفر ساتھ لاکر بیان کیا کہ یہ میرے گواہ ہیں پھر یہان سے آخر تک وہی عبارت لکھے جو ہم نے بطریق وصول پانے کے دفعیہ میں بیان کی ہے لیکن بطریق قبضہ میں جہان لفظ قبضہ لکھا تھا وہان اس ابراء کی صورت میں ابراء تحریر کرے سجل برابین دعوی۔ بعد تسمیہ کے لکھے کہ قاضی فلان کہتا ہے کہ زید مذکور حاضر ہوا اور اپنے ساتھ عمرو کو حاضر لایا اور تمام دعوے جو محضر میں مذکور ہوا ہے اول سے آخر تک اعادہ کرے پھر جب مدعی دفعیہ یعنی زید کے گواہوں کی گواہی کی تحریر سے فارغ ہو تو لکھے کہ میں نے انکی یہ گواہی سنی اور اُسکو محضر مجلد خریطۂ حکم میں ثبت کرلیا اور برابر عبارت لکھتا جاوے یہانتک کہ اس عبارت پر آوے کہ میرے نزدیک جس بات کی گواہی جس شخص پر گواہوں نے دی ہے وہ ثابت ہو گئی پس میں نے مدعا علیہ یعنی اس عمرو پر پیش کیا اور اسکو آگاہ کیا کہ میرے نزدیک یہ ثابت ہو گیا ہے اور اُسکو قابو دیا کہ اگر اُسکے پاس اسکا دفعیہ ہو تو لاوے پس وہ کوئی دفعیہ و مخلص نہ لایا نہ ایسی کوئی حجت پیش کی جس سے یہ دفعیہ ساقط ہوا اور میرے نزدیک ثابت ہوا کہ وہ دفعیہ پیش کرنے سے عاجز ہے اور مجھ سے اس مدعی زید نے اس مدعا علیہ عمرو کے سامنے درخواست کی کہ جو میرے نزدیک ثابت ہوا ہے اُسکا حکم دوں اور سجل لکھکر گواہی کرادوں یہانتک کہ یہ لکھے کہ پس میں نے اُس زید کے واسطے اسکی درخواست پر اس عمرو مدعا علیہ پر اس عمرو کے روبرو اس دفعیہ کے ثبوت کا بگواہی ان گواہوں کے جنکا نام ہمین مذکور ہے اپنی مجلس قضاء واقع بخارا میں حکم دیا ایسا حکم کہ قطعی ہے اور ایسی قضا کہ میں نے اسکو نافذ کردیا ہے جو شرائط صحت و نفاذ کو مستجمع ہے سامنے ان دونوں متخاصمین کے دونوں کی حاضری کے وقت دونون کی طرف اشارہ کرکے حکم دیا ہے اور اس عمرو کو حکم کیا کہ اس محکوم لہ زید سے اس مال مذکور کے ادا کرنے کا مطالبہ کا تعرض ترک کرے اور اس عمرو کو اور ہر صاحب حق و حجت و دفعیہ کو اپنے حق و حجت و دفعیہ پر چھوڑا کہ ہمیشہ جب چاہے پیش کرے اور اس زید کی حجت ہونے کے واسطے میں نے اس سجل کی کتابت کا حکم دیا اور اپنے حکم پر حاضرین مجلس قضا کو گواہ کردیا واقعہ تاریخ فلان سنہ فلان - اور اگر دعوے قرضہ کا دفعیہ اس طور سے ہو کہ زید نے دعوی کیا کہ سلطان نے مجھپر اسقدر مال کے اقرار پر اکراہ کیا تھا تو لکھے کہ اس زید نے جسکو اپنے ساتھ لایا ہے یعنی اس عمرو پر اُسکے دعوے کے دفعیہ میں یہ دعوی کیا کہ میں اس اقرار پر سلطان کی طرف سے باکراہ صحیح مجبور کیا گیا تھا اور یہ کہ میرا یہ اقرار صحیح نہیں ہوا اور یہ کہ عمرو اپنے دینارون کے دعوی میں مبطل ہے پس اسپر واجب ہے کہ اس دعوی سے باز رہے اور اگر دعوی قرضہ کا دفعیہ بدعوی اصلح بمال ہو تو دعوی دفع میں لکھے کہ اس زید نے یہ دعوی کیا کہ یہ عمرو اپنے دعوی میں مبطل ہے اسواسطے کہ اس عمرو نے اس زید کے ساتھ اس قدر مال پر اپنے قرضہ سے صلح کرلی تھی وتمام مال

ف نا یعنی دعوی ناحق کنندہ ۱۲ سے ۲ مکرہ کسے را بزور بر کارے داشتن یعنی کسی سے بزور زبردستی کام کرانا ۱۲

صلح پر قبضہ کر لیا تھا اور دفعیہ کے دعوی بہت ہو سکتے ہین پس دعوے ہاے دفعیہ مین سے جو دعوی پیش آوے اسکو اسی شامل[1] لکھے۔ اور اگر دعوی قرضہ کسی سبب سے ہو تو اس سبب کو محضر دعوے مین تحریر کرے اور اگر سبب قرضہ غصب ہو تو لکھے کہ اسقدر دینار قرضہ لازم و حق واجب ہین بدین سبب کہ اس شخص نے جسکو ساتھ حاضر لایا ہے اس شخص کے دینار لیکر مین سے جو حاضر ہوا ہی اسقدر مبلغ مذکور موصوف در محضر غصب کر کے صرف کر ڈالے ہین اور مثل ان دیناروں کے اسکے ذمہ قرضہ ہو گئے ہین اور اگر سبب قرضہ بیع ہو تو لکھے کہ دین لازم و حق واجب (جو محضر مین مذکور ہین ۱۲) ثمن ایسی متاع کا ہی جو حاضر ہونے والے نے اس شخص کے ہاتھ جسکو حاضر لایا ہی فروخت کر کے اُسکے سپرد کر دی ہی اور اگر سبب قرضہ اجارہ ہو تو لکھے کہ قرضہ لازم و حق واجب اجرت ایک چیز کی ہی جسکو اس نے مدعا علیہ کو اُجرت پر دیکر سپرد کر دی تھی اور مدعا علیہ نے مدت اجارہ تک اُس سے انتفاع حاصل کیا ہی اور اگر سبب قرضہ کفالہ یا حوالہ ہو تو کفالت کی صورت مین لکھے کہ قرضہ لازم و حق واجب بسبب کفالت کے ہے کہ مدعا علیہ نے فلان کی طرف سے اسکی کفالت کی تھی اور اس شخص نے جو حاضر ہوا ہی اُس کی کفالت کی اپنے واسطے مجلس کفالت مین اجازت دیدی تھی اور اس شخص نے جسکو ساتھ حاضر لایا ہے اسیطرح اپنے اوپر اس مال کی اس حاضر ہونیوالے کے واسطے بسبب مذکور واجب ہونیکا اقرار کیا ہی اور حوالہ کی صورت مین تحریر کرے کہ قرضہ لازم و حق واجب بسبب حوالہ کے ہی کہ فلان نے اسپر حوالہ کر دیا تھا اور اُسنے اُسکی طرف سے یہ حوالہ اُسی مجلس مین بالمشافہ روبرو قبول کیا ہے اور اس شخص نے جس کو اپنے ساتھ لایا ہے اسی طرح اس حاضر ہونیوالے کے واسطے اپنی ذات پر اس مال کا بسبب مذکور واجب ہونے کا اقرار کیا ہی اور اگر دعوی قرضہ بذریعہ دستاویز کے ہو تو لکھے کہ اس حاضر ہونے والے زید نے اس شخص پر جسکو ساتھ لایا ہے مسمی عمرو پر تمام سب باتون کا جنکو اُسکی دستاویز متضمن ہے جسکو پیش کرتا ہی دعوی کیا اور دستاویز کی عبارت یہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پھر دستاویز اقراری کو اول سے آخر تک تحریر کرے پھر لکھے کہ اس زید نے اس عمرو پر دعوی کیا کہ تمام سب جسکو اُسکی دستاویز متضمن ہی کہ اُس مال کا جو اس مین مذکور ہے اور اس مال کا اس عمرو کا اپنے اوپر اس زید کے لیے قرضہ لازم و حق واجب ہونیکا اقرار اور اس زید کا اس تاریخ مین اس عمرو کے اقرار کی تصدیق کرنے کا دعوے کیا پس اس عمرو پر واجب ہی کہ اس زید کو یہ مال ادا کر دے اور اس زید نے اس سے اسکے جواب کا مطالبہ کیا۔ اور اگر کفالت و حوالت تحریری ہو تو لکھے کہ اُسپر تمام اُسکا جسکو تحریر ضمان یا تحریر حوالہ متضمن ہی جسکو پیش کرتا ہے دعوے کیا اور یہ اُسکی عبارت ہی پس تحریر کفالت و حوالت کو بعینہ نقل کر دے (یعنے ضمانت نامہ ۱۲) پھر لکھے کہ قبول و اقرار و تصدیق جو کفالت نامہ و حوالہ نامہ مین اول سے آخر تک ہی تمام اُن باتون کا جنکو تحریر حوالہ یا کفالہ جو اس محضر مین منقول ہی شامل ہی دعوی کیا یہ محیط مین ہے۔

محضر۔ دعوی قرضہ جو میت پر ہی۔ زید حاضر ہوا اور اپنے ساتھ عمرو کو حاضر لایا پھر اس زید نے اس عمرو پر دعوی کیا کہ اس زید کے اس عمرو کے والد فلان شخص پر اسقدر دینار۔ انکا وصف بیان کرے اور مبالغہ کرے بسبب صحیح قرضہ لازم و حق واجب تھے اور ایسا ہی والد عمرو فلان نے اپنی زندگی و صحت و جواز اقرار و سب طرح (یعنی خوب واضح بیان کرے ۱۲) نفاذ تصرفات کی حالت مین بطوع خود ان دینارون مذکورہ کا اس زید کے واسطے اپنے اوپر قرضہ ہونے کا اقرار صحیح کیا تھا جسکی اس زید نے

---

[1] شامل و احاطہ کنندہ ۱۲

خطاً یا فلان تاریخ تصدیق کی تھی پھر والد عمرو فلان شخص نے ان دیناروں کو اس زید کو ادا کرنے سے پہلے وفات پائی اور اس زید کے واسطے مثل ان دیناروں کے اُسکے ترکہ مین قرضہ ہو گئے اور اس متوفی مذکور نے وارثون مین اپنا ایک بیٹا صلبی بھی جسکو ساتھ لایا ہے یعنے یہ عمرو چھوڑا اور ترکہ مین اپنا مال جنس مال مذکور سے ادائے مال قرضہ مذکور کی مقدار سے زائد اس عمرو کے قبضہ مین چھوڑا ہے اور اس عمرو کو اس معاملہ سے آگاہی ہے پس اسپر واجب ہے کہ یہ قرضہ مذکور اپنے مقبوضہ مال مین سے مال مذکور کے مثل ترکہ متوفی مین سے اس زید کو ادا کر دے پھر اُس سے جواب کا مطالبہ کیا پس مدعا علیہ سے پوچھا اور محضر کو مع الفاظ شہادت کے بروفق دعوی لکھکر ختم کرے یہ ذخیرہ مین ہے

سجل۔ این دعوی۔ قاضی فلان کہتا ہے کہ زید حاضر ہوا اور اپنے ساتھ عمرو کو حاضر لایا پھر دعوے بجنسہ اعادہ کرے اور گواہوں کے نام و الفاظ شہادت و گواہوں کی عدالت اور یہ کہ اُسنے انکی گواہی بوجہ ظاہری عدالت اسلام کے یا بسبب اُنکے عادل معروف ہونے کے یا بوجہ تعدیل مزکین کے عدالت ثابت ہونے کے قبول کی یہانتک کہ اس عبارت تک پہونچے کہ مین نے حکم دیا پس لکھے کہ مین نے اس زید کیواسطے اس عمرو پر متوفی مذکور کے حالت زندگی و صحت نفاذ تصرفات مین اپنے اوپر اس زید کے واسطے اس مال مذکور کے قرضہ ہونیکا اقرار اس زید کی اسکے اقرار کی خطاً یا فلان تاریخ مذکور مین تصدیق اور مال مذکور مین سے کچھ اس زید کو ادا کرنے سے پہلے قرضدار مذکور کی وفات اور عمرو کے پاس اسقدر ترکہ جس سے مثل مال مذکور ادا ہو سکتا ہے مع زیادتی کے چھوڑنا سب ثابت ہونیکا بذریعہ ان گواہان کے جنکا نام اس مین درج ہے حکم مبرم دیا اور ان سب باتون کی بگواہی گواہان ثابت ہونے کی قضا اپنی مجلس قضا واقع کورۂ بخارا مین جو لوگون مین معروف ہے مستجمع بشرائط صحت و نفاذ بحضور ہر دو متخاصمین[۱] دونون کے روبرو نافذ کر دی اور اس عمرو کو حکم کیا کہ اپنے پدر متوفی کے ترکہ مین سے جو اسکے قبضہ مین ہے قرضہ مذکور اس زید کو ادا کر دے فقط

محضر در اثبات دفعیہ برائے این دعوی عمرو حاضر ہوا اور اپنے ساتھ زید کو حاضر لایا پس اس عمرو نے اس زید پر اسکے دعوی کے دفعیہ مین جو اس عمرو مذکور پر ہے دعوی کیا اور یہ اسواسطے کہ اس زید نے اس عمرو پر دعوی کیا تھا کہ اس زید کا اس عمرو کے پدر متوفی پر آخر تک پورا دعوی اعادہ کرے پھر لکھے کہ اس عمرو نے اس زید کے دعوی کے دفعیہ مین دعوے کیا کہ زید اس دعوے مین جو وہ اس عمرو پر کرتا ہے مبطل ہے اسواسطے کہ اس زید نے اسکے پدر متوفی سے جسکا نام و نسب محضر مین مذکور ہے اسکی زندگی مین یہ دینار ہائے مذکورہ بطور صحیح وصول کر لیے ہین اور ایسا ہی اس زید نے اپنی حالت صحت و ثبات عقل مین بطوع خود ان دیناروں کا اسکے متوفی پدر فلان سے وصول پانے کا بقبضہ صحیحہ اقرار کیا ہے اور یہ اقرار کیا ہے کہ اُس متوفی مذکور پر اسکا کچھ دعوے کسی سبب اور کسی وجہ سے نہین ہے یا اقرار صحیح جائز اقرار کیا جسکی متوفی مذکور نے خطاً یا تصدیق کی ہے اور کہے یہ زید اپنے دعوے مذکورہ مین جو عمرو کی جانب کرتا ہے بعد ازانکہ حالت یہ ہے جو بیان کی گئی ہے مبطل ہے محق نہین ہے یہ لکھکر محضر کو تمام کر دے اور کبھی دعوی دفعیہ بدین طور ہوتا ہے کہ اس زید نے متوفی مذکور کو اپنے تمام دعوون سے بری کر دیا ہے اور دوسرے وجوہ سے بھی ہوتا ہے جنکا بیان اس سے پہلے گذر چکا ہے پھر اُن صورتون مین اسی طرح

[۱] یعنے مدعی و مدعا علیہ ۱۲

لکھے جسطرح ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے

سجل - این دفعیہ بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے کے اُسی طور سے لکھے جسطرح ہم نے پہلے بیان کیا ہے پھر دعویٰ دفعیہ محضر دعوے سے جسطرح ہمنے پہلے لکھا ہے بعینہٖ نقل کر دے یہانتک کہ تحریر حکم تک پہونچے تو بعد استخارہ[ع] کے لکھے کہ مین نے اس عمرو کے واسطے اس دفعیہ مذکورہ کے ثابت ہونیکا اس زید پر بگواہی ان گواہون کے جنکا نام مذکور ہے دونون متخاصمین کی موجودگی مین دونون کے روبرو حکم دیدیا پھر جسطرح ہم نے پہلے بیان کیا ہے سجل کو تمام کر دے یہ محیط مین ہے

محضر - دعویٰ نکاح ایسی عورت کے ساتھ جسکا کوئی شوہر نہین ہے۔ اور نہ وہ کسی کے قبضہ مین ہے۔ زید نے ہندہ کی نکاح کا دعویٰ کیا اور یہ زید یہ زعم[ل] کرتا ہے کہ اس ہندہ کے ساتھ دخول کیا ہے اور ہندہ نکاح سے منکر ہے اور ضرورت اثبات نکاح کی اور تحریر محضر کی پیش آئی تو لکھے کہ زید حاضر ہوا اور اپنے ساتھ ایک عورت کو لایا جسنے بیان کیا کہ میرا نام ہندہ بنت عمرو ہے پس اس زید نے اس ہندہ پر دعویٰ کیا کہ یہ ہندہ اس زید کی جورو ہے اور اسکی منکوحہ حلال مدخولہ بنکاح صحیح ہے کہ اسنے زید کے ساتھ اپنا نکاح درحالیکہ عاقلہ بالغہ سب صورتون سے نافذ التصرفات تھی اور ہر غیر کی طرف سے اور اس زید کیطرف سے عدت مین نہ تھی بموجودگی و حضور گواہان مردان آزاد بالغ و مسلمان کے اسقدر مہر پر کر لیا اور اس زید نے درحالیکہ سب صورتون سے نافذ التصرفات تھا اس ہندہ کے ساتھ اس مجلس تزویج مین انھین گواہونکے سامنے جو اس مجلس تزویج مین حاضر تھے اسی قدر مہر مذکور پر اپنے واسطے بتزویج صحیح نکاح قبول کیا اور البتہ ان گواہون نے جو اس مجلس تزویج مین حاضر تھے ان دونون متعاقدین کا کلام سنا اور یہ ہندہ آج کے روز بحکم نکاح مذکور کے اُس کی جورو و حلالہ ہے اور ناحق احکام نکاح مین اس کی اطاعت سے انکار کرتی ہے پس اس ہندہ پر واجب ہے کہ احکام نکاح مین اس زید کی تابعداری و اطاعت کرے پس درخواست کی کہ اس سے جواب دعوے کا مطالبہ ہو پس ہندہ مذکورہ سے دریافت کیا گیا اور اگر شوہر نے اسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو محضر مین لکھے کہ اس زید نے اس عورت ہندہ پر دعویٰ کیا کہ یہ ہندہ اُس کی جورو منکوحہ و حلالہ ہے اور دخول سے کچھ تعرض نہ کرے اور اگر یہ عقد نکاح کا ماجرا اس اس زید اور ہندہ کے ولی مثلاً اُس کے والد کے درمیان درحالیکہ ہندہ بالغہ تھی واقع ہوا ہو تو محضر مین لکھے کہ اس ہندہ کو اُس کے والد عمرو بن بکر قریشی نے درحالیکہ ہندہ سب صورتون سے نافذ التصرفات عاقلہ بالغہ تھی و نکاح غیر و عدت غیر سے خالی تھی ہندہ کے حکم و رضامندی سے سامنے گواہان عادل کے اس قدر مہر پر بتزویج صحیح اس زید کے ساتھ نکاح کر دیا پھر محضر کو تمام کر دے اور اگر یہ عقد زید و ہندہ کے وکیل کے درمیان جاری ہوا ہو تو لکھے کہ اس ہندہ کا نکاح اس زید کے ساتھ ہندہ کے وکیل خالد بن محمد نے اور آگے سب وہی لکھے جو ہم نے باب کی صورت مین بیان کیا ہے اور اگر یہ عقد ہندہ کی صغر سنی کی حالت مین والد ہندہ اور اس زید کے درمیان جاری ہوا ہو اور زید بعد ہندہ

[ل] گمان و خیال کرنا ۱۲ [ع] اللہ تعالیٰ سے استخارہ طلب کیا ۱۲

کے بالغ ہو جانے کے اُس سے خصومت کرتا ہو تو لکھے کہ اس ہندہ کو اُسکے باپ عمرو بن بکر قریشی نے اسکی صغر سنی میں
بولایت پدری زید کو کفو دیکھکر اسقدر مہر پر جو اسکا مہر مثل ہے نکاح کر دیا۔ اور اگر عقد نکاح زید و ہندہ دونوں کے والدین کے درمیان
دونوں کی صغر سنی میں جاری ہوا ہو اور دونوں نے اپنے بالغ ہونے کے بعد تخاصمہ کیا تو لکھے کہ اس زید نے دعوی کیا
کہ یہ ہندہ اسکی جورو حلالہ و منکوحہ ہے اسکو اُسکے باپ عمرو بن بکر قریشی نے اسکی صغر سنی میں بولایت پدری اس زید کے ساتھ
سب طرح سے اپنے تصرفات نافذ ہونے کی حالت میں سامنے گواہان عادل کے بتزویج صحیح بیاہ دیا اور اس زید کے باپ
فلان بن فلان نے اس تزویج موصوف کو اپنے پسر اس زید کے واسطے اسکی صغر سنی میں مجلس تزویج میں بولایت پدری
سب طرح اپنے نفوذ تصرفات کی حالت میں ان گواہان عادل کے سامنے جو مجلس تزویج ہذا میں حاضر ہوئے تھے
بطور صحیح قبول کیا اور محضر کو تمام کرے

سجل - اس دعوے سجل کی پیشانی موافق رسم کے تحریر کرکے نسخہ محضر سے تمام دعوے کا اعادہ کرے اور اسمائے
گواہان و لفظ شہادت تمام لکھتا جاوے یہانتک کہ حکم لکھنے کے مقام تک پہونچے پھر حکم کی جگہ لکھے کہ میں نے اس زید
کی درخواست سے اس زید کے واسطے اس عورت ہندہ پر اُسکا منکوحہ زید و اسکے حلالہ ہونا ثابت ہے میرے نزدیک ان
گواہان مذکور کی گواہی سے بسبب نکاح صحیح مذکور مبین کے ثابت ہوا ہے ہر دو متخاصمین کے سامنے حکم کیا اور اس کا
حکم قطعی و قضائے شرعی مستجمع بشرائط صحت و نفاذ اپنی مجلس قضاء واقع کورہ بخارا میں نافذ کر دیا اور اس ہندہ
پر احکام نکاح میں اس زید کی اطاعت لازم کر دی پھر سجل کو تمام کرے یہ ذخیرہ میں ہے

محضر - در دفع دعوی نکاح۔ ہندہ حاضر ہوئی اور اپنے ساتھ زید کو حاضر لائی پھر اس ہندہ نے اس زید کے دعوے کے دفعیہ
میں جو اسکا اس ہندہ کی جانب تھا دعوے کیا کہ اس زید نے اس ہندہ پر دعوی کیا تھا پھر دعوے کو بعینہ اول سے آخر
تک اعادہ کرے پھر لکھے کہ اس زید کا یہ دعوی نکاح بجانب ہندہ ساقط ہے اسوجہ سے کہ اس ہندہ نے ہر طرح اپنے تصرفات
نافذ ہونے کی حالت میں اس نکاح مذکور میں (یعنی تتمہ دعوے مدعیہ ہے ۱۲) اس زید سے بطلاق واحد اپنے مہر و نفقہ عدت و ہر حق پر جو عورتوں کا اپنے
شوہروں پر خلع سے پہلے یا بعد واجب ہوتا ہے اور ہر ایک کے واسطے دونوں میں سے دوسرے کے سب دعوی و خصومات
سے بریت ہونے پر خلع کرالیا تھا اور یہ کہ اس زید نے سب طرح اپنے نفوذ تصرفات کی حالت میں اس ہندہ کو بطلاق واحد
بر شرائط مذکورہ اسی مجلس اختلاع میں بخلع صحیح خالی از شروط مفسدہ و معانی مبطلہ خلع کر دیا اور یہ کہ یہ زید اپنے اس نکاح کے
دعوے میں جو ہندہ کی طرف کرتا ہے بعد از انکہ اس زید و اس ہندہ میں مخالعۂ مذکورہ واقع ہو چکی ہے مبطل ہے محق نہیں ہے
پس اسپر واجب ہے کہ اس دعوے سے باز رہے پھر ہندہ مذکورہ نے اُس سے جواب کا مطالبہ کیا اور جواب دعوی مانگا کذا فی الظہیریہ

سجل - اس دفعیہ۔ بدستور سابق لکھتا جاوے یہانتک کہ حکم پر پہونچے پس لکھے کہ میرے نزدیک بگواہی ان گواہان
مسمین کے ثابت ہوا کہ اس ہندہ نے اپنے مہر و نفقہ عدت پر اور ہر حق پر جو عورتوں کا اپنے شوہروں کی طرف خلع سے پہلے یا اسکے
بعد واجب ہوتا ہے اس زید سے بطلاق واحد اپنا خلع کرالیا ہے اور اس زید نے بعوض بدل مذکور کے اس مجلس خلع میں

ف۱ بعد اسکے دیکھا جاوے کہ یا تو زید مقر ہوگا یا منکر ہوگا پس اگر مقر ہوا تو گواہوں کی حاجت نہیں کام پورا ہو گیا پس یوں ہی لکھے اور اگر منکر ہوا تو گواہوں کو مثل مذکور سابق لکھے

اسکو بطلاق واحد خلع دیدیا ہی اور یہ مخالفت دونون متخاصمین مین سب طرح دونون کے جواز تصرفات کی حالتین جاری ہوئی ہی پس مین نے اس سب کا اس ہندہ کیواسطے اس زید پر حکم دیا اور تقضائے شرعی بدین طور کہ یہ ہندہ اس زید پر بسبب مخالعت مذکورہ کے بطلاق واحدہ حرام ہوگئی ہی ہر دو متخاصمین کے روبرو باجتماع شرائط صحت نفاذ کے نافذ کردی اور سجل تمام کردے یہ ذخیرہ مین ہی

محضر دعوی نکاح ایسی عورت پر جو دوسرے مرد کے پاس ہی اور یہ عورت اس مرد کے واسطے نکاح کا اقرار کرتی ہی لکھے کہ زید حاضر ہوا اور اپنے ساتھ ایک عورت کو لایا جسنے بیان کیا کہ میرا نام ہندہ ہی اور ایک مرد کو لایا جسنے کہا کہ میرا نام عمرو ہی پھر اس زید نے اس ہندہ پر اس عمرو کے سامنے دعوی کیا کہ یہ ہندہ اس زید کی جورو و حلالہ و مدخولہ بنکاح صحیح ہی اور یہ ہندہ اس زید کی اطاعت سے باہر ہوگئی ہی اور یہ عمرو اس ہندہ کو اس زید کی اطاعت سے منع کرتا ہی اور احکام نکاح مین تابعداری کرنیسے روکتا ہی پس اس عمرو پر واجب ہی کہ روکنے سے باز رہے اور دونون مین سے ہر ایک سے زید نے مطالبہ کیا اور جواب دعوی مانگا پس ہندہ نے جواب دیا کہ مین اس زید کی جورو نہین ہون اور مجھپر اسکی اطاعت واجب نہین ہی بلکہ مین اس عمرو کی جورو ہون اور عمرو نے جواب دیا کہ یہ ہندہ میری جورو و حلالہ و منکوحہ ہی اور مین اس بات کا مستحق ہون کہ اس زید کی اطاعت سے اسکو منع کرون پھر یہ مدعی زید چند نفر حاضر لایا اور کہا کہ یہ میرے گواہ ہین اور قاضی سے اُن کی گواہی کی سماعت کرنے کی درخواست کی پھر ہر ایک گواہ نے موافق دعوی مدعی کے شہادت متفقۃ اللفظ والمعنی ادا کی تو قاضی یہ حکم دیگا کہ یہ ہندہ اس زید مدعی کی جورو ہی اور اگر عمرو نے بھی گواہ قائم کیے کہ یہ عورت اُسکی منکوحہ و حلالہ ہی تو قاضی اس عمرو کے نام ڈگری کریگا اور ان گواہون سے گواہان مدعی کو ساقط کردیگا اور جب قابض و غیر قابض دونون مقدمہ نکاح مین مطلقاً بدون بیان تاریخ کے گواہ قائم کرین تو قابض کے گواہون پر حکم ہوگا بخلاف مقدمہ ملک مطلق کے اور اگر قاضی نے گواہان غیر قابض کی گواہی پر حکم دیدیا ہو پھر قابض نے گواہ قائم کیے پس آیا قابض کے گواہونکے موافق حکم دیگا یا نہین سو اس مین مشائخ کا اختلاف ہی کذا فی الظہیریہ اور اس دفعیہ کی تحریر کا یہ طریقہ ہی کہ عمرو حاضر ہوا اور اپنے ساتھ ہندہ کو جسکے نکاح مین جھگڑا ہوا ہی لایا اور اپنے ساتھ زید کو لایا پھر اس عمرو نے زید پر اُسکے دعوی و گواہون کے دفعیہ مین یہ دعوی کیا کہ اس زید نے اولاً اس ہندہ پر اس عمرو کے روبرو دعوی کیا تھا کہ یہ عورت اسکی جورو و حلالہ و مدخولہ بنکاح صحیح ہی اور یہ عورت اسکی اطاعت سے خارج ہوگئی اور یہ عمرو اسکو اس مدعی کی اطاعت سے منع کرتا ہی اور بیان کردے کہ اس زید نے اس عورت سے اپنے انقیاد کا اور عمرو سے منع اطاعت سے باز رہنے کا مطالبہ کیا اور بیان کردے کہ اس عورت نے اور اس عمرو نے اس مدعی کے اس عورت کی جانب دعوی سے انکار کیا اور بیان کردے کہ اس عورت مذکورہ نے اس عمرو کے واسطے اپنے نکاح کا اقرار کیا اور اس عمرو نے اُسکے قول کی تصدیق کی اور بیان کردے کہ زید مدعی نے اس عورت پر اپنے نکاح مذکور کے دعوے کے گواہ قائم کیے پھر لکھے کہ اس عمرو نے اس زید پر اُسکے دعوے کے دفعیہ مین جو عورت مذکورہ کی جانب ہی اُسکے روبرو یہ دعوے کیا کہ یہ عورت جو اس زید کے ساتھ حاضر ہی اس عمرو کی حلالہ و مدخولہ بنکاح صحیح ہی

سلہ اطاعت فرمانبرداری کرنا و مطیع ہونا ۱۲

دونون مین جاری ہوا ہو اور اپنے دعوے کے گواہ قائم کیے اور کہا کہ مین اسکے نکاح کا مستحق ہون بحکم آنکہ مین قابض بھی ہون اور میرے پاس گواہ بھی ہین پس اس زید پر واجب ہو کہ اس عورت ہندہ کی طرف اپنا دعوے نکاح و مطالبہ ترک کرے تاکہ عورت مذکورہ اپنے شوہر اس عمرو کی اطاعت پر قادر ہو پھر مدعا علیہ سے مطالبہ کیا اور جواب مانگا اور اس دفعیہ کا دفعیہ چند طرح سے ہو سکتا ہو - ایک یہ کہ زید غیر قابض عمرو قابض پر دعوے کرے کہ اس عمرو نے اسکو بطلاق بائن یا رجعی طلاق دی اور اُسکی عدت گذر گئی پھر اس زید نے اس عورت سے عمرو کی عدت گذر جانے کے بعد نکاح کر لیا ہو پس اگر اس طرح دفعیہ کا دفعیہ ہو تو ایسے دعوے کے تحریر کی یہ صورت ہو کہ زید حاضر ہوا اور اپنے ساتھ عمرو بن شعیب اور ہندہ بن سالم کو لایا پس اس زید نے اس عمرو پر اس عمرو کے دفع دعوی کے دفعیہ مین دعوی کیا پس پہلے دعوی زید تحریر کرے پھر عمرو کی جانب سے اسکے دعوی کا دفعیہ تحریر کرے پھر زید کا دفعیہ تحریر کرے پس لکھے کہ اس زید نے اس عمرو پر دعوی کیا کہ اسنے اپنی جورو اُس ہندہ بنت سالم کو فلان تاریخ طلاق دی پھر اُسکی عدت گذر گئی پھر اس مدعی کو بعد انقضاے عدت کے فلان تاریخ عورت مذکورہ کے فلان ولی کی تزویج برضامندی عورت مذکورہ سے بحاضری گواہان عادل اس مہر معلوم پر نکاح مین دیا اور اس مدعی کے اس کی تزویج بنفسہ اسی مجلس تزویج مین بقبول صحیح قبول کیا اور اب آج کے روز یہ عورت اس مدعی کی جورو وحلالہ اس سبب سے ہے اور یہ عمرو اپنے اس دعوے مین جو اس زید کی جانب کرتا ہے بعد ازانکہ حالت یہ ہے جو بیان کی گئی مبطل ہے محق نہین ہے اور محضر کو تمام کر دے اور وجہ دیگر اس دعوے کے دفعیہ کی یہ ہے کہ زید دعوے کرے کہ اس عمرو نے فلان کو وکیل کیا کہ میری اس عورت ہندہ کو طلاق بائن یا رجعی دیدے پھر وکیل عمرو نے اس عورت کو موافق اس عمرو کے حکم کے طلاق دی اور اسکی عدت گذر گئی پھر اس زید نے اُس سے نکاح کیا - وجہ دیگر آنکہ یہ زید دعوی کرے کہ اس عمرو نے اقرار کیا ہو کہ یہ عورت اُسپر بسبب مصاہرت یا رضاعت کے حرام ہے یہ ذخیرہ میں ہے

یعنی خود مدعی سے ۱۲

ساس ہے ۱۲

مثلاً اس کی رضاعی ماں کی بیٹی ہے ۱۲

محضر مہر کا ترکہ شوہر پر قرضہ ثابت کرنا - ہندہ حاضر ہوئی اور اپنے ساتھ ایک مرد زید نامے کو حاضر لائی پھر اس ہندہ نے اس زید پر دعوی کیا کہ یہ ہندہ جورو فلان بن فلان والد اس زید کی تھی اور اسکی منکوحہ وحلالہ ومدخولہ بنکاح صحیح تھی اور اس عورت کے اسپر اپنے باقی مہر کے جسپر اسے نکاح کیا تھا اسقدر دینار قرضہ لازم وحق واجب مہر ثابت بنکاح صحیح جو دونون مین قائم تھا واجب تھے اور ایسا ہی اِس زید کے والد فلان بن فلان نے اپنی صحت وسب طرح نفاذ تصرفات کی حالت مین ان دیناروں کا اپنے اوپر اس عورت ہندہ کے واسطے بسبب نکاح مذکور کے قرضہ ہونے کا اقرار صحیح کیا اور اسکے اقرار کی تصدیق اس عورت نے بالمواجہہ وبالمشافہہ خطاباً کی پھر یہ فلان بن فلان مذکور قبل اسکے کہ اس عورت کو اسقدر مہر سب یا اسمین سے کچھ ادا کرے مر گیا پس یہ مہر مذکور اس عورت کے واسطے اُسکے ترکہ مین قرضہ ہو گیا اور وارثون مین اُسنے ایک یہ جورو چھوڑی ہو جو حاضر ہو کر مدعی ہوئی ہے - اور ایک یہ بیٹا صلبی جسکو عورت

مذکورہ اپنے ساتھ حاضر لائی ہو چھوڑا ہو ان دونون کے سوائے اُسکا کوئی وارث نہین ہو اور اُس نے ترکہ مین دینار ہائے مذکورہ کی جنس سے اس زید کے قبضہ مین اسقدر چھوڑا ہو جو قرضہ مذکورہ کے ادا کرنے کے واسطے کافی ہو اور اس سے زائد ہے یہ ظہیریہ مین ہے

سجل - اس دعوی و محضر دفعیہ اس دعوی کا سجل دفع اسی طور پر لکھا جاوے جسطرح ہم نے ترکہ میت مین قرضہ مطلق کا دعوے کرنے مین بیان کیا ہے

محضر - در اثبات مہر المثل - اگر کسی شخص نے اپنی دختر بالغہ کو اُسکی رضامندی سے کسی شخص کے ساتھ نکاح صحیح بیاہ دیا اور اسکا مہر کچھ بیان نہ کیا حتی کہ مہر المثل واجب ہوا اور مہر المثل کے اثبات کی ضرورت ہوئی باینطور کہ مرد مذکور نے اُسکے ساتھ خلوت صحیحہ[۱] کرکے یا دخول کرکے اسکو طلاق دی اور مہر المثل سے انکار کیا پس اگر دختر مذکورہ نے اپنے باپ کو وکیل کیا ہو حتی کہ اُسنے اپنی دختر کے واسطے دعوی کیا تو محضر مین لکھے کہ زید حاضر ہوا اور عمرو کو حاضر لایا اور اس زید نے اپنی دختر ہندہ کے واسطے بوجہ وکالت کے جو زید کے واسطے اپنی دختر مذکورہ کی طرف سے ثابت ہے اس عمرو پر دعوی کیا کہ اس کی دختر ہندہ موکلہ اس زید کی اس عمرو کی منکوحہ صحیح جورو ہو کہ اسکو اُسکے باپ اس زید نے اُسکی رضامندی سے گواہون کے سامنے اس عمرو کے ساتھ بیاہ دیا ہو اور عقد کے وقت اُسکا کچھ مہر بیان نہین کیا اور اسکا مہر مثل اسقدر دینار ہین اسواسطے کہ اسکی بڑی بہن یا چھوٹی بہن مسماۃ فلانہ جو اُسکی مادر و پدر کی طرف سے یا پدر کی طرف سے بہن ہو اُسکا مہر اسیقدر ہو اور زید کی موکلہ مسماۃ ہندہ اپنی اس بہن کے ساتھ حسن و جمال و بکارت و سن مین برابر ہو - اور ہم نے یہ چیزین اسواسطے ذکر کردین کہ اُن چیزونکے مختلف ہونے سے مہر مختلف ہوجاتا ہو اور یہ بھی بیان کرے کہ موکلہ ہندہ کی بہن جسکا ذکر کیا گیا ہو اسی شہر مین مقیم ہو جسمین موکلہ مذکورہ ہو اسواسطے کہ شہرونکے اختلاف سے مہر مختلف ہوجاتا ہے پس اس عمرو پر واجب ہو کہ اسکی دختر موکلہ کے واسطے ان درمون یا دینارونکے مثل ادا کرے پھر اُس سے اسکا مطالبہ کیا اور دعوے کا جواب طلب کیا پس اس عمرو سے دریافت کیا گیا پھر آخر تک تحریر کرے اور اگر ہندہ مذکورہ کی کوئی بہن نہو تو اسکے باپ کی اولاد مین سے ایسی عورت تلاش کیجاوے جو حسن و جمال و سن و بکارت مین اُسکے مثل ہو اور یہ شرط ہو کہ یہ عورت بھی اسی شہر سے ہو کیونکہ اسکی وجہ ہم نے ذکر کردی ہو - اور اگر اُسکے باپ کی قوم مین کوئی عورت ان اوصاف کی نہ پائی جاوے تو اسی شہر کے اجنبی لوگون مین سے کسی عورت کے مہر مثل پر اسکے مہر مثل کا اعتبار کیا جائیگا اور اُس کی ماں کی قوم مین کسی عورت کے مہر مثل پر اسکا اعتبار نہ کیا جائیگا ایسا ہی شیخ الاسلام خواہر زادہ نے اول باب المہور مین ذکر کیا ہو اور نیز شیخ نے مسئلہ اختلاف الزوجین مین بیان کیا ہو کہ موافق امام اعظم رح کے اس کے مہر مثل کی تقدیر اجنبیون مین کسی عورت کے مہر سے جو اُسکے مثل ہو نہ کیجائیگی پس اس روایت کے موافق جو حکم اول باب المہور مین ذکر کیا ہو وہ صاحبین کے قول کے موافق ہوگا - اور اگر اس عورت نے کسی اجنبی کو وکیل کیا ہو تو لکھے کہ عیسی حاضر ہوا اور اپنے ساتھ عمرو کو حاضر لایا پھر اسی عیسی نے اپنی موکلہ ہندہ بنت زید مخزومی کے واسطے اس عمرو پر دعوے کیا کہ اسکی موکلہ یہ

---

[۱] یعنی وہ خلوت کہ جسمین کوئی مانع شرعی مثل رمضان وغیرہ کے نہو ۱۲

عورت ہندہ اس عمرو کی بنکاح صحیح جورو تھی جسکو اُسکے باپ زید بن خالد مخزومی نے اُس عمرو کے ساتھ برضامندی ہندہ مذکورہ کے گواہوں کے سامنے بیاہ دیا تھا اور کچھ مہر مقرر و بیان نہیں کیا تھا آخر تک تمام عبارت تحریر کرے یہ محیط میں ہی

محضر۔ در اثبات مہر المثل۔ ہندہ حاضر ہوئی اور اپنے ساتھ عمرو کو حاضر لائی اور اس ہندہ نے اس عمرو پر دعوی کیا کہ اُسکو اُسکے ولی مسمے زید نے اس عمرو کے ساتھ برضامندی ہندہ کے بشہادت گواہان عادل کے بنکاح صحیح بیاہ دیا تھا اور کچھ مہر بیان نہیں کیا تھا پس شرع نے اس ہندہ کے واسطے مہر مثل واجب کیا اور اُس کا مہر مثل اسقدر ہے اسلیے اسکی بہن ایک مادر و پدر کی مسماۃ سلیمہ کا مہر اسی قدر تھا اور یہ ہندہ مال و جمال و سن بکارت مین اُسکے مساوی ہی اور گرانی و ارزانی کی راہ سے اُسکا اور اسکا زمانہ ایک ہی پس دونوں کا مہر ایک ہی پس اس عمرو کو مثل ان سب دیناروں کے بشرطیکہ ہندہ کو اپنے اوپر حرام[ع] کرلیا ہو ورنہ بقدر معجل کے اسمین سے ہندہ مذکورہ کو ادا کرنا واجب ہے۔ فقط واللہ اعلم

محضر۔ در اثبات متعہ[ع]۔ ہندہ حاضر ہوئی اور اپنے ساتھ عمرو کو حاضر لائی پھر ہندہ نے اس عمرو پر دعوے کیا کہ اس عمرو نے اس ہندہ سے نکاح کیا اور کچھ مہر بیان نہ کیا تھا پھر قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی پس ہندہ کے لیے اس عمرو پر متعہ واجب ہوا اور وہ تین کپڑے یعنی درع و خمار و ملحفہ ہے پس اس عمرو پر واجب ہے کہ اسکے عہدہ سے خارج ہو۔

محضر۔ در اثبات خلوت۔ ہندہ حاضر ہوئی اور عمرو کو حاضر کرکے اُسپر دعوی کیا کہ اس عمرو نے اس ہندہ کے ساتھ بتزویج اسکے فلان وکیل یا ولی کے اسکے ساتھ برضامندی ہندہ مذکورہ کے بعقد مہر پر سامنے گواہان عادل کے جو حاضر ہوئے تھے نکاح کیا پھر اس عمرو نے اس ہندہ کے ساتھ خلوت صحیحہ کی کہ ان دونوں کے ساتھ کوئی تیسرا نہ تھا اور کوئی مانع شرعی یا طبعی نہ تھا پھر اسکے بعد اُسنے ہندہ مذکورہ کو طلاق بائن دیدی اور ایسا ہی شوہر یعنی اس عمرو نے بھی اسکا اقرار صحیح کیا پس اس عمرو پر واجب ہی کہ مثل ان دیناروں کے اس ہندہ کو ادا کرے اور اسکی ذمہ داری سے خارج ہو پھر اسنے دعوے کے جواب کا مطالبہ کیا یہ ظہیریہ مین ہے

محضر۔ در اثبات حرمت غلیظہ۔ جاننا چاہیے کہ دعوے حرمت بطلاق چند اقسام ہین۔ ایک یہ کہ دعوی حرمت صریح تین طلاق کیساتھ اور اس دعوے کے محضر کی تحریر کی یہ صورت ہے کہ ہندہ حاضر ہوئی اور اُسنے اپنے ساتھ عمرو کو حاضر کیا پھر اس ہندہ نے اس عمرو پر یہ دعوی کیا کہ یہ ہندہ اس عمرو کی منکوحہ و حلالہ و مدخولہ بنکاح صحیح تھی اور اس ہندہ کے اس عمرو پر اسقدر دینار اسی قدر دینہ بسبب اس نکاح کے قرضہ لازم و حق واجب تھے اور اس عمرو نے اس ہندہ کو اپنے اوپر تین طلاق سے بحرمت غلیظہ حرام کیا کہ اسکے بعد اسپر حلال نہیں ہوسکتی ہے یہانتک کہ غیر شوہر سے نکاح کرے اور آج کے روز یہ ہندہ اس عمرو پر بوجہ اسی سبب مذکور کے حرام ہے اور یہ عمرو باوجود علم اس بات کے دونوں کے درمیان حرمت غلیظہ ثابت ہوگئی ہے اسیطرح حرام اپنے ساتھ رکھتا ہے اور اپنا ہاتھ اس سے کوتاہ نہیں کرتا ہے پس اس عمرو پر واجب ہے کہ اس ہندہ کو جدا کرکے اسکی راہ روکنا چھوڑدے اور جو مہر اسکا اسکے ذمہ ہے اُسکو ادا کردے اور مثل نفقہ عدت کے اسکی عدت منقضی ہونے تک اسکو دیا کرے پھر ہندہ مذکورہ نے اس سے جواب کا مطالبہ کیا

سجل۔ دین دعوی۔ بدستور سابق تحریر کرنیکے بعد حکم کے وقت لکھے کہ مین نے اس ہندہ مدعیہ کیواسطے اس حرمت غلیظہ

عــه شاید طلاق دیدی ہو یا مانند اسکے ۱۲ عــه اس کے معنی عنقریب بیان ہوتے ہین ۱۲

کے ثبوت کا اس عمرو پر بسبب مذکور کے بعد ازانکہ عمرو کی حلالہ بعقد نکاح تھی بگواہی ان گواہان کے ہر دو متخاصمین کی حاضری مین دونون کے روبرو حکم دیا اور اس عمرو محکوم علیہ پر اس ہندہ کا چھوڑ دینا اور اس سے اپنا ہاتھ کوتاہ کرنا لازم کر دیا اور اس عمرو کو اسکے مال مہر مذکور کے اسکو ادا کر دینے کا اور اسکی عدت منقضی ہونے تک اسکا نفقہ مثل اسپر جاری رکھنے کا حکم دیا اور سجل کو تمام کرے وجہ دوم آنکہ حرمت کا دعوی اسوجہ سے کرے کہ عمرو نے اقرار کیا کہ مین نے اسکو تین طلاق دیدی ہین اور اسکے محضر کی تحریر کی یہ صورت ہے کہ ہندہ حاضر ہوئی اور عمرو کو حاضر لائی پھر اس ہندہ نے اس عمرو پر دعوے کیا کہ یہ ہندہ اس عمرو کی جورو منکوحہ و مدخولہ بنکاح صحیح تھی پھر اس عمرو نے اپنی حالت صحت و نفاذ تصرفات مین اقرار کیا کہ مین نے اس ہندہ کو تین طلاق دیکر اپنے اوپر حرام کر دیا پھر اس ہندہ کو اسیطرح حرام ساتھ رکھتا ہے اور نہین چھوڑتا ہے پس اسپر واجب ہے کہ اسکو جدا کر دے اور اسکا مہر مذکور اسکو ادا کر دے اور سجل اس دعوی کا یہ طریق سجل دعوی اول کے ہی لیکن اس صورت مین علم بین اقرار کا بیان کرے پس یون لکھے کہ مین نے اس ہندہ کے واسطے اس عمرو پر بثبوت اقرار عمرو مذکور بائن حرمت غلیظہ مذکورہ بشہادت گواہان مسمین کا حکم دیا اور سجل کو تمام کرے۔ وجہ سوم آنکہ تین طلاق سے حرام ہو جانے کا بسبب حانث ہونے کے دعوے کرے کہ جس حالت مین ہندہ و عمرو کے درمیان نکاح قائم تھا یہ قسم کھائی تھی کہ اگر وہ یہ فعل کرے تو اسکی جورو ہندہ پر تین طلاق ہین پھر اسنے یہ فعل معین جسپر قسم کھائی تھی کیا اور اپنی قسم مین حانث ہوا اور بہر سہ طلاق مشروطہ اسکی جورو ہندہ پر واقع ہوئین اور یہ عورت ہندہ اسپر حرام بحرمت غلیظہ ہو گئی اور یہ عمرو باوجود علم اس حرمت غلیظہ کے اسکو حرام اپنے ساتھ رکھتا ہے اور جدا نہین کرتا ہے پس اس عمرو پر واجب ہے کہ اسکو جدا کر دے اور اس سے اسکا مطالبہ کیا پھر محضر کو تمام کرے اسی طرح اگر ایک طلاق یا دو طلاق کی وجہ سے حرمت کا دعوے کرے تو اسکو محضر مین بیان کر دے اور اسیطرح اگر کسی دوسرے[1] سبب سے حرمت کا دعوی کرے تو وہ سبب محضر مین بیان کر دے

محضر۔ جبکہ بدون دعوے عورت کے گواہون نے بحق شرع تین طلاق کی وجہ سے ہندہ و عمرو مین حرمت غلیظہ ثابت ہونے کی گواہی دی اور یہ کہ ہندہ مذکور آج کے روز تین طلاق سے اسپر حرام ہے۔ ایک قوم نے قاضی کے سامنے ایک مرد حاضر مسمی عمرو پر یہ گواہی دی کہ اسنے اپنی جورو حاضرہ اس ہندہ کو تین طلاق دی ہین اور یہ عورت آج اس مرد پر تین طلاق کی حرمت غلیظہ سے حرام ہے پس گواہون نے گواہی کو اپنے طریقہ پر ادا کیا اور گواہی کے موافق بیان پر اسکو بیان کیا تو محضر مین تحریر کرے کہ مجلس قضا مین ایک قوم حاضر ہوئی جنھون نے بیان کیا کہ ہم حسبۃً للہ تعالی گواہ ہین اور وہ فلان و فلان و فلان علے ہذا القیاس انکے نام و انساب[2] و حلیہ و مساکن و مصلے بیان کر دے اور اپنے ساتھ ایک مرد مسمی عمرو کو اور ایک عورت مسماۃ ہندہ کو لائے اور ان گواہون مین سے ہر ایک نے گواہی دی کہ اس عمرو نے اپنی جورو اس ہندہ کو طلاق دی (اور اس عورت ہندہ کی طرف اشارہ کیا) تین طلاقین۔ پھر یہ شخص عمرو اس عورت کو نہین چھوڑتا ہے اور اسیطرح حرام اپنے ساتھ رکھتا ہے پھر دونون سے دریافت کیا گیا یعنی اس عمرو اور اس ہندہ سے پس دونون نے طلاق سے انکار کیا تو اس صورت مین حکم یہ ہے کہ قاضی ان لوگون کی گواہی قبول کر کے دونون مین جدائی کا حکم کریگا

---

[1] مثلاً عمرو کی زوجہ صغیرہ نے اسکی زوجہ کبیرہ کا دودھ پی لیا ۱۲ منہ [2] انساب جمع نسب یعنی فلان ابن فلان ابن فلان ۱۲

سجل - اس دعوی سجل کی پیشانی اپنی رسم کے موافق لکھکر اس قوم گواہان کا اپنی مجلس میں حاضر ہونا اور انکی گواہی جسطرح انھون نے ادا کی ہو لکھے اور مرد مذکور و عورت مذکورہ کا طلاق سے انکار کرنا لکھے پھر لکھے کہ پس مین نے ان گواہون کی گواہی سنی اور اسکو محضر مجلد مین دیوان حکم مین ثبت کر دیا اور گواہون کا احوال بزعم خود اُن لوگون سے جن پر مدار رسم تعدیل و تزکیہ اس نواح مین ہو دریافت کیا پس انھون نے انکو بجانب عدالت و جواز شہادت منسوب کیا و قابل قبول بیان کیا پس مین نے انکی گواہی قبول کی اور میرے نزدیک انکی گواہی سے جس چیز کی گواہی جسپر انھون نے دی تھی ثابت ہو گیا اور مین نے مشہود علیہ عمرو کو آگاہ کر دیا تاکہ اگر اسکے پاس اسکا کوئی دفعیہ ہو تو پیش کرے مگر وہ کوئی دفعیہ نہ لایا اور میرے نزدیک اس سے اسکا عاجز ہونا ظاہر ہوا پس مین نے اللہ تعالی سے استخارہ کر کے آخر تک اسکی عبارت لکھے پر لکھے کہ مین نے حکم دیا کہ یہ ہندہ بنت خالد اپنے شوہر اس عمرو بن بکر پر تین طلاق سے حرام ہو اور یہ حکم مین نے دونون کی حاضری مین دونون کے روبرو دیا آخر تک یہان کی عبارت بدستور سابق لکھے اور مین نے دونون مین سے ہر ایک کو بھی حکم دیا کہ وہ دوسرے سے جدا ہو جاوے یہانتک کہ اس ہندہ کی عدت اس شوہر سے گزر کر یہ ہندہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے اور وہ اسکے ساتھ دخول کرلے پھر دوسرا بھی اسکو طلاق دیدے اور اسکی عدت اُس سے بھی گذر جاوے پھر اگر یہ عمرو چاہے تو برضامندی اس ہندہ کے اس کے ساتھ نکاح کرلے

محضر - مرد غائب پر حرمت غلیظہ ثابت کرنیکا دعوی - ایک عورت مثلاً ہندہ کا ایک شوہر مثلاً عمرو ہو جسنے اسکے ساتھ دخول کیا ہو پھر ہندہ کو اپنے اوپر تین طلاق دیکر حرام کر لیا اور گواہون کے سامنے یہ طلاق دی ہین پھر قبل اس کے کہ قاضی اس حرمت کا حکم دیوے عمرو مذکور غائب ہو گیا پھر اس عورت نے چاہا کہ یہ حرمت قاضی کے سامنے ثابت کرا دے تاکہ قاضی اسکے گواہون پر اسکا حکم دیدے تو اسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ ہندہ مذکورہ ایک مرد حاضر مثلاً بکر پر یہ دعوے کرے کہ میرے شوہر فلان یعنے عمرو پر میرے ہزار درم یا دینار جسکے نقد صفت اسقدر ہوتے ہین میرے باقی مہر کے قرض تھے اور تو نے میرے شوہر اس عمرو کی طرف سے میرے واسطے اس مال کی اسطرح ضمانت کر لی تھی کہ اگر تیرا شوہر عمرو تجھ کو اپنے اوپر تین طلاق دیکر حرام کر دے تو یہ ہزار درم مجھپر ہونگے اور مین نے اسی مجلس ضمانت مین تیری اس ضمانت معلق بشرط کی اجازت دیدی تھی پھر مجھے میرے شوہر عمرو مذکور نے اپنے اوپر تین طلاق دیکر حرام کر لیا ہے پس یہ درم مذکورہ میرے واسطے تجھپر بحکم ضمانت مذکورہ قرضہ لازم ہوئے حالانکہ تجھکو سبب مذکور سے اس حرمت مذکورہ کا علم ہے پس تجھپر واجب ہے کہ یہ درم مجھکو ادا کرے اس کی ذمہ داری سے باہر ہو پھر مدعا علیہ اس طرح ضمانت کرنے کا اقرار کرے لیکن اس حرمت کے واقع ہونے سے انکار کر جاوے تو یہ دعوے کی صورت ہے اور محضر کی یہ صورت ہے کہ ہندہ حاضر ہوئی اور بکر کو اپنے ساتھ حاضر لائی اور اس ہندہ نے اس بکر پر یہ دعوی کیا پھر جسطرح ہم نے دعوی کا طریقہ بیان کیا ہے اول سے آخر تک تحریر کرے

سجل - اس دعوی - بدستور جس طرح رسم ہے پھر جس طرح ہم نے دعوے کی عبارت بیان کی ہے اعادہ کرے یہانتک مدعیہ کے گواہون تک پہونچے پس لکھے کہ پھر یہ ہندہ مدعیہ چند نفر اپنے ساتھ حاضر لائی اور بیان کیا کہ میرے

دعوے کے موافق گواہ ہین اور مجھ سے اُنکی گواہی سننے کی درخواست کی پس مین نے درخواست کو منظور کیا پھر دعوی مدعیہ کے بعد اور مدعاعلیہ کی طرف سے ایسی حرمت واقع ہونے کے انکار کی مدعیہ مذکورہ کی درخواست سے ایک نے بعد دوسرے کے ایک نسخہ سے جو اُنکو پڑھکر سنایا گیا گواہی دی اور مضمون اس نسخہ کا یہ ہے کہ گواہی میدہیم کہ این زن حاضر آمدہ او رہ مدعیہ عورت کی طرف اشارہ کیا زن فلان بن فلان بود و این فلان دیر! برخویشتن حرام کردہ است بسہ طلاق و امروز این زن حاضر آمدہ حرام است بر فلان بسہ طلاق) اور ہر ایک نے تمام مواضع[۱] اشارہ مین اشارہ کر دیا پس مین نے اُنکی گواہی سُنی یہانتک کہ بدستور لکھتے ہوے حکم تک پہونچے تو لکھے کہ مین نے حکم کیا کہ یہ عورت ہندہ حاضرہ اپنے شوہر فلان پر بسبب مذکور حرام ہے اور مین نے حکم دیا اس عورت ہندہ حاضرہ کے واسطے اس مرد حاضر بکر پر کہ واجب ہے اس مرد بکر پر کہ اسکو یہ مال مذکور جسکے مبلغ وجنس وعدد مذکور ہے اور وہ اسقدر ہے ادا کردے بسبب ضمانت مذکورہ کے در وقتیکہ اُسکی شرط پائی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ فلان شخص اس ہندہ حاضرہ کے شوہر نے اُسکو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے جس طرح کہ اسمین مذکور ہے اور یہ حکم قضا مین نے ہر دو متخاصمین کے روبرو نافذ کیا ہے پھر سجل کو تمام کردے وجہ دوم آنکہ ایک مرد حاضر پر نفقہ عدت کی ضمانت کرنے کا اسطرح دعوی کرے کہ تو نے میرے نفقہ عدت کی اگر مجھے میرا شوہر تین طلاق دیکر اپنے اوپر حرام کرے ضمانت کر لی تھی اور مین نے تیری اس ضمانت کی اسی مجلس ضمانت مین اجازت دیدی تھی پھر میرے شوہر نے مجھے فلان تاریخ تین طلاق دیکر اپنے اوپر حرام کر لیا ہے اور مین آج کے روز اُسکی عدت مین ہون اور تجھپر میرے واسطے میری عدت کا نفقہ جسقدر ہوا یہانتک کہ میری عدت گذر جاوے کیونکہ تو نے ضمانت مذکورہ کر لی تھی پس تجھپر واجب ہے کہ میرا نفقہ عدت جو تجھپر بسبب ضمان مذکور کے لازم آیا ہے وہ مجھکو ادا کرکے عہدۂ ضمانت سے خارج ہو۔ پھر مدعاعلیہ نفقہ عدت کی ضمانت کرنیکا بشرط تحریم مذکور اقرار کرے مگر تحریم مذکور واقع ہونے سے انکار کرے پس عورت مذکورہ چند گواہ لاوے جو اس مضمون کی گواہی دین کہ اسکے شوہر فلان شخص نے اسکو اپنے اوپر تین طلاق دیکر حرام کیا ہے اور یہ عورت اسوقت اپنے شوہر فلان کی عدت مین ہے پس یہ دعوے کی صورت ہوئی اور اس دعوے کے محضر کی یہ صورت ہے کہ ہندہ حاضر ہوئی اور اپنے ساتھ بکر کو حاضر لائی اور ہندہ حاضرہ نے اس بکر حاضر پر یہ دعوی کیا کہ اس بکر نے میرے لیے نفقہ عدت کی اگر میرا شوہر مجھے تین طلاق دیکر اپنے اوپر حرام کرلے میرے شوہر کی طرف سے ضمانت کر لی تھی پھر اول سے آخر تک اُسکا دعوی لکھے اور آگے یہانتک کہ پھر اس ہندہ نے چند آدمیون کو حاضر کیا اور بیان کیا کہ یہ میرے گواہ ہین آخر تک لکھے —

سجل ۔ این دعوے صدر رود دعوے وغیرہ برابر بدستور سابق لکھتا جاوے یہانتک کہ اس عبارت تک پہونچے کہ پس مین نے ان گواہون کی سماعت کی اور اُنکی گواہی کو قبول کیا کیونکہ شرع نے اسکے مثل گواہی کو قبول کرنا واجب کر دیا ہے اور مین نے حکم دیا کہ یہ عورت اپنے شوہر فلان پر حرام ہے اور یہ آج کے روز اسکی عدت مین ہے اور حکم قضا دیا مین نے اس عورت کے واسطے اس بکر پر اسکی نفقہ عدت اسپر واجب ہونے کا یہانتک کہ عدت گذر جاوے گواہی ان

[۱] مواضع جمع موضع جگہ اور مقام پر اسکا اطلاق ہوتا ہے ۱۲

گواہون کے بحضور ہر دو متخاصمین کے دونون کے روبرو اور محضر کو تمام کردے

محضر - تفریق میان شوہر و زوجہ بسبب عجز از نفقہ - ایک صغیر کے تحت مین ایک صغیرہ ہی اور یہ صغیر اس صغیرہ کو نفقہ دینے سے عاجز ہی کیونکہ وہ فقیر ہی کسی چیز کا مالک نہین ہی پس اس صغیرہ کے باپ نے اسکا مقدمہ اسکی نیابت مین قاضی کے پاس پیش کیا تاکہ قاضی حنفی اس مقدمہ مین قاضی شافعی مذہب کو جو نفقہ دہی سے شوہر کے عاجز ہونیسے تفریق جائز سمجھتا ہی اپنا خلیفہ کردے پس قاضی حنفی اُسکو اس حادثہ مین خط تحریر کریگا اُسکی صورت یہ ہی کہ بعد تسمیہ و تحیہ کے لکھے کہ صغیرہ مسماۃ فلانہ کی نیابت مین اُسکے باپ اس فلان نے اسکا مقدمہ میرے پاس اسطرح پیش کیا کہ صغیرہ مذکورہ فلان بن فلان صغیر کی جورو ہے جسکو اُسکے ساتھ اس صغیرہ کے باپ فلان بن فلان نے بولایت پدری اسقدر مہر پر گواہون کے سامنے بتزویج صحیح بیاہ دیا تھا اور صغیر مذکور کے باپ نے اپنے پسر صغیر کیطرف سے یہ تزویج بقبول صحیح قبول کی اور یہ صغیرہ اس صغیر کی بنکاح صحیح جورو ہوگئی اور یہ صغیر معدم ہی کہ دنیا کی کسی چیز کا مالک نہین ہی اور وہ کمائی والا نہین ہی اور نہ پیشہ ور ہی اور میرے نزدیک اُسکے گواہون سے جنکی تعدیل ہوگئی ہی جنھون نے میرے پاس اس سب کی گواہی دی ہی یہ ظاہر ہوگیا کہ یہ صغیر اس صغیرہ کو نفقہ دینے سے عاجز ہی اور مجھ سے اس صغیرہ کے باپ نے درخواست کی کہ تم کو ادام اللہ تعالیٰ فضلہ خط لکھون پس مین نے اُسکے التماس کو قبول کرکے تم کو خط لکھا کہ بمہربانی اس خصومت واقع مین توجہ کرکے موافق اپنی راے و اجتہاد کے اللہ تعالیٰ سے استعانت و اصابۃ الحق کی توفیق طلب کرکے مجتہد ہو پس یہ صورت اُس خط کی ہی جو قاضی حنفی بجانب قاضی شافعی تحریر کریگا پھر جب یہ خط مکتوب الیہ کو پہونچے تو پدر صغیرہ قاضی مکتوب الیہ کے سامنے پدر صغیر سے موافق تحریر قاضی حنفی کے خصومت کریگا اور اس بات کے گواہ قائم کریگا کہ اسکا طفل صغیر جسکا نام خط مین مذکور ہے معدم ہی اس کا کچھ مال ہی نہین ہے اور وہ اپنی جورو اس صغیرہ کو نفقہ دینے سے عاجز ہی اور قاضی سے درخواست کریگا کہ ان دونون مین تفریق و جدائی کرادے پس قاضی شافعی ان دونون مین جدائی کرادیگا اور سجل اس صورت سے لکھے گا کہ فلان بن فلان شفعوی کہتا ہی کہ مجھے فلان بن فلان متولی کار قضا و احکام کورہ بخارا ادام اللہ تعالیٰ توفیقہ از جانب خاقان فلان کا خط پہونچا جسمین وہ واقعہ لکھا تھا کہ جو اُسکے پاس پیش ہوا کہ فلان بن فلان اموی اپنی دختر صغیرہ فلانہ بنت فلان کیواسطے خصومت کرتا تھا اور فلان مخزومی اپنے پسر صغیر فلان کی جانب سے خصومت کرتا تھا اور یہ اس وجہ سے تھا کہ اس فلان پدر صغیرہ مذکورہ نے اس قاضی کاتب کے پاس دعوی کیا کہ میری دختر صغیرہ مذکورہ اس صغیر کے فلان بن فلان اس شخص کی جورو ہی وحالانکہ ہی بنکاح صحیح جسکو مین نے اسکے ساتھ بتزویج صحیح بیاہ دیا ہی اور اس صغیر کے والد اس فلان بن فلان نے اس صغیر کے واسطے یہ نکاح اس مجلس تزویج مین بقبول صحیح قبول کیا اور میری یہ دختر صغیرہ محتاج نفقہ ہی اور اُسکا شوہر یہ صغیر معدم ہی نفقہ دینے سے عاجز ہی جسکا عاجز ہونا اس قاضی کاتب کے نزدیک ثابت ہوگیا اور پدر صغیرہ مذکورہ فلان بن فلان نے اس قاضی سے درخواست کی کہ مجھے خط لکھے اور اس خصومت کی سماعت کی اور موافق اجتہاد و راے اپنی کے اسمین فیصلہ کرنے کی اجازت دی پس مین نے اُسکا خط پڑھا اور سمجھکر اُسکے حکم کی پابندی سے

سلہ بیاہ دینا و نکاح کردینا ۱۲

اس خصومت کی سماعت کی اور اُسکے واسطے ایک جلسہ مقرر کیا اور میرے سامنے اس صغیرہ کا والد مسمے فلان اور اُسکے
ساتھ صغیر کا والد مسمی فلان حاضر ہوئے پھر اس فلان حاضر نے اس فلان حاضر کردہ پر اپنے اس صغیرہ کے واسطے
یہ دعوی کیا کہ صغیرہ مسماۃ فلانہ جو اس حاضر شوندہ کی دختر ہی اس صغیر کی جو اس حاضر کردہ شدہ کا بیٹا ہی جورو ہی اور یہ
صغیر مسمے اس شخص کا بیٹا جسکو حاضر لایا ہی معدوم ہی اس صغیرہ مسماۃ کو نفقہ دینے سے عاجز ہے اور یہ صغیرہ مسماۃ مذکورہ
نفقہ کی محتاج ہی پھر گواہ عادل اس بات کے قائم کیے کہ یہ صغیر مسمی جو اس شخص کا جسکو ساتھ لایا ہی بیٹا ہی اس صغیرہ کو
نفقہ دینے سے عاجز ہے۔ پھر اس صغیرہ کے والد نے مجھ سے درخواست کی کہ مین اس صغیرہ مذکورہ اور اس صغیر مذکور
مین جدائی کرا دون پس مین نے اسمین تامل کیا تو میرا اجتہاد اس امر پر واقع ہوا کہ ایسی تفریق ان دونون مین جائز
ہی باخذ قول ایسے عالم کے علماء سلف مین سے جو فرماتا ہی کہ جورو و مرد مین بسبب عاجز از نفقہ ہونے کے تفریق جائز
ہی پس مین نے بعد از انکہ دونون کے درمیان نکاح ہونا معلوم ہو گیا اور بعد از انکہ اس صغیر کا نفقہ دینے سے عاجز ہونا
معلوم ہو گیا دونون مین تفریق صحیح کر دی اور اس سجل کی تحریر کا اس مقدمہ مین حجت ہونے کے واسطے حکم دیا
اور اگر اُس نے قاضی اصل سے اس سجل کی امضاء کی درخواست کی تو قاضی اصل حکم کریگا کہ اس سجل کی پشت پر لکھا جاوے
کہ قاضی فلان کہتا ہی کہ تمام ماجرے جسکو یہ سجل متضمن ہی اول سے آخر تک بتاریخ مذکور کہ مین نے فلان بن فلان کو
خط متضمن تفویض سماعت خصومت مذکورہ و سماعت گواہان و عمل بموافقت رائے و اجتہاد مکتوب الیہ تحریر کیا ہی سبب
میری طرف سے تھا اور مین نے مکتوب الیہ فلان کو اپنا نائب مقرر کیا کہ موافق اپنی رائے و اجتہاد کے عمل کرے پس مین نے اس
نائب کا حکم نافذ کر دیا اور اسکی اجازت دیدی اور حکم دیا کہ اس امضاء کی تحریر لکھی جاوے واقع تاریخ فلان۔ اور اگر شوہر
جورو دونون بالغ ہون اور شوہر نفقہ دینے سے عاجز ہو تو اسکا طریقہ وہی ہی جو دونون کے صغیر ہونے کی صورت مین ہم نے
بیان کیا ہی لیکن اس صورت مین جب قاضی شافعی مذہب کے سامنے شوہر و جورو مین خصومت واقع ہوئی اور جورو نے
اسپر دعوے کیا کہ میرا یہ شوہر نفقہ دینے سے عاجز ہے پس اگر شوہر نے اسکا اقرار کر لیا تو شوہر کے اقرار سے جورو کی درخواست
پر قاضی دونون مین تفریق کرا دیگا اور اگر شوہر نے اقرار نہ کیا تو عورت اُس کے عاجز ہونے کے گواہ پیش کریگی اور قاضی
دونون مین باقرار شوہر تفریق کرا دے گا یہ ذخیرہ مین ہی

محضر۔ در فسخ قسم مضافت۔ ایک مرد نے قسم کھائی کہ جس عورت سے نکاح کرون ہر ایک کو طلاق ہی پس اگر ایسے مرد کو اس
قسم کے فسخ کی ضرورت ہوئی تو چاہیے کہ کسی عورت سے بتزویج اُسکے ولی کے اگر اُسکا ولی ہو یا بتزویج قاضی کے اگر
اُسکا ولی نہ ہو نکاح کرے حتی کہ یہ نکاح بالاجماع صحیح ہو جاوے پھر یہ مقدمہ قاضی حنفی کے پاس پیش کرے اور اُس سے
درخواست کرے کہ قاضی شافعی مذہب کو خط لکھدے تو قاضی حنفی اُسکو خط لکھیگا کہ بعد تسمیہ و صلوۃ کے ہو شیخ الامام القاضی
بالقابہ ادام اللہ تعالی بقاءہ میرے پاس یہ مقدمہ آیا کہ مسماۃ ہندہ بنت زید بن عمرو نے دعوی کیا کہ خالد نے مجھے
نکاح کیا تھا حالانکہ اُسنے میرے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے ہر عورت کے جسکے ساتھ نکاح کرے اُسکے طلاق کی قسم

کھائی تھی پھر اس قسم کے بعد اُسنے مجھ سے نکاح کیا پس مجھپر طلاق واقع ہوگئی اور مین اسی سبب سے اُسپر حرام ہوگئی حالانکہ وہ اسی طرح حرام مجھے روک رکھتا ہی اور اپنا ہاتھ کوتاہ نہین کرتا ہی پھر مجھ سے درخواست کی کہ مین اس مقدمہ مین اُسکے واسطے خط تحریر کردون پس مین نے اُسکا التماس قبول کرکے تم کو یہ خط لکھا ہے کہ مہربانی سے اس خصومت کو جو دونون مین واقع ہوئی ہی موافق اپنی رائے واجتہاد کے بتوفیق اللہ تعالیٰ فیصلہ کردو۔ پھر جب یہ خط مکتوب الیہ کو پہونچے تو یہ عورت مذکورہ اپنے شوہر مذکور پر قاضی مکتوب الیہ کے سامنے اسی طرح دعوے کرے جیسا اُسنے قاضی کاتب کے سامنے دعوے کیا تھا پس اُسکا شوہر اس قسم واس نکاح کا اقرار کرے لیکن یہ کہے کہ یہ عورت مجھپر حلال ہے طلاق واقع نہین ہوئی کیونکہ قسم مذکور منعقد نہین ہوئی پس قاضی مکتوب الیہ اس قسم کے باطل ہونے کا اور دونون نکاح قائم ہونے کا حکم بقول اُس عالم کے علماء سلف مین سے جو ایسی قسم کے باطل ہونے کو فرماتا ہی دیدیگا

سجل۔ در فسخ قسم مضاف۔ اور اگر اُسکا سجل چاہا تو لکھے کہ قاضی فلان بن فلان شافعی مذہب کہتا ہے کہ میرے پاس قاضی فلان متولی کار قضا واحکام کورہ بخارا ونواحی بجا۔ من جانب سلطان فلان کا خط متضمن بمقدمہ متداز خصومت میان فلانہ بنت فلان ومیان خالد بن شعیب در معاملہ وقوع طلاق بسبب قسم مضاف بسوی نکاح وارد ہوا اور اُسنے مجھکو اس خصومت کے سننے وفیصلہ کرنے وگواہون کی سماعت کا وموافق اپنی رائے واجتہاد کے حکم دینے کا حکم کیا پس مین نے اُسکے حکم کی پابندی کرکے اسکے واسطے ایک مجلس مقرر کی پس اس مجلس مین ہندہ بنت زید[۱] حاضر ہوئی اور اپنے ساتھ اپنے شوہر خالد بن شعیب کو حاضر لائی پھر اس ہندہ نے اس خالد پر دعوی کیا کہ یہ خالد مجھ سے احکام نکاح مین اطاعت طلب کرتا ہے بدین زعم کہ مین اُسکی جورو ہون حالانکہ اسنے مجھ سے نکاح کرنے سے پہلے ہر عورت کی جس سے نکاح کریگا اُسکے طلاق کی قسم کھائی تھی پھر اسکے بعد مجھسے نکاح کیا پس مجھپر طلاق پڑگئی اور مین اُس سبب سے اُسپر حرام ہوگئی ہون پھر خالد نے نکاح کا اقرار کیا اور اس سبب سے وقوع طلاق سے انکار کیا پھر شوہر مذکور نے مجھ سے درخواست کی کہ مین اپنی رائے واجتہاد کے موافق اس معاملہ مین حکم دون پس مین نے اجتہاد کیا اور تامل کیا اور میری رائے مین یہ آیا کہ جو قسم مضاف بجانب نکاح ہو وہ باطل ہی کہ مین نے اسمین موافق قول ایسے امام کے جو علماء سلف مین سے عمل کیا کہ جو قسم مضاف بجانب نکاح کو صحیح نہین فرماتا ہی پس مین نے اس قسم کے باطل ہونے کا اور اس نکاح سے اس عورت کے اس مرد پر حلال ہونیکا حکم دیا اور اس عورت کو اپنے اس شوہر کی اطاعت کرنے کا حکم دیدیا کہ احکام نکاح مین اس شوہر کی اطاعت کرے اور یہ حکم ان دونون متخاصمین کی حاضری کے وقت دونون کے روبرو اسطرح دیا کہ حکم مبرم ہے اور قضاء شرعی کہ اسکو مین نے نافذ کردیا اور یہ حکم وقضا اپنے اس مجلس حکم مین لوگون کے درمیان بسبیل شہرت واعلان[۱] بدون خفیہ وکتمان کے نافذ کیا ہی۔ اور یہ امر بعد اسکے ہوا کہ قاضی فلان بن فلان نے مجھے اس خصومت مین مطلقاً اختیار دیا کہ اپنی رائے واجتہاد کے موافق حکم کرون واقع تاریخ فلان ماہ فلان سنہ فلان قاضی امام ثقۃ الدین محمد بن علی حلوائی نے فرمایا کہ مین بہت بڑے بڑے قاضیون کی صحبت مین رہا مگر مین نے کسی کو نہ دیکھا کہ اُسنے کسی حادثہ

---

[۱] اعلان اظہار یعنے ظاہر کرنا کتمان چھپانا ۱۲

مجتہد فیہ مین کسی قاضی شافعی کو خط لکھنے کی درخواست منظور فرمائی ہو سوائے اس قسم مضاف کے کہ اس مسئلہ مین اصحاب حدیث کے دلائل بہت لائح اور اُنکے براہین واضح ہین اور نوجوان لوگ ایسی قسم کھانے پر جرأت کر جاتے ہین پھر بیاہ کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اور مضطر ہوتے ہین پس اگر قاضی انکی اس درخواست کو منظور نہ کرے تو بسا اوقات اُن کے فتنہ مین پڑجانے کا خوف ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے

محضر - تفریق کے واسطے عنینؔ (نامردی ۱۲) کا اثبات اور اگر عورت نے قاضی کے پاس اپنے شوہر سے خصومت کی اور کہا کہ یہ میری طرف رسیدہ نہین ہوا (یعنے میرے ساتھ دخول نہین کیا ہے ۱۲) اور دعوی کرتا ہے کہ مین اُسکی جانب پہونچ گیا ہون پس اگر عورت مذکورہ وقت نکاح کے باکرہ ہو تو قاضی اسکو عورتون کو دکھلاویگا اور ایک عورت عادلہ (دائی ۱۲) کافی ہے اور احوط یہ ہے کہ دو عورتین ہون پس اگر اُنھون نے کہا کہ یہ باکرہ ہے تو قاضی اسکے مرد کو ایک سال کی مہلتؔ دیگا اور اگر اُنھون نے کہا کہ یہ ثیبہ ہے تو شوہر مذکورہ سے قسم لیجائیگی کہ وہ اُس تک پہونچ گیا ہے (جماع کر لیا ۱۲) اور یہ استحسان ہے اور قیاس یہ ہے کہ قسم سے عورت کا قول قبول ہو پھر اگر استحسان کے موافق قسم لینے سے شوہر نے قسم کھالی تو ثابت ہوگیا کہ مرد مذکور نے اس عورت سے دخول کیا ہے پس سال کی میعاد نہ دیجائیگی اور اگر اُسنے انکار کیا تو نارسیدہ ہونے کا مقر ہو گیا پس اُسکو ایک سال کی میعاد دیجائیگی اور اگر اس مدت دینے کے واسطے تحریر چاہی تو لکھے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہے کہ قاضی امام فلان بن فلان متولی کار قضا و احکام کورۂ بخارا نافذ الاذن والقضا والفصل والامضا در میان اہل بخارا اندرین ایام نے فلان بن فلان کو مہلت دی جبکہ فلانہ بنت فلان نے اُسکے پاس مقدمہ پیش کیا کہ اس نے میرے ساتھ تزویج صحیح نکاح کیا اور مین نے اُسکو عنینؔ پایا ہے کہ مجھ تک نہین پہونچتا ہے اور یہ امر قاضی موصوف کے نزدیک ثابت ہو گیا جس طریق سے ثابت ہوا کرتا ہے پس مین نے موافق شرع کے جو اُسنے عنین کے حق مین واجب کیا ہے کہ وقت خصومت سے ایک سال تک مہلت دیجاوے بدین امید کہ شاید وہ اس مدت مین جماع کرنے پر قادر ہو جاوے اس کو دنون کے حساب سے موافق اختیار اکثر مشائخ کے ایک سال کی مہلت اس تحریر کی تاریخ سے جو روز خصومت ہے با جمال صحیح دیدی اور مرد مذکور کی حجت کے واسطے اس تحریر کا حکم کیا واقع تاریخ فلان سنہ فلان - پھر جب مہلت کی تاریخ سے سال تمام ہو گیا اور شوہر نے دعوے کیا کہ مدت تاجیل مین اُسنے عورت مذکورہ سے جماع کر لیا ہے اور عورت نے اس سے انکار کیا پس اگر نکاح کے وقت عورت مذکورہ باکرہ ہو تو موافق مذکورہ بالا کے قاضی اُس کو عورتون کو دکھلائیگا پس اگر اُنھون نے کہا کہ یہ باکرہ ہے تو ثابت ہوگا کہ مرد مذکور نے اُس سے جماع نہین کیا ہے پس قاضی اُس عورت کو اختیار دے گا کہ تیرا جی چاہے اس مرد کے ساتھ رہ یا جدائی کرا لے اور اگر عورتون نے کہا کہ یہ ثیبہ ہے تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا پس شوہر سے قسم لی جائے گی کہ اُسنے اُس عورت کے ساتھ جماع کیا ہے جیسا کہ گذرا پس اگر وہ قسم کھا گیا تو عورت مذکورہ کو خیار نہ ہوگا اور اگر قسم سے انکار کیا تو عورت مذکورہ کو خیار ہوگا

محضر - در دفع این دعوی - اس مرد نے جو حاضر ہوا اُس عورت پر جسکو حاضر لایا ہے بطور دفعیہ عورت مذکورہ دعوی کیا کہ یہ عورت اپنے اس دعوی مین کہ یہ مرد عنین ہے اور تفریق کا مطالبہ کیا ہے بعد گذرنے مدت مہلت کے پس مدت مہلت گذرنے

ؔ عنہ جو مرد عورت سے جماع نہ کر سکے اس کو عنین کہتے ہین اور مرض عنہ ہے ۱۲ منہ ؔ اقول قالوا المراد بالسنۃ الشمسیۃ وفیہ خلاف من یعتد بہ ۱۲ منہ

ؔ عنین مرد از کار رفتہ یعنی عاجز و سست کہ جماع عورت پر قادر نہ ہو ۱۲

کے بعد یہ عورت تفریق کے مطالبہ مین مبطل ہو کیونکہ اس نے قاضی کی مہلت دینے کے بعد اس مرد کے ساتھ رہنا اختیار کیا ہو اور عنین ہونے پر اپنی زبان سے برضامندی صحیح راضی ہوئی ہے یا یون کہے کہ مین نے مدت مہلت کے اندر اس سے جماع کر لیا ہے اور اس بات کا اس عورت مذکورہ نے اقرار کیا ہو

محضر دعوی نسب ایک عورت کے پاس ایک لڑکا ہے اور وہ ایک مرد پر دعوے کرتی ہے کہ یہ لڑکا اُسکا بیٹا اس مرد سے ہو اس کی فراش سے درحالیکہ دونو مین نکاح قائم تھا اسکو جنی تھی اور اس مرد سے اسکا کھانا کپڑا طلب کرتی ہو یا ایک مرد کے پاس ایک لڑکا ہو وہ ایک عورت پر دعوی کرتا ہے کہ یہ لڑکا اسکا بیٹا اس عورت کے پیٹ سے ہو کہ عورت اُسکے فراش سے درحالیکہ دونون مین نکاح قائم تھا جنی تھی اور عورت اس سے انکار کرتی ہے۔ یا ایک عورت کے پاس ایک لڑکا ہے وہ دعوی کرتی ہے کہ یہ میرا بیٹا اس میرے شوہر سے ہو اور شوہر اس سے منکر ہو پس یہ سب دعوی صحیح ہین اور جاننا چاہیے کہ پدری یا مادری کا دعوے صحیح ہے خواہ اس دعوے کے ساتھ مال ہو یا نہو اور اسکی یہ صورت ہے کہ ایک مرد نے دوسرے مرد پر دعوی کیا کہ مین اس مرد کا باپ ہون یا دعوی کرے کہ مین اس مرد کا بیٹا ہون اور یہ مرد اس سے منکر ہو پس دعوی صحیح ہے حتی کہ اگر مدعی نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے تو قاضی اُسکے دعوے کی سماعت کریگا اور اُس کے گواہون پر مدعا علیہ پر حکم کریگا اسی طرح مادری کا دعوی بھی بدون دعوے مال کے صحیح ہے حتی کہ اگر کسی عورت نے ایک مرد پر دعوے کیا کہ مین اسکی ماں ہون اور گواہ قائم کیے تو قاضی اُسکے گواہ قبول کریگا اور اسکے گواہون پر حکم دیدیگا کہ یہ عورت اس مدعا علیہ کی ماں ہے

صورت محضر جبکہ ایک عورت کے پاس لڑکا ہو اور وہ اپنے شوہر پر دعوی کرتی ہو کہ یہ میرا بیٹا اس شوہر سے ہے دہندہ حاضر ہوئی اور عمرو کو حاضر لائی پھر اس ہندہ نے اس عمرو پر دعوی کیا کہ یہ لڑکا جو ہندہ کی گود مین ہو اور اسکی طرف اشارہ کیا بیٹا اس عمرو کا ہو اسکے فراش پر درحالیکہ دونون مین نکاح قائم تھا ہندہ جنی تھی پھر اس کے بعد اگر چاہے تو یہ بھی دعوی کرے کہ اور اس عمرو پر اس طفل کا کھانا کپڑا واجب ہے اور اگر چاہے یہ دعوی نکرے

صورت محضر جبکہ مرد کے پاس صغیر بچہ ہو وہ دعوے کرے کہ یہ بچہ میرا بیٹا اس عورت کے پیٹ سے ہو عمرو حاضر ہوا اور اپنے ساتھ ہندہ کو حاضر لایا پھر عمرو نے اس ہندہ پر دعوے کیا کہ یہ طفل جو میرے پاس ہو اور اُس کی طرف اشارہ کیا یہ مجھ سے اس عورت کا بیٹا درحالیکہ ہم دونون مین نکاح تھا میرے فراش سے جنی ہے پھر اس کے بعد چاہے یہ بیان کرے کہ اس عورت پر واجب ہے کہ اسکو دودھ پلا دے اور چاہے ذکر نہ کرے

صورت محضر مرد بالغ کا ایک مرد پر دعوی کرنا کہ مین اسکا بیٹا ہون۔ زید حاضر ہوا اور عمرو کو حاضر لایا پھر اس زید نے اس عمرو پر دعوی کیا کہ یہ زید اس عمرو کا بیٹا ہے اس زید کی ماں فلانہ بنت فلان اسکو اس عمرو کے فراش سے درحالیکہ دونون مین نکاح قائم تھا جنی ہو

صورت محضر ایک مرد نے دوسرے پر دعوے کیا کہ یہ مدعی اُسکا باپ ہو۔ اس عمرو حاضر شونده نے اس زید پر جسکو حاضر لایا ہو دعوی کیا کہ یہ عمرو اس زید کا باپ ہو اور یہ زید اس عمرو کا بیٹا ہو عمرو کے فراش سے اُسکی جورو فلانہ بنت فلان کے پیٹ سے درحالیکہ دونون مین نکاح قائم تھا پیدا ہوا ہو آخر تک تحریر کرے اور بھائی یا چچا یا اسکا بھتیجا یا اسکا پوتا ہونیکا

دعوی صحیح نہین ہو الا اُس صورت مین کہ اس دعوی نسب کے ساتھ مال کا دعوی ہو مثلاً مدعی لنجا ہوا اور وہ کسی شخص پر بھائی یا چچا ہونے کا دعوے کرے اور اپنے واسطے نفقہ کا مدعی ہوا اور اُسکی ایک دوسری صورت ہو کہ برادران مدعاعلیہ کے واسطے متوفی کی طرف سے وصیت کا دعوے کرے صورت یہ ہو کہ زید حاضر ہوا اور عمرو کو حاضر لایا پھر اس زید نے اس عمرو پر یہ دعوی کیا کہ فلان میت نے اس عمرو کو وصی کر دیا تھا کہ بعد اُسکی وفات کے اُسکے کام کی درستی کرے اور اپنے ترکہ میں سے اسقدر اس

پس اس صورت مین دعوے مال کے ضمن مین برادری بھی ثابت ہوگی ۱۲

شخص کے پاس چھوڑا اور میت مذکور نے حامد بن خالد سب بھائیون کے واسطے اسقدر مال کی وصیت کر دی تھی اور حامد بن خالد تین بھائی ہین شعیب و حامد و زید یہی مدعی پس اس عمرو پر واجب ہے اس مال وصیت مین سے زید کا حصہ اسکو دیدے اور وہ اسقدر مال ہوا پھر مدعاعلیہ سے جواب کا مطالبہ کرے پس مدعاعلیہ مذکورہ وصیت میت کا اور اپنے وصی ہونے کا اقرار کرے اور زید کے شعیب و حامد کے بھائی ہونے سے انکار کرے اور اس کی ایک دوسری صورت ہو کہ عورت دعوی کرے کہ شوہر نے مجھ

زید کو گواہ قائم کرکے ثابت کرے ۱۲

طلاق واقع ہونا اسپر معلق کیا تھا اگر حامد کے بھائی سے خود کلام کرے حالانکہ شوہر مذکور نے زید سے کلام کیا ہے [ف] یہ ذخیرہ مین ہے

محضر - دعوی ولاء عتاقہ - زید مر گیا پھر عمرو آیا اور دعوے کیا کہ یہ میت میرے والد خالد کا آزاد کیا ہوا ہے کہ اس کو میرے والد نے اپنی صحت و حیات مین آزاد کیا ہو اور اس میت کی میراث مجھے چاہیے ہے اسواسطے کہ مین اُس کے آزاد کرنے والے کا بیٹا ہون میرے سوا اسکا کوئی اور وارث نہین ہے پس ہمارے بعضے مشائخ نے اس دعوے کے فاسد ہونے کا فتوی دیا ہے اور بعض نے اسکی صحت کا فتوی دیا ہو اور صحیح یہ ہے کہ یہ دعوے فاسد ہے اسواسطے کہ مدعی نے اپنے دعوے مین یہ بیان نہین کیا کہ اُسکا باپ آزاد کرنیکے روز اُسکا مالک تھا اور غیر ملک کا آزاد کرنا باطل ہوتا ہے اسی واسطے اگر کسی شخص نے ایک غلام پر اپنے مملوک ہونیکا دعوی کیا اور غلام نے گواہ قائم کیے کہ فلان شخص نے اسکو آزاد کر دیا

سوائے مدعی کے دوسرے سے ۱۲ منہ

ہے تو مدعی ملک کیواسطے حکم دیا جائیگا - اور اگر غلام کے گواہون نے کہا کہ فلان نے اسکو آزاد کیا در حالیکہ اسکا مالک تھا تو غلام کے گواہ مقبول ہون گے اور یہ مسئلہ دعوی الاصل مین مذکور ہے

محضر - دعوی دفعیہ - اسکی صورت یہ ہو کہ زید نے عمرو کے مقبوضہ غلام کی نسبت دعوی کیا کہ مین نے اسکو خالد بن بکر سے تاریخ فلان سنہ فلان مین خرید ا ہے اور قابض نے اس سے انکار کیا پھر زید نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے پس اسکے موافق حکم ہونا لازم آیا پس عمرو نے زید کے دعوے کے دفعیہ مین یہ دعوی کیا کہ تو جسکی طرف سے ملک حاصل ہونے کا دعوی کرتا ہے یعنے خالد بن بکر اُسنے تیرے خرید کی تاریخ سے یا تیری خرید سے ایک سال پہلے بطوع خود یہ اقرار کیا ہو کہ یہ غلام میرے بھائی شعیب بن بکر کی ملک و حق ہو اور شعیب ابن بکر نے اُسکے اقرار کی تصدیق کی ہو اور مین نے یہ غلام اُسی مقرلہ شعیب بن بکر سے خرید ا ہے پس اس سبب سے تیرا دعوی مجھ پر باطل ہے پس سب مفتیون نے بالاتفاق جواب لکھا کہ یہ دفعیہ صحیح ہے پھر اسکے بعد استفتا کیا گیا کہ آیا زید کو یہ اختیار ہے کہ مدعی دفعیہ یعنے عمرو سے اس اقرار کا بیان وقت طلب کرے کہ کہان ہوا تھا اور کس مہینہ مین ہوا تھا پس قاضی اُسکو اسکے بیان کی تکلیف دے گا تو بھی جواب سب مفتیون کے متفق ہوے کہ قاضی اسکو ایسی تکلیف نہ دیگا اسواسطے کہ اُسنے ایک بار جسقدر ضرورت تھی بیان کر دیا کہ تیری خرید کی تاریخ سے پہلے اقرار کیا ہے یہ

ف پس شوہر اس بات سے انکار کرے کہ زید اسکا بھائی ہے پس وہ ثابت کرتا ہے ۱۲

فصول اُستروشنی میں ہے

محضر در اثبات عصوبت **قال المترجم** فقط عصبہ شرع میں وہ وارث ہے جس کا کوئی حصہ مقرر نہیں ہے بعد اُن لوگونکے جنکا حصہ مفروض ہے جو باقی رہتا ہے وہ سب لے لیتا ہے اور اگر تنہا ہوتا ہے تو سب لے لیتا ہے اب بیان کتاب سننا چاہیے قال مجلس قضا کورہ بخارا میں فلان قاضی کے سامنے ایک شخص آیا اور بیان کیا کہ اسکا نام احمد بن عمرو بن عبد اللہ بن عمرو ہے اور اپنے ساتھ ایک شخص کو لایا جسنے بیان کیا کہ اسکا نام ابو بکر بن محمد بن عمرو ہے پس اس احمد بن عمرو بن عبد اللہ بن عمرو نے اس ابو بکر بن محمد بن عمرو پر دعوی کیا کہ سعد بن احمد بن عبد اللہ بن عمرو نے وفات پائی اور جو وارث چھوڑے ہیں وہ یہ ہیں ایک اُسکی جورو سادہ بنت فلان بن فلان ہے اور ایک دختر مسماۃ سعادہ بنت سعد ہے اور ایک اُسکے چچا کا بیٹا یہی مدعی ہے کیونکہ یہ عمرو کا بیٹا ہے اور سعد متوفی احمد کا بیٹا ہے اور احمد اس متوفی کا باپ اور عمرو اس مدعی کا باپ دونون ایک باپ کی اولاد سگے بھائی ہین کہ دونون کا باپ عبد اللہ بن عمرو ہے اور متوفی مذکور نے ترکہ میں اس ابو بکر بن محمد بن عمرو کے پاس بارہ دینار نیشاپوری چھوڑے ہین اور اسکی موت سے یہ مال اُن وارثون کے واسطے بفرائض اللہ تعالیٰ میراث ہو گیا چنانچہ جورو کے واسطے آٹھوان حصہ اور دختر کے واسطے نصف اور باقی اس چچازاد بھائی کے واسطے ہوا اور اس ابو بکر بن محمد بن عمرو کو اسکا علم ہے پس اسپر واجب ہے کہ اس مدعی کو اُسکا حصہ اس میں سے جو چوبیس سہام مین سے نو سہام ہوتے ہین دیدے پھر اُس سے اسکا مطالبہ کیا اور اپنے دعوے کا جواب مانگا پس مدعا علیہ نے فارسی مین جواب دیا (کہ مرا از میراث خوارگی این مدعی علم نیست) پھر اس مدعی نے چند نفر حاضر کیے اور بیان کیا کہ یہ میرے گواہ ہین اور مجھ سے درخواست کی کہ اُنکی گواہی کی سماعت کرون پس مین نے اس کی درخواست منظور کر کے انکی طرف توجہ کی اور وہ فلان و فلان ہین پس ان لوگون نے گواہی دی

سجل - این دعوے - فلان قاضی کہتا ہے - برابر لکھتا جاوے جسطرح پہلے بیان کیا گیا ہے یہانتک کہ گواہون کی گواہی کا بیان آوے پس لکھے کہ پھر اس مدعی کے دعوے و انکار اس مدعا علیہ و درخواست اس مدعی کے بعد ان گواہون نے میرے پاس گواہی دی کہ جو متفق الالفاظ و المعانی ایک نسخہ سے تھی جو اُن کو پڑھ سنایا گیا تھا اور مضمون اس نسخہ کا یہ ہے کہ گواہی میدہم کہ این سعد بن احمد بن عمرو بن عبد اللہ بمرد و از وے میراث خوار ماند زنی وے سادہ بنت فلان بن فلان و دختر وے سعادہ و ابن عم این مدعی احمد بن عمرو بن عبد اللہ بن عمرو پسر عم وے از روے پدر بدانکہ این احمد - و اس مدعی کی طرف اشارہ کیا - پسر عمرو بود و آن سعد متوفی پسر احمد بود و عمرو پدر این مدعی با احمد پدر این متوفی برادران پدری بودند پدر ایشان عبد اللہ بن عمرو بجز ایشان ہر سہ میراث خوار دیگر نمیدانیم پس گواہون نے یہ گواہی جس طرح ادا کرنی چاہیے ہے ادا کی اور سجل کو برابر تا حکم لکھتا جاوے جسطرح معلوم ہو یہانتک کہ اس قول تک پہونچے کہ پھر مجھ سے اس مدعی احمد بن عمرو بن عبد اللہ نے اس کے موافق جو میرے نزدیک ثابت ہوا ہے حکم اور اس کی تحریر سجل مع گواہی کر دینے کے اپنی حجت ہونے کے واسطے مانگا پس مین نے اسکی درخواست منظور کی اور اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا یعنی توفیق خیر مانگی یہانتک کہ اس لکھنے تک پہونچے کہ مین نے اس مدعی احمد بن عمرو بن عبد اللہ بن عمرو کے واسطے اس مدعا علیہ ابو بکر بن محمد بن عمرو پر درتکا

دونون متخاصمین میری مجلس قضا واقع کورہ بخارا مین حاضر تھے روبرو حکم دیا کہ میرے نزدیک بگواہی ان گواہان عادل کے یہ ثابت ہوا کہ سعد بن احمد بن عبد اللہ بن عمرو نے وفات پائی اور ثابت ہوا کہ اُس نے وارثون مین سے باپ کی طرف سے چچازاد بھائی یہ مدعی اور اپنی جورو سارہ بنت فلان اور اپنی دختر مسماۃ سعادہ چھوڑی ہے ایسا حکم دیا کہ وہ مبرم کر دیا اور ایسی قضا کہ وہ نافذ کردی پھر آخر تک بدستور معلوم سجل کو ختم کرے - اور اگر مدعی میت کے چچازاد بھائی کا بیٹا ہو تو صورت محضر یہ ہے کہ محمود بن ظاہر بن احمد بن عبد اللہ بن عمرو بن علی حاضر ہوا اور اپنے ساتھ ایک شخص کو حاضر لایا اُسنے بیان کیا کہ اُسکا نام حسن بن علی بن عبد اللہ بن عمرو ہے پھر اس حاضر ہونے والے نے اس شخص پر جسکو حاضر لایا ہی یہ دعوے کیا کہ عمرو بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو نے وفات پائی اور وارثون مین ایک اپنے چچازاد بھائی کا بیٹا یہی مدعی چھوڑا جو پسر ظاہر بن احمد ہی اور عمرو متوفی ابن محمد ہے - اور محمد والد متوفی ہذا اور احمد اس مدعی کا دادا دونون ایک باپ کے بیٹے دونون بھائی ہین کہ دونون کا باپ عبد اللہ بن عمرو ہے اور اس متوفی کا سوائے اسکے جو حاضر ہوا ہے کوئی وارث نہین ہے اور یہ شخص جسکو حاضر کیا ہی اسکے پاس اس متوفی کے ترکہ مین اسقدر دینار نیشاپوری ہین اور یہ دینار ہائے مذکورہ اس کی موت سے اس حاضر ہونے والے کیواسطے میراث ہوگئے اور یہ شخص جسکو حاضر لایا ہے اس کو یہ حال معلوم ہی پس اس شخص پر جسکو حاضر لایا ہے واجب ہی کہ یہ سب دینار اس مدعی کو ادا کردے پھر اس مدعا علیہ سے اس کا مطالبہ کیا اور اپنے دعویکا جواب مانگا پس اُسنے فارسی مین جواب دیا (کہ مرا از میراث خوارگی این مدعی علم نیست) یعنے مجھے اس مدعی کی میراث خوارگی کا علم نہین ہی پھر مدعی چند نفر لایا اور بیان کیا کہ میرے گواہ ہین آخر تک بدستور معلوم لکھے ٭

سجل - اس دعوی کا - بطریق مذکورہ بالا کے ہی - اور اگر مدعی اُسکے چچازاد بھائی کے پسر کا پسر ہو تو اُس کے محضر کی صورت یہ ہے کہ محمد بن محمود بن ظاہر بن احمد بن عبد اللہ بن عمرو بن علی حاضر ہوا اور اپنے ساتھ ایک شخص کو لایا جس نے بیان کیا کہ اُس کا نام حسن بن علی بن عبد اللہ ہے پس اس حاضر ہونے والے نے اس شخص پر جسکو حاضر لایا ہی دعوی کیا کہ عمرو بن عبد اللہ بن عمرو بن علی نے وفات پائی اور وارثون مین فقط اپنے پدری چچازاد بھائی کے پسر کا پسر چھوڑا ہے وہ یہی ہی جو ظاہر ہوا ہی اسواسطے کہ یہ حاضر ہونے والا پسر محمود بن ظاہر ہی اور ظاہر اس مدعی کا دادا پسر احمد ہے اور عمرو متوفی اور احمد اس مدعی کے دادا کا باپ دونون ایک باپ کے بیٹے بھائی ہین کہ دونون کا باپ عبد اللہ بن عمرو بن علی ہے اور متوفی مذکور کا کوئی وارث سوائے اس حاضر ہونے والے کے نہین ہے اور اس متوفی مذکور نے مال نقدی مین اسقدر دینار نیشاپوری اس شخص کے پاس جسکو حاضر لایا ہے چھوڑے ہین اور یہ دینار اُسکی موت سے اس حاضر ہونے والے کے واسطے میراث ہوگئے اور اس شخص کو جسکو حاضر لایا ہی اسکا علم ہے پس اسپر واجب آخر تک بدستور سابق لکھے

[حاشیہ: شخص یعنی اشخاص مردم ۱۲]

سجل - اس دعوے کا بھی بطریق سجل مذکورہ بالا ہے - اور اگر مدعا علیہ نے اس صورت مین دعوی مدعی کے دفعیہ مین یہ دعوے کیا کہ اس مدعی نے پہلے اقرار کیا ہے کہ وہ ذوی الارحام مین سے ہی تو یہ دعوی مدعی کے دعوے عصوبت کا دفعیہ ہوگا اسواسطے کہ تناقض لازم آتا ہی

محضر - دعوی حریۃ الاصل یعنی مدعی اصلی حر ہے اور اصلی حر اسکو کہتے ہین جس مین کسی وقت رقیت ثابت نہین ہوئی

مجلس قضاء شرفہ اللہ تعالےٰ واقع کورۂ بخارا مین قاضی فلان کے سامنے ایک مرد حاضر ہوا اور بیان کیا کہ اسکا نام زید بن عمرو مخزومی ہی اور یہ شخص نوجوان ہے اُسکا تمام حلیہ ذکر کردے اور اپنے ساتھ ایک مرد کو لایا جس نے بیان کیا کہ میرا نام بکر بن خالد ہی پس اس زید بن عمرو نے اس بکر بن خالد پر یہ دعوی کیا کہ یہ زید بن عمرو حر الاصل ہی اور اُسکا نطفہ حالت حریت مین قرار پایا ہے کیونکہ یہ زید جو حاضر ہوا عمرو مخزومی کا بیٹا ہے اور عمرو مخزومی حر الاصل تھا اور اُسکی مان ہندہ بنت شعیب ہی وہ بھی اصلی حرہ تھی اور یہ زید اپنے والدین کے فراش سے جو دونون حر ہین متولد ہوا ہے اسپر یا اسکے ہر دو والدین پر کبھی رقیت اس دم تک طاری نہین ہوئی ہی اور یہ بکر بن خالد اس زید مذکور سے ناحق استرقاق (رقیق ہونا ۱۲) و استعباد (غلام بنانا ۱۲) چاہتا ہی باوجودیکہ یہ اس امر مذکور سے آگاہ ہی پس اوس بکر بن خالد پر واجب ہی کہ اس خواہش سے اپنا ہاتھ کوتاہ کرے پھر اس سے اُسکا مطالبہ کیا اور جواب دعوےٰ طلب کیا پس اُسنے فارسی مین جواب دیا کہ این حاضر آمدہ ملک من ست و رقیق من ست مرا از آزادی وے علم نیست پھر اس زید بن عمرو نے چند نفر کو حاضر کیا اور بیان کیا کہ یہ میرے گواہ ہین اور مجھ سے ان کی گواہی کی سماعت کی درخواست کی اور وہ فلان و فلان ہین پس مین نے اُس کی درخواست کو منظور کر کے گواہون سے گواہی چاہی پس اُنھون نے شہادت صحیحہ متفقۃ اللفظ والمعنی ایک نسخہ سے جو اُن کو پڑھ سنایا گیا ادا کی اور اس نسخہ کا مضمون یہ ہے پس آخر تک بدستور لکھے

سجل - این دعوےٰ - اس سجل کی پیشانی موافق اپنی رسم کے لکھکر عبارت دعوےٰ نسخہ محضر سے بتمامہ نقل کرے اور اسامی گواہان و الفاظ شہادت لکھے اور بعد تحریر عبارت استخارہ لکھے کہ مین نے اس زید بن عمرو کیواسطے اس بکر بن خالد پر حکم دیا کہ یہ زید بن عمرو خود مع والدین کے حر الاصل ہے اُسپر و اسکے والدین پر رقیت طاری نہین ہوئی اور اس بکر بن خالد کو حکم دیا کہ اُس سے اپنا ہاتھ کوتاہ کرے اور اُس سے احکام رقیت کا مطالبہ کرنے سے باز رہے

محضر - قابض پر اُسکے اعتاق کرنے کی وجہ سے عتق کا دعوی کرنا - اس زید نے جو حاضر ہوا ہی اس عمرو پر جسکو حاضر لایا ہی دعوےٰ کیا کہ یہ زید اس عمرو کا مملوک و مرقوق تھا اس عمرو نے اس زید کو اپنی صحت و ثبات عقل ہمہ وجوہ جواز تصرفات کی حالت مین بطوع خود خالصۃً لوجہ اللہ تعالیٰ و طلب مرضاتہ بعتق صحیح جائز نافذ بغیر بدل (عوض ۱۲) آزاد کر دیا اور یہ زید آج کے روز اس سبب سے آزاد ہے اور اس عمرو کو اس کا علم ہی پس یہ عمرو اس زید سے خدمت لینے کا مطالبہ کرنے اور اُسپر رقیت کا دعوی کرنے مین مبطل ہی محق نہین ہی پس اسپر واجب ہی کہ اس زید سے ہاتھ کوتاہ کرے اور تعرض چھوڑ دے پھر اس سے جواب کا مطالبہ کیا

سجل - این دعوی بطریق سابق تحریر کرنے کے بعد جب حکم لکھنے تک پہونچے تو بعد استخارہ کے لکھے کہ مین نے گواہی گواہان مسمیان اس زید کے واسطے اس عمرو پر یہ حکم دیا کہ یہ زید آزاد اپنے نفس کا مالک ہی بسبب مذکور کسی کا مملوک تابعدار نہین ہی - اور سبب مذکور یہ ہے کہ اس عمرو نے اسکو خود آزاد کر دیا اور یہ کہ اس عمرو کا اُسپر رقیت کا دعوی کرنا باطل ہے اور سجل کو ختم کر دے

سلہ وقال المترجم پھر بعد اسکے بکر کا کوئی دفعیہ قبول نہوگا اس معنی مین کہ مدعی رقیق بنایا جاوے ۱۲ سلہ مرقوق و مملوک کے ایک ہی معنی ہین یعنی غلام ۱۲

محضر - قابض پر اُسکے سوائے دوسرے کی طرف سے اعتاق کی وجہ سے آزادی کا دعوی کرنا اس زید حاضر شوندہ نے اس عمرو پر جسکو حاضر لایا ہی یہ دعوے کیا ہی کہ یہ زید مملوک و مرقوق خالد بن بکر کا اُسکے قبضہ و تصرف مین تھا اور خالد بن بکر نے بخوف عذاب الٰہی و طلب جنت و ثواب آخرت و رضائے الٰہی خالصۃً لوجہ اللہ تعالیٰ اپنے خالص مال و ملک سے اس زید کو آزاد کر دیا اور اس اعتاق مذکور کی وجہ سے یہ زید آزاد ہو گیا اور اسی سبب سے آج کے روز وہ آزاد ہے اور یہ عمرو باوجود علم اس بات کے اس زید سے خدمت غلامانہ از راہ ظلم و تعدی لیتا ہے پس اسپر واجب ہی کہ اپنا ہاتھ کوتاہ کرے آخر تک بدستور لکھے

سجل - این دعوے - بطریق گذشتہ برابر لکھتا جاوے یہان تک کہ حکم تک پہونچے پس بعد استخارہ کے لکھے کہ مین نے اس زید کے واسطے اس عمرو پر یہ حکم دیا کہ یہ زید آزاد اپنے نفس کا مالک ہی بسبب مذکور کسی کا غلام نہین ہے اور سبب مذکور یہ ہے کہ خالد بن بکر نے اسکو اپنے خالص مال و ملک سے آزاد کر دیا اور یہ کہ عمرو کا اُسپر رقیت کا دعوے کرنا باطل ہے اور وہ اپنا ہاتھ اس سے کوتاہ کرے آخر تک سب لکھے

محضر - در اثبات رقیت - زید حاضر ہوا اور اپنے ساتھ ایک مرد کو لایا جسنے بیان کیا کہ اسکا نام کلو ہندستانی ہے اور یہ مرد نوجوان ہی اُسکا سب حلیہ بیان کر دے پھر لکھے کہ اس زید نے اس کلو پر دعوی کیا کہ یہ کلو اس زید کا (یعنے میرا) مملوک مرقوق ہے بسبب اسکے کہ زید بسبب صحیح اسکا مالک ہی اور یہ کلو احکام رقیت مین اُسکی تابعداری و فرمانبرداری سے باہر ہو گیا ہی پھر اس سے اسکا مطالبہ کیا اور جواب دعوی طلب کیا اور محضر تمام کر دے

سجل این دعوے - بدستور سابق سب لکھکر بعد استخارہ کے لکھے کہ مین نے ان گواہان مسمیان کی گواہی کے ثبوت سے اس زید کے واسطے اس کلو ہندوستانی پر یہ حکم دیا کہ یہ کلو ہندوستانی اس زید کا مملوک و مرقوق ہی اور یہ کہ یہ کلو احکام رقیت مین زید کی تابعداری فرمانبرداری سے انکار کرنے مین مبطل[1] ہی اور مین نے اس کلو مذکور کو حکم دیا کہ احکام رقیت مین اس زید کی تابعداری و فرمانبرداری کرے پھر سجل کو تمام کر دے اور واضح رہے کہ رقیت کا حکم دینے اور اسکا سجل لکھدینے مین ضرور چاہیے کہ مدعا علیہ اپنے واسطے حریت ثابت کرنے سے عاجز ہو جاوے اور قبل اسکے رقیت کا حکم نہ دے اور نہ سجل تحریر کرے یہ ذخیرہ مین ہے

محضر - در دفع این دعوی - اس دعوے کے دفعیہ کے بہت طریقہ ہو سکتے ہین ایک یہ کہ مدعا علیہ اپنے واسطے حریۃ الاصل کا دعوی کرے اور اُسکے تحریر کی صورت یہ ہی کہ کلو حاضر ہوا اور زید کو ساتھ حاضر لایا اور زید کے دعوے کے دفعیہ مین جو زید نے اُسپر کیا ہی دعوی کیا اور زید نے اسپر یہ دعوی کیا تھا کہ یہ کلو اُسکا مملوک مرقوق ہی اُسکی اطاعت سے خارج ہو گیا ہی اور فرمانبرداری کا مطالبہ کیا تھا پس اس کلو نے اُسکے دعوی کے دفعیہ مین جو زید نے اُسپر کیا ہی یہ دعوی کیا کہ کلو حر الاصل ہی اور اسکا نطفہ حالت حریت مین قرار پایا ہی کیونکہ اُسکا باپ تھو ولد خیرو ہی اور اُسکی مان جمیلہ دختر رامی ولد مولا بخش ہی اور یہ دونون مادر و پدر اُسکے اصلی آزاد ہین اور یہ کلو ان دونون والدین آزاد سے فراش سے متولد ہوا ہی اسپر یا اُسکے والدین ان دونون پر کبھی رقیت طاری نہین ہوئی اور اس زید کو اسکا علم ہی پس وہ باوجود ایسا حال ہونیکے جو بیان کیا گیا ہی کلو سے تابعداری غلامانہ چاہنے اور اُسپر رقیت کا دعوی کرنے مین مبطل ہی محق نہین پس اُسپر واجب ہی کہ اُس سے باز رہے پھر اُسکا مطالبہ کیا اور درخواست کی پس زید سے دریافت کیا گیا پھر محضر کو تمام کر دے

---

[1] یعنے ناحق پر ہے ۱۲

سجل - این دفعیہ - اول سے بدستور سابق لکھے یہانتک کہ جب حکم تک پہونچے تو لکھے کہ مین نے اس کلو کے واسطے اس زید پر وہ سب جو میرے نزدیک اس زید کے اس کلو پر دعوے رقیت کے دفعیہ مین کلو کے دعوے سے ثابت ہوا حکم دیا کہ یہ کلو حر الاصل ہے اور اس زید کا اُسپر رقیت کا دعوے باطل ہے اور یہ ثبوت بگواہی ان گواہان مسمیان کے بعد ازانکہ اُنکی عدالت بتعدیل معدلین این نواح ظاہر ہوگئی ہی ہوا اور مین نے یہ حکم ان دونون محکوم لہ ومحکوم علیہ کے حضور مین دونون کے روبرو اپنی مجلس قضا وحکم واقع بخارا مین دیا اور اس سب کی صحت کا حکم قضاءً نافذ کیا اور اس زید کا ہاتھ اس کلو سے جس کے واسطے حریت کا حکم دیا ہی کوتاہ کر دیا اور کلو مذکور سے اُس کی فرمانبرداری اُٹھا دور کیا اور اس محکوم علیہ زید کو اختیار دیدیا کہ اپنے بائع سے اپنا ثمن واپس لے (بشرطیکہ زید نے اُسکو کسی بائع سے خرید کر بروز عقد اُسکے بائع کو اُسکا ثمن نقد ادا کر دیا ہو) پھر سجل کو تمام کر دے اور مشائخ نے فرمایا کہ جہان حریت ثابت کرنے کی ضرورت پیش آوے تو واجب ہی کہ اُسکا اثبات بطریق دفعیہ ہو باین طور کہ قابض اُسپر مملوک ومرقوق ہونے کا دعوے کرے اور گواہ قائم کرے پھر مملوک بطریق دفع اپنی حریت ثابت کرے - وجہ دوم یہ کہ مدعا علیہ اسی رقیت کے مدعی کیطرف آزاد کرنے کا دعوے کرے **صورت** تحریر یہ ہے کہ کلو حاضر ہوا اور اپنے ساتھ زید کو حاضر لایا اس کلو نے اس زید کے دعوے کے دفعیہ مین جو زید نے اسپر کیا ہے یہ دعویٰ کیا کہ یہ کلو آزاد ہے اسواسطے کہ یہ کلو اس زید کا مملوک ومرقوق تھا اور اس زید نے سب طرح اپنے جواز تصرفات کی حالت مین باعتاق صحیح جائز نافذ اُس کو آزاد کر دیا اور یہ کلو بوجہ اس اعتاق کے آزاد ہو گیا اور یہ زید احکام رقیت مین اُسکی اطاعت وانقیاد کا مطالبہ کرنے مین مبطل ہے اور محضر کو تمام کر دے

سجل - اس محضر کا سجل بھی بطریق سجل محضر اول کے ہی لیکن حکم مین اس صورت مین یون لکھے کہ مین نے اس ثبوت کا حکم دیا کہ یہ کلو بسبب مذکور سے آزاد اپنے نفس کا مالک ہے اور سبب مذکور یہ ہی کہ اس زید نے اسکو آزاد کیا ہی اور یہ کہ کلو بسبب اس اعتاق کے تمام آزادون کے ساتھ ملحق ہو گیا اور یہ کہ یہ کلو بروز اعتاق مذکور اس زید کا مملوک تھا اور سجل کو تمام کر دے وجہ سوم آنکہ جسپر مدعی نے رقیت کا دعوے کیا ہی وہ غیر مدعی کی طرف سے اپنے آزاد کرنے کا دعویٰ کرے اسکی صورت تحریر یہ ہے کہ کلو حاضر ہوا اور زید کو حاضر لایا پھر اس کلو نے اس زید پر اس دعوے کے دفعیہ مین جو زید نے کلو پر کیا ہی یہ دعویٰ کیا کہ یہ کلو پہلے عمرو بن بکر مخزومی کا غلام ومملوک تھا اور اُسنے اللہ تعالے کے عذاب سخت وعقاب شدید سے بچنے اور اسکی رضامندی وثواب حاصل کرنے کی غرض سے اس کلو کو خالصۃً لوجہ اللہ تعالے اپنے خالص مال وملک سے مفت بدون بدل کے اپنی صحت وثبات عقل وبہمہ وجوہ جواز تصرفات کی حالت مین آزاد کیا اور آج یہ کلو اس اعتاق مذکور کے سبب آزاد ہے الی آخرہ

سجل - اس محضر کا مثل مذکورہ بالا کے ہے لیکن قاضی اسمین حکم کا مقام یون لکھیگا کہ مین نے اس کلو کی حریت کا حکم اس سبب سے جو اس مین مذکور ہے دیا اور وہ یہ ہے کہ خالد بن بکر مخزومی نے اسکو آزاد کیا ہی اور یہ حکم دیا کہ کلو اس خالد بن بکر مخزومی کا بروز اعتاق مملوک تھا یہ محیط مین لکھا ہے

محضر - اثبات تدبیر[1] واستیلاد - اگر تدبیر واستیلاد کے ثابت کرنے کی ضرورت ہو اور مولی پر اُسکا ثبوت کرنا ممکن نہ ہو سکے اسواسطے کہ فی الحال اسکا کوئی حق مولی پر ثابت نہیں ہوتا ہے پس اُسکے اثبات کا طریقہ یہ ہے کہ مولی اُس کو کسی مشتری کے ہاتھ فروخت کر دے پھر اسپر مدبر یا ام ولد اس طرح دعوی کرے کہ اس کلو حاضر ہونے والے نے اس زید پر دعوی کیا کہ یہ کلو حاضر شوندہ عمرو بن خالد کا غلام مملوک تھا پھر اُس نے اُس کو بدون طمع حطام دنیاوی کے بغرض تحصیل رضاے الہی خالصۃً لوجہ اللہ تعالیٰ اپنے خالص مال وملک سے بتدبیر صحیح مدبر کیا کہ بعد وفات اُسکے کے آزاد ہے اور آج کے روز یہ کلو اُسکا مدبر ہے - اور اگر ام ولد مدعیہ ہو تو لکھے کہ فلانہ ام ولد نے دعوے کیا کہ وہ خالد بن عمرو کی ام ولد ہے اُس کی ملک میں اُسکے فراش سے بچہ جنی ہے اور آج کے روز وہ اُسکی ام ولد ہے - اور یہ شخص زید اس سے ناحق استرقاق[غلام بنانا ۱۲] واستعباد[لونڈی بنانا ۱۲] چاہتا ہے پس اسپر واجب ہے کہ اس سے اپنا ہاتھ کوتاہ کرے پھر اُس سے جواب کا مطالبہ کیا یہ ظہیریہ[۱۲] مین ہے

محضر - دعوے تدبیر - ایک شخص نے اپنے غلام کو بتدبیر مطلق[یا بلا شرط وقید ۱۲] مدبر کیا اور بعد مدبر کرنے کے مر گیا اور وارث چھوڑے اور وارثون نے مدبر کرنے کے حال سے واقف ہونے سے انکار کیا اور مدبر کو گواہون سے اسکے اثبات کی ضرورت ہوئی اور تحریر محضر کی حاجت پیش آئی تو لکھے کہ اس کلو نے جو حاضر ہوا ہے اس زید پر جسکو ساتھ حاضر لایا ہے دعوی کیا کہ یہ کلو اس زید کے والد عمرو بن خالد کا غلام مملوک تھا اُسنے اپنی زندگی وسب طرح جواز تصرفات کی حالت مین بطوع ورغبت خود بتدبیر مطلق مدبر کر دیا اور عمرو بن خالد اس زید کا والد مر گیا پس یہ کلو مدبر آزاد ہو گیا اور یہ زید اس حالت سے واقف ہے پس اس زید پر واجب ہے کہ اس کلو حاضر آیندہ سے اپنا ہاتھ کوتاہ کرے الی آخرہ

سجل - این محضر - ابتدا سے بدستور لکھتا جاوے اور بیان حکم کے وقت لکھے کہ مین[۱۲ بدستور لکھے آخر تک] نے ان گواہان مسمیان فلان وفلان کی گواہی سے اس کلو کیواسطے اس زید پر تمام اُس بات کا جو میرے نزدیک ثابت ہوئی ہے حکم دیا کہ اس کلو کو اس زید کے والد عمرو بن خالد نے درحالیکہ یہ کلو اُسکا مملوک ومرقوق تھا اپنے خالص مال وملک سے بتدبیر مطلق صحیح بلا قید مدبر کیا ہے اور یہ کہ یہ کلو بسبب موت عمرو بن خالد کے آزاد ہو گیا اور یہ کہ اس زید کے والد عمرو بن خالد نے ترکہ کا مال اس زید کے پاس اسقدر چھوڑا ہے کہ جسکی تہائی سے یہ کلو برآمد ہوتا ہے اور یہ کہ کلو آج کے روز آزاد ہے زید کو اُسپر بسبب بے قیمت کے کوئی استحقاق نہیں ہے سواے سبیل ولاء کے اور یہ حکم مین نے ہر دو متخاصمین کی حاضری مین دونون کے روبرو بطور مبرم دیا اور حکم قضاء نافذ کر دیا یہ ذخیرہ مین ہے

سجل - اثبات عتق بر غائب - قاضی فلان کہتا ہے کہ میرے سامنے میری مجلس قضا واقع کورہ بخارا مین ایک شخص زید حاضر ہوا اور اپنے ساتھ عمرو کو لایا پھر اس زید نے اس عمرو پر دعوی کیا کہ میرے اس شخص پر اسقدر دینار دین لازم وحق واجب بسبب صحیح ہین (اور دینارہاے مذکورہ کی نوع وصفت بیان کر دے) پس اسپر واجب ہے کہ اس عہدہ سے خارج ہو پس اس سے جواب کا مطالبہ کیا پس اس سے دریافت کیا گیا تو اُسنے انکار کیا کہ مجھپر اسکا کچھ نہیں ہے پھر مدعی مذکور دو مرد حاضر لایا اور بیان کیا کہ یہ میرے گواہ ہین اور وہ فلان وفلان ہین اور مدعی و ہر دو گواہ نے بیان کیا کہ یہ دونون گواہ خالد بن بکر کے آزاد کردہ ہین جسنے ان دونون کو اپنے مملوک ہونے کی حالت مین آزاد کیا ہے اور مدعی نے مجھ سے انکی گواہی کی سماعت کی درخواست کی پھر ان لوگون

---

[1] تدبیر غلام یا باندی کو مدبر کرنا یعنے اُسکی آزادی کو کسی وقت کے ساتھ موقت کرنا ۱۲

سے بعد دعویٰ مدعی و انکار مدعا علیہ و استشہاد[1] مدعی کے ایک نے بعد دوسرے کے گواہی صحیحہ متفقۃ اللفظ والمعنیٰ موافق دعویٰ مدعی کے ایک نسخہ سے جو دونوں کو پڑھ سنایا گیا ہے ادا کی (یعنی مدعی نے گواہی طلب کی ۱۲) اور یہ مضمون اس نسخہ کا تھا (پس مضمون نسخہ ہذا بیان کردے) پھر جب دونوں نے گواہی کو جیسا چاہیئے ادا کیا تو مدعا علیہ نے اس گواہی کے دفعیہ میں بیان کیا کہ یہ دونوں گواہ مملوک خالد بن بکر کے ہیں جس کی نسبت مدعی اور ہر دو گواہ زعم کرتے ہیں کہ اُسنے اُنکو آزاد کردیا ہے حالانکہ یہ سب جھوٹے ہیں اُسنے ان دونوں کو آزاد نہیں کیا ہے پس میں نے یہ دفعیہ اس مدعی پر پیش کیا پس اُسنے کہا کہ یہ دونوں آزاد ہیں اور ان دونوں کے مولیٰ نے درحالیکہ یہ دونوں اُسکے مملوک تھے باعتاق صحیح آزاد کردیا ہے اور میرے پاس اسکے گواہ ہیں پس میں نے اُسکو تکلیف دی کہ اپنے صحت دعوے کے واسطے گواہ قائم کرے پس وہ چند نفر کو لایا اور بیان کیا کہ یہ میرے اس دعوے کے موافق گواہ ہیں اور مجھ سے اُنکی گواہی کی سماعت کی درخواست کی پس میں نے انکی گواہی کی سماعت کی اور میرے نزدیک اُنکی گواہی سے ہر دو شاہد کی حریت ثابت ہو گئی کہ باعتاق خالد بن بکر یہ دونوں آزاد اور اہل شہادت ہیں پس مدعی ہذا نے مجھ سے ان دونوں گواہوں کی حریت کا اور دونوں کے اہل شہادت ہونے کا اور بگواہی ان دونوں گواہوں کے اپنے واسطے مال مدعی بہ کا حکم قضا طلب کیا پس میں نے اُسکی درخواست کو منظور کیا اور حکم کیا کہ یہ دونوں گواہ باعتاق خالد بن بکر کے درحالیکہ دونوں اُسکے مملوک تھے باعتاق صحیح آزاد ہیں اور یہ کہ دونوں اہل شہادت ہیں اور اس مدعی کیواسطے اس مدعا علیہ پر گواہی ان دونوں گواہوں کے مال مدعی بہ کا حکم دیدیا ایسا حکم کہ مبرم ہے اور ایسی قضا کہ نافذ کردی ہے اور سجل کو تمام کردے پس جب قاضی نے اس طرح حکم دیا تو مولیٰ کے حق میں بھی ان دونوں کا اعتاق ثابت ہو جائیگا حتی کہ اگر اُسنے حاضر ہو کر اس سے انکار کیا تو اسکے انکار پر التفات نہ کیا جائیگا اور غلام کو اُسکے انکار پر دوبارہ بمقابلہ مولیٰ کے گواہوں کے قائم کرنیکی حاجت نہو گی اسواسطے کہ مشہود لہ یعنی مدعی نے مشہود علیہ یعنی مدعا علیہ پر آزادی گواہان مذکور کا دعویٰ کیا ہے اور اسکی طرف سے یہ دعویٰ صحیح ہے کیونکہ وہ مشہود علیہ پر اپنا حق بدون اسکے ثابت نہیں کرسکتا ہے۔ اور مشہود علیہ نے اس سے انکار کیا اور اُسکا انکار بھی صحیح ہے اسواسطے کہ وہ اس گواہی کو بدون انکار حریت گواہان کے دفع نہیں کرسکتا ہے اور اصل یہ ہے کہ جو شخص کسی حاضر پر ایسے حق کا دعویٰ کرے جس کا اثبات بدون اسکے ممکن نہو کہ وہ اُسکا سبب کسی غائب پر ثابت کرے تو ایسی صورت میں جو حاضر ہے وہ غائب کی طرف سے خصم ہو جاتا ہے پس بنا بر اس اصل کے مشہود علیہ پر گواہ قائم کرنا مثل مولا کے غائب پر گواہ قائم کرنے کے ہے یہ محیط میں ہے

محضر - در اثبات حد القذف - زید حاضر ہوا اور عمرو کو حاضر لایا اور دعویٰ کیا کہ اس زید کو اس عمرو نے قذف کیا (یعنی زنا کی تہمت لگائی ۱۲) ایسا قذف جو موجب حد ہے پس اس عمرو پر اسّی کوڑے حد قذف کے واجب ہیں الیٰ آخرہ - اور اگر شتم (گالی) کیا ہو جو موجب تعزیر ہو تو لکھے کہ اس عمرو نے اس زید کو شتم کیا (یعنی گالی دی ۱۲) اور ایسے شتم کو جو موجب تعزیر ہے معین کرے (بدستور بیان کرے ۱۲) پس کہا کہ اے فاسق اے ایسے ویسے پھر لکھے کہ پس شرع میں اسکی تنبیہ کے واسطے کہ آیندہ ایسا نہ کرے اسپر تعزیر واجب ہوئی پس اس سے مطالبہ کیا و جواب مانگا

محضر - زید نے عمرو پر دعویٰ کیا کہ تو نے میرے درموں میں سے اسقدر درم جو اس دار میں فلان مقام پر رکھے تھے چرالیے ہیں اور عمرو اس دار کے رہنے والوں میں سے ہے اور اس مدعا علیہ نے اس مدعی سے کہا تھا کہ اگر تو قسم کھائے کہ میں نے تیرے

[1] استشہاد کسی دعوے پر گواہی طلب کرنا ۱۲

درمون سے اسقدر درم جسن کا تو دعوی کرتا ہی چرائے ہین تو مین تجھے اس قدر درم دیدونگا پس مدعی نے اپنے دعوی پر قسم کھالی اور مدعا علیہ نے اُسکو اُسکے نصف دیکر اور باقی کے واسطے ایک دستاویز لکھدی پھر مدعا علیہ نے اپنے اسقدر درم جو دیے ہین واپس لینے چاہے تو اسکا کیا حکم ہی تو شیخ نجم الدین نسفی رح نے جواب مین تحریر فرمایا کہ اگر مدعا علیہ نے نصف مقدار دیدی اور باقی نصف دینے کا بطور صلح کے دعوے مدعی سے اپنے اوپر التزام[1] کر لیا اور یہ اقرار کیا کہ مین نے درم چرائے ہین تو اسپر باقی کا دینا لازم ہوگا اور اُسکو یہ اختیار نہوگا کہ نصف مقدار جو دی ہی اُسکو واپس کر لے اور اگر اُسنے بنا بر قسم مدعی و وفاے قول خود کے نصف مقدار دیکر باقی کے واسطے ایک دستاویز تحریر کر دی ہی تو اُسپر کچھ لازم نہوگا اور اُسکو اختیار رہیگا کہ دیا ہوا واپس کر لے اور بعض نے فرمایا کہ اسکو اختیار رہی کہ دونون صورتون مین واپس کر لے اسواسطے کہ مدعی اپنی قسم سے مدعا علیہ پر کسی چیز کا مستحق نہین ہوتا ہی چنانچہ امام محمد رح نے کتاب الصلح مین صریح فرمایا کہ اگر مدعی نے مدعا علیہ کے ساتھ اس شرط پر صلح کی کہ اگر مدعی اپنے دعوی پر قسم کھا جاوے تو مدعا علیہ مدعی کے واسطے اس مال کا جسکا دعوی کرتا ہی ضامن ہوگا تو صلح باطل ہی

محضر۔ ایک نانوائی نے ایک شخص کو اپنی دوکان پر اس غرض سے بٹھلایا کہ میری روٹیان میرے واسطے لوگون کے ہاتھ فروخت کرے اور اُس سے دام وصول کرے اور ایسے شخص کو صاحب دوکان کہتے ہین پھر اسپر دعوی کیا اور صورت دعوے یہ ہی کہ نانوائی نے مقدار معلوم مال کا دعوی کیا اور کہا کہ تو نے روٹی کے دامون مین سے میرا مال اسقدر چرایا ہی اور اسپر دعوے کیا کہ تو نے کہا ہے کہ مین نے لوگون سے ہر روز پانچ درم اس طرح لیے کہ انکی روٹیون مین سے انکو کم دین مگر تیری روٹیون کے دام مین سے کچھ نہین لیا ہی اور صاحب دوکان اس سب سے انکار کرتا ہی اور آخر محضر مین تحریر کیا ہی کہ اس شخص پر جسکو ساتھ حاضر لایا ہی واجب ہی کہ یہ دراہم مجلس قضاء مین حاضر لادے تاکہ مدعی اُنکے واسطے گواہ قائم کر سکے تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ نانوائی کیطرف سے یہ دعوی صاحب دوکان پر متوجہ نہین ہوسکتا ہی یعنی نامسموع ہی۔ غایۃ مافی الباب یہ ہی کہ وہ یہ چاہتا ہی کہ صاحب دوکان کا یہ دراہم اسطرح لینے کا اقرار جس طرح اُسنے دعوی مین بیان کیا ہی ثابت کرے لیکن اگر یہ ثابت بھی ہو تو نانوائی کو کچھ فائدہ نہین ہی بلکہ حق خصومت اسمین اُن لوگونکو حاصل ہی جنکے دام تھے کیونکہ جب اُسنے اُن لوگون سے دام لیے اور اسقدر روٹیان اُنکو نہ دین تو اُسپر واجب ہوا کہ یہ درم انھین کو واپس کرے اور واپس لینے کا استحقاق انھین لوگون کو ہو نہ اُس نانوائی کو اسواسطے کہ یہ اُنکی طرف سے خصم نہین ہی اور اگر نانوائی نے اُسپر یہ دعوی کیا کہ تو نے اقرار کیا ہی کہ مین نے ہر روز پانچ درم تیرے مال سے لیے ہین اور مشتری کو روٹیان کم کم دی ہین تو بھی یہ دعوی صحیح نہین ہی اسواسطے کہ جب اُسنے مشتری کو روٹیان کم دین حالانکہ ثمن پورا لیا تو جو دراہم بمقابلہ نقصان کے ہوئے ہین وہ نانوائی کی ملک نہین ہین بلکہ مشتری کی ملک ہین پس نانوائی کو اُن کے واپس لینے کا استحقاق نہ ہوگا یہ ذخیرہ و فصول استروشنی مین ہے

محضر۔ دعوی شرکۃ العنان۔ اسکی صورت یہ ہی کہ زید حاضر ہوا اور عمرو کو حاضر لایا اور اس زید نے اس عمرو پر دعوی کیا کہ اس زید نے اس عمرو کے ساتھ فلان تجارت مین شرکت عنان بدین شرط کی تھی کہ ہر ایک کا راس المال اسقدر ہی بدین شرط کہ دونون مال شرکت مین تصرف کرین اور ہر ایک اپنی راے سے تصرف کرے و بدین شرط جو کچھ نفع حاصل ہو وہ دونون نصفا نصف

[1] یعنے اپنے ذمہ اُسکا ہونا لازم کر لیا ۱۲

ہوا اور جو کچھ نقصان وخسارہ پڑے وہ ہر ایک پر اُسکے راس المال کے حساب سے پڑے اور ہر ایک اپنا راس المال مجلس شرکت مین لایا اور دونون کو خلط کر دیا حتی کہ دونون مال ایک ہو گئے اور دونون نے یہ مال شرکت اس عمرو کے پاس رکھا اور اُس مین تصرف کیا اور اسقدر نفع حاصل کیا پس اس عمرو پر واجب ہی کہ اس مدعی کے راس المال سے وحصّہ نفع سے جو اسقدر رہی چھٹکارا کرے یعنی مدعی کو سب دیدے اور اگر اس شرکت کا شرکت نامہ ہو تو شرکت نامہ مین بھی اسی طور سے لکھنا چاہئے پھر شرکت نامہ ہونے کی صورت مین لکھے کہ اس زید نے اس عمرو پر تمام اُن باتون کا جسکو شرکت نامہ متضمن ہی از بیان شرکت وراس المال بنفع مشروط وخلط ہر یکے راس مال خود بمال دیگر بنا بر اینکہ شرکت نامہ سے اول سے آخر تک اُسکی تحریر کی تاریخ سے ظاہر ہی اور دونون نے تمام مال اس عمرو کے قبضہ مین رکھا اور اس عمرو نے اس قدر نفع حاصل کیا ہی پس اُسپر واجب ہی کہ اس زید کا راس المال و اُسکا حصہ نفع اس زید کو دیدے اور اُسکا راس[1] المال اسقدر اور نفع اسقدر ہی اور محضر کو تمام کر دے

محضر۔ در دفع این دعوی۔ اس عمرو حاضر ہونے والے نے اس زید پر جسکو حاضر لایا ہی اُسکے دعوے کے دفعیہ جو اس زید نے اس عمرو پر کیا تھا کہ اسقدر راس المال سے باہم شرکت کی تھی اور اپنے راس المال وحصّہ منافع کے واپس کرنیکا دعوی کیا تھا پس عمرو مذکور اُسکے دعوے کے دفعیہ مین دعوی کرتا ہی کہ وہ اس دعوی مین مبطل ہی کیونکہ زید مذکور نے اس سے مقاسمہ کر لیا تھا اور راس المال وحصّہ منافع بٹوا لیا ہی۔ اور عمرو سے یہ سب عمرو کے اُس کو سپرد کرنے سے وصول کر لیا ہی۔ اور محضر کو تمام کر دے

محضر۔ در اثبات وقفیہ۔ زید حاضر ہوا اور عمرو کو حاضر لایا پھر اس زید نے بحکم اس اجازت کے جو اُس کو قاضی فلان کی طرف سے مقدمہ اثبات وقفیت مذکورہ این محضر حاصل ہوئی ہی اس عمرو پر تمام اُس مضمون کا جس کو وقف نامہ جو پیش کرتا ہے متضمن ہے دعوی کیا پھر وقف نامہ کو اول سے آخر تک تحریر کر دے اور یہ مضمون وقف نامہ ہے پھر لکھے کہ پس اس تمام مضمون کا جسکو وقف نامہ متضمن ہی کہ بکر بن خالد مخزومی نے اس زمین محدودہ مذکورہ مین وقف نامہ منقولہ اندرین محضر کو اپنے خالص مال وملک سے بر شرائط مذکورہ ومصارف معلومہ مذکورہ وقف نامہ منقولہ اندرین محضر از اول تا آخر بتاریخ تحریر وقف نامہ مذکورہ وقف کیا اور قبل وقف کرنے کے یہ تمام زمین محدودہ مذکورہ وقف نامہ اس وقف کرنے والے کی ملک تھی اور اُسکے قبضہ مین تھی یہانتک کہ اُسنے وقف کر کے اس متولی کو جسکا نام ونسب اس وقف نامہ مین جو اول سے آخر تک اس محضر مین منقول ہی مذکور ہی سپرد کر دی اور آج یہ زمین مذکورہ محدودہ اندرین محضر بوجہ مذکور وقف وصدقہ ہی اور اس عمرو کے قبضہ مین ناحق ہی پس اس عمرو پر واجب ہی کہ یہ زمین اس زید کے سپرد کر دے تاکہ اُس مین شرائط وقف کی مراعات کرے اور اُس سے جواب طلب کیا اور یہ اُسوقت ہی کہ مدعی نے وقف نامہ پیش کیا ہو اور اگر مدعی کے پاس وقف نامہ نہو تو لکھے کہ اس زید حاضر ہونے والے نے اس عمرو پر جسکو ساتھ حاضر لایا ہے یہ دعوے کیا کہ تمام زمین جو دس کھیت باہم ایک دوسرے سے متصل شہر بخارا کے پرگنہ فلان دیہہ فلان کے زمین اس دیہہ کے فلان جانب واقع

---

[1] جسکو ہمارے عرف مین اصل مال بولتے ہین ۱۲

ہی جو بیگھ والی کہلاتی ہی اور اُسکے حدود اربعہ مین سے ایک حد شارع عام ہی اور اس گاؤن مین شارع عام کے نام سے فقط ایک ہی راستہ ہی اور دوم وسوم وچہارم راستہ ہے اور اسی طرف مدخل ہی یہ زمین مع اپنے سب حدود وحقوق ومرافق کے وقف دائمی وحبس معروف ہی جسکو بکر بن خالد مخزومی نے اپنی صحت حیات وبعد وفات کے اپنے خالص ملک ومال سے بدین شرط وقف وصدقہ کیا ہی کہ اجارہ دہی مین جو طریقہ افضل ہو اس طرح دیجاوے اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے جو حاصلات ہو پہلے اُس مین سے اسکے کھائین خندق وغیرہ کی مرمت واصلاح مین خرچ کیا جاوے پھر جسقدر باقی رہے اُس سے اندرون شہر بخارا مین جو مسجد فلان محلہ مین اس نام سے معروف ہے جسکے حدود اربعہ یہ ہین اسکی درستی واصلاح مین خرچ کیا جاوے پھر جو باقی رہے وہ مسلمان فقیرون کو تقسیم کیا جاوے اور وقف کرنے کے روز یہ زمین محدودہ اُس وقف کرنے والے کی ملک اور اُس کے قبضہ مین تھی اور وقف کرنے والے نے یہ تمام زمین وقفی اپنے پسر فلان یا فلان اجنبی کے سپرد کی بعد ازینکہ اس پسر یا اس اجنبی کو اس وقف کا متولی وقیم قرار دیا اور اس متولی نے اسکی طرف سے یہ تولیت وولایت بقبول صحیح قبول کرلی اور تمام زمین وقفی جسکا ذکر کیا گیا ہی وقف کنندہ سے لیکر بقبضہ صحیح اپنے قبضہ مین کرلی اور آج کے روز یہ سب زمین جسکا وقف ہونا بیان کیا گیا ہی بروجہ مذکور وقف ہی اور اس عمرو کے قبضہ مین ناحق ہی پس اس عمرو پر واجب ہی کہ یہ تمام زمین وقفی جسکے حدود اس محضر مین بیان کردیے گئے ہین اس حاضر مدعی کو دیدے تاکہ یہ شخص اسمین وقف کرنے والے کی مقرری شرطین مرعی رکھے[1] اور مدعا علیہ سے اسکا مطالبہ کیا اور جواب دعوی طلب کیا پس عمرو مذکور سے جواب طلب کیا گیا تو اُسنے جواب دیا کہ مجھے اس محدودہ کے وقف ہونے کا اور اس مدعی حاضر آمدہ کو سپرد کرنے کا علم نہین ہی پھر مدعی چند نفر حاضر لایا اور بیان کیا کہ یہ میرے گواہ ہین پھر آخر تک بدستور سابق تحریر کرے

سجل - این دعوی ومحضر - فلان قاضی کہتا ہی پس تمام دعوے مدعی وشہادت گواہان مدعی مع اشارہ مقامات اشارہ بتمامہ نقل کرے یہان تک کہ حکم تحریر کرنے تک پہونچے پھر لکھے کہ مین نے بگواہی ان گواہان تعدیل شدگان کے جن کا نام مذکور ہی تمام سب باتون سے جو اُنکی گواہی سے مجھے ثابت ہوئی ہین کہ یہ زمین محدودہ مذکورہ از جانب بکر بن خالد مخزومی بر شرائط مبینہ ووجوہ مصارف مذکورہ اُسکے خالص مال وملک سے وقف صحیح ہی اور اُسنے فلان کو متولی کرنیکے بعد یہ زمین اُسکے سپرد کردی ہی اور وہ یہ ہی اور یہ کہ یہ زمین اس مدعا علیہ عمرو کے پاس ناحق ہی بدرخواست مدعی مذکور اپنی مجلس قضا واقع کورۂ بخارا مین لوگون کے سامنے اس مدعی کے واسطے اس مدعا علیہ پر حکم دیا پس آخر تک بدستور لکھکر سجل کو تمام کرے اور اگر وقف کرنیوالے نے متولی کو سپرد کرنیکے بعد اپنے وقف سے رجوع کرلیا ہو تو صورت محضر یہ ہی کہ ابتدا مین جسطرح ہمنے بیان کیا ہی لکھکر پھر لکھے کہ اس حاضر ہونیوالے نے جو ازجانب فلان قاضی اثبات وقفیت مذکورہ کا اجازت یافتہ ہی اس شخص پر جسکو حاضر لایا ہی یعنی وقف کرنے والے پر یہ دعوی کیا کہ اُسنے تمام زمین واقع موضع فلان جسکے حدود اربعہ یہ ہین اپنے خالص مال وملک سے اپنی زندگی مین بر شرائط مذکورہ وقف کی اور اس وقف کرنے والے نے یہ تمام زمین محدودہ مذکورہ وقفیہ فلان متولی کے سپرد کردی پھر اس وقف کرنے والے کی رائے مین اس سے رجوع کرلینا آیا پس اس نے موافق قول

[1] یعنے ان شرطون کا لحاظ وان کی رعایت پیش نظر رہے ۱۲

اس امام کے جو وقف کو لازم نہین سمجھتا ہے اپنے وقف سے رجوع کرلیا اور متولی کے قبضہ سے نکال کر اپنی باقی املاک مین داخل کرلیا پس اس شخص پر جسکو حاضر لایا ہی واجب ہی کہ اپنا ہاتھ اُس سے کوتاہ کرے اور فلان مذکور متولی کو سپرد کردے تاکہ اُس مین بشرائط وقف مذکورہ مرعی رکھے پھر اُس سے مطالبہ کیا اور جواب دعوی مانگا پس اُس سے جواب مانگا گیا اور اُسنے فارسی مین جواب دیا (کہ این محدود ملک من ست و در دست من و بکسے سپردنی نے)

سجل - این محضر بدستور سابق لکھا جاوے یہانتک کہ حکم لکھنے تک پہونچے پس لکھے کہ مین نے اس وقف کرنے والے فلان بن فلان پر اُسکے روبرو بدرخواست اس مدعی کے وقف صحیح ہونے اور لازم ہونے کا حکم کیا اور وقف مذکورہ کا رجوع کرلینا باطل کردیا اور اُسکا قبضہ اُس سے دور کردیا بنا برقول ایسے عالم کے علماے سلف مین سے جو اس وقف کو لازم فرماتا ہے اور مین نے یہ زمین مذکورہ اُسکے متولی کو بعد ازانکہ میرے نزدیک یہ وقف کرنا اور صدقہ کرنا جو مذکور ہوا ہے ثابت ہوگیا ہے سپرد کردی اور سجل کو تمام کردے یہ محیط مین ہے

محضر - در اثبات ملک محدود - زید حاضر ہوا اور عمرو کو حاضر لاکر اُسپر دعوے کیا کہ جمیع اراضی تعدادی ۵۰ بیگھ موسومہ بگھودالی از دیہ فلان پرگنہ فلان جسکے حدود اربعہ بیان کردے مع اپنے حدود و سب حقوق و مرافق کے اور اگر دعوے دار ہو تو لکھے کہ تمام دار مشتمل بیوت خود واقع کوچۂ فلان از محلۂ فلان از کورۂ فلان پھر اسکے حدود اربعہ سب بیان کردے مع اپنے حدود وحقوق کے ملک اس زید کی ہے اور اس عمرو کے قبضہ مین ناحق ہے پس اس عمرو پر واجب ہے کہ اپنا ہاتھ اس اراضی یا دار سے کوتاہ کرکے اس زید کے سپرد کردے اور اس سے اسکا مطالبہ کیا اور جواب طلب کیا اس سے دریافت کیا گیا پس اسنے جواب دیا کہ این زمینہا یا این خانہ کہ مدعی دعوی میکند ملک من ست و حق من ست باین مدعی سپردنی نیست پھر مدعی چند نفر
اراضی و گھر جسکا مدعی دعوی کرتا ہے وہ میرا حق ہے مجھے اوسکا سپرد کرنا لازم نہین ہے ۱۲ (اضافہ ۱۲)
حاضر لایا کہ یہ میرے گواہ میرے دعوی کے موافق ہین اور مجھسے اُنکی گواہی سننے کی درخواست کی پس مین نے منظور کیا اور وہ فلان و فلان ہین اُنکے نسب و حلیہ آخر تک جس طرح ہم نے بیان کیا ہی تحریر کرے پھر ان گواہون نے دعوی اس مدعی و انکار اس مدعاعلیہ کے بعد گواہی صحیحہ متفقۃ الالفاظ والمعانی[1] ایک نسخہ سے جو اُن کو پڑھ سنایا گیا ادا کی اور مضمون اس نسخہ کا یہ ہی - گواہی میدہم کہ این زمینہا یا این شراکت جاینگاہ محدود وے درین محضر یاد کردہ شدہ است - اور محضر کیطرف اشارہ کیا بحدودہا وے جملہ حقوقہا وے ملک این حاضر آمدہ و حق وے ست و راس مدعی کی طرف اشارہ کیا و بدست این حاضر آوردہ بناحق ست و واجب است بروے تسلیم کردن باین مدعی - اور محضر کو تمام کردے

سجل - این دعوی لکھے کہ فلان قاضی کہتا ہے کہ میری مجلس قضا واقع کورۂ بخارا این زید حاضر ہوا اور اپنے ساتھ عمرو کو حاضر لایا پھر دعوی اول سے آخر تک اعادہ کرے یعنے لکھے کہ اس زید نے دعوی کیا کہ سب آراضی واقع موضع فلان جس کے حدود اربعہ یہ ہین یا دار واقع موقع فلان جس کے حدود اربعہ یہ ہین مع جمیع حدود و حقوق کے ملک اس زید کی ہے اور اس عمرو کے قبضہ مین ناحق ہے اور اس عمرو کو اسکا علم ہے پس اس عمرو پر واجب ہے کہ اپنا ہاتھ اس اراضی محدودہ یا دار محدودہ محضر دعوی سے کوتاہ کرکے اس زید کے سپرد کردے اور جواب طلب کیا پس مدعاعلیہ سے دریافت کیا گیا کہ اس مدعی کے دعوے کی نسبت تو کیا

[1] متفقۃ الالفاظ والمعانی وہ کہ جسکے لفظا در معانی مین فرق نہو ۱۲

کہتا ہو اُسنے فارسی مین جواب دیا کہ این زمینہا کہ دعوی میکند این مدعی یا این خانہ ملک من ست و باین مدعی سپردنی نیست پھر
مدعی چند نفر حاضر لایا اور بیان کیا کہ یہ میرے گواہ ہین اور مجھ سے اُن کی گواہی سننے کی درخواست کی اور وہ فلان و فلان
و فلان ہین اُنکے نام و نسب جس طرح ہم نے سابق مین بیان کیا ہو اُسی طرح برابر لکھتا جاوے یہانتک کہ موضع حکم تک
پہونچے پھر حکم اس طرح لکھے کہ مین نے اس زید مدعی کے واسطے اس عمرو مدعا علیہ پر یہ حکم دیا کہ یہ اراضی محدودہ مذکورہ اندرین
سجل یا یہ دار محدودہ مذکورہ اندرین سجل مع اپنے سب حدود و حقوق و مرافق کو جو اُسکے حقوق سے اُسکو ثابت ہین ملک و حق اس
مدعی کا ہے اور اس مدعا علیہ عمرو کے پاس اُسکے قبضہ مین ناحق ہے یہ حکم بگواہی ان گواہان سمیان کے دیا اور حکم قضا نافذ
کیا کہ یہ مدعی یہ ملک اس مدعی مذکور کی ہو بگواہی ان گواہان مذکورکے اور یہ حکم و قضا بعد ازانکہ مین نے ان گواہان کا حال اُن
لوگون سے جنپر مدار تعدیل و تزکیہ کا اس نواح مین ہو دریافت کیا اور اُنھون نے ان کی تعدیل کی اور بعد ازانکہ مین نے دعوی
مدعی و الفاظ شہادت ان علماء کے پاس پیش کیے جن پر اس نواح مین فتوی کا مدار ہے اور انھون نے صحت دعوی ہذا و جواز شہادت
مذکورہ کا فتوی دیا ہو میری طرف سے صادر ہوا اور یہ حکم و قضا میری طرف سے میری مجلس واقع کورۂ بخارا مین صادر ہوا
اور یہ حکم مبرم دیا اور یہ قضا نافذ کردیا درحالیکہ مستجمع جمیع شرائط صحت و نفاذ ہو دونون متخاصمین کی حاضری مین دونون
کے روبرو مین نے کیا ہو اور مین نے اس محکوم علیہ کو حکم دیا کہ اپنا ہاتھ اس اراضی محدودہ یا اس دار محدودہ سے کوتاہ کرے
پس اُسنے اپنا قبضہ چھوڑ کر اس محکوم لہ مدعی کے سپرد کردیا اور مدعی نے اُسپر قبضہ کرلیا اور یہ میں نے بغرض امتثال حکم شرع کیا ہے اور سجل کو اسی طرح
ختم کرے جیسا ہم نے پہلے بیان کیا ہو

محضر - در دفع این دعوی - اگر مدعا علیہ مذکور نے اس مدعی سے خرید کرنے کا دعوی کیا تو لکھے کہ عمرو حاضر ہوا اور زید کو حاضر
لایا پھر اس عمرو نے اس زید کے دعوی کے دفعیہ مین جو اُسنے عمرو پر کیا تھا دعوی کیا اور دعوی زید یہ تھا پھر آخر تک زید کا دعوے
نقل کرے پھر لکھے کہ اس عمرو نے اُسکے دفعیہ مین یہ دعوی کیا کہ زید اپنے دعوے مذکورہ مین جو اُس نے اس عمرو پر کیا ہے
مبطل ہو اسواسطے کہ اس زید نے سب طرح اپنے جواز تصرفات کی حالت مین یہ دار محدودہ مع اُس کے حدود و حقوق اور تمام
اُسکے مرافق کے جو اُسکے واسطے اُسکے حقوق سے ثابت ہین قبل اپنے اس دعوی مذکورہ کے اس عمرو کے ہاتھ درحالیکہ یہ دار
محدودہ مذکورہ کو اس زید کی ملک و حق تھا اور اُسکے قبضہ مین تھا بعوض اسقدر دینار کے بیع صحیح فروخت کیا اور اس عمرو نے
اس دار مذکورہ کو اُس سے بحدود و حقوق و مرافق جو اُسکو اُسکے حقوق سے ثابت ہین بعوض اس قدر ثمن مذکور کے اپنی
سب طرح جواز تصرفات کی حالت مین بخرید صحیح خرید کیا اور دونون مین سے ہر ایک نے باہمی قبضہ صحیح کرلیا اور
اگر عمرو نے باوجود اس کے زید کے ایسے اقرار کا دعوی کیا ہو تو تحریر مین بعد لکھنے باہمی قبضہ صحیح کے اسقدر زیادہ کرے
کہ اور اسی طرح اس زید نے اپنے جواز اقرار و سب طرح نفاذ تصرفات کی حالت مین بطوع خود بیع و مقر اد مذکور کا اپنے اور
اس عمرو کے درمیان اس زمین محدودہ مذکورہ مین یا اس دار محدودہ مذکورہ مین مع اُسکے حدود و حقوق و تمام مرافق کے جو
اُسکے واسطے اُسکے حقوق سے ثابت ہین بعوض اسقدر ثمن مذکور کے سب طرح دونون کے نفاذ تصرفات کی حالت مین واقع ہونیکا

لہ وہ شخص جسپر حق عائد کیا گیا ۱۲ سلہ وہ شخص جسکے واسطے حق ثابت ہوا ۱۲

اور دونون مین باہمی قبضہ واقع ہونے کا اقرار صحیح اقرار کیا جسکی اس عمرو نے خطاباً تصدیق کی اور یہ زید اپنے اس دعوے مذکورہ مین جو وہ اس عمرو کیطرف کرتا ہی بعد ازانکہ ثابت ہوا کہ حال یہ ہی جو بیان کیا گیا مبطل ہی محق نہین ہی یا لکھے کہ بعد ازانکہ اُس سے ایسا اقرار صادر ہوا ہی مبطل ہی محق نہین ہی پس اس زید پر واجب ہی کہ اپنے اس دعوے کو جو اس امر کی طرف کرتا ہے ترک کرے اور مدعی بہ مین اُسکے ساتھ تعرض کرنا چھوڑ دے پھر جواب کا مطالبہ کیا اور محضر تمام کر دے اور اگر اس عمرو نے اس دعوے کے دفعیہ کے واسطے اُجرت پر مانگنا وغیرہ کسی بات کا دعوی کیا مثلاً یہ دعوی کیا کہ اس زید نے اس عمرو سے یہ دار محدودہ مذکورہ قبل اپنے دعوے مذکورہ کے اجارہ پر مانگا تھا یا درخواست کی تھی کہ اُس کے ہاتھ فروخت کر دے تو اس محضر مین اسکی جگہ پر لکھے کہ اس عمرو نے اس زید پر یہ دعوی کیا کہ اس زید کا اس دار محدودہ مذکورہ کی ملکیت کا دعوی کرنا بجانب عمرو ساقط ہی اسواسطے کہ اس زید نے یہ دار محدودہ مذکورہ مع اپنے حدود و حقوق الی آخرہ کو اس عمرو سے کرایہ پر مانگا تھا یا لکھے کہ یہ درخواست کی تھی کہ اسکو میرے ہاتھ اس قدر ثمن کے عوض فروخت کر دے اور اس عمرو نے اُسکو کرایہ پر دینے یا اُس کے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کیا پس اس زید کا یہ دار محدودہ اس عمرو سے کرایہ پر مانگنا یا اُس سے خریدنے کی درخواست کرنا اُس کی طرف سے اس بات کا اقرار ہے کہ یہ دار محدودہ مذکورہ اس عمرو کی ملک ہی اور جب اُس سے ایسا اقرار صادر ہو گیا ہے تو اسکے بعد اپنے دعوی مذکورہ مین وہ مبطل ہی محق نہین ہے اور محضر کو تمام کر دے

سجل - این دفعیہ صدر سجل و دعوے دفع بتمامہ موافق ہمارے بیان مذکورہ سابقہ کے تا مقام تحریر حکم لکھے پھر لکھے کہ مین نے ان گواہان مسمیان کی گواہی پر ہر دو متخاصمین کی حاضری مین دونون کے روبرو اپنی مجلس قضا واقع کورہ بخارا مین دیہون کے درمیان اس عمرو مدعی کیواسطے اس زید مدعا علیہ پر اس دفعیہ مذکورہ کے ثبوت کا حکم دیا اور محضر کو آخر تک تمام کر دے اور اگر اس عمرو نے اس زید کے دعوی کا دفعیہ بسبب بکر سے یہ دار محدودہ خریدنے کے چاہا تو لکھے کہ اس عمرو نے اس زید پر اسکے دعوی کے دفعیہ مین یہ دعوے کیا کہ اس زید کا دعوی اس دار کی ملکیت کا بجانب اس عمرو کے ساقط ہی کیونکہ عمرو نے قبل دعوے اس زید کے یہ دار مذکورہ محدودہ بکر بن خالد سے جو اسکا مالک تھا بعوض اسقدر ثمن کے بخریدی صحیح خرید کیا ہی اور محضر کو آخر تک تمام کر دے اور سجل اس دفعیہ کا بطریق سابق ہی

محضر - اثبات دعوے میراث ولد از پدر - زید حاضر ہوا اور عمرو کو حاضر لایا پھر اس زید نے اس عمرو پر دعوی کیا کہ دار جو فلان موقع پر واقع ہی جسکے حدود اربعہ یہ ہین مع اپنے حدود و حقوق اپنے مرافق کے جو اسکے واسطے اُسکے حقوق ثابت ہین وہ اُسکے والد خالد بن بکر کی ملک اور حق تھا اور برابر اُسکے تحت و تصرف مین رہا یہانتک کہ اُسنے وفات پائی اور وارثون مین فقط اُسنے ایک صلبی بیٹا چھوڑا اور وہ یہی مدعی ہی اور اسکے سوائے کوئی وارث نہین چھوڑا پس یہ دار مذکور جسکا موقع و حدود بیان کر دیے گئے ہین اُسکے واسطے اُسکے باپ خالد بن بکر کی میراث ہوا اور اس سبب مذکور سے آج کے روز یہ دار جس کے حدود و موقع بیان کیا گیا ہی اس مدعی کی ملک ہے اور اس عمرو کے قبضہ مین ناحق ہی اور اس عمرو کو اسکا علم ہی پس اسپر واجب ہی کہ اس دار مذکورہ سے اپنا ہاتھ کوتاہ کر کے اس مدعی کے سپرد کرے اور اس عمرو سے اسکا جواب طلب کیا پس عمرو سے جواب مانگا گیا پس اُس نے فارسی مین جواب دیا کہ این دار محدودہ ملک من ست و حق من ست و مرا با مین

مدعی سپردنی نیست پھر مدعی چند نفر حاضر لایا اور بیان کیا کہ میرے دعوے کے موافق میرے گواہ ہیں اور مجھ سے انکی گواہی سننے کی درخواست کی پس مدعی کے دعوی و انکار مدعا علیہ ہذا کے بعد ان گواہون نے گواہی صحیح متفقۃ اللفظ والمعنی ایک نسخہ سے جو انکو پڑھ سنایا گیا ادا کی اور مضمون اس نسخہ کا یہ ہو کہ گواہی میدہم کہ این خانہ کہ جایگاہ وحدود وے یاد کردہ شدہ است در محضر این دعوی اور محضر دعوی کی طرف اشارہ کیا۔ بحدہا ے وحقہا ے ومرافق وے کہ از حق ہا ے وے است ملک خالد بن بکر پدر این بود۔ اور اس مدعی کی طرف اشارہ کیا۔ وحق وے بود وقبض وتصرف وے تا اینکہ وفات یافت واز وے ایک پسر ماند ہمین مدعی۔ اور اس مدعی کی طرف اشارہ کیا۔ وجز از وے وارثے دیگر نماند واین متوفی وا این خانہ میراث شد ازین متوفی مر پسر وے را این مدعی۔ اور اس مدعی کی طرف اشارہ کیا وامروز این خانہ محدود درین محضر۔ اور محضر دعوی کی طرف اشارہ کیا۔ بحدہا ے وحقہا ے ملک این مدعی ست وحق وے ست ودر دست این مدعا علیہ بناحق ست اور اس مدعا علیہ کی طرف اشارہ کیا۔ اور محضر کو تمام کردے واللہ تعالے اعلم

سجل۔ این دعوی۔ قاضی فلان کہتا ہو اپنے رسم کے موافق لکھکر اول سے آخر تک بعینہ دعوی کا اعادہ کرے پھر اسماے گواہان والفاظ شہادت و اس بات کا بیان کہ مین نے ان گواہون کے معروف بعدالت ہونے کی وجہ سے یا تعدیل کرنے والون کی تعدیل سے عدالت ظاہر ہونے کی وجہ سے یا مدعا علیہ کی عدم طعن سے ظاہر اسلام عدالت کی وجہ سے ان گواہون کی گواہی قبول کی اور سب جو سجلات مین لکھا جاتا ہو مقام حکم تک لکھے پھر لکھے کہ مین نے اپنی مجلس قضا واقع کورہ بخارا مین لوگون کے درمیان درحالت حاضری ہر دو متخاصمین کے دونون کے رو برو حکم مبرم وقضاے نافذ جمیع شرائط قضا وان گواہان مسمیان کی گواہی پر اس مدعی کیواسطے اس مدعا علیہ پر تمام اُس بات کا جو ان گواہون سے ثابت ہوئی کہ یہ دار محدود مذکورہ ملک خالد بن بکر والد اس مدعی کا تھا اور اسکی وفات تک برابر اُسکے تحت وتصرف مین رہا اور بعد اُسکی وفات کے اس مدعی کے واسطے اسکے باپ سے میراث ہوا اور اس تحکیل مین حکم دیدیا اور تحکیل کو پورا تمام کردے

محضر۔ در دفع این دعوی۔ عمرو حاضر ہوا اور زید کو حاضر لایا پھر اس عمرو نے اس زید پر اُسکے دعوے کے دفعیہ مین دعوی کیا اور اس زید نے پہلے اس عمرو پر یہ دعوی کیا تھا کہ دار جو فلان موضع پر واقع ہو جسکے یہ حدود ہین وہ اُسکے باپ کی میراث اُسکے واسطے ہو اسکا دعوے بعینہ سب اعادہ کرے پس اس عمرو نے اس زید سے اس دعوے مذکورہ کے دفعیہ مین دعوے کیا کہ اسکا یہ دعوے ساقط ہو اسواسطے کہ اسکے والد خالد بن عمرو نے اپنی صحت وحیات مین یہ دار محدود مذکور محضر ہذا اس عمرو کے ہاتھ اسقدر ثمن کے عوض بیع صحیح فروخت کیا تھا اور اس عمرو نے اس ثمن مذکور کے عوض اس سے یہ دار محدود مذکور بشراء صحیح خرید کیا تھا اور باہم دونون نے قبضہ تسلیم کیا تھا اور آج کے روز یہ دار محدود مذکور اس سبب سے اس عمرو کی ملک ہو اور اسی کا حق ہو اور یہ زید اپنے دعوے مین جو کچھ کرتا ہو بعد اسکے حال ہو جو بیان کیا گیا ہو مبطل ہو محق نہین ہو پس اسپر واجب ہو کہ ایسے دعوے سے باز رہے پھر اس سے اس کا جواب طلب کیا پس اس سے دریافت کیا گیا الی آخرہ

سجل۔ این دفعیہ۔ بدستور معلوم لکھنے کے بعد بتجویز حکم وقت لکھے کہ مین نے اپنی مجلس قضا واقع کورہ بخارا مین ہر دو

متخاصمین کی حاضری کی حالت مین دونون کے روبرو اس عمرو مدعی کے واسطے اس زید مدعا علیہ پر اس دفعیہ مذکورہ کے ثبوت کا بگواہی ان گواہان مسمیان کے حکم دیا اور زید کو حکم دیا کہ اپنے اس دعوے سے باز رہے اور عمرو سے اسکی بابت کوئی تعرض نہ کرے پھر سجل کو تمام کردے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے

محضر - دعوی ملکیت مال منقول بملک مطلق - زید حاضر ہوا اور عمرو کو ساتھ لایا اور اس عمرو کے ساتھ ایک گھوڑا درمیانی جثہ کا ہو اور ایسے رنگ کے گھوڑے کو ابلق[1] کہتے ہین نتھنے مشقوق اور اسکے بائین پٹھے پر داغ ہو صورت اسکی ایسی ہو داغ کی شکل[2] اور اسکی یال بجانب راست مائل ہو اسکی دم پوری ہاتھ پانون محجل ہین[12] اور لنبائی مین اسکا دایان کان کٹا ہوا ہو ایسے گھوڑے کو سونال کہتے ہین یا وہ اس دعوے کی مجلس مین حاضر لایا گیا تاکہ اس کی طرف اشارہ کیا جاوے پس اس زید نے اس عمرو پر دعوی کیا کہ یہ برذون اور اسپ حاضر کی طرف اشارہ کیا اس زید کی ملک وحق ہو اور اس عمرو کے قبضہ مین ناحق ہو اور اس عمرو کو اس کا علم ہے پس اسپر واجب ہے کہ اس برذون سے جسکی طرف اشارہ کیا ہو اپنا ہاتھ کوتاہ کرکے اس مدعی کو سپرد کرے اور اپنا جواب دعوے طلب کیا پس عمرو سے استفسار کیا گیا پس اُسنے جواب دیا کہ این اسپ ملک من ست و حق من ست مرا باین مدعی سپردنی نیست - پھر مدعی چند نفر حاضر لایا اور بیان کیا کہ یہ میرے گواہ ہین اور اُن سے گواہی طلب کی اور وہ فلان وفلان ہین الی آخرہ

سجل - این دعوی برسم خود صدر سجل تحریر کرنے کے بعد جب گواہون کی گواہی تک پہونچے تو لکھے کہ ان گواہون سے گواہی طلب کی گئی پس اُنھون نے بعد دعوے مدعی وانکار مدعا علیہ کے بدرخواست مدعی ہر ایک نے اس طرح گواہی دی گواہی میدہم کہ این اسپ - اور اسپ حاضر کی طرف اشارہ کیا - ملک این حاضر آمدہ است - اور مدعی کی طرف اشارہ کیا - وحق وے ست ودردست این حاضر آوردہ - اور مدعا علیہ کی طرف اشارہ کیا بناحق است پس مین نے اُن کی گواہی سنی پھر برابر بدستور معلوم تا تحریر حکم لکھتا جاوے پھر لکھے کہ مین نے اپنی مجلس قضا واقع کورہ بخارا مین درحالت حاضری ان ہر دو متخاصمین واس اسپ متدعویہ کے ان گواہان معروف بعدالت کی گواہی پر اس مدعی کے واسطے اس مدعا علیہ پر یہ حکم دیا کہ یہ اسپ متدعویہ جسکی طرف اشارہ کیا ہو ملک اس مدعی کی اور اسی کا حق ہو اور اس مدعا علیہ کے قبضہ مین ناحق ہو اور سجل کو تمام کردے

محضر - در دفع دعوے برذون مذکور اس دعوے کے دفعیہ کے وجوہ بہت ہوسکتے ہین مگر ہم اُسمین سے تین وجہین بطور مثال تحریر کرتے ہین کہ جب اُن سے کاتب واقف ہوجائیگا تو اُسی مثال پر دوسری وجہین بھی تحریر کرسکتا ہو - ایک یہ کہ خریدی کی درخواست کرنیکے ذریعہ سے اس دعوی کا دفعیہ کرے اور اس کی صورت یہ ہو کہ عمرو حاضر آیا اور زید کو حاضر لایا جسکے ہاتھ مین ایک گھوڑا تھا جس کا حلیہ یہ ہو پھر چونکہ اس زید نے اس عمرو پر اس اسپ مذکور کی ملک کا جو مجلس دعوے مین حاضر ہو دعوی کیا تھا اور اسکا دعوی بتمامہ نقل کردے پھر لکھے پس اس عمرو نے اس زید پر اُسکے دعوی مذکورہ کے دفعیہ مین دعوے کیا کہ اس زید کا اس اسپ مذکور کی ملکیت کا دعوے بجانب اس عمرو کے جو مذکور ہوا ہے ساقط ہے

[1] دورنگی کو ابلق بولتے ہین خواہ سرخ وسفید ہو خواہ سفید وسیاہ جسکو ہمارے عرف مین چیت کیلا بولتے ہین ۱۲

اسواسطے کہ اس زید نے اس اسپ مذکور کے خریدنے کے اور اسپ حاضر کی طرف اشارہ کیا۔ اس عمرو سے درخواست کی تھی درحالیکہ ہرطرح اسکے تصرفات نافذ ہوسکتے تھے اور اس عمرو نے اسکے ہاتھ فروخت کرنیسے انکار کیا پس اس زید کا اس عمرو سے اس برذون مدعی بہ کے خریدنے کی درخواست کرنا اس زید کی طرف سے اس بات کا اقرار ہے کہ اس زید کی اس برذون متدعویہ مین کچھ ملکیت نہین ہے اور بعد صدور ایسے اقرار کے اس زید سے یہ زید اپنے دعوے ملکیت مین اس برذون مین مبطل ہو پس اس زید پر واجب ہے کہ اپنے دعوے سے جو اس عمرو کی جانب کرتا ہے باز رہے پھر اس سے مطالبہ کیا اور جواب مانگا۔ وجہ دوم اس طور پر کہ زید نے عمرو سے اس کو اجارہ پر مانگا تھا پس تحریر کرے کہ یہ زید اپنے دعویٰ مین جو اس اسپ کے اپنی ملک ہونے کا اس عمرو پر کرتا ہو مبطل ہو اسواسطے کہ اس زید نے یہ اسپ مذکور سب طرح اپنے نفاذ تصرفات کی حالت مین اس عمرو سے کرایہ پر طلب کیا تھا اور کرایہ پر طلب کرنا اُسکی طرف سے اس بات کا اقرار ہو کہ اس برذون مین اُسکی کچھ ملک نہین ہو پس اسپر واجب ہے الیٰ آخرہ جیسا ہمنے درخواست خرید مین ذکر کیا ہو۔ وجہ سوم دفعیہ بطور نتاج اور اُسکی صورت مین تحریر کرے کہ اس عمرو نے اس زید کے دعوے کے دفعیہ مین جو وہ عمرو پر اس برذون مذکورہ کے اپنی ملک ہونے کا کرتا ہو یہ دعوے کیا کہ زید کا یہ دعوے اُسکی جانب ساقط ہو کیونکہ یہ برذون حاضر اور اُس کی طرف اشارہ کیا اس عمرو کے یہان اُسکی گھوڑی سے پیدا ہوا ہو اور یہ گھوڑی اس بچّہ دینے کے روز اس عمرو کی ملک تھی اور اُسیکا حق اسی کے قبضہ مین تھی اور یہ برذون حاضر مذکور اس عمرو کی ملک سے روز پیدایش سے آجتک نہین نکلا پس جب حال یہ ہو تو یہ زید اس برذون پر اپنی ملک کا دعوے کرنے مین مبطل ہے محق نہین ہے پس اسپر واجب ہے کہ اس عمرو پر اپنا ایسا دعوے کرنے سے باز رہے اور جواب کا مطالبہ کیا

سجل۔ اپنے دفعیہ صدر سجل تا تحریر حکم برسم مذکورۂ بالا تحریر کرے پھر بر تقدیر وجہ اول حکم یون تحریر کرے کہ بدرخواست مدعی ہذا بحضوری ان ہردو متخاصمین و اسپ مذکور کے روبروان دونون کے بگواہی ان گواہان مسمیان کے مین نے اس مدعی کے واسطے اس مدعاعلیہ پر یہ حکم دیا کہ اس مدعی کا دعویٰ دفعیہ کہ اس مدعاعلیہ نے اس اسپ مذکورہ حاضر شدہ کے خرید کی درخواست اپنی حالت صحت و نفاذ تصرفات مین اس مدعی سے قبل اپنے دعوے ملکیت اسپ مذکور کے بجانب اس مدعی مذکور کے کی تھی اور اس مدعی نے اُس کے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کیا تھا ثابت ہوگیا اور یہ کہ اس مدعاعلیہ حاضر آوردہ کا دعوے مذکورہ بالا بجانب اس مدعی کے باطل ہو۔ اور درصورت ثانی کے یون لکھے کہ اس مدعی کا دعوے دفعیہ بجانب اس مدعاعلیہ کے کہ اس مدعاعلیہ نے قبل اپنے دعوے مذکورہ کے بجانب اس مدعی کے اس اسپ مذکورہ کے کرایہ لینے کی درخواست اپنی حالت صحت و نفاذ تصرفات مین اس مدعی سے کی تھی ثابت ہوگیا جیسا کہ ہمنے صورت اول مین تحریر کیا ہے اسی طرز سے تحریر کرے اور درصورت ثالث کے یون لکھے کہ مین نے یہ حکم دیا کہ اس مدعی کا دعوے دفعیہ اس مدعاعلیہ پر کہ یہ اسپ مذکورہ بالا اس مدعی کی گھوڑی سے جو اسکی مملوکہ تھی اور اُسکے قبض و تصرف مین تھی پیدا ہوا ہو اور روز پیدایش سے آج تک اُسکی ملک سے خارج نہین ہوا ہو ثابت ہوگیا اور یہ کہ اس مدعاعلیہ کا دعوے بجانب اس مدعی کے ملکیت اس اسپ مذکور کا جیسا مذکور ہوا ہو اس مدعی سے ساقط ہو اور مین نے یہ حکم مبرم و قضاے نافذ مستجمع بجمیع

شرائط نفاذ اپنی مجلس قضا واقع کورۂ بخارا مین لوگون کے سامنے نافذ کیا اور محکوم علیہ کو حکم دیا کہ اس محکوم لہ سے تعرض نہ کرے پھر آخر سجل تک تو معلوم لکھکر تمام کر دے

محضر - دعوے ملکیت عقار[1] بسبب خریدار صاحب قبضہ لکھے کہ زید حاضر ہوا اور عمرو کو حاضر لایا پھر اس زید نے اس عمرو پر دعوی کیا کہ دار واقع محلہ فلان جسکے حدود اربعہ یہ ہین اور وہ اس عمرو کے قبضہ مین ہے آج کے روز اس مدعی کی ملک ہے - اسی کا حق ہے بسبب اسکے کہ اس زید مدعی نے اسکو اس عمرو مدعا علیہ سے اسقدر دینار کے عوض بخرید صحیح خرید کیا ہے اور اس عمرو نے یہ دار اس مدعی کے ہاتھ بیع صحیح فروخت کیا اور اس مدعی نے یہ تمام ثمن مذکور اس عمرو کو دینے سے اس عمرو نے اس تمام ثمن پر قبضہ صحیحہ قبضہ کر لیا ہے اور یہ دار مذکورہ بروز خرید اس عمرو کی ملک اور قبضہ مین تھا پس اس سبب مذکور سے یہ دار محدودہ مذکورہ اس مدعی کی ملک ہو گیا ہے اور یہ عمرو مدعا علیہ اس دار مذکورہ کو اس زید مدعی کے سپرد کرنے سے براہ ظلم و تعدی انکار کرتا ہے پس اس عمرو پر واجب ہے کہ یہ دار محدودہ مذکورہ اس زید کے سپرد کرے پھر اس سے اسکے جواب کا مطالبہ کیا پس اس سے جواب مانگا گیا - اور اگر بیع کے واسطے بیعنامہ ہوا اور بائع پر مضمون بیعنامہ دعوی کیا حالانکہ دار مذکور بائع کے پاس ہے اور وہ دینے سے انکار کرتا ہے تو لکھے کہ زید حاضر ہوا اور اس نے عمرو کو حاضر کیا پھر زید نے اس عمرو پر تمام اس مضمون کا جسکو تحریر بیعنامہ متضمن ہے جسکو وہ پیش کرتا ہے اور نسخہ بیعنامہ مذکور یہ ہے پھر اول سے آخر تک بدون زیادت و نقصان کے عبارت بیعنامہ مذکور تحریر کر دے پھر اس سے فارغ ہو کر لکھے کہ پس زید نے عمرو پر تمام مضمون بیعنامہ کا جو اس محضر مین مذکور ہوا کہ عمرو نے زید کے ہاتھ دار مذکورہ فروخت کیا اور اس نے خرید کیا اور ثمن سب ادا کیا اور عمرو نے قبضہ کر لیا اور مبیع کے درک کا ضامن ہوا جیسا کہ مضمون بیعنامہ مورخہ تاریخ بیعنامہ مذکورہ محضر ہذا سے واضح ہے دعوے کیا اور یہ دار مذکورہ جسکے حدود اسکے بیعنامہ منقولہ[2] محضر ہذا مین مذکور ہین بروز خرید اس عمرو کی ملک تھا پھر یہ دار مذکورہ محدودہ بنا بر تحریر بیعنامہ مذکورہ محضر ہذا کے بسبب خرید مذکورہ کے اس زید کی ملک ہو گیا لیکن یہ عمرو یہ دار اس زید کو سپرد کرنے سے انکار کرتا ہے پس اس عمرو پر واجب ہے کہ یہ دار مذکورہ اس زید کے سپرد کرے پھر اس سے جواب مانگا - اور اگر دونون نے باہمی قبضہ بھی کر لیا ہو تو اس طرح لکھے کہ اس زید حاضر نے اس عمرو حاضر شدہ پر دعوے کیا تمام مضمون بیعنامہ منقولہ محضر ہذا کا کہ باہم خرید و فروخت ہوئی اور مشتری نے ثمن دیا اور بائع نے قبضہ کیا اور بائع نے دار دیا اور مشتری نے قبضہ کیا اور بائع اس مبیع کی ضمان درک کا ضامن ہوا جیسا کہ عبارت بیعنامہ سے واضح ہے اور یہ کہ یہ دار محدودہ مذکور بیعنامہ منقولہ محضر ہذا بروز خرید اس عمرو کی ملک تھا پس بسبب خرید مذکور کے یہ دار مذکور اس زید کی ملک ہو گیا پھر اس عمرو نے بعد اس خرید و فروخت و باہمی قبضہ کے اس دار محدودہ مذکورہ پر دست درازی کر کے اس کو زید کے قبضہ سے بغیر حق کے نکال لیا پس اس پر واجب ہے کہ یہ دار مذکور اس مدعی کے سپرد کرے پھر اس کے جواب کا مطالبہ کیا

محضر - اثبات مجلس جسکو زید مثلاً دوسرے شہر سے لایا ہے تاکہ اس شہر مین اپنے بائع سے ثمن بردون واپس لے جو استحقاق مین لے لیا گیا ہے - صورت یہ ہے کہ زید نے عمرو سے ثمن معلوم ایک گھوڑا خرید ا اور باہمی قبضہ کر لیا اور یہ بیع بخارا مین واقع ہوئی

---

[1] ایسی چیز پر اسکا اطلاق ہوتا ہے جو غیر منقول ہو ۱۲ [2] وہ شے جسکا ایک جگہ دوسری جگہ سے ہٹانا ممکن ہو ۱۲

پھر مشتری اس برذون کو سمرقند لے گیا وہاں کسی شخص مثلاً خالد نے گواہ پیش کرکے قاضی سمرقند کے سامنے اس ٹٹو[1] پر اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لیا اور قاضی سمرقند نے مستحق کے نام اس مشتری مذکور پر برذون مذکور اس کی ملک ہونیکا حکم دیا اور مشتری مذکور کے واسطے اس مقدمہ کا سجل تحریر کردیا پس مشتری مذکور اس سجل کو لے کر بخارا میں آیا اور چاہا کہ بائع برذون سے اپنا ثمن واپس لے پھر بائع مذکور نے وقوع استحقاق وثبوت سجل سے انکار کیا تو مشتری مذکور کو ضرورت ہوگی کہ قاضی بخارا کے سامنے گواہوں سے بائع کے مقدمہ میں اس سجل کو ثابت کرے پس ایسی حالت میں محضر لکھنے کی ضرورت ہوگی پس لکھے کہ زید حاضر ہوا اور عمرو کو حاضر لایا اور عمرو پر دعوے کیا تمام اس مضمون کا جسکو سجل جواز جانب قاضی سمرقند لایا ہو متضمن ہو اور اسکی عبارت یہ ہی پس اول سے آخر تک اس سجل کو نقل کرے اور صدر سجل پر توقیع قاضی سمرقند تحریر کرے اور بعد تاریخ سجل کے خط قاضی سمرقند کہ قاضی سمرقند مسمے فلان کہتا ہے کہ یہ میرا سجل ہے آخر تک جو کچھ لکھا ہو لکھدے پھر لکھے کہ اس زید نے اس عمرو پر دعوے کیا کہ اس زید نے اس عمرو سے یہ برذون جس کا ذکر سجل منقولہ محضر ہذا میں ہو اسقدر دینار یا درم کو خریدا تھا اور اس عمرو نے اُسکے ہاتھ فروخت کیا تھا اور دونوں نے باہمی قبضہ بھی کر لیا تھا پھر خالد بن بکر نے اسی برذون مذکور کو اس مشتری کے ہاتھ سے مجلس حکم کورہ سمرقند میں وہاں کے قاضی کے سامنے عادل گواہ قائم کرکے استحقاق میں لے لیا اور اس خالد بن بکر کے واسطے اس زید پر اس برذون کا حکم جاری ہوگیا اور اس قاضی نے یہ برذون اس زید کے ہاتھ سے نکال کر اس خالد بن بکر کو بتاریخ تحریر سجل مذکور جیسا کہ سجل مورخہ تاریخ خود تمام منقولہ محضر ہذا سے واقع ہے دیا اور یہ قاضی سمرقند فلان بن فلان جس کا نام اس سجل منقولہ محضر ہذا میں مذکور ہے بروز حکم از جانب خاقان فلان قاضی سمرقند نافذ القضاء درمیان اہل سمرقند تھا اور اس زید کو اس عمرو سے اپنا ثمن واپس لینے کا استحقاق ہو اور اس عمرو کو مجھ سے یا استحقاق اس طرح لے جانے کا علم ہو پس اسپر واجب ہو کہ جسقدر ثمن اسنے زید سے لیا ہے واپس کرے

پھر اُس سے جواب کا مطالبہ کیا پس عمرو نے جواب دیا - کہ مرا ازین سجل علم نیست و مرا بیچ چیزے دادنی نیست

سجل - این دعوی وصدر سجل برسم وی لکھکر اور دعوی مدعی تا جواب مدعا علیہ اعادہ کرکے پھر لکھے کہ مدعی چند نفر گواہ لایا اور بیان کیا کہ یہ میرے گواہ ہیں اور وہ فلان و فلان تھے اور مجھ سے اُنکی گواہی کی سماعت کی درخواست کی پس میں نے قبول کیا پس ان گواہوں نے بعد دعوے مدعی و انکار مدعا علیہ و طلب گواہی کے ایک نسخہ سے جو اُن کو پڑھ کر سنایا گیا گواہی صحیحہ متفق اللفظ والمعنی ادا کی اور مضمون نسخہ یہ ہو کہ گواہی میدہم کہ این سجل - اور اس سجل کی طرف جسکو یہ مدعی لایا ہے اشارہ کیا - سجل قاضی سمرقند است اینکہ نام ونسب وے درین سجل است و مضمون وے حکم و قضاے قاضی سمرقند است حکم کرد مرا این مستحق را باین اسپ کہ صفت وی درین سجل مذکور است برین مستحق علیہ و آن روز کہ این قاضی حکم کرد باین مضمون کہ اندرین سجل ست مارا برین سجل گواہ کرد انید وے قاضی بود بشہر سمرقند نافذ القضاء میان اہل وے پس گواہ لوگوں نے گواہی کو جیسا کہ چاہئیے ادا کیا اور گواہی کے طریقہ سے اسکو روان کیا پس میں نے انکی گواہی سنی اور اسکو محضر مجلد دیوان حکم میں اپنے پاس ثبت کر لیا اور ان لوگوں کا حال دریافت کرنے کے واسطے میں نے اُن لوگوں کی طرف رجوع کیا جن پر مدار تعدیل و تزکیہ

---

[1] وہ گھوڑا جس کی اصل غیر عربی گھوڑے کی ہو ۱۲

گواہان اس نواح مین ہین اُنھون نے ان گواہون مین سے دو گواہون فلان و فلان کو عدالت و جواز شہادت کی طرف منسوب کیا اور میرے نزدیک ان دونون گواہون سے جنکی تعدیل ثابت ہوئی ہے وہ امر جسکی اُنھون[1] نے جس (جائز الشہادۃ عادل ہیں) پر گواہی دی ہے ثابت ہو گیا ہے۔ پس مین نے مشہود علیہ (مدعاعلیہ) کو اس حال سے آگاہ کیا کہ میرے نزدیک یہ امر ثابت ہو گیا ہے اور مین نے اسکو قابو دیا کہ اگر اُسکے پاس کوئی دفعیہ ہو تو پیش کرے مگر وہ کوئی دفعیہ نہ لایا یہان سے تا تحریر حکم بدستور معلوم لکھے پھر مین نے اس سجل کی ثبوت کا جسکا نسخہ اس سجل مین منقول ہے حکم دیا کہ وہ قاضی فلان کا سجل ہے اور اُسکے حکم کا مضمون ہے اور وہ اس حکم دینے اور اُسپر گواہ کرنے کے روز کورہ سمرقند کا قاضی نافذ القضاء تھا اور مین نے اُس کا یہ حکم مذکور نافذ کیا اور اُسکی صحت کا حکم دیا اور یہ میرا حکم ہر دو متخاصمین کی حاضری مین دونون کے روبرو ہوا اور مین نے اس مستحق علیہ یعنی مشتری کے واسطے اختیار دیدیا کہ اس عمرو سے اپنا ثمن واپس لے بعد ازان کہ مین نے دونون کے درمیان سے عقد بیع جو دونون مین واقع ہوا تھا فسخ کر دیا اور یہ سجل جس کو یہ مدعی حاضر لایا ہے تحریر نسخہ محضر کے وقت حاضر تھا اور اُس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور مین نے اس سجل پر اپنے اہل مجلس حاضرین کو گواہ کر دیا اور یہ سب میری مجلس قضا واقع کورہ بخارا مین بروز فلان و تاریخ و ماہ فلان سنہ فلان مین واقع ہوا۔ اور اگر زید مشتری نے وہ برذون سالم کے ہاتھ فروخت کیا ہو پھر سالم اُس برذون کو سمرقند لے گیا اور اُس کے ساتھ اُس کا بائع زید بھی گیا پھر خالد بن بکر نے قاضی سمرقند کی مجلس مین سالم پر اس برذون کے استحقاق کے گواہ عادل قائم کیے اور قاضی سمرقند نے خالد بن بکر کے نام اس برذون کی ڈگری سالم پر کر دی اور قاضی مذکور نے سالم کے واسطے اپنے بائع زید سے اپنا ثمن واپس لینے کا حکم کیا اور قاضی سمرقند نے زید کے واسطے ایک سجل لکھدیا کہ سالم نے اس سے اپنا ثمن بابت برذون مذکور کے واپس لیا ہے پھر زید اُس کو لیکر بخارا مین آیا اور مجلس قاضی بخارا مین اپنے بائع عمرو کو حاضر لا کر اُس سے اپنا ثمن واپس لینا چاہا اور اُسنے استحقاق مذکور اور سجل مذکور سے انکار کیا اور سجل مذکور کے ثابت کرنے کی ضرورت ہوئی تو اُسکا محضر بدین طور لکھے کہ زید حاضر ہوا اور عمرو کو حاضر لایا پھر اس زید نے اس عمرو پر دعوے کیا کہ اس عمرو نے اس زید کے ہاتھ ایک گھوڑا جسکا حلیہ یہ ہے بعوض اسقدر درہم یا دینار کے فروخت کیا تھا اور اس زید نے اس عمرو سے یہ گھوڑا بعوض اسقدر ثمن مذکور کے خریدا تھا اور دونون مین باہمی (قبضہ) ہو گیا پھر اس زید نے یہ برذون سالم بن غانم کے ہاتھ فروخت کیا پھر خالد بن بکر مجلس قضاء کورہ سمرقند مین وہان کے قاضی کے سامنے حاضر ہوا اور اپنے ساتھ سالم بن غانم کو حاضر کیا پھر اس خالد بن بکر نے اس سالم پر بحضوری اس برذون مذکور کے اُسکی طرف اشارہ کرکے یہ دعوے کیا کہ یہ برذون میری ملک و حق ہے اور اس سالم کے قبضہ مین ناحق ہے پس مدعا علیہ نے اس کے دعوے سے انکار کیا اور فارسی مین کہا کہ یہ برذون متدعویہ میری ملک ہے پھر اس مدعی خالد بن بکر نے بحضوری مدعا علیہ مذکور و بحضوری برذون مذکور قاضی سمرقند کی مجلس مین جسکا لقب و نام اس محضر مین مذکور ہے اپنے دعوے کے موافق گواہان عادل قائم کیے پھر قاضی مذکور نے اُسکے گواہون کی سماعت کی اور گواہی مذکور اُسکے شرائط کے ساتھ قبول کیا اور خالد بن بکر مذکور کے واسطے اس سالم پر دونون متخاصمین[1] اور برذون مذکور کی حضوری

---

[1] یعنی مدعی و مدعا علیہ ۱۲

مین بردون متدعویہ کی ملکیت کا حکم دیا اور یہ بردون مذکور اس سالم سے لیکر اس خالد بن بکر کو دیدیا اور زید قاضی بروز حکم از جانب خاقان فلان سمرقند و اُسکے نواحی کا قاضی نافذ القضا روا الامضا تھا پھر اس سالم نے اپنے بائع اس حاضر یعنے زید سے اپنا ثمن جو اس قدر دیا تھا مجلس قضا مذکورۂ سمرقند مین قاضی فلان مذکور کے سامنے واپس لیا اور پورا وصول کر لیا بعد ازانکہ اس سالم کے واسطے اس قاضی کی طرف سے اس زید حاضر پر بسبب نکول اس حاضر کے تین مرتبہ اللہ تعالی کی قسم کھانے سے یہ حکم جاری ہوا اور بعد ازانکہ اُسنے دونون کے درمیان عقد بیع کو جو واقع ہوا تھا فسخ کرکے اختیار واپسی ثمن مذکور ردیدیا تھا اور اس سبب امور مذکورہ پر مضمون سجل جسکو پیش کرتا ہو شاہد ہے اور اس زید کو اپنے بائع عمرو سے اپنے ثمن مذکورہ کے واپس لینے کا جو اُس نے وقت باہمی خرید و فروخت کے اپنے بائع کو ادا کیا تھا استحقاق حاصل ہوا ہی پس عمرو مذکور سے جواب کا مطالبہ کیا اور مانگا پس اس سے دریافت کیا گیا تو اُسنے جواب دیا کہ مرا این سجل علم نیست و این مدعی چیزے دادنی نیست پھر یہ مدعی حاضر چند نفر حاضر لایا اور بیان کیا کہ یہ میرے گواہ ہین اور مجھ سے اُنکی گواہی کی سماعت کی درخواست کی

سجل۔ اس دعوی کا اُسی طور سے ہی جسطرح پہلے لکھا گیا ہو لیکن اتنی بات ہو کہ اس سجل مین سالم کا زید سے ثمن واپس لینے کا حکم جو قاضی سمرقند نے مفصل دیا ہو اس سجل کا دوسرا نسخہ بطریق ایجاز کے سجل قاضی سمرقند کے پشت پر قاضی بخارا اس طرح تحریر کرے کہ فلان بن فلان قاضی بخارا و نواحی آن الی آخرہ کہتا ہو کہ جس طور سے حوادث حکمیہ و نوازل شرعیہ ثابت ہوا کرتے ہین ثابت ہوا کہ اس محکوم علیہ نے جسکا نام و نسب اس سجل کی رو مین مذکور ہے یہ بردون جسکا حلیہ بھی اس سجل کی رو مین مذکور ہے۔ بعوض اسقدر ثمن کے جو روے سجل مین مذکور ہے اپنے بائع فلان بن فلان سے خریدا تھا اور فلان بن فلان مذکور بروے سجل نے بھی اسکے ہاتھ اس ثمن مذکور کے عوض فروخت کیا تھا پھر اس محکوم علیہ نے جو روے سجل مین مذکور ہے اپنے بائع سے جو روے سجل مین مذکور ہے اپنا ثمن جو روے سجل مین مذکور ہے میرے حکم سے بسبب اسکے نکول کے تین مرتبہ اللہ تعالی کی قسم کھانے سے واپس لیا بعد ازانکہ مین نے بردون کے معاملہ مین جو عقد دونون کے درمیان واقع ہوا تھا فسخ کرکے اس مرجوع علیہ کو اپنے بائع فلان بن فلان سے ثمن مذکور جسکے عوض بردون مذکور خریدا تھا واپس لینے کا اختیار مطلق دیدیا اور اس واپسی کا حکم اس سجل کی پشت پر اس مرجوع علیہ کے واسطے حجت ہونے کیلیے لکھنے کا حکم دیا اور اُسپر اپنے حاضرین مجلس کو گواہ کردیا اور سجل دوم بھی اسی طور سے لکھے لیکن اتنی بات ہو کہ اُس مین دوسرے مشتری کا اول سے واپس لینا پھر مشتری اول کا اس بائع سے واپس لینا تحریر کریگا یہ محیط مین ہو

محضر۔ در اثبات تو دیر زید حاضر ہونے والے نے عمرو پر جسکو حاضر لایا ہو دعوی کیا کہ اس عمرو نے اُس زید کے باپ خالد بن بکر مخزومی کو عمداً ناحق تیز لوہے کی چھری سے قتل کیا اُسکو مار کر سخت مجروح کیا پس اس ضرب سے وہ اُسی وقت مرگیا اور شرع مین اسپر قصاص واجب ہوا۔ اور اگر اُسنے یہ نہ لکھا کہ اُسی وقت مرگیا بلکہ یہ لکھا کہ اس زخم سے برابر چارپائی پر پڑا رہا یہانتک کہ مرگیا تو یہ کافی ہو۔ اسی طرح اگر لکھا کہ وہ اس ضرب سے مرگیا تو بھی کافی ہو۔ پھر لکھے کہ اس مقتول نے اپنے صلب سے ایک وارث چھوڑا وہ یہی مدعی ہو اسکے سوا اُسکا کوئی وارث نہین ہو اور اسکو شرع مین اس قاتل سے

قصاص لے لینے کا اختیار ہو پس اس قاتل پر واجب ہو کہ وہ اسکو قابو دیدے تاکہ اس سے قصاص حاصل کرے پھر
اُس سے اسکا مطالبہ کیا اور جواب مانگا پس اُس سے پوچھا گیا اور اُسنے جواب دیا۔ اسی طرح اگر اُس کو نیزہ یا تلوار سے
مارا اور اُسیطرح اگر سوئی سے یا تیر سے مارکر قتل کیا تو بھی یہی حکم ہو اور حاصل یہ ہو کہ وجوب قصاص کے واسطے حدید سے
قتل کرنا ضرور ہو خواہ اس حدید مین دھار ہو کہ مثل نشتر کے شگاف کرے یا نہو جیسے عمود[1] و ترازو کا بانٹ اور یہ بنا بر[12]
روایت اصل کے ہو اور طحاوی نے امام اعظم رح سے روایت کی کہ اگر ترازو کے بانٹ یا عمود سے قتل کیا جسمین دھار نہین
ہو تو قصاص واجب نہوگا پس صاحبین رح کے نزدیک اگر غالباً اُس سے آدمی ہلاک ہو جاتا ہو تو قصاص ہوگا اور اگر
غالباً اُس سے مرتا نہو تو قصاص واجب نہوگا پس صاحبین رح نے بنا بر روایت اصل کے جس حدید مین دھار نہو اُسکو
تلوار کے ساتھ لاحق کیا ہو اور بنا بر روایت طحاوی رح کے اسکو لاٹھی وغیرہ لکڑی کے ساتھ لاحق کیا ہو اور لکڑی کی صورت
مین صاحبین رح کے نزدیک جواب مین تفصیل ہو کہ اگر غالباً اُس سے ہلاک ہو جاتا ہو تو قصاص واجب ہوگا ورنہ نہین
اسیطرح اگر مقتول نے باپ یا ماں یا دختر یا برادر وارث چھوڑا تو بھی اسکو قصاص کے دعوے کا اختیار ہے اور
ہمارے نزدیک قصاص مین ارث جاری ہوتا ہے اور حق استیفاے قصاص ہر ایک کو جو وارث ہو حاصل ہوتا ہو پس
جس طرح ہمنے پسر کی صورت مین لکھا ہو اُسیطرح ہر وارث کے دعوے مین تحریر کرے اور اگر مقتول نے چند وارث
چھوڑے تو اثبات قصاص کا حق وارثون مین سے ہر ایک کو حاصل ہوگا اور حق استیفاے قصاص ہر شخص کو جو وارث
ہو حاصل ہوگا پس اگر سب بالغ ہوں تو لکھے اور اگر بعضے بالغ اور بعضے نابالغ ہوں تو بالغون کو حق استیفاے قصاص
حاصل ہونے مین اختلاف معروف ہو اور اگر قاضی کے نزدیک یہ مذہب ہو کہ حق استیفاے قصاص بالغون کو حاصل ہو
تو محضر بنام بالغ لکھے پھر محضر مین مقتول کے وارث چھوڑنے کے ذکر کے وقت تمام وارثون کے نام لکھے اولاً نابالغون
کا نام لکھے پھر بالغون کا نام لکھے پھر لکھے کہ اس وارث بالغ کو حق استیفاے قصاص حاصل ہے اور محضر کو تمام کردے
محضر۔ در ایجاب دیت لکھے کہ اس زید نے حاضر ہو کر اس عمرو پر جسکو حاضر لایا ہو دعوے کیا کہ اس عمرو نے اسکے باپ
کو خطا سے قتل کیا ہو کیونکہ اس عمرو نے لوہے وا تیر کو جو لوہے کا تھا اس شکار کو دیکھکر مارا اور وہ تیر اسکے باپ کے
لگا اور اسکو مجروح کردیا جس سے وہ اُسیوقت مر گیا یا یہ کہا جس سے وہ چار پائی پر پڑا رہا یہانتک کہ مر گیا تو یہ
کافی ہو پھر لکھے کہ اس مقتول کی دیت اس قاتل اور اسکی عاقلہ مددگار برادری پر واجب ہوئی اور یہ دیت دس ہزار چاندی
یا دس ہزار دینار سرخ خالص جید وزن بوزن مثاقیل مکہ یا سواونٹ ہین اس شخص پر جسکو حاضر لایا ہو اور اسی کا
برادری پر یہ دیت اس زید کو ادا کرنی واجب ہو پھر اسکا جواب طلب کیا پس عمرو سے پوچھا گیا اُسنے جواب دیا
محضر۔ در اثبات حد قذف۔ زید نے حاضر ہو کر عمرو کو حاضر لاکر اُس پر دعوی کیا کہ اس عمرو نے اس زید کو قذف کیا یعنی ایسی
تہمت لگائی ہو جس سے حد واجب ہوتی ہو پس اسپر حد قذف کے اسی کوڑے واجب ہوے الی آخرہ اور اگر اسکو شتم کیا
ہو جو موجب تعزیر ہو تو لکھے کہ اس عمرو نے اس زید کو شتم کیا اور اس شتم کو جو موجب تعزیر ہو بطور معین بیان کرے یعنی کہا

[1] جسکو ہندی مین گرز بولتے ہین اور زمانہ قدیم مین اہل حرب ضرب اسی کا کام لیتے تھے ۱۲ [illegible] اوّل محضر ایک مرتبہ گذر چکا ہو یہان مشتمل عبارت کتاب کی وجہ سے نقل کردیا ۱۲ منہ

کہ اسے ایسے پھر لکھے کہ شرع مین اسپر تعزیر واجب ہے تاکہ پھر ایسا نہ کرے اور اس سے مطالبہ کیا

محضر - در اثبات وفات و وراثت مع مناسخہ - مناسخہ یہ ہے کہ ایک شخص مرجاوے اور وارث چھوڑے پھر قبل تقسیم میراث کے کوئی وارث مرجاوے اور وہ اپنے وارث چھوڑے - پھر ان وارثون مین سے بھی کوئی تیسرا مرجاوے قبل اس کے کہ میراث تقسیم ہو اور اپنے وارث چھوڑ جاوے علیٰ ہذا القیاس - اور محضر تحریر کرنے کی یہ صورت ہے کہ زید حاضر ہوا اور عمرو کو حاضر لایا پھر اس زید نے اس عمرو پر دعوے کیا کہ تمام حویلی جس کے حدود و صفت موقع بیان کردے مع اپنے حدود و حقوق کے ملک و حق بکر بن خالد مخزومی والد اس مدعی کی تھی اور برابر اس کے تحت تصرف مین رہی یہانتک کہ اُسنے وفات پائی اور وارثون مین ایک جورو مسماۃ ہندہ بنت شعیب اور ایک بیٹا صلبی یہی مدعی اور دو دختر صلبیہ مسماۃ حلیمہ و سلیمہ چھوڑین اور اُنکے سوائے اُسکا کوئی وارث نہین ہے اور اپنے ترکہ مین یہ حویلی مذکورہ ان لوگون کے واسطے بر فرائض اللہ تعالیٰ میراث چھوڑی کہ جورو کے واسطے آٹھوان حصہ اور باقی اولاد کے درمیان مرد کے واسطے عورت سے دوچند حصہ کے حساب سے ہے پس اصل مسئلہ (۸) سے اور قسمت (۳۲) سے جسمین سے جورو کے واسطے چار سہام اور پسر کے واسطے (۱۴) اور ہر دختر کے واسطے سات سات ہوے پھر اس متوفی کی یہ جورو مرگئی جسکا نام ہندہ ہے قبل اسکے کہ اپنا حصہ ترکہ اس حویلی مذکور محدود سے اپنے قبضہ مین لاوے اور وارثون مین ایک بیٹا اور دو بیٹیان چھوڑین اور وہ یہی مدعی حاضر اور اُسکی دونون بہنین ہین جنکا نام مذکور ہوا ہے اُن کے سوائے اس عورت مذکورہ کا کوئی وارث نہین ہے پس اس حویلی محدودہ مذکورہ مین سے (۳۲) سہام مین سے اُسکا حصہ مذکورہ (۴) سہام اُسکے اُن وارثون مذکور کے واسطے بر فرائض اللہ تعالیٰ اُس کی میراث ہوئی جس مین سے (۲) سہام پسر کے اور ایک ایک سہم ہر ایک بیٹی کے واسطے ہوئے پھر ان دونون دخترون مذکورہ مین سے ایک دختر مرگئی جس کا نام حلیمہ ہے قبل اسکے کہ ان دونون ترکون مین سے اپنا حصہ وصول کرے اور یہ آٹھ سہام منجملہ (۳۲) سہام اس حویلی محدودہ مذکورہ مین سے ہین جسمین سے سات سہام ترکہ اول مین سے اور ایک سہم ترکہ ثانی مین سے ہے اور اُسنے اپنی ایک دختر مسماۃ وسیمہ اور ایک بھائی از جانب مادر و پدر یہی مدعی اور ایک بہن از جانب مادر و پدر وہ سلیمہ مذکورہ چھوڑی اور انکے سوائے اُسکا کوئی وارث نہین ہے پس اُسکا تمام ترکہ اس کی موت سے اُس کے ان وارثان مسمیان کیواسطے اسکی میراث بر فرائض اللہ تعالیٰ ہوا جن مین سے نصف اُس کی دختر مسماۃ وسیمہ کے واسطے اور باقی اُسکے بھائی و بہن کے درمیان بسبب عصبہ ہونے کے مرد کو عورت سے دوچند کے حساب سے ہوا پس اصل فریضہ دو سے اور اُسکی تقسیم چھ سے ہوئی جسمین سے تین سہام اُسکی دختر کے اور دو سہام اسکے برادر حقیقی کے اور ایک سہم اسکی حقیقی بہن کا ہوا لیکن اس مسماۃ متوفات کا حصہ ہر دو ترکہ مین سے آٹھ سہام مین جن کی تقسیم چھ پر بطور استقامت نہین ہوسکتی ہے پس (۸ و ۶) کی نسبت توافق دو سے دیکھکر نصف[۱] مفروض سوم یعنے (۳) کو فریضہ اول یعنے (۳۲) مین ضرب یا تو یعنے (۶) ۱۲

۱؎ مترجم کہتا ہے کہ نظر توافق مین اولیٰ یہ ہے کہ درمیان چھ و بتیس کے نظر کیجاوے حتیٰ کہ وہ (۹۶) ہوجاوین پس اسکا ربع یعنے ۲۴ سے توفاۃ کے واسطے ہون ولیکن یہ ایک نیا طریقہ ایجاد کرنا ہے اور اُسکی نظیر نہین پائی گئی لہذا اپنے ... اطلاع دی اور اُنکے طریقہ کو تغیر نہین دیا ۱۲

(۹۶) ہوئے اور متوفیات مذکورہ کے (۳۲) سہام مین سے جو آٹھ سہام نکلے وہ بھی تین مین مضروب ہو کر (۲۴) ہو گئے پس اس سے اُسکے وارثون کے حصص باستقامت نکل سکتے ہین کہ اُسکی دختر کے واسطے (۱۲) ہوئے اور اُس کے بھائی اس مدعی حاضر کے واسطے (۸) ہوئے اور اُس کی بہن سلیمہ کے واسطے (۴) ہوئے پس اس مدعی حاضر کے واسطے تینون ترکون مین سے (۵۶) سہام منجملہ (۹۶) سہام اس حویلی محدودہ مذکورہ سے بدین تفصیل ہوئے کہ ترکہ اول سے (۴۲) سہام اور ترکہ دوم سے (۶) سہام اور ترکہ سوم سے (۸) سہام جملہ (۵۶) سہام ہوئے اور تمام یہ حویلی محدودہ مذکورہ آج کے روز اس شخص عمرو کے قبضہ مین ہی جسکو حاضر لایا ہی اور یہ عمرو اس زید کو اس حویلی محدودہ مذکورہ کے جملہ (۹۶) سہام سے اس زید کے ہر سہ ترکہ کے (۵۶) سہام سے ناحق مانع ہوتا ہی حالانکہ اُسکو اسکا علم ہی پس اس عمرو پر واجب ہی کہ حویلی محدودہ مذکورہ مین سے اسکے حصص سے ہاتھ کوتاہ کر کے اس زید کے سپرد کرے اور مین نے مدعا علیہ سے مطالبہ کیا اور جواب طلب کیا پھر محضر کو تمام کر دے

محضر - مثالیہ دیگر برائے این جنس دعوے - زید مر گیا اور ایک جورو اور تین پسر و ایک دختر چھوڑی اور یہ عورت ان اولاد کی مان ہی پھر قبل تقسیم میراث کے یہ عورت بھی مری اور یہی اولاد وارث چھوڑی اور اُس کا حصہ ان اولاد کیواسطے میراث ہو گیا پھر قبل تقسیم میراث کے ان پسران مین ایک پسر مر گیا اور دو بھائی اور ایک بہن از جانب مادر و پدر وارث چھوڑے اور اسکا حصہ ان دونون بھائیون و بہن کے واسطے میراث ہو گیا ایک مرد حاضر ہوا اور اس نے بیان کیا کہ اسکا نام محمد بن ابراہیم بن اسمٰعیل بن اسحٰق ہی اور اپنے ساتھ ایک مرد کو حاضر لایا اس نے بیان کیا کہ اسکا نام ناصر بن اسمٰعیل بن اسحٰق ہی پس اس حاضر آمدہ نے اس حاضر آوردہ پر دعوے کیا کہ ہم دونون کے باپ مسمّی ابراہیم بن اسمٰعیل بن اسحٰق نے وفات پائی اور وارثون مین اپنی جورو مسماۃ سعادہ بنت عمرو بن عبد اللہ العمری و تین پسر ایک یہ جو حاضر ہوا ہی اور ایک یہ جسکو حاضر لایا ہی اور ایک اور مسمّی عیسیٰ تھا اور ایک دختر مسماۃ عائشہ چھوڑی ان لوگون کے سوائے اُس کا کوئی وارث نہین ہی اور ترکہ مین اس حاضر آوردہ کے قبضہ مین مال نقد درم یا دینار اس قدر چھوڑے ہین پس یہ مال اُس کے ان وارثان مذکور کے واسطے بفرائض اللہ تعالےٰ میراث ہو گیا کہ جورو کے واسطے آٹھوان حصہ ہے اور باقی اُس کی اولاد کے درمیان مرد کو عورت سے دوچند کے حساب سے ہے پھر اصل مفروضہ (۸) سے ہے پھر قبل تقسیم میراث کے اس اولاد کی مان مسماۃ سعادہ مذکورہ مر گئی پھر اُس کا حصہ ترکہ میت اول مین سے مال نقد مذکور سے اس اولاد کے واسطے مرد کے لیے عورت سے دوچند کے حساب سے میراث ہوا پھر ہر دو ترکہ کے تقسیم سے پہلے مسمّی عیسیٰ مر گیا اور وارثون مین از جانب مادر و پدر دو بھائی و ایک بہن چھوڑے پس اُسکا حصہ ان ہر دو ترکہ مین سے اس مال نقد مین سے اُسکے ان دونون بھائی و بہن کے واسطے میراث ہو گیا اور سب ترکون کے سہام (۲۸۰) ہوئے پس جورو کے واسطے ترکہ اول مین سے (۳۵) سہام اور ہر پسر کے واسطے (۷۰) سہام اور اُسکی دختر کے واسطے (۳۵) سہام ہوئے پھر جبکہ تقسیم میراث کی مسماۃ سعادہ ان اولاد کی مان مر گئی تو منجملہ (۲۸۰) سہام کے اُسکا حصہ (۳۵) سہام اس اولاد کے واسطے میراث ہوا کہ ہر پسر کیواسطے دس سہام

اور دختر کے واسطے پانچ سہام ہوئے پھر چونکہ قبل تقسیم ہر دو ترکہ کے مسمی عیسی مرگیا ہی پس اُسکا حصہ ہر دو ترکون مین سے جو منجملہ (۲۸۰) سہام کے (۸۰) سہام ہین اُسکے ہر دو برادر و اخت کے درمیان میراث ہوا جس مین سے ہر بھائی کیواسطے (۳۲) سہام اور بہن کیواسطے (۱۶) سہام ہوئے پس اس حاضر شوندہ محمد بن ابراہیم کے واسطے ترکہ میت اول اس مال نقد سے منجملہ (۲۸۰) سہام کے (۷۰) سہام اور ترکہ میت دوم مین سے منجملہ (۳۵) سہام کے جو اُسکو (۲۸۰) مین سے ملے ہین (۱۰) سہام ہوئے اور میت سوم کے (۸۰) سہام از جملہ (۲۸۰) سہام سے (۳۲) سہام ہوئے پس اس مال نقد سے ہر سہ ترکات مین سے جسقدر سب اس حاضر آمدہ کو ملا ہی وہ (۱۱۲) سہام منجملہ (۲۸۰) کے ہین اور یہ شخص جسکو ساتھ حاضر لایا اس مدعی کو اس مال نقد مذکور سے اسقدر حصہ جو اُسکو ان تینون ترکون مین سے ملا ہی جو (۱۱۲) سہام منجملہ (۲۸۰) سہام کے ہین نہین دیتا ہی اور اسکا مطالبہ و جواب طلب کیا پس حاضر آوردہ سے دریافت کیا گیا الی آخرہ

محضر۔ دعوی حویلی میراث از پدر خویش۔ ایسا محضر پہلے گذر چکا ہی لیکن اسمین اور اُسمین فرق یہ ہی کہ پہلے کا مفروضہ یہ تھا کہ وارث ایک ہی اور اُسکا مفروضہ یہ ہی کہ وارث کئی آدمی ہین اُسکی صورت یہ ہی کہ زید حاضر ہوا اور عمرو کو حاضر لایا پھر اس زید نے اس عمرو پر دعوی کیا کہ تمام دار واقع محلہ فلان محدودہ بحدود ہذا بجمیع حدود و حقوق و عمارت و زمین و سفل و علو و بالاخانہ[1] و نہر حق کہ اُسکے واسطے ثابت ہوا اُسمین داخل ہی اور رہ[2] حق کہ اُسکے واسطے ثابت ہوا اس سے خارج ہی اس زید کے والد مسمی عمرو بن خالد کی ملک و حق و اُسکے تحت و تصرف مین تھا یہانتک کہ اُسنے وفات پائی اور وارثون مین ایک پسر یہ مدعی اور اُسکے سوائے دوسرے وارث فلان و فلان پسر و فلانہ و فلانہ دختر چھوڑی کہ ان کے سوائے اسکا کوئی وارث نہین ہی پس یہ دار محدودہ اُسکے ان وارثان مسمیان کے واسطے بر فرائض اللہ تعالی اُسکی میراث ہوگیا اور سب کے اسقدر سہام ہوئے منجملہ اُنکے اس زید مدعی کا اسقدر سہام حصہ ہوا اور آج کے روز یہ تمام دار اس شخص کے قبضہ مین ہی جو حاضر ہوا ہی اور یہ شخص اس زید کو اُسکے حصہ سے جو اسقدر سہام منجملہ اسقدر سہام کے ہوئے مانع ہوتا ہی الی آخرہ اور اگر اس زید نے تمام دار مذکورہ کا اپنے واسطے دعوے کیا بسبب اینکہ وارثون کے درمیان تقسیم ہونے مین یہ دار تمام اُسکے حصہ مین آیا ہی باین معنی کہ متوفی مذکور نے سوائے اس دار کے دیگر مال غیر منقول و منقول از اراضی و نقود چھوڑے پھر باہمی رضامندی سے وارثون کے درمیان اس ترکہ کی تقسیم واقع ہوئی جس سے یہ دار مذکور پورا اس پسر مدعی کے حصہ مین آیا تو محضر مین لکھے کہ متوفی نے ترکہ مین یہ دار محدودہ چھوڑا اور اسکے ساتھ یہ عقار اور یہ عروض بقدر نقد چھوڑا پھر ان وارثوں مین باہم برضامندی تقسیم صحیحہ واقع ہوئی پس یہ دار مذکورہ محدودہ اس پسر کے حصہ مین جو حاضر ہوکر دعوے کرتا ہے آیا اور اس مدعی مذکور نے اس دار پر قبضہ کر لیا اور باقی وارثون مین سے ہر ایک نے اپنے اپنے حصہ پر قبضہ کیا اور آج کے روز یہ سب دار بسبب مذکور اس مدعی کی ملک ہی اور یہ دار مذکور اس حاضر آوردہ کے قبضہ مین ناحق ہی اور وہ اس مدعی کو اس سے روکتا ہی

سجل۔ این دعوی۔ اسکا سجل بھی اُسی طور سے ہی جیسا ہمنے گذشتہ محضر دعوی میراث دار از پدر خویش کی سجل مین بیان

[1] یعنے مقررہ مقید کردہ شدہ ۱۲

[2] نکان پہنچنے کا

کیا ہی پھر اس سجل کے آخر مین لکھے کہ مجھ سے اس مدعی نے جسکا نام ونسب اس سجل مین مذکور ہے درخواست کی جو کچھ میرے نزدیک اس مدعا علیہ پر ثابت ہوا ہے اُسکا حکم قضا نافذ کرون پس مین نے حکم قضا یہ نافذ کیا کہ فلان نے وفات پائی اور اُسنے وارثون مین فلان وفلان کو چھوڑا اور یہ کہ دار محدودہ مذکورہ اس مدعی کے والد کی ملک تھا اور برابر اسکے تحت وتصرف مین رہا یہانتک کہ اُسنے وفات پائی اور اس دار محدودہ مذکورہ کو اپنے اُن وارثون کے واسطے جنکا نام بیان کیا گیا ہے میراث چھوڑا الی آخرہ اور یہ کہ اس شخص کے واسطے جو حاضر آیا ہی اس دار محدودہ کے منجملہ اسقدر سہام کے اسقدر سہام ہین اور یہ کہ یہ شخص جسکو حاضر لایا ہی اس دار محدودہ کے اسکے حصہ سے اسکو ناحق منع کرتا ہی اور مین نے اس مدعا علیہ کو حکم دیا کہ اس مدعی کو دار محدودہ مین سے اُسکا حصہ اُسکے سپرد کرے اور یہ سب میری طرف سے میری مجلس قضا واقع کورہ الی آخرہ اور اگر مدعی تمام وارثان مذکورہ کا اپنے واسطے دعوے کرتا ہو اُسی سبب سے جسکا ذکر ہمنے اوپر بیان کیا ہی (یعنے تقسیم ترکہ مین تمام اُسکے حصہ مین آیا) تو قاضی آخر سجل مین لکھے کہ مین نے یہ قضا نافذ کی کہ فلان نے وفات پائی اور اپنے وارثون مین فلان و فلان کو چھوڑا اور اُسنے ترکہ مین یہ دار محدودہ اور عقار وعروض ونقود مین اس اسقدر چھوڑے اور باہمی تقسیم ان وارثان کو مین اس متوفی کے ترکہ مین جاری ہوئی اور تمام یہ دار محدودہ مذکورہ اس مدعی کے حصہ مین آیا الی آخرہ

محضر - در اثبات وصایت - زید جو حاضر ہوا ہی اُسنے اس عمرو پر جسکو حاضر لایا ہی یہ دعوی کیا کہ اس زید کا بھائی بکر چل بسا مرگیا اور اُسنے وارثون مین اپنے باپ خالد اور اپنی مان فلانہ بنت فلان اور لڑکون مین فلان وفلان اور لڑکیون مین فلانہ فلانہ کو چھوڑا ان کے سوا اسکا کوئی وارث نہین ہی اور اسنے اس زید کو اپنی صحت عقل وبدن وجواز امر کی حالت مین اپنے سب ترکہ مین اور جسکو وہ اپنے بعد چھوڑ جاے خواہ قلیل ہو یا کثیر ہو اپنا وصی مقرر کیا ہی اور اسکے اصلاح کار کا متولی کیا ہے اور اس زید نے اُسکی اس وصایت کو اور متولی کار ہونے کو قبول کیا ہے اور اس زید کے بھائی متوفی کے اس عمرو پر اس قدر درہم وزن سبعہ سکہ چہرہ شاہی فی الحال واجب الادا ہین اور اس زید کے پاس اپنے دعوے کے گواہ ہین - ایسا ہی صاحب الاقضیہ نے ذکر کیا کہ مدعی کے اس قول سے ابتدا کی کہ اُسکے پاس اپنے دعوے کے گواہ ہین اور یہ امام محمدؒ کا اخیر قول ہے حتی کہ مدعا علیہ قرضہ دینے سے بری نہوگا اور اسواسطے کہ ایسے دعوے کا جواب چاہیئے ہوتا ہی جو از جانب خصم ہوا اور اس مدعی کا خصم ہونا جبھی ثابت ہوگا جب وہ وصایت کو ثابت کرے اسیواسطے اس کے قول سے ابتدا کی کہ اُسکے پاس اس دعوے کے گواہ ہین - پھر لکھے کہ مدعی مذکور ایک جماعت کو حاضر لایا اور اُنھون نے گواہی دی کہ فلان بن فلان اس مدعی کا بھائی جس کو گواہ لوگ بمعرفت قدیمی نام ونسب وصورت سے پہچانتے تھے مرگیا اور وارثون مین اپنے باپ فلان کو اپنی مان فلانہ کو اور لڑکون مین سے فلان وفلان اور لڑکیون مین فلانہ وفلانہ کو اور اپنی جورو مسماۃ فلانہ بنت فلان کو چھوڑا ہی اور یہ لوگ حاضر نہین ہوے ہین اور گواہ لوگ سواے ان لوگون کے اُسکا کوئی وارث نہین پہچانتے ہین اور اس متوفی مذکور نے اپنی صحت عقل وبدن وجواز تصرف کی حالت مین اس اپنے بھائی کو جو حاضر ہوا ہی وصی کرنے کے وقت ہم لوگون کو شاہد کیا کہ مین نے اُس کو اپنے تمام اُس کا

سلہ نفاذ جاری ہو رواں کرنا ۱۲

جسکو بعد وفات کے چھوڑجاؤن وصی کیا ہو اور یہ اُس کا بھائی اُس مجلس مین جسمین اُس نے ہم لوگون کو گواہ کیا تھا حاضر تھا پس اُسنے اُس کی وصایت قبول کر لی اور قاضی ان گواہون کو بصفت عدالت وجواز شہادت پہچانتا تھا پس قاضی نے مدعا علیہ مذکور سے اسکا دعوی جو وہ اپنے بھائی کیواسطے درا ہم مذکورہ کی بابت کرتا ہے دریافت کیا پس اس مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ اس مدعی حاضر کے بھائی فلان بن فلان کے اس قدر درم وزن سبعہ نقد چہرہ شاہی مجھپر فی الحال بلا میعادی واجب الادا ہین پس مدعی وصایت نے جو حاضر ہوا ہے قاضی سے درخواست کی کہ سب جو کچھ اُسکے نزدیک ان گواہون کی گواہی سے ثابت ہوا کہ اُسکا بھائی فلان مرگیا اور اسقدر وارث چھوڑے اور اُسنے اس مدعی کو وصی کیا اور یہ کہ مدعا علیہ مذکور پر جن درمون موصوف کا اُسنے فلان کے واسطے اقرار کیا ہو اُسکے ثبوت کا اور اُس کے ادا کرنے کا اس وصی کو سب کا حکم قضا نافذ کردے پس قاضی موصوف نے اپنا حکم قضا اسطرح نافذ کیا کہ فلان بن فلان اس مدعی حاضر کے بھائی نے وفات پائی اور اسقدر وارث فلان و فلان آخر تک چھوڑے بنا برآنکہ یہ گواہ لوگ اسکی گواہی پر متفق ہوئے ہین پھر قاضی نے یہ حکم قضا نافذ کیا کہ فلان بن فلان متوفی نے اپنے اس بھائی کو جو آیا ہے اپنے تمام ترکہ کا وصی کیا اور بعد اس حاضر آمدہ نے اس وصایت کو قبول کیا ہے بنا برآنکہ یہ گواہ لوگ اسکی گواہی پر متفق ہوئے ہین اور یہ امر بعد ازانکہ قاضی کے نزدیک اس وصی کی عدالت و امانت ثابت ہوگئی اور یہ معلوم ہوا کہ وہ اس کام کے واسطے گویا رکھا گیا ہو اور اُسنے اسکو حکم دیدیا کہ اپنے بھائی کے فلان بن فلان کے تمام ترکہ مین خالصاً للہ تعالے بجائے موصی کے خود تصرف کرے اور قاضی نے فلان بن فلان اس مدعا علیہ پر جن درمون مذکورہ موصوفہ کا فلان بن فلان کیواسطے اپنے اوپر اقرار کیا ہو وہ اسپر لازم کردے اور اس سب کا اُسپر حکم دیدیا اور اُسکو حکم کیا کہ یہ درا ہم فلان کو دیدے اور یہ فلان جو حاضر ہوا ہو اُس متوفی مذکور کا وصی ہو اور اُسکا بھائی ہو اور اُسنے مدعا علیہ مذکور کے روبرو اس سب کا جس طرح اس تحریر مین بیان کیا گیا ہو حکم دیدیا اور یہ سب اُسنے اپنی مجلس قضا واقع کورۂ بخارا مین کیا ہو۔ اور بہت لوگ علما مین سے پہلے مدعا علیہ کے جواب سے ابتدا کرتے ہین جیسا کہ اُس مین رسم ہو بخلاف باقی دعوی حضور یات کے

محضر۔ دیگر اندرین مثال۔ اس زید نے جو حاضر ہوا ہو اس عمرو پر جسکو حاضر لایا ہو دعوی کیا کہ فلان نے اس زید کو بعد اپنی وفات کے اپنی نابالغ اولاد فلان و فلان کی درستی کار کا اور اپنی وفات کے بعد اپنے مال سے تہائی لیکر کارہائے خیر و ثواب مین صرف کرنے کا بایصاء صحیحہ وصی کیا اور اس حاضر آمدہ زید نے اس تیجے وصیت بقبول صحیح قبول کی اور یہ وصی مقرر کرنا اُسکی آخری وصیت تھی جسکی اس حاضر آمدہ کی طرف وصیت کی ہو پھر وصیت کنندہ نے وفات پائی درحالیکہ اس وصیت پر ثابت تھا اس سے رجوع نہین کیا تھا اور آج کے روز یہ حاضر آمدہ اس متوفی کی اولاد صغار کی درستی کار کا اور اُسکے تمام مال سے تہائی لیکر موافق اُسکی وصیت کے جیسا اس مدعی نے دعوی کیا ہو صرف کرنیکا وصی ہو اور اس موصی کا مال سقدر اس وصی کے قبضہ مین ہو اور اسقدر اُسکا مال اس عمرو پر ہو پس اسپر واجب ہو کہ یہ مال اسی وصی کو دیدے تاکہ اُسمین سے موصی مذکور کی وصیتین نافذ کرے اور اس عمرو کو اسکا علم ہو پھر اُس سے مطالبہ کیا اور جواب دعوے

سلہ قال یعنی مطالبہ مدعی کے بعد مدعا علیہ کہے کہ مجھے اسکی وصایت کا علم نہین ہے ۱۲

طلب کیا پس عمرو مذکور سے دریافت کیا گیا پس اُسنے جواب دیا

محضر ۔ دراثبات دعوے بلوغ یتیم ۔ زید کے حاضر ہوکر عمرو پر جسکو حاضر لایا ہے دعوے کیا کہ یہ عمرو اس زید کے باپ کا اُسکی وفات کے بعد اسکے درستی کار و حفظ ترکہ کا اُسکے وارثون کیواسطے وصی تھا اور اُسکے باپ نے سوائے اس زید کے کوئی وارث نہین چھوڑا ہے اور ایک یہ زید بلوغ تک جسپر پورا مرد ہوتا ہے یا احتلام یا بقول سن یا بقول آن کہ اٹھارھوان یا اُنیسوان سال شروع ہوگیا پہونچ گیا اور اس حاضر آوردہ کے قبضہ مین اُسکے باپ کے ترکہ مین سے اسقدر مال ہے پس اسپر واجب ہے کہ یہ سب مال اس زید کے سپرد کرے

محضر ۔ دراثبات اعدام و افلاس بنا بر قول ایسے امام کے جو اسکو جائز فرماتا ہے ۔ زید نے حاضر ہوکر عمرو پر دعوی کیا کہ اس عمرو نے اس زید پر جو دعوی کیا ہے کہ اسقدر دراہم وہ عمرو کو دیدے (یا ادا کرے ۱۲) اور دے کر اسکے مطالبہ سے خارج ہو پس زید مذکور اس دعوے کے دفعیہ مین دعوے کرتا ہے کہ یہ عمرو اپنے اس دعوے مین مبطل ہے اسواسطے کہ یہ زید فقیر ہے اسکے پاس ایسا مال واسباب کچھ نہین ہے جس سے فقر و افلاس سے خارج ہوا اور گواہ لوگ بیان کرین کہ ہم اسکے (اسکی ملک مین ۱۲) واسطے ایسا کوئی مال و اسباب نہین جانتے ہین جس سے حالت فقر سے خارج ہو اور اُسیکو امام خصاف و فقیہ ابوالقاسم نے اختیار کیا ہے (یعنی اسکی املاک ۱۲) اور چاہیے کہ لوگ یون کہین کہ آج کے روز یہ نادار ہے ہم اسکی ملک مین کوئی مال سوائے اسکے ان کپڑون کے جو اسکے تن پر ہین اور اُسکے رات کے کپڑون کے نہین جانتے ہین اور ہمنے اسکی حالت کو خفیہ و ظاہر ہر طرح سے جانچ لیا ہے

سجل ۔ این محضر بدستور لکھکر مقام ثبوت مین لکھے کہ میرے نزدیک ثابت ہوا کہ یہ شخص نادار مفلس فقیر ہے سوائے اپنے تن کے کپڑون کے کسی مال کا مالک نہین ہے اور ثابت ہوا کہ اسپر جو دگونکا مال ہے اسکا مطالبہ اس سے ساقط ہے اور مین نے حکم دیا تمام اس امر کا جو میرے نزدیک ثابت ہوا کہ وہ فقیر ہے کسی چیز کا مالک الی آخرہ

محضر ۔ دراثبات ہلال رمضان و محضر کو ایک شخص کے نام سے دوسرے پر کسی قدر مال معلوم میعادی بماہ رمضان تحریر کرے پس لکھے کہ اس زید نے حاضر ہوکر اس عمرو پر جسکو حاضر لایا ہے اسقدر دینار قرضہ لازم و حق واجب بدین سبب ہونیکا دعوی کیا اور اسکی میعاد اس سال کا ماہ رمضان تھا پس ماہ رمضان داخل ہونے سے یہ دینار فی الحال واجب الادا ہوگئے کیونکہ یہ دن غرۂ ماہ رمضان ہے پس مدعا علیہ بدل کا اقرار کرلے اور میعاد آجانے سے اور یہ دن غرۂ ماہ رمضان ہونے سے انکار کرے پس مدعی گواہ قائم کرے کہ یہ دن غرۂ ماہ رمضان ہے اور گواہون کو اختیار ہے کہ چاہین یہ گواہی دین کہ یہ روزہ ماہ رمضان کا ہے اور کچھ تفسیر بیان نہ کرین اور چاہین تفسیر کیساتھ بیان کرین کہ مین گواہی دیتا ہون کہ ماہ شعبان کی اُنتیسوین تاریخ کل شام کے وقت نماز کے وقت مین نے چاند دیکھا اور آج کے روز غرۂ ماہ رمضان اس سال کا ہے ۔ اور اگر گواہون نے بدون کسی کے دعوے کے ایسی گواہی دی تو بھی گواہی کی سماعت ہوگی اور قبول کیجائیگی یہ ذخیرہ مین ہے

محضر ۔ اس امر کا اثبات کہ جس عورت پر دعوے ہے وہ پردہ نشین ہے بدین غرض کہ مطالبہ مدعی کہ وہ مجلس حکم مین حاضر ہو دفع ہوجاوے ۔ محضر مین لکھے کہ زید جو ہندہ بنت عمرو کی طرف سے دعوی خصومات و گواہ قائم کرنیکے اختیارات مین

اسکی طرف سے ثابت الوکالۃ ہی حاضر ہوا اور اپنے ساتھ بکر بن خالد کو لایا پھر اس وکیل مذکور نے اس بکر بن خالد پر جس نے اُسکی موکلہ پر اپنے دعوے کی جوابدہی کیواسطے مجلس حکم مین حاضر ہونیکا مطالبہ کیا ہے اُسکے دفعیہ مین دعوی کیا کہ موکلہ مذکورہ پردہ نشین ہی اپنے حاجات کیواسطے اپنی حویلی سے باہر نہین نکلتی ہی اور مردون مین مختلط نہین ہوتی ہی اور یہ بکر بن خالد اپنے دعوے مین کہ وہ مجلس حکم مین حاضر ہوکر جوابدہی کرے مبطل ہی پس اُسپر واجب ہی کہ ایسے دعوے سے باز رہے

محضر - غائب پر تحریری کسی مال کا دعوی کرنا - صورت اُسکی یہ ہی کہ ایک شخص مسمے زید کا عمرو پر مال ہی اور اس مال کے گواہ شہر مین موجود ہین لیکن عمرو غائب ہی اور اس شہر سے مسافت سفر کی دوری پر ہے اور قرضخواہ نے قاضی شہر سے درخواست کی کہ میرا دعوے و میرے حق کے گواہ سنکر جس شہر مین قرضدار موجود ہے وہان کے قاضی کے نام خط لکھدے تو قاضی اُسکی درخواست منظور کریگا بنا بر قول ایسے امام کے جو اُسکو جائز فرماتا ہی کیونکہ لوگون کو ایسی ضرورت بہت ہوتی ہی پس اسکے محضر تحریر کرنیکی یہ صورت ہی کہ مجلس قضاء واقع کورۂ[ف] فلان مین قاضی فلان کے روبرو مسمی زید حاضر ہوا اور اپنے ساتھ کسی خصم کو حاضر نہ لایا اور خصم کا نائب بھی حاضر نہ لایا پھر اس حاضر آمدہ نے دعوی کیا کہ اسکے فلان شخص غائب جسکا یہ نام و نسب و اُسکا یہ حلیہ ہی پس شناخت کی باتین بدرجۂ غایت جہانتک ممکن ہون تحریر کرے - اسقدر دینار بسبب صحیح قرضہ لازم و حق واجب ہین اور سبب مذکورہ کو بیان کردے اور ایسا ہی اس غائب مذکور نے جسکا حلیہ اس محضر مین بیان ہوا ہی بحالت صحت و بہمہ وجوہ جواز اقرار و نفاذ تصرفات کی حالت مین بطوع[ف] خود ان دینارون مذکورہ کا اس شخص زید کیواسطے اپنے اوپر قرضہ لازم و حق واجب بسبب صحیح ہونیکا اقرار صحیح اقرار کیا ہی جسکی تصدیق اس زید نے خطاباً کی ہی اور آج کے روز یہ شخص غائب مذکور اس شہر سے بمسافت سفر غائب ہوکر فلان شہر مین مقیم اور اس زید کے اس دعوے سے منکر ہی اور اس زید کے گواہان عادل اس شہر مین اُسکے دعوے کے موافق گواہی دیتے ہین اور یہ زید بسبب دوری مسافت کے اس بات سے مجبور ہی کہ غائب مذکور اور ان گواہون کو ایک ساتھ جمع کرے اور اس زید نے اس قاضی سے درخواست کی کہ اس دعوے پر
(کہ یہ دعوی مدعی ہی ۱۲)
اُس غائب مذکور پر اسکے گواہون کی جو موافق دعوے کے گواہی دیتے ہین سماعت کرکے اس فلان شہر کے قاضی کو جسمین غائب مذکور رہی باین عنوان کہ اور جس شخص کو قاضیان مسلمین و حکام اسلام مین سے یہ خط پہونچے اسکے موافق فیصلہ کردے پس قاضی مذکور نے اسکی درخواست منظور کی اور مدعی کو چند نفر لایا اور بیان کیا کہ یہ اُسکے گواہ ہین اور وہ فلانؓ فلان و فلان ہین اُنکے نام و نسب و حلیہ و مساکن جسطرح ہمنے بیان کیا ہی تحریر کردے پھر جب گواہون نے موافق دعوی مدعی کے اول سے آخر تک گواہی دی اور موضع اشارہ مین اشارہ کیا اور قاضی مذکور انکو عادل جانتا ہی یا انکا حال دریافت کرکے عادل معلوم کیا تو خط حکمی تحریر کرنیکا بدین طور حکم فرماوے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ میرا خط بسوی قاضی امام شیخ الاسلام اسکے القاب لکھے نام و نسب نہ لکھے اطال اللہ تعالے بقاءہ و بسوے ہر کسے کہ از قاضیان اسلام و حکام مسلمین بدست وے درآید ادام اللہ عزہ و عزہم و سلامتہ و سلامتہم والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ اجمعین اور یہ میری تحریر میری مجلس قضا واقع کورۂ فلان مین سے صادر ہوئی ہی اور جس روز مین نے اسکی تحریر کا حکم دیا ہی اُس روز مین از جانب خاقان

ف۱ جسکو ہمارے عرف مین نگر اور ہندی مین ڈھر بولتے ہین ۱۲ ف۲ بطوع رضامندی یعنی خوشی خاطر ضد اکراہ ۱۲

فلان عزنصرہ اس کورہ واسکے نواح کا قاضی ہون میری قضایا واحکام اس کورہ واس نواح کے لوگون مین نافذ وجاری ہین والحمد للہ علی نعمائہ التی لاتحصی والآئہ التی لاتستقصے - امابعد میری مجلس قضا واقع کورہ مین بروز فلان ماہ فلان سنہ فلان مین ایک مرد حاضر ہوا اور بیان کیا کہ اسکا نام زید بن بکر مخزومی ہے اور اپنے ساتھ کسی خصم کو نہین لایا اور نہ خصم کا نائب لایا پھر اس زید نے ایک شخص غائب پر دعوے کیا جسکا نام بیان کیا کہ اسکو عمرو بن خالد مخزومی کہتے ہین پھر دعوے اول سے آخر تک نقل کرے پھر لکھے کہ اسنے مجھسے درخواست کی کہ مین اسکا یہ دعوی اس غائب مذکور پر جس کا حلیہ بیان کردیا گیا ہے سنون اور اس دعوی کیموافق اسکے گواہ سنون اور آپکو ادام اللہ عزہ اور ہر شخص کے نام بطور عام کہ قاضیان اسلام وحکام مسلمین سے جسکو یہ تحریر پہونچے کوئی ہو اسکو خط حکمی متضمن مضمون مذکور تحریر کرون پس مین نے اسکی درخواست کو منظور کیا پس مدعی چند نفر حاضر لایا اور بیان کیا کہ یہ میرے گواہ ہین اور وہ فلان وفلان وفلان ہین پس ان لوگون نے بعد طلب شہادت کے اس مدعی کے اس دعوے کے بعد اور اس مقام پر یہ نہ لکھے کہ اور بعد انکار اس مدعا علیہ کے غائب ہونیکی وجہ سے اسکی طرف سے کوئی جواب پایا نہین گیا ہے) ہر ایک نے ایک نسخہ سے جو انکو پڑھ سنایا گیا ہے گواہی دی اور مضمون اس نسخہ کا یہ ہے الی آخرہ - پھر الفاظ شہادت لکھنے سے فارغ ہو کر لکھے کہ گواہون نے یہ گواہی جسطرح واقع مین تھی ادا کی اور جیسا چاہیے ہے گواہی دی پس مین نے اسکو سنکر محضر مجلد بدیوان حکم مین اپنے پاس ثبت کرلی پھر مین نے ان گواہون کا حال دریافت کرنے کیواسطے ان لوگون کی طرف رجوع کیا جو اس نواح مین تعدیل وتزکیہ گواہان کیواسطے ہین اور وہ فلان وفلان ہین بعد ازان اگر معدلین ومزکین نے سب کو بجانب عدالت وجواز شہادت منسوب کیا ہو تو لکھے کہ پس اہل تعدیل نے سبکو بجانب عدالت وجواز شہادت منسوب کیا اور اگر بعض کو بعدالت منسوب کیا ہو تو لکھے کہ انھون نے فلان وفلان کو عادل وجائز الشہادۃ بیان کیا پس چونکہ علم نے ان کی گواہی قبول کرنی واجب کردی اسواسطے مین نے انکی گواہی قبول کی پھر مجھ سے اس مدعی نے بعد اس تمام معاملہ کے یہ درخواست کی کہ فلان قاضی کو اور ہر حاکم وقاضی کو جو مسلمانون کیواسطے مقرر ہے جسکو یہ خط پہونچے خط حکمی لکھون اور جو کچھ میرے پاس اس ماجرے سے ثابت ہوا ہے اس سے اس مکتوب الیہ کو اور ان سب لوگون کو بطور عموم آگاہ کرون اور نیز ہر ایک کو اسکی خبر کردون تاکہ جسوقت مکتوب الیہ معلوم یا کسی حاکم وقاضی اسلام کو یہ خط پہونچے جسپر میری مہر ہے جس طرح رسم ہے اور اسکے نزدیک بھی ایسی طرح سے جو موجب حکم ہے ثابت ہو جائے تو قبول کرکے اس خط کے لانیوالے کے حق مین جو امر اسکے نزدیک اللہ تعالی اپنی توفیق سے الہام کرے اسکی تقدیم کردے اور جاننا چاہیے کہ آخر تحریر کو کلمہ استثنا یعنی انشاء اللہ تعالی سے محفوظ رکھے اسواسطے کہ یہ استثنا امام اعظم رح کے نزدیک تمام خط سے متعلق ہو جاتا ہے پس تمام خط باطل ہو جائیگا پھر قاضی کاتب اس خط کو جسکو اسپر گواہ کرتا ہے پڑھ سنادے اور اسکو اس کے مضمون سے آگاہ کردے اور اسکو گواہ کردے کہ یہ خط میری طرف سے بنام قاضی کورہ فلان کے ہے اور رسم ایسے خط کی یہ ہو کہ بسبب انصاف کاغذ پر یا زیادہ یا کم پر بقدر ضرورت ہو جو بعض سے بعض متصل ہون اور خط کے دو عنوان ہون ایک خارج سے اور دوسرا داخل سے پس دائین جانب خط کے لکھے کہ بجانب قاضی فلان بن فلان قریشی قاضی کورہ فلان ونواح آن جو وہان کے لوگون کے درمیان نافذ القضاء والامضا ہے اور بائین جانب لکھے کہ از جانب فلان بن فلان مخزومی قاضی کورہ فلان ونواح آن جو وہان کے لوگون کے درمیان نافذ القضاء والامضا ہے - اور اسکے اوصال پر خارج سے اور جانبین سے

مکرون ۱۲

اعلام کردے کہ وصل صحیح ہی اور اُسکے داخل پر دائین جانب سے لکھے کہ الحکم للہ تعالی اور خارج سے سوائے نام قاضی کے جسکی طرف سے خط حکمی ہی بعد شہادت کے بثبوت اقرار فلان بن فلان فلانی برائے فلان بن فلان باینقدر دینار ہا اور (حکم واسطے اللہ تعالی کے ۱۲) اُن گواہون کا نام جنکو خط پر گواہ کیا ہی آخر مین لکھے اور اُنکے انساب و مصلی بیان کردے پھر صدر خط کو اپنی توقیع سے اپنے خط سے مزین کرے اور آخر خط مین تحریر کرے کہ فلان بن فلان الفلانی (یعنے قاضی کاتب ۱۲) کہتا ہی کہ یہ خط میرے حکم سے میری طرف سے لکھا گیا اور جو ماجرا اسمین مذکور ہی وہ میرے سامنے میرے پاس واقع ہوا ہی اور یہ سب شمار اون کاغذ پر جو مُلصقین (دو وصل ۱۲) تحریر ہی ہر وصل پر خارج سے لکھا جاوے کہ وصل صحیح ہی ہر دو جانب سے اور داخل سے مکتوب ہی وصل پر دائین جانب (۱۲) سے الحکم للہ تعالے مضمون بدو عنوان ہی ایک داخل و دوم خارج اور میری اس توقیع سے موقع ہوا اور میری مہر اس پر ہے اور اس خط پر جو مین نے اپنی مہر کی ہی اُسکا نقش یہ ہی اور اس کتاب کے مضمون پر مین نے اُن گواہون کو گواہ کیا ہے جنکا نام اس خط کے آخر مین تحریر ہے اور عنقریب اُنکو جب کہ ختم کردن گا تو بند کے مُہر پر بھی شاہد کردونگا اور مین نے توقیع کو صدر خط پر تحریر کردیا ہی اور یہ سات یا آٹھ سطرین یا جسقدر تحریر مین آئی ہون میرے ہاتھ کا خط ہی حامدا للہ تعالی و مصلیا علی نبیہ محمد و آلہ و مسلما پھر رسم کیواق خط کی مہر کرے اور قاضی انھین گواہون کو جن کو مضمون خط پر گواہ کیا ہے اس مہر شدہ پر بھی گواہ کرے اور قاضی کو چاہیے کہ اس خط کی دوسری نقل بعینہ کرے جو گواہون کے پاس رہے اور اُن کی گواہی کے وقت وہ لوگ اس کے مضمون کی گواہی ادا کرین اور اس کو فارسی مین (کشاد نامہ) کہتے ہین

کتاب حکمی در نقل کتاب حکمی

یعنے خط حکمی کے نقل کے بارہ مین خط حکمی تحریر کرنا بعد تحریر خط صدر و دعا کے جس طرح ہمنے بیان کیا ہی یعنی کہ زید بن عمرو نے قاضی امام اطال اللہ بقاءہ کا خط حکمی میرے سامنے پیش کیا اور اُسکا نسخہ یہ ہی پھر اول سے آخر تک اُسکو نقل کرے پھر اس سے فارغ ہو کر تحریر کرے کہ زید بن عمرو نے یہ خط میرے سامنے پیش کیا اور دعوی کیا کہ یہ خط فلان بن فلان کا ہی جو کورہ بخارا اور اُسکے نواح کا قاضی ہی اور اُسکی مہر اُسپر ہی اور اُسکی توقیع ہی اور اُسنے اُسکے مضمون اور اپنی مُہر پر گواہ کردیے ہین درحالیکہ وہ اُسوقت کورہ بخارا مین قاضی تھا اور یہ خط مذکور اُسکی جانب سے تیرے نام ہے اور میری طرف اشارہ کیا اور یہ مین مضمون ہی کہ اس خط لانے والے یعنی زید بن عمرو کیواسطے گواہی جو اُس نے خالد بن بکر پر دلائی ہی اُسمین منقول ہی اور کہا کہ مشہود علیہ یعنی خالد بن بکر جسکا نام و نسب اس خط مین تحریر ہے وہ اس شہر سے بھی غائب ہی اور کورہ سمرقند مین مقیم ہی اور مجھ سے درخواست کی کہ اس خط کی نقل کا خط حکمی بنام قاضی (یعنی قاضی سمرقند ۱۲) امام فلان ادام اللہ بقاءہ تحریر کردون پس مین نے اس خط پر گواہ طلب کیے پس وہ دو گواہ لایا فلان و فلان جنھون نے بعد درخواست شہادت کے بعد اس دعوے کے یہ گواہی دی کہ یہ خط فلان بن فلان قاضی کورہ بخارا کا مزین بمہر و موقع بتوقیع اور تیرے نام ہے اور میری طرف اشارہ کیا اور دونون نے کہا کہ ہم کو اُسنے اسکی مہر پر اور اُسکے مضمون پر اندرین معنی کہ زید بن عمرو کیواسطے خالد بن بکر پر اس مدعی بہ کی گواہی ثابت ہوئی ہی پس مین نے اُنکی گواہی سنی اور میرے نزدیک اُن لوگونکی عدالت اسیا

ف یعنی یہ مہر اُسی قاضی کی ہی ۱۲

نواح کے تعدیل کرنیوالون سے ثابت ہو گئی تب مین نے خط کو قبول کیا اور اُس کو کھولا پس اُس کو معنون بعنوان داخل و عنوان خارج پایا اور موقع بتوقیع صدر و آخر پایا اور اوصال[۱] پر ظاہراً و باطناً اعلام پایا جسطرح قاضیونکے خطوط مین ہوتا ہی پس میرے نزدیک یہ بات صحیح ہوئی اور یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ خط فلان قاضی کا ہی جس نے میرے نام اس معنی مین لکھا ہی درحالیکہ وہ کورۂ بخارا کا قاضی تھا۔ پھر مجھ سے اس زید بن عمر نے یہ درخواست کی کہ مین اسکی نقل بجا آپکے تحریر کردون پس مین نے اسکی درخواست کو منظور کیا اور اسپے اس خط کی تحریر کا حکم دیا پھر خط بطریق گذشتہ تمام کرے اور اگر وہ خط جسکے نقل کی ضرورت پیش آئی ہی کسی دوسرے خط کی نقل ہو (یعنی قاضی سمرقند کا) تو اس کی ترتیب اسی طور سے ہوگی جس طرح ہمنے بیان کی ہے

سجل - در ثبوت ملک محدود بکتاب حکمی قاضی فلان کہتا ہی کہ میری مجلس قضا واقع کورۂ بخارا مین زید حاضر ہوا اور اپنے ساتھ عمرو کو حاضر لایا پھر اس زید نے اس عمرو پر دعوی کیا کہ تمام دار واقع موقع فلان جسکے حدود یہ ہین ملک اس زید حاضر آمدہ کی اور اسکا حق ہی اور اس عمرو حاضر آوردہ کے قبضہ مین ناحق ہی پس اسپر واجب ہی کہ یہ دار مذکور اس زید کے سپرد کر دے اور اس سے مطالبہ کیا اور جواب مانگا پس اس مدعا علیہ سے دریافت کیا گیا کہ اُسنے فارسی مین جواب دیا کہ این خانہ کہ این مدعی دعوے میکند ملک من است و حق من است و اندر دست من بحق است پس مین نے اس مدعی سے اُسکے دعوے کی حجت مانگی پس اُسنے میرے پاس یہ خط حکمی پیش کیا جسکا نسخہ یہ ہی پس اول سے آخر تک تحریر کرے پھر لکھے کہ یہ خط میرے سامنے پیش کیا اور دعوی کیا کہ یہ خط قاضی کورۂ سمرقند کا تیرے نام ہی اور میری طرف اشارہ کیا اور خط کی طرف اُسنے بدین مضمون تحریر کیا ہی کہ ملکیت اس دار کی بحدود آن و حقوق آن تیرے واسطے ہی یہ خط اُسکے توقیع سے موقع اور اُسکی مہر سے مزین ہی اور وہ اس تحریر کے وقت قاضی سمرقند تھا اور اُسکے مضمون اور اپنی مہر خاتمہ پر اُسنے گواہ کر دیے ہین پس مین نے اُس سے گواہ طلب کیے تو وہ چند نفر حاضر لایا اور بیان کیا کہ یہ میرے گواہ ہین اور وہ فلان و فلان ہین اور مجھسے انکی گواہی کی سماعت کی درخواست کی پس مین نے منظور کیا اور گواہون کی طرف متوجہ ہوا پس اُسکے ان گواہون نے گواہی دی کہ یہ خط (اس خط کیطرف جو میری مجلس قضا مین حاضر تھا اشارہ کیا) قاضی کورۂ سمرقند کا ہی جسنے تیرے نام تحریر کیا ہی درحالیکہ وہ قاضی سمرقند تھا بدین مضمون کہ ملکیت اس دار محدود کی اس مدعی کیواسطے جس نے خط پیش کیا ہی (اور مدعی مذکور کی طرف اشارہ کیا) ثابت ہی اور یہ خط اُس کی مہر خاتمہ سے مزین اور اسکی توقیع سے موقع ہی اور قاضی مذکور نے ہمکو اس خط کے مضمون اور اپنی مہر خاتمہ پر گواہ کر لیا ہی پس مین نے انکی گواہی سُنکر اس نواح کے تعدیل کرنے والون کی طرف انکی دریافت کے واسطے رجوع کیا پس اُنھون نے انمین سے دو آدمیون کو جو فلان و فلان ہین عادل و جائز الشہادۃ بیان کیا، پس مین نے خط کو قبول کیا اور بحضور خصم[۲] کی حاضری مین اُس کو کھولا پس مین نے اسکو معنون بعنوان داخل و خارج و موقع بتوقیع صدر و آخر و معلم الاوصال بظاہر و باطن پایا اور اُسے ان گواہونکے نام آخر خط

۱؎ اقول یہ بنابر اُس مذہب کے مستقیم ہی جسکے نزدیک خصم کا حاضر ہونا خط کھولنے کے واسطے شرط نہین ہی ۱۲ منہ ۲؎ یعنی ثبوت گواہی اور حق فلان بر ذمہ فلان بر کن دعوی کما ذکر سابقا ۱۲ منہ

مین رسم کے موافق جیسے قاضیون کے خطون مین ہوتا ہے تحریر کیا تھا پس مین نے اُس کو قبول کیا اور میرے نزدیک ثابت ہوا کہ یہ خط فلان قاضی کورۂ سمرقند کا درحالیکہ وہ سمرقند کا قاضی تھا دربارہ ثبوت ملک اس دار محدودہ کے واسطے اس مدعی کے اور اس مدعاعلیہ کے ہاتھ مین ناحق ہونے کے میرے نام ہے اور اُسنے ان گواہون کو اُس کے مضمون اور ختم مہر پر گواہ کر لیا ہے اور جو مضمون اس سے نکلا وہ میرے نزدیک صحیح ہوا اور جو کچھ اُس مین درج ہے وہ ثابت ہوا پس مین نے یہ بات مدعاعلیہ پر پیش کر دی اور اُسکو اُس حال سے آگاہ کر دیا اور اُسکو قابو دیا کہ اس کا دفعیہ پیش کرے اگر اُسکے پاس ہو پس وہ کوئی دفعیہ نہ لایا اور نہ اس سے چھٹکارے کی کوئی بات پیش کی اور میرے نزدیک اس بات سے اسکا عاجز ہونا ظاہر ہوا پھر مجھ سے مدعی نے درخواست کی کہ جو کچھ اس سے میرے نزدیک اس مدعی کے واسطے ثابت ہوا ہے اُسکا حکم اس مدعاعلیہ پر دون پس مین نے اُس کی درخواست کو منظور کر کے اس مدعی کے واسطے اس مدعاعلیہ پر ملکیت اس دار محدودہ کا الیٰ آخرہ

محضر - دعویٰ مضاربت و بضاعت مین کتاب حکمی پر گواہ پیش کرنا مجلس قضا کور بخارا مین قاضی فلان بن فلان کے سامنے زید حاضر ہوا اور کسی خصم یا نائب خصم کے کہ اُسکو حاضر نہین لایا پھر اس زید نے ایک غائب پر جسکا نام عمرو و دیگر حلیہ ایسا ایسا بیان کیا دعویٰ کیا کہ اس زید نے اس عمرو غائب کو نوٹے دینار سرخ مناصفہ بخاریہ جید رائجہ موزونہ بوزن سمرقند کو بطریق مضاربت صحیحہ کے جسمین کچھ فساد نہین ہے دیے تھے کہ وہ اس مال سے جس قسم کی تجارت اُسکا جی چاہے حضر یا سفر مین کرے بدین شرط کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ اسمین نفع دے وہ ان دونون مین تین تہائی بدین طریق تقسیم ہو کہ دو تہائی اس رب[1] المال کی اور ایک تہائی اس مضارب غائب کی جسکا نام و نسب مذکور ہوا ہے اور جو کچھ اسمین خسارہ پڑے وہ اس رب المال کے ذمہ ہے - اور اس مدعاعلیہ غائب نے اس زید سے یہ راس المال بروجہ مضاربت صحیحہ مذکورہ مجلس عقد مین اس زید کے اُسکو بروجہ مضاربت دینے سے بقبضہ صحیح قبضہ کیا اور اس قبضہ کا بدین شرائط مذکورہ اس زید کی طرف سے باقرار صحیح اقرار کیا جسکی اس زید نے جو حاضر ہوا ہے خطاباً تصدیق کی اور نیز اس مدت مین اسی غائب کو بیس دینار طلا سرخ بخاریہ مناصفہ موزونہ بوزن سمرقند بروجہ بضاعت صحیحہ دیے کہ اس کے عوض اس زید کو اونی کپڑے مین سے جو اُس کی راے مین آوین کہ جو اہل ماوراءالنہر و تمر باش کے لائق ہون دیدے اور اسی غائب نے اس زید کی طرف سے دینار ہاے مذکورہ بروجہ بضاعت مذکورہ مبینہ بقبضہ صحیح قبضہ کیے اور بقبول صحیح قبول کی اور ان دینارون کے قبضہ کا اسکی طرف سے بروجہ بضاعت بطور مذکور مبین باقرار صحیح اقرار کیا جسکی اس زید نے خطاباً تصدیق کی اور آج کے روز یہ شخص غائب اس شہر و نواح سے غائب ہو کر قصبہ دارجہند مین مقیم اور اس مدعی کے ہر دو دعوے مذکورہ سے منکر ہے اور اس مدعی کے پاس ان دونون کے گواہ ہین یہان سے آخر تک بدستور سابق تحریر کرے کذا فی المحیط و ہکذا فی الذخیرہ

محضر - ورثہ کا میت پر اُسکے وارثون کو حاضر لاکر مال مضاربت کا دعویٰ کرنا - اسکی صورت یہ ہے کہ زید حاضر ہوا اور

---

[1] رب المال وہ شخص جس نے اپنا مال کسی شخص کو تجارت کے واسطے دیا ۱۲

اپنے ساتھ عمرو و بکر و خالد کو حاضر لایا یہ سب اولاد ابراہیم ہین پس اس زید نے ان سب پر جنکو ساتھ لایا ہو دعوے کیا کہ اس زید نے انکے مورث ابراہیم کو ہزار درم بر وجہ مضاربت دیے تھے اور اُسنے اُنھین تصرف کیا اور طرح طرح کا نفع حاصل کیا اور قبل تقسیم اس سب مال کے وہ مرگیا اور قبل اسکے کہ راس المال اس زید کو دیدے اور اُسکا حصہ نفع اسکو دے اس سب مال کو تجہیل کے ساتھ چھوڑ کر مرگیا اور یہ مال اُسکے ترکہ مین قرضہ ہو گیا الی آخرہ یعنی آخر تک بدستور معلوم لکھے پس بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر دعوے راس المال و نفع دونون کا ہو تو مقدار نفع کا بیان کرنا ضرور ہو اور اگر بیان نہ کرے تو دعوی مین فساد و خلل ہوگا اور اگر دعوے فقط راس المال مین ہو تو مقدار نفع کا بیان ترک کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہے یہ فصول استروشنی مین ہے

خط حکمی در اثبات شرکت عنان در کار گلہ فروشی۔ زید نے حاضر ہو کر ایک مرد غائب پر جسکا نام قراحہ سالار بن ادہم بن کریم ہمنیاری معروف بالدش بیان کیا اور اُسکا حلیہ ایسا ایسا بیان کیا دعوی کیا اور بیان کیا کہ اس حاضر اور اس غائب مذکور نے تجارت گلہ فروشی مین شرکت عنان بر تقوی اللہ تعالی و اداے امانت و اجتناب خیانت کے بدین شرط کی تھی کہ اس شرکت مین دونون مین سے ہر ایک کا راس المال ننلو دینار سرخ بخاریہ رائجہ موزونہ بوزن سمرقند ہوں پس سب راس المال اس تجارت کا دو سو دینار سرخ بخاری رائجہ موزونہ بوزن سمرقند ہوئے بدین شرط کہ تمام راس المال مذکور اس غائب مذکور کے قبضہ مین رہے اور دونون اور ہر ایک دونون مین سے اس سب سے حضر و سفر مین تجارت گلہ فروشان کی تجارت کرے اور متاع گلہ فروشان وانکی تجارت معہودہ کے لائق جو مال ہو اسکو دونون اور ہر ایک دونون مین سے جو اُسکی راے مین آوے خریدے اور دونون اور ہر ایک دونون مین سے اسمین سے جو اُسکی راے مین آوے نقد یا اودھار جس طرح اُسکی راے مین آوے فروخت کرے اور اسمین سے جو باقی ہو اس سے دونون اور ہر ایک دونون مین سے جو اسباب اُسکی راے مین یا دونون کی راے مین آوے مبادلہ کرلے وہ اسباب جو گلہ فروشون کی تجارات مین معہود و معروف ہو اور دونون اور ہر ایک اس کل مال کے ساتھ بلاد اسلام یا کفر مین جہان دونون کی راے مین یا ہر ایک کی راے مین آوے سفر کرے اور بدین شرط کہ جو کچھ اللہ تعالی اس تجارت مین نفع بخشے وہ دونون مین نصفا نصفت ہوگا اور جو کچھ خسارہ ہو یا گھٹی پڑے وہ بھی دونون پر نصفا نصفت ہوگا اور دونون مین سے ہر ایک اپنا راس المال مذکور اس مجلس شرکت مین حاضر لایا اور دونون نے اس مال کو باہم خلط کر دیا اور بعد خلط کرنیکے دونون نے ان سب کو بطور صحیح کے اس غائب کے قبضہ مین کر دیا اور اس غائب نے اس مال شریک مذکور کے وصول پانے کا اقرار صحیح اقرار کیا جسکی اس زید حاضر نے خطابا بالمشافہ اس مجلس شرکت مین تصدیق کی۔ اور نیز اس زید حاضر آمدہ نے بیان کیا کہ اسکے اس غائب مذکور پر سو دینار سرخ جید بخاریہ رائجہ موزونہ بوزن سمرقند کے قرضہ لازمہ و حق واجب بسبب قرض صحیح کے ہین کہ انکو اس زید نے اس غائب کو اپنے مال سے بقرض صحیح قرض دیا ہو اور اس غائب مذکور نے اس سے لیکر قبضہ صحیحہ قبضہ کیا

سلہ قال یعنی بھیڑ و بکری وغیرہ خرید کر ایک جگہ سے دوسری جگہ فروخت کے لیے لیجانا ۱۲ سلہ قال الکرش و یکدش آنکہ مثلاً رومی و عربی سے پیدا ہو والنوری گوید سہ سکندمستی و مخموری چو چشم مکیدشان سہ ۱۲ سلہ یعنی بیان نہ کیا ۱۲

اس شرکت مذکورہ میں اپنا راس المال قرار دیا ہے اور ایسا ہی اس غائب مذکور نے اپنی حالت صحت اقرار و بہمہ وجوہ نفاذ تصرفات میں بطوع خود اس عقد شرکت مذکورہ کے واقع ہونے اور اس تمام راس المال شرکت مذکورہ کے وصول پانے اور اس زید کے سو دینار مذکورہ بطریق مذکور اسکو قرض دینے کا اقرار صحیح کیا اور یہ قرار دہ سال الا مذکور آج کے روز اس شہر بخارا اور اُسکے گرد و نواح سے غائب ہے اور شہر سمرقند میں مقیم ہے اور اس زید کے دعوے مذکورہ سے منکر ہوا الی آخرہ

محضر۔ در اثبات خط حکمی مجلس قضا واقع کورہ بخارا میں قاضی فلان کے سامنے ایک آدمی حاضر ہوا اور بیان کیا کہ اُسکا نام عمرو بن عبد اللہ بن ابی بکر ترمذی ہے اور وہ آج کے روز سگی ماں و باپ کی طرف سے اپنے دو بھائیوں ابی بکر و حمزہ اور اپنی ماں مسماۃ گوہرستی بنت عمرو بن احمد ترمذی بزازی کی طرف سے وکیل اور سب کی طرف سے سب دعوی و خصومات و اقامت گواہان اور سب طرح دوسرے کے دعوے سے گواہوں کی اُنپر سماعت کرنے اور تمام سب لوگوں پر جو کچھ اُنکے حقوق ہوں اُنکے طلب کرنے اور اُنکے واسطے اُنپر قبضہ کرنے کا سوائے تعدیل ایسے گواہ کے جو اُنپر گواہی دے اور سوائے اُنپر کسی چیز کا اقرار کرنے کے ثابت الوکالت ہے اور اُسکے ہاتھ میں ایک خط حکمی ہے جسکے عنوان ظاہر پر لکھا ہے بسم اللہ الملک الحق المبین بجانب ہر ایسے شخص کے جسکو قاضیان مسلمانان و حکام مسلمانان میں سے پہونچے از جانب موفق بن منصور بن احمد قاضی ترمذ کے در مقدمہ منقل اقرار ابی بکر بن طاہر بن محمد مکاعی بمضمون تحریر ایں جو بعض سے بعض میری آخر تحریر میں ملحق ہیں بنا بر آنکہ جس طرح پر تحریر متضمن ہے اور اس خط پر میری مہر ہے اور میری مہر کا نقش یہ ہے۔ الموفق بن منصور بن احمد مکاعی۔ اور یہ حاضر آمدہ اپنے ساتھ ایک شخص کو لایا اور بیان کیا کہ اسکو ابو بکر بن طاہر بن محمد ترمذی معروف باولیاء المکاعیین کہتے ہیں اور اس حاضر آمدہ نے اس حاضر آوردہ پر اپنی طرف سے بطریق اصالت اور اپنے موکلوں کی طرف سے بطریق وکالت جو اس کو ان موکلوں کی طرف سے حاصل ہے دعوی کیا کہ شیخ عبد اللہ بن ابی بکر ترمذی کے اس شخص پر جسکو حاضر لایا ہے دو سو چالیس دینار مکیہ موزونہ بوزن مکہ بسبب صحیح قرضہ لازم و حق واجب ہیں اور اس حاضر آوردہ نے اپنی صحت اقرار کی حالت میں بطوع خود اس مال مذکورہ کا شیخ مذکور کیواسطے اقرار کیا اور اسکا یہ اقرار تین دستاویزوں میں مذکور ہے ایک میں ایک سو پچاس دینار اور دوسری میں ستر دینار کا اور تیسری میں بیس دینار کا کہ اُسنے اپنے اوپر بسبب صحیح قرضہ لازم و حق واجب ہونیکا با قرار صحیح اقرار کیا جسکی شیخ عبد اللہ بن ابی بکر مذکور نے اپنی زندگی میں اس سب کی خطاباً تصدیق کی اور اس سب کا قاضی کورہ ترمذ موفق بن منصور بن احمد نے درحالیکہ وہ ترمذ کا قاضی و اہل ترمذ کے درمیان نافذ القضاء و جاری الاحکام تھا اپنی مجلس قضا و احکام میں حکم دیدیا اور سجل لکھ دیا ہے پھر اس شیخ عبد اللہ بن ابی بکر مذکور نے قبل اسکے کہ اس حاضر آوردہ سے اس مال میں سے کچھ وصول کرے وفات پائی اور وارثوں میں اپنی جورو یہ گوہرستی مذکورہ اور تین پسر اپنے صلبی چھوڑے جنمیں سے ایک یہ شخص ہے جو حاضر آیا ہے اور باقی دونوں اس کے دونوں موکل ہیں جنکا نام مذکور ہوا ہے اور شیخ عبد اللہ مذکور کا انکے سوائے کوئی وارث نہیں ہے اور اسنے اپنے ترکہ میں اپنے مال میں یہ مال مذکور اس حاضر آوردہ پر قرضہ چھوڑا ہے اور یہ مال مذکور اُسکی موت سے بفرائض اللہ تعالیٰ اُس کے ان وارثوں کے درمیان میراث ہو گیا کہ جورو کیواسطے آٹھواں حصہ اور باقی اُسکے تینوں بیٹوں کے درمیان برابر ہوا اور اصل مفروضہ آٹھ سہام سے ہوا اسکی تقسیم

۱؎ یعنے متصل ملا ہوا ۱۲ ۲؎ رضامندی و خوشی خاطر ۱۲

چوبیس سہام سے ہوئی جسمین سے جورو مذکورہ کے واسطے تین سہام اور ہر ایک پسر کے واسطے سات سات سہام ہونگے
اور یہ مال مذکور اس مدعا علیہ پر اُسکے اس شیخ عبداللہ کے حین حیات میں اُسکے واسطے اقرار کرنیسے ثابت تھا اور یہ اقرار
اُسنے مجلس قضا واقع کورۂ ترمذ میں وہاں کے اس قاضی مذکور کے سامنے کیا تھا اور اُسنے اس شخص پر اس مال کا حکم دیکر
سجل لکھدیا تھا اور اُس سے اس مدعی حاضر اور اُسکے موکلوں نے جو کچھ اُسکے نزدیک انکے مورث کیواسطے ثابت ہوا ہے اور محکوم ہے
و مسجل ہوا اُسکے اس خط حکمی (اور اس خط کی طرف جو اُسکے ہاتھ میں ہے اشارہ کیا) کے بجانب ہر شخص کے جو مسلمانوں کا حاکم
و قاضی ہو تحریر کرنیکی درخواست کی پس اُسنے اس درخواست کو منظور کر کے اس خط کے (اور خط مذکور کیطرف اشارہ کیا) مضمون
مذکور تحریر کرنیکا بتاریخ مذکورہ آخر تک حکم دیا بعد اجتماع شرائط صحت خط ہذا کے اول سے آخر تک (اور خط کیطرف اشارہ کیا) اور
قاضی مذکور جسوقت اُسنے اس خط کے لکھنے کا حکم دیا ہے (اور خط کی طرف اشارہ کیا) کورۂ ترمذ و اُسکے نواح کا قاضی تھا اور آجکے
روز بھی وہ اُسی طرح قاضی ہے اور یہ شخص جسکو ساتھ لایا ہے اسکو اس سب کا علم ہے پس اسپر واجب ہے کہ مال مذکورہ جو بسبب مذکورہ اسپر
لازم ہے اس مدعی مذکور کو ادا کرے تاکہ اپنے واسطے اصالتاً اور اپنے موکلوں کیواسطے وکالتاً بر سہام مذکورہ قبضہ کر لے اور اپنے
دعوی کا جواب طلب کیا پس اس مدعا علیہ مذکور سے جواب طلب کیا گیا تو اُسنے فارسی میں جواب دیا کہ (مرا ازین والم
وازین نامہ معلوم نیست و مرا باین مدعی چیزے دادنی نیست باین سبب کہ دعوی میکند) پھر مدعی مذکور چند نفر حاضر لایا
اور بیان کیا کہ یہ اُسکے گواہ ہیں پھر ہر ایک نے ان الفاظ سے گواہی دی (گواہی میدہم کہ این نامہ حکمی) اور اشارہ اس خط کی
طرف کیا - از ان قاضی ترمذ ست الموفق بن منصور بن احمد کہ نام و نسب وے بر عنوان ظاہر این نامہ مکتوب است و این موفق
بن منصور کہ بر عنوان ظاہر این نامہ مذکور ست اور اس خط کی طرف اشارہ کیا - آنروز کہ نبشتن فرمود این نامہ را اور خط کیطرف
اشارہ کیا - قاضی بود بشہر ترمذ و نواحی آن و امروز بر عمل قضاے ترمذ ست و نواحی آن و آن نامہ - اور خط مذکور کیطرف اشارہ
کیا - مہر وے ست و نقش بر مہر وے الموفق بن منصور بن احمد ست و مضمون این نامہ - اور اُسکی طرف اشارہ کیا - این ست کہ این مدعا علیہ
اقرار کردہ است - اور اس مدعا علیہ کیطرف اشارہ کیا - بحال جواز اقرار خویش بطوع کہ بر من ست و در گردن من ست این
عبداللہ بن بکر را کہ نام و نسب وے اندرین محضر و اندرین نامہ مذکور است - اور اس محضر و خط کیطرف اشارہ کیا دویست
و چہل دینار رکنی لمجی سرہ بوزن مکہ حقی واجب و وامی لازم بسببے درست اقرارے درست و این مقر لہ کہ اندرین محضر و اندرین نامہ
مذکور ست - اور اس محضر و خط کیطرف اشارہ کیا تصدیق کردہ بود و مقر را اندرین اقرار او و بار وے پس این عبداللہ بن ابی بکر
کہ نام و نسب وے اندرین محضر و نامہ مذکور ست - اور محضر و خط دونوں کی طرف اشارہ کیا - بمرد پیش از قبض کردن وے
چیزے ازین زر ہا کہ مبلغ و صفت و جنس و وزن وے اندرین محضر و نامہ مذکور ست - اور دونوں کی طرف اشارہ کیا و
از وے میراث خوار ماندہ است یکی زن این گوہرستی کہ نام و نسب وے اندرین محضر و نامہ مذکور ست و سہ پسر صلبی ماند
یکے ازیشان این مدعی - اور اُسکی طرف اشارہ کیا - و دو دیگر موکلان این مدعی کہ نام و نسب ہر دو درین نامہ و محضر مذکور ست
و با اجزا انہا دیگرے را نیس ماندہ خوارش ندانیم و ہمگین این زر ہا کہ اندرین محضر و نامہ مذکور ست - اور دونوں کیطرف

له یعنے اس کا حکم دیا گیا ۱۲

اشارہ کیا مرگ وے میراث شدہ است براین وارثان اوراکہ نام ونسب ایشان اندرین محضر نامہ مذکورست وبدین
مسمے کہ اندرین محضر واندرین نامہ یادکردہ شدہ است اور دونون کیطرف اشارہ کیا۔ واجب ست بدین مدعاعلیہ تا
این حال چنانکہ اندرین محضرنامہ مذکورست اور دونون کی طرف اشارہ کیا پھر قاضی بخارا اُس محضر کے آخرمین
لکھے کہ جس بات کی گواہون نے اور وہ یہ دونون گواہ ہین گواہی دی ہو اسکے ثبوت کا حکم میری طرف سے جاری ہوا[1]
خط۔ دیگر حکمی۔ مجلس قضا کورہ بخارا مین شیخ امام عفیف الدین عبدالغنی بن ابراہیم بن ناصر الحجاج قزوینی حاضر آیا
اور شیخ حجاج محمود بن احمد الصفار قزوینی جوامروز وکیل مسماۃ قرۃ العین بنت ابراہیم بن ناصر قزوینیہ کا اسکی طرف سے
دعوے وخصومات واقامت گواہان کا اور اگر اسپر کوئی گواہ قائم کرے تو اُس کی سماعت کا سب صورتون مین سوائے
تعدیل ایسے شخص کے جو اُسپر گواہی دے اور سوائے اُسپر کسی چیز کا اقرار کرنیکے ثابت الوکالت ہے اور اُس کی طرف سے
اُسکو اجازت ہو کہ جس کو چاہے اپنے پیچھے اسی طور سے جس طرح اُسنے اسکو وکیل کیا ہو دوسرے کو وکیل کرے حاضر آیا اور دونون
اپنے سالار احمد بن حسن بن حجاج جلاب کو حاضر لائے پھر شیخ امام عبدالغنی حاضر آمدہ نے اپنے واسطے باصالت اور شیخ
امام محمود حاضر آمدہ نے اپنی اس موکلہ کے واسطے بوکالت اس شخص حاضر آوردہ پر دعوی کیا کہ عمرو بن ابراہیم بن ناصر حجاج
قزوینی نے وفات پائی اور وارثون مین اپنی دختر صلبی مسماۃ فرخندہ اور اپنا ایک ماں باپ سگا بھائی یہی شیخ امام عبدالغنی
اور اپنی ایک ماں باپ کی سگی بہن یہی شیخ امام محمود کی موکلہ چھوڑی اے سوائے اُسکا کوئی اسکا وارث نہین ہو اور اپنے ترکہ
مین اس شخص حاضر آوردہ کے پاس دس کھالین مدبوغ قندز جسمین سے ہر ایک کھال کی قیمت چار دینار نیشاپوری
جید رائجہ سرخ مثاصفہ بوزن مثاقیل مکہ ہے چھوڑی ہین اور یہ سب اُسکی موت سے اُسکے اُن وارثان نامبردہ کیواسطے
بفرائض اللہ تعالی میراث ہوئین کہ دختر کیواسطے نصف اور باقی سگے بھائی بہن کیواسطے ہوئی اصل مفروض (۲) سے
اور اسکی تصحیح (۶) ہوئی جس مین سے (۳) سہام دختر کو اور ایک بہن کو اور (۲) بھائی کے واسطے اور ان دونون
نے جو حاضر ہوئے ہین گواہ عادل مجلس قضا کورۂ قزوین مین عمرو بن عبدالحمید بن عبدالعزیز خلیفہ اپنے والد شیخ امام
ابوعبداللہ عبدالحمید بن عبدالعزیز قاضی کورۂ قزوین ونواح آن جسکو اُس کورہ ونواح مین اپنے قضا نافذ کرنے اور اپنا
نائب مقرر کرنے کی اجازت ہو اسکے سامنے اور کورہ رے کی مجلس قضا مین محمد بن الحسین بن محمد بن احمد استرآبادی
خلیفہ اپنے والد صدر امام ابی محمد الحسین بن محمد بن احمد استرآبادی قاضی کورۂ رے ونواح آن جو نافذ القضا والامضا
وصاحب اجازت دربارۂ تقرری خلیفہ کے ہو ادام اللہ توفیقہ کے سامنے پیش کیے خلیفہ اور قاضی کورۂ رے
کے سامنے تمام اُن باتون کے گواہ پیش کیے جسکو قاضی کورۂ قزوین کے خلیفہ نے باجازت اپنے والد کے بعد
ثبوت بگواہان عادل کے خط حکمی مین جو بنام ہر قاضی وحاکم مسلمانان کے جسکو پہونچے لکھا تھا کہ عمرو بن ابراہیم بن
ناصر حجاج قزوینی نے وفات پائی اور وارثون مین اپنی دختر صلبی واز جانب مادر وپدر ایک بھائی و ایک بہن جنکا
نام درج خط ہو چھوڑا اور انکے سوائے اسکا کوئی وارث نہین ہے پس قاضی کورۂ رے ونواح رے کے خلیفہ

[1] یعنے اُسکا حکم جاری اور واجب العمل ہوتا ہے ۱۲

قاضی نے بھی اسکا حکمی خط بنام ہر قاضی و حاکم مسلمانان کے جسکو یہ خط پہونچے بعد ثبوت بگواہان عادل کے لکھا اور یہ دونون خط یہ ہین جنکو یہ دونون جو حاضر ہوئے ہین پیش کرتے ہین اور دونون مین سے ہر ایک نے خط حکمی تحریر کرنے کا حکم دیا ہو - اور ان دونون حاضر آمدہ کی طرف سے مجلس قضاء واقع کورہ قزوین مین وہان کے قاضی کے سامنے گواہ پیش کرنا اور مجلس قضاء واقع کورۂ رے مین خط حکمی پیش کرنا بعد اس بات کے ہوا کہ جب پہلے اس محمود بن احمد نے اپنی وکالت از جانب موکلہ مذکورہ خود قاضی کورہ قزوین کے سامنے ثابت کر دی اور قاضی کورۂ رے کے سامنے خط حکمی کیوقت ثبوت وکالت کے باوجود تمام اس ماجرے کو جو اس نے خط حکمی مین بجانب قاضی کورۂ رے و بجانب ہر قاضی و حاکم مسلمانان کہ جسکو پہونچے تحریر کیا ہو ثابت کر دیا اور ان دونون نائبون مین سے حکم و قضاء مین اپنے اپنے کورہ مین جسوقت اسنے خط کی تحریر کا حکم دیا ہو کہ بنام ہر قاضی و حاکم مسلمانان کے ہو جسکو پہونچے ہر ایک اسوقت اپنے منوب کی طرف سے نائب تھا در حالیکہ جسکا وہ نائب ہو وہ اپنے کورہ مین قاضی تھا اور اسکو نفاذ قضاء و نائب مقرر کرنے کا اختیار تھا اور یہ ہر ایک نائب اسوقت سے کہ اسنے اس تحریر خط کا حکم دیا ہو اسوقت تک حکم قضاء و امضاء اپنے کورہ مین ویسا ہی ثابت ہو جیسا تھا اور یہ شخص جسکو حاضر لائے ہین اسکو ان دونون خطون کا حال معلوم ہو پس اسپر واجب ہو کہ اس مال مذکور مین سے حصہ شیخ عبد الغنی اس حاضر آمدہ کا اسکے سپرد کرے تاکہ وہ اپنے واسطے اسپر قبضہ کرلے اور یہ منجملہ چھ سہام کے دو سہام ہین اور اسمین سے شیخ محمود کی موکلہ مذکورہ کا حصہ اسکی موکلہ کے واسطے اسکے سپرد کرے تاکہ اسکے واسطے قبضہ کرلے اور یہ منجملہ چھ سہام کے ایک سہم ہو اور دونون نے اسکا مطالبہ کیا اور جواب مانگا پس اسنے جواب دیا کہ مجھکو اس نامبردہ کی وفات سے آگاہی نہین ہو اور ان مدعیون کی وراثت و ان خطون حکمی کا علم نہین ہے اور ان مدعیون کو جو مقدار حسب سبب وہ دعوے کرتے ہین یہ مقدار اس سبب سے دینا نہین ہو پھر دونون حاضر آمدہ چند نفر حاضر لائے اور بیان کیا کہ یہ ہمارے گواہ ہین اور وہ فلان فلان ہین اور گواہون کے نام اسطرح سے لکھے کہ شاہد اصل شیخ محمود بن ابراہیم بن فلان معروف بشروانی اور فرع اسکی شیخ احمد بن اسمعیل بن ابی سعید معروف بغازی سالار و شیخ صابر محمد بن محمود الصالح النجری ساکن علی رومی کوچہ ناجیہ مسجد فلان پھر لکھے کہ اصل دوم شیخ ابو الحسن احمد بن الحسین قزوینی تاجر پھر اسکے نیچے اسکے دو فرع جو اول اصل کی گواہی پر گواہ ہین اور شیخ محمد بن احمد بن محمد کسائی پھر کاتب نے اسمائے فرع ثانی کے نیچے انکے نام و نسب لکھے اور اصل ثالث شیخ احمد بن محمد حجاج اسکاف معروف باحمد بن خوب اور اس اصل کے واسطے فرع نہ تھی اسواسطے کہ یہ خود گواہی دیتا ہو اور قاضی بخارا نے اس تحریر مین لکھا بعد ازانکہ ان گواہون نے ایک نسخہ سے جو انکو پڑھ سنایا گیا ہو گواہی ادا کی ہین نے ان دونون اصلون کی گواہی پر ان فروع کی گواہی دینے سے ان دونون حکمی خطون کے ثبوت کا حکم دیا اور الفاظ شہادت بر شہادت جو انکو پڑھ سنائے گئے ہین یہ ہین - گواہی میدہم کہ گواہی داد پیش من محمد بن ابراہیم بن فلان شروانی و ابو الحسن احمد بن الحسین قزوینی تاجر گفتند ہر یکے از ایشان کہ گواہی میدہم ہر دو این نامہ و ہر دو خطون کی طرف اشارہ کیا یکے از دو نامہ - اور خاص ایک خط کیطرف اشارہ کیا - نامہ نائب قاضی شہر قزوین است این کہ نام و نسب وے و نام و نسب منوب عنہ وے و لقب وے اندرین محضر مذکور است - اور محضر کیطرف اشارہ کیا و این دیگر

اور دوسرے خط کی طرف اشارہ کیا۔ نامہ نائب قاضی رے ست کہ نام ونسب منوب عنہ وے ولقب وے درین محضر مذکور ست۔ اور اس محضر کیطرف اشارہ کیا۔ واین ہر دو مہر۔ اور دونون مہر کیطرف اشارہ کیا وہر دو نامہ اور ہر دو خط کیطرف اشارہ کیا واین یکے مہر نائب قاضی قزوین ست اینکہ نام ونسب وے اندرین محضر مذکور ست اور مہر محضر کیطرف اشارہ کیا واین یکے دیگر مہر نائب قاضی شہر رے ست اینکہ نام ونسب وے اندرین محضر مذکور ست اور مہر محضر کی طرف اشارہ کیا ومضمون این ہر دو نامہ۔ اور دونون خطون کی طرف اشارہ کیا۔ این است کہ اندرین محضر یاد کردہ شدہ است۔ اور محضر کی طرف اشارہ کیا۔ وآن روز کہ ہر یکے از ایشان ہر دو این بنوشتن فرمودند۔ این نامہ اور دونون خطون کی طرف اشارہ کیا۔ نائب بودند اندرین شہر خویش اندر عمل قضا ازین منوب عنہ خود کہ نام ونسب وے درین محضر مذکور ست اور محضر کیطرف اشارہ کیا واین منوب عنہ وے نیز قاضی بود اندرین شہر خویش کہ ذان قضا روا نائب کردن او نافذ بود وقاضی بود وامروز ہر یکے از ایشان ہمچنین نائب ست اندر شہر خویش اندر عمل قضا ہمین منوب عنہ خود از ان روز کہ نبشتن فرمودند این نامہ را۔ اور محضر کیطرف اشارہ کیا۔ تا امروز مرا گواہ گردانید برگواہی خود بدین ہمہ وبفرمودمرا تا گواہی دہم بر گواہی وے برین ہمہ ومن اکنون گواہی میدہم بر گواہی وے برین ہمہ از اول تا آخر وہر دو گواہ اصل مرا بگواہی خود برین ہمہ گواہ گردانیدند وامروز از شہر بخارا ونواحی وے غائب اند بغیبت سفر ومدل اند۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

خط حکمی اُسی قاضی کی طرف سے جسنے خود کسی دعوے کا فیصلہ کرکے حکم دے کہ سجل لکھدیا ہو بعد تحریر پیشانی خط و دعا کے لکھے کہ فلان روز میرے پاس ایک شخص حاضر ہوا اور بیان کیا کہ فلان اُسکا نام ہی پس اُس کا نام ونسب وحلیہ بیان کردے اور اپنے ساتھ ایک شخص کو حاضر لایا اُسنے اپنا نام ونسب بیان کیا پس اُسکا نام ونسب وحلیہ تحریر کردے پھر حاضر آمدہ کا دعویٰ اور اپنا حکم اس محضر پر اور نسخہ سجل اول سے آخر تک مع تاریخ تحریر سجل مذکور لکھکر پھر لکھے کہ یہ مدعی پھر میرے پاس حاضر ہوا اور دعویٰ کیا کہ محکوم علیہ فلان اس شہر سے غائب ہو کر فلان شہر میں مقیم ہے اور وہ اس مدعویہ چیز کی ملکیت مدعی سے اور حکم قضاء سے منکر ہے اور اس مدعی نے مجھسے درخواست کی کہ آپ کے نام ادام اللہ تعالیٰ عزکم اس مضمون کا خط لکھون اور اس پر گواہ کردون پھر خط کو تمام کردے بدستور سابق ۱۲ منہ

نسخہ۔ دیگر برائے این تحریر۔ یہ صورت ہی کہ سجل کو آخر تحریر مین نقل کردے پس لکھے کہ اطال اللہ تعالیٰ بقاء القاضی الامام فلان کہ یہ خط میرا اندرین مضمون ہی کہ مین نے اپنا سجل فلان کے واسطے مرتب کیا تھا کہ اسپر فلان شخص کا حق اسقدر ثابت ہوا ہی اور اسواسطے کہ اسکے ہاتھ سے اسقدر نکال کر مستحق مذکور کو دیدیا جائے اور اس محکوم علیہ نے بیان کیا کہ اُسنے یہ فلان شخص سے جو اس نواح مین مقیم ہی کہ اس حاضر آمدہ نے مجھ سے یہ درخواست کی کہ آپ کو ادام اللہ تعالیٰ عزکم آگاہ کردون اور یہ خط لکھدوں خدا یا آئکہ لکھے ۱۲

نسخہ۔ دیگر بعد پیشانی لکھنے اور دعا لکھنے کے لکھے کہ مین نے اپنے اس خط مین اپنا سجل جو مین نے فلان کے

له وہ شخص جسکی طرف سے نائب کیا گیا ۱۲ ۔ ۲ے یعنے خط وخال وقد وقامت وغیرہ جسکے ذریعہ سے دوسرے سے امتیاز حاصل ہو ۱۲ ۔ ۳ے حاضر آوردہ یعنی مدعا علیہ ۱۲

واسطے لکھا ہوا ہے مین نے اسمین فلان بن فلان کیواسطے اس امر کا حکم بگواہی گواہان عادل جنھون نے میری مجلس
قضا مین جیسا کہ سجل سے واضح ہے گواہی دی تھی حکم دیا ہے جیسا کیا ہے بعد ازانکہ میری قضا کا حکم اسمین مثبت و ماضی ہے
پھر مجھ سے یہ درخواست کی گئی کہ آپکے نام ادام اللہ عز کم اس مضمون اور اُسپر گواہی گذرنے کا خط لکھون پس مین نے
درخواست کو منظور کر لیا واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب یہ ذخیرہ مین لکھا ہے

محضر۔ دعویٰ شفعہ۔ زید حاضر ہوا اور عمرو کو حاضر لایا پھر اس زید نے اس عمرو پر دعویٰ کیا کہ اس عمرو نے دار واقع کوچہ
فلان محلہ فلان از محلات شہر فلان خرید کیا اور اس دار کے حدود مین سے ایک حد اس مدعی کے دار سے ملاصق ہے
اور حد دوم و سوم و چہارم چنین و چنان ہین اس مشتری نے اسکو اُسکے حدود و حقوق و جمیع مرافقہا سے داخلہ و خارجہ کے
ساتھ بعوض وزن سبعہ کے اسقدر درمون کے خرید کیا اور اس نے اس دار پر قبضہ کر لیا اور وہ اُسکے قبضہ مین ہو گیا اور یہ
مدعی حاضر آمدہ اس دار کا شفیع بجوار ہے کہ اس مدعی کا دار مملوکہ اس دار مبیعہ سے ملاصق ہے کہ وہ اس دار مبیعہ کے جوار مین
واقع ہے اور اُسکے حدود دار مبیعہ سے ہین ایک حد ملاصق فلان ہے اور اس حاضر آمدہ کو اس حاضر آوردہ کے یہ دار محدودہ مذکورہ خریدنے کا علم ہوا
اور اُسنے آگاہ ہوتے ہی بدون درنگ و تاخیر کے بطلب مواثبہ اسکا شفعہ طلب کیا پھر یہ شخص مدعی اس حاضر آوردہ کے
پاس آیا کیونکہ بہ نسبت دار مبیعہ مذکورہ کے یہ حاضر آوردہ قریب تھا اور اس سے اپنا حق شفعہ اس دار مذکورہ مین طلب
کیا اور اسپر گواہ کر لیے اور یہ مدعی اسوقت تک اپنی طلب شفعہ پر باقی ہے اور اپنے ساتھ ثمن مذکور حاضر لایا ہے اور اس
حاضر آوردہ کو آگاہی ہے کہ یہ مدعی اس دار خرید کردہ شدہ کا شفیع ہے اور اس نے وقت آگاہی کے کہ یہ دار اس حاضر آوردہ نے
خریدا ہے بدون درنگ و تاخیر کے فوراً اپنا شفعہ طلب کیا تھا اور اسکے بعد بدون تاخیر کے اس خرید کنندہ کے پاس آیا تھا اور
اسکے سامنے اپنے شفعہ لینے پر گواہ کر دیے تھے پس اسپر واجب ہے کہ یہ ثمن حاضر آوردہ اس شخص مدعی سے لے لے اور
یہ دار خرید کردہ اس مدعی کے سپرد کر دے پھر اس سے دعوے کے جواب کا مطالبہ کیا پس اس سے دریافت کیا گیا۔ اور
ایسی صورت مین یا تو یہ مدعا علیہ اس دار محدودہ مذکورہ کو بعوض ثمن مذکور کے خرید کرنے کا اقرار کریگا یا انکار کریگا کہ یہ
مدعی اس دار سے جسکی اُسنے حد بیان کی ہے اس دار خرید کردہ کا شفیع نہین ہے یا اس طرح انکار کریگا کہ جس دار کی اسنے حد بیان کی
جس سے شفعہ کا استحقاق ثابت کرتا ہے وہ اس مدعی کی ملک نہین ہے اور ایسی صورت مین بعد جواب مدعا علیہ کے تحریر کرے کہ
یہ مدعی چند نفر حاضر لایا اور بیان کیا کہ یہ میرے گواہ ہین اور وہ فلان و فلان و فلان ہین اور قاضی سے انکی گواہی کی سماعت
کی درخواست کی پس قاضی نے اسکی درخواست کو منظور کیا پس بعد دعوے مدعی ہذا اور انکار مدعا علیہ ہذا بعد درخواست
طلب شہادت کے ہر ایک گواہ نے ایک نسخہ سے جو انکو پڑھ سنایا گیا ہے گواہی دی کہ مضمون نسخہ ہذا یہ ہے کہ گواہی میدہم
کہ خانہ کہ بفلان موضع است حد ہاے وے کذا وکذا چنانکہ این مدعی یاد کردہ است در جوار این خانہ کہ خرید شدہ است
ملک این مدعی بود پیش از آنکہ این مدعا علیہ این خانہ را کہ بموضع و حدود وے درین محضر یاد کردہ شدہ است بخرید و
ہمہ ملک وے ماند تا امروز وامروز این خانہ ملک این مدعی ست پھر اسکے بعد دیکھا جاوے کہ اگر مدعا علیہ اس بات کا مقر ہو

لہ متصل و ملا ہوا ۱۲

کہ مدعی مذکور نے شفعہ کو بطلب مواثبہ و بطلب اشہاد طلب کیا ہی تو اسپر گواہ قائم کرنے کی ضرورت نہ ہوگی اور اگر اس سے
منکر ہو تو لکھے کہ و ہمین گواہان نیز گواہی دادند کہ این مدعی را چون خبر دادند بخرید ن آن مدعا علیہ مر این خانہ را کہ این
مدعی دعوے شفعہ دے میکند ہمان ساعت طلب شفعہ دے کرد بے تاخیر و درنگ و نزدیک این مشتری آمد این
مشتری نزدیک تر بود بوے از انخانہ کہ خرید شدہ است بے تاخیر گواہ گردانید ما را بر و بر طلب این خرندہ بطلب کیند
خویش شفعہ این خانہ کہ حدود وے درین محضر یاد کردہ شدہ است و امروز بر ہمان طلب ست و وے برحق خود ست
یا این خانہ کہ خریدن وے اندرین محضر یاد کردہ شدہ است از خرندہ - اور اگر مدعا علیہ نے اس دار محدودہ کے خرید
کرنے سے انکار کیا اور اسکے سوائے مدعی کا بطلب مواثبہ و بطلب اشہاد طلب شفعہ کرنے کا اقرار کیا اور یہ بھی اقرار کیا
کہ اس مدعی کو حق جوار دار مذکور حاصل ہی تو مدعی کو اُسکے خرید کرنیکی ثابت کرنے کی ضرورت ہوگی پس محضر مین لکھے کہ
قاضی نے فلان مدعا علیہ سے اس امر کو جس کا فلان مدعی اُسپر دعوی کرتا ہی دریافت کیا کہ آیا تو نے دار محدودہ مذکورہ
محضر ہذا خرید کر اُسپر قبضہ کیا ہی پس مدعا علیہ مذکور نے خریدنے اور قبضہ کرنے سے موافق دعوی مدعی کے انکار کیا
پھر مدعی چند نفر حاضر لایا اور بیان کیا کہ یہ میرے گواہ ہین اور وہ فلان و فلان ہین الی آخرہ پھر بعد دعوی اس
مدعی اور انکار اس مدعا علیہ کے گواہی طلب کرنے پر ان گواہوں نے یون گواہی دی کہ گواہی میدہم کہ فلان بن فلان
مدعا علیہ جسکو حاضر لایا ہی بخرید از فلان بن فلان خانہ را کہ موضع و حدود وے درین محضر یاد کردہ است بچندین از بہا
و این مدعا علیہ مر این خانہ را قبض کرد امروز در دست وے ست و این مدعی سزاوار تر ست باین خانہ بحکم شفعہ
جوار بخانہ کہ ملک این مدعی است در ہمسائگی این خانہ کہ خرید شدہ است چنانکہ درین محضر یاد کردہ شدہ است اور اگر
مدعا علیہ نے ابتدا سے مدعی کی دونون طرح کے طلب شفعہ سے انکار کیا اور اسکے سوائے سب کا اقرار کیا تو محضر مین لکھے
کہ یہ مدعی چند نفر حاضر لایا اور بیان کیا کہ یہ میرے گواہ ہین پس ہر ایک نے گواہی دی کہ گواہی میدہم کہ این مدعی را
چون خبر دادند بخریدن این مدعا علیہ این خانہ را کہ درین محضر یاد کردہ شدہ است شفعہ طلب کرد مر این خانہ را طلب
مواثبہ بے ہیچ درنگ و تاخیر و نزدیک این خرندہ این مدعا علیہ رفت کہ وے نزدیک تر بود بوے بے ہیچ درنگ و تاخیر
الی آخرہ - اور اگر مدعا علیہ اسوجہ سے شفعہ کا دعوی کرتا ہی کہ مبیع مین اُسکی شرکت ہی تو محضر مین لکھے کہ اس حاضر آمدہ نے
اس حاضر آوردہ پر دعوی کیا کہ اس حاضر آوردہ نے فلان زمین سے اُسکا نصف یعنی منجملہ دو سہام[1] کے ایک سہم شائع
غیر مقسوم خرید کیا ہی اور یہ مدعی جو حاضر آیا ہی اس زمین مبیع کا شفیع ہی بشفعہ شرکت اسواسطے کہ باقی نصف اس زمین
محدودہ سے یعنے منجملہ دو سہام کے ایک سہم غیر مقسوم اس مدعی کی ملک و حق ہی

سجل - این محضر قاضی فلان کہتا ہی بدستور تا تحریر حکم لکھے کہ مین نے فلان بن فلان اس مدعا علیہ کو درپیش حاضری اس
مدعی ہذا تمام اس امر کا جو میرے نزدیک بگواہی ان گواہون کے ثابت ہوا کہ اس مدعا علیہ نے دار محدودہ مذکورہ
بعوض ثمن مذکور کے خریدا اور آج کے روز یہ دار محدودہ مذکورہ اس مدعا علیہ کے قبضہ مین ہی اور یہ مدعی اس دار مبیعہ کا بجوار

---

[1] سہام جمع سہم بمعنے حصہ ۱۲

لا صقہ بطریق مذکورہ محضر ہذا اسکا شفیع ہے اور اس مدعی نے جب اسکو اس دار محدودہ مذکورہ کے خرید کیے جانے کی خبر دی گئی ہی بطلب مواثبہ و بطلب اشہاد اسکا شفعہ طلب کیا ہی حکم دیدیا اور مین نے حکم قضاء بنام اس مدعی کے بدین مضمون کہ اسکو حق شفعہ بجوار اس دار محدودہ مذکورہ مین جسکی خرید مذکور ہوئی ہی بثمن مذکور حاصل ہی۔ اور مین نے اس مدعی کو حکم دیا کہ یہ ثمن مذکور نقد اس مدعا علیہ کو دیدے اور اس مدعا علیہ کو حکم دیا کہ یہ دار محدودہ اس مدعی کو دیدے اور یہ سب میری طرف سے میری مجلس قضا مین لوگون کے درمیان ان ہر دو متخاصمین[۱] کے روبرو واقع ہوا الی آخرہ

محضر - در دعوی مزارعت - جاننا چاہیئے کہ کاشتکار و مالک زمین کے درمیان کبھی قبل زراعت کے خصومت واقع ہوتی ہی اور کبھی بعد زراعت کے اور اگر قبل زراعت کے خصومت ہو تو خصومت جبھی متوجہ ہو سکتی ہی جب بیج از جانب کاشتکار ٹھہرے ہون ورنہ اگر بیج از جانب مالک زمین قرار پائے ہون تو خصومت متوجہ نہوگی اسواسطے کہ ایسی صورت مین مالک زمین کو اختیار ہی کہ عقد مزارعت باقی رکھنے سے انکار کر جاوے پھر اگر بیج از جانب کاشتکار ہون اور اُسنے مزارعت کو ثابت کرنا چاہا تو محضر مین لکھے کہ زید حاضر ہوا اور عمرو کو حاضر لایا پھر اس زید نے اس عمرو پر دعوی کیا کہ اس زید نے اس عمرو سے فلان زمین واقع دیہ فلان از پرگنہ فلان (اسکے حدود بیان کردے) تین سال کیواسطے یا ایک سال کیواسطے (جیسی دونون مین شرط ہوئی ہو) از تاریخ فلان تا تاریخ فلان بدین شرط مزارعت پر لی ہی کہ اپنے بیجون اور بیلون و کاریردازون سے ربیع و خریف کے غلہ مین سے جو چاہے زراعت کرے اور اسکو سینچے اور اسکی پرداخت کرے بدین شرط کہ جو کچھ اللہ تعالے اسمین پیدا کرے وہ دونون مین نصفا نصف ہو اور اس عمرو نے یہ اراضی اسکو بمزارعت صحیحہ مستجمع شرائط صحت دیدی پھر یہ عمرو یہ اراضی اس زید کو زراعت کرنے کیلئے دینے سے انکار کرتا ہی پس اسپر واجب ہے کہ بحق مزارعت واقعہ مذکورہ اسکے سپرد کردے اور اُس سے جواب کا مطالبہ کیا پس اس سے دریافت کیا گیا تو اُسنے جواب دیا۔ اور اگر کاشتکار کے پاس اُسکی کوئی تحریر پٹہ ہو تو لکھے کہ اس زید نے حاضر ہو کر اس عمرو پر تمام اس مضمون کا جسکو یہ تحریر پٹہ متضمن ہی جسکو وہ پیش کرتا ہے اور عبارت پٹہ یہ ہی کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پس پٹہ اول سے آخر تک نقل کردے پھر لکھے اینکہ اس مدعا علیہ نے یہ زمین اسکو دی اور اُسنے بحصہ مذکورہ پٹہ مزارعت پر لی جیسا کہ اول سے آخر تک پٹہ مرقومہ بتاریخ فلان سے ظاہر ہے دعوے کیا پس اس عمرو پر واجب ہی کہ آراضی بحق این مزارعت مذکورہ اسکے سپرد کرے اور اس سے اُسکا مطالبہ کیا اور جواب مانگا۔ اور اگر بعد زراعت کے نزاع واقع ہو پس اگر غلہ زمین مذکور مین موجود ہو تو محضر مین بطریق اول اس قول تک لکھے کہ بطریق مزارعت صحیحہ مستجمعہ شرائط صحت اُس کو دیدی پھر لکھے کہ اسنے گیہون مثلاً اسمین بوئے اور اپنے بیجون اور بیلون و کاریردازون سے کھیتی تیار کی اور آج روز یہ کھیتی اس اراضی مین لگی کھڑی ہوا اور بیان کردے کہ اسمین بالیین لگ گئی ہین یا ہنوز وہ خالی درخت ہین جیسا حال ہو لکھدے۔ اور یہ سب ان دونون کے درمیان بشرط مذکورہ مزارعت نصفا نصف ہے اور یہ عمرو اُس کاشتکار کو ناحق اُسمین کام کرنے اور حفاظت کے منع کرتا ہی پس اُسپر واجب ہے کہ اپنا ہاتھ اس سے کوتاہ کرے کہ کھیتی تیار لائق کاٹنے کے ہونے تک تعرض نہ کرے یہانتک کہ بعد کاٹ لینے کے وہ اپنا حصہ

[۱] یعنی مدعی و مدعا علیہ ۱۲

اُسمین سے اپنے واسطے وصول کرے پھر مطالبہ کیا اور جواب مانگا۔ اگر کھیتی تیار ہو کر کاٹ لی گئی ہو تو جھگڑا پیدا وار مین ہوگا پس محضر مین جسطرح ہم نے بیان کیا ہی تحریر کرے لیکن اس صورت مین یہ نہ لکھے کہ یہ کھیتی امروز اس آراضی مین لگی کھڑی ہی بلکہ یہ لکھے کہ اس کاشتکار نے اپنے بیج ہمراہ بیلون و آدمیون سے اُسمین زراعت کی اور پیداوار تیار ہو کر کاٹ لی گئی اور وہ دونون کے درمیان موافق شرط مذکورہ مزارعت کے نصفا نصف مشترک ہے اور یہ عمرو اُس کو اُس کے حصہ سے جو اسقدر ہی ناحق مانع ہوتا ہے پھر جواب دعوے مانگا اور اس سے دریافت کیا گیا

سجل - این دعوے - اگر زراعت سے پہلے نزاع واقع ہوا ہو تو لکھے کہ قاضی فلان کہتا ہی تا موضع تحریر حکم بدستور سابق تحریر کرے پھر حکم کی جگہ اس طرح لکھے کہ میرے نزدیک ان گواہون کی گواہی سے جن کی تعدیل ثابت ہو گئی وہ سب بات جسکی اُنھون نے گواہی دی ہی کہ اس حاضر آمدہ نے اس عمرو سے یہ آراضی محدودہ مذکورہ بمزارعت صحیحہ لی ہی اور اس عمرو نے اسکو یہ آراضی مذکورہ محدودہ بمزارعت صحیحہ بر شرائط مذکورہ و بر حصہ مذکورہ دی ہی ثابت ہو گئی ہے پس مین نے ہر دو متخاصمین کے روبرو ان دونون کے درمیان اس مزارعت مذکورہ کے بر شرائط مذکورہ واقع ہونیکا بدرخواست مدعی ہذا حکم مبرم دیدیا اور اس مدعا علیہ کو حکم کیا کہ یہ آراضی مذکورہ اس مدعی کے سپرد کر دے پس سجل کو تمام کر دے - اور اگر کھیتی کاٹے جانیکے بعد دونون مین نزاع واقع ہوا ہو تو موضع حکم مین تحریر کرے کہ مین نے بدرخواست مدعی ہذا ودیعہ فلان بن فلان مدعا علیہ کے اُسپر تمام اُس صورت مین جو میرے نزدیک ان گواہون کی گواہی سے جنکی تعدیل ثابت ہو گئی کہ جنین وہان واقع ہوا ہی حکم مبرم دیدیا اور اس مدعا علیہ کو حکم کیا کہ اس مدعی کا حصہ اور یہ نصف پیداوار آراضی مذکورہ ہی بحکم مزارعت مذکورہ بر شرائط مذکورہ کے اسکو دیدے پھر سجل کو تمام کرے - اور اگر قبل زراعت کے مالک زمین نے مزارعت کا دعوی کیا اور بیج مالک زمین کی طرف سے ہین اور اسکو عقد مزارعت ثابت کرنیکی ضرورت ہوئی تو محضر مین لکھے کہ اور یہ شخص جسکو ساتھ لایا ہی کہ اس آراضی مین کام کرنے سے جسپر عقد مزارعت واقع ہوا ہی انکار کرتا ہی اور اگر بعد کھیتی کاٹے جانیکے عقد مزارعت کا دعوی کرتا ہو اور غلہ خارج ہو چکا ہی تو ایسی صورت مین اُس کا دعوے پیداوار حاصلہ مین ہوگا پس محضر مین لکھے کہ اور یہ شخص جسکو ساتھ لایا ہی اسکو اس کے حصہ پیداوار دینے سے انکار کرتا ہی

محضر - در اثبات اجارہ - زید نے اپنی اراضی عمرو کو کچھ مدت معلومہ کیواسطے باجرت معلومہ اجارہ پر دی تاکہ اس مدت مین اس آراضی مین گیہون و جو وغیرہ جو اُسکی رائے مین آوے زراعت کرے اور آراضی مذکورہ مستاجر کو دیدی پھر مدت مذکورہ گزرنے سے پہلے زید مذکور نے اس آراضی مذکورہ پر اپنا قبضہ کر لیا اور عمرو کو عقد اجارہ ثابت کرنے کی ضرورت ہوئی پس اگر اجارہ کے واسطے کوئی تحریر ہو کہ عمرو نے اسکو اجارہ لینے کے وقت اپنی حجت کے واسطے لکھوا کر گواہ کر لیے ہون تو محضر مین لکھے کہ عمرو حاضر ہوا اور زید کو حاضر لایا پھر اُس عمرو نے اس زید پر تمام اُس مضمون کا جسکو تحریر اجارہ متضمن ہی دعوی کیا جسکی عبارت یہ ہی پس اول سے آخر تک اس تحریر کو نقل کرکے بعد فراغت کے لکھے کہ اس عمرو نے اس زید پر تمام اُن امور کا جسکو تحریر اجارہ منقولہ محضر ہذا متضمن ہی کہ اس زید نے اس عمرو کو آراضی مذکورہ جسکے حدود و مقام اس تحریر

سلہ زمین کو بٹائی پر دینا ۱۲ سلہ جسکو ہمارے عرف مین ٹھیکہ بولتے ہین ۱۲

اجارہ مین جو اس محضر مین منقول ہی مذکور ہین بمدت معلومہ بکرایہ معلومہ مذکورہ اجارہ نامہ منقولہ محضر ہذا اجارہ پر دی اور آراضی مذکورہ کی بابت باہم تسلیم و تسلم ہو گیا چنانچہ اس سب کا اس اجارہ منقولہ محضر ہذا کے اول سے آخر تک سے اُسکی تاریخ مورخہ کے روز واقع ہونا واضح ہی پھر اس زید نے مدت اجارہ گذرنے سے پہلے بدون کسی فسخ کے جو اُن کے درمیان جاری ہوا ہو ناحق اس آراضی محدودہ پر اپنا قبضہ کیا پس اسپر واجب ہی کہ اپنا ہاتھ اس آراضی سے کوتاہ کرکے اس مستاجر[1] کے سپرد کرے تاکہ اس سے براہ زراعت تمام مدت مقررہ تک نفع حاصل کرے پھر اس سے اُسکا مطالبہ کیا اور جواب طلب کیا پس اُس سے دریافت کیا گیا تو اُسنے جواب دیا

سجل — این دعوے بشروع سے موافق طریق سابق کے تا تحریر ثبوت لکھے پھر لکھے کہ میرے نزدیک اس عمرو کا اس زید سے یہ زمین محدودہ مذکورہ اجارہ نامہ منقولہ محضر ہذا بمدت معلومہ مذکورہ اجارہ نامہ منقولہ محضر ہذا اجارہ لینا اور پھر اس زید کا اس آراضی محدودہ مذکورہ پر قبل مدت اجارہ گذرنے کے بدون کسی فسخ کے جو ان دونون کے درمیان جاری ہوا ہو ناحق قبضہ کر لینا ثابت ہوا پس مین نے حکم دیا کہ یہ سب ثابت ہوا کہ اس عمرو نے اسکے آخرہ اور قاضی اس طرح نہ لکھے گا کہ مین نے حکم دیا کہ تمام اسکا جو مین نے لکھا ہی بلکہ مین نے حکم دیا تمام اُس کا جو میرے نزدیک ثابت ہوا ہی - اور اگر عقد اجارہ کیواسطے کوئی تحریر ہو تو محضر یون لکھے کہ اس حاضر آمدہ نے اس حاضر آوردہ پر دعوے کیا کہ اس حاضر آوردہ نے تمام آراضی جو اسکی ملک فلان گاؤن فلان پرگنہ مین واقع ہی اور اُسکے حدود اربعہ بیان کردے اس عمرو کو ایک سال یا دو سال یا تین سال کیواسطے فلان تاریخ سے فلان تاریخ تک باجارہ صحیحہ اجارہ پر دی تاکہ اُسمین جو کچھ اُسکی رائے مین آوے خریف یا ربیع کے غلہ سے زراعت کرے اور اس عمرو نے یہ آراضی محدودہ بشرط مذکور باجارہ صحیحہ اُس سے اجارہ پر لی پس آخر تک بدستور مذکور تحریر کرے - اور اجارہ طویلہ مرسومہ بخارا کی صورت مین اگر تسلیم و تسلم واقع ہو مگر پھر مدت گزرنے سے پہلے بدون فسخ باہمی کے اجارہ دہندہ نے اُسپر اپنا قبضہ کیا اور مستاجر کو اثبات اجارہ کی ضرورت ہوئی تو بھی محضر اسی طور سے تحریر کرے جیسا ہمنے بیان کیا ہی - اور اگر ایام اجارہ مین اجارہ دہندہ کے حضور مین مستاجر کے فسخ کرنیسے اجارہ طویلہ فسخ ہوا اور مستاجر نے اجارہ دہندہ سے باقی مال اجارہ واپس دینے کا مطالبہ کیا اور موجر نے اجارہ واقع ہونیسے انکار کیا اور مستاجر کو اُسکے اثبات کی ضرورت ہوئی پس اگر مستاجر کے پاس اجارہ کی تحریر ہو تو محضر مین اس تحریر کا حوالہ دینے کو جس طرح ہمنے بیان کیا ہی تحریر کرے پھر اس کرایہ نامہ کو لکھکر لکھے کہ اس عمرو مدعی نے اس زید پر جسکو حاضر لایا ہی تمام اس مضمون کا جسکو تحریر اجارہ متضمن ہی از انجملہ اجارہ دینا و اجارہ لینا بشرائط مذکورہ تحریر ہذا و تعجیل اجرت و تعجل آن و تسلیم معقود علیہ و تسلم آن و ضمان درک چنانچہ نامہ منقولہ محضر ہذا اسکے اول سے آخر تک ظاہر ہے دعوی کیا اور اس مستاجر نے اس عقد مذکورہ اجارہ نامہ منقولہ محضر ہذا کو ایام اجارہ مین درحالت اپنے اختیار کے بحضوری اجارہ دہندہ مذکورہ کے بفسخ صحیح فسخ کیا اور اس اجرت مذکورہ اجارہ نامہ سے اتنی مدت تک کی اجرت جو زمانہ فسخ تک گذری ہی جاتی رہی پس اس حاضر آوردہ پر واجب ہے کہ اس اجارہ فسخ شدہ کی میعاد باقی کے مقابلہ مین جس قدر

---

[1] اجارہ لینے والے کو بولتے ہین ۱۲ ع — یعنے اسکی دانست مین ۱۲

اُجرت باقی ہو وہ اس حاضر آمدہ کو واپس دے اور محضر کو بدستور تمام کردے

سجل - این محضر شروع سے تا تحریر ثبوت موافق رسم مذکورہ سابقہ کے تحریر کرے پھر لکھے کہ میرے نزدیک فلان شخص کی یہ تمام زمین محدودہ مذکورہ اجارہ نامہ منقولہ محضر ہذا واسطے مدت مذکورہ کے بعوض مال مذکور کے بشرائط مذکورہ محضر نامہ ہذا اجارہ لینا اور تعجیل اجرت[عہ] و تعجیل آن و تسلیم معقود علیہ[عہ] تسلم آن واس مستاجر کا جو حاضر ہوا ہی ایام اجارہ مین بحضوری موجراس اجارہ مذکورہ کا فسخ کرنا سب ثابت ہوگیا اور یہ کہ اس موجر پر واجب ہوا کہ باقی مال اجارہ اس مستاجر کو واپس دے اور یہ اسقدر مال ہی پھر لکھے اور حکم کیا مین نے تمام ان باتون کا جو میرے نزدیک ثابت ہوئی ہین اور یہ بجائے اس عبارت کے کہ جبکا مین نے ذکر کیا ہی یعنے بجائے ذکر کے ثبوت لکھے اور اگر اجارہ مذکورہ بسبب موت موجر کے فسخ ہوگیا ہو تو محضر کو وارثان موجر پر اسی طرح لکھے جس طرح موجر پر لکھتا تھا درصورتیکہ وہ زندہ تھا اور اس سے اسقدر زیادہ کرے اور یہ اجارہ بسبب موت فلان موجر کے فسخ ہوگیا اور وقت اجارہ سے تا وقت موت اس موجر کی اجرت مذکورہ محضر ہذا مین سے اسقدر رہجاتی رہی اور اسقدر باقی رہی اور یہ بقیہ مال اجارہ ترکہ اس موجر متوفی پر قبضہ ہوگیا پھر محضر کو بطریق سابق تمام کردے

سجل - اس محضر کا اسی طرح ہو جیسا ہمنے پہلے بیان کیا ہی لیکن اسمین اسقدر زیادہ ہے کہ اس موجر کی وفات اور اسکی موت سے اس اجارہ کا ٹوٹ جانا اور وارث موجر پر مستاجر کو باقی اُجرت معجلہ جو اسقدر ہی واپس دینا واجب ہونا زیادہ بیان کرے اور اگر مستاجر مرگیا اور موجر زندہ ہو لیکن وہ اجارہ واقع ہونے کا منکر ہو اور وارثان مستاجر کو اثبات اجارہ اور اسکے فسخ کی ضرورت ہوئی تو محضر کو اُسیطور سے تحریر کرے جیسا ہمنے بیان کیا ہو لیکن اسقدر زیادہ کرے کہ یہ اجارہ بسبب موت فلان مستاجر کے فسخ ہوگیا اور اُسنے وارثون مین اپنا یہ بیٹا جو حاضر آیا ہو چھوڑا اور اس اجرت مذکور مین سے وقت اجارہ سے تا موت مستاجر فلان جو مدت گذری اسقدر کی اُتنی اُجرت جاتی رہی اور باقی مال اجارہ مفسوخہ اس مستاجر متوفی کی میراث اُسکے اس وارث کیواسطے رہا اور اس موجر کو اسکا علم ہو پس اسپر واجب ہے کہ باقی مال اجارہ مفسوخہ اس وارث مذکور کو دیدے اور محضر کو تمام کردے

محضر - در اثبات رجوع از ہبہ محضر مین لکھے کہ زید حاضر آیا اور عمرو کو حاضر لایا پھر اس زید نے اس عمرو پر دعوی کیا کہ اس زید نے اس عمرو کو یہ مال یہ ہبہ صحیحہ ہبہ کیا اور اس عمرو نے اس زید سے یہ مال مجلس ہبہ مین بقبضہ صحیحہ قبضہ کرلیا اور یہ مال موہوب اس عمرو کے پاس قائم ہو نہ اسکے قبضہ مین کم ہوا ہی اور نہ زیادہ ہوا ہی اور نہ کسی طرح متغیر ہوا ہی اور اس عمرو نے اس زید کو اس ہبہ کے مقابلہ مین کوئی چیز عوض نہین دی ہی پھر اس زید نے اس ہبہ مذکورہ سے رجوع کیا اور اس عمرو سے بسبب رجوع کرنیکے مطالبہ کیا کہ اس زید کو سپرد کردے اور جواب مانگا

سجل - این محضر مقام ثبوت مین لکھے کہ مجھے ان گواہون سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اس زید نے اس عمرو کو یہ مال ہبہ صحیحہ ہبہ کیا اور عمرو نے اُس سے یہ مال مجلس ہبہ مین بقبضہ صحیح قبضہ کرلیا اور اس زید نے پھر اپنے ہبہ مذکورہ سے رجوع کرلیا بنابر آنکہ گواہوں نے گواہی دی ہی پس مین نے اُسکے اس ہبہ سے رجوع کرنیکی صحت کا حکم دیا اور فسخ کی

[عہ] یعنی جو تعجیل و بفورا ادا ہو ۱۲ [عہ] یعنی اجارہ دہندہ کا فی الحال وصول پانا ۱۲ [عہ] اسے قبضہ مستاجر ۱۲

اور اس مال ہبہ کو قدیم ملک اس واہب مین عود کر دیا اور اس موہوب لہ کو حکم دیا کہ یہ مال موہوب اسکے اس واہب
کو دیدے اور سجل کو بدستور تمام کرے

محضر - در اثبات منع رجوع از ہبہ - اس عمرو نے اس زید کے دعوے کے دفعیہ مین دعوے کیا اور بیان یہہ کہ اس
زید نے اس عمرو پر پہلے دعوے کیا تھا کہ مین نے اُسکو یہ مال ہبہ کیا تھا الی آخرہ پھر مین نے اُس ہبہ سے رجوع کر لیا
پس یہ عمرو اسکے دعوے کے دفعیہ مین دعوی کرتا ہی کہ یہ مال موہوب لہ اس عمرو کے پاس بزیادتی متصلہ زائد ہو گیا
ہے اور اسکا رجوع کرنا ممنوع ہو گیا اور محضر کو تمام کرے

محضر - در اثبات رہن - اس زید حاضر آمدہ نے اس عمرو حاضر آوردہ پر دعوی کیا کہ اس حاضر آمدہ نے اس عمرو کو
اسقدر کپڑے انکی صفت بیان کر دے بعوض اسقدر دینار قرضہ واجبے برہن صحیح رہن دیے ہین اور اس عمرو نے یہ
کپڑے جنکا ذکر ہوا ہی اس زید سے بعوض اسقدر دینارون مذکورہ کے بطور صحیح رہن لیئے ہیں اور اس زید کے اُسکو سپرد
کرنے سے اُسپر قبضہ صحیح کر لیا ہی اور آج کے روز یہ کپڑے مذکور اس عمرو کے پاس رہن ہین اور یہ زید اب اس دینار ہاے
مذکورہ کو حاضر لایا ہی پس اس عمرو پر واجب ہی کہ ان دینارون کو وصول کرکے یہ مال مرہون اس زید کے سپرد کرے
پس اپنے دعوے کا مطالبہ کیا اور جواب مانگا

محضر - در اثبات استصناع[1] - صورت استصناع یہہ ہی کہ ایک شخص دوسرے کو لوہا یا تانبا دے تاکہ اُسکے واسطے برتن
ڈھال دے یا اُسکے مثل کوئی اور چیز ڈھالنے کیواسطے دے پس اگر وہ چیز اسکے شرط کیموافق ڈھالی تو صانع کو دینے سے
انکار کا اختیار نہو گا اور نہ مستصنع کو جس نے ڈھالنے کیواسطے دیا ہی قبول کرنے سے انکار کا اختیار ہو گا اور اگر شرط کے برخلاف ہوا
تو مستصنع کو اختیار ہو گا چاہے اپنے لوہے کے مثل اُس سے لوہا تاوان لے اور وہ لوہا اُس صانع کا ہو جائیگا اور اُسکو
مزدوری کچھہ نہ ملیگی اور چاہے برتن لیکر صانع کو اُسکے کام کا اجر المثل دیدے جو مقدار مسمّی سے زائد نہو گا پس اگر اُسنے شرط
کے موافق ڈھالا مگر دینے سے انکار کیا تو محضر مین لکھے کہ اس زید حاضر آمدہ نے اس عمرو حاضر آوردہ پر دعوے کیا کہ اس
زید نے اسکو اسقدر لوہا اس صفت کا برتن اسقدر اُجرت پر بنانے کو دیا تھا اور اُس کو اُجرت دیدی تھی اور اُسنے
اس لوہے سے موافق شرط کے برتن ڈھالا مگر وہ اسکو برتن دینے سے انکار کرتا ہی پس اسپر واجب ہی کہ اس زید کو یہ برتن
دیدے پس اسکا مطالبہ کیا اور جواب مانگا پس اُس سے دریافت کیا گیا تو اُسنے فارسی مین جواب دیا - اور اگر صانع
نے شرط مین خلاف کیا اور مستصنع نے چاہا کہ اُس سے اپنے لوہے کے مثل لوہا تاوان لے تو لکھے کہ اس زید نے اس
عمرو پر دعوے کیا کہ اس زید نے اُسکو اسقدر تانبا اس صفت کا ایسی صفت کا برتن اس اُجرت پر ڈھالنے کیواسطے
دیا تھا اور اُسکو اُجرت دیدی تھی پس اُسنے خلاف شرط مقررہ کے ڈھالا پس یہ زید اس سے راضی نہوا پس اس
عمرو پر واجب ہی کہ اس زید کو اُسکے تانبے اور اُجرت کے مثل جنکی مقدار و صفت بیان کر دی گئی ہی واپس دے پس
اُس سے مطالبہ کیا اور جواب دریافت کیا پس اُس سے دریافت کیا گیا کذا فی المحیط

---

[1] ہبہ کردہ شدہ ۱۲ [2] کاریگر کو جنس دے کر اُسکی کوئی چیز بنوانا ۱۲ [3] یعنی جو قیمت بیان کر دی ۱۲

خط حکمی در دعویٰ عقار۔ اگر دعوےٰ عقار کی بابت واقع ہوا اور مدعی نے قاضی سے خط حکمی کی درخواست کی تو اسمین دو صورتین ہین۔ اول آنکہ عقار مذکور شہر مدعی مین واقع ہو اور مدعا علیہ دوسرے شہر مین ہو اور ایسی صورت مین قاضی اُسکو خط لکھدیگا اور جب یہ خط مکتوب الیہ کو پہونچے گا تو اس کو اختیار ہوگا چاہے مدعا علیہ یا اسکے وکیل کو مدعی کے ساتھ روانہ کرے تاکہ قاضی کاتب اُسپر ڈگری کرکے مدعی کو عقار مذکور سپرد کرادے اور چاہے خود حکم دیدے کہ حجت موجود ہے اور سجل لکھدے اور فیصلہ تحریر کرکے اُسپر گواہ کرکے مدعی کو دیدے ولیکن عقار مذکور سپرد نہ کریگا اسواسطے کہ وہ اُسکی ولایت مین داخل نہین ہے پس اسکے سپرد کرانے پر قادر نہوگا مگر سپرد کرانے پر قادر نہونا سپرد کرانے ہی سے مانع ہے حکم دینے سے مانع نہین ہے اسیواسطے فرمایا کہ مدعی کے نام عقار کی ڈگری کردیگا اگرچہ اس کے سپرد نہ کریگا اور جب مدعی حکم قبضہ قاضی مکتوب الیہ کو قاضی کاتب کے پاس جاکر اُس کے اس قبضہ پر گواہ قائم کریگا تو قاضی کاتب اس گواہی کو قبول نکریگا اسواسطے کہ اُسکو تنفیذ قضا کی ضرورت ہے اور تنفیذ قضا بمنزلہ قضا کے ہے پس شخص غائب پر جائز نہوگی اسی طرح دار مذکور بھی مدعی مذکور کے سپرد نکریگا اسواسطے کہ دار سپرد کرنا قضا ہے پس غائب پر جائز نہوگا لیکن قاضی مکتوب الیہ کو چاہیے کہ جب اُسنے مدعی کیواسطے ڈگری کرکے اُسکے واسطے سجل لکھدیا تو مدعا علیہ کو حکم دے کہ مدعی کیساتھ اپنا امین بھیجے کہ وہ مدعی کو دار مذکور سپرد کردے اور اگر مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا تو قاضی مکتوب الیہ قاضی کاتب کو ایک خط لکھیگا اسمین اُسکو آگاہ کریگا کہ اسکا خط مکتوب الیہ کو پہونچا اور مدعی کے حضور مین مدعا علیہ و مدعی کے درمیان یہ ماجرا واقع ہوا اور مین نے مدعی مذکور کے نام اس عقار کا مدعا علیہ پر حکم دیا اور مدعا علیہ کو حکم کیا کہ مدعی کے ساتھ اپنا امین روانہ کرے تاکہ وہ مدعی کو دار مذکور سپرد کردے اور اُسنے اس بات سے انکار کیا پھر لکھے کہ یہ امر تیرے اوپر ہے اور مدعی نے مجھسے درخواست کی کہ مین تجھکو خط لکھون اور اسمین آگاہ کرون کہ مین نے اس مدعی کیواسطے مدعا علیہ پر دار متدعویہ کا حکم دلایا ہے تاکہ تو یہ دار مذکور اس مدعی کے سپرد کردے پس تو اُسکی کارروائی اللہ تعالیٰ کے واسطے کردے اللہ تعالیٰ تجھپر اور مجھپر سب پر رحم کرے اور عقار مذکور محدودہ خط ہذا اس مدعی فلان بن فلان سائندہ خط ہذا کو سپرد کردے پس جب یہ خط قاضی کاتب کو پہونچیگا تو وہ مدعا علیہ کے قبضہ سے دار مذکور نکال کر مدعی کے سپرد کردیگا دوم آنکہ عقار متدعویہ شہر مدعی کے سواے دوسری جگہ ہو اور اسمین دو صورتین ہین ایک یہ کہ وہ عقار ایسے شہر مین ہو جہان مدعا علیہ ہے اور ایسی صورت مین بھی قاضی وہانکو قاضی خط لکھیگا اور جب مکتوب الیہ[1] کو خط پہونچیگا اور اُسنے مدعی کیواسطے حکم دیدیا تو مدعا علیہ کو حکم دیگا کہ دار مذکور اس مدعی کے سپرد کرے اور اگر اُسنے سپرد کرنیسے انکار کیا تو قاضی مذکور خود سپرد کردیگا اسواسطے کہ دار مذکور اُسکی ولایت مین واقع ہے۔ اور اگر عقار مذکور کسی دوسری جگہ جہان مدعا علیہ نہین ہے واقع ہو تو بھی قاضی ایسے قاضی کو خط لکھیگا جہان مدعا علیہ موجود ہے پھر مکتوب الیہ کو اختیار ہوگا چاہے مدعا علیہ یا اسکے وکیل کو مدعی کے ساتھ ایسے قاضی کے پاس روانہ کرے جہان وہ دار واقع ہے اور اُسکو خط لکھدے تاکہ وہ مدعی کیواسطے مدعا علیہ کے روبرو دار مذکور کا حکم دیدے اور چاہے مدعی کیواسطے حکم دیکر اُسکو سجل لکھدے لیکن عقار مذکور اُسکے سپرد نہ کریگا جیسا کہ ہم نے بیان کردیا ہے کیونکہ عقار مذکور اُسکی ولایت مین نہین ہے

---

[1] وہ شخص جس کی جانب خط لکھا گیا ۱۲

خط حکمی دربارۂ غلام گریختہ بنا بر قول ایسے امام کے جو اُسکو روا فرماتا ہی۔ اگر ایک شخص بخاری کا غلام سمرقند کو بھاگ گیا۔ وہان کسی سمرقندی نے اسکو گرفتار کیا اور اُسکے مولی کو خبر دیگئی اور مولے کے گواہ سمرقند مین نہین ہین بلکہ بخارا مین موجود ہین پس مولی نے قاضی بخارا سے درخواست کی کہ جس امر کی گواہی مولی کے گواہ اُسکے سامنے دیتے ہین اُسکو خط مین لکھدے تو قاضی اُسکی درخواست کو منظور کریگا اور اُسکے واسطے ایک خط بنام قاضی سمرقند لکھدیگا جیسا کہ ہمنے قرضون کی صورت مین بیان کیا ہی مگر یون لکھیگا کہ میرے سامنے فلان و فلان نے گواہی دی کہ غلام سندھی جسکا نام فلان ہی اور اُسکا حلیہ ایسا ہی اور قد و قامت ایسا ہی ملک اس فلان مدعی کی ہی اور وہ سمرقند کو بھاگ گیا ہی۔ اور آجکے روز وہ سمرقند مین فلان کے قبضہ مین ناحق ہی اور اپنے خط پر ایسے دو گواہون کو گواہ کردے جو بجانب سمرقند مشخص ہون اور اُن دونون کو مضمون خط سے آگاہ کردیگا تاکہ قاضی سمرقند کے سامنے خط اور اُسکے مضمون کی گواہی دین پھر جب یہ خط قاضی سمرقند کو پہونچے تو غلام کو معہ اُسکے قابض کے حاضر کرادے تاکہ دونون گواہ اس خط کی اور اُس کے مضمون کی گواہی دین کہ ایسی گواہی بالاجماع قبول ہووے پھر جب قاضی نے اُن کی گواہی قبول کی اور ان کی عدالت اُسکے نزدیک ثابت ہوگئی تو خط کو کھولے گا پس اگر اُس نے غلام مذکور کے حلیہ کو اُسکے برخلاف پایا جیسا کہ گواہون نے قاضی کاتب کے سامنے گواہی دی ہی تو جبکہ ظاہر ہوا کہ یہ غلام اُسکے سوائے دوسرا ہی جو خط مین مذکور ہی تو خط کو واپس کردیگا اور اگر اُسکے موافق ہو تو خط کو قبول کریگا اور غلام مذکور اس مدعی کو دیدیگا بدون اس کے کہ اُسکے نام ڈگری کرے اسواسطے کہ گواہون نے غلام کی موجودگی مین گواہی نہین دی ہی اور مدعی سے نفس غلام کیواسطے کوئی کفیل لیگا اور غلام کی گردن مین ایک رانگ کی انگوٹھی ڈالدیگا تاکہ راہ مین کوئی اس غلام سے تعرض نہ کرے کہ اسنے یہ غلام چرایا ہی اور قاضی بخارا کو اس حال کا خط لکھدے اور اپنے ضمن خط پر اور مہر پر دو گواہ کردے پھر جب خط مذکور قاضی کو پہونچیگا اور گواہون نے گواہی دی کہ یہ خط قاضی سمرقند کا اور اسی کی مہر ہی تو مدعی کو حکم کرے گا کہ اُن گواہون کو حاضر کرے جنھون نے پہلے اُسکے روبرو گواہی دی تھی پس یہ لوگ غلام کی موجودگی مین گواہی دین گے کہ یہ غلام اس مدعی کی ملک ہی۔ اور جب انھون نے ایسی گواہی دی تو پھر قاضی بخارا کیا کریگا پس اسمین امام ابو یوسف سے مختلف روایات ہین بعض روایت مین یہ ہی کہ قاضی بخارا اس مدعی کے نام اس غلام کی ڈگری نہ کریگا اسواسطے کہ خصم غائب[1] ہی ولیکن دوسرا خط قاضی سمرقند کے نام لکھیگا اور جو کچھ ماجرا اُسکے نزدیک پیش آیا ہی تحریر کرکے مضمون خط اور مہر پر دو گواہ کرکے مدعی کو خط و غلام ہمیت سمرقند بھیجدیگا تاکہ قاضی سمرقند بحاضری مدعا علیہ اس مدعی کے نام حکم دے پھر جب یہ خط قاضی سمرقند کو پہونچیگا اور گواہ لوگ مضمون خط و خط و مہر کی گواہی دینگے اور گواہون کی عدالت ظاہر ہوجائیگی تو مدعی کیواسطے بحضور مدعا علیہ کے غلام کی ملکیت کا حکم دیگا اور کفیل مدعی کو بری کردیگا اور دوسری روایت مین ہی کہ قاضی بخارا بنام مدعی ملکیت غلام کا حکم دیدیگا اور قاضی سمرقند کو لکھدیگا کہ کفیل مدعی کو بری کردے اور جس روایت کے موافق امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی نے باندیون کی صورت مین خط حکمی قاضی جائز رکھا ہی اُس کی صورت بھی ایسی ہی جیسی ہم نے غلام کی صورت مین بیان

---

[1] یعنے مدعا علیہ ۱۲

کردی ہے فرق اتنا ہے کہ اگر مدعی مرد ثقہ مامون ہو تو قاضی اس باندی متدعویہ کو اُس کے حوالہ نہ کرے گا بلکہ مدعی کو حکم دیگا کہ ایک مرد ثقہ مامون جسکی عقل و دین پر اعتماد ہو حاضر لاوے جس کے ساتھ اس باندی کو بھیجے اسواسطے کہ باب الفروج میں احتیاط واجب ہے

رسوم - قضاۃ و حکام درباب تقلید[1] اوقاف لکھے کہ قاضی کورہ بخارا و نواح آن جو اس کورہ کے لوگوں میں نافذ القضاء قاضیون کی[2] جمع قاضی[3] جمع حاکم ۱۲ ازجانب لمخاقان فلان ہے کہتا ہے کہ شہر بخارا کے محلہ فلان کوچہ فلان کی مسجد فلان کے لوگون میں سے ایک جماعت نے جو اسمی فلان و فلان و فلان ہیں سب نے باتفاق یہ بیان کیا کہ اس مسجد کیواسطے جو چیزین وقف ہیں انکی درستی کار فلان بن فلان الفلانی کے ذمہ ہوا اور وہی متولی رہے کیونکہ ان لوگون نے اسکا مرد صالح امانت دار ہونا و تصرفات مین اچھے حال سے بکفایت چلنا معلوم کیا ہے پس مین نے اُسکے اختیار و پسند کرنیکو روان کرکے اُن کے اس پسندیدہ آدمی کو متولی مقرر کردیا کہ یہ اسکا قیم[4] ہے تاکہ اُسکی حفاظت و نگہداشت و ضائع ہونے سے بچانے اور اُس کے حاصلات کو برعایت شرائط وقف کنندہ اُسکے مصارف مین خرچ کرنے کے کامون مین اچھی طرح مستعد رہے اور مین نے اسکو اس معاملہ مین اللہ تعالی سے ڈرتے اور ادائے امانت و غدر و منکرات ناجائز سے و خیانت خفیہ و علانیہ سے دور رہنے کی وصیت کردی اور مین نے اُسکے پاس مال وقف کے حاصلات سے دیدیا یا وہ چھوڑ دیا یعنے اختیار دیا کہ سے دہائی ایک لے لے تاکہ اُسکو اس کام مین مددملتی رہے اور مین نے اُسکو اس کام کیواسطے مقرر کیا پس اُسنے میری طرف سے شرائط حفاظت تقرری قبول کیے اور مین نے اُسکے لیے حجت ہونیکے واسطے اس تولیہ نامہ لکھنے کا حکم دیا اور اہل علم و عدالت جو لوگ میرے پاس حاضر تھے اُنکو اُسپر گواہ کردیا پھر قاضی مذکور اس تحریر کے صدر پر توقیع معروف لکھدے اور آخر مین لکھے کہ فلان بن فلان کہتا ہے کہ یہ سب میری طرف سے میرے پاس جاری ہوا ہے اور مین نے توقیع پیشانی پر لکھی ہے اور یہ سطرین آخر مین میرے خط سے ہین

خط - قاضی بجانب بعض حکام نواحی[5] دربارہ اختیار متولی اوقاف - اللہ تعالی فلان کا مددگار رہے میرے پاس پیش کیا گیا کہ جو الہاے دقف تمہارے گاؤن کی مسجد کیواسطے ہین وہ متولی سے خالی ہین اُنکا کوئی متولی نہین ہے کہ اُنکی پرداخت کرے اور حاصلات جمع کرکے اُسکو مصارف مین خرچ کرے اور ضائع ہونے سے بچاوے پس مین نے بدین غرض تجھکو لکھا کہ کوئی متولی جو اچھی طرح کام دیسکتا ہے صاحب عفت و امانت اور کامون مین اچھی چال سے بکفایت چلتا ہوا اور تقوی و دیانت مین نیک ہو پسند کرکے میرے اس خط کی پشت پر مشرح جواب لکھے تاکہ مین اُسپر واقف ہوکر جسکو قیم ہونے کے لیے پسند کیا ہے اُسکو قیم مقرر کردون بعون اللہ تعالی

جواب - خط از مکتوب الیہ بشیخ القاضی الامام ادام اللہ تعالی ایامہ آپکا خط پہونچا اور مین نے اُسکو پڑھا اور اُسکے مضمون سے واقف ہوا اور آپ کے حکم کی تعمیل مین کہ کوئی قیم اپنے گاؤن کی مسجد کے واسطے پسند کرین مین نے اور میرے گاؤن کے مشائخ نے اپنے گاؤن کے مسجد کے اوقاف کے متولی و قیم ہونیکے واسطے فلان بن فلان کو پسند کیا

---

[1] کار پردازو نگران کار ۱۲ [5] نواحی جمع ناحیہ بمعنی اطراف و جوانب ۱۲ [4] یعنے خرچ کے مقدمہ مین کہ زنانے بچانا چاہیے ۱۲ [2] یعنے مال وقف کا کسیکو متولی کرنا ۱۲

کیونکہ ہم لوگ اُسکی پرہیزگاری و دیانت و عفت سے واقف ہین اور ہم نے اُسکے واسطے اس وقف کی حاصلات سے وہ یا زیادہ چھوڑ دیا تاکہ اُسکے واسطے کار وقف مین مصروف ہونے مین مدد ملتی رہے اور ہین اللہ تعالیٰ کے فضل سے تندرست شکرگذار ہون

تقلید وصایت۔ قاضی فلان کہتا ہو کہ میرے پاس مرافعہ کیا گیا کہ فلان مر گیا اور ایک پسر نابالغ چھوڑا اور کسیکو اس صغیر کے کام کی درستی کیواسطے وصی نہین کیا حالانکہ اس صغیر کیواسطے کوئی شخص ضرور ہو جو اُسکے کامون کی درستی کرے اور اسکا ایک چچا فلان شخص ہو اور وہ مرد دیندار پرہیزگار کامون مین بکفایت و چلن چلتا ہو پس مین نے اُسکے حال کی (اسکے صغیر چچا کی ۱۲) جستجو کی تو مجھے فلان و فلان ایک جماعت نے خبر دی کہ یہ شخص دینداری و پرہیزگاری و امانت داری مین مشہور ہو اور نیک چال سے خرچ کرنے و بکفایت انجام دینے مین معروف ہو پس مین نے اس مرد مذکور کو اسباب صغیر کا قیم مقرر کیا تاکہ اُسکے اسباب و تمام اموال کی اچھی طرح حفاظت کرے و پرداخت کرے اور ضائع ہونے سے بچا وے اور جو اسباب اُسکا کرایہ پر چلانے کے لائق ہو اُسکو کرایہ پر چلا وے اور اُسکی حاصلات وصول کرے اور حفاظت سے رکھے اور جو اُسکے مصارف کی صورتین ہین اور صغیر مذکور کے ضروری حاجات کھانے و پینے و لباس مین بدون بخل یا اسراف کے خرچ کرے اور مین نے اُسکو اس معاملہ مین خفیہ و علانیہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور ادائے امانت و پرہیز از غدر و خیانت کی وصیت کی اور مین نے اُسکے واسطے صغیر مذکور کے مال و اسباب کی حاصلات سے دہ یا زیادہ چھوڑ دیا کہ خود لے لیا کرے تاکہ اُسکے واسطے کام مین مدد ملتی رہے اور مین نے اسکو اس صغیر کے ہر ایک عقار محدودہ کی بیع سے بدون اطلاع صاحب رائے کے منع کر دیا اور مین نے اسکو اس سب کے شرط وقایت تقلید کے (مقرر کردیا ۱۲) (بجا آوردن ۱۲) اس تحریر وصایت نامہ کے لکھنے کا حکم دیا کہ اُسکے واسطے حجت رہے اور اپنے پاس کے حاضرین ثقات کو گواہ کر دیا اور یہ واقعہ فلان تاریخ واقع ہوا

خط۔ بجانب بعض حکام نواح برائے قسمت ترکہ و پسندیدگی وصی برائے وارث صغیر یہ ہے خط بجانب شیخ فقیہ حاکم فلان الیٰ آخرہ اطال اللہ تعالیٰ بقاؤہ میرے پاس مرافعہ کیا گیا کہ فلان گانون کا فلان شخص وہین مر گیا اور وارثون مین ایک نابالغ چھوڑا ہے جسکا نام فلان ہو اور ایک دختر بالغہ مسماۃ فلانہ چھوڑی اور بہت مال طرح طرح کا چھوڑا ہے اور دختر بالغہ اس تمام مال پر چھا کر اُسکو تلف کرتی ہو اور ضرور ہو کہ اس صغیر کا حصہ الگ کر کے اس دختر بالغہ مذکورہ کے ہاتھ سے نکال لیا جاوے پس مین تمکو اس معاملہ مین لکھتا ہون کہ تمام ترکہ محدودات غیر منقولات[1] کو اور منقولات و حیوانات کو تحریر کرو اور جو شخص وہان اُسکو جانتا ہو اُس سے تفحص حال کر کے سب لکھو اور تمام ترکہ اس صغیر اور اس کبیرہ کے درمیان دونون کے حصہ کے موافق ہر ایک کو تقسیم کر دو اور اس تقسیم مین عدل و انصاف کا کام فرماؤ اور ایک شخص وصی کرنے کے واسطے جو پرہیزگار صاحب عفت و صیانت و دیانت و کفایت و ہدایت ہو پسند کر کے تحریر ترکہ کے ساتھ میرے پاس بھیجدو تاکہ مین اُس صغیر کے واسطے وصی قیم مقرر کر دون اور تقسیم کو نافذ کر دون اور حصہ صغیر اُسکے سپرد کر دون اور

[1] جسکا دوسری جگہ ہونا غیر ممکن ہو ۱۲

مجھے امید ہو کہ تم کو اس کام کے انجام دینے مین اللہ تعالے کی طرف سے توفیق حاصل ہوگی انشاء اللہ تعالے
کذا فی الذخیرہ

خط - درباب تقرری حکام دردیہات - قاضی فلان کہتا ہے کہ ہرگاہ میرے نزدیک یہ بات ظاہر ہوئی کہ فلان بن فلان مرد صالح اور باوجود ادراک حقائق احکام وعلم حلال وحرام سب کامون مین یہ شخص صاحب صیانت وسداد و دیانت وکفایت[1] وہدایت ہو تو مین نے اسکو فلان نواح مین حکم مقرر کیا کہ جن دو آدمیون مین خصومت ونزاع ہو انکی باہمی رضامندی سے بطریق مصالحت اُن دونون کے بیچ مین درمیانی تصفیہ کرنیوالا ہو جاوے بعد ازانکہ اس واقعہ مین اچھی طرح تامل کرے اور یہ نہ کرے کہ کسی شریف کی اُس کی شرافت کی وجہ سے حمایت کرے یا کسی ضعیف پر اسکے ضعف کی وجہ سے ظلم کرے اور مین نے اسکو یہ حکم نہیں کیا کہ کسی حادثہ مین گواہ سنے اور کسی صورت مین کسی کے واسطے کسی پر حکم قضا جاری کرے اور جب خصومات کا بتراضی فیصلہ کرنا اُس سے ناممکن ہو تو مدعی ومدعا علیہ کو مجلس حکم مین بھیجدے - اور مین نے اُسکو حکم کیا کہ جن عورتون کے شوہر نہیں ہین اور وہ نکاح وعدت سے خالی ہین - اور اُنکا ولی نہیں ہے انکو اُنکے ہمسرون کے ساتھ اُنکے مہر مثل پر بیاہ دے مگر خوب احتیاط کیساتھ کرے - اور مین نے اسکو حکم کیا کہ مالہائے وقفی ومالہائے یتیمان قیم کیواسطے ایسا پسند کرے جسکی پرہیزگاری وثقاہت پر اتفاق ہو اور وہ انکو انجام دیسکتا ہو اور احتیار کرے اور مین نے اُسکو حکم کیا کہ ہر حال مین پوشیدہ وظاہر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے اور اس سے ڈرے اور اُسکے احکام کو بجالاوے اور اُسکے منہیات سے دور رہے پس مین نے اُس سے یہ عہد لیا ہو اور جو شخص اس تحریر کو پڑھے یا اسکو پڑھ سنائی جاوے اُسکو چاہیے کہ اس شخص کا حق وحرمت پہچانے اور جو کچھ اُسکو تفویض کیا گیا ہو اُسمین خوض نہ کرے اور اپنے آپ کو ملامت سے دور رکھے واللہ الموفق للصواب

خط - در تزویج - بعد دعا کے لکھے کہ شیخ فقیہ فلان ایدہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو کہ مسماۃ فلانہ بنت فلان کو فلان شخص نے خطبہ کیا کہ اُسکو حرہ بالغہ عاقلہ خالیہ از نکاح وعدت پایا اور یہ خطبہ کرنے والا اُسکا کفو ہے پس اگر اُسکا کوئی ولی حاضر یا ولی غائب جسکے آجانے کا انتظار ہو نہ ہووے تو برضامندی مسماۃ مذکورہ کے اس فلان کے ساتھ گواہون کے سامنے اسقدر مہر پر نکاح کردے اور اگر وہ مسماۃ صغیرہ ہو مگر ایسی ہو کہ مردون کے لائق ہوگئی پس اگر اُس کا کوئی ولی حاضر یا ولی غائب جسکے حاضر ہونے کا انتظار ہو نہ ہووے تو خط اس طور سے تحریر کرے جیسا ہم نے بیان کیا ہو اور لکھے کہ اگر تو اس مسماۃ کو ایسی پاوے کہ شوہر کے گھر پہنچنے کے لائق ہوگئی ہو اور اسکا کوئی ولی حاضر یا غائب جسکے حضور کا انتظار ہو نہ ہووے اور اس فلان مرد کے ساتھ اس مسماۃ مذکورہ کا نکاح کرنا تیری رائے مین مصلحت معلوم ہو تو اس مسماۃ کو اس مرد کے ساتھ بعوض مہر معلوم یا بعوض مہر مثل بیاہ دے اور جسقدر مہر کے معجل[2] لینے کی رسم ہے اسقدر مہر مین سے بطور تعجیل لیکر اسکو اُسکے شوہر کے سپرد کردے اور شوہر سے بقیہ مہر کا وثاقت نامہ لکھوا کر اُسپر گواہی کرادے

خط - قاضی بجانب نواح کے کسی حکم کے جو مدعی ومدعا علیہ کے درمیان مین حکم ہوا ہو - فلان بن فلان بن فلان نے

---

[1] یعنی فی الفور ۱۲ [2] یعنی ہر کام مین ہوشیار ہو وہ بکفایت انجام دیتا ہے ۱۲

۱۱۴۷۳

میرے پاس مرافعہ کیا اور اُسکا دعویٰ فلان بن فلان پر ہو اور وہ اُسکے ساتھ انصاف کا برتاؤ نہین کرتا ہے اور اسکو اسکا حق نہین دیتا ہو اور اسکے ساتھ مجلس حکم مین حاضر نہین ہوتا ہو اور اہلکاران سلطانی سے ملکر اپنا بچاؤ کرتا ہے پس مین اس مقدمہ مین تجھکو لکھتا ہون کہ دونو نکو جمع کرکے دعوے مدعی وجواب مدعا علیہ سنکر دونون کے درمیان برضامندی حکم ہوکر دونون کا فیصلہ کر دے پس اگر اصلاح ہوجاوے تو خیر ورنہ دونون کو میری مجلس حکم مین بھیجدے تاکہ حکم دے کر دونون مین فیصلہ کر دون انشاء اللہ تعالےٰ

خط - قاضی بجانب حاکم دیہ برائے اینکہ زمین کو متوقف رکھے اسکی صورت یہ ہو کہ زید نے عمرو کی مقبوضہ زمین پر دعویٰ[1] کیا اور صحت دعوے کے گواہ قائم کیے اور قاضی ہنوز ان گواہون کی عدالت دریافت کرنے مین مشغول ہو پس مدعی نے قاضی سے درخواست کی کہ حاکم دیہ کو تحریر فرماوے کہ زمین متدعویہ جو اُس گاؤن مین ہو اُسمین کسی طرح کا تصرف زیادتی یا کمی کا ہونے دے تو قاضی لکھے گا۔ بدین صورت کہ پیشانی موافق رسم کے لکھکر اُسکے بعد لکھے گا کہ فلان بن فلان نے فلان بن فلان پر بملکیت اراضی کا جو ایک چہار دیواری کا باغ انگور مع عمارت مبنیہ اور اسقدر جریب مین ہو جو فلان موضع کی زمین فلان جانب جسکے حدود اربعہ یہ ہین دعویٰ کیا کہ یہ زمین مذکورہ مدعی کی ملک ہو اور اس مدعا علیہ کے قبضہ مین بغیر حق ہو اور اسپر گواہ قائم کیے ہین اور ہنوز مجھے گواہون کا حال معلوم نہین ہوا ہی پس اس مدعی نے مجھسے درخواست کی کہ تجھکو تحریر کرون کہ یہ اراضی متنازعہ کو مدعا علیہ کے قبضہ مین متوقف رکھے کہ اُسکے غلہ مین وہ کچھ کمی یا زیادتی کسی طرح کا تصرف نہ کرے بلکہ اسکے قبضہ مین موقوف رہے یہانتک کہ گواہون کا حال ظاہر ہو پس اگر مدعا علیہ مذکور اس حکم پر مان جاوے تو خیر ورنہ مجھے جواب سے آگاہ کریو ان شاء اللہ تعالیٰ

غائب - پر قرضہ لینے کی اجازت دینے کی تحریر لکھے کہ قاضی امام فلان فرماتا ہو کہ مسماۃ فلانہ بنت فلان قرشی نے میرے پاس مرافعہ کیا کہ اسکا شوہر فلان بن فلان کورۂ بخارا اور اُسکے نواح سے غائب ہو اور اس مسماۃ کو بدون روٹی کپڑے کے ضائع چھوڑ گیا ہو اور یہ مسماۃ اس نان نفقہ کے واسطے مضطر ہو حالانکہ فی الحال دونون مین نکاح قائم ہو اور یہ اپنے ساتھ اپنے ہمسایون مین سے فلان وفلان کو لائی اُن کے نام ونسب تحریر کر دیے پس ان لوگون نے مجھے خبر دی کہ اول سے آخر تک سب حال ایسا ہی ہو جیسا اسنے دعویٰ کیا ہو پس اس مسماۃ نے مجھ سے درخواست کی کہ مین اسکا نفقہ وکپڑا معین کرکے اُسکو اجازت دیدون کہ اس غائب مذکور پر قرضہ لے پس مین نے اسکی درخواست منظور کرکے اس مسماۃ کو اجازت دی کہ اس تاریخ سے اپنے نان نفقہ کیواسطے ماہواری اسقدر درم اس غائب پر قرضہ لے اور اپنے کپڑے کیواسطے ہر ششماہی اسقدر درم اس غائب پر قرضہ لے یہانتک کہ یہ غائب مذکور حاضر آوے اور جو کچھ اس مسماۃ نے اُسپر قرضہ لیا ہو وہ ادا کر دے اور یہ مسماۃ اس تعیین پر راضی ہوگئی اور مین نے اس تحریر کا اس مسماۃ کیواسطے حکم دیا تاکہ اس معاملہ مین حجت رہے اور اپنی مجلس کے ثقہ لوگون کو اسپر گواہ کر دیا

عورت - کے نفقہ قرض کرنیکی تحریر۔ ایک عورت اپنے شوہر پر نفقہ طلب کرتی ہو اور دعوے کرتی ہو کہ وہ اسکو

[1] یعنے جس مین باہمی جھگڑا ہو رہا

نفقہ نہین دیتا ہو اور اُسنے قاضی سے درخواست کی کہ اُسکا نفقہ قرض کردے تو لکھے کہ قاضی فلان کہتا ہو کہ میرے پاس مسماۃ فلانہ بنت فلان نے مرافعہ کیا کہ اُسکا شوہر اُسکو نفقہ نہین دیتا ہو اور مجھ سے اُسنے التماس کیا کہ اُسکا نفقہ مقرر کردون پس مین نے اُسکی درخواست منظور کرکے اُسکے شوہر پر اُسکے نان و نفقہ کیواسطے اس تاریخ سے ماہواری اسقدر درم اور اُسکے کپڑے کے بدلے ششماہی اسقدر درم مقرر کردیے اور شوہر مذکور پر لازم کردیا کہ اُسکو برابر جاری رکھے تاکہ وہ اپنی تن پروری کرسکے اور یہ مسماۃ مذکورہ اس تقدیر[۲] پر راضی ہوئی اور مین نے اس تحریر کا حکم دیا - یا لکھے کہ قاضی فلان نے فلان بن فلان پر اُسکی زوجہ مسماۃ فلانہ بنت فلان کا نان نفقہ ماہواری اس قدر درم اس تاریخ سے اور اس کا کپڑا الیٰ آخرہ - اور قاضی مذکور اس تحریر کی پیشانی پر اپنی توقیع لکھے اور آخر مین لکھدے کہ یہ تحریر میری طرف سے میرے حکم سے لکھی گئی اور تقدیر نان وجامہ جو اسمین مذکور ہو میری طرف سے ہو کذا فی المحیط

تحریر مستورہ بجانب تعدیل کنندہ دربارہ دریافت احوال گواہان - قاضی ایک ٹکڑے کاغذ پر بعد تسمیہ[۳] کے لکھے کہ اللہ تعالیٰ فقیہ کی مدد کرے درمعاملہ دریافت احوال چند نفر گواہون کے جنھون نے میرے پاس فلان روز فلان بن فلان کیواسطے (مکتوب الیہ ۱۲) فلان بن فلان پر اُسکے اس دعوی کی گواہی دی ہو اور دعوے کو لکھدے پھر لکھے کہ مین ان گواہون کے نام اپنے خفیہ خط (مکتوب ۱۲) ہذا کے آخر مین مفصل تحریر کرتا ہون تاکہ اُنکا احوال دریافت کرکے مجھکو آگاہ کرو جو کچھ تمھارے نزدیک اُنکا احوال اور معاملہ عدالت ظاہر ہو تاکہ مین اُسپر واقف ہون اور اسی پر کارروائی ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ پھر گواہون کے نام فلان بن فلان اور اُسکا حلیہ کہ ایسا ایسا ہو اور اُسکا مقام تجارت کہ فلان بازار ہو اور اسکا مصلی کہ فلان مسجد ہو سب لکھدے

جواب - از جانب تعدیل کنندہ - تعدیل کنندہ کو چاہیے کہ اُن کے تین درجہ کرے اعلیٰ درجہ جائز الشہادۃ عدل شمس الائمہ سرخسیؒ نے فرمایا کہ فقط عدل کہنے پر اکتفا نہ کرے بلکہ عادل مقبول الشہادۃ کہے کیونکہ یہ جائز ہو کہ آدمی عادل ہو مگر مقبول الشہادت نہو اسواسطے کہ عدالت یہ ہو کہ آدمی اُن باتون سے پرہیز رکھے جنکو کرنے سے وہ اپنے دین مین ضرر جانتا ہو اور یہ جائز ہو کہ ایک شخص ایسا ہو مگر اسکی گواہی قبول نہو بایں طور کہ اسکو حد قذف[۱] ماری گئی ہو پھر توبہ کرکے ایسا ہوگیا ہو اور درجہ دوم مستور اور مستور وہ فاسق ہو اور ثقہ وہ ہو جسکی گواہی مقبول نہ ہو نہ اسوجہ سے کہ وہ فاسق ہو بلکہ اسوجہ سے کہ اسمین مثل غفلت و نسیان وغیرہ کے مانند کوئی امر ہو اور قاضیون مین سے بعضے وثقہ کو بجاے ایک عادل کے قرار دیتے ہین ایسا ہی شیخ حاکم سمرقندی نے ذکر کیا ہو اور مستور ہمارے مشائخ کے عرف مین اسکو کہتے ہین جسکا حال معلوم نہو نہ متدین معلوم ہو اور نہ فاسق معلوم ہو یہ ظہیریہ مین ہو

محاضر و سجلات - جو کسی خلل کی وجہ سے رد کردیے گئے - ایک محضر پیش ہوا جسمین ایک شخص نے جو زعم کرتا ہو کہ وہ صغیر کا اُسکے باپ کی طرف سے وصی ہو اس صغیر کے واسطے قرضہ کا دوسرے شخص پر دعوے کیا ہو پس یہ محضر رد کردیا گیا ہو بدین وجہ کہ محضر مین یہ ذکر نہین کیا کہ اس صغیر کے واسطے قرضہ کس وجہ سے ہو حالانکہ اسکا بیان کرنا ضرور ہو اسواسطے کہ اگر

۱؎ یعنے پاکدامن کو تہمت زنا لگانے کی حد ماری گئی ۱۲ ع ۲؎ یعنے یہ مقدار مقرر کرنے پر ۱۲ ع ۳؎ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۲

قرضہ موروثی ہو اور میت کا اس صغیر کے سوائے دوسرا وارث ہو تو یہ قرضہ صغیر کے واسطے جبھی ہوگا جب تقسیم جاری ہو اور قرضہ کی تقسیم باطل ہے اور گواہوں نے اپنی گواہی میں باپ کے مرنے اور اس مدعی کو وصی کرنے کی گواہی نہیں دی حالانکہ یہ بھی ضرور ہے

محضر۔ دعویٰ عقار برائے صغیر باجازت حکمی۔ اسکی صورت یہ ہے کہ زید حاضر ہوا اور عمرو کو حاضر لایا پس اس زید نے اس عمرو پر باجازت حکمی یہ دعوے کیا کہ جو دار اس مدعا علیہ کے قبضہ میں ہے جسکے حدود چنین وچنان ہیں ملک فلان صغیر کی ہے بدین سبب کہ یہ دار اس صغیر کے والد فلاں شخص کا تھا جس کا نام محضر میں مذکور ہے اُس نے اپنے بیٹے اس صغیر کیواسطے جسکا نام محضر میں مذکور ہے اس صغیر کے مال سے بولایت پدری بعوض ثمن معلوم جو مثل قیمت دار مذکور ہے خرید کیا تھا اور آج کے روز یہ دار محدودہ اس صغیر کی ملک ہے اُسی سبب سے جو ذکر کیا گیا ہے اور اس عمرو کے قبضہ میں بغیر حق ہے پس اس عمرو پر واجب ہے کہ اس حاضر آمدہ کو سپرد کر دے تاکہ اس صغیر مذکورہ محضر ہذا کے واسطے قبضہ کرلے پس یہ محضر رد کر دیا گیا بدین سبب کہ اسمین یہ مذکور نہیں ہے کہ اجازت حکمی اس قاضی کی طرف سے اُسکو حاصل ہوئی ہے یا کسی دوسرے قاضی کیطرف سے حاصل ہوئی ہے اور بتقدیریکہ اُسکو اجازت حکمی دوسرے قاضی کی طرف سے حاصل ہوئی ہے تو ضرور ہے کہ اجازت حکمی اس قاضی کے نزدیک ثابت کرے تاکہ اسکی خصومت کی سماعت کرے۔ اور بدین وجہ کہ محضر میں یہ مذکور نہیں ہے کہ اس مدعی کو اجازت قبضہ کرنیکی بھی حاصل ہے اسمین صرف اسقدر مذکور ہے کہ اُسنے باجازت حکمی دعویٰ کیا اور اسمین احتمال ہے کہ شاید اسکو دعوے و خصومت کی اجازت ہو قبضہ کی اجازت نہو پس اگر اُسکو قبضہ کی اجازت حاصل نہوگی تو اسکو حق قبضہ امام زفرؒ کے نزدیک حاصل نہوگا اسواسطے کہ جسکو دعوے و خصومت کی اجازت ہو وہ بمنزلہ وکیل خصومت کے ہے اور وکیل خصومت کو امام زفرؒ کے نزدیک قبضہ کا اختیار نہیں ہوتا ہے اور اُسی پر فتویٰ ہے۔ پس ضرور ہے کہ یہ ذکر کرے کہ اس کو قبضہ کی اجازت حاصل ہے یا ایسا امر ذکر کرے جس سے اُسکا وصی ہونا ثابت ہو کیونکہ وصی ہونیسے اختیار قبضہ کرنے کا ثابت ہو جاتا ہے۔ اور بدین وجہ کہ اُسنے محضر میں یہ ذکر نہیں کیا کہ ثمن مذکورہ وقت عقد کے بھی اس دار کی قیمت کے مثل تھا حالانکہ اس عقد کے صحیح ہونیکے واسطے یہ ضرور ہے کہ وقت عقد کے ثمن مذکور اُسکی قیمت کے مثل ہو کذا فی المحیط

محضر۔ در بیان جورو کا وارث شوہر پر میراث کا دعوے کرنا اور وارث کا یہ دعویٰ کرنا کہ اس عورت نے اپنے تمام حصہ میراث سے اور تمام دعوے و خصومات سے صلح کرلی ہے اور بدل صلح پر قبضہ کر لیا ہے۔ پس محضر اسوجہ سے رد کر دیا گیا کہ محضر میں ترکہ کا بیان نہیں ہے اور جائز ہے کہ ترکہ میں قرضہ ہو اور اس تقدیر پر صلح جائز نہوگی الّا اس صورت میں کہ صلح میں قرضہ کا استثنا کر دیا ہو۔ اور اگر ترکہ میں قرضہ نہو تو احتمال ہے کہ شاید ترکہ میں جنس بدل صلح سے نقد مال اسقدر ہو کہ بدل صلح میں جو نقد اس عورت کو ملا ہے وہ میراث سے اسکے نقدی حصہ کے برابر یا زیادہ ہو اور ایسی صورت میں بسبب ربو ہونے کے صلح جائز نہوگی۔ اور اگر ترکہ میں جنس بدل صلح سے نہو تو جائز ہے کہ اسمین خلاف بدل صلح کے نقد ہو اور ایسی صورت میں مجلس بدل صلح پر قبضہ شرط ہوگا۔ اور فقیہ ابو جعفر فرماتے تھے کہ ایسی صلح جائز ہے اور فرماتے تھے کہ جائز ہے کہ ترکہ میں قرضہ نہو اور جائز ہے کہ ترکہ میں جنس بدل صلح سے نہو اور اگر ہو تو جائز ہے کہ اس عورت کا حصہ میراث

مثل بدل صلح کے یا کم ہو بلکہ زائد ہوا ور جائز ہی کہ ترکہ مین کوئی چیز نقد سے نہو پس جو کچھ ذکر کیا ہے یہ سب وہم ہی اور وہم سے ابطال صلح نہین ہو سکتا ہی یہ فصول استروشنی و محیط مین ہی

محضر - دعوی تجہیل ودیعت - ابراہیم حاضر ہوا اور عمر کو حاضر لایا پھر اس ابراہیم نے اس عمرو پر دعوی کیا کہ مین نے اس عمرو کے باپ فلان کو ایک تھیلی سر بمہر جسپر لکھا تھا کہ توکلت علی اللہ بضاعۃ ابراہیم الحاجی ودیعت دی تھی اور اس مین پانچ عدد لعل بدخشانی تھے جسمین ہر ایک کا وزن سات درم اور ہر ایک کی قیمت اسقدر تھی اور اس عمرو کے باپ فلان نے مجھ سے لیکر بقبضہ صحیح اپنے قبضہ مین کر لی تھی اور وہ قبل مجھے واپس کرنے کے مر گیا اور تجہیل کے ساتھ بدون بیان کرنیکے مرا ہی پس اس ودیعت کی سب قیمت مذکورہ اُسکے ترکہ پر قرضہ ہوئی اور گواہون نے اسکی گواہی دی - پس یہ محضر باینوجہ رد کر دیا گیا کہ مدعی نے اپنے دعوے مین اور نیز گواہون نے اپنی گواہی مین یہ بیان نہ کیا کہ تجہیل کے روز ان چیزون کی کیا قیمت تھی بلکہ فقط دینے کے روز کی قیمت بیان کی ہے حالانکہ ایسی صورت مین واجب اُس قیمت کا بیان کرنا ہوتا ہی جو تجہیل کے روز ہو اسواسطے کہ ایسی صورت مین سبب ضمان یہی تجہیل ہے پس روز تجہیل کی قیمت کا لحاظ کیا جائیگا واللہ تعالی اعلم مین کہتا ہون کہ امام محمد نے کفالۃ الاصل مین ذکر فرمایا ہی کہ ایک شخص نے دوسرے کو مال عین ودیعت دیا اور مستودع نے اُس سے انکار کیا اور وہ مستودع کے پاس تلف ہو گیا پھر مودع نے ودیعت دینے کے اور روز انکار کی قیمت کے گواہ قائم کیے تو مستودع پر روز انکار کی قیمت کی ڈگری کیجائیگی اور اگر گواہون نے کہا کہ ہم روز انکار کی اس کی قیمت نہین جانتے ہیں مگر ودیعت دینے کے روز کی قیمت جانتے ہین کہ وہ اسقدر تھی تو قاضی مستودع پر بحکم ایداع قبضہ کرنے کے روز کی قیمت کی ڈگری کرے گا اور یہ اسوجہ سے ہے کہ مستودع پر ضمان واجب ہونے کا سبب درصورت انکار ودیعت کے انکار ہے بشرطیکہ روز انکار کی ودیعت کی قیمت معلوم ہو اور اگر روز انکار کی قیمت معلوم نہو اور روز ایداع کی قیمت معلوم ہو تو سبب ضمان اسکے حق مین بحکم ایداع قبضہ کرنا ہی اور یہ اسوجہ سے ہے کہ ضمان مستودع پر بسبب انکار و قبضہ سابق کے واجب ہوتی ہی کیونکہ اگر مثلاً وہ ودیعت سے انکار کر جاوے اور کہے کہ میرے پاس تیری ودیعت کچھ نہین ہی اور بات یہی ہو جیسی وہ کہتا ہی باینطور کہ اُسنے قبضہ نہ کیا ہو تو ضمان واجب نہوگی (باوجودیکہ انکار پایا گیا) اور اگر اس نے قبضہ کیا ہو اور انکار نہ کیا تو بھی ضمان واجب نہوگی اسیوجہ سے جو ہمنے بیان کر دی ہی ولیکن ان دونون سببون مین سے انکار بحسب وجود پیچھے ہی پس ضمان تا امکان اُسی پر ڈالی جائیگی پس جب گواہون نے روز انکار کی قیمت کی گواہی دی تو ضمان اُسپر ڈالنا ممکن ہوا پس ہم نے مستودع کے حق مین سبب ضمان یہی انکار قرار دیا اور اُسپر روز انکار کی قیمت واجب کر دی اور جب گواہون نے روز انکار کی قیمت کی گواہی نہ دی بلکہ روز ایداع کی قیمت کی گواہی دی تو انکار پر ضمان کا حوالہ کرنا متعذر ہو گیا پس ہم نے اسکو قبضہ سابق پر حوالہ کیا اور سبب ضمان اُسکے حق مین قبضہ سابقہ قرار دیا - اور اگر گواہون نے کہا کہ ہم اسکی قیمت بالکل نہین جانتے ہین

سلہ مترجم کہتا ہی کہ وہم کے ساتھ صلح کا باطل کرنا ممکن نہین ہی اور یہان احتمال ہی کہ صلح صحیح نہو تو وہم کے ساتھ صلح کا باطل کرنا کیونکر ہو سکتا ہے ۱۲

نہ قیمت روز انکار اور نہ قیمت روز ایداع۔ تو مستودع مذکور پر اُسکی قدر قیمت کی ڈگری کیجائیگی جسقدر وہ روز انکار کے قیمت خود بیان کرے جیسا کہ غاصب کی صورت مین ہوتا ہے کہ اگر مال مغصوب غاصب کے پاس تلف ہو گیا اور اُسکی روز غصب کی قیمت معلوم نہوئی تو اُسپر اُسی قیمت کا حکم دیا جائیگا جسکا خود بروز غصب ہونے کا اقرار کرے پس بقیاس اس مسئلہ کے مسئلہ تجہیل مین یون کہنا چاہیے کہ اگر گواہون نے روز تجہیل کے قیمت بضاعت کی گواہی نہ دی بلکہ جس روز اُس نے بضاعت دی ہے اُس روز کی قیمت کی گواہی دی تو اس روز ایداع کی قیمت کی ڈگری کیجائیگی اور اگر گواہون نے بالکل اُسکی قیمت جاننے کی گواہی نہ دی تو بروز ایداع[1] جسقدر قیمت ہونے کا خود اقرار کرے اسقدر کی ڈگری کیجائیگی اور یہی صحیح ہے

سجل۔ ایسا پیش ہوا جسمین آخر مین حکم کے وقت یون نہین لکھا کہ مین نے اس حکم کو اپنی مجلس قضا کورۂ فلان مین صادر کیا ہے یعنی کورہ کا ذکر کرنا چھوڑ دیا تو یہ سجل اس وجہ سے رد کر دیا گیا کہ نفاذ قضا کے واسطے ظاہر الروایۃ کے موافق شہر ہونا شرط ہے اس طعن کے دفع کرنے والون نے فرمایا کہ کیا یہ بات موجود نہین ہے کہ اُسنے ابتدائی سجل مین لکھا ہے کہ میری مجلس قضاء واقع کورۂ فلان مین حاضر ہوا پس اسکے جواب مین کہا گیا کہ یہ پہلے دعوے کی حکایت ہے اور یہ جائز ہے کہ دعوی اثناء شہر مین واقع ہو اور حکم قضاء شہر سے خارج صادر ہو پس ذکر حکم و قضا کیوقت شہر کا ذکر کرنا ضرور ہے تا کہ یہ احتمال جاتا رہے لیکن میرے نزدیک یہ طعن فاسد ہے اسواسطے کہ روایت نوادر کے موافق نفاذ قضا کے واسطے شہر شرط نہین ہے پس اگر قاضی نے شہر سے باہر کسی امر کا حکم نافذ کیا تو اُسکی قضاء ایک صورت مجتہد فیہ مین واقع ہوئی اور صورت مجتہد فیہ مین جو حکم قضاء واقع ہو وہ بالاتفاق نافذ ہو جاتا ہے پس سجل صحیح ہوگا اور اتفاقی ہو جائیگا

سجل۔ ایک قاضی کے پاس ایک سجل آیا جسنے اسکے آخر مین لکھا تھا کہ فلان قاضی کہتا ہے کہ یہ سجل میری طرف سے میرے حکم سے لکھا گیا ہے اور اسکا مضمون میرا حکم ہے کہ جسمین ہے چنانچہ پس مشائخ نے اُسپر مواخذہ کیا اور کہا کہ اُسکا یہ کہنا کہ اسکا مضمون میرا حکم ہے خطا ہے اسواسطے کہ مضمون سجل مین تحریر بسم اللہ الرحمن الرحیم و مکاتب دعوی مدعی و انکار مدعا علیہ و شہادت گواہان ہے اور ان سب مین کوئی حکم قاضی نہین ہے اور حکم قاضی صرف بعض مضمون سجل ہے پس یون لکھنا چاہیے کہ اسکے مضمون مین میرا حکم ہے یا یون لکھے کہ جو حکم اسمین مذکور ہے وہ میرا حکم ہے یا یون لکھے کہ اس مین جو قضاء مذکور ہے وہ میری قضا ہے جسکو مین نے ایسی حجت کی وجہ سے جو میرے نزدیک واضح ہوئی ہے نافذ کیا ہے

محضر۔ بدین مضمون وارد ہوا کہ راس المال شرکت کے دینار ہاے رکنیہ کا دعوی کیا ہے صورت اسکی یہ ہے کہ زید حاضر ہوا اور عمرو کو حاضر لایا پھر اس زید نے اس عمرو پر دعوی کیا کہ اس زید نے اس عمرو کے ساتھ بشرکت عنان بدین شرط اشتراک کیا کہ دونون مین سے ہر ایک کا راس المال اسقدر عدالی اس ضرب کے ہون و بدین شرط کہ ہر ایک دونون مین تنہا سے اور خیر دونون ملکر متاع و قماش مین سے جو راسے آوے اُسکو خرید و فروخت کرین اور دونون اپنا اپنا

---

[1] مترجم کہتا ہے کہ ماتن نے کہا کہ یہ جبھی ممکن ہے کہ مستودع زندہ ہو حالانکہ وہ زندہ نہین ہے مگر آنکہ کہا جاوے کہ یہ مسئلہ اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے اور مین کہتا ہون کہ ایضاع اس مقام کی جانب اشارہ ہے قولہ الابداع اس صورت مین ایداع مذکور ہے نہ ابضاع اور بسبب سیاق آسانی فہم کیواسطے اسکی تثبیت گذر چکی ۱۲

راس المال حاضر لائے اور دونون نے اسکو مخلوط کرکے اس عمرو کے قبضہ مین رکھا پھر اس عمرو نے کل راس المال عدالیات سے ایسے اسقدر تھان خریدے پھر انکو بعوض اسقدر دینار ہاے مکیہ موزونہ بوزن مکہ کے فروخت کیا پس اسپر واجب ہی کہ ان دینار ہاے مکیہ سے اس زید کا حصہ جو اسقدر ہوا ادا کرے اسلیئے کہ یہ بعینہ اسکے پاس موجود ہین اور اُس سے اسکا مطالبہ کیا اور جواب مانگا پس یہ محضر بدین علت رد کردیا گیا کہ دعوے مذکورہ دینار ہاے مکیہ مین واقع ہوا ہی اسواسطے کہ ثمن کرابیس مین دعوی واقع ہوا ہے اور ثمن کرابیس یعنی دینار ہاے مکیہ مال منقول ہی اور مال منقولہ پر دعویٰ و گواہی درحالیکہ وہ سامنے موجود نہو غیر مسموع ہوتا ہی ۔ اقول ردہمارے نزدیک صحیح نہین ہی اور اس علت کی وجہ سے محضر کا رد کرنا جائز نہین ہی اسواسطے کہ مال منقول مین اُسکا حاضر وسامنے موجود ہونا اسواسطے مشروط ہوتا ہی کہ اُسکی طرف اشارہ کردیا جاوے اور دینار ونکے ثمن ہونے مین اشارہ ناممکن ہی[عسہ] اسواسطے کہ بعض دینار بعض دینار سے مشابہ ہوتے ہین کہ جن مین فصل و تمیز[عسہ] ممکن نہین ہوسکتی ہی ۔ پھر واضح ہو کہ ایسا عقد امام اعظمؒ و ابو یوسفؒ کے نزدیک موافق مشہور قول اُن دونون امامون کے شرکت نہوگا اسواسطے کہ عدالی جو ہمارے زمانہ مین ہین وہ بمنزلہ فلوس کے ہین اور ان دونون امامون کے مشہور قول کے موافق فلوس عقد شریک کا راس المال نہین ہوتے ہین ۔ پھر اسکے بعد دیکھا جاوے کہ اگر دراہم عدالیہ دینے والے نے اپنے شریک سے عدالیات دینے کے روز یہ کہا ہو کہ انکے عوض پے درپے خرید و فروخت کر تو جب شریک نے بعوض عدالیات کے تھان خریدے اور اُنکو دینار ہاے مکیہ کے عوض فروخت کیا پھر دینار ہاے مکی کے عوض کوئی چیز خریدی اور پھر اسکو فروخت کیا اسیطرح پے درپے خرید و فروخت کی تو سب معاملات بیع نافذ ہونگے اور جو چیز ہر بار خریدی ہی وہ دونون مین ہر بار مشترک ہوگی اور ثمن مع نفع ہر بار اسیطرح مشترک ہوگا اسواسطے کہ یہ تصرفات از جانب شریک اگرچہ دینے والے پر بحکم شرکت نافذ نہونگے کیونکہ شرکت صحیح نہین ہوئی ہی لیکن بحکم وکالت نافذ ہونگے کہ اُسنے حکم دیا ہی اور اگر دینے والے نے اپنے شریک سے فقط یہ کہا کہ ان عدالیات کے عوض خرید کر و فروخت کر اور یہ نہ کہا کہ پے درپے خرید و فروخت کر پھر اُسنے ان عدالیات کے عوض تھان خریدے اور پھر انکو فروخت کردیا تو وکالت تمام ہو جاویگی اور شریک پر واجب ہوگا کہ ان دینار ہاے مکیہ مین سے دینے والے کو بقدر اُسکے حصہ راس المال کے مع حصہ نفع کے دیدے اور اگر اسکے بعد اُس نے کوئی چیز خریدی تو اپنے وارث کے واسطے خریدنے والا ہوگا اور اگر اُسنے ان دینار ہاے مکیہ مین سے اسکا ثمن ادا کیا تو دینار ہاے مکیہ مین سے حصہ دہندہ مذکور کا غاصب ہوگا پس اُسکے حصہ کے قدر ضامن ہوگا

محضر جسمین تہائی مال کی وصیت کا دعویٰ ہی ۔ زید حاضر آمدہ نے عمرو حاضر آوردہ پر دعویٰ کیا کہ اس عمرو کے باپ نے اس حاضر آمدہ کیواسطے اپنے تمام مال سے تہائی کی وصیت کی تھی اور یہ وصیت اپنی صحت و ثبات عقل کی حالت مین وصیت صحیحہ کی تھی اور اس زید نے بعد موت اس عمرو کے باپ کے اُسکی اس وصیت مذکورہ کو بقبول صحیح قبول کیا تھا پس بحکم اس وصیت کے اس عمرو کے باپ کے تمام ترکہ کی تہائی اس زید کیواسطے ہوگئی اور اس عمرو کے باپ کے ترکہ مین اس عمرو کے پاس چنین وچنان مال ہی پس بحکم وصیت مذکورہ اس عمرو پر واجب ہی کہ اس قدر اس زید کہ

عسہ یعنی بے فائدہ ہے ۱۲ عسہ یعنی تاہم ایک دوسرے مشابہ ہوتے ہین ۱۲ عسہ پس اشارہ کرنے سے بھی دینار ملتے نہین ممکن ہی ۱۲

دیدے تاکہ وہ اپنے واسطے اُسپر قبضہ کرے پس یہ محضر اسوجہ سے رد کردیا گیا کہ اسمین یہ نہین لکھا ہی کہ اُسنے بہمہ وجوہ اپنے نفاذ تصرفات کیحالت مین وصیت کی ہی بلکہ فقط یہ مذکور ہی کہ اُسنے اپنی حیات وصحت و ثبات عقل کی حالت مین وصیت کی ہی حالانکہ صحیح ثابت العقل ہونیکے واسطے یہ ضرور نہین ہی کہ اسکی وصیت بھی صحیح ہو اسواسطے کہ بقول ایسے[1] امام کے جو آزاد کا مجور[2] کرنا روا فرماتا ہی اُسکی وصیت جائز نہ ہوگی اور کتاب الحجر مین مذکور ہی کہ جو مرد سفیہ اپنے مال کو باسراف برباد کرتا ہو اگر اُسنے وصیتین کین تو قیاساً جائز نہونگی اور استحساناً جائز ہونگی مگر اُسی قدر وصیتین جائز ہون گی جو اہل صلاح کی وصیتون کے موافق ہون اور ایسی وصیت کہ لوگ موصی کیطرف سے اسراف نہ شمار کرین اور اپنے (یعنے ایسے لوگ ۱۲) درمیان اُسکو بیہودہ خرچ نہ جانین - اور نیز محضر مین یہ مذکور نہین ہی کہ اُسنے بطوع خود وصیت کی حالانکہ یہ لفظ ذکر کرنا ضرور ہی اسواسطے کہ جو شخص وصیت کرنے پر مجبور کیا گیا ہو اسکی وصیت ہمارے نزدیک صحیح نہوگی - اور ہمارے بعضے مشائخ نے ایک اور وجہ اس محضر کے رد کرنے کے واسطے خیال کی ہی وہ یہ ہی کہ موصی کا آزاد ہونا مذکور نہین ہی اور یہ وہم ہی اسواسطے کہ آزاد ہونا اسی سے مستفاد ہوا کہ اُسنے اپنے تہائی مال کی وصیت کی

محضر - دعوی کفالت - صورت اسکی یہ ہی کہ اس حاضر آمدہ زید نے اس حاضر آوردہ عمرو پر یہ دعوی کیا کہ اس عمرو نے میرے واسطے نفس خالد کی کفالت باین شرط کی تھی کہ اگر مین اسکو فلان روز تجھے سپرد نہ کرون تو جو مال اس زید کا اُس خالد پر ہی وہ مجھپر ہوگا اور یہ ہزار درم تھے اور مین نے اسکی کفالت کی اجازت دیدی پھر اس عمرو نے مجھے اس خالد کو بروز معین سپرد نہ کیا اور جو مال میرا اُسپر تھا مثلاً اُس مال کا کفیل ہوگیا اور یہ ہزار درم ہین اُس سے اسکا مطالبہ کیا اور جواب طلب کیا پس یہ محضر بدینوجہ رد کردیا گیا کہ محضر مین اسکا ذکر نہین ہی کہ یہ ہزار مال کفالت جن کا دعوی کرتا ہی کس وجہ سے مکفول عنہ پر واجب ہوئے ہین حالانکہ اسکا بیان کرنا ضرور ہی اسواسطے کہ بعض مال کی کفالت صحیح نہین ہوتی جیسے بدل کتابت و ودیعت وغیرہ پس ضرور ہوا کہ اسکو بیان کرے تاکہ دیکھا جاوے کہ آیا کفالت صحیح ہوئی تھی یا نہین اور دعوے کفالت آیا صحیح ہی یا نہین - اور وجہ دیگر یہ ہی کہ اُسنے یہ ذکر نہین کیا کہ مدعی نے مجلس کفالت مین اُسکی کفالت کی اجازت دیدی تھی حالانکہ یہ ضرور ہی کہ مجلس کفالت مین کفالت کی اجازت دیوے چنانچہ اگر کسی نے دوسرے کی طرف سے کسی غائب کیواسطے کفالت کرلی اور مجلس کفالت مین اسکی طرف سے کسی نے اجازت نہ دی اور نہ کسی اجنبی نے اسکی طرف سے خطاب کیا پھر غائب مذکور کو خبر پہونچی اور اُس نے اس کفالت کی اجازت دیدی تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک کفالت صحیح نہوگی اور امام ابو یوسف رح کا قول اول بھی یہی ہی اور ہمارے بعضے[3] مشائخ نے فرمایا کہ کفالت مین دعوی اجازت بمجلس شرط نہین ہی اور دعوے کفالت خود متضمن دعوی اجازت ہی چنانچہ دعوی بیع متضمن دعوی خرید ہی پھر جسنے دعوی اجازت شرط کیا ہی اسکے قول پر دعوی اجازت کا مجلس کفالت مین واقع ہونا شرط ہی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے اُسکی کفالت کی اپنی مجلس[4] مین اجازت دیدی اور یہ نہ کہا کہ

[1] یعنی امام اعظم ۱۲ [2] مجور بخلاف ماذون یعنے تصرفات سے روکا ہوا ۱۲ [3] مین کہتا ہون کہ اسمین نظر ہی کیونکہ جو کوئی دیکھے گا کہ اصیل پر مال ڈوب گیا تو وہ ضرور اس کفیل کو گرفتار کریگا جسکی کفالت کو اُسنے پہلے جائز نہین رکھا تھا ۱۲ [4] یعنی اس سے ظاہر ہی کہ اس نے کفالت کی اجازت دی ۱۲

مجلس کفالت مین اجازت دیدی تو یہ کافی نہین ہے اسواسطے کہ شاید مکفول لہ نے کفالت کی اجازت نہ دی ہو یہانتک کہ کفیل اس مجلس سے اٹھکر چلا گیا پھر اُسنے اجازت دیدی تو یہ اجازت مجلس مکفول لہ مین اجازت ہو گئی حالانکہ یہ بالاجماع معتبر نہین ہے اور اگر اُسنے ایکبار کفالت کرنیکا دعوے کیا اور اسکے ساتھ اجازت کا دعوی نہین کیا پھر ذکر کیا کہ اُسنے دوبارہ کفالت کی اور دعوی کیا کہ مین نے مجلس کفالت مین اسکی کفالت کی اجازت دیدی تو یہ صحیح ہوگا

محضر - دعوی مہر بحکم ضمان صورت یہ ہے کہ مسماۃ ہندہ نے زید پر دعوی کیا کہ یہ عورت منکوحہ عمرو تھی کہ اُسنے اس عورت کو عوض ہزار درم مہر کے بنکاح صحیح نکاح مین لیا تھا اور اس زید نے اس ہندہ کیواسطے اُسکے تمام مہر کی ضمانت صحیحہ کر لی تھی اور اس ہندہ نے اسکی ضمانت کی مجلس ضمانت مین اجازت دیدی تھی پھر یہ ہندہ اپنے شوہر عمرو پر بحرمت غلیظہ حرام ہو گئی اور اسکا مہر اسکے شوہر عمرو و اس زید پر جسنے مہر کی ضمانت کر لی تھی فی الحال دینا واجب ہو گیا پس اسپر واجب ہے کہ تمام مہر اُسکا اسکو ادا کر دے اور یہ ہزار درم ہین پھر اُس سے اسکا مطالبہ کیا اور جواب مانگا پس یہ محضر بدینوجہ رد کر دیا گیا کہ اُس نے سبب حرمت بیان نہ کیا کہ وہ کس وجہ سے اپنے شوہر پر حرام ہو گئی ہے اور حرمت کے سبب دو طرح کے ہین ایک متفق علیہ دوم مختلف فیہ پس احتمال ہے کہ اُسنے ایسے سبب سے حرمت کا زعم کیا ہو جسمین اختلاف ہے اور مفتی اور قاضی کے نزدیک اسکے برخلاف ہو اور بدینوجہ کہ سبب حرمت غلیظہ کبھی عورت کی طرف سے کوئی بات ہوتی ہے اور ایسی صورت مین اگر دخول سے پہلے اُسنے ایسا کیا ہو تو شوہر و کفیل دونون کے ذمہ سے پورا مہر ساقط ہو جائیگا اور کبھی شوہر کی جانب سے اسکا موجب ہوتا ہے اور ایسی صورت مین اگر دخول سے پہلے ہو تو شوہر و کفیل کے ذمہ سے نصف مہر ساقط ہوگا حالانکہ عورت مدعیہ نے کچھ بیان نہ کیا کہ آیا سبب حرمت از جانب شوہر ہے یا از جانب عورت مدعیہ ہے آیا دخول سے پہلے ہے یا بعد دخول کے ہے پس بدون بیان کے اسکا تمام مہر کا دعوی کفیل پر ٹھیک نہین ہے

محضر - دعوے کفالت چیزے از مال مہر بدین شرط کہ اگر شوہر سے جدائی واقع ہو تو کفیل مال مین سے اسکا ضامن ہے صورت یہ ہے کہ ایک عورت مسماۃ ہندہ نے زید پر دعوے کیا کہ تو نے میرے شوہر عمرو کی طرف سے میرے واسطے میرے مہر سے جو میرا میرے شوہر عمرو پر ہے ایک دینار سرخ جید کی کفالت بدین شرط کر لی تھی کہ اگر تم دونون مین جدائی واقع ہو تو مین ایک دینار سرخ جید کا تیرے واسطے ضامن ہون اور مین نے تیری ضمانت کی مجلس ضمانت مین اجازت دیدی تھی اور اب میرے اور میرے شوہر کے درمیان جدائی واقع ہو گئی بدین سبب کہ میرے شوہر نے امر طلاق کا اختیار میرے قبضہ مین بدین شرط دیدیا تھا کہ جب وہ میرے پاس سے ایک مہینہ غائب ہو تو تجھے اختیار ہے کہ اپنے تئین ایک طلاق بائن دیدے اور وہ اختیار دینے کی تاریخ سے میرے پاس سے ایک مہینہ غائب ہوا ہے اور مین نے بحکم اس اختیار کے اپنے تئین طلاق دیدی اور تو میرے واسطے میرے مہر مین سے ایک دینار کا کفیل ہو گیا پس تجھپر واجب ہے کہ یہ دینار مجھے ادا کر دے پھر اس عورت مذکورہ نے اس سبب دعوی پر اپنے گواہ قائم کیے تو مشائخ نے اس محضر کی صحت کا فتوے دیا و فرمایا کہ اُس کے گواہ قبول کیے جاوین اور کفیل پر ایک دینار کا حکم قضاءً نافذ کیا جاوے اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم قضاءً اسکے شوہر سے بھی حکم تفرقت ہوگا اسواسطے کہ عورت مذکورہ نے کفیل پر ایسے امر کا دعوی کیا ہے جس کے توصل بدون اسکے

ممکن نہین ہوسکتا ہی کہ شوہر پر ایک دوسرا امر ثابت کیا جاوے اور وہ یہ ہی کہ اُسنے امر طلاق اس عورت کے اختیار مین دیا اور اس عورت نے بحکم اس اختیار کے شرط پائی جانیکے وقت اپنے آپ کو طلاق دیدی پس اس بات مین کفیل مذکور اُسکے شوہر کیطرف سے خصم مقرر ہو جائیگا اور یہ اصل قواعد شرع مین ممہد ہی لیکن میرے نزدیک اسمین اشکال ہی اسواسطے کہ دعوی مین دو باتین ہین کہ غائب پر فرقت کا دعوی ہی اور حاضر پر مال کا دعوی اور غائب پر جو دعوی ہی وہ اس دعوے کے ثبوت کا جو حاضر پر ہی سبب نہین ہی بلکہ اُسکے واسطے شرط ہی اور ایسی صورت مین جو شخص حاضر ہی از جانب غائب خصم نہین ہو جاتا ہی اور یہی عامہ مشائخ کا مذہب ہی پس چاہئیے کہ حاضر پر مال کا حکم دیدے اور شوہر پر فرقت کا حکم نہ دے[1]

محضر ملکیت زمین ایسے شخص پر جسکے قبضہ مین اسمین سے تھوڑی زمین ہی۔ اسکی صورت یہ ہی کہ زید نے عمرو پر ایک زمین کا جو اُسکے قبضہ مین ہی دعوے کیا کہ یہ زید کی ملک ہی اور اس عمرو کے قبضہ مین ناحق ہی اور مدعی نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے بعد ازانکہ مدعا علیہ نے اُسکے دعوے سے انکار کیا اور قاضی نے مدعی کیواسطے زمین مذکور کا حکم دیدیا جیسا کہ رسم ہی پھر ظاہر ہوا کہ یہ زمین جسکا مدعی نے دعوی کیا ہی اس مدعا علیہ کے اور ایک شخص خالد کے قبضہ مین ہی تو بعض نے فرمایا کہ مسئلہ کی دو صورتین ہین کہ اگر یہ بات مدعی کے اقرار سے ظاہر ہوئی تو ظاہر ہوا کہ حکم قضا باطل ہی اس واسطے کہ مدعی نے اسطرح اقرار کرنیسے بعد حکم قضاء کے اپنے گواہون کی بعض شہادت مین تکذیب کی اور بعد قضاء کے مدعی کا اپنے گواہون کی بعض شہادت مین تکذیب کرنا موجب بطلان قضاء ہوتا ہی جیسا کہ اشارات اصل و جامع سے واضح ہی اور اگر مدعا علیہ نے اس بات کے گواہ قائم کرنے چاہے کہ جس زمین کا میرے قبضہ مین ہونے کا دعوی کیا گیا ہی وہ دعوی کے وقت میرے اور فلان کے قبضہ مین تھی تو اسکے گواہ قبول نہون گے کہ وہ دعوی کے چیز کی اُسکے قبضہ مین ہونے کی

یعنے کسی زمین مین حصہ غیر مقسوم ہے مشترک ہے ۱۲

نفی کرتے ہین بعد ازانکہ یہ امر مدعی کے گواہون سے ثابت ہو گیا ہی پس ایسے گواہ قبول نہونگے اور اس سے حکم قضاء کا باطل ہونا ثابت نہ ہوگا کذا فی المحیط

محضر دعوی حصہ شائع از اراضی۔ مثلاً کسی زمین کے اسقدر سہام مین سے اپنے سہام کا دعوی کیا اور گواہون و مدعی نے یہ ذکر نہ کیا کہ یہ تمام زمین مدعا علیہ کے قبضہ مین ہی تو اسمین مفتیون کے جواب مختلف ہین بعضون نے جواب دیا کہ یہ فاسد ہی اسواسطے کہ جب ان لوگون نے مدعا علیہ کے قبضہ مین پوری زمین کا ہونا بیان نہ کیا تو درصورتیکہ حصہ مشاع کا دعوی ہی تو یہ بھی ثابت نہوگا کہ یہ بعض مشاع اسکے قبضہ مین ہی (تا کہ مدعا علیہ پر مطالبہ وارد ہو) اور بعض نے اسکی صحت کا فتوی دیا اسواسطے کہ ایک چیز مین سے بعض شائع پر اپنا قبضہ جما دینے کیواسطے یہ شرط نہین ہی کہ پوری چیز پر اپنا قبضہ جماوے پس قول اول مین اشارہ ہی کہ مال عین مین سے نصف شائع کا غصب کرنا متصور نہین ہی اور ایسا ہی رکن الاسلام ابو الفضل نے اپنے اشارات مین اور صدر الشہید رح نے ذکر فرمایا ہی اور قول دوم مین یہ اشارہ

---

[1] قال المترجم ہٰذا و المصنف رحمہ اللہ تعالی کہ اس بیان شافی سے اختلاج رفع ہو گیا کیونکہ بعض مشائخ نے اختلاط کر کے زعم کیا کہ سبب و شرط ایک ہی اور اسی مسئلہ مین جو یہان مذکور ہی وہان حکم دیا کہ شوہر پر بھی فرقت کا حکم دے۔ یہ حکم مختلط اور غیر صحیح ہی اور صواب صحیح یہ حکم ہے جو یہان مذکور ہے پس ایسے مقامات مین تامل کرنا چاہیے اور صحیح قول پر فتوی دینا چاہیے واللہ تعالی الموفق ۱۲

ہو کہ مال عین مین سے نصف شائع کا غصب کرنا متصور ہو آیا تو نہین دیکھتا ہو کہ دو آدمیون کا ایک غلام کو غصب کر لینا متصور ہو اور ایسی حالت مین ہر ایک غاصب نصف غلام شائع کا غصب کرنیوالا قرار دیا جائیگا اور آیا نہین دیکھتا ہو کہ اگر دو آدمیون نے ایک مکان کرایہ پر لیا یا اُسکو خرید کیا اور دونون نے اسکو اپنی متاع مشترک سے گھیر لیا تو دونون میں سے ہر ایک اُسکے نصف شائع پر اپنا قبضہ جمانے والا ہوگا اور امام محمد رح نے جامع مین چند مقام پر صریح فرمایا ہو کہ مال عین کے نصف شائع کا غصب متصور ہو یہ فصول استروشنی مین ہو

محضر - چند محدود کا والد قابض سے خریدنے کا دعوی - اس زید حاضر آمدہ نے اس عمرو حاضر آوردہ پر دعوی کیا کہ حویلی محدودہ (زمین دار وغیرہ ۱۲) بحدود چنین و چنان واقع مقام فلان اس حاضر آوردہ کے والد فلان کی ملک حق تھی اور اس نے اپنی حیات و صحت و نفاذ تصرفات کی حالت مین میرے ہاتھ اسقدر دامون کو فلان روز فلان ماہ فلان سنہ مین فروخت کی اور ایسا ہی اُس نے میرے واسطے اپنی حیات مین اس محدودہ کی تاریخ فروخت کرنیکا اقرار کیا ہو اور چند گواہ لایا جنھون نے قابض کے والد فلان کی اس بیع مذکور کے اقرار کی گواہی دی اور گواہون نے کہا کہ آج کے روز یہ حویلی بسبب مذکورہ محضر ہذا اس مدعی کی ملک ہو اور اس مدعا علیہ کے قبضہ مین بغیر حق ہو - پس بعض مفتیون نے زعم کیا کہ اس محضر مین دو وجہ سے خلل ہو ایک یہ کہ گواہون نے بائع کے اس بیع کے اقرار کی گواہی دی جو دعوے مدعی مین مذکور ہو اور دعوے مدعی مین اقرار بائع مضاف بتاریخ بیع مذکور ہو اور وہ فلان روز ہو پس شاید یہ اقرار اُس روز واقع ہوا ہو لیکن احتمال ہو کہ اس روز بیع واقع ہونے سے پہلے واقع ہوا ہو پس اقرار بتاریخ بیع ہوگا لیکن بیع سے پہلے ہوگا اور اس تقدیر پر گواہون کی گواہی اور اقرار بیع کا بیع واقع ہونے سے پہلے ہون گے - اور قبل بیع کے اقرار بیع باطل ہو تو قبل بیع کے اقرار بیع کی گواہی بھی باطل ہوگی - اور دوسری وجہ یہ کہ گواہون نے اپنی گواہی مین کہا کہ آج کے روز یہ حویلی اُس سبب سے جو اس محضر مین مذکور ہو اس مدعی کی ملک ہو اور اس محضر مین جو سبب مذکور ہو وہ بیع ہو نہ اقرار بیع اسواسطے کہ اقرار سبب ملک ہونے کی صلاحیت (یعنی دوم یہ کہ ۱۲) نہین رکھتا ہو اور بیع پر اُنکی گواہی نہین ہو بلکہ اُنکی گواہی اقرار بیع پر ہے لیکن یہ زعم فاسد ہو - پس وجہ اول دو جہت سے فاسد ہو ایک یہ کہ مطلق کلام عاقل اور اُسکا تصرف بر وجہ صحت محمول کیا جائیگا بحکم فقہ الاصل اور یہاں مقام پر باین طور ہو کہ دعوے مدعی باقرار بیع بتاریخ مذکور اُسکے دعوے اقرار بیع بتاریخ مذکور پر بعد بیع کے واقع ہونے کے محمول کیا جاوے اور گواہی مین بھی یہی صورت ہو اور دوم آنکہ مطلق کلام عاقل ایسی صورت پر محمول کیا جاتا ہے جیسی لوگون مین عادت ہو اور لوگ اپنی عادت کے موافق ایسے بول چال مین ایسے کلام سے یہی مراد لیتے ہین کہ بیع کے بعد اس تاریخ مین بیع کا اقرار کیا - و جواب وجہ دوم یہ ہے کہ ہان یہ اقرار بیع کی گواہی ہو اور بیع سبب ملک ہو اور یہ صحیح ہو

محضر - باندی پر ملک کے دعوی کرنیکے مقدمہ مین زید حاضر آیا اور اپنے ساتھ ایک باندی کو حاضر لایا اور دعوی کیا کہ یہ باندی اُسکی ملک ہو حالانکہ باندی اس سے منکر ہو پھر زید چند گواہ لایا جنھون نے گواہی دی باین عبارت (روز سے مردے بیامد و این جاریہ حاضر آوردہ را باین حاضر آمدہ بفروخت بہاے معلوم و ویرا تسلیم کرد) پس یہ محضر دو علتون سے

رد کردیا گیا دونون مین سے ایک یہ ہی کہ گواہون نے مدعی کے واسطے ملک کی بطریق انتقال گواہی دی یعنی دوسرے کی ملک سے منتقل ہوکر اس مدعی کی ملک مین بوجہ بیع کے آئی ہی پس ضرور ہی کہ پہلے اس بائع کی ملک ثابت کی جاوے تاکہ انتقال ملک مذکور بجانب مدعی ثابت ہو حالانکہ اس صورت مین ایسی گواہی سے ملک بائع ثابت نہوئی کیونکہ بائع مجہول ہی اور مجہول کیواسطے ملک کا اثبات متحقق نہین ہوتا ہی اور جبکہ اس صورت مین اس گواہی سے بائع کیواسطے ملک ثابت نہوئی تو اس گواہی سے مدعی کیواسطے کیونکر انتقال ملک ثابت ہوگا حتی کہ بائع اگر مرد معلوم ہوتا تو یہ گواہی مقبول ہوتی اور مدعی کیواسطے باندی کی ملک کا حکم نہ دیا جاتا - اور دوسری علت یہ ہی کہ گواہون نے فقط یہ گواہی دی ہی کہ ایک شخص نے اس مدعی کے ہاتھ فروخت کی اور یہ گواہی نہین دی کہ اس مشتری نے بھی اسکو اُس سے خریدا ہی اور یہ ہوسکتا ہی کہ بائع مذکور نے باندی مذکور اس مدعی کے ہاتھ فروخت کی ہو مگر مدعی مذکور نے اسکو نہ خریدا ہو اور فقط بیع بدون خرید کے ملک ثابت نہین ہوتی ہی لیکن علت دوم صحیح نہین ہی اسواسطے کہ ذکر بیع متضمن ذکر خرید ہی اور نیز ذکر خرید متضمن ذکر بیع ہوتا ہی - آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر کسی نے دوسرے پر دعوی کیا کہ مین نے تیرے ہاتھ یہ باندی اسقدر ثمن کے عوض فروخت کی اور اس سے ثمن کا مطالبہ کیا تو اُسکا بیع کا دعوی صحیح ہوگا اگرچہ مدعا علیہ پر اسنے یہ دعوی نہین کیا کہ اُسنے خریدی ہی - اور اسی طرح اگر کسی نے دعوی کیا کہ میرے ہاتھ اس مرد نے یہ باندی فروخت کی ہی تو اُسکا دعوی صحیح ہوگا اگرچہ اُسنے یہ دعوی نہین کیا کہ مین نے اسکو اس سے خرید کیا ہی اس امر کو امام محمد رح نے بہت جگہ ذکر کیا ہے اور نیز ایک محضر باندی پر دعوی کرنے کے مقدمہ کا پیش ہوا کہ زید حاضر ہوا اور ایک باندی کو حاضر لایا اور دعوی کیا کہ یہ میری باندی ہی مین نے اسکو فلان شخص سے خریدا ہی پس میری اطاعت[1] اسپر واجب ہی اور باندی مذکورہ اس سے منکر ہے پھر یہ زید مذکور چند گواہ لایا جنھون نے یہ گواہی دی کہ اس مدعی نے اس باندی کو فلان شخص سے خریدا ہی تو اسمین مفتیون کے جواب مختلف ہوے بعضون نے فتوی دیا کہ ملکیت کا حکم دینے کے واسطے یہ دعوی صحیح ہی اور اطاعت واجب ہونے کی قضاء نافذ کرنے کے واسطے صحیح نہین ہے اسواسطے کہ اطاعت جب واجب ہوگی کہ جب بائع نے باندی مذکور اس مدعی کے سپرد کردی ہی اور اسکا سپرد کرنا بعد ادا ے ثمن کے ہوگا اور مدعی نے اپنے دعوی مین یہ ذکر نہین کیا ہی کہ اُسنے ثمن ادا کردیا ہی - اور بعضون نے دعوی بالکل صحیح نہونیکا فتوے دیا ہی اور یہی صحیح ہے اسواسطے کہ گواہون نے ملک بائع کی صریحًا یا دلالۃً کسی طرح گواہی نہین دی اور بدون اسکے مشتری کی ملک کا حکم نہ دیا جائیگا اور یہ مسئلہ کتاب الشہادۃ مین ہے

محضر — درباره دعوی ولاء عتاقہ پیش ہوا کہ زید مرگیا پھر عمرو آیا اور دعوے کیا کہ میت مذکور میرے والد بکر کا آزاد کیا ہوا ہی کہ اُسکو میرے والد نے اپنی زندگی مین آزاد کیا تھا اور اسکی میراث مجھے چاہیے ہی کیونکہ مین اُسکے آزاد کنندہ کا بیٹا ہون میرے سوائے اسکا کوئی وارث نہین ہی - پس بعضے مشائخ نے اسکے فاسد ہونے کا فتوی دیا ہی اور بعض نے اس دعوے کی صحت کا فتوے دیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ دعوے فاسد ہے اسواسطے کہ مدعی نے اپنے

[1] فرمانبرداری وحکم ماننا ۱۲

دعوے مین یہ نہین کہا کہ میرے والد نے اُسکو اپنی زندگی مین آزاد کیا درحالیکہ میرا والد اسکا مالک تھا اور غیر المالک کا آزاد کرنا باطل ہے اور جو ہمنے بیان کیا ہی اُسکی صحت کی دلیل وہ ہی جو امام محمدؒ نے دعوے الاصل مین باب دعوے العتق مین ذکر فرمایا ہی کہ اگر کسی غلام نے گواہ قائم کیے کہ اُسکو زید نے آزاد کر دیا ہی اور زید اس سے منکر ہو یا اس کا مقر ہے اور عمرو نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہی تو قاضی عمرو کے نام ڈگری کر دیگا اسواسطے کہ آزادی کے گواہون نے عتق باطل کی گواہی دی ہی کیونکہ اُنھون نے اپنی گواہی مین یہ نہین بیان کیا کہ اس حالت مین زید اُسکا مالک تھا اور بغیر اس گواہی کے زید کی ملک ثابت نہوگی اور عتق بلا ملک باطل ہی اور ہمارے اس قول کی کہ گواہون نے عتق باطل کی گواہی دی ہی یہی معنی ہین پس ایسی گواہی کا وجود و عدم یکسان ہی اور اگر بالفرض ایسی گواہی موجود نہوتی تو عمرو کے واسطے ملک کی ڈگری کیجاتی پس ایسا ہی درصورت موجود ہونے ایسی گواہی کے بھی یہی حکم ہوگا۔ اسی طرح اگر عتق کے گواہون نے غلام کیواسطے اس طرح گواہی دی کہ زید نے اسکو آزاد کیا درحالیکہ یہ غلام اُسکے قبضہ مین تھا تو بھی عمرو کیواسطے جسنے اپنی ملک ہونیکے گواہ قائم کیے ہین ملک کا حکم دیا جائیگا اسواسطے کہ اعتاق صحیح ہونیکے واسطے ملک معتبر ہی قبضہ کا اعتبار نہین ہی اور گواہون نے ملک کی گواہی نہین دی ہی۔ اور اگر عتق کے گواہون نے یون گواہی دی کہ زید نے اسکو درحالیکہ زید اسکا مالک تھا آزاد کیا ہی اور عمرو کے گواہون نے گواہی دی کہ یہ اس عمرو کا غلام ہی تو عتق کے گواہون پر حکم ہوگا اسواسطے کہ غلام کا اپنے آزاد کنندہ کی ملک ثابت کرنا مثل آزاد کنندہ کے اپنی ملک ثابت کرنیکے ہی اور اگر آزاد کنندہ بالفرض گواہ قائم کرے کہ یہ میرا غلام سابق ہی مینے اسکو اپنی ملک کی حالت مین آزاد کر دیا ہی تو عتق کے گواہون پر حکم ہوگا اسواسطے کہ دونون فریق گواہ ملک ثابت کرنے کے حق مین یکسان ہین مگر ایک فریق مین اثبات عتق زائد ہی پس ایسا ہی اس صورت مین جبکہ غلام نے ایسے گواہ قائم کیے ہین یہی حکم ہوگا پس یہ مسئلہ اس بات کی دلیل ہی کہ غیر کی طرف سے عتق کا دعوے کرنے مین اس غیر کی ملک کا ذکر کرنا ضرور ہے۔

محضر۔ در دعوی دفعیہ پیش ہوا جسکی صورت یہ ہی کہ زید نے عمرو کے مقبوضہ غلام کی نسبت عمرو پر دعوے کیا کہ مینے اسکو خالد سے ۱۳ تاریخ محرم سنہ ۱۰۰۰ ہجری کو خریدا ہی اور مدعا علیہ نے اسکے دعوے سے انکار کیا پس زید نے اپنے دعوے کے گواہ قائم کیے اور حکم قضاء بربنار گواہان زید کیواسطے عمرو پر اس غلام کی ملک کی نسبت متوجہ ہوا پھر مدعا علیہ نے اس دعوے کے دفعیہ مین دعوی کیا کہ یہ شخص جسکی طرف سے تو ملک حاصل ہونیکا دعوے کرتا ہی اس نے تیری خرید کی تاریخ سے ایک سال پہلے بطوع خود یہ اقرار کیا ہی کہ یہ غلام میرے بھائی بکر کی ملک وحق ہی اور اُس کے بھائی بکر نے اسکے اس اقرار کی تصدیق کی ہی اور مین نے یہ غلام اُسکے بھائی بکر سے خریدا ہی پس اس سبب سے تیرا دعوے مجھپر باطل ہی۔ تو مفتیون نے بالاتفاق جواب دیا کہ یہ دفعیہ صحیح ہی پھر اسکے بعد فتوی طلب کیا گیا کہ اگر زید نے مدعی دفعیہ عمرو سے اس اقرار کا وقت طلب کیا کہ کس روز کس شہر مین واقع ہوا ہی پس آیا قاضی اُسکو اس بیان کی تکلیف دیگا تو یہی بالاتفاق جواب دیا کہ قاضی اُسکو یہ تکلیف نہ دیگا اسواسطے کہ اُسنے ایکبار بقدر ضرورت یہ بیان کر دیا کہ تیری تاریخ خرید سے یا تیری خرید سے پہلے اقرار کیا ہی

محضر۔ دربارہ دعویٰ میراث پیش ہوا جسکی صورت یہ ہے کہ مجلس قضا مین زید و عمرو و ہندہ حاضر ہوے اور یہ سب اولاد بکر ہین پھر ان سب نے خالد پر جسکو حاضر لائے ہین ایک دار محدود کا اپنی مادر سلیمہ میتہ کی میراث اپنے واسطے ہونے کا دعویٰ کیا اور محضر مین یہ لکھا کہ یہ دار محدود ملک مسماۃ سلیمہ والدہ ان ہر دو مدعیون کا اور اسیکا حق تھا اور برابر تادم موت اُسکے قبضہ مین رہا یہانتک کہ وہ مرگئی اور اُسکے فرزندونکے واسطے میراث رہگیا۔ تو یہ محضر دو علتون سے رد کردیا گیا ایک یہ کہ محضر مین یون لکھا ہے کہ ان دو مدعیون کی والدہ حالانکہ چاہیئے کہ ان سب مدعیون کی والدہ لکھا جاوے[۹۱] اور دوم آنکہ محضر مین لکھا ہے کہ مرگئی اور اُسکے فرزندون کے واسطے میراث رہ گیا اور اسمین یہ مذکور نہین ہے کہ کیا چیز فرزندون کیواسطے میراث رہ گئی اور یون لکھنا چاہیئے کہ یہ دار محدود اسکے فرزندون کے واسطے میراث رہ گیا یون لکھنا چاہیئے کہ یہ اسکے فرزندون کیواسطے رہ گیا تاکہ مال متروک بصریح یا بکنایہ مذکور ہو جاوے اور بدون صریح یا کنایہ ذکر کرنے کے جس مین دعوے واقع ہوا اُسکی خبر میراث تمام نہوگی اور شیخ امام نجم الدین عمر نسفی نے حکایت کی کہ مین نے خبر میراث مین ایک فتویٰ لکھا اور اُسکے شرائط صحت بیان کرنے مین خوب مبالغہ کیا لیکن اتنی بات تھی کہ اس قول کی جگہ کہ اُسکو میراث چھوڑا ضمیر چھوڑ دی تھی صرف یہ لکھا تھا کہ اور میراث چھوڑا تو شیخ الاسلام علی بن عطاء بن حمزہ السغدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُسکی صحت کا فتویٰ نہ دیا اور مجھ سے کہا کہ اسمین ضمیر لکھدے اور یون کردے کہ اسکو میراث چھوڑا تب مین صحت کا فتویٰ دونگا۔ امام زاہد نجم الدین نسفی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے سامنے ایک محضر پیش ہوا جسمین زید نے عمرو پر ایک زمین کا دعوے کیا تھا کہ یہ زمین اس مدعی کی ملک و حق ہے اور اس مدعا علیہ کے مورث فلان نے اُسپر بغیر حق اپنا قبضہ کر لیا اور برابر اپنے قبضہ مین رکھا یہانتک کہ مر گیا پھر اسکے وارث اس حاضر آوردہ کے قبضہ مین بھی ناحق ہے پس اسپر واجب ہے کہ اپنا ہاتھ اس سے کوتاہ کر کے اس مدعی کو سپرد کردے اور مدعا علیہ نے اسکے دعوے کے دفعیہ مین کہا کہ میرے مورث فلان نے اسکو اس مدعی کے مورث سے بطور بیع قطعی خرید کیا تھا اور باہمی قبضہ طرفین سے ہو گیا تھا اور میرے مورث کے قبضہ مین تاحیات اُسکے بحق رہی یہانتک کہ اُسنے وفات پائی پھر میرے واسطے بحق اُس کے میراث رہی پس مدعی نے اس دفعیہ کے دفع مین کہا کہ اس مدعا علیہ کے مورث نے اقرار کیا کہ جو بیع ہمارے درمیان مین جاری ہوئی ہے وہ بیع وفا ہے کہ جب بائع مجھکو ثمن دیدے تو مجھپر اس زمین کا واپس کرنا لازم ہوگا اور اسپر گواہ قائم کردیے پس آیا اس طور سے دفعیہ کا دفع کرنا صحیح ہے تو شیخ نجم الدین رحمہ نے فرمایا کہ قاضی القضاۃ عماد الدین علی بن عبد اللہ اور شیخ امام علاء الدین عمر و بن عثمان معروف بعلامہ رح نے جواب دیا کہ صحیح ہے اور مین جواب دیتا ہون کہ صحیح نہین ہے کیونکہ مدعی نے اولاً دعوے کیا کہ اس مدعا علیہ کا قبضہ بغیر حق ہے پھر جب بیع وفاء کا اقرار کیا تو اقرار کیا کہ اُسکے قبضہ مین بحق ہے۔ اور بعض نے فرمایا کہ دعوے دفعیہ کا صحیح ہونا واجب ہے بنابر قول ایسے امام کے کہ بیع الوفاء رہن کے حکم مین ہے اسواسطے کہ مدعی نے اس دفعیہ مین مدعا علیہ کیواسطے جس بات کا ابتدا مین بالکل انکار کیا تھا یعنی یہ زمین محدود

---

[۹۱] یعنے مدبیان کردہ شدہ یعنی ہر چہار جہت کی حدین بیان کیا ہوا ۱۲ [۹۲] مترجم کہتا ہے کہ یہ دونون کی والدہ مین منقول نہوگا اور جو ہم نے بیان کیا وہ اسی صورت مین ہے جو بیان ہو چکی ۱۲

اسکے قبضہ مین ناحق ہی اُسمین سے تھوڑے کا اقرار کیا اور یہ بدین طور کہ جب اس بیع کو حکم رہن حاصل ہی تو مبیع مدعی کی ملک رہی لیکن مدعا علیہ کو روکنے اور اپنے پاس رکھنے کا استحقاق حاصل ہی حالانکہ مدعی نے امر آراضی محدودہ کی اپنی ملک ہونیکا اور مدعا علیہ کے قبضہ مین بغیر حق ہونیکا دعوی کیا ہی پھر جب اُسکے بعد مدعا علیہ کیواسطے بیع بالوفا کا اقرار کیا تو اپنے واسطے محدود مذکور کی ملکیت کا دعوی اور مدعا علیہ کیواسطے بحق قبضہ رکھنے کا اقرار کیا اور یہی ہمارے اس قول کے معنی ہین کہ بس امر کا مدعا علیہ کے حق مین اولا انکار کیا تھا اُسمین سے بعض بات کا اقرار کیا اور بنابر قول عامہ (پس بعد اقرار مذکور کے غلط ثابت ہوا) مشائخ کے نزدیک اگر وفا عقد بیع مین مشروط نہو تو بیع صحیح ہوگی پس دعوی مدعی کی سماعت نہوگی اور اگر وفا عقد بیع مین مشروط ہو تو بیع فاسد ہوگی پس اگر اُسنے فسخ عقد کا دعوی کیا تو دعوی دفعیہ صحیح ہوگا ورنہ نہین کذا فی المحیط

محضر شیخ نجم الدین نسفی رح کیسامنے پیش کیا گیا جسمین مذکور ہی کہ زید نے عمرو پر ایک باغ انگور کا استحقاق ثابت کیا اور اسکے حاصلات کا مطالبہ کیا اور اسکو بیان کردیا ہی پس اس محضر مین مدعا علیہ نے اُسکے دعوے کے دفعیہ مین دعوے کیا کہ مدعی نے اس سے بدل معلوم پر صلح کرلی ہی اور مقدار بدل کا ذکر نہین ہی اور نہ قبضہ مذکور ہی پس آیا یہ دفعیہ صحیح ہوگا تو فرمایا کہ یہ دفعیہ نہین صحیح ہی اور اگر بدل صلح پر قبضہ کرنا مذکور ہو تو صحیح ہوگا اگرچہ مقدار بدل مذکور نہو اسواسطے کہ مقدار بدل کا بیان ایسی صورت مین ترک کرنا جسمین اب قبضہ کرنیکی ضرورت نہین باقی ہی مضر نہین ہی۔ واضح ہو کہ یہ مسئلہ دو طرح پر ہی اگر فقط باغ انگور سے صلح واقع ہوئی اور بدل معلوم ہی یا نہین معلوم ہی لیکن گواہون نے بدل الصلح پر قبضہ کرلینے کی گواہی دی تو صلح صحیح ہوگی اور دعوے دفعیہ صحیح ہوگا اور اگر صلح باغ انگور اور اُسکے حاصلات غلہ سے جسکو مدعا علیہ نے تلف کردیا ہی بعوض ایسے بدل کے واقع ہوئی جو اس مال کے برخلاف ہی جو تلف کرنیکی وجہ سے واجب ہوا ہی اور بدون قبضہ کے دونون جدا ہوگئے تو حق پیدا وار غلہ مین صلح صحیح نہوگی خواہ بدل صلح معلوم ہو یا نہو پس یہ دعوی حق غلہ مین دفعیہ نہوگا یہ فصول استروشنی مین ہی

محضر جسمین وارث نے ترکہ کی زمین کے دعوی کے دفعیہ مین دعوی کیا ہی اُسکی صورت یہ ہے کہ زید نے ترکہ میت عمرو مین سے ایک زمین کا اُسکے وارث بکر پر دعوے کرکے استحقاق ثابت کیا پس بکر نے اُسکے دعوی کے دفعیہ مین کہا کہ تو اس دعوے مین مبطل ہی اسواسطے کہ تو نے مجھ سے ایکبار کہا ہی کہ تو نے باپ سے میراث پائی ہی یا یون دعوی کیا کہ تو نے مجھ سے ایکبار کہا ہی کہ تو نے باپ کے مرنے کے پیچھے بہت مال پالیا ہی مین نے کہا کہ مین نے کون مال پالیا ہی۔ کون مال میراث پایا ہی تو تو نے کہا کہ فلان زمین پس یہ تیری طرف سے میری ملک ہونیکا اقرار ہی اور تیرا دعوی باطل ہی پس آیا اس کلام سے حجت پکڑ سکتا ہی اور یہ اُس دعوے کا دفعیہ ہو سکتا ہی تو اُسمین شیخ نجم الدین نسفی نے یہ جواب دیا ہی کہ زید کے اس کلام مین کہ میراث پایا ہی حجت ہی اور دفعیہ ہو سکتا ہی اسواسطے کہ یہ بات اُسکی طرف سے بکر کیواسطے ملکیت کا اقرار ہی اور اس کلام مین کہ تو نے پالیا ہی اس سے دفعیہ نہین ہو سکتا ہی اسواسطے کہ یہ ملکیت کا اقرار نہین ہی اور یہ جواب ظاہر ہی اور نیز ایک محضر پیش ہوا جسمین مذکور ہی کہ زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ باغ انگور چہار دیواری والا جو فلان مقام پر واقع ہی اور اُسکے حدود یہ ہین وہ اس مدعی کی مان کے قبضہ مین تھا اور اُسکی

ماں نے اقرار کیا تھا کہ وہ اس مدعی کی ملک ہے اور بعد اس اقرار کے اس مدعا علیہ نے یہ باغ مذکور اس مدعی کی ماں سے خرید الپس اس مدعا علیہ پر واجب ہے کہ یہ باغ مذکور اس مدعی کے سپرد کرے پس آئمہ سمرقند مین سے ایک جماعت نے جواب دیا کہ یہ دعوی صحیح ہے اور امام نجم الدین نسفی نے جواب دیا کہ فاسد ہے اور فساد کی وجہین ظاہر ہین لیکن بیان نہین فرمائین اور شاید منجملہ وجوہ فساد کے ایک یہ بات ہے کہ مدعی نے اپنے واسطے ملک کا دعوی نہین کیا اور اگر اپنے واسطے ملک کا دعوی بھی کرتا اور دعوی کرتا کہ اسکی مان نے اُسکے واسطے اس باغ مذکور کا اقرار کیا ہے تو بھی دعوے کی سماعت نہوتی اسواسطے کہ اُسنے اپنی ملک کو ایسی چیز کی طرف مضاف کیا جو سبب ملک ہونیکی صلاحیت نہین رکھتا ہے اور وہ اقرار ہے حتی کہ اگر وہ اپنی ملک کو ایسی چیز کی طرف مضاف کرے جو سبب ملک ہونیکی صلاحیت رکھتا ہے مثلاً یون کہے کہ یہ باغ انگور میری ملک ہے مین نے اس مدعا علیہ کے خریدنے سے پہلے اس کو اپنی ماں سے خریدا ہے تو اسکا دعوی[1] صحیح ہوگا

محضر - دعوی میراث مع عتق پیش ہوا جسمین یہ مذکور ہے کہ زید نے ایک شخص مسمی عمرو پر دعوی کیا کہ یہ غلام میرے چچا زاد بھائی بکر کا غلام تھا اور وہ مرگیا اور جسوقت مرا ہے اُسوقت یہ اُسکی ملک مین تھا اور مین اسکا وارث ہون اور میرے سوائے اسکا کوئی وارث نہین ہے پس یہ غلام اُس کی طرف سے میرے واسطے میراث ہو گیا حالانکہ یہ غلام میری اطاعت سے انکار کرتا ہے پس مدعا علیہ نے اُسکے دعوی کے دفعیہ مین دعوی کیا کہ اس مورث مذکور نے مجھکو اپنے مرض الموت مین آزاد کردیا تھا اور مین اسکے تہائی مال سے برآمد ہوتا ہون اور آپکے روبرو مین آزاد ہون اُسکے واسطے مجھپر کوئی راہ نہین ہے اور اسپر گواہ قائم کردیے پھر اس مدعی نے دوبارہ دعوی کیا کہ مین نے اس غلام کو اپنے چچا زاد بھائی فلان مذکور سے اُسکی صحت مین خرید کیا ہے تو شیخ نجم الدین نسفی رہ نے جواب دیا ہے کہ دوسرا دعوی اُسکا صحیح نہین ہے اسواسطے کہ ہر دو دعوے مین تناقض واقع ہوتا ہے اور توفیق نہین ہوسکتی ہے کیونکہ اُسنے پہلے میراث پانیکا دعوی کیا پھر مورث[2] مذکور کی زندگی مین اُس سے خریدنے کا دعوی کیا اور یہ جواب صحیح ہے اور علت مذکورہ ظاہر ہے اور امام محمد رہ نے آخر جامع کبیر مین ذکر فرمایا ہے کہ زید کا باپ عمرو مرگیا پس زید نے بکر کے مقبوضہ دار پر دعوی کیا کہ یہ دار میرا ہے مین نے اسکو اپنے باپ سے اسکی حیات و صحت کی حالت مین خرید کیا ہے اور اسپر گواہ قائم کیے مگر انکی تعدیل نہوئی یا اُسکے پاس گواہ نتھے اور اُسنے مدعا علیہ سے قسم لے لی پھر اُسنے قائم کیے کہ یہ دار اُسکے باپ کا ہے وہ مرگیا اور اُسکو اُسکے واسطے میراث چھوڑ گیا ہے اور گواہ لوگ کہتے ہین کہ ہم اسکے سوائے اسکا کوئی وارث نہین جانتے ہین تو قاضی بنام مدعی اس دار کی ڈگری کردیگا اسواسطے کہ (یعنی گواہی لینے مین ۱۲) پہلے باپ سے حالت حیات و صحت مین خریدنے کے دعوے اور پھر دوبارہ اُس سے میراث پانیکے دعوے مین تناقض نہین ہے جو ہوتا ہے

[1] قال المترجم رہ میرے نزدیک اب بھی صحیح نہوگا اسواسطے کہ اُسنے یہ بیان نہین کیا ہے کہ یہ باغ مذکور اُسکی ماں کی ملک تھا درحالیکہ اُسنے فروخت کیا ہے کیونکہ اگر غیر کی ملک فروخت کردے تو صاحب استحقاق کو مشتری سے بعد اثبات استحقاق کے لے لینے کا اختیار ہوتا ہے اگرچہ اُسنے خرید کیا ہے پس محض خریدنا اس بات کو مستلزم نہین ہے کہ وہ چیز بائع کی ملک ہو ورنہ اس صورت مین کیونکر لے سکتا تھا اور اس تقریر سے واضح ہوا کہ اول وجہ خلل یہی ہے ۱۲ منہ [2] وہ شخص جسکی کچھ میراث پہنچے ۱۲

اسواسطے کہ وہ کہہ سکتا ہی کہ مین نے اُس سے خریدا تھا جیسا کہ مین نے پہلے دعویٰ کیا تھا لیکن مین اپنی خرید ثابت کرنے سے عاجز ہوا اور بسبب ظاہر یہ دار میرے باپ کی ملک مین رہا پس بظاہر وہ میرے باپ کے مرنیکے بعد میرے واسطے میراث ہوا اور اگر ایسی صورت مین پہلے اُسنے باپ سے میراث پانیکا دعوے کیا پھر اسکے بعد اُس سے خریدنیکا دعویٰ کیا تو دعویٰ خرید کی سماعت نہ ہوگی اسواسطے کہ پہلے میراث پانیکے دعوے اور پھر خریدنے کے دعویٰ مین تناقض ہی اسواسطے کہ وہ یہ نہین کہہ سکتا ہی کہ مین نے اپنے باپ سے میراث پایا جیسا کہ مین نے پہلے دعویٰ کیا پھر جب مین میراث ثابت کرنیسے عاجز ہوا تو مین نے اُس سے خریدا اور اُسکی توضیح یہ ہی کہ باپ سے جو چیز خریدی ہو وہ کبھی میراث ہو سکتی ہی باین طور کہ مثلاً اُسکی زندگی مین دونون کے درمیان بیع فسخ ہو جاوے یا بعد موت کے فسخ ہو کہ وارث اُسمین کوئی عیب پاکر اُسکو واپس کردے پس تناقض متحقق نہین ہو سکتا ہی اور جو چیز باپ[1] کی طرف سے میراث ملی ہو وہ اُسکی طرف خرید شدہ نہین ہو سکتی ہی پس تناقض متحقق ہوگا

محضر - دعوے میراث اُسکی صورت یہ ہی کہ زید مر گیا پھر ایک شخص مستحق عمرو آیا اور چچازاد بھائی ہونے کی وجہ سے عصبہ ہونیکا دعوے کیا اور نسب پر گواہ قائم کیے کہ دادا تک نام و نسب ذکر کیے پھر اس نسب اس میراث کے منکر نے گواہ قائم کیے کہ میت کا دادا فلان شخص ہی اور یہ سوائے اُس شخص کے ہی جس کو مدعی نے دادا ثابت کیا پس آیا یہ دعوے مدعی اور اُسکے گواہون کا دفعیہ ہوگا یا نہین تو شیخ نجم الدین نسفیؒ نے جواب دیا کہ اگر پہلے گواہون کے موافق حکم قضا نافذ ہو چکا ہی تو دفعیہ نہوگا اور اگر پہلے گواہون کے موافق حکم قضا نافذ نہین ہوا ہے تو بسبب تعارض کے کسی فریق گواہ کے موافق حکم دینا جائز نہین ہی اور فرمایا کہ یہ نظیر مسئلہ طلاق جورو و عتاق غلام ہے کہ ایک فریق گواہون نے گواہی دی کہ اُسنے کوفہ مین اس سال کی قربانی کے روز اپنی جورو کو طلاق دی ہی اور دوسرے فریق گواہون نے غلام کے واسطے گواہی دی کہ ایسے شخص نے اسی سال کی قربانی کے روز مکہ مین اس غلام کو آزاد کیا ہی - اور بعض نے فرمایا کہ یہ چاہیئے کہ مدعی کے گواہون کا دفعیہ نہوا اور مدعا علیہ کے گواہ قبول نہون کیونکہ اگر مدعا علیہ کے گواہ ہون تو یا تو دادا کے نام کے اثبات پر قبول ہونگے اور اسکی کوئی وجہ نہین ہی اسواسطے کہ وہ اسمین خصم نہین ہی اور یا دعویٰ مدعی کی نفی پر قبول ہون گے اور اسکی بھی کوئی راہ نہین ہی اسواسطے کہ نفی پر گواہی قبول نہین ہوتی ہی اور یہ نظیر اس صورت کی ہی کہ ایک شخص نے دوسرے پر دعوے کیا کہ اس مدعی نے اس مدعا علیہ کو فلان روز ہزار درم قرضہ دیے ہین اور مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ یہ شخص اُس روز فلان شہر مین تھا کسی دوسرے شہر کا نام لیا تو مدعا علیہ کے گواہ قبول نہون گے اسواسطے کہ یہ گواہ در حقیقت نفی پر قائم ہوئے ہین

محضر - در مقدمہ دعویٰ و دیرہ و سرائچہ پیش ہوا اور گواہون نے بلفظ خانہ گواہی دی تو محضر مذکور بدین علت رد کردیا گیا کہ جس چیز کی گواہون نے گواہی دی ہی وہ تحت دعویٰ داخل نہین ہی اسواسطے کہ دعوے سرائچہ کا ہوا اور گواہون نے خانہ کی گواہی دی ہی حالانکہ سرائچہ اور ہی اور خانہ اور ہی اور یہ جواب ایسی صورت مین صحیح ہو سکتا ہی کہ

---

[1] اگر لفظ باپ کو ترک کرکے مورث کا لفظ کہا جاوے تو زیادہ واضح ہو جاوے ۱۲ منہ

جب دعوے بزبان عربی اور گواہی بزبان عربی ہو اور اگر دعویٰ فارسی مین اور گواہی فارسی مین ہو تو دعوے و گواہی
دونون صحیح ہونگے اسواسطے کہ فارسی مین خانہ کا اطلاق سراچہ پر ہوسکتا ہے بان عربی مین ایسا نہین ہے

محضر - در مقدمہ دعویٰ بیع سکنی جسمین لکھا تھا کہ اسکو مع اُسکے حدود و حقوق کے فروخت کیا اور یہ محضر شیخ الاسلام سعدی رح کے سامنے پیش کیا گیا تو شیخ رح نے اسکو رد کردیا کہ سکنی نقلی ہے اور نقلی کیواسطے حد نہین ہوتی ہے - اور نیز شیخ رحمہ اللہ کے سامنے لکھکر دوسرا محضر پیش ہوا جسمین مدعا علیہ کے دادا کا نام مذکور نہ تھا جسکی صورت یہ تھی کہ زید حاضر ہوا اور اپنے ساتھ عمرو کو حاضر لایا پھر اس زید نے اُس عمرو پر دعویٰ کیا - تو شیخ نے اُس کی صحت کا فتویٰ دیا اسواسطے کہ مدعا علیہ حاضر ہے اور حاضر مین اشارہ کافی ہے اُسکے اور اُسکے باپ کے نام کے ذکر کی ضرورت نہین ہے پس دادا کے نام بیان کرنے کی بدرجہ اولیٰ ضرورت نہوگی اور اگر مدعا علیہ غائب ہو تو دادا کا نام بیان کرنا ضرور ہے اور یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کا قول ہے اسی طرح حدود کے بیان مین صاحب حد کے دادا کا نام بیان کرنا ضرور ہے اسی طرح ہر دو متخاصمین کی شناخت مین دادا کا نام بیان کرنا ضرور ہے اور قاضی امام رکن الاسلام علی بن حسین سغدی ابتدا مین اُسکی شرط نہین فرماتے تھے کہ دادا کا نام ذکر کرنا ضرور ہے پھر آخر عمر مین اسکی شرط کرنے لگے اور یہی صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے

محضر - پیش ہوا جسمین شفعہ کا دعویٰ ہے - اور اسمین بہر سہ طریق شفعہ کا طلب کرنا مذکور ہے پس یہ محضر اس علت سے رد کیا گیا کہ دعویٰ و گواہی مین یہ مذکور نہین ہے کہ شفیع نے طلب کے گواہ وقت قدرت مین فی الفور کرلئے ہین اور اُس نے اس محدود کے شفعہ طلب کرنے پر گواہ کرلیے ہین اور محدود مذکور بہ نسبت بائع و مشتری کے شفیع سے زیادہ نزدیک تھا حالانکہ اسکا بیان ضرور ہے اسواسطے کہ شرط یہ ہے کہ ایسے گواہ کرے جو شفیع سے زیادہ نزدیک ہو خواہ محدود ہو یا بائع ہو یا مشتری ہو - اور جاننا چاہیے کہ طلب اشہاد کی مدت کی تقدیر اسی قدر ہے کہ بحالت قدرت[عہ] بائع یا مشتری یا محدود ان تین مین سے ایک کی حاضری مین فوراً گواہ کرلے اور مشتری سے طلب کرنا ہر حال مین صحیح ہے خواہ مشتری نے مبیع پر قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو اور بائع سے طلب کرنا جب صحیح ہے کہ جب دار اُسکے قبضہ مین ہو اور اگر دار اُسکے قبضہ مین نہو تو شیخ الاسلام نے بھی شرح مین ذکر کیا کہ استحساناً[مثلاً] اُس سے شفعہ طلب کرنا صحیح ہے قیاساً صحیح نہین ہے اور شیخ ابو الحسن قدوری نے اپنی شرح مین اور ناطفی نے اپنی اجناس مین اور عصام نے اپنی مختصر مین ذکر کیا کہ یہ صحیح نہین ہے اور استحسان و قیاس کا کچھ ذکر نہین کیا اور اگر شفیع نے بغرض طلب اشہاد ان تین مین جو زیادہ قریب ہے اُسکو چھوڑ کر دوری والے کے پاس جانیکا قصد کیا پس اگر یہ سب ایک ہی شہر مین ہون تو اُسکا شفعہ باطل نہوگا ایسا ہی شیخ الاسلام نے اپنی شرح مین اور عصام نے اپنی مختصر مین ذکر کیا ہے اسواسطے کہ شہر واحد باوجود تباین اطراف کے حکم مین مثل

[سلہ] یعنے اُن مین سے کسی کو حاضر پاکر باوجود قدرت اشہاد کے فوراً گواہ کرنا چاہیے ہے جو لیکن صحت کے جملہ شرائط شفعہ مین مذکور ہوے ہین الا کچھ بیان بیان ہوتے ہین ۱۲ منہ [عہ] غیر منقول کے حدود ہوتے ہین ۱۲ [عہ] جسوقت اشہاد پر قادر ہو ۱۲

مکان واحد کے ہو اور خصاف نے ادب القاضی مین ذکر فرمایا کہ اگر وہ نزدیک کو چھوڑ کر دور والے کے پاس گیا تو اُسکا شفعہ باطل ہوجائیگا اور ایسا ہی صدر الشہید نے اپنے واقعات مین ذکر کیا ہی اور اگر یہ سب متفرق دو یا زیادہ شہرون مین ہون پس اگر انمین سے کوئی ایک اسی شہر مین موجود ہو جسمین شفیع ہے پھر شفیع اس کو چھوڑ کر دوسرے شہر مین طلب اشہاد کیواسطے گیا تو اُسکا شفعہ باطل ہوجائیگا اور اگر شفیع دار محدود و مشتری و بائع ان سب مین سے ہر ایک علیحدہ علیحدہ شہر مین ہو پس وہ نزدیک والے کو چھوڑ کر ایسے کے پاس گیا جو نسبتاً اسکے دور ہی تو اس مین مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعض نے فرمایا کہ اسکا شفعہ باطل ہوجائیگا اور ایسا ہی عصام نے اپنی مختصر مین ذکر کیا ہی اور بعض نے فرمایا کہ اُسکا شفعہ باطل نہوگا اور ایسا ہی ناطفی نے اجناس مین ذکر کیا ہی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ کاہے ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ شفیع کسی سبب سے نزدیک والے کے پاس نہین جاسکتا ہی پس دور والے کے پاس جانا اُسکے شفعہ کا مبطل نہوگا اور علی ہذا اگر نزدیک والے کے پاس پہونچنے کے دو راستہ ہون پس شفیع نے نزدیک کا راستہ چھوڑ کر دور کا راستہ اختیار کیا تو بقیاس اسکے جو عصام نے ذکر کیا ہی اُسکا شفعہ باطل ہوجائیگا اور بقیاس اُسکے جسکو ناطفی نے ذکر کیا ہی اُسکا شفعہ باطل نہوگا۔ پھر جس شہر مین ان سب سے زیادہ قریب موجود ہی جب اس شہر مین پہونچا تو طلب صحیح ہونیکے واسطے یہ شرط ہی کہ اس چیز کے حضور مین طلب ہو خواہ یہ شئے دار ہو یا بائع ہو یا مشتری ہو سب کا حکم یکسان ہی یہی مشہور و معروف ہی اور قاضی امام ابوزید کبیر فرماتے تھے کہ بائع اور مشتری مین اور دار مین فرق ہی کہ صحت طلب کیواسطے بائع یا مشتری کا حضور شرط ہی اور دار اگر زیادہ قریب ہو تو اُس شہر مین پہونچکر دار کا حضور شرط نہین ہی بلکہ اُس شہر مین جسمین دار ہی بیدون تاخیر کے جہان چاہے شفعہ طلب کرنیکے گواہ کرلے تو طلب اشہاد صحیح ہوجائیگی اور فرماتے تھے کہ اسی طرف امام محمدؒ نے باب شفعہ اہل البغی مین اشارہ فرمایا ہی اور علی ہذا اگر دار مذکور اُسی شہر مین ہو جہان شفیع موجود ہی تو طلب اشہاد کی صحت کے واسطے بنا بر اختیار امام ابوزید کبیرؒ کے دار مذکور کا بطلب اشہاد شفعہ طلب کرنے کے واسطے اس دار کا سامنے ہونا شرط ہوگا اور اگر بائع و مشتری شہر شفعہ مین ہون تو اُسکے حضور مین طلب اشہاد بالاتفاق شرط ہے کذا فی المحیط

محضر۔ اس مقدمہ مین پیش ہوا کہ مادہ خر خریدکردہ پر استحقاق ثابت کرکے لیے جانے کے بعد مشتری نے اپنا ثمن واپس لینے کا دعوی کیا۔ اُسکی صورت یہ ہی کہ مجلس قضاء بخارا مین مسمی حید حمیری حاضر ہوا اور اپنے ساتھ ایک شخص مسمی عثمان حمیری کو حاضر لایا پھر اس حاضر آمدہ نے اس حاضر آوردہ پر دعوی کیا کہ اس حاضر آوردہ نے میرے ہاتھ ایک مادہ خر پورے جسقدر کی اسقدر ثمن کے عوض فروخت کی اور یہ فروخت ماہ فلان سنہ فلان مین واقع ہوئی اور مین نے اس مادہ خر کو اس سے خرید کیا اور ہم دونون مین باہمی قبضہ واقع ہوگیا پھر مین نے یہ مادہ خر بدست احمد بن خالد بثمن معلوم فروخت کی اور اُسنے مجھ سے اس ثمن معلوم کے عوض خرید لی اور ہم دونون مین باہمی قبضہ ہوگیا پھر احمد بن خالد نے یہ مادہ خر بدست علی بن محمد دہقان فروخت کی پھر مسمی زید نے اس مادہ خر کو علی بن محمد کے ہاتھ سے مجلس قضاے کورہ نسف مین قاضی معین الدین بن فلان کے سامنے اپنا

استحقاق ثابت کر کے لے لیا اور قاضی معین الدین اسوقت مین از جانب قاضی امام علاء الدین عمرو بن عثمان متولی احکام قضاے کورۂ سمرقند و اکثر شہر ماوراء النہر کے کورۂ نسف و اُس کے نواح کا قاضی تھا اور یہ استحقاق بذریعہ گواہان عادل کے جو قاضی معین الدین کے حضور مین شاہد ہوے تھے ثابت کیا اور قاضی معین الدین کی طرف سے زید کے واسطے علی بن محمد دہقان پر اُس مادۂ خر کا حکم جاری ہوا اور قاضی موصوف نے اس مادۂ خر کو اُسکے ہاتھ سے نکال کر اس مستحق کو دیدیا پھر قاضی امام سدید الدین طاہر کی طرف سے جو بخارا مین از جانب متولی احکام قضا و شہر بخارا و نواح آن قاضی امام صدر الدین احمد بن محمد کے ثابت الحکم ہے اس مستحق علیہ دہقان علی بن محمد کیواسطے اپنے بائع احمد بن فلان سے اپنا ثمن ادا کردہ شدہ واپس لینے کا حکم جاری ہوا پس اُس نے اپنے بائع سے اپنا ثمن تمام و کمال واپس لیا پھر اس قاضی سدید الدین کی طرف سے اس احمد بن فلان کیواسطے حکم جاری ہوا کہ اپنے بائع سے اپنا ادا کردہ شدہ ثمن واپس لے پس اُسنے مجھسے اپنا تمام و کمال ثمن واپس لے لیا اور مجھے استحقاق حاصل ہوا کہ مین نے جو ثمن اس حاضر آوردہ کو ادا کیا ہے سب اس سے واپس لون پھر اس مدعا علیہ سے جسکو مدعی حاضر لایا ہے جواب مانگا گیا تو اُسنے انکار کیا اور کہا کہ مجھے اس مدعی کو کچھ دینا نہیں ہے پھر یہ مدعی اپنے دعوے پر چند گواہ حاضر لایا پس اس دعوے کی صحت کا فتویٰ طلب کیا گیا تو بعض نے جواب دیا کہ اس دعوے مین چند طرح سے خلل ہے اوّل آنکہ مدعی نے یہ نہین بیان کیا کہ قاضی علاء الدین کے خلیفہ کرنے کی اجازت حاصل تھی حالانکہ یہ شرط ہے کیونکہ اگر اُسکو خلیفہ مقرر کرنے کی اجازت نہو گی تو اُسکا خلیفہ کرنا صحیح نہوگا اور معین الدین قاضی نہوگا اور دوم آنکہ اُسنے قاضی معین الدین کے قاضی مقرر ہونیکی تاریخ نہین لکھی تاکہ دیکھا جاے کہ قاضی علاء الدین اُسکو قاضی مقرر کرنیکے وقت خود قاضی تھا یا نہ تھا تاکہ معلوم ہو کہ قاضی معین الدین اسکے مقرر کرنیسے قاضی ہو گیا اور نیز اُسنے صریحاً یہ ذکر نہ کیا کہ قاضی سمرقند کو نسف پر ولایت حاصل تھی بلکہ یہ ذکر کیا کہ اکثر شہر ہاے ماوراء النہر حالانکہ ماوراء النہر مین بہت سے شہر ہین پس اسی بات ذکر کرنے سے نسف داخل نہو جائیگا اور نیز اُسنے یہ بیان کیا قاضی معین الدین نے عادل گواہون پر حکم دیدیا اور یہ بیان نہ کیا کہ یہ گواہ مدعا علیہ کے روبرو قائم ہوے تھے حالانکہ جبتک گواہی و حکم روبرو مدعا علیہ کے نہو تب تک حکم صحیح نہین ہوتا ہے۔ اور نیز اُس نے صرف یہ بیان کیا کہ قاضی معین الدین کے روبرو اس کے گواہ عادل قائم ہوئے اور یہ بیان نہ کیا کہ آیا گواہون نے اس بات کی گواہی دی کہ مشتری نے اس مدعی مستحق کی ملک ہونے کا اقرار کیا ہے کہ ایسی صورت مین اُس کو اپنے بائع سے ثمن واپس لینے کا استحقاق نہوگا یا گواہون نے مستحق کی ملک ہونے کی گواہی دی ہے کہ ایسی صورت مین ثمن واپس لینے کا استحقاق ہوتا ہے حالانکہ دونون صورتون مین حکم مختلف ہوا جاتا ہے۔ پھر اس نے بیان کیا کہ قاضی امام سدید الدین ثابت الحکم شہر بخارا کی طرف سے اس مستحق علیہ کے واسطے اپنے بائع سے اپنا ثمن واپس لینے کا حکم جاری ہوا اور یہ نہ بیان کیا کہ یہ بیع قاضی سدید الدین کے نزدیک ثابت تھی اور قاضی سدید الدین نے اس کے فسخ

کا حکم دیا اور اس سے خلل پیدا ہوتا ہے اسواسطے کہ ثمن واپس لینے کا حکم جبھی صحیح ہوتا ہے جب حاکم کے نزدیک بیع ثابت ہو جاوے پھر بیع فسخ کرنیکا حکم دیدے پھر مشتری اپنے بائع سے اپنا ثمن واپس لیگا خواہ قاضی اُس سے ثمن واپس لینے کا حکم دے یا نہ دے اور نیز یہ بھی ذکر نہ کیا کہ قاضی امام صدر الدین کو خلیفہ مقرر کرنے کی اجازت حاصل تھی حالانکہ اسکا بیان کرنا ضرور ہے جیسا کہ ہمنے بیان کر دیا ہے اور نیز یہ وجہ ہے کہ مدعی اپنے ثمن کا دعوی کرتا ہے اور دعوی میں یہ نہیں کہتا ہے کہ ایسے دراہم شہر میں رائج ہیں اور اگر ایسے درہم شہر میں نہ پائے جاتے ہوں یا پائے جاتے ہوں لیکن رائج نہوں تو چاہیے کہ قیمت کا دعوے کرے اور کہے کہ مدعا علیہ پر واجب ہے کہ ایسے درموں کی قیمت جو مرفوعہ اسکو دینے واجب ہیں مجھے دیدے اور ثمن کا دعوے ایسی حالتیں صحیح نہیں ہے اور منقول ہے کہ قاضی امام اشعی جب سمرقند کے قاضی مقرر ہوئے تو اگلے قاضیان سمرقند کی سجل پر عمل نہیں کرتے تھے پس انسے دریافت کیا گیا کہ اسکی کیا وجہ ہے تو فرمایا کہ اس وجہ سے کہ اُنہنے اپنی سجل میں لکھا ہے کہ وہ آج کے روز سمرقند و ماوراء النہر کے قاضی القضاۃ ہے حالانکہ قاضی سمرقند بخارا کا قاضی نہیں ہے پس یہ محض دروغ ہے اور جھوٹا کیونکر قاضی ہوسکتا ہے اور ہمارے زمانہ کے بعضے مشائخ اسکا جواب یوں دیتے ہیں کہ قاضی سمرقند اکثر شہرہاے ماوراء النہر کا قاضی ہے اور احکام شرع میں اکثر کے واسطے کل کا حکم ہے پس قاضی ماوراء النہر کہنا جائز ہوگا۔

محضر۔ درمعاملہ فروخت سہم[1] واحد شائع بحدود و حقوق بحضور شیخ نجم الدین نسفی رح پیش کیا گیا تو شیخ رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے مشائخ سمرقند فرماتے تھے کہ اس میں فساد ہے اسواسطے کہ اس سے افراز کا وہم ہوتا ہے کہ مفرز کے حدود ہوتے ہیں اور جو مشاع ہو یعنے مقسوم علیحدہ نہوا اُس کے نہیں ہوتے ہیں اور فرمایا کہ میرے نزدیک یہ موجب فساد نہیں ہے اور شیخ ابو جعفر طحاوی رح نے اپنے شروط میں ایک مقام پر لکھا ہے کہ مشتری نے اُس سے نصف دار بحدود ایں نصف خرید کیا اور فرمایا کہ میں نے سید امام محمد بن ابی شجاع بلخی سے سنا کہ فرماتے تھے کہ میں اس مسئلہ میں اپنے اپنے والد مرحوم سے کچھ یاد نہیں رکھتا ہوں اور ہمارے اصحاب سے ہمیں کوئی روایت نہیں ہے پس میں نے اُسے جو امام طحاوی رح نے ذکر کیا ہے بیان کیا تو اُنھوں نے اسکو مستحسن جانا اور اسکو لے لیا اور یہ اس وجہ سے ہو کہ حدود کے ذکر کرنے میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جو افراز پر دلالت کرتی ہو آیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ سہم و ٹکڑے کا ذکر کرنا افراز پر دلالت نہیں کرتا ہے پس اسی طرح اُس کے حدود کے ذکر میں بھی ایسا ہی ہے

محضر۔ در دعوے اجارہ طویلہ جس میں لکھا تھا کہ اول روز اس اجارہ کا روز چہارشنبہ چھٹی ماہ شوال ہے اور اسکے بعد لکھا اور دونوں نے تاریخ مذکور میں باہمی قبضہ کر لیا تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ تاریخ مذکور میں قبضہ کر لیا بیان کرنا خطا ہے اسواسطے کہ یہ مشعر ہے کہ تقابض جو حکم عقد ہو وہ عقد کیساتھ زمانہ واحد میں واقع ہوا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہوتا ہے اسواسطے کہ تقابض جو بحکم عقد ہو وہ بعد عقد کے ہوتا ہے پس یوں لکھنا چاہیئے کہ دونوں نے تقابض اُسی روز کر لیا جس دن عقد واقع ہوا یا یوں لکھے کہ جسدن عقد کر دیا ہے اُسی روز باہمی قبضہ کر لیا تا کہ تقابض بعد عقد

---

[1] سہم جس کو ہمارے عرف میں حصہ بولتے ہیں ۱۲ ع ؎ علیحدہ جدا ۱۲ عـہ یعنے علیحدہ جدا کیا ہوا ۱۲

کے ثابت ہوا اور میرے نزدیک صحیح یہ ہو کہ یوں لکھے کہ عقد قرار دینے کے بعد دونوں نے باہمی قبضہ اُسی روز کرلیا جسدن عقد واقع ہوا ہو

محضر - در دعوی مال اجارہ منفسخہ - اسکی صورت یہ تھی کہ اس زید حاضر آمدہ نے اس عمرو حاضر آوردہ پر دعوے کیا کہ اس عمرو کے والد مسمی بکر نے مجھے ایک حویلی محدودہ بحدود چنین و چنان بعوض اسقدر مال کے اجارہ طویلہ مرسومہ پر کرایہ دی تھی پھر وہ مرگیا اور اسکی موت سے اجارہ فسخ ہوگیا اور بقیہ مال اجارہ اُسکے ترکہ پر میرا قرضہ ہوگیا پس یہ محضر بدین علت رد کردیا گیا کہ محضر میں یہ مذکور نہیں ہو کہ موجر نے مال اجارہ یعنے کرایہ پر قبضہ کرلیا تھا حالانکہ جبتک موجر مال کرایہ وصول نہ پاوے تب تک اُسکی موت سے اُسکے ترکہ میں اسکا کچھ بھی قرضہ نہوگا اور نیز اُسنے اجارہ کی اول تاریخ و آخر تاریخ ذکر نہیں کی حالانکہ اُسکا ذکر ضروری ہو تاکہ دیکھا جاوے کہ مال اجارہ میں سے کچھ باقی رہا ہو یا نہیں - اور بعضے مشائخ رح نے فرمایا کہ مال اجارہ پر قبضہ کرنیکی تصریح کرنی چاہیئے اور اسپر اکتفا نکرنا چاہیئے کہ دونوں نے بقبضہ صحیحہ باہمی قبضہ کرلیا اسواسطے کہ اگر مستاجر مال اجارہ لایا مگر موجر کو دیا نہیں اور جو چیز اجارہ لی ہو اُسپر قبضہ کرلیا تسلیم موجر اور موجر نے مال اجارہ پر قبضہ کرلیا بدون تسلیم مستاجر کے تو یہ قول کہ تقابض واقع ہوگیا ہو صحیح ہوگا بدین اعتبار باوجود آنکہ ہر دو بدل میں سے ایک پر قبضہ نہیں پایا گیا اور ہمارے بعضے مشائخ نے اس قول کی تزییف[لہ] کی ہو اور فرمایا کہ یہ کچھ بات نہیں ہے اسواسطے کہ نظیر شرع و قواعد شرع میں لوگوں کے مفہوم کا اعتبار ہے اور اس قول سے کہ دونوں نے باہمی قبضہ کرلیا یہی مفہوم ہوتا ہو کہ موجر نے اجرت پر اور مستاجر نے جو چیز اجارہ لی ہے اُسپر قبضہ کرلیا اور بعض نے فرمایا کہ پٹہ میں یوں نہ لکھنا چاہیئے کہ علی ان یزرع المستاجر مابدالہ یعنے بدین شرط کہ مستاجر اُسمیں جو اُسکی راے میں آوے زراعت کرے اسواسطے کہ کلمہ علی کلمہ شرط ہو اور ظاہر ہو کہ مستاجر کا بنفس خود زراعت کرنا مقتضاے عقد میں سے نہیں ہے پس یہ لازم آئیگا کہ اس عقد میں ایسی بات مشروط ہو جو مقتضاے عقد نہیں ہے ہاں یوں لکھے کہ لیزرع مابدالہ تاکہ جو اُسکی راے میں آوے زراعت کرے اور یہ موجب فساد نہیں اسواسطے کہ اسکا مرجع بیان غرض مستاجر ہو شرط کی جانب نہیں ہے لیکن یہ قول میرے نزدیک نہایت ضعیف ہو اسواسطے کہ اجارہ در اصل مستاجر کے نفع حاصل کرنے کی ضرورت کیواسطے مشروع ہوا ہو پس اُسکا بنفس خود انتفاع حاصل کرنا مقتضاے عقد سے ہوا اور اگر مانا کہ مستاجر کا بنفس خود نفع اُٹھانا مقتضاے عقد نہیں ہو لیکن غیر مقتضاے عقد کے عقد میں شرط لگانا موجب فساد عقد جبھی ہوتا ہے جب کہ دونوں عاقدین میں سے کسی کیواسطے اسمیں نفع ہو بالاجماع یا دونوں میں سے کسی کیواسطے مضرت ہو بنابر قول امام ابو یوسف رح کے پس جب کہ دونوں میں سے کسی کیواسطے نفع یا ضرر نہو تو عقد فاسد نہوگا چنانچہ اگر اناج خریدا اور بائع نے مشتری پر شرط لگائی کہ اُسکو کھاوے تو فاسد نہیں ہو اور اس مقام پر بھی دونوں میں سے کسی کیواسطے اس شرط میں نہ نفع ہو اور نہ ضرر ہے اور اگر عقد اجارہ میں جو چیز زراعت کریگا وہ بیان نہ کیا تو جامع صغیر میں ذکر کیا کہ اجارہ فاسد ہو اور دوسرے مقام پر ذکر کیا کہ استحسانا اجارہ جائز ہو کذا فی الذخیرہ

[لہ] یعنے اس قول کو سستی اور قابل حجت نہیں قرار دیا ہے ۱۲ عہ جو اجارہ فسخ کیا گیا ۱۲ عہ اقول فیہ نظر ظاہر او ان کان الامر کما قال ۱۲

ف پھر مستاجر نے خود اُسپر قبضہ کرلیا پھر جو چیز اجارہ پر لی گئی ہے وہ مستاجر کے سپرد کی گئی اور مستاجر نے مال اجارہ سپرد نہ کیا ۱۲

محضر۔ در مقدمہ دعویٰ اجارہ و در صورتیکہ موجر نے جو چیز اجارہ پر لی ہو اُسپر قبضہ کر لیا۔ اس زید حاضر آمدہ نے اس عمرو حاضر آوردہ پر دعویٰ کیا کہ اس عمرو نے مجھے دس کھیت زمین از اراضی فلاں جسکے حدود یہ ہیں اجارہ پر دی تھی اور مجھے سپرد کر دی تھی پھر اس نے اس زمین پر بغیر حق اپنا قبضہ کر لیا پس اُسپر واجب ہے کہ اس اراضی سے اپنا ہاتھ کوتاہ کرے اور تعرض چھوڑ کر مجھے سپرد کرے پس یہ محضر بدیں علت رد کر دیا گیا کہ اسمیں یہ ذکر نہیں کیا کہ اسنے مجھے یہ اراضی اجارہ پر دی درحالیکہ یہ اس اراضی کا مالک تھا اور اس کا ذکر کرنا ضرور ہے اسواسطے کہ مالک کے سوائے دوسرے کا اجارہ دیدینا صحیح نہیں ہے اگرچہ اسکے بعد اسکا مالک ہو جاوے اور نیز یہ ذکر نہ کیا کہ اُس نے یہ اراضی مجھے اجارہ پر دی اور اُسوقت یہ اُسکے قبضہ میں تھی حالانکہ اسکا بیان کرنا ضرور ہے اسواسطے کہ ہو سکتا ہے کہ اراضی خریدکردہ ہو مگر ہنوز اُسپر قبضہ نہ کیا ہو اور قبضہ سے پہلے اراضی خرید کردہ شدہ کا اجارہ دینا صحیح نہیں ہے یا تو باختلاف نہیں صحیح ہے جیسا کہ قبضہ سے پہلے عقار کے فروخت کرنے میں ہے بنا برقول بعضے مشائخ کے یا بالاتفاق نہیں صحیح ہے جیسا کہ بعضے مشائخ نے فرمایا ہے۔ اور نیز اسوجہ سے کہ اسنے یہ ذکر کیا کہ یہ اراضی لائق زراعت تھی حالانکہ صحت عقد کیواسطے ضرور ہے کہ وقت عقد کے اراضی لائق زراعت ہو اور اس قول پر کہ باستیجار صحیح اجارہ لی اکتفا نہ کیا جائیگا اسواسطے کہ ہو سکتا ہے کہ اراضی وقت عقد کے لائق زراعت نہو لیکن ایسی ہو کہ مستاجر کے درست کر لینے سے قابل زراعت ہو جاوے پس گمان کیا جاوے کہ جو زمین ایسی ہو کہ مستاجر کی محنت و درستی سے قابل زراعت ہو جاوے صحت عقد کے واسطے کافی ہے

محضر۔ دعویٰ بقیہ مال اجارہ مفسوخہ۔ زید حاضر ہوا اور عمرو کو حاضر لایا اور یہ شخص حاضر آمدہ اپنی بہن بالغہ مسماۃ فلانہ کی طرف سے دعوے مذکورہ محضر کیواسطے وکیل ہے اور اپنی بہن صغیرہ مسماۃ فلانہ کی طرف سے باجازت حاکم دعوے مذکورہ محضر کیواسطے وصی ہے اور یہ سب اولاد فلاں بن فلاں ہیں پس اس حاضر آمدہ نے اس حاضر آوردہ پر اپنی ذات کیواسطے بطریق اصالت اور بالغہ بہن کی طرف سے بطریق وکالت اور بہن صغیرہ کیواسطے باجازت حکمی اس حاضر آوردہ پر دعوے کیا کہ اس حاضر آوردہ نے ہمارے باپ فلاں کو تمام اراضی محدودہ مجدودہ چنین و چنان بعوض اسقدر دیناروں کے باجارہ طویلہ مرسومہ اجارہ دی تھی اور ہمارا باپ قبل اسکے کہ یہ اجارہ فسخ ہو اور قبل اسکے کہ مال اجارہ مذکورہ میں سے کچھ وصول کرے مر گیا اور اُسکی موت سے اجارہ فسخ ہو گیا اور یہ مال اجارہ جو اسقدر دینار ہیں اسکے ان وارثون مذکورین کیواسطے اُسکی میراث ہو گیا سوائے ایک دینار کے کہ اسمیں سے کسیقدر کچھ مدت اجارہ گذرنے سے گیا اور کسیقدر اسوجہ سے گیا کہ ہمارے باپ نے اپنی زندگی میں اس سے اسکو بری کر دیا تھا پس اس مدعا علیہ پر واجب ہے کہ یہ دینار ہائے مذکورہ سوائے ایک دینار کے سب ادا کرے تاکہ مدعی اپنا حصہ بطریق اصالت اور مسماۃ فلانہ اپنی بہن بالغہ کا حصہ بطریق وکالت اور فلانہ اپنی بہن صغیرہ کا حصہ باجازت حکمی وصول کرے پس یہ محضر بدیں

سلہ اقول میرے نزدیک وجوہ خلل اسمیں بہت ہیں کہ اُسنے اجارہ کے اول و آخر تاریخ نہیں لکھی اور یہ بیان نہ کیا موجر نے ایام اجارہ میں اُسپر قبضہ کر لیا ہے اور شاید بوجہ ظہور کے انکو بیان نہ کیا واللہ اعلم ۱۲ منہ

بدین وجہ رد کر دیا گیا ہے اسمیں مذکور ہے کہ مال اجارہ اُسکے وارثوں کیواسطے میراث ہو گیا سوائے ایک دینار کے کہ اُنہیں سے کسیقدر اسوجہ سے جاتا رہا کہ ہمارے باپ نے اُس موجر کو اپنی زندگی میں اُس سے بری کر دیا تھا حالانکہ اس صورت سے دعویٰ ابراء فاسد ہے اسواسطے کہ ابراء فقط بعد وجوب کے یا بعد سبب وجوب کے صحیح ہوتا ہے اور مستاجر کی زندگی میں مال اجارہ موجر پر واجب نہیں ہے درحالیکہ اجارہ قائم ہو اور ہنوز فسخ نہوا ہو اور نیز سبب وجوب کبھی پایا نہیں گیا اسواسطے کہ سبب وجوب یہ ہے کہ اجارہ فسخ ہو جاوے اور اجارہ ہنوز فسخ نہیں ہوا ہے اور دوسری علت اسمیں یہ ہے کہ دعویٰ میں مذکور ہے کہ اس مدعا علیہ پر واجب ہے کہ مال اجارہ اس مدعی کو دیدے تاکہ وہ اپنا حصہ بطریق اصالت اور اپنی بہن بالغہ کا حصہ بطریق وکالت وصول کرے حالانکہ جو شخص خصومت کیواسطے وکیل ہو وہ امام زفرؒ کے نزدیک قبضہ کرنیکا مختار نہیں ہوتا ہے اور اسی پر فتوے ہے پس بنا بر مفتی بہ کے اُسکا حصہ موکلہ کا مطالبہ صحیح نہوگا اور واضح ہو کہ پہلی وجہ رد محضر کیواسطے صحیح نہیں ہے اسواسطے کہ دعویٰ ابراء اگرچہ صحیح نہوا لیکن ایسی بات ہے کہ اُسکے ذمہ لازم آئے اور اس سے باقی مال اجارہ کے دعوے میں کچھ خلل نہوگا کیونکہ یہ مال تو اُنکا حق ذمہ موجر لازم آیا ہے

محضر دعویٰ اجارہ مال مفسوخہ از وارثان مستاجر بسبب موت موجر اور اس محضر میں وارثان مستاجر کیطرف سے دعوے شفیک تھا اسمیں کوئی خلل نہ تھا پھر لکھا کہ مدعا علیہ نے دفع دعویٰ مدعی کیواسطے بیان کیا کہ تیرے باپ نے میرے باپ سے میرے باپ کی زندگی میں اسقدر من گیہوں بعوض مال اجارہ کے جسکا تو دعویٰ کرتا ہے وصول کیے ہیں پس یہ محضر بدین علت رد کر دیا گیا کہ مال اجارہ کے عوض گیہوں دینا جبھی ہو سکتا ہے کہ جب مال اجارہ واجب ہو جاوے حالانکہ موجر کی زندگی میں موجر پر مال اجارہ واجب نہوگا اسواسطے کہ موجر کی زندگی میں مال اجارہ برحال خود قائم تھا اور مال اجارہ جبھی واجب ہوتا ہے کہ جب اجارہ فسخ ہو جاوے پس ایسی حالت میں مال اجارہ کے عوض مستاجر کا گیہوں وصول کر لینا کیونکر متصور ہو سکتا ہے اور دوسری علت یہ ہے کہ اُسنے یہ بیان نہ کیا کہ اُسنے گیہوں عوض میں دیے ہیں بلکہ یہ ذکر کیا کہ تیرے باپ نے عوض میں گیہوں وصول کر لیے ہیں اور اُسکے عوض میں وصول کر لینے گیہوں عوض نہ ہو جاوینگے جبتک کہ گیہوں کے مالک کی طرف سے بطور عوض دینا ثابت نہو

اجارہ نامہ پیش کیا گیا اسمیں لکھا تھا کہ فلاں نے فلاں کو اراضی محدودہ بحدود چنیں و چناں جو لائق زراعت ہے اس شرط پر اجارہ دی کہ مستاجر اسمیں اس چیز کی زراعت کرے تو بعض نے فرمایا کہ یہ اجارہ نامہ باطل ہے اسواسطے کہ کسی خاص چیز کی زراعت کی جو زراعت میں شرط کی یہ مقتضیات عقد میں سے نہیں ہے پس ایسی عقد میں ایسی شرط لگائی جو مقتضاے عقد نہیں ہے حالانکہ اسمیں ہر دو عاقدین میں سے ایک کیواسطے نفع ہے اور وہ موجر ہے اور ایسی شرط بالاتفاق موجب فساد عقد ہے اور بعض نے فرمایا کہ اتنی بات سے تحریر فاسد نہوگی اسواسطے کہ ایسے مقام پر یہ کہنا کہ علی ان یزرع فیہا کذا کہ اُسمیں یہ چیز زراعت کرے اور یہ کہنا یزرع فیہا کذا تاکہ اُسمیں اس چیز کی زراعت کرے دونوں یکساں ہیں اور ظاہر ہے کہ یزرع فیہا کہنا شرط نہیں ہے بلکہ یہ بیان کیواسطے ہے پس موجب فساد نہوگا اور موجب فساد کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ ہم نے

علہ یعنی وہ اجارہ جسکی وجہ سے فسخ کر دیا گیا ہو ۱۲ منہ علہ قول ظاہر صورت سے معلوم ہوتی ہے کہ پہلے وہ ہو گیا پھر بعد مستاجر خصومت کی تھی کہ وہ کہیں مر گیا ۱۲ منہ

[illegible]

اس سے پہلے جامع صغیر سے نقل کر دیا ہے کہ اگر مستاجر نے یہ بیان نہ کیا کہ وہ کس چیز کی زراعت کریگا تو عقد فاسد ہوگا پس جس چیز کی زراعت کریگا اُس کا بیان ترک کرنیسے جب عقد فاسد ہوتا ہے تو بیان کرنے سے کیونکر فاسد ہوگا

محضر در بیان شناخت مملوک شیخ الاسلام علی سغدی رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک محضر کے اول میں لکھا ہے کہ روزبہ بن عبد اللہ ہندی نے فلان پر دعوے کیا تو جواب دیا کہ یہ صحیح نہیں ہے اسواسطے کہ اس طرح نسبت کرنے سے آگاہی و شناخت نہیں ہوتی ہے اور واجب ہے کہ یوں لکھا جاوے کہ وہ فلان کا غلام ہے یا فلان کا مولی ہے یعنے آزاد کیا ہوا غلام ہے۔ اور نیز محضر میں لکھا تھا کہ قرضدار فلان نے اُسکے واسطے اسکا اقرار بطوع[1] خود کیا تو فرمایا کہ یہ ضرور بیان کرنا چاہیئے کہ روزبہ بن عبد اللہ آزاد ہے اُسکو اُسکے مولے نے آزاد کیا ہے تاکہ اقرار اُسکے واسطے اور مال اُس کے واسطے ہو یا یہ بیان نہ کرے کہ وہ اپنے مولے کا غلام مجور ہے تاکہ اقرار اُسکے مولے کے واسطے واقع ہو اور مال اُسکے مولے کا ہو یا یون بیان کرے کہ ماذون[2] مدیون ہے پس اقرار اُسکے واسطے ہوگا اور مال اُسکے مولے کی ملک ہوگا اور حکم اقرار باختلاف اقوال مختلف ہوتا ہے اسواسطے اسکا بیان کرنا ضرور ہے اور فرمایا کہ آزاد شدہ کی شناخت اُس کے مولے کی طرف نسبت کرنے سے ہوتی ہے اور اگر اُسکا مولے بھی آزاد کیا ہوا ہو تو ضرور یوں کہنا چاہیئے کہ فلان کا آزاد کیا ہوا ہے اور اگر تیسرا مولے بھی آزاد کیا ہوا ہو اور اُسکو اُسکے مولے آزاد کرنیوالے کی طرف منسوب نہ کیا تو مضائقہ نہیں ہے اس واسطے کہ تیسرا مولے ایسا ہے جیسے[3] نسب میں دادا ہوتا ہے پس اسپر اقتصار کرنا جائز ہے۔

سجل پیش کیا گیا جسمیں قاضی سمرقند کے نائب کا حکم ہے پس وہ چند وجوہ سے رد کر دیا گیا اول آنکہ اُسمیں لکھا تھا کہ فلان نے حکم کیا اور وہ قاضی سمرقند فلان کا نائب ہے اور اُسمیں یہ ذکر نہ کیا کہ قاضی سمرقند کو خلیفہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے دوم آنکہ اُسمیں لکھا تھا کہ قاضی سمرقند از جانب سلطان سنجر قاضی تھا حالانکہ بخلاف واقع تھا بلکہ قاضی سمرقند از جانب خاقان قاضی تھا اور خاقان محمد از جانب سلطان سنجر والی تھا لیکن یہ امر مفسد نہیں ہے اسواسطے کہ قاضی سمرقند جب خاقان محمد کیطرف سے قاضی ہوا اور خاقان محمد سلطان سنجر کا نائب ہے تو قاضی سمرقند از جانب سلطان سنجر قاضی ہوگا آیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ ولایت سلطان سنجر کی اہل سمرقند پر ابتدا میں ظاہر تھی وسوم آنکہ گواہوں نے اپنی گواہی میں فقط اسقدر بیان کیا کہ جس چیز کی نسبت دعوے واقع ہوا ہے وہ اس مدعی کی ملک ہے اور اس مدعا علیہ کے قبضہ میں ناحق ہے اور یہ نہ کہا کہ اس مدعا علیہ پر واجب ہے کہ اس سے اپنا ہاتھ کوتاہ کرکے اس دعوے کی چیز کو اس مدعی کے سپرد کرے تو اسمیں مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعض نے فرمایا کہ اسکا ذکر کرنا ضرور ہے اور ہم اگرچہ ایسا نہیں کہتے ہیں لیکن اسکا لکھنا ضرور چاہیئے تاکہ اسمیں کوئی طعن نہ کر سکے چہارم آنکہ اسکے آخر میں لکھا تھا کہ میں نے اپنے اس حکم کو قاضی فلان کے نافذ کرنے پر موقوف رکھا اور قاضی فلان وہ ہے جس نے اُسکو قاضی مقرر کیا ہے اور یہ اس حکم کو حکم ہونیسے خارج کرتا ہے اسواسطے کہ جو کسی چیز پر موقوف معلق ہو وہ اُسکے پائے جانے سے پہلے ثابت نہیں ہوتا ہے اور یہ تعلیق قوی ہے بشرطیکہ حکم اسی طور سے پایا گیا ہو اور اگر یہ حکم مطلقاً پایا گیا ہو لیکن

[1] یعنے بلا اکراہ دیگرے خود اپنی خوشی خاطر اور رضامندی کے ساتھ کیا ۱۲ [2] اجازت یافتہ قرضدار ہے [3] یعنے جسطرح نسب میں دادا ہوتا ہے ۱۲ منہ

لکھنے والے نے سطور سے لکھا تو یہ حکم میں خلل نہوگا بلکہ تحریر میں اس سے خلل ہوگا یہ فصول استروشنی میں سے ہے۔

محضر جسمیں غلام اجارہ پر دینے کا دعوے مذکور ہو۔ اسکی صورت یہ مذکور ہو کہ زید نے ایک شخص کے پاس جو غلام ہو اُسکا دعوے کیا کہ میں نے یہ غلام اس قابض کو ایک درم روزانہ پر اجارہ پر دیا تھا اور اتنے ایام گذر گئے ہیں پس اُسپر واجب ہو کہ یہ غلام مع اسقدر اجرت کے مجھے سپرد کر دے پس یہ محضر بدیں علت رد کر دیا گیا کہ اُسنے یہ ذکر کیا ہو کہ میں نے ایک درہم روزانہ پر اجارہ پر دیا اور مدت اجارہ کی کوئی انتہا بیان نہ کی ہر روز جو آتا ہے اسمیں نیا اجارہ منعقد ہوتا ہے اور یہ روز جسمیں دعویٰ واقع ہوا ہو اسمیں اجارہ منعقد ہوا اور مستاجر کو اُس سے انتفاع حاصل کرنے اور روکنے کا اختیار ہوا پس کیونکر مدعی کیطرف سے مستاجر پر اُسکے سپرد کر دینے کا مطالبہ صحیح ہوگا اور اگر اس کے واسطے کوئی مدت بیان کی ہو اور یہ دعوے کا روز منجملہ مدت مذکور سے ہو تو بھی یہی ہوگا اسواسطے کہ جب یہ روز دعویٰ منجملہ مدت اجارہ کے ہو تو عقد اجارہ میں داخل ہوگا اور مستاجر کو اختیار ہوگا کہ غلام کو اپنے پاس روک رکھے اور اُس سے انتفاع حاصل کرے اور بدیں وجہ کہ اُسنے کذا و کذا اجرت کا دعویٰ کیا اور محضر دعوے میں لکھا ہو کہ اُسنے غلام اجارہ پر دیا اور بہت سے کلمات لکھنے کے بیان کیا اور اُسکے سپرد کر دیا اور یوں بیان نہ کیا کہ اور یہ غلام اُسکے سپرد کر دیا پس ایسی تحریر سے غلام کا سپرد کر دینا ثابت نہیں ہوتا ہو اسواسطے کہ جائز ہو کہ اُسنے کوئی اور چیز سپرد کی ہو اور جب تک غلام کا سپرد کر دینا ثابت نہو تب تک اجرت واجب نہو گی پس اجرت کا مطالبہ کرنے کا دعوے ٹھیک نہوگا۔

خط۔ صلح و ابراء۔ ایک خط پیش ہوا جسمیں صلح و ابراء کا ذکر تھا اور اسمیں لکھا تھا کہ فلان بن فلان نے فلان بن فلان پر مال معدوم کا دعوے کیا پس فلان نے اُس سے ہزار درم پر صلح کر لی اور فلان نے بدل الصلح پر قبضہ کر لیا اور اُسکے آخر میں لکھا کہ مدعی نے مدعا علیہ کو اپنے تمام دعوے و خصومات[سلہ] سے ابراء صحیح عام بری کر دیا تو بعض نے فرمایا کہ صلح صحیح نہیں ہو اسواسطے کہ اسمیں مقدار مال متداعویہ کو نہیں ہو حالانکہ اسکا بیان کرنا ضرور ہو تاکہ معلوم ہو کہ صلح باسقاط واقع ہوئی یا بمعاوضہ و نیز تاکہ معلوم ہو کہ صلح صرف ہو کہ جسمیں مجلس صلح میں بدل الصلح پر قبضہ شرط ہو یا نہیں شرط ہو اور نیز کہا ہو کہ بدل صلح پر مجلس میں قبضہ ہو گیا اور یہ بیان نہ کیا کہ مجلس صلح میں قبضہ ہو گیا پس باوجود اس احتمال کے صلح کے صحیح ہونیکا حکم نہیں دیا جا سکتا ہو اور چونکہ ابراء بسبیل عموم واقع ہوا ہو یعنے بطور عام اُسنے بری کر دیا ہو اسوجہ سے مدعی کا کوئی دعوے اُسکے بعد مدعا علیہ کو پر مسموع نہوگا اور نا مسموع ہونا اسوجہ سے نہیں کہ صلح صحیح ہے

محضر میں میت کے وارثوں کے حضور میں میت پر مال مضاربت کا دعوے مذکور ہو بدینصورت کہ زید حاضر ہوا اور اپنے ساتھ فلان و فلان کو جو سب اولاد فلان ہیں حاضر لایا پھر ان حاضر آمدہ نے ان سب پر جنکو حاضر لایا ہی دعوے کیا کہ میں نے انکے مورث فلان کو ہزار درم بطریق مضاربت دیے تھے اور اُسنے اُن درموں میں تصرف کر کے طرح طرح کا نفع حاصل کیا پھر وہ قبل تقسیم مال کے اور قبل اسکے کہ رب المال کو اُسکا راس المال دیدے اور نفع تقسیم کر کے دیدے اس مال اجمیل چھوڑ کر

سلہ یعنے میرے اور اُس کے درمیان نہیں باہم تجارت میں شرکت تھی ۱۲

مرگیا یعنے بیان نہ کیا اور یہ اُسکے ترکہ میں قرضہ ہوگیا الے آخرہ پس بعض نے فرمایا کہ اگر دعوے راس المال و منافع دونوں کا ہو تو مقدار نفع بیان کرنا ضرور ہے اور اُسکے چھوڑنے میں خلل پیدا ہوگا اور اگر فقط راس المال کا دعوے ہو تو مقدار نفع کا بیان چھوڑنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے

محضر جسمیں اعتاقی مستہلکہ کا دعوے ہے۔ زید حاضر ہوا اور اپنے ساتھ عمرو کو لایا پھر اس زید نے اس عمرو پر ہزار دینار قیمت اپنے مالہائے عین میں سے کسی مال عین تلف کردہ کا جسکو سمرقند میں تلف کیا ہے دعوے کیا۔ تو یہ محضر بچند وجوہ رد کر دیا گیا اول آنکہ اُسنے مال تلف کردہ کو بیان نہیں کیا حالانکہ اُسکا بیان کرنا ضرور ہے کیونکہ بعض مال عین ایسے ہوتے ہیں جنکے تلف کرنے پر اُنکی قیمت واجب ہوتی ہے اور بعض ایسے ہیں کہ تلف کرنے پر اُسکے مثل ضمان واجب ہوتی ہے اور شاید یہ مال تلف کردہ ایسا ہو جسکی ضمان بمثل واجب ہوتی ہے تو مطلقاً دعوے قیمت کس طرح ٹھیک ہوگا۔ اور اسوجہ سے کہ امام اعظم رح کے اصول میں سے یہ ہے کہ فقط تلف کرنے سے مالک کا حق اس مال عین سے منقطع نہیں ہوتا ہے اور اسیواسطے امام رح نے جو مال مغصوب تلف کر دیا ہے اُس سے اُسکی قیمت سے زیادہ پر صلح کرنا جائز رکھا ہے اور اُسکا حق مال عین سے منقطع ہو کر قیمت کے ساتھ جبھی متعلق ہوتا ہے کہ جب حکم قاضی جاری ہو یا باہم دونوں بسر ضامند ہوں اور قبل اسکے مالک کا حق متعلق بعین ہوتا ہے پس اسکا بیان کرنا ضرور ہے۔ اور اسوجہ سے کہ اُسنے بیان نہ کیا کہ مقدار اس مال عین تلف کردہ کی قیمت سمرقند یا بخارا میں یہی ہے جہاں اُسکو تلف کیا ہے اور مختلف شہروں میں ایک ہی چیز کی مختلف ہو جاتی ہے اور معتبر اُسی مقام کی قیمت ہے جہاں اُسکو تلف کر دیا ہے پس اسکا بیان کرنا ضرور ہے

محضر جسمیں گیہوں کا دعوی ہے صورت یہ ہے کہ زید حاضر ہوا اور عمرو کو حاضر لایا پھر اس حاضر آمدہ نے اس حاضر آوردہ پر دعوی کیا کہ اس حاضر آوردہ کے بھائی بکر نے اس حاضر آمدہ سے ہزار من گیہوں لیکر اپنے قبضہ میں اسطرح کیے تھے کہ اُنکا واپس دینا واجب تھا اور گیہوں کے اوصاف بیان کر دیے اور ایسا ہی اس حاضر آوردہ کے بھائی بکر نے اپنے جواز اقرار کی حالت میں ان گندم موصوفہ پر قبضہ کرنیکا اقرار کیا ہے کہ اُسنے فارسی میں کہا ہے (کہ ترا ہزار من گندم آبی پاکیزہ میانہ سرخ ترا بوزن اہل بخارا با من ست) اور یہ اقرار صحیح کیا جسکی اس حاضر آمدہ نے خطاباً تصدیق کی ہے پھر اس بکر نے قبل اسکے کہ ان گیہوؤں میں سے کچھ ادا کرے وفات پائی درحالیکہ ان گیہوؤں کو وہ مجہل چھوڑ کر بدون بیان کرنیکے مرا ہے پس یہ گیہوں مذکورہ اس حاضر آمدہ کیواسطے اُسکے ترکہ میں مضمون ہوئے اور وارثوں میں یہ بھائی چھوڑا ہے اور ترکہ میں اس بھائی کے قبضہ میں طرح طرح کا مال چھوڑا ہے جسمیں ہزار من گیہوں بھی اسی وصف مذکورہ کے ہیں پس اس حاضر آوردہ پر واجب ہے کہ اس مدعی کو مثل گندم متدعویہ کے ترکہ کے گیہوں سے جو بہ اوصاف مذکورہ ہیں ادا کر دے اور گواہوں نے مدعا علیہ کے ایسے اقرار کی گواہی دی پس یہ محضر تین وجہ سے رد کر دیا گیا اول آنکہ اُسنے پہلے دعوے کیا کہ میرا مال اسطرح اپنے قبضہ میں لیا ہے جسمیں واپس کرنا واجب ہے اور قبضہ مطلق اور علی الخصوص جسمیں وصف بھی بیان ہو کہ اُسکا رد کرنا واجب ہے راجع بجانب غصب ہوتا ہے اسیطرح مطلق لے لینا بھی یہی حکم رکھتا ہے پھر اُسنے کہا کہ ایسا ہی مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ اُسنے فارسی میں کہا ترا ہزار من گندم الے آخرہ جیسا کہ تحریر ہوا اور یہ اقرار مدعا علیہ ایسا نہیں ہے جیسا مدعی نے دعوے کیا ہے کیونکہ مدعا علیہ نے کہا کہ ترا با من ست

اور یہ مدعا علیہ کیطرف سے ودیعت ہونیکا اقرار اور گواہوں نے اقرار مدعا علیہ کی گواہی دی ہے اور اقرار مدعا علیہ ودیعت ہونیکا ہے پس اُنکی گواہی ودیعت ہونیکی ہوئی پس گواہی موافق دعوے مذکورہ کے ہوئی۔ دوم آنکہ مدعی نے اُسپر بوزن ومثل دعوے کیا ہے اور گیہوں کی ضمانت طلب کی ہے اور تاوان ادا کرنے پر جسکا تاوان ادا کیا ہے وہ ضامن کی ملک ہو جاتا ہے پس ان وزن کیے ہوئے گیہوؤں میں اور اسکی ضمان میں مقابلہ ہوا اور گیہوں کیلی ہیں وزنی نہیں ہیں پس ایسی صورت میں وزن ومن کے ساتھ اُسکا دعوے صحیح نہوگا سوم آنکہ اُس نے کہا کہ اسپر اسکے مثل ترکہ میں ادا کرنا واجب ہے حالانکہ وارث پر عین ترکہ میں سے قرضہ ادا کرنا لا محالہ واجب نہیں ہوتا ہے بلکہ وارث کو اختیار ہوتا ہے چاہے ترکہ میں سے ادا کرے اور چاہے اپنے مال سے ادا کردے اور وارث کے قبضہ میں ترکہ ہونے کی شرط اسواسطے ہے کہ اُسپر مطالبہ قائم ہوسکے سواسطے نہیں ہے کہ اُس میں سے لا محالہ ادا کرے اور واضح ہو کہ تیسرا اعتراض صحیح نہیں ہے اسواسطے کہ اصل وجوب ترکہ میں ہوتا ہے لیکن وارث کو یہ اختیار دیا جاتا ہے کہ اپنے مال سے قرضہ ادا کرکے ترکہ بچا لیوے اور جبکہ ثابت ہوا کہ اصل وجوب ترکہ میں ہوتا ہے تو نظر بر اصل مذکور ترکہ سے ادا کرنے کا دعوے ٹھیک ہوا

محضر۔ عدالیات پر بغیر حق قبضہ کر کے تلف کر دینے کے دعوے میں۔ اسکی صورت یہ ہے کہ زید نے حاضر ہو کر عمرو حاضر آوردہ پر دعوے کیا کہ اس حاضر آوردہ نے اس حاضر آمدہ سے بغیر حق دراہم عدالیہ اسقدر کہ انکے عدد وصفت وجنس بیان کر دی ہے اپنے قبضہ میں لیکر اُنکو تلف کر دیا ہے پس اُسپر واجب ہے کہ مثل ان دراہم عدالیہ کے اگر ان کے مثل پائے جاویں یا ان کی قیمت اگر ان کے مثل نہ پائے جاویں اس حاضر آمدہ کو ادا کرے اور قبضہ کے روز ان عدالیہ کی قیمت اسقدر تھی اور آج کے روز اسقدر ہے پس بعضے مشائخ نے گمان کیا کہ اس دعوے میں ایک طرح کا خلل ہے بدینوجہ کہ اسنے یہ ذکر کیا کہ اسنے ان درموں پر بغیر حق قبضہ کیا اور انکو تلف کر دیا اور یہ ذکر نہ کیا کہ اُسنے بغیر حق وبغیر حکم مالک تلف کر دیا ہے اور اسمیں احتمال ہے کہ شاید تلف کرنا باجازت مالک تھا یا بدون اجازت مالک تھا اور اس اعتراض کا جواب اس طرح دیا گیا کہ اگر مانا کہ تلف کرنا موجب ضمان اسوجہ سے نہیں ہو سکتا ہے کہ اسمیں احتمال ہے تو غصب سابق پر ہی اتلاف ضمان واجب کرنے کے واسطے کافی ہے۔ پھر اس جواب کا جواب اس طرح دیا گیا کہ غصب سابق کیوجہ سے ضمان کا واجب کرنا ممکن نہیں ہو سکتا ہے اسواسطے کہ احتمال ہے کہ شاید مالک ان درموں کے قبضہ کرنے پر راضی ہو گیا ہو اور مالک جب غاصب کے قبضہ کرنے پر راضی ہو جاوے اور غاصب نے بغرض حفاظت قبضہ کیا ہو تو ضمان سے بری ہو جاتا ہے اسکو شیخ الاسلام خواہرزادہ نے آخر کتاب الصرف میں ذکر کیا ہے۔ اور اکثر مشائخ کے نزدیک اصل خلل مذکور درحقیقت کچھ خلل نہیں ہے اسوجہ سے کہ غصب قبضہ ناحق فی نفسہ وجوب ضمان کیواسطے صالح ہے اسی طرح تلف کر دینا بھی فی نفسہ وجوب ضمان کیواسطے سبب صالح ہے لیکن مالک کا قبضہ غاصب کی یا تلف کرنے کی اجازت دیدینا غاصب کو ضمان سے بری کرتا ہے مگر مدعی پر اُسکے نفی یا اثبات سے تعرض کرنا کچھ واجب نہیں ہے لیکن اگر اسمیں سے مدعا علیہ نے کسی چیز کا

ف ۱ ۔ یعنی اُس کی مثل کا ضامن مالک ہوگا اور وہ کیلی ہے پس محتمل ہے کہ ایک میں بہ نسبت دوسرے کے کمی بیشی ہو پس بقدر اسکے ربوا ہوگا اس واسطے کہ گیہوں کیلی اموال ربوا ہے ۱۲

دعوے کیا تو ایسی صورت مین یہ مدعی کے دفعیہ کا دعوے ہو جائیگا ہان اگر مدعی کے ذمہ اسکے بیان کی شرط کیجاوے تو اسپر اُس تفصیل کا بیان کرنا لازم ہوگا پھر واضح ہو کہ اگر مدعی نے اس دعوے مین تلف کردینے کا ذکر نہ کیا بلکہ فقط ناحق قبضہ کر لینے کا ذکر کیا تو چاہیے کہ مدعاعلیہ سے پہلے بعینہ ان درمون کے واپس دینے کا مطالبہ کرے اسواسطے کہ دراہم اگر بعینہ قائم ہون اور اُسپر ناحق قبضہ کرنا ثابت ہو تو مدعاعلیہ پر بعینہ ان درمون کا واپس دینا واجب ہوگا کیونکہ سابق مین معلوم ہو چکا ہے کہ درم و دینار غصب کی صورت مین متعین ہو جاتے ہین پس مدعی بعینہ اُن درمون کے واپس دینے کا مطالبہ کرے پس جب وہ بعینہ ان درمون کے دینے سے عاجز ہوگا تو ان کے مثل واپس دیگا پھر اگر مثل دینے پر بھی قادر نہو تو انکی قیمت دیگا - اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ مدعی کو چاہیے کہ پہلے ان درمون کے حاضر لانے کا مدعاعلیہ سے مطالبہ کرے تاکہ اُنپر گواہ باشارہ قائم کرے پھر اُس سے اُن درمون کے اپنے سپرد کرنے کا مطالبہ کرے جیسا کہ دیگر اموال منقولہ مین حکم ہے ولیکن ہم کہتے ہین کہ اس صورت مین مطلقًا یہ مطالبہ کہ حاضر لاوے ٹھیک نہین ہو سکتا ہے بخلاف باقی منقولات کے اسواسطے کہ منقولات مین حاضر لانے کا مطالبہ اسی غرض سے ہوتا ہے کہ جب گواہ گواہی دین تو مدعی بہ کی طرف اشارہ کرین اور اس مقام پر گواہون سے اشارہ ممکن نہین ہو سکتا ہے کیونکہ دراہم ایک دوسرے سے مشابہ ہوتے ہین پس ہو سکتا ہے کہ اشارہ دوسرے درمون کی طرف واقع ہو بخلاف باقی منقولات کے کہ بظاہر اُن کی شناخت ہو سکتی ہے لیکن اگر ان درمون پر ایسی کوئی علامت ہو جس سے اپنے جنس کے دوسرے درمون سے اُن کی تمیز ہو سکتی ہے تو ایسی صورت مین البتہ حاضر لانا شرط ہوگا۔

(حاشیہ بین السطور: جس چیز کا دعوی ہے ۱۲)

محضر دعوے ثمن - صورت اُسکی یہ ہے کہ زید نے عمرو پر دعوے کیا کہ مین نے اُسکے ہاتھ تین گز اطلس عدنی کا ٹکڑا (اُسکا طول وعرض بیان کر دیا ہے) بعوض ثمن معلوم کے فروخت کیا اور یہ ثمن بھی بیان کر دیا ہے اور اسنے مجھسے یہ ٹکڑا اطلس کا مجلس بیع مین اسی ثمن معلوم کے عوض جو بیان کیا گیا ہے خریدا اور دو کلاہ عراقی و ازار و تکمہ اسقدر ثمن کے عوض فروخت کیے اور (ثمن کو بیان کر دیا ہے) اس مشتری کے سپرد کر دیے ہین اور اُسنے مجھسے لیکر قبضہ مین کر لیے ہین مگر ثمن نہین دیا ہے پس اُسپر واجب ہے کہ ثمن مذکور ادا کرے اور محضر مین شرائط خرید و فروخت بلوغ و عقل وغیرہ سب بیان کر دیے ہین پھر ثمن مذکور کا مطالبہ کیا اور مدعاعلیہ نے اس سے خرید کرنیسے انکار کیا اور اپنے اوپر ثمن واجب ہونے سے انکار کیا اور مدعی نے اپنے دعوے کے موافق گواہ قائم کر دیے جیسے شرائط چاہیے ہین سب گواہی مین موجود تھے پھر محضر تحریر کر کے فتوی طلب کیا گیا تو بعضے مفتیون نے زعم کیا کہ اس دعوے مین خلل ہے ازین جہت کہ اُسنے محضر مین یہ نہین ذکر کیا کہ آیا مبیع بائع کی ملک تھی یا نہ تھی کیونکہ جائز ہے کہ اُسنے غیر کی ملک بدون اُسکی اجازت کے فروخت کر دی ہو پس ثمن کا مطالبہ کرنیکا استحقاق حاصل نہوگا اور اسوجہ سے کہ اُسنے محضر مین یہ ذکر نہین کیا کہ یہ اندازناپ کا اہل بخارا کے گزون سے ہے یا اہل خراسان کے گزون سے ہے اور ان دونون مین تفاوت ہے پس مبیع مجہول رہیگی لیکن قائل کا زعم موجب خلل نہین

سلہ سوائے اُن درمون کے جنکا دعوی ہے یعنے شاید یہ دراہم جنکو حاضر لایا ہے وہ نہون جنکا دعوے ہے ۱۲ سلہ یعنے وہ شے جسکو بائع نے مشتری کے ہاتھ فروخت کیا ۱۲

ہوسکتا ہی اور دونون کی تفصیل یہ ہی کہ اول اسوجہ سے نہین ہوسکتا ہی کہ اُسنے دعوے مین ذکر کیا کہ بائع نے اس مبیع کو مشتری کے سپرد کردیا اور یہ سپرد کردینا بمنزلہ اس قول کے ہی کہ یہ میری ملک تھی اور یہ مسئلہ کتاب الشہادات مین ہی۔ اور دوم اسوجہ سے نہین ہوسکتا ہی کہ اُسنے دعوے مین ذکر کیا ہی کہ اُسنے مشتری کے سپرد کردی اور بعد سپرد کرنے اور قبضہ کرنے کے مدعی بہ درحقیقت وہ ثمن ہی کہ عقد سے واجب ہوکر اُسکے ذمہ قرضہ ہوگیا ہی اور ثمن مین کچھ جہالت نہین ہی اور خلل اس دعوے مین دوسری وجہ سے ہی کہ دعوے مین یہ مذکور ہی کہ اُسنے اُسکے ہاتھ اطلس کا ٹکڑا اس صفت کا اور دو ٹوپیان اس صفت کی فروخت کین اور مشتری نے اِنکو اس سے خرید کیا اور بائع نے اُسکو مشتری کے سپرد کیا اور یہ نہین کہا کہ بائع نے اُنکو فروخت کیا اور مشتری نے اُنکو خریدا اور بائع نے اُنکو سپرد کیا یا بعد ازانکہ بائع نے اس سب کو فروخت کیا مشتری نے اس سب کو اُس سے خرید لیا اور بائع نے اس سب کو مشتری کے سپرد کیا اور اُسنے سب پر قبضہ کر لیا تاکہ یہ سب مین سے ہر ایک سے متعلق ہو ورنہ شاید یہ ہو کہ اُسنے اطلس کا ٹکڑا اور ٹوپیان فروخت کین اور مشتری نے فقط اطلس کا ٹکڑا خریدا ٹوپیان نہ خریدین یا اطلس کا ٹکڑا سپرد کیا ٹوپیان سپرد نہین کین غایت مافی الباب یہ ہی کہ کلمہ ہا ضمیر یعنی اس جائز ہی کہ ہر ایک کی طرف راجع ہو پس قولہ اسکو سپرد کیا یہ معنی ہوے کہ اس ہر ایک کو سپرد کیا لیکن یہ بھی جائز ہی کہ ایک ہی کی طرف راجع ہو پس یہ احتمال دور نہوگا پس ضرور ہی کہ ایسا کوئی لفظ ذکر کیا جاوے جس سے یہ احتمال مذکور زائل ہو اور وہ لفظ ان ہی یا سب ہی اور بدون اسکے یہ احتمال زائل نہوگا تو مبیع اور جو چیز سپرد کی ہی سب مجہول رہی پس بعض کا دعوے درست نہوگا پس سب دعوی رد ہوگا کیونکہ جو کچھ سپرد کیا ہی وہ معلوم نہین ہی تاکہ اسی کے قدر دعوی ثمن مستقیم ہو

محضر جسمین وکیل نے اپنے موکل کی ودیعت کا دعوی کیا ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر بحکم وکالت کے جو اسکو اُسکے باپ کی طرف سے ثابت ہی یہ دعوے کیا کہ اُسکے باپ نے اس حاضر آوردہ کو تختہ دیباج اتنے عدد اور اُسکی صفت ایسی اور رنگ ایسا ہی اور ہر دیباج کا طول اسقدر ہی عرض اسقدر ہی بطریق امانت کے دیے تھے اور اُسکے باپ کو اسپر قابو نہ ملا کہ اس سے لے لے اور اس کے والد نے اس حاضر آمدہ کو وکیل خصومت کیا کہ جب اس حاضر آوردہ کو پاوے اُسکے اس معاملہ مین خصومت کرے اور اس سے اس مال کے وصول کرنیکا بھی وکیل کیا ہی اور یہ وکالت اُسکے حق مین مجلس قضا مین ثابت ہوئی ہی پس اس مدعا علیہ پر دعوی کیا کہ یہ مال مجلس قضا مین حاضر لاوے تاکہ وکیل اسپر گواہ قائم کرے پس مدعا علیہ نے سرے سے قبضہ کرنے سے انکار کیا اور مدعی نے گواہ قائم کیے کہ اس مدعا علیہ نے اقرار کیا ہی کہ مین نے اُسکے والد سے اس مال مذکور کو اپنے قبضہ مین لیا تھا لیکن اسکے والد کو واپس کیا ہی پھر محضر لکھا گیا اور مفتیون سے فتوی طلب کیا گیا پس مفتیون نے جواب لکھا کہ اسمین خلل ہی اور شاید وجہ خلل یہ ہی کہ اُسنے محضر مین یہ ذکر نہین کیا کہ مدعی نے اسکے اس قول کی کہ یا رد کردم تکذیب نہین کی ہی اور یہ اسوجہ سے کہ مدعی نے اگر اُسکے اس قول کی کہ مین نے اس کے والد کو پھیر واپس دیے ہین تصدیق کی تو پھر اسکو حق خصومت باقی نہ رہیگا پس ضرور ہی کہ رد کرنے مین تکذیب کرنا بیان کرے تاکہ اُسکی طرف سے مجلس قضا مین حاضر لانے کا دعوے ٹھیک ہو اور میرے نزدیک یہ بات خلل نہین ہی اسواسطے کہ جب اُسنے تنہا سے مذکور مجلس قضا مین حاضر لانے کا مطالبہ کیا تو یہ اُسکے قول واپس کرنے کی تکذیب ہی

محضر - درینکہ ایک عورت نے ایک مرد کی مقبوضہ حویلی کا جسکو اس عورت نے اپنے والد سے خریدا ہی دعوی کیا۔ ایک عورت نے ایک مرد پر ایک حویلی کا جو اُسکے قبضہ مین ہی دعوی کیا اور کہا کہ یہ حویلی (اور اُسکی جگہ و حدود بیان کرتی ہی) میرے والد فلان کی ملک و حق تھی اور اُسنے میرے ہاتھ بعوض اسقدر ثمن کے فلان مہینہ مین درحالیکہ وہ نافذ التصرف[1] تھا فروخت کی ہی اور مین نے اسکو بعوض اسقدر ثمن مذکور کے ایسی مجلس بیع مین بحالت اپنی صحت تصرفات کے خریدی ہی اور آج کے روز بدین سبب مذکور یہ تمام حویلی میری ملک و حق ہی اور اس قابض حاضر آوردہ نے اُسپر اپنا قبضہ جدیدہ ناحق کر لیا پس اسپر واجب ہی کہ اپنا ہاتھ اس سے کوتاہ کرے اور مجھے سپرد کر دے پس مدعا علیہ نے جواب دیا کہ این منزل ملک من است باین مدعیہ سپردنی نیست باین سبب کہ دعوے میکند - پھر مدعیہ مذکورہ چند نفر حاضر لائی اور بیان کیا کہ یہ میرے گواہ ہین پھر ایک گواہ نے بعد درخواست گواہی کے اسطرح گواہی دی کہ گواہی میدہم کہ این فلان بن فلان والد این مدعیہ اقرار کرد در حال ادائے اقرار و گفت کہ من آن خانہ کہ حدود وے درین محضر مذکور است باین دختر خویش فلانہ فروختہ ام و وے این خانہ از من خریدہ است بہمین بہا کہ درین محضر مذکور است بہمین تاریخ کہ درین محضر مذکور است فروختنی و خریدنی درست و امروز این خانہ ملک این فلانہ است باین سبب کہ اندرین محضر یاد کردہ شدہ است و این مدعا علیہ دست کوتاہ کردہ است درین خانہ بناحق اور مفتیون سے استفتا طلب کیا پس بعض نے زعم کیا کہ اسمین خلل ہی ازین جہت کہ اُسنے دعوے مین ذکر کیا ہی کہ اُس نے اس مدعیہ کے ہاتھ بتاریخ فلان فروخت کی اور ایسا ہی اقرار بائع کا اس تاریخ بیع کا مذکور ہی اور یہ موجب خلل ہی اسوجہ سے کہ اُسنے اقرار کی اضافت بسوے تاریخ بیع بروز فلان کی ہی اور شاید یہ اقرار قبل بیع واقع ہونے کے ہو مگر یہ زعم فاسد ہی اسوجہ سے کہ اقرار اگر بیع سے پہلے ہونے پر محمول کیا جاوے تو باطل ہوگا اور اگر بیع کے بعد ہونے پر محمول کیا جاوے تو صحیح ہوتا ہی اور عاقل کے تصرف مین اصل یہ ہی کہ اُسکی تصحیح کیجاوے نہ یہ کہ اُسکو باطل کیا جاوے - اور نیز اس زعم کرنے والے نے زعم کیا کہ الفاظ شہادت مین بھی خلل ہی کہ گواہون نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ اُسنے بیع کا اقرار کیا اور اُسکے اقرار کی گواہی دی پھر کہا کہ آج کے روز یہ حویلی اس سبب سے جو محضر ہذا مین مذکور ہی اس مدعیہ کی ملک ہی اور محضر مین سبب مذکور بیع ہی اور اقرار بیع سبب ہونے کی صلاحیت نہین رکھتا ہی حالانکہ انھون نے بیع پر گواہی نہین دی ہی پس گواہی باطل ہوگی اور اسکا جواب دو طرح سے ہی ایک یہ کہ تمام اُنکی گواہی مین موجب فساد و خلل نہین ہی اسواسطے کہ جب گواہون نے اقرار بائع مبیع کی اور اقرار مدعیہ تحریر کی گواہی دی تو گواہون کی گواہی سے خرید و فروخت ثابت ہوگئی لیکن بربنا اقرار ثابت ہوئی - اور بیع سبب ملک ہی - اور دوم یہ کہ گواہون نے بائع کے اقرار بیع کی گواہی دی اور ہم کو یہ علم نہین ہی کہ ابتداے بیع پر اُنکی گواہی نہین ہی اور شاید گواہ لوگ ابتداے بیع پر گواہ ہوے ہون لیکن جب کہ اُنھون نے اقرار بائع بیع کی اولاً گواہی دی پھر بیع کی گواہی دی اور یہ سبب موجب ملک ہی تو گواہی مین کوئی خلل نہ ہوا -

محضر - دعوی ثمن روغن سمسم - ایک شخص نے دوسرے پر چندین دینار نیشاپوری جید کا حق واجب دین لازم بسبب صحیح شرعی ہونیکا دعوی کیا اور سبب اسمین بیان کر دیا اور مدعا علیہ نے ان دینارون مذکورہ کا اپنے ذمہ بسبب صحیح ہونیکا کہ اُسنے

(تلی کا تیل ۱۲)

---

[1] یعنے اُسکے جملہ تصرفات مقبول و جاری ہوتے تھے اور اُن مین کسی قسم کا خرخشہ نہین ہوتا تھا ۱۲

اس مدعی سے اسقدر روغن سمسم صاف اور سب اوصاف بیان کر دیے بخرید صحیح خرید لیا اور اس سے لیکر بقبضہ صحیح قبضہ کر لیا ہو اقرار کیا پس اس مدعا علیہ پر واجب ہو کہ یہ دینارہاے مذکورہ اس مدعی کو ادا کرے اور محضر مین جواب مدعا علیہ بانکار بیان کیا پھر اسکے بعد گواہون کی گواہی کہ مدعا علیہ نے اسقدر روغن سمسم صاف باوصاف مذکورہ خرید کرنے کا اقرار کیا ہو بیان کی اس طرح کہ ہر گواہ نے فارسی مین یون گواہی دی کہ گواہی میدہم کہ این مدعا علیہ - اور اسکی طرف اشارہ کیا مقر آمد بحالت صحت و رضاے خویش بطوع و رغبت و چنین گفت بخریدم ازین مدعی - اور اسکی طرف اشارہ کیا - ہفت صد من روغن کنجد پاکیزہ صافی و خریدنی درست و قبض کردم قبضے درست پھر اس دعوے کی صحت کا فتوی طلب کیا گیا تو بعض نے کہا کہ یہ دو وجہ سے فاسد ہی اور گواہی مطابق دعوے کے نہین ہو پس ہر دو وجہ فساد مین سے ایک یہ ہو کہ مدعی نے دعوی کیا ہو کہ مدعا علیہ نے اس مال کا اقرار کیا ہو اور دعوے اقرار مال عامہ علماء کے نزدیک دو وجہ سے نہین صحیح ہو ایک یہ کہ دعوے اقرار مدعی سے حق کیواسطے صحیح نہین ہو اسواسطے کہ حق مدعی مال ہو نہ اقرار پس جب اقرار کا دعوی کیا تو ایسی چیز کا دعوے کیا جو اُسکا حق نہین ہو - دوم آنکہ اس دعوی مین صریح کذب (دروغ) ظاہر ہوئی اسواسطے کہ نفس اقرار وجوب مال کا سبب نہین ہو بلکہ وجوب مال کا سبب کوئی دوسرا امر مثل مبایعت یعنے خرید و فروخت یا قرضہ کا دین لین وغیرہ ہو گا پس اگر مدعی کا حق اپنے سبب سے ثابت ہوتا تو وہ اسکا دعوی کرتا اور سبب بیان کرتا اور جب اُسنے اس سے اعراض کیا اور اقرار کی طرف جھکا تو معلوم ہوا کہ وہ اس دعوے مین جھوٹا ہو - اور وجہ دوم فساد دعوے کی یہ ہو کہ ہرگاہ اُسنے سبب وجوب مال یعنے تیل خریدنا بیان کیا تو ضرور بیان کرنا چاہیے کہ اسقدر تیل جسکی بیع کا دعوی کرتا ہو اسکے پاس وقت بیع واقع ہونے کے موجود تھا تاکہ بیع صحیح واقع ہو اسواسطے کہ اگر بر تقدیر تمام یا تھوڑا معدوم ہونیکے انعقاد بیع ہوا تو کل یا بعض کے حق مین بیع منعقد نہو گی پس ثمن مدعا علیہ پر واجب نہو گا تو بسبب خرید و فروخت کے دعوی ٹھیک نہو گا غایت ما فی الباب یہ ہو کہ اُسنے بیان کیا کہ مشتری مذکور نے بقبضہ صحیحہ قبضہ کر لیا ہو لیکن یہ امر صحت بیع و وجوب ثمن کے واسطے کافی نہین ہو بدو وجہ ایک یہ کہ اسقدر تیل وقت بیع کے موجود نہ تھا اور نہ اُس نے در واقع قبضہ کیا ہو لیکن کاتب نے ایسا ہی تحریر کیا اور دوم آنکہ احتمال ہو کہ وقت بیع کے موجود نہ تھا پھر بائع نے اُسکو تیار کر کے مشتری کے سپرد کیا اور مشتری نے اُسپر قبضہ کر لیا اور یہ حال یہ ہو کہ اُسنے یہ بیان نہین کیا ہو کہ مجلس خرید و فروخت مین اُسنے اس مبیع پر قبضہ کیا ہو اور مجلس خرید سے اُٹھ جانے کے بعد اور بر تقدیریکہ وہ وقت بیع کے معدوم تھا پھر سپرد کرنا کچھ نافع نہو گا اسواسطے کہ ایسی صورت مین عقد بیع باطل واقع ہوا ہو اور بیع باطل پر تسلیم و سپرد کرنا کچھ مفید نہین ہو پس یہ بیع تعاطی بھی نہو گی اسواسطے یہ سپردگی بربناء بیع باطل ہو اور بیع تعاطی ایسے مقام پر اعتبار کیجاتی ہو جہان سپردگی بربناے عقد فاسد ہوا اور یہ نظیر اُسکی ہو جو ہم نے اجارہ مین بیان کیا ہو کہ اگر اپنا دار یا زمین دوسرے کو اجارہ پر دی حالانکہ وہ دار اسباب موجر سے یا وہ زمین موجر کی کھیتی سے بھری ہوئی ہو پھر موجر نے اس کو خالی کر کے سپرد کیا تو اجارہ مذکورہ منقلب ہو کر جائز ہو جائیگا پس اُن دونون مین از سر نو اجارہ بتعاطی بھی منعقد ہو گا اسواسطے کہ سپردگی بربناء اجارہ فاسد واقع ہوئی ہو پس ایسا ہی اس مقام پر بھی ہو - اور بعضے مشائخ نے اس دعوے مین وجہ قیاس سے انکار کیا اور ہر دو وجہ فساد مین سے ہر ایک کیواسطے

جواب ذکر کیا پس اول کا جواب یہ فرمایا کہ ہم کہتے ہین کہ دعوی اقرار بمال جبھی نہین صحیح ہوتا ہی کہ جب دعوی مال فقط بحکم اقرار واقع ہو مثلاً مدعی نے کہا کہ میرے تجھپر اسقدر درم ہین کیونکہ تونے میرے واسطے اسقدر درم کا اقرار کیا ہی یا کہا کہ یہ مال عین میری ملک ہی کیونکہ تونے میرے واسطے اسکا اقرار کیا ہی اور اس مقام پر دعوی مال بحکم اقرار نہین ہوا بلکہ دعوی مال مطلقاً ہی لیکن اُسنے دعوی مال کے ساتھ مدعا علیہ کے اقرار بمال کا بھی دعوی کیا اور یہ موجب خلل نہین ہی اور قولہ اس دعوی مین ایک وجہ دروغ کی ظاہر ہوئی ہی یہ بھی ممنوع ہی اور قولہ اُسنے سبب کا دعوے نہ کیا اقول سبب کا دعوی نہ کرنا اس وجہ سے نہین ہی جو تم کہتے ہو بلکہ اس وجہ سے ہی کہ مدعی کو ایسے گواہ نہ ملے جو سبب پر گواہی دین اور ایسے گواہ ملے جو مدعا علیہ کے اقرار مال کی گواہی دین اور وجہ دوم کے جواب مین فرمایا کہ قولہ یہ ضرور ہی کہ بیان کرے کہ اسقدر تیل وقت انعقاد بیع کے موجود تھا اقول اسکی ضرورت ایسی گواہی مین ہی کہ جہان گواہ لوگ مثلاً یون گواہی دین کہ اس مدعی نے اس مدعا علیہ کے ہاتھ اس مقدار تیل کو فروخت کیا اور اس صورت مین گواہ لوگون نے بیع کی گواہی نہین دی ہی بلکہ اقرار بیع کی گواہی دی ہی اور اُسکا خبر صحیح کا اقرار واقع ہوا اور جب کسی آدمی کا اقرار بتصرف صحیح پایا گیا تو اُسکا حکم اُسکے حق مین ثابت ہوگا اگرچہ محتمل فساد ہو بخلاف گواہی کے کہ اُسمین ایسا نہین ہوتا ہی اور گواہی و اقرار مین جو فرق ہی وہ اپنے مقام پر مذکور ہی اب باقی رہا بیان اس بات کا جو ہم نے کہا ہی کہ گواہی و دعوی مین مطابقت نہین ہی سو اسطرح ہی کہ گواہی مین صریح یہ مذکور ہی کہ مدعا علیہ نے قبضہ کا اقرار کیا اور یہ نہین ہی کہ مبیع پر قبضہ کرنیکا اقرار کیا چنانچہ گواہون نے کہا کہ مقر آمد این مدعا علیہ کہ بخریدیم ازین مدعی ہفتصد من بیع وغن کنجد صافی پاکیزہ وقبض کردم قبضے درست۔ اور دعوی قبضہ باشارہ مذکور ہی چنانچہ مدعی نے کہا کہ بائع سے لیکر اُسپر قبضہ صحیح کیا پس گواہون کو چاہیے تھا کہ اقرار مدعا علیہ کی گواہی مین یون بیان کرتے کہ قبض کردمش قبضے درست

اس چیز کو قبض کیا ہی ۱۲

محضر تہائی مال کی وصیت کے دعوی مین جسکی صورت یہ ہی کہ موصی لہ نے کسی ایک وارث پر دعوے کیا کہ میت نے اپنی زندگی مین اپنے عاقل بالغ ہونے کی حالت مین میرے واسطے اپنے تہائی مال کی وصیت کی ہی اور مجلس حکم مین ایک انگوٹھی سونے کی لایا جسکا نگینہ فیروزہ ہی اور وارث پر دعوے کیا کہ یہ انگوٹھی منجملہ مال ترکہ ہی جسکو میت نے چھوڑا ہی اور یہ تیرے قبضہ مین ہی پس تجھپر واجب ہی کہ اسمین سے تہائی مشاع بحکم وصیت مجھے سپرد کرے پس وارث نے وصیت سے انکار کیا اور مدعی نے اپنے دعوے کے موافق گواہ قائم کیے پھر دعوی کی صحت کا فتوے طلب کیا گیا پس مفتیون نے فساد دعوے ہذا کا فتوی دیا مگر وجہ فساد مین باہم اختلاف کیا بعض نے فرمایا کہ وجہ یہ ہی کہ اُسنے محضر مین یہ ذکر نہین کیا کہ موصی نے برضا و رغبت وصیت کی پس احتمال ہی کہ اسنے باکراہ یعنی مجبور کیے جانے پر وصیت کردی ہو اور وصیت باکراہ باطل ہے اور بعض نے کہا کہ یہ وجہ ہی کہ اُسنے انگوٹھی مین سے تہائی مشاع کا مطالبہ کیا ہی اور یہ متصور نہین ہی مگر صحیح اول ہے اسواسطے کہ تسلیم جزو شائع کی تسلیم کل سے ہو

محضر دعوے نکاح ایک عورت پر بدین صورت کہ فلان مرد نے فلانہ عورت پر یہ دعوی کیا کہ وہ عورت اسکی منکوحہ حلالہ ہی بسبب اسکے کہ اس مرد نے اس عورت سے مہر معلوم پر بحضوری گواہان عادل بسبب اس عورت کے اپنے نفس کر اس

ف ا مترجم کہتا ہی کہ صحیح اول ہی ہی ولیکن ثانی بھی بعید نہین ہی ۱۲ منہ ف ۲ یعنی ہم اسکو تسلیم نہین کرتے ہین یہ صرف تمہارا خیال ہی ف ۳ جو سب مین شائع ہی یعنی جو علیحدہ نہین ہی ۱۲

مرد کے نکاح مین دینے کے نکاح کر لیا ہو اور یہ عورت اس مرد کی اطاعت سے خارج ہو گئی ہو پس اس عورت پر احکام نکاح مین اس مرد کی اطاعت واجب ہو اور جواب عورت مذکورہ یہ ہوا کہ مجھپر احکام نکاح مین اسکی اطاعت واجب نہین ہو اسوجہ سے کہ اسنے تین طلاق اس عورت کو دلائی ہین اور یہ عورت اُسپر بسبب طلاق حرام ہو اور عورت مذکورہ نے اس بات کو بطریق دفعیہ دعوے نکاح مرد مذکور کے گواہون سے ثابت کر دیا پھر مرد کی طرف سے اُس کے دفعیہ مین یہ دعوے مذکور ہے کہ مرد نے دعوی کیا کہ یہ عورت اپنے دعوے دفعیہ مین مبطل ہو اور اُسکا یہ دعوے دفعیہ ساقط ہو اسوجہ سے کہ اس عورت نے اپنے اس دعوے دفعیہ سے پہلے اقرار کیا ہو کہ اس عورت نے ان تین طلاق کے بعد اسکی عدت پوری کر کے دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور اس دوسرے شوہر نے اسکے ساتھ دخول کیا پھر اسکو طلاق دیدی اور اسنے اُسکی عدت بھی پوری کی اور دونون عدتون کے پوری کرنے کی مدت اسقدر بیان کی کہ جس مین دونون عدتوں کا گذر جانا متصور ہو پھر اس شوہر سے بمہر معلوم بحضوری گواہان عدول نکاح کیا اور آج کے روز یہ اُسکی جورو ہو پس اس محضر پر بڑے بڑے مشائخ سمرقند کا جواب یہ لکھا تھا کہ صحیح ہو اور مشائخ بخارا نے اتفاق کیا کہ محضر صحیح نہین ہو اور اسکی ایک یہ وجہ بیان کی کہ شوہر نے عورت کی ان باتون کے اقرار کا دعوی کیا ہو اور مدعا علیہ پر کسی چیز کے اقرار کا دعوی مدعی کیطرف سے صحیح نہین ہوتا ہو یہ شرح ادب القاضی مین مذکور ہو۔ اور میرے نزدیک جو وجہ فساد اُنھوں نے ذکر کی ہو وہ صحیح نہین ہو اُسکی وجہ یہ ہو کہ شوہر اُسکے اقرار پر دعوے نکاح کا مدعی نہین ہو بلکہ اُسپر نکاح کا دعوی مطلقاً کرتا ہے اور دعوی اقرار فقط بدین بیان ہو کہ وہ اپنے دفعیہ کے دعوی مین مبطل ہو اور یہ صحیح[1] ہو اور اسی طرف آخر جامع مین اشارہ کیا ہو اور ہمنے یہ مسئلہ قبل اسکے مشرح بیان کیا ہو کذا فی الذخیرہ

سجل - در اثبات ملکیت حمل - شہر مرو سے آیا جسمین لکھا ہو کہ قاضی فلان صاحب مظالم واحکام شرعیہ بشہر مرو و نواح آن از جانب سلطان فلان عز نصرہ کہتا ہو کہ مجلس حکم اینجا مین بتاریخ فلان ایک شخص حاضر ہوا اور بیان کیا کہ اسکا نام فلان ہو اور اپنے ساتھ ایک خصم کو حاضر لایا جسنے بیان کیا کہ اُسکا نام فلان بن فلان ہو پس اُسپر اُسکے حضور مین دعوی کیا پس مشائخ نے فرمایا کہ اس محضر مذکور مین یہانتک دو خلل ہین ایک یہ کہ اُسنے لکھا کہ مجلس حکم اینجا مین اور اس سے پہلے ذکر ہوا ہو کہ وہ مرو کا اور اُسکے نواح کا قاضی تھا پس اُسکے قول اینجا مین احتمال ہو کہ مرو مراد ہو یا نواح مرو پس نواح مرو کی صورت مین حکم صحیح نہوگا اسواسطے کہ ظاہر الروایۃ کے موافق صحت قضا کیواسطے شہر شرط ہو اور اسی طرف اکثر مشائخ نے میل کیا ہو یہ ادب القاضی للخصاف مین مذکور ہو اور میرے نزدیک یہ خلل نہین ہو اسواسطے کہ موافق روایت نوادر کے شہر شرط نہین ہو پس اگر قاضی نے خارج شہر مین حکم قضا دیا تو اُسکی قضا ایک صورت مختلف فیہ مین ہو گی پس نافذ ہو جائیگی اور دوم آنکہ اُسنے ذکر کیا کہ اُسنے اسکی حضوری مین اُسپر دعوے کیا حالانکہ ضرور تصریح چاہیے بلفظ اس حاضر آمدہ و اس حاضر آوردہ کے پس اس طرح لکھنا چاہیے کہ پس اس حاضر آمدہ نے اس حاضر آوردہ پر دعوے کیا کیونکہ اُسکی تحریر پر احتمال ہو کہ شاید اس مدعی کے سواے دوسرے سے یا اس مدعی سے اس مدعا علیہ کے سواے دوسرے پر صادر ہوا ہو اور

[1] مترجم کہتا ہو کہ جسکو اُسنے ذکر کیا وہ صحیح ہو اور جو اُن لوگون نے ذکر کیا وہ صحیح نہین ہو بلکہ محضر کے مفہوم کے خلاف ہو جیسا کہ پوشیدہ نہین ہو ۱۲ منہ

نیز یون لکھے کہ بحضوری اس مدعا علیہ کے تاکہ یہ احتمال نہ رہے کہ اس مدعا علیہ کی غیبت مین اُسپر دعوے کیا ہے پھر اس سجل مین لکھا کہ دعوی کیا ایک حمل کا جسکی صفت یہ ہے اور سن اسقدر ہے اور قیمت اُسکی اسقدر ہے بحضوری مجلس قضا کے اور اُسکی طرف اشارہ کیا کہ یہ اُسکی ملک و اُسکا حق ہے (بکری کا بچہ ۱۲) - تو مشائخ نے فرمایا کہ ان الفاظ مین خلل ہے کہ بعض کے بیان کی ضرورت نہین ہے چنانچہ صفت و سن و قیمت کے بیان کی کچھ حاجت نہین ہے اسواسطے کہ وہ مجلس حکم مین موجود ہے اور قولہ اور اُسکی طرف اشارہ کیا کہ یہ اُسکی ملک و اسکا حق ہے اسمین خلل ہے یون بیان کرنا چاہیے کہ اس بچہ گوسفند کی طرف جو حاضر ہے اشارہ کیا کہ یہ مدعی کی ملک و اُسکا حق ہے - پھر لکھا کہ اور مدعا علیہ کے قبضہ مین ناحق ہے - اُسکو ضرور اس طرح لکھنا چاہیے کہ اس مدعا علیہ کے قبضہ مین ناحق ہے - پھر لکھا کہ اسپر واجب ہے کہ اپنا ہاتھ اس سے کوتاہ کرے - اس کو یون لکھنا چاہیے کہ اس مدعا علیہ پر واجب ہے کہ اپنا ہاتھ اس بچہ گوسفند متدعویہ سے کوتاہ کرے - پھر لکھا کہ اسکا اعادہ اُسکے قبضہ مین کرے - اور اسمین احتمال ہے کہ شاید اول مین مدعی مذکور کے قبضہ مین نہ آیا بلکہ مثلاً اُسکا وارث ہوا ہو اور ہنوز قبضہ نہ کیا ہو کہ مدعا علیہ مذکور نے غصب کر لیا ہو پس ایسے احتمال کی صورت مین لفظ اعادہ لکھنا نہ چاہیے بلکہ بجاے اسکے لفظ تسلیم لکھے کہ اس بچہ گوسپند کو اس مدعی کے سپرد کرے - پھر بعد بیان درخواست جواب مدعی و انکار مدعا علیہ کے لکھا کہ پس مدعی ایک جماعت کو حاضر لایا مگر یون لکھنا چاہیے کہ یہ مدعی ایک جماعت کو حاضر لایا - پھر گواہون کی گواہی یون لکھے کہ اُنھون نے گواہی دی کہ حمل متدعویہ ملک مدعی ہے اور مدعا علیہ کے قبضہ مین ناحق ہے - مگر ضرور ہے کہ یون لکھے کہ گواہی دی کہ یہ بچہ گوسفند متدعویہ (گوسفند بچہ ۱۲) ملک اس مدعی کی ہے اور اس مدعا علیہ کے قبضہ مین ناحق ہے - اور اسکے بعد لکھا کہ اور گواہون نے متداعیین کیطرف اشارہ کیا حالانکہ یہ لفظ دونون مین سے ہر واحد کو شامل ہے پس ہر واحد کے ذکر کے وقت اشارہ کرنے کا بیان تحریر کرنیکی حاجت اس لفظ سے دفع نہو گی کہ شاید اُنھون نے مدعا علیہ کی طرف اشارہ کرنے کی ضرورت کے وقت مدعی کیطرف اشارہ کیا ہو اور بچہ گوسفند کے ذکر کے وقت بچہ گوسفند کی طرف اشارہ کرنا تحریر کرنا چاہیے ہے (غلط اشارہ ۱۲) - لیکن اگر یہ ذکر کر دیا کہ اُنھون نے (متداعیین کیطرف) اس مشہود بہ کی طرف اشارہ کیا اور اگر لفظ اس ذکر نہ کیا تو بھی خیر ہو سکتا ہے اور بڑی احتیاج تو محضر و سجل مین یہ ہوتی ہے کہ الفاظ شہادت دعوے مین اُنھون نے مقامات اشارہ مین اشارہ کیا تاکہ اشتباہ رفع ہو جاوے اور دعوے صحیح ہو اور اپنے اس قول کے بعد کہ مجھ سے اس مدعی نے حکم کی درخواست کی یون بیان کیا کہ پس مین نے مدعا علیہ کو آگاہ کیا اُس حکم سے جو اُسپر متوجہ ہوا ہے - مگر مدعا علیہ کے ساتھ لفظ ہذا یعنے اشارہ ذکر نہ کیا اسی طرح آخر سجل تک مدعا علیہ کے ساتھ کہین (اُس) کا لفظ کہ (اس مدعا علیہ) نہین کہا لیکن ان جگہون مین (اس) کا لفظ ذکر نہ کر نہین (یعنے حکم کہ اسپر ہوا چاہتا ہے ۱۲) تساہل کیا اور (اس) کا لفظ ذکر کرنے مین فقط دعوی و گواہی مین مبالغہ کیا جاتا ہے یعنے دعوے و گواہی مین ضرور ذکر کرنا چاہیے اور نیز اس سجل مین لکھا کہ مین نے ہر دو متخاصمین کے حضور مین مدعی کیواسطے ملکیت مذکورہ کے ثبوت کا اور مدعا علیہ کے قبضہ مین ناحق ہونے کا حکم کیا اور یہ ذکر نہ کیا کہ اس بچہ گوسفند کے سامنے موجود ہونیکی حالت مین حالانکہ اسکا ذکر کرنا لامحالہ ضرور ہے اسواسطے کہ مال منقول کا حکم دینے کے وقت قاضی کو اشارہ کی ضرورت ہوتی ہے جیسا کہ گواہ کو وقت گواہی کے ضرورت ہوتی ہے لیکن اگر اولاً قیمت کا دعوے ہو تو اس صورت مین اس قیمت کے حاضر کرنے کی ضرورت

نہین ہی جیسا کہ استحقاق مین رجوع کرنے کی حالت مین ہوتا ہی کہ قاضی بدون چیز مستحق حاضر کرنیکے رجوع کا حکم دیتا ہی پس ایسا ہی قیمت کے دعوے مین بھی ہی اور قاضی مذکور نے آخر سجل مذکور مین لکھا کہ فلان سے صادر ہوا اور یہ نہین لکھا کہ مین نے ان گواہونکی گواہی پر یا ایسی دلیل سے جو میرے نزدیک ظاہر ہوئی یا اور اُسکے مانند الفاظ جو اس معنی مین ہون حکم دیا حالانکہ اسکا لکھنا ضرور تھا تاکہ معلوم ہو کہ یہ دعوے وگواہی اُسکے سامنے ہوئی ہے کیونکہ احتمال ہی کہ شاید دعوے و گواہی اُسکے نائب کے حضور مین ہوئی اور متولی حکم خود آپ ہو گیا اور ایسی صورت مین قضاء جائز نہ ہوگی پس ایسا کلام بیان کرنا ضرور ہی جو اسپر دلالت کرے (جس سے یہ احتمال دور ہو ۱۲) اور قاضی بخارا نے آخر اس سجل مین لکھا کہ اُس کی جانب بگواہی دو عادلون کے حکم صادر ہوا اور یہ نہ لکھا کہ خصم کے حضور مین پس شاید خصم کی غیبت مین صادر ہوا ہو نیس صحیح نہوگا اور اگر یون لکھتا کہ مین نے اس سجل کے ثبوت کا اسکے شرائط کے ساتھ حکم کیا تو بھی کافی نہ تھا اسواسطے کہ قاضی شرائط پر واقف نہین ہوتا ہی پس بیان کرنا ضرور ہی جیسا کہ ہمنے اس صورت مین لکھا ہے کہ اگر قاضی نے کہا کہ گواہون نے موافق دعوے کے گواہی دی تو یہ کافی نہین ہی اسواسطے کہ قاضی دعوے وگواہی کی موافقت کو نہین جانتا ہی پس ایسا ہی اس صورت مین بھی ہی

محضر تہائی مال کی وصیت کرنے کے اثبات مین۔ اور موصی ایک عورت مسماۃ ہندہ بنت اُستاد محمد بخاری سمرقندی معروف باستاد منارہ تھی کہ اُسنے اپنے تہائی مال کی وصیت اس طرح پر کی تھی کہ اسکی تہائی سے گیہون خرید کر اُسکی نمازہاے فوت شدہ کیواسطے فقیرون کو بانٹ دیے جاوین اور ایک تہائی سے ایک بکری خرید کر ایام قربانی کے اول روز قربانی کر دیجاوے اور ایک تہائی سے نان گردہ و حلوا و کوزہ وغیرہ چیزین موافق لوگون کی عادت کے جو ایام عاشورا مین خریدتے ہین خریدی جاوین اور اُسنے اپنی بہن کو اپنا وصی مقرر کیا تھا اور اُسکو حکم دیا تھا کہ ان وصیتون کو نافذ کر دے پس اُسکی بہن نے اُسکے شوہر پر بحضوری شوہر مذکور دعوے کیا اور محضر کی تحریر مین وصیت کرنے کا بیان لکھا اور آخر مین لکھا کہ اُسکے شوہر اس مدعا علیہ کے قبضہ مین ایک زین پوش ہی جسکا طول اسقدر و عرض اسقدر اور اُسکی قیمت ڈیڑھ دینار ہی پس اسپر واجب ہی کہ ۱ اُسکو مجلس حکم مین حاضر کرے تاکہ اُسمین سے تنفیذ ۲ وصیت کا قابو ہاتھ آوے بشرطیکہ اُسکے حاضر کرنے پر قادر ہوا اور اگر اُسکے حاضر لانے سے عاجز ہوا اور اُسکو تلف کر ڈالا ہو تو اُسپر واجب ہی کہ نصف دینار ادا کرے اور یہ اُسکی تہائی قیمت ہی تاکہ اُس سے وصیت نافذ کیجاوے۔ اور اس تحریر سے خلل پیدا ہوا اسوجہ سے کہ مذکور فقط قیمت ہی اور یہ مذکور نہین ہی کہ یہ قیمت اُسکے قبضہ کے روز کی یا تلف کرنے کے روز کی ہی اور اس مین شک نہین ہے کہ بظاہر یہ زین پوش اس شوہر کے قبضہ مین بطور امانت ہوگا جب کہ یہ ذکر نہین کیا گیا کہ اُس نے بغیر حق قبضہ کر لیا ہی پس ایسی حالت مین اُسکے ذمہ ضمان جبھی واجب ہوگی کہ جب اُسنے تلف کر دیا ہو (یعنی باختیار خود ۱۲) پس جسدن تلف کر دیا ہی اُسی روز کی قیمت کا اعتبار ہوگا پس فی الحال اُسکا مطالبہ نصف دینار کا صحیح نہوگا تاوقتیکہ یہ معلوم نہو جاے کہ تلف کر ڈالنے کے روز بھی اُسکی قیمت ڈیڑھ دینار تھی اور چاہیے یہ تھا کہ یون بیان کرتی کہ اُسپر اس زین پوش کا حاضر لاکر

۱ قولہ اسکو یعنی زین پوش کو حاضر کرے ۱۲ ۲ تنفیذ یعنے جاری کر لینے یعنے وصیت کے موافق جاری کر سکے ۱۲ منہ

اس وصیہ کے سپرد کرنا واجب ہو تاکہ یہ وصیہ اُس کو فروخت کرکے اُسمین سے تہائی لے لیوے اور اگر وہ اس زمین پوش مقبوضہ کا اس موصیہ کی ملک ہونے سے انکار کرتا ہو تو بدین غرض کہ مدعیہ اُس پر گواہ قائم کرنے پر قادر ہو پس حاضر لانے کا مطالبہ کرنے کی وجہ صحیح درصورتیکہ شوہر مذکور مقر ہو تو تنفیذ وصیت کے واسطے اسی طور سے ہوسکتی ہو جیسا ہم نے بیان کیا کہ اس کو فروخت کرکے اس سے تنفیذ وصیت کرے اور درصورتیکہ منکر ہو تو اُسپر گواہ قائم کرے

سجل - دراثبات وقفیت جسمین تحریر ہو کہ فلان نے فلان کو وکیل کیا اور بجاے اپنے مقرر کیا درین باب کہ اُس کے حقوق کا جن لوگون پر آتے ہین مطالبہ کرے اور اُسکے واسطے انکو وصول کرے اور یہ توکیل ایسی شرط پر معلق تھی جو قبل اس توکیل کے متحقق ہوگئی اور وہ یہی وقف ہو اور اُسنے توکیل مین یون کہا کہ اگر فلان نے یہ موضع اپنے برادر و خواہر فلان و فلانہ پر بدین شرائط وقف کیا ہو اور بروز وقف جسکو متولی مقرر کیا تھا اس کے سپرد کیا ہے اور اُس کا وقف ہونا لوگون مین مشہور ہوگیا ہو اور یہ وقف اوقاف قدیمہ مشہورہ سے ہوگیا ہے تو تو اُن قرضون کے وصول کرنے کا جو لوگون پر ہین وکیل ہو اور حال یہ ہے کہ اس موضع کا وقف ہونا بدین شرائط مذکورہ ثابت ہوگیا اور یہ وقف اوقاف مشہورہ مین سے ہوگیا اور شرائط وکالت جو لوگون سے قرضہ فلان وصول کرنے کے واسطے تھی متحقق ہوگئی اور فلان موکل کا اس حاضر آوردہ پر ایسا ایسا قرضہ ہو - پس خصم نے جواب دیا کہ بلے فلان ترا وکیل کردہ است بران وجہ کہ دعوے میکنی وکالتے معلوم بآن شرط کہ یاد کردی ومرا بفلان چندین کہ دعوی میکنی وادنی ہست ولیکن مرا از وقفیت این موضع معلوم نیست واز شہرت واستفاضت او خبر نے ومرا بتوباین وجہ کہ دعوے میکنی وادنی نیست پھر مدعی چند نفر حاضر لایا اور بیان کیا کہ یہ اُسکے گواہ ہین کہ اُسکے وقف ہونے پر گواہی دیتے ہین پس گواہون نے اسکی گواہی جیسی چاہیے ہو ادا کی اور گواہی کے طریق پر[1] گواہی کو روان کیا اور بیان کیا کہ فلان نے اس موضع مذکورہ کو فلان و فلانہ پر بدین شرائط وقف کیا ہو اور قاضی نے اس وقفیت کے اور تحقیق شرط وکالت کے اور مدعی پر یہ مال لازم ہونے کے ثبوت کا حکم دیدیا اور اُسکو حکم دیا کہ یہ مال مدعی مذکور کو ادا کردے اور اس سجل کی تحریر کا حکم دیا پس لکھا گیا - اور قاضی نے صدر سجل پر اپنی توقیع لکھی اور اخیر مین برسم[2] معتاد تحریر کیا - پھر اس سجل کی صحت کا فتوی طلب کیا گیا - پس بعض مشائخ نے اسکی صحت کا فتوی دیا اور محققین نے جواب دیا کہ یہ فاسد ہو پھر وجہ فساد مین باہم اختلاف کیا بعض نے کہا کہ اسوجہ سے فاسد ہے کہ گواہون نے اصل وقف و اُسکے شرائط پر بشہرت و استفاضت[3] گواہی دی حالانکہ اصل وقف بشہرت گواہی دینا جائز ہو اور شرائط وقف پر بشہرت گواہی دینا نہین جائز ہو اور جب شرائط پر گواہی مقبول نہوئی حالانکہ گواہون نے دونون کی گواہی دی ہو تو اس صورت مین اصل وقف کی گواہی بھی مقبول نہو گی خواہ بدین وجہ کہ گواہی ایک ہو پس جب بعض گواہی باطل ہوئی تو کل باطل ہوگئی یا بدین وجہ کہ جب گواہون کو شرائط پر بشہرت گواہی دینا حلال نہ تھی پھر بھی انھون نے اسکی گواہی دی تو ایسا فعل کیا جو اُن کو حلال نہ تھا اور یہ اُنکے فسق کا موجب ہو اور فسق مانع شہادت ہو - اور اگر گواہ لوگ ناواقفگی کا

[1] یعنی گواہی کے طریق پر اُسکو بیان کیا ۱۲ [2] یعنی وہ رسم جسکی عادت باہم جاری ہو ۱۲ [3] لوگون مین پھیل جانا ۱۲

کا عذر کرین کہ جانتے نہ تھے تو یہ عذر مقبول نہوگا اسواسطے کہ یہ امر احکام مین سے ہی اور دار الاسلام مین احکام کی نادانستگی
کا عذر نہین مقبول ہوتا ہی رہی یہ بات کہ گواہون کا اس معاملہ مین سنی ہوئی گواہی دینا کیونکر ثابت ہوا سو اسوجہ سے معلوم
ہوا کہ اُنھون نے وقف قدیمی کی گواہی دی ہی جسپر بہت برسین گذر گئی ہین اور یہ وقف قدیمی شمار کیا جاتا ہی جس سے قطعًا
معلوم ہی کہ یہ لوگ اس وقف کرنیوالے کی زندگی مین موجود نہ تھے اور انھون نے اس سے نہین سنا ہی - اسی طرح ہر جگہ جہان
کسی وقف قدیم پر جسپر بہت برسین گذر گئی ہین جس سے یقینًا ثابت ہوتا ہی کہ یہ لوگ وقف کرنے والے کی زندگی
مین نہ تھے اور اُنھون نے اس سے نہین سنا ہی گواہی دین تو یہ بات ضرور معلوم ہوگی کہ ان لوگون نے سنی سنائی
گواہی دی ہی - اقول میرے نزدیک یہ بات کوئی چیز نہین ہی اس واسطے کہ گواہون نے اگرچہ ایسے وقف قدیمی
کی گواہی دی جسپر بہت برسین گذر گئی ہین لیکن اس سے یہ بات ثابت نہین ہوتی ہی کہ اُنھون نے سنی سنائی
گواہی دی ہی اسواسطے کہ جائز ہی کہ گواہون نے بچشم خود کسی قاضی کو دیکھا ہو کہ اُسنے اس موضع کا بشرائط مذکورہ وقف
ہونے کا حکم دیا - اور ایک طریقہ اور ہی جس سے یہ بات ثابت ہو کہ گواہون نے سنی سنائی گواہی دی ہی وہ یہ ہے کہ
گواہ لوگ یون کہین کہ ہم نے یہ گواہی دی اسوجہ سے کہ ہم مین یہ بات مشہور ہوگئی ہی اور یہ مقبول ہوگی بخلاف اسکے اگر
اُنھون نے کہا کہ ہم نے اسوجہ سے گواہی دی کہ ہم نے لوگون سے یہ بات سنی ہی تو ظاہر جواب کے موافق قبول
نہوگی چنانچہ اگر اُنھون نے کہا کہ ہم نے اس مال عین کی اس فلان کے ملک ہونے کی گواہی دی کیونکہ ہمنے اسکو
اس فلان کے قبضہ مین اسطرح دیکھا کہ وہ اسمین مالکانہ تصرف کرتا تھا یہ شہادات مختصر عصام رحمہ میں ہے اور
ایک روایت مین ہی کہ ایسی گواہی مقبول ہوگی اگرچہ وہ لوگون سے سُنے کو بیان کردین اس روایت کو کتاب الاقضیہ
مین ذکر کیا ہی - اور بعض محققین نے فساد محل کی یہ وجہ بیان کی کہ متولی کا نام و نسب بیان نہین کیا گیا ہی بلکہ ایک مرد
مجہول ذکر کیا ہی اور مجہول کو سپرد کرنا متحقق نہین ہوسکتا ہی اور سپرد کرنا وقف صحیح ہونے کی شرط ہی لیکن یہ علت قابل
اعتماد نہین ہی اور اعتماد اسی پہلی علت پر ہی اور میرے نزدیک وکیل کی طرف سے اس موضع کے وقف ہونیکا دعوے
جس طرح بیان کیا ہی صحیح نہین ہی اگرچہ دعوی وجہ دیگر سے جو ذکر کی ہی خالی ہی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ اس دعوے مین وکیل
اپنے حق کی شرط اس طور سے ثابت کرنا چاہتا ہی کہ ایک شخص غائب پر ایسا فعل ثابت کرتا ہی جس سے اُس کی مملوک
چیز سے تعلق باطل ہوا جاتا ہی حالانکہ کوئی آدمی اسکی صلاحیت نہین رکھتا ہی کہ اپنے حق کی شرط اس طرح ثابت
کرے کہ کسی غائب پر ایسا فعل ثابت کرے جس سے اُسکے حق کا ابطال ہو - آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر زید نے اپنے
غلام کی آزادی کو اس بات پر معلق کیا کہ عمرو اپنی جورو کو طلاق دے پھر غلام نے گواہ قائم کیے کہ عمرو نے اپنی جورو
کو طلاق دی ہی تو قاضی اس غلام کے دعوے کی سماعت نہ کریگا اور اُسکے گواہ قبول نہ کریگا یہ مسئلہ طلاق
جامع اصغر مین اسی طرح مذکور ہی اور بعضے متاخرین نے ایسے دعوے کی سماعت اور قبول گواہی پر فتوے
دیا ہے مگر اول اصح ہی
محضر جسمین مذکور ہی کہ مدعی نے مدعا علیہ کو چیزین فروخت کرنیکے واسطے بھیجی تھین اور اُنکے ثمن کا دعوی کرتا ہی

اور صورت یہ مذکور ہی کہ زید بن عمرو مخزومی حاضر ہوا اور اپنے ساتھ بکر کو حاضر لایا پھر اس حاضر آمدہ نے اس حاضر آوردہ پر دعوے کیا کہ اس حاضر آمدہ نے اس حاضر آوردہ کے پاس اپنے امین خالد کے ہاتھ اتنے تھان زندنیچی بخاری ممسوح جسکے ہر واحد کا طول اسقدر و عرض اسقدر تھا بدین غرض بھیجے تھے کہ اسکے خریداروں کے ہاتھ اسکو بعوض اسی قدر درمون کے جو اسکے داناکار اندازہ کرین فروخت کرے اور خالد امین نے یہ تھان اس حاضر آوردہ کو پہونچا دیے اور اس حاضر آوردہ نے ان سب پر امین کی طرف سے لیکر قبضہ کر لیا اور انکو داناے کار کے اندازہ پر خریدنے والے مشتری کے ہاتھ فروخت کیا اور ثمن وصول کر لیا اور قیمت اسقدر ہی پس اس حاضر آوردہ پر واجب ہے کہ یہ ثمن اس مدعی کے سپرد کرے اگر بعینہ اُسکے پاس موجود ہو اور اگر اُسکو اسنے تلف کر دیا ہو تو اسپر واجب ہے کہ ان دینارون مذکورہ کے مثل اس مدعی کو ادا کرے پھر اس دعوے کا جواب مانگا پس اس مدعا علیہ مذکور سے جواب طلب کیا گیا تو اسنے بانکار[1] جواب دیا پس مدعی گواہ حاضر لایا۔ اس دعوے کی صحت کا فتوی طلب کیا گیا تو بعض نے فرمایا کہ یہ دعوے ٹھیک نہین ہی اور اس مین دو طرح سے خلل ہی ایک یہ کہ مدعی نے مدعا علیہ پر اُن تھانون کے ثمن[2] دینے کا دعوے کیا ہی جنکا ذکر اس دعوے مین ہی اور دعوے مین مذکور ہی کہ اس مدعا علیہ نے یہ تھان مذکورہ اسقدر دامون کو فروخت کیے اور ثمن وصول کیا اور یہ ذکر نہ کیا کہ اُسنے یہ تھان بیچکر مشتری کے سپرد کیے ہین پس احتمال رہا کہ شاید یہ تھان مشتری کو سپرد کرنے سے پہلے اس بائع کے پاس تلف ہو گئے ہون اور اس تقدیر پر تھانون کے مالک کے واسطے یہ ثمن نہوگا بلکہ بیع باطل ہو جائیگی اور مشتری کو اسکا ثمن واپس ملے گا اور ثمن مذکور مالک تھان کیواسطے جبھی ہوگا جب بائع مذکور نے یہ تھان فروخت کرکے مشتری کے سپرد کر دیے ہون پس جب تک یہ ذکر نہ کرے کہ بائع مذکور نے یہ تھان اُس کے مشتری کو سپرد کر دیے تھے تب تک بائع سے تھانون کے ثمن سپرد کرنے کا مطالبہ صحیح نہ ہوگا اور وجہ دوم یہ ہے کہ اُس نے دعوی مین کہا کہ اس حاضر آوردہ پر واجب ہی کہ اس مدعی کو یہ ثمن سپرد کرے حالانکہ ایسے دعوے کی صورت مین اسطرح کا مطالبہ دو وجہ سے ٹھیک نہین ہو سکتا ہی ایک یہ کہ اُسنے ذکر کیا کہ واجب ہی۔ حالانکہ بر تقدیریکہ بیع صحیح ہوئی اور بائع مذکور نے ان تھانون کو مشتری کے سپرد کر دیا ہو تاہم یہ ثمن اس مدعا علیہ کے پاس بطور امانت رہا کیونکہ وہ بیع کا وکیل تھا اور امین پر مالک امانت کو امانت تسلیم[3] کرنا واجب نہین ہوتا ہی بلکہ اُسپر فقط تخلیہ[4] اور روک دور کر دینا واجب ہوتا ہی پس تسلیم کا مطالبہ کرنا ٹھیک نہین ہی اور دوم آنکہ ثمن مذکور اگر امین مذکور کے پاس قائم ہو تو متعین ہوگا اور جو مال منقول متعین ہو اُسکے واسطے اس طرح مطالبہ کرنا کہ مجلس حکم مین حاضر لاوے تاکہ مدعی اُسکی موجودگی مین دعوی اور گواہ قائم کر سکے ٹھیک ہوتا ہی اور یہ مطالبہ دعوے کہ اُسکو سپرد کرے ٹھیک نہین ہوتا ہی ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ فساد کی دونون وجہون مین سے دوسری وجہ جو بیان کی ہی صحیح نہین ہی اور قولہ بر تقدیریکہ بیع صحیح ہوئی اور بائع نے ان تھانون کو مشتری کے سپرد کر دیا تاہم یہ ثمن اُس مدعا علیہ کے پاس امانت ہوگا اور امین پر امانت تسلیم کرنا واجب نہین ہی اقول امین پر اگرچہ امانت کا حقیقۃً تسلیم کرنا واجب نہین ہی مگر مجازاً تسلیم کرنا واجب ہی یعنی تخلیہ کر دے اور روک دور کر دے پس تسلیم کا دعوی کرنا اسی تخلیہ پر محمول

[1] یعنے انکار کیا ۱۲ [2] وہ قیمت جو بائع و مشتری کے درمیان قرار پائے ۱۲ [3] تسلیم بمعنے سپرد کرنا ۱۲ [4] تخلیہ خالی کرنا ۱۲

کیا جائے گا تاکہ حتی الامکان دعوے صحیح رہے - اور قولہ ثمن مذکور اگر بین مذکور کے پاس قائم ہو تو متعین ہو گا پس اشارہ کرنیکے واسطے حاضر لانا واجب ہوگا اور تسلیم کرنا واجب نہو گا قول اس مقام پر حاضر لانا کچھ مفید نہین ہے اس واسطے کہ حاضر لانا اشارہ کرنے کے واسطے ہوتا ہے اور گواہون سے یہ بات ناممکن ہو کہ دراہم کی طرف جو اثمان ہین یعنی متمیز نہین ہوتے ہین اشارہ کرین - اور کچھ بیان اس کا پہلے گزر چکا ہے

محضر - دعوے ملکیت خر جسکی صورت یہ ہو کہ زید نے عمر پر ایسے گدھے کی ملکیت کا جو مجلس حکم مین حاضر کیا گیا ہی دعوی کیا کہ یہ گدھا جو اس مدعا علیہ کے ہاتھ مین ہی مین نے اسکو بکر سے خریدا ہی اور اس مدعا علیہ کے قبضہ مین ناحق ہی پس اسپر واجب ہو کہ مجھے سپرد کرے اس دعوے کی صحت کا فتوی طلب کیا گیا پس جواب دیا گیا کہ یہ دو وجہ سے فاسد ہی ایک یہ کہ اسنے بکر سے خریدنے کا ذکر کیا اور ثمن نقد دینا بیان نہ کیا اور ہم نے اس کتاب مین بیان کردیا ہو کہ مشتری نے اگر خریدی چیز کو دوسرے کے قبضہ مین پایا اور وہ ثمن ادا نہین کر چکا ہو تو اسکو قابض کے ہاتھ سے نکلوا لینے کا اختیار نہو گا اور ہم نے اسکی تائید مسئلہ مذکورہ منتقی سے کردی ہو اور دوم آنکہ بسبب خرید کے ملک کا دعوے کرنے مین یہ ضرور کہنا چاہیے کہ فلان بائع نے میرے ہاتھ فروخت کیا درحالیکہ وہ اسکا مالک تھا یا یہ ذکر کرے کہ اسنے سپرد کردیا یا یہ کہے کہ یہ میری ملک ہی مین نے اسکو فلان سے خریدا ہو اور یہان ان مین سے کوئی بات نہین پائی گئی اور حاصل یہ ہو کہ ہر دو جانب مین سے کسی جانب سے ملک کا ذکر کرنا خرید کی وجہ سے دعوی کرنے کی صحت کیواسطے کافی ہو

محضر جسمین یہ دعوے مذکور ہو کہ ایک شخص نے اپنی دختر کے باقی مہر کا اُسکے شوہر پر بسبب طلاق واقع ہو جانیکے کہ شوہر کیطرف سے قسم کھانے اور حانث ہو جانیسے اُسپر طلاق پڑ گئی ہی دعوے کیا - اور صورت دعوے یہ ہو کہ زید بن عمرو کے میرے داماد پر اسقدر دینار بدین سبب قرضہ تھے اور اُسنے اسمین سے اسقدر ادا کر دیے اور اسقدر اُسپر باقی رہے اور قرضخواہ کے پاس میرے داماد کا اس مضمون کا خط اقراری تھا پھر میرے داماد مقر نے ایک روز اس خط اقراری پر قابو پاکر اُس کو چاک کر ڈالا پھر قرضخواہ نے اُسکو ایک روز گرفتار کیا اور باقی مال کا اُسنے مطالبہ کیا اور اس نے انکار کیا پس قرضخواہ نے اُس سے قسم لی کہ اگر اسمین سے کچھ مال تجھپر ہو تو تیری عورت پر تین طلاق ہین پس اُس نے اپنی عورت پر تین طلاق کی قسم کھائی کہ اسپر کچھ نہین ہی پھر اُسنے اسکو دھمکایا اور قید کیا تو اُسنے باقی مال کا جو اسپر واجب تھا اقرار کیا اور اُسکو اس مضمون کی دستاویز لکھدی اور ایسا ہی مدعا علیہ نے قسم کھانے اور خط دینے اور باقی مال کا جو اُسپر قرضخواہ کا تھا اقرار کرنے کا اقرار کیا پس اس معاملہ کی اسکی جورو و اُسکے خسر کو خبر دیگئی پس اُنھون نے اس کا مرافعہ قاضی کے پاس کیا پس اُسکے خسر نے بذریعہ وکالت از جانب دختر خود کے اُسکے باقی مہر کا بسبب وقوع طلاق بوجہ قسم مذکور کے اسپر دعوی کیا پس مرد مذکور نے قسم سے اور اُسکے بعد اقرار کرنے سے انکار کیا پھر مدعی گواہ لایا جنھون نے ان الفاظ سے گواہی دی کہ اس شوہر نے اقرار کیا کہ مین نے تین طلاق کی اس بات پر قسم کھائی ہو کہ فلان کے واسطے مجھپر اسقدر قرضہ نہین ہو اور یہ وہی ہی جسکا وہ مجھپر دعوے کرتا تھا کہ میرا باقی قرضہ ہو پھر مین نے اسکو اسقدر مال کی اقراری دستاویز لکھدی اس دعوے کی صحت اور گواہی مطابق دعوی کے ہونیکا استفتا کیا گیا پس جواب دیا گیا کہ یہ گواہی موافق دعوے کے

نہین ہے اسواسطے کہ دعوے مین یہ ہو کہ اُسنے قرضخواہ کے واسطے بعد قسم کھانے کے باقی مال کا جو قرضخواہ کا اُسپر تھا اور اُس کو اس مضمون کی دستاویز لکھدینے کا اقرار کیا اور گواہی مین گواہون نے اس طرح گواہی دی ہے کہ اُس نے بعد قسم کھانے کے اُسکو اسقدر مال کی دستاویز لکھدینے کا اقرار کیا اور یہ گواہی نہین دی کہ اُسنے دستاویز اُسی مال کی لکھدی ہو جو قرضخواہ کا اُسپر تھا پس احتمال ہو کہ شاید اُسنے صلحنامہ لکھدیا ہو اور یہ بالکل اقرار نہوگا اور شاید اُس نے اقراری خط مال کا لکھا ہو مگر کسی دوسرے مال کا اقرار کر کے لکھدیا اُس مال کا نہو جسپر قسم کھائی ہے پس اس سے اُس کی قسم جھوٹی نہوگی پس یہ گواہی بدین وجہ موافق دعوے کے نہین ہو اور ایک وجہ آنکہ یہ ہو کہ مرد مذکور اس اقرار مین مکرہ تھا یعنے مجبور کیا گیا تھا اور مجبور کے اقرار سے مال واجب نہین ہوتا ہے پس قسم جھوٹ نہوگی پس اس مقام پر یہ خلل ظاہر ہو[سلہ]

محضر - دعوی استیجار طاحونہ - اور اسمین حدود کے ذکر مین لکھا کہ حد اول مشرق آب نہر و حد دوم وہ مقام جہان سے نہر مین پانی گرتا ہو - اور یہ محضر بدین علت رد کر دیا گیا کہ یہ حد کی نہر بیان ہوئی طاحونہ کی نہوئی حالانکہ دعوی فقط طاحونہ کا ہو اور اگر دعوی طاحونہ و نہر دونوں کا ہو تو جو بیان کیا ہو یہ نہر کی حد ہو سکتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم -

محضر - دعوے اجارہ محدودہ باجرت معلومہ - پس یہ محضر اسوجہ سے رد کر دیا گیا کہ اُسمین اجرت مطلقاً ذکر کیگئی ہو پس شاید اُجرت کیلی چیز ہو پس جبکہ اُجرت کیلی یا وزنی ہو تو اسکے ادا کرنے کی جگہ بیان کرنا شرط ہو حالانکہ محضر مین اسکا ذکر نہین ہے

محضر - در دعوے اجارہ جو مضاف بزمانہ معلوم معین ہو - اور اس اجارہ کیواسطے ایک دستاویز اسوقت معین کے آنے سے پہلے لکھی گئی اور اس مین لکھا کہ دونون نے بقبضہ صحیحہ باہم قبضہ کر لیا تو جواب دیا گیا کہ یہ کہنا کہ دونون نے باہمی قبضہ صحیحہ کر لیا صحیح نہین ہو سکتا ہے اسواسطے کہ اس زمانہ معین کے آنیسے پہلے عقد کا وقوع نہوگا اور اس سے پہلے قبضہ صحیح نہوگا

محضر - در استحقاق کنیز مسماۃ دلبر - پس جب مشتری نے چاہا کہ اس استحقاق واقع ہونیکو قاضی کے نزدیک ثابت کرے تاکہ بائع سے اپنا ثمن واپس لے تو باندی کا نام بنفشہ بیان کیا پس بائع نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ ایسی کوئی باندی نہین بیچی جسکا نام بنفشہ ہو فقط مین نے تیرے ہاتھ باندی مسماۃ دلبر فروخت کی ہو تو کہا گیا ہے کہ قاضی دعوی مشتری کی طرف التفات نہ کریگا اور وہ بائع سے اپنا ثمن واپس نہین لے سکتا ہو اسواسطے کہ بائع ایسے نام کی باندی جسکا مشتری دعوے کرتا ہو مشتری کے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کرتا ہو - اور بعض نے کہا کہ قاضی اُسکے دعوی کی سماعت کریگا بشرطیکہ اُس نے یون کہا ہو کہ مین تجھ سے اس باندی کا ثمن جو مین نے تجھسے خرید کی ہو واپس لونگا اسواسطے کہ جائز ہو کہ اُس باندی کے دو نام ہون بنفشہ اور دلبر - اور اگر مشتری نے کہا کہ مین تجھ سے اس باندی کا ثمن جو مین نے تجھ سے خریدی ہو اور وہ مجھسے استحقاق ثابت کر کے لے لی گئی ہو واپس لونگا تو اُسکے دعوی کی سماعت ہوگی اور جب اُسنے گواہ قائم کیے تو اُس کے

[سلہ] مترجم کہتا ہے کہ بیان کرنا ضروری ہو کہ آیا یہ اکراہ اسکے لائق ہو یا نہین اور اسکے بعد بیان نہین کیا گیا کہ یہ تہدید کس وجہ سے ہوئی اور آیا اُس شخص کو جس کے ساتھ مجبور کیا گیا یہ لائق ہو کہ اسنے حلف بالطلاق مین حانث ہو ایسی صورت مین کہ جو اکراہ بالطلاق کے معنی مین ہو ۱۲ منہ

[سلہ] جہان نہر سے پانی باہر لیا جاتا ہو ۱۲

گواہ قبول ہون گے اور اُسکے نام ثمن کی ڈگری کردیجائے گی

محضر - در اثبات[له] استحقاق و رجوع ثمن - اس محضر مین مذکور ہو کہ قاضی فلان سے فلان شخص پر حکم ایک حمار کے استحقاق ثابت ہونیکا جو اُسنے خریدا تھا بسبب گواہی گواہون کے صادر ہوا - یہ محضر بدین علت رد کردیا گیا کہ اُس نے یہ ذکر نہین کیا کہ جس شخص پر استحقاق ثابت کیا گیا ہو اُس کے اقرار کے گواہ کہ اُسنے صاحب استحقاق کیواسطے اقرار کردیا ہو قائم ہوئے یا صاحب استحقاق کے فقط دعوے پر گواہ ہوے کہ یہ چیز اس مدعی کی ہو - حالانکہ حکم مختلف ہوجاتا ہو اور محضر مین اُسنے یہ بیان نہ کیا کہ استحقاق بذریعہ ملک مطلق ہوا یا کسی سبب سے ملک (تو مدعی سے واپس لے سکتا ہو ۱۲) کا استحقاق ثابت کیا ہو

محضر - مال عین خرید کردہ کے ثمن کا مشتری پر دعوی ہو - اور اس محضر مین آخر دعوے مین مذکور ہو کہ اس مدعا علیہ پر واجب ہو کہ ثمن مذکور اس مدعی کو سپرد کرے - یہ محضر بدین علت رد کردیا گیا کہ محضر دعوے مین اُس نے یہ ذکر نہ کیا کہ اُس نے مبیع کو مشتری کے سپرد کردیا تھا حالانکہ اُسکا ذکر کرنا ضرور ہو تاکہ تسلیم ثمن کے مطالبہ کا دعوے ٹھیک ہو کیونکہ اگر سپرد کرنے سے پہلے مبیع تلف ہوگئی تو بیع ٹوٹ جاوے گی اور ثمن بذمہ مشتری واجب نہ رہیگا اور دوم آنکہ آخر دعوے مین مذکور ہو کہ اس مدعا علیہ پر واجب ہو کہ ثمن مذکور اس مدعی کے سپرد کرے حالانکہ ثمن برتقدیر صحت بیع کے مدعا علیہ کے پاس امانت ہوگا اور امانات و ودائع مین یہ واجب ہو کہ مستحق کے واسطے امانت لینے سے روک ٹوک دور کردے یعنے تخلیہ کردے اور تسلیم و سپرد کرنا واجب نہین ہو (ودیعتین ۱۲) اول میرے نزدیک یہ سب تقریر فاسد ہو لیں اول سوجہ سے کہ جب مال عین بعوض دراہم کے فروخت کیا جاوے تو حکم شرع کے موافق پہلے مشتری سے ثمن سپرد کرنیکا مطالبہ کیا جاوے گا - اور دوم اسوجہ سے کہ ثمن بذمہ مشتری واجب ہوتا ہے - اور جو چیز اُسکے ذمہ واجب ہو وہ امانت کیونکر ہوگی اور یہ قول درست کیونکر ہوسکتا ہو حالانکہ اگر مشتری کا تمام مال تلف ہوجاوے تب بھی یہ ثمن اُسکے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا

محضر - پیش ہوا جسمین کھرے سُرخ دینار ہاے نیشاپوری کا دعوی باین طور تھا کہ ثمن روغن مقدار معلوم ہو جسکو مدعا علیہ نے مدعی سے خریدا اور روغن خرید شدہ پر قبضہ کرلیا ہو اور گواہون نے بھی اس سب کی گواہی دی اور قبضہ کرنا گواہی و دعوے سب مین مذکور ہو پس یہ محضر بدین علت رد کردیا گیا کہ مدعی نے اپنے دعوی مین اور گواہون نے اپنی گواہی مین یہ بیان نہین کیا کہ اسقدر تیل (تیل ۱۲) آیا وقت بیع کے بائع کی ملک مین تھا اور برتقدیریکہ اُس کی ملک مین اُسوقت نہ تھا تو بیع جائز نہ ہوگی اور مشتری پر ثمن واجب نہ ہوگا - اور یہ امر درحقیقت کچھ خلل نہین ہے اسواسطے کہ یہ دعوے درواقع دعوے قرضہ ہے اس واسطے کہ تیل پر قبضہ کرنا ثابت ہوگیا ہے آیا تو نہین دیکھتا ہے کہ اگر مقدار تیل ذکر نہ کی جاوے تو دعوے صحیح ہوگا اگرچہ اُس کا قبضہ ذکر نہ کیا ہو پس اسی وجہ سے دعوے صحیح ہوتا ہو کہ درحقیقت یہ قرضہ کا دعوے ہو

محضر - پیش ہوا جسکی صورت یہ ہے کہ زید نے عمرو پر دعوے کیا کہ تو نے مجھ سے اسقدر گیہون بعوض پچاس دینار کے خریدے ہین اور مدعی دو گواہ لایا جن مین سے ایک نے پچیس دینار کے عوض بیع واقع ہونے کی اور دوسرے نے

له یعنے مشتری پر کسی نے خرید شدہ کا استحقاق ثابت کیا اور مشتری نے اپنا ثمن اپنے بائع سے واپس لینا چاہا بدینطور کہ استحقاق واقع ہونا ثابت کرکے پھر واپس لیگا مثلہ وہ مشتری باندی سے ثمن واپس نہین لے سکتا ہو ۱۲

بیس دینار کے عوض بیع واقع ہونے کی گواہی دی ہیں کہا گیا کہ یہ گواہی صحیح نہیں ہو کیونکہ دونون گواہون نے باہم اختلاف کیا ہو اور بعض نے فرمایا کہ اگر دعوے بشرائط خود صحیح ہو تو بیس دینار پر گواہی مقبول ہوگی کیونکہ دونون نے بیس دینار ثمن پر لفظاً و معنیً اتفاق کیا ہو۔ لیکن اول قول اصح ہو کہ ہر ایک گواہ نے ایسے عقد کی گواہی دی جو اس عقد کا غیر ہو جسکی دوسرے نے گواہی دی ہو اسواسطے کہ پچیس دینار کے عوض جو عقد ہو وہ اس عقد کا غیر ہو جو بعوض بیس دینار کے ہوا یا نہیں دیکھتا ہو کہ اگر ایسا اختلاف ہر دو متبایعین کے درمیان واقع ہو تو دونون سے باہم قسم لیجائیگی

محضر پیش ہوا جسمین مذکور ہو کہ زید نے عمرو پر چند من قفیز گیہون کا دعوی کیا اور اپنے دعوے مین کہا کہ یہ مدعی میرے مستاجر کی زمین سے اتنے گیہون ناحق اٹھا لیگیا ہو پس اگر یہ گیہون بعینہ قائم ہون تو اسپر واجب ہو کہ مجھے انکو واپس دے اور اگر تلف ہو گئے ہون تو اسپر ان کے مثل واپس دینا واجب ہو اور یہ محضر بدین علت رد کر دیا گیا کہ اسنے دعوی مین بیان نہین کیا کہ اتنے گیہون میرے مزرعہ سے لیگیا ہو یا میرے کاشتکار کے مزرعہ سے لیگیا ہو حالانکہ اسکا ذکر کرنا ضرور ہو تاکہ دعوی کا مطالبہ صحیح ہو اسواسطے کہ جائز ہو کہ کھیتی کسی دوسرے کی زمین مین ہو پس کھیتی اس غیر کی ہوگی نہ اس مدعی کی اور جب یہ بیان کر دیا کہ یہ اسکے کاشتکار کی مزرعہ ہو تو آیا کاشتکار کا نام و نسب بیان کرنا ضرور ہو یا نہیں ہو تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے

محضر۔ فتاوی نسفی مین مذکور ہو کہ ایک محضر پیش کیا گیا کہ جسمین چار ہزار دینار کا دعوی لکھا ہو اور گواہی مین چار دینار مذکور تھے تو شیخ علی سغدی نے فرمایا کہ دعوی و گواہی مین مخالفت ظاہر ہو تو اسنے کہا گیا کہ ہزار کا لفظ لکھنا بھول گیا ہو تو فرمایا کہ اگر بھول گیا ہو تو تحریر فاسد ہوئی اور بعض نے کہا ہو کہ چار دینار پر گواہی مقبول ہونی چاہیے اور ہم نے اس جنس کی صورت پہلے بیان کر دی ہو
فقط چار لکھا ہو ۱۲

محضر پیش ہوا جسمین چند مال عین کا جنکی جنس و نوع و صفت باہم مختلف ہو دعوی مذکور ہو۔ اور ان سب کی قیمت اکٹھا مذکور ہو اور ہر ایک مال کی قیمت علیحدہ علیحدہ مذکور نہین ہو تو شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اسمین مشائخ نے اختلاف کیا بعضون نے مجمل قیمت پر اکتفا کیا اور بعضون نے شرط لگائی ہو کہ صحت دعوی کیواسطے تفصیل بیان کرنا چاہیے اور اس مسئلہ کے حاصل مین دو صورتین ہین کہ اگر یہ اموال اعیان بعینہ قائم ہون تو دعوے کیوقت انکا حاضر لانا ضرور ہوگا پس ایسی حالت مین انکی قیمت بیان کرنے کی کچھ حاجت نہوگی اور اسکی جنس کا مسئلہ گذر چکا ہو اور اگر انکو تلف کر دیا ہو تو ہر مال عین کی قیمت بیان کرنی ضرور ہوگی اسواسطے کہ بسا اوقات ایسی صورت مین مدعا علیہ بعض کے تلف کرنے کا اقرار کرتا ہو اور بعض سے انکار کرتا ہو تو ایسی حالت مین قاضی کو اپنا حکم دینے کے واسطے ضرور معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کس مقدار کا حکم دیگا اور باوجود اسکے اگر اسنے اسکا بیان نہ کیا تو اس سے دعوے مین کچھ خلل نہین آتا ہے اسواسطے کہ اسنے قرضہ کا دعوے کیا ہو اور قرضہ کی مقدار بیان کر دی ہے

محضر۔ اونٹنی کے دعوے کا پیش ہوا۔ اور محضر مین لفظ جمل مذکور ہو اور یہ موجب فساد ہو کیونکہ وصف کی جہالت لازم آتی ہو اور اسیوجہ سے اگر اسنے ایک اونٹنی اور ایک اونٹ کا دعوی کیا اور محضر مین دو اونٹنیان یا دو اونٹ لکھے تو محضر اسوجہ سے
اونٹنی ۱۲

لہ جائے زرع جسکو ہمارے عرف مین کھیت بولتے ہین ۱۲

رد کر دیا جائے گا جو ہم نے بیان کی ہے اور یہ علت درصورتیکہ دعوے قرضہ ہو ٹھیک ہے اور اگر بعینہٖ اُسی اُونٹنی کا دعویٰ ہو تو اُسمیں اشارہ کی حاجت ہو گی پس مجلس حکم میں حاضر لانا ضرور ہو گا اور اشارہ کے وقت کسی وصف کے بیان کی حاجت نہیں ہے پس مال عین کے دعوے کی صورت میں یہ علت ٹھیک نہ ہو گی۔

محضر - پیش ہوا جس کی صورت ہے کہ فلان نے فلان پر دعوے کیا کہ اسنے میرے باغ انگور میں سے اتنے گٹھے لکڑی کے جسکی قیمت اسقدر ہے کاٹ لیے ہیں اور اسقدر توکرے انگور غصب کر لیے ہیں پس محضر اسوجہ سے رد کر دیا گیا کہ اس میں نوع انگور و ہیزم کا بیان نہیں ہے پس بعض نے فرمایا کہ یہ جواب انگور کے حق میں ٹھیک ہے اسواسطے کہ انگور مثلی ہے اور ہیزم کے حق میں ٹھیک نہیں ہے اسواسطے کہ ہیزم قیمتی چیزوں میں سے ہے پس اُسنے اسکی مقدار قیمت بیان کر دی ہے اسپر اکتفا کیا جائے گا اور بعض نے فرمایا کہ اول اصح ہے اسواسطے کہ قیمت بتفاوت نوع و صفت مختلف ہوتی ہے چنانچہ اخروٹ و شہتوت کی لکڑی کی قیمت بہ نسبت بید کی قیمت کے زیادہ ہوتی ہے اسی طرح سوکھی لکڑی کی قیمت بہ نسبت گیلی لکڑی کے زیادہ ہوتی ہے پس ضرور ہے کہ نوع ہیزم مع مقدار قیمت بیان کرے تاکہ معلوم ہو کہ آیا مدعی اسقدر کا دعوے کرنے میں سچا ہے۔

محضر - پیش ہوا جس میں ایک عورت کا اپنے شوہر پر دعوے مذکور ہے اور صورت مذکور یہ ہے کہ عورت نے دعویٰ کیا کہ اسنے میرے مال سے کذا و کذا بغیر حق اس طور سے لیا ہے جس میں اسپر واجب ہے کہ مجھے واپس دے اور اسنے بطوع خود اسقدر مال اس عورت سے لینے کا اقرار صحیح کیا ہے اور اقرار کے ذکر میں یہ نہیں مذکور ہے کہ اسنے بغیر حق لینے کا اور اس طور سے قبضہ کر لینے کا جسمیں اسپر واپس کرنا واجب ہوا اقرار کیا ہے شیخ امام سغدیؒ نے فرمایا کہ مدار امر اس اقرار پر ہے حالانکہ اس اقرار میں بغیر حق قبضہ کرنا مذکور نہیں ہے اور نہ اس اقرار کی اضافت بسوے مال مذکور ہے کہ اُسنے یوں کہا ہو کہ اُس نے اسی مال کے قبضہ کرنے کا اقرار کیا تاکہ یہ اقرار راجع بجانب اول ہو بلکہ یہ اقرار از سر نو اقرار مطلق ہے اور اس سے خواہ نخواہ ضمان واجب ہونا ضرور نہیں ہے پس دعوے صحیح نہ ہو گا - اور بعض نے کہا کہ دعوے صحیح ہونا چاہیے اور یہی قول اشبہ ہے اسواسطے[1] کہ مطلق قبضہ کر لینا ضمان الرد والعین دونوں کا سبب ہوتا ہے پس اُسکے مطلق اقرار سے رد کرنے کا واجب ہونا مثل صریح ذکر کے ہو گیا آیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ اصل و جامع صغیر میں لکھا ہے کہ اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو نے مجھ سے یہ کپڑا غصب کر لیا ہے اور مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے تجھ سے ودیعت کے طور پر لیا ہے - تو مقر لہ کا قول قبول ہو گا اور مقر ضامن ہو گا باوجودیکہ مقر نے اس صورت میں بطور ودیعت قبضہ کرنے کے تصریح کر دی ہے تاہم ضامن ہوا پس صورت مذکورہ میں بدرجہ اولیٰ ضامن ہو گا

---

[1] مترجم کہتا ہے کہ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے اس لیے کہ اس سے یہاں مطلق قبضہ مقصود نہیں ہے کہ وہ بغیر کسی سبب کے ہے بلکہ مراد اس سے سبب مذکور سے مطلق ہوتا ہے پس محتمل ہے کہ اُسنے مبیع کی ثمن پر یا اُسی کے مثل پر قبضہ کیا ہو اور اس کا جواب یہ کہ دعوے صحیح ہو گا اور جو کچھ ذکر کیا گیا وہ مدعا علیہ کی طرف سے دفع ہے اور مدعی پر اسکا ذکر کرنا واجب ہے اور رد کیا گیا اس طرح کہ مدعی نے جب کہا تو اُسپر رد کرنا واجب ہے پس ایسا امر ضروری ہے کہ اُس سے دعوے کا وجوب خواہ مخواہ ظاہر ہو اور وہ ثابت نہیں ہوا اور اسی کے مثل کلام سابق میں گذر چکا ہے ۱۲

محضر شیخ الاسلام علی سغدی کے حضور مین پیش ہوا جسکی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے پر اعیان مال کا
دعوی کیا از انجملہ ایک قمیص ہے کہ اُسکی جنس و نوع و صفت و قیمت بیان کر دی ہے اور پائجامہ ہے کہ اسکی نوع و جنس و
صفت و قیمت بیان کر دی ہے۔ تو شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ صحیح نہین ہے اسواسطے کہ اُسنے محضر مین ذکر نہ کیا
کہ مردانہ ہے یا زنانہ ہے چھوٹی ہے یا بڑی ہے اور اس مسئلہ مین دو صورتین ہین کہ اگر یہ چیزین بعینہ قائم ہون تو محضر میں
انکا حاضر لانا ان کی طرف اشارہ کرنے کے واسطے ضرور ہے اور ایسی حالت مین ان باتون کے بیان کرنے کی
ضرورت نہین ہے اور اگر تلف کردہ شدہ ہون تو قیمت کے ساتھ ان باتون کا بیان کرنا ضرور ہوگا

محضر پیش ہوا جسمین شکستہ تانبے کا دعوی ہے۔ اور غصب کیے دالشہر مردین واقع ہوا اور دعوی بخارا مین واقع ہوا اور جاننا چاہیے
کہ مال غصب دو طرح کا ہوتا ہے بعض مال غصب ایسا ہوتا ہے کہ اسکا مثل موجود ہے یعنی مثلی ہے اور بعض ایسا ہوتا ہے کہ وہ مثلی
نہین ہے اور ہر قسم کی بھی دو قسمین ہیں۔ ایک قسم وہ کہ اسکے واسطے بار برداری و خرچہ چاہیے دوم وہ کہ اُس کی
باربرداری و مؤنت نہین ہے پس اگر مال مغصوب مثلی نہو جیسے چوپایہ و خادم وغیرہ اور مغصوب منہ کسی دوسرے
شہر مین غاصب سے ملا اور مال مغصوب اس غاصب کے پاس موجود ہے پس اگر مال مغصوب کی قیمت اس شہر
مین اسی کے برابر ہو جو اس شہر میں تھی جہان غصب کیا ہے یا زیادہ ہو تو مغصوب منہ اپنا عین مال لے لیگا
اور اُسکو یہ اختیار نہوگا کہ غاصب سے قیمت کا مطالبہ کرے اسواسطے کہ اسکو اپنا عین حق بدون کسی ضرر لاحق ہونے
کے مل گیا اور اگر جائے غصب سے اس شہر کا نرخ گھٹا ہوا ہو تو مغصوب منہ کو اختیار ہوگا چاہے مال مغصوب لے لے
اور زیادہ اُسکو کچھ نہ ملیگا اور چاہے اس سے مقام غصب مین قیمت لے لے اور چاہے انتظار کرے یہانتک کہ
غاصب اُسکو لیکر مقام غصب مین واپس جاوے پس وہان غاصب سے یہ مال عین لے لے اور یہ اسواسطے ہے کہ اگر اس نے
اپنا مال عین لے لیا تو اُسکو اُسکا عین مال پہونچ گیا لیکن ضرر کے ساتھ جو اُسکو غاصب کی طرف سے لاحق ہوا
کیونکہ چیزون کی قیمت جگہوں کے اختلاف سے مختلف ہو جاتی ہے اور یہ تفاوت اسکے مال مین غاصب کیطرف سے
ایک فعل صادر ہونے سے لاحق ہوا ہے اور وہ فعل یہ ہے کہ غاصب اُسکے مال کو اس مقام پر منتقل کر لایا ہے پس اُسکو اختیار ہے چاہے
مال عین لیکر اس ضرر کا التزام کرے اور چاہے التزام نہ کرے اور مقام غصب کے روز خصومت کی قیمت لے لے یا انتظار
کرے بخلاف اسکے اگر غاصب سے اُسی شہر مین ملا جہان غصب واقع ہوا ہے حالانکہ اسوقت نرخ گھٹ گیا ہے تو اسکو خیار
حاصل نہوگا اسواسطے کہ نقصان ہو جانے مین غاصب کے فعل کا دخل نہین ہے بلکہ اُسکا مرجع لوگون کی رغبت کی طرف ہے
پس غاصب ضامن نہوگا۔ اور دوسری صورت مین چونکہ غاصب اسکو دوسری جگہ لے گیا تو یہ نقصان فعل غاصب کی جانب مضاف ہوا
یعنے اُس نے منتقل کر کے نقصان کیا پس اُسپر ضمان واجب کرنا ممکن ہوا۔ اور اگر غاصب کے ہاتھ مین مال مغصوب
تلف ہو گیا پھر مغصوب منہ اس سے دوسرے شہر مین ملا پس اگر مقام غصب مین اسکی قیمت بہ نسبت اس شہر
کے زائد ہو تو مغصوب منہ کو اختیار ہے چاہے مقام غصب مین اسکی قیمت جو روز خصومت ہووے اُسکا مطالبہ

[1] یعنے خاص وہی شے جو غاصب نے غصب کی ہو نہ اسکے عوض دوسری شے ۱۲ عہ لوگون نے رغبت کم کر دی اسواسطے کہ چیز سستی ہوگئی ۱۲

کرے اور اگر اس شہر مین جسمین خصومت کرتا ہے اُسکی قیمت بہ نسبت مقام غصب کے زائد ہو تو غاصب اُسکو اُسکی قیمت مقام غصب مین دیگا اسواسطے کہ مالک کو واپس لینے کا استحقاق اسی شہر مین ہے جہان غصب واقع ہوا ہے۔ اور اگر مال غصب مثلی چیزون مین سے ہو اور اُسکے واسطے باربرداری و خرچہ ہو جیسے ایک کُر گیہون یا جو یا شکستہ تانبا وغیرہ پس اگر یہ مال غصب اپنے غاصب کے پاس قائم ہو اور مغصوب منہ اُس سے دوسرے شہر مین ملاقی ہوا پس اگر اس شہر مین نرخ مین وہی ہو جو مقام غصب مین ہے یا زائد ہو تو مغصوب منہ اپنا عین مال لے لیگا اور اُس سے زائد اُسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر اس شہر مین نرخ کم ہو تو مغصوب منہ کو اختیار ہے چاہے عین مال مغصوب لے لے اور چاہے بروز خصومت جو اس مال کی قیمت ہو مقام غصب مین لے لے اور چاہے انتظار کرے۔ اور اگر یہ مال غصب غاصب کے پاس تلف ہو گیا ہو پس اگر مقام غصب کا نرخ مثل شہر خصومت کے نرخ کے ہو تو غاصب اُسکے مثل دیکر بری ہو جائیگا اور مغصوب منہ بھی اس سے مثل مال غصب واپس دینے کا مطالبہ کریگا کیونکہ اس صورت مین دونون کے حق مین کوئی ضرر نہین ہے اور اگر مقام غصب مین اسکا نرخ زائد ہو تو مغصوب منہ کو اختیار ہوگا چاہے اُس سے مثل واپس دینے کا مطالبہ کرے یا بروز خصومت مقام غصب مین قیمت کا مطالبہ کرے اور چاہے انتظار کرے۔ اور اگر شہر خصومت مین اسکی قیمت زائد ہو تو غاصب کو اختیار ہے چاہے اسکو اسکا مثل دیدے اور چاہے اسکو مقام غصب مین قیمت دیدے کیونکہ مالک کو مقام غصب ہی مین اسکے واپس لینے کا استحقاق ہے پس اگر ہم غاصب کے ذمہ فقط مثل واپس دینا لازم کرین تو اس سے غاصب کے حق مین ضرر پہونچے گا کہ اُسکو کچھ قیمت زائد دینی پڑے گی جسکا مغصوب منہ مستحق نہ تھا اس واسطے ہم نے اس کو مختار کیا کہ چاہے فی الحال اسکا مثل دیدے یا مقام غصب مین قیمت دیدے لیکن اگر مغصوب منہ انتظار کرنے پر راضی ہو جاوے تو اسکو ایسا اختیار ہے اور اسکو یہ اختیار ہے کہ مقام غصب کی قیمت فی الحال لے لے جب ان صورتون کا حکم معلوم ہو گیا تو جواب محضر اس سے نکلا کہ اگر تانبے کی قیمت بخارا مین وہی ہو جو مرو مین ہے تو مغصوب منہ کا حق اپنے تانبے سے متعلق ہوگا پس اگر اُسنے مثل کا دعوی کیا تو صحیح ہوگا ورنہ نہیں۔ اور اگر اسکی قیمت مرو مین بہ نسبت بخارا کے زائد ہو تو مغصوب منہ کو اختیار ہوگا چاہے مثل کا فی الحال مطالبہ کرے اور اگر چاہے تو مرو مین قیمت بروز خصومت کا مطالبہ کرے پس جو بات ان مین سے اُسنے اختیار کی اور معین کر کے اُسکا دعوی کیا تو اُسکا دعوی صحیح ہوگا اور اگر اسکی قیمت بخارا مین بہ نسبت مرو کے زائد ہو تو دونون باتون مین سے غاصب نے جسکو اختیار کی اُسکا مطالبہ غاصب سے کیا جائیگا اور قاضی اس سے کہے گا تیرا جی چاہے اسکی قیمت مرو مین ادا کر اور چاہے اُسکا مثل فی الحال دیدے۔

محضر پیش ہوا جسکی صورت یہ ہے کہ زید حاضر ہوا اور اپنے ساتھ عمرو بن بکر کو حاضر لایا اور محضر مین عمرو کے دادا کا نام مذکور نہین ہے تو صحت کا فتوی دیا گیا ہے اسواسطے کہ مدعا علیہ حاضر ہے اور حاضر کی طرف اشارہ کافی ہے نام ذکر کرنیکی بھی حاجت نہیں ہے پس دادا کا نام ذکر کرنیکی بدرجہ اولی احتیاج نہوگی۔ اور غائب کی صورت مین امام اعظم رحمہ اللہ تعالے و امام محمد رحمہ اللہ تعالے کے نزدیک دادا کا نام ذکر کرنا ضرور ہے اور یہی صحیح ہے۔

محضر پیش ہوا جسکی صورت یہ ہے کہ ایک عورت کے وارثان شوہر پر اپنے باقی مہر کا جو اسکے شوہر پر باقی ہے اور

اسکے شوہر نے اس عورت کے واسطے اس مہر کا اقرار کیا ہی اور بطوع خود اقرار کیا ہی اور قبل اسکے ادا کرنیکے مر گیا اور ترکہ میت ان وارثوں کے ہاتھ میں اسقدر چھوڑا ہی کہ جس سے قرضہ مذکورہ بخوبی ادا ہو کر کچھ بچ رہتا ہی پس شیخ نجم الدین نسفی نے جواب دیا ہی کہ یہ فاسد ہی اسواسطے کہ اُسنے اعیان ترکہ کی جو وارثوں کے قبضہ میں ہین تفصیل نہین کی ہی حالانکہ اسکا بیان بطریق کرنا ضرور ہی جس سے شناخت ہو جاوے مثلاً محدودات مین حدود ذکر کردے و علی ہذا القیاس لیکن یہ صورت ایسی ہی کہ جسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور بعض نے اعیان ترکہ مین ہر ایک چیز تفصیل وار بیان کرنیکی شرط لگائی ہی اور حاکم احمد سمرقندی نے اپنے شروط مین لکھا ہی کہ سجل اثبات قرضہ مین اگر باجمال تحریر کیا تو کافی ہی اور اگر تفصیل سے بیان کردیا تو احوط ہی اور فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ تعالی نے بیان اعیان ترکہ شرط نہین کیا ہی اور اسپر اکتفا کیا ہی کہ یہ بیان کردے کہ اسقدر چھوڑا ہی جس سے قرضہ ادا ہو جائیگا اور خصاف رحمہ اللہ تعالی نے ادب القاضی کے باب قسم بہ علم مین بھی مثل اسکے ذکر کیا ہی جیسا فقیہ ابو اللیث نے بیان کیا ہی اور فتوی کے واسطے مختار یہی ہی کہ اثبات قرضہ اور اس کا حکم ہونے کے واسطے اعیان ترکہ کا بیان کرنا شرط نہیں ہی لیکن وارث کو قاضی ادائے قرضہ کا حکم اسی وقت دے گا جب وارثوں کو ترکہ وصول ہونا ثابت ہو جاوے اور اگر اُنھون نے وصول ترکہ سے انکار کیا تو مدعی کو اسکا اثبات کرنا ممکن نہوا الا جب کہ وارثوں کے قبضہ مین اعیان ترکہ ہونا اس طرح بیان کردے جس سے شناخت ہو جاوے اور ایسا ہی شمس الاسلام اوزجندی کا فتوی منقول ہی

محضر پیش ہوا جسکی صورت یہ ہی کہ اسمین اقرار بحال مذکور ہی لیکن اسکو امام نسفی نے بدین علت رد کردیا کہ اسمین ذکر نہین ہی کہ اسنے بطوع خود اقرار کیا ہی اور فرمایا کہ اسکا ذکر کرنا ضرور ہی اور بعض نے فرمایا کہ یہ ضرور نہیں ہی بلکہ از قبیل احتیاط ہی اور لازم نہین ہی اسواسطے کہ لوگون مین اکراہ کا وقوع ظاہر نہیں ہی بلکہ بطریق ندرت کہین واقع ہوتا ہی اور جو چیز بطریق ندرت واقع ہوتی ہی اسپر احکام شرعیہ مین التفات نہین کیا جاتا ہی

یعنے جو کثیر الوقوع نہین بلکہ کبھی اتفاقاً واقع ہو

محضر جسمین دو شخصون نے مشترکہ باندی کے مہر کا دعوی کیا ہی - اور اسکی صورت یہ ہی کہ مسماۃ فلانہ ترکیہ دونون مین مشترک ہی اور اسنے مسماۃ مذکورہ کا اس مرد پر اسکے دین مہر کا اسقدر مال ہی اور ایسا ہی اس مرد نے اقرار کیا ہی اور گواہون نے آکر اس مسماۃ ترکیہ کیواسطے اس مدعا علیہ کی اس مہر مذکور کے اقرار کرنے کی گواہی دی پس یہ محضر بدین علت رد کردیا گیا کہ اسمین نکاح کرنے والے کا ذکر نہین ہی پس احتمال ہی کہ شاید غیر کی طرف سے ہبہ یا ارث یا صدقہ یا وصیت وغیرہ کیوجہ سے یہ باندی ان دونون کی ہو گئی ہو اور احتمال ہی کہ اسی غیر نے اسکا نکاح کردیا ہی لیکن اگر بائع یا واہب یا صدقہ دہندہ کی طرف سے تزویج ہوگی تو مہر اسکا ہوگا نہ ان دونون مدعیون کا پس دونون کا دعوی صحیح نہوگا اور اگر بوجہ ارث کے انکی ہو گئی ہی اور اسکے مورث نے اسکا نکاح کردیا ہی تو مہر مذکور اول مورث کے واسطے واجب ہوگا پس بیان حق میراث ضرور ہی - اور بدین علت رد کردیا گیا کہ مدعیون نے کہا کہ اس مسماۃ کا اس مدعا علیہ پر اسقدر دین مہر ہی حالانکہ مہر واسطے مالک باندی کے واجب ہوتا ہے نہ واسطے باندی کے اور نیز بدین علت کہ گواہون نے یہ گواہی دی ہے کہ مدعا علیہ نے اس مسماۃ کیواسطے اپنے اوپر مہر کی گواہی دی ہی اور یہ گواہی نہین دی ہی کہ یہ مسماۃ ان دونون

مدعیوں کی مملوکہ ہی پس جب تک تحقیق یہ بات ثابت نہو کہ یہ باندی ان دونون مدعیوں کی مملوکہ ہی تب تک دونون مدعیوں کے واسطے مہر مذکور انکے سپرد کیے جانے کا حق مطالبہ ثابت نہوگا۔

محضر پیش ہوا جس مین ایک طفل کا دعوی مذکور ہی پس بدین علت رد کر دیا گیا کہ طفل کا دعوی صحیح نہین ہی اور یہ علت ایسے طفل کے حق مین صحیح ہی جو محجور ہو اور اگر طفل ماذون ہو تو اُسکا دعوی صحیح ہی اور نیز اگر اس پر دعوی کیا جاوے تو اسکا جواب بھی صحیح ہی

محضر جسمین ایک شخص کا دوسرے پر یہ دعوی مذکور ہی کہ اس شخص نے اس مدعی کو خطا سے گھونسا مارا جو اسکے چہرہ پر پڑا اور شدت ضرب سے اُسکے اگلے دو دانتون مین سے داہنا ایک دانت جڑ سے ٹوٹ گیا پس مدعی کے واسطے اُسپر پانچسو درم واجب ہوے اور اس سے جواب کا مطالبہ کیا تو یہ محضر بدین علت کر دیا گیا کہ جب ضرب بخطا تھی تو اسکی دیت عاقلہ پر ہوگی نہ فقط مارنے والے پر اگرچہ اسمین اختلاف ہی کہ آیا مارنے والا منجملہ مددگار برادری کے دیت ادا کرنے مین شامل ہی یا نہین ہی۔ اور اختلاف اس صورت مین دو طرح پر ہی ایک یہ کہ آیا ابتدا مین مارنیوالے پر واجب ہوتی ہی پھر مددگار برادری اسکو برداشت کر لیتی ہی یا ابتدا سے مددگار برادری پر واجب ہوتی ہی دوم آنکہ مارنیوالا آیا منجملہ مددگار برادری ادا کرنے مین حصہ رسد ادا کرتا ہی یا نہین پس تمام دیت کا اس مارنے والے سے مطالبہ کرنا ٹھیک نہوگا

محضر پیش ہوا جسمین ضمان کا دعوی ہی۔ اور باین علت رد کر دیا گیا کہ مدعی نے اپنے دعوے مین بیان کیا ہی کہ اس شخص نے مال مذکور کی ضمانت کر لی اور یہ نہ کہا کہ میرے واسطے حالانکہ اسکا ذکر کرنا ضرور ہی تاکہ مدعی کا اس سے مطالبہ کرنا بحکم اس ضمانت کے صحیح ہو اور میرے نزدیک یہ کوئی خلل نہیں ہے

محضر پیش ہوا جسمین دفعیہ کے طور پر دعوی ہی صورت یہ ہی کہ ایک شخص مر گیا اور ایک بیٹا چھوڑا اور طرح طرح کا مال چھوڑا پھر ایک عورت نے میت کے پسر پر دعوی کیا کہ اسکے باپ اس میت نے اس عورت سے اسقدر مہر پر نکاح کیا تھا اور قبل اسکے کہ اس عورت کو اسمین سے کچھ ادا کرے مر گیا اور اس پسر کے ہاتھ مین چنین و چندین ترکہ چھوڑا اور یہ مال اسقدر ہی کہ یہ مہر ادا کرنیکے بعد بچ رہیگا پس پسر نے انکار کیا کہ اس عورت کا میرے باپ پر کچھ مہر نہین چاہئیے ہی پس عورت مذکورہ نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیئے۔ پھر پسر نے اسکے دعوے کے دفعیہ مین کہا کہ تو نے میرے باپ کے اسکے مرنے کے بعد اس دعوے سے بری کر دیا ہی اور اس دعوی پر گواہ قائم کیے۔ پھر عورت مذکورہ نے پسر مذکور کے دعوی دفعیہ کا دفعیہ اس طور سے کیا کہ تو بری کرنے کے دعوی مین مبطل ہی کیونکہ تو نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد مجھ سے اسقدر عوض پر صلح کی درخواست کی تھی پس بعض نے فرمایا ہی کہ اسمین شک نہین کہ عورت مذکورہ کے دعوی کا دفعیہ پسر مذکور کی طرف سے صحیح ہی باوجودیکہ پسر نے اپنے باپ پر اسکا کچھ مہر ہونے سے انکار کیا ہی اسواسطے کہ توفیق ممکن ہے کیونکہ پسر یہ جواب دیسکتا ہی کہ اس عورت کا میرے باپ پر کچھ مہر نہ تھا لیکن ہرگاہ اُسنے دعوی کیا تو مین نے اسکے پاس سفارش کرائی تاکہ یہ اسکو بری کر دے پس اسنے بری کر دیا اور عورت نے جو اسکے دفعیہ کا دفعیہ کیا ہی

تو دیکھا جائیگا کہ اگر عورت مذکورہ نے دعوی کیا ہو کہ اسنے میرے دعوی سے صلح کر لی تو یہ دفعیہ بجائے خود دفعیہ نہوگا اسواسطے کہ کسی چیز کے دعوی سے صلح کرنا مدعی کے واسطے اس چیز کا اقرار نہیں ہوتا ہو اور نیز اگر اسنے اس طور سے صلح کرے کہ دعوی نہ کرے تو بھی اقرار نہیں ہوتا ہے پس یہا ہی اس مقام پر بھی ہوگا کہ پسر کا اسکے دعوی مہر سے صلح کرنا اسکے واسطے مہر کا اقرار نہوگا اور اگر عورت مذکورہ نے یون دعوی کیا کہ اسنے میرے مہر سے مجھ سے صلح کی درخواست کی تو اس مسئلہ کا حکم باختلاف ہونا چاہیئے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک دفعیہ صحیح نہوا اور امام محمد کے نزدیک صحیح ہوا سوجہ سے کہ کسی چیز سے صلح کرنا اس چیز کا مدعی کے واسطے اقرار ہو پس عورت کے گواہون سے یہ بات ثابت ہوگی کہ پسر نے اپنے باپ پر اس عورت کے مہر کا اقرار کیا ہو اور پسر کے گواہون سے یہ بات ثابت ہوئی کہ عورت نے میت کو مہر سے بری کیا ہو اور ان دونون کی تاریخ معلوم نہیں ہوئی پس ایسا قرار دیا جائیگا کہ گویا دونون ایک ساتھ واقع ہوئے یعنی بری کرنا اور صلح طلب کرنا ایک ساتھ واقع ہوئے ہین پس پسر اس عورت کے بری کرنیکا رد کرنے والا ہوگا جبکہ اُسنے مہر سے صلح کرنے کی درخواست کی اور قرضخواہ نے اگر میت کو قرضہ سے بری کیا اور وارث نے اس بری کرنے کو رد کیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک رد کرنا صحیح ہو اور اسکا بری کرنا رد ہو جائیگا اور موافق قول امام محمد کے اس کے رد کرنے سے رد نہوگا اور جب رد نہ ہوگا تو دفعیہ صحیح ہوگا۔

سجل۔ خوارزم سے درمقدمہ اثبات حریت پیش ہوا جسمین الفاظ شہادت ذکر نہین کیے گئے بلکہ یہ لکھا ہو کہ گواہون نے موافق دعوے کے گواہی دی پس ہمارے بعض مشائخ نے گمان کیا کہ یہ خلل ہو حالانکہ ہم نے اول محاضر میں ذکر کر دیا ہو کہ محضر دعوی میں لفظ شہادت کا ترک کرنا خلل ہوتا ہو سجل مین مخل نہین ہو۔ اور نیز اس مین لکھا تھا کہ مین نے فلان کے واسطے فلان پر یہ حکم دیا اور یہ ذکر نہ کیا کہ دونون کی موجودگی مین۔ تو بعض مشائخ نے گمان کیا کہ یہ خلل ہی حالانکہ یہ خلل نہین ہو کیونکہ حتی الامکان اسکے حکم قضاء کو صحت پر رکھنے کے واسطے یہ حکم اس حالت پر محمول کیا جائیگا کہ اسنے دونون کی موجودگی مین ایسا کیا ہو۔ اور نیز اس تحریر میں یہ غلطی ہو کہ موکل کی جگہ وکیل کا نام اور وکیل کی جگہ موکل کا نام یعنی دونون مین ایک دوسرے کا نام بدل کر لکھا ہو پس بعضے مشائخ نے کہا کہ یہ خلل ہو اور بعض نے فرمایا کہ یہ خلل نہین ہو اسواسطے کہ وکیل و موکل دونون صاحب خصومت ہین اور اشارہ پایا گیا ہو پس نام کی کوئی حاجت نہیں رہی۔

سجل پیش ہوا جسکے آخر مین لکھا تھا کہ میرے نزدیک ثابت ہوا اور یہ نہین لکھا کہ مین نے حکم کیا پس اس علت سے یہ سجل رد کر دیا گیا حالانکہ یہ سہو ہو کیونکہ قاضی کا یہ کہنا کہ میرے نزدیک یہ ثابت ہوا بمنزلہ اس قول کے ہو کہ مین نے حکم دیا

سجل۔ وقف ہونے کے دعوی میں پیش ہوا اسکی صورت یہ ہو کہ زید حاضر ہوا اور عمرو کو اپنے ساتھ لایا اور یہ حاضر آمدہ از جانب قاضی فلان اجازت یافتہ ہو کہ فلانہ اور اسکی اولاد و اسکی اولاد کی اولاد پر اس زمین کی جسکے حدود یہ ہین وقف ہونا ثابت کرے کہ اسکو فلان نے اپنی دختر فلانہ پر پھر اسکی اولاد پر پھر اسکی اولاد کی اولاد پر اور بعد اُن کے نابود ہو جانے کے فلان مسجد جامع پر وقف کیا ہو پس اس حاضر آمدہ نے اس حاضر آوردہ پر دعوی کیا کہ اس حاضر آوردہ نے اس

زمین محدودہ پر جو فلانہ عورت اسکی اولاد پر وقف ہے ناحق اپنا قبضہ کر لیا ہے پس اسپر واجب ہے کہ اس سے اپنا ہاتھ کوتاہ کرے کہ یہ زمین مجھے سپرد کرے تاکہ میں باجازت حکمی اُسپر قبضہ کر دون پس بعض نے فرمایا کہ یہ محضر فاسد ہے اسواسطے کہ مدعی نے اپنے دعوی میں یہ ذکر نہیں کیا کہ یہ اس زمین فروخت کا دعوی بدین غرض کرتا ہے کہ اسکا غلہ فلانہ و اسکی اولاد پر صرف کرے یا اسکا غلہ جامع مسجد مذکور کی درستی میں صرف کرے حالانکہ اسکا بیان کرنا ضرور ہے اسواسطے کہ بر تقدیریکہ فلانہ یا اسکی اولاد میں سے کوئی باقی ہوگا۔ تو اسکا غلہ اصلاح جامع مسجد میں صرف نہ کیا جائے گا اور بر تقدیر ان سب کے نابود ہو جانے کے مدعی اسکا خصم نہیں ہو سکتا ہے اسواسطے کہ قاضی نے اسکو اسی واسطے مقرر کیا ہے تاکہ ان لوگوں کے واسطے اس زمین کے وقف ہونے کا دعوے کرے جامع مسجد کے واسطے دعوی کرنے کے لیے مقرر نہیں کیا ہے اور بعض نے فرمایا کہ محضر صحیح ہے اور یہ خلل کی وجہ کچھ نہیں ہے اسواسطے کہ وقف واحد ہے البتہ اسکے مصارف مختلف ہین جن میں سے بعض بعض سے مقدم ہیں پس بعض مصارف کیواسطے اس مدعی کے لیے قاضی کی طرف سے اس زمین کے وقف ثابت کرنے کی اجازت سب مصارف کیواسطے اسکے وقف ثابت کرنے کی اجازت ہوگی پس سب کے واسطے وقف ثابت کرنے کے لیے اجازت یافتہ ہو جائے گا پس دعوے میں اس کو کسی مصرف کے معین کرنے کی حاجت نہیں ہے بلکہ اسکی طرف اصل وقف ہونے کا دعوی کافی ہے پس جب وہ اصل اسکا وقف ہونا ثابت ہو گیا پس اگر اس فلانہ کی اولاد میں سے کوئی باقی ہوگا تو غلہ اسکے مصارف میں صرف کر دیا جائے گا ورنہ مصالح جامع مسجد میں صرف کیا جائے گا

(یعنی بعض مقدم ہیں — یعنی اولاد فلانہ پر صرف کرنا مقدم ہے مثلاً ۱۲ منہ)

محضر حریت اصلی کے دعوی کا پیش ہوا اور دعوی میں مذکور ہے کہ مدعی حر الاصل ہے اور اسکا نطفہ آزاد قرار پایا ہے اور فراش آزادی پر متولد ہوا ہے اور مدعی کی یہ ماں آزاد شدہ ہے پس گواہوں نے گواہی دی کہ یہ حر الاصل ہے فراش آزادی پر پیدا ہوا ہے اور یہ گواہی نہیں دی کہ اسکا نطفہ آزاد قرار پایا ہے یا گواہوں نے فقط اسکے اصلی حر ہونے کی گواہی دی اس سے زیادہ کچھ نہ کہا پس ہمارے بہت مشائخ نے اسکی صحت کا فتوی دیا ہے اسواسطے کہ امام محمد نے کتاب الولاء میں ذکر فرمایا ہے کہ اگر گواہوں نے گواہی دی کہ یہ شخص حر الاصل ہے تو اُسپر اکتفا کیا جائیگا اور بعض مشائخ نے اس محضر کے فاسد ہونے کا گمان کیا ہے اسواسطے کہ اگر بچہ کا نطفہ ماں کے آزاد ہونے کے بعد قرار پایا تو بچہ آزاد ہوگا اور اگر اس سے پہلے قرار پایا ہے تو آزاد نہوگا پس جب دعوی و گواہی میں یہ بیان نہ کیا تو بچہ کی آزادی کا حکم کیونکر دیا جائے گا اور کیونکر صحت محضر کا حکم کیا جاوے واللہ اعلم بالصواب الیہ المرجع والمآب ہکذا فی المحیط۔

(یعنی ماں آزاد تھی اور باپ آزاد تھا ۱۲ منہ)

کتاب الشروط

اس میں چند فصلیں ہیں۔

فصل اول حلی و شیات کے بیان میں حلی کا اطلاق آدمیوں میں ہوتا ہے یعنی فلان آدمی کا حلیہ و شیات باقی

حیوانات مین بولا جاتا ہی مثلاً شیتہ فرس[1] یہ محیط مین ہی - اور انسان جبتک رحم مادر مین ہوتا ہی جنین کہلاتا ہی - اور جب پیدا ہو گیا
تو ولید کہلاتا ہی پھر جبتک دودھ پیتا ہے تب تک رضیع ہی پھر جب سات راتین پوری گذر جاوین تو صدیغ بفتین مہملہ
کہلاتا ہی پھر جب اسکا دودھ بڑھایا جاوے تو فطیم[3] ہی - پھر جب بیٹھنے لگے اور نمو ہو تو دارج کہلاتا ہی پھر جب پانچ
بالشت کا لمبا ہو جاوے تو خماسی کہلاتا ہی پھر جب اسکے دودھ کے دانت گر پڑین تو مثغور کہلاتا ہی پھر جب دودھ کے
دانت گر کر اناج کے دانت نکلین تو متغر[4] کہلاتا ہی پھر جب دس برس سے تجاوز کرے تو مترعرع و ناشی کہلاتا ہی اور جب
قریب بلوغ پہونچے تو یافع[2] و مراہق کہلاتا ہی پھر جبکو احتلام ہوا اور اسکی قوت مجتمع ہوئی تو وہ حزور ہی اور ان
سب حالتون مین اسکا نام غلام ہی (غلام یعنی لڑکا نہ بمعنی مملوک کہلاتا ہی) پھر جب اسکے مونچھین ہرائین اور سبزہ آغاز
ہوا تو وہ بقل وجہہ ہی اور جب صاحب فتا ہو گیا تو فتی و شارخ کہلاتا ہی پھر جب اسکے داڑھی بھر آئی اور انتہا سے شباب کو
پہونچ گیا تو وہ مجتمع کہلاتا ہی پھر جبتک تیس و چالیس برس کے درمیان رہتا ہی تب تک شباب ہی پھر ساٹھ برس ہونے
تک کہل کہلاتا ہی پھر اشمط ہوتا ہی پھر جب بالکل بال سپید ہو گئے تو شخلس ہی پھر بجال بفتح الباء والجیم یعنی بوڑھا پھوس
اور جب کہل و مجتمع کے درمیان ہی اسوقت اسکا حلیہ یون بیان کیا جائیگا کہ وہ خط شیب ہی یعنی شباب شروع ہو گیا
ہی اور مملوکون کو انکی اجناس ترکی و سندی و ہندی وغیرہ کی طرف منسوب کرکے پھر اسی طور سے جس طرح ہم نے
بیان کیا ہی اسکا حلیہ بیان کیا جاوے سر کا حلیہ اگر سر بڑا ہو تو کہے اُرأس ہی یا رداسی ہی - اور اگر اسکی کنپٹیان
بیٹھی ہوئی ہون اور جبین نکلی ہوئی ہون جیسے خوارزمیون کا سر ہوتا ہی تو مصفح ہی اور اگر ہر دو جانب جبہہ کے اوپر کی
طرف بال نہون تو وہ انزع ہی - اور اگر پیشانی سے اوپر اگلے سر پر بال نہون تو اصلع کہلاتا ہی - اور اگر تمام چہرہ
بالون نے گھیر لیا تو زغم کہلاتا ہی اور اگر اکثر سر کے بال جاتے رہے ہوں تو امعط ہی اور احب الجبہہ چوڑے
جبہہ اسے کو کہتے ہیں - اور بولا جاتا ہی کہ بجبہتہ غضون یعنی اسکی جبہہ پر غضون ہین اور غضون جمع غضن کی ہے بفتح
ضاد و بسکون ضاد دونون طرح مستعمل ہی اور اسکے معنی ہیں کھال کی شکن (جسکو ہندی مین جھری کہتے ہین اور
فارسی مین آژنگ کہتے ہیں) اور بولتے ہین کہ بین حاجبیہ انتشاء یعنی اسکی دونون ابرو مین انتشاء ہی جبکہ دونون مین
تفاوت ہو اور اگر دونون ابرو مین کشادگی ہو تو ابلج بولتے ہین اور اگر تنگی ہو تو ازج بولتے ہین اور مقوس الحاجبین
اسکو کہتے ہیں جسکے ابرو کمان کے مشابہ ہون اور اعین اسکو کہتے ہیں جسکی آنکھین بڑی بڑی ہوں اور جاحظ العینین
اسکو کہتے ہین جسکی آنکھین باہر کو ابھری ہوئی ہون اور غائر العینین وہ ہی جسکی آنکھین اندر کو گھسی ہوئی ہون اور
ناتی الوجنتین جسکے رخسارے ابھرے ہوئے ہون - اسیل الخدین جسکا رخسارہ ہو مجدر وہ ہی جس کے
چیچک کا داغ ہو - اکحل العینین جسکی آنکھ ایسی معلوم ہو جیسے اس مین سرمہ دیا ہوا ہی اور امرد اسکی
ضد ہی - احور جس کی آنکھ کی سپیدی خوب سفید اور سیاہی خوب سیاہ ہو اشہل جسکی آنکھ کی سیاہی مین

[1] یعنی جس طرح آدمی مین حلیہ کا لفظ بولا جاتا ہی اسی طرح اگر گھوڑے وغیرہ کا بیان کیا جاوے تو اسکا حلیہ نہیں بولتے ہین بلکہ شیتہ بولتے ہین ۱۲ منہ [2] اصل میں یافع لکھا ہی ۱۲ [3] اور فطیم بھی کہتے ہین ۱۲ [4] بتاے تثناۃ فوقانیہ بتاے مثلثہ ہر دو لغت مین ہین ۱۲

سرخی ہو۔ اور اشکل جسکی آنکھ کی سپیدی مین سرخی ہو۔ احول مشہور ہے یعنے بھینگا۔ اقبل جسکی نظر اسکے ناک کے نتھنون پر
پڑتی ہو۔ اشتر جسکی پلکین سرخ ہوگئی ہون اور بال پلکون کے گر گئے ہون۔ اہدب جس کی پلکون مین بہت بال ہون
ازرق العینین آنکھ سبزی مائل یعنی کرنجا۔ اشتر جسکی پلک رہ گئی ہو کوکب العینین جسکی دونون آنکھون مین سپید نقطہ ہو۔ اعمص
جسکی آنکھون کے کویہ سے کیچڑ بہا کرتا ہو۔ ارمص جسکی آنکھون میں ایسا کیچڑ جما رہتا ہو۔ افتا جسکی پشت یعنی خمیدہ پشت ہو
اشم جسکی ناک باوجود لنبائی کے اسکا بانسا اونچا ہو۔ ازلف چھوٹی ناک والا۔ افطس جسکی ناک جڑ سے آدھی دور تک بیٹھی ہو
افنس جسکا بانسہ بیٹھا ہو۔ اجدع جسکی ناک کا کنارا کٹا ہوا ہو۔ افوہ جسکا منھ چوڑا دانت ظاہر ہون۔ اہدل جسکے نیچے کا ہونٹھ لٹکا
ہوا ہو۔ العس جس کے لبون کا رنگ گندم گون ہو افلح نیچے کا ہونٹھ شق ہو اور اعلم اسکی ضد ہے اصجم جس کا منھ اس کے
کسی کنارہ کی طرف جھکا ہوا ہو۔ مقنع الاسنان جسکے دانت اندر کی طرف بڑھے ہوے ہون۔ اروق جسکے دانت لنبے
ہون۔ اکس اسکی ضد ہے۔ اضر بولنے کے وقت جسکا تالو اوپر نیچے سے لگتا ہو۔ افلج ومفلج جسکے دانتون مین جھری ہو۔ اور
جسکے دانت جاتے رہے ہون۔ اہتم جسکے اگلے دانت گرکر جاتے رہے ہون اقصم جس کے دانت ٹوٹ کر ٹکڑے رہگئے
ہون۔ اثعل جسکے دانت پر دانت جما ہو مشطب۔ او جہ جسکے چہرہ پر تلوار کے زخم کا نشان ہو اخیل جس کے چہرہ پر
خال ہو۔ اشیم جسکے تن پر خال ہو۔ انمش جسکے چہرہ پر تل ہو اصہب اللحیہ جسکے داڑھی کے بالون مین سرخی ہو اثلج کوسہ جسکے
داڑھی نہ نکلتی ہو کث اللحیہ گھنی داڑھی ہو آذانی بڑے کانون والا۔ اصمع چھوٹے کانون والا۔ انافی بڑی ناک والا
افقم مشفاہی جسکے ہونٹ بڑے موٹے موٹے ہون۔ اشدق جسکے منھ کا پھٹاؤ زیادہ ہو۔ اصرم کان کا کنارہ کٹا ہوا
ہو۔ اجید دراز گردن مگر ستوی ہو یعنے خوبصورتی کے ساتھ درازی ہو اوقص اسکی ضد ہے۔ اصعر جسکی گردن کسی طرف
جھکی ہوئی ہو۔ مدید القامتہ دراز قد قصیر القامتہ پست قد مربوع الخلق میانہ قد۔ نوع دیگر خیل کی شیات میں
خیل کا لفظ چند انواع کو شامل ہے اور فرس خاص عربی گھوڑے کو کہتے ہین۔ برذون عجمی گھوڑے کو کہتے ہین ہجین
جس کا باپ عربی اور مان دوسرے ملک کی ہو مقرف مان عربی ہو اور باپ کسی اور ملک کا ہو۔ فرس اقمر
جسکا رنگ برنگ قمر ہو۔ ادہم یعنی مشکی بہم۔ ابلق جسکے سینہ پر سپیدی ہو۔ فرس ورد جس کا رنگ برنگ گل گلاب
ہو۔ وارد اغلیس جس مین زردی چھپا گئی ہو۔ خفیف سبزی کے مغلس جسکی کھال مین ٹپا مثل فلوس کے ہو
مدنر جس کی کھال پر سیاہ و سپید چتے مثل دینار کے ہون۔ ادیس جسکا رنگ سیاہی و سرخی کے درمیان ہو کہ مثل
دبس کے اسکا رنگ ہو اورق جسکا رنگ برنگ خاکستر ہو۔ ازرم جسکا جحفلہ بالائی سپید ہے۔ ارمط جس کا جحفلہ زیرین
سپید ہو۔ قرح خفی جسکے چہرے کی سپیدی ایک درم تک پہونچی ہو اور جب پورے درم تک پہونچ گئی ہو تو
اقرح کہلاتا ہے اغر مبرقع جسکا پورا چہرہ سپید ہو گویا برقع پڑا ہوا ہو اور جب سپیدی زیادہ بڑھی ہوئی ہو تو اغر سائل
کہتے ہیں۔ برذون ذلول وہ ہے جو کرایہ پر چلایا جاتا ہے اور جموح و شموس اسکے برخلاف ہے۔ برذون مدعی جس کا رنگ
برنگ خون ہو۔ اغر لیضم سیم و فتح راے مہملہ جسکی پلکین سپید ہون لطیم جسکے چہرہ مین سے آدھا سپید ہو ارثم جسکا

لہ یعنے سیدھا و شیخ ہو ۱۲ سے ئہ اوپر لگام ۱۲ سے ایال زیادہ ہو عہ یعنی ایسا معلوم ہوتا ہے گویا اپنی ناک دیکھتا ہے ۱۲

سر سپید ہو - اصقع جسکا بیچ سر سپید ہو - اقنف جسکی گدی سپید ہو - آذن جسکے کان مین سپیدی ہو - اسفی جس کی پیشانی
باریک وچھوٹی ہو - معرف کثیر العرف - اورع سینہ وگردن سپید رکھتا ہو - اور ارحل پٹھہ سپید ہو - اینط پیٹ سپید ہو
اخصف پٹھا سپید ہو - محجل چارون ہاتھ پانون سپید ہون - اعصم دونون ہاتھ سپید ہون - ارجل دونون پانون مین سے
ایک سپید ہو - اور اگر دونون ہاتھون مین سے ایک ہاتھ سپید ہو تو اعصم الیمنی یا اعصم الیسرے کہتے ہین - اور
بر ذون کو اعور نہین کہتے ہین بلکہ یون کہتے ہین کہ قابض العین الیمنی والیسرے اور ایال اور دم کی راہ سے کمیت
و اشقر مین فرق ہوتا ہی پس اگر سرخ ایال و دُم ہو تو اشقر ہی اور اگر سیاہ ہو تو کمیت ہی محجل الید الیمنی والیسری مطلق الید الیمنی الیسرے
پھر جب دونون ہاتھ یا پانون سپید ہون تو کہتے ہین کہ محجل الیدین یا محجل الرجلین ہی - اور اگر تین ٹانگین سپید ہون تو کہین گے
محجل الثلث و مطلق الیمنی او الیسرے اور اگر سپیدی ایک ہی طرف ہاتھ و پانون مین ہو تو کہتے ہین کہ ممسک الایامن
مطلق الایاسر یا ممسک الایاسر مطلق الایامن - اور تحجیل اُس سپیدی کو کہتے ہین کہ سب پہونچے سے تجاوز کرکے
آدھے وظیف یا تہائی تک پہونچی ہو - اور اگر فینک و ظیف سپیدی کم رہے اور فقط اسکے دونون پانون مین گول
گھوم گئی ہو ہاتھون مین نہووے تو بر ذون مقدم کہلاتا ہی - اور اگر بیاض مذکور ایک ہاتھ یا ایک پانون مین ہو تو کہا
جائیگا کہ فلان پانون سے یا فلان ہاتھ سے منعل ہی گھوڑے کے بچہ کو مہر و فلو بولتے ہین یہانتک کہ اسپر ایک سال گذر جا
اور اسکی جمع افلا ہی - اور جب چھ مہینے یا سات مہینے گذر جاوین تو حروف کہتے ہین ایسا ہی اصمعی نے لکھا ہی اور جب سال
گذر جاوے تو حولی کہتے ہین اور جب دو برس پورے ہوجاوین تو جذع ہی اور جب تین برس گذر جاوین تو ثنی ہی اور جب
چار برس پورے ہون تو رباع ہی پھر قارح ہی اور بعد قروح کے اسکا کوئی سن نہین ہی بلکہ اسکو مزکی کہتے ہین اسکی جمع
مزاکی آتی ہی اور بیس برس مین ہرم کہلاتا ہی اور بعض نے کہا ہی کہ اسکی عمر تیس برس ہوتی ہی اور بعض نے کہا کہ سٹین سے
ہی اور دانت اسکے چالیس ہوتے ہین بیس اوپر اور بیس نیچے - اور اگر نہایت سیاہ ہو تو ادہم دجوجی بولتے ہین اور سبزی سیاہی
کے درمیان ہو تو اکہب کہتے ہین - اور سپیدی چمکدار ہو تو اشہب قرطاسی بولتے ہین اور اگر اسکے بالون مین سپید بال
مختلط ہون تو صنابی کمیت یا صنابی اشقر بولتے ہین منسوب بصناب یعنے خردل - اور اگر ایک طرف کے ایک ہاتھ اور
دوسری طرف کے پانون مین سپیدی ہو تو شکال بولتے ہین اور جسکی دُم دونون جانب مین سے کسی طرف مائل ہو تو عزل
بولتے ہین - اور جسکی دم و سر سیاہ یا سرخ ہو اسکو ابلق مطرف بولتے ہین - اونٹ وگاے و بکری کے اسنان واضح ہو کہ اونٹ
مین ابن مخاض وہ ہی جسپر ایک سال گزر گیا ہی - پھر ابن لبون - پھر حقہ - پھر جذعہ - پھر ثنی - پھر رباع - پھر سدیس - پھر بازل
پھر مخلف - پھر مخلف عام پھر مخلف عامین علیٰ ہذا القیاس - اگرچہ بہت برس اسپر زیادہ ہوجاوین - اور گاے مین جسپر
ایک سال گزرا ہو وہ تبیع ہی - پھر جذع - پھر رباع - پھر سدیس - پھر ضالع - پھر ضالع یک سال - پھر ضالع دو سال
علیٰ ہذا القیاس جہانتک زائد ہون - اور بکری مین چھ مہینے سے کم یا پورے چھ مہینے کا بچہ حمل ہی اور جسپر سات
مہینے گزرے ہون تا ایک سال کامل جذع کہلاتا ہی - پھر ثنی - پھر رباعی - پھر سدیس - پھر صالع اور بعد صالع کے کسی
سن کا نام نہین ہی اور واضح ہو کہ اونٹ وگاے کے واسطے اور شیات ہین جنکو آپس مین اونٹ وگاے والے اس

زمانہ مین بولتے ہین تو اور ہر زمانہ مین اسکا تغیر و تبدل ہو سکتا ہی اور یہ الفاظ شناخت کے ہوتے ہین پس ان کی دانست کے واسطے انھین لوگون کی طرف رجوع کیا جائیگا - نوع دیگر وہ الفاظ جو شروط مین استعمال کیے جاتے ہین طاحون وطحانہ وہ چکی جو پانی کے زور سے چلتی ہی اور بعض نے فرمایا کہ طحانہ اسکو کہتے ہین جس کو چوپایہ چلاتے ہین اور طاحونہ بن چکی کو کہتے ہین اور بولتے ہین کہ فروخت کیا طاحونہ واقع دیہ فلان بہ نہر فلان بحدود آن و ہر دو حجر آن و محتف آن و توابیت آن و قطب آن و تادق آن و بنواغیر معہ احتجہ آن پس محتف اسکا ڈول ہی اور قطب سے مراد وہ لوہے کا کیلا ہی جسپر چکی گھومتی ہی - تادق معروف ہی - نواغیر جمع ناعور وہ لکڑی وغیرہ ہی جسپر پانی گرنے سے چکی گھومتی ہی حمام کا لفظ عرب لوگ اپنی زبان مین بولنے لگے ہین ایسا ہی عین التحلیل مین مذکور ہی اور یہ بروزن فعال مشتق از حمیم ہی و استحم الرجل اسوقت بولتے ہین جب آدمی حمام مین داخل ہوا اور حقیقی معنی یہ ہین کہ گرم پانی سے نہاوے تو یون کہین گے سلاک دارہ پہلا درجہ حمام کا جسکو مسلخ کہتے ہین اور اکثرون نے فرمایا کہ مشہور سلاک دارہ بدون یاے تحتانیہ ہی صبور یا صرہ جسکو میزاب یعنی پرنالہ بھی کہتے ہین - حجانات جمع حجان کی معرب نیکان بمعنی طابش ہے - قدس بمعنی سطل عبیدۃ المرارت دعاے آن - آواری جمع آری بمعنی حوض حمام - اتون بتشدید تاے مثناۃ فوقانیہ جسمین آگ روشن کیجاتی ہی قرطالہ کوارہ خنیق خنیہ کا معرب ہی - ملاحۃ بتشدید لام جہان نمک پیدا ہوتا ہی کشتی کے ساتھ کتاب مین مذکور ہی کہ سفینہ مع اپنے الواح وعوارض و دقل و شراع وطلل و سکان و مرادی و مجادف و قلوس کے عوارض وہ لکڑیان جو الواح کے اوپر پڑی ہین اسپر جڑی ہوئی ہوتی ہین - و دقل لمبی لکڑی جو اسکے ساتھ معلق ہوتی ہی جسکو فارسی مین تیر کشتی کہتے ہین شراع بادبان طلل السفینہ بطاے مہملہ ایسا سائبان جو اسپر مثل چھت کوٹھری کے چھاتے ہین اسکی جمع ظلال آتی ہی سکان دنبالہ کشتی - مروی بضم میم و تشدید یاے تحتانیہ جس لکڑی سے اسکو کھیتے ہین - مجذف وہ ہی جسکے سرے پر لوح ہوتی ہی قلس بفتح قاف و سکون لام موٹا رسا - الحجر و مساۃ لنگر بیت الطراز جولاہون کا کارخانہ - کتاب العین مین لکھا ہی کہ طراز وہ جگہ جہان عمدہ کپڑے بنے جاتے ہین - و ہدہ وہ گڑھا جسمین جولاہہ اپنا پانون لٹکا کر بیٹھتا ہی - الطست بھی لفظ مونث ہی اسواسطے کہ عربی مین طا و تا ایک کلمہ مین جمع نہین ہوتی ہی - اور بعضے طس بولتے ہین اور اسکی جمع طاس و تصغیر طسیسۃ اور کہا گیا ہی کہ اطساس و طسوس بھی اسکی جمع آتی ہی - رقاق بالضم جمع رقاقۃ چپاتی روٹی رغیف نان گردہ جمع آن رغفان بفتح بکسر میم مسخنہ و فارسی مین پر بولتے ہین مجورد سوور وہ فارسی و دھراستدی مراح جسمین بکریان آرام دینے کو بٹھائی جاتی ہین اور رات مین سولائی جاتی ہین معالیق جمع معلاق جسمین کانٹے مین گوشت لٹکایا جاتا ہی - وضم اللحم گوشت دان غضائر جمع غضارہ بڑا پیالہ طنجیر یا تیلہ - سطامہ معلقہ - جہراس ہاون اور اسکے دستہ کو قائمہ بولتے ہین - قولہ اشتری کذا اوقیہ رباعیہ وکذا اوقیہ نصفیہ و بشارۃ کبیرۃ و بشارۃ صغیرۃ اوقیہ زن چہل درم بشارہ بالفتح بطۃ الدہن یعنے ایک چیز تانبے یا پیتل کی ہوتی ہی جسکی گردن دراز ہوتی ہی اور اس مین ٹونٹی اور سوتہ بھی ہوتی ہی - کانون ذو وطیس کانون انگیٹھی و وطیس تنور و بعض نے کہا کہ جس گڑھے مین روٹی لگائی جاتی ہین اور اسمین گوشت بھونا جاتا ہی - ہویدین خاثر یعنی صعقر اداقلت یعنی جعزات یعنی دہی کو کہتے ہین در اصل ہدایہ تھا اس مین قصہ

عــه [illegible] ۱۲

کردیا گیا ہو جما خص مخضبہ جسمین دودھ متھا جاتا ہو۔ مرکن لگن مداک وصلوۃ جسکا واحد صلایہ آتا ہو وہ پتھر جسمین خوشبو پیسی جاتی ہو اور اسکے دستہ کو مدوک کہتے ہین۔ اور جسنے یہ گمان کیا ہو کہ صلایہ و مدوک ایک ہی چیز ہو اُس سے سہو واقع ہوا ہو۔ اودات فقاعی مین بولتے ہین خیزرانات اربعہ خطاطیف اربعہ پس خیزرانات جمع خیزران فارسی معرب ہو۔ خطاطیف جمع خطاف لنبی لکڑی ہوتی ہو جسکے سرے پر مڑا ہوا لوہا لگا ہوتا ہے جس سے برف کھینچتے ہین لوہار کے آلات ہین۔ کیر۔ دھونکنی۔ کوریھٹی منفخ ومنفاخ پھکنی۔ علات سندان یعنی نیائی۔ معرافہ۔ ہتھوڑی یعنی بڑا ہتھوڑا۔ کلالیب جمع کلوب لوہے کا آنکڑا جسکے سر پر پیالہ بنا ہوتا ہو یا لکڑی کا جسکے سرے پر لوہے کا خول چڑھا کر اُسکا سرا موڑ دیتے ہین اس سے انگارے کھینچتے ہین۔ نشا حشہ معروف ہو اسکو گاہے نشہ بھی بولتے ہین قولہ الکرم بحائط مبنی بساقین اوثلث ساقات۔ اقول کرم باغ جسکے گرد دیوار ہو۔ ساف جسکی جمع سافات ہو کچی اینٹ یا مٹی کی دیوار کو کہتے ہین۔ رہص جس دیوار مین نیچے پشتہ ہو اور وہص اسکی ضد ہو اور رعرق دونون کو شامل ہو۔ شاخورہ حمدان الطینہ حمدان کورہ۔ زراجین جمع زرجون درخت انگور اور بعضے اسکے دانون کو کہتے ہین۔ اوہاط جمع وہط زمین مستوی اسکو وہطہ بھی کہتے ہین۔ عریش الکرم جو انگور چڑھنے کے واسطے بنائے جاتے ہین اسکی جمع عرائش ہو مقصبہ جہان نرکل اُگتے ہین اسکی جمع مقاصب ہو اور قصباء بھی بدین معنی ہو۔ اراضی کی خرید مین اگر اسکے گرد دیوارین ہون تو لکھتے ہین محوطہ بالحوائط یعنی دیوارون سے گھری ہوئی اور اگر محوطہ نجس ہو تو اسکو بیان کردے اور قولہ ما کبس من التراب مقدار ذراع من وجہ الارض یعنی روے زمین بقدر ایک ہاتھ کے مٹی سے بھراؤ دی گئی اور برابر کی گئی اور اس مٹی کو جس سے پاٹی گئی اور بھراؤ دی گئی ہو کبس بکسر کاف بولتے ہین۔ قولہ طارمات جمع طارمہ کی ہو وقولہ اذن للتبنا ولا من انزالہ ومن رطابہ پس انزال جمع نزل خوشہاے انگور و رطاب جمع رطبہ اور وہ قت تازہ ہو۔ اور وقف النسفی مین مرقوم ہو تم ای الوقف نفسہ فی انتقاص وحولہ فی کلال وانتکاس پس انتکاس مصدر از باب افتعال ہے از نکوس بمعنی اُلٹے پاؤن پھر جانا و قولہ ذہبت قواہا وانقضت عراہا پس انقضت ماخوذ از قض بمعنی کسر مراد یہ ہو کہ انکسرت یعنی ٹوٹ گئی اور قولہ فی کرار السفینۃ ویرقی اذا رقی الناس ویسیر اذا ساروا اور صحیح یہ ہو کہ یرقاء اذا رقاء الناس او یرقاء چنانچہ بولتے ہین کہ رقاء السفینۃ ویقاء ہا رقا و ارقاء جب کہ کشتی کو کنارہ سے قریب کرکے ٹھہرا دیتے ہین۔ اور طنی بھمزہ تو انگری کنج بضم کاف وسکون یاء وحاء مہملہ جسمین وصل ترف۔ قولہ دفع الکرم الیہ لیقوم بکسح النہر یعنی نہر کو کھود کر اسکی جڑ ولین صاف کرے۔ وتشذیب لزراجین یعنی درختان انگور کا چھانٹنا یعنی جو انکی شاخین بے ترتیب بڑھ گئی ہین انکو برابر کرے وقولہ واتا سہا یعنی انکو دفن کرے اور چھپاوے بطریق استعارہ۔ اور دیرہ بسکون باء موحدہ مشارہ یعنی موضع کراب از قطعات اراضی یعنی کیاری کذا فی الظہیریہ

فصل دوسری در نکاح

اگر باپ نے اپنی دختر بالغہ کا نکاح کیا تو اسطرح لکھے یہ تحریر اس مضمون کی ہو کہ فلان مرد نے فلانیہ عورت کے ساتھ بتزویج اسکے ولی فلان شخص کے جو اسکا باپ ہو برضامندی عورت مذکورہ اور اجازت اور اپنے

۱؎ قال المترجم ان جملون کا ترجمہ اپنے موقع پر ہمنے مفصل بیان کردیا ہو سواے الفاظ اصطلاحی کے کہ وہ یہان مرقوم ہین ۱۲

باپ کے حکم دینے کے بعوض اسقدر مہر کے بطریق نکاح صحیح جائز نافذ کے سامنے ایک جماعت عادلون کے اپنے نکاح مین لیا اور یہ شوہر اسکا حسب وغیرہ مین اسکا کفو ہی اور اسکے مہر و نفقہ کے ادا کرنے پر قادر ہی اور ان دونون مین کوئی ایسا سبب نہین ہے جو نکاح کے ٹوٹنے یا اسکے فاسد ہونے کی جانب مفضی ہو اور جو مہر مسمی اس تحریر مین لکھا گیا ہی وہ اس عورت کا مہر المثل ہی اور یہ عورت اس نکاح موصوف کی وجہ سے اسکی جورو ہی اور یہ مہر اس عورت کے واسطے اس مرد پر حق واجب اور دین لازم ہی اور یہ سب اس تاریخ مین واقع ہوا۔ صورت دیگر یہ وہ تحریر ہی جسپر گواہون نے جنکا نام اس تحریر کی آخر مین بیان کیا گیا ہی سبھون نے یہ گواہی دی کہ فلان شخص نے اپنی بالغہ دختر کا جسکا نام فلانہ ہی۔ اس دختر کی رضامندی کے ساتھ گواہان عادل کے روبرو فلان شخص کے ساتھ نکاح صحیح کردیا بعوض اسقدر مہر کے اور یہ گواہی دی کہ فلان مرد نے عورت مذکورہ سے اسقدر مہر مذکور پر اپنی مجلس مین نکاح صحیح کرلیا اور اس تزویج مذکور کی وجہ سے فلانہ عورت فلان مرد کی جورو ہوگئی اور یہ سب فلان تاریخ مین واقع ہوا پس اگر شوہر کے باپ نے اپنے بیٹے کے واسطے یہ عقد قبول کیا حالانکہ یہ بیٹا مانع ہی تو یون تحریر کرے کہ فلان بن فلان جو اس شوہر مسمی فلان کا باپ ہی اسنے اپنی بیٹی کیواسطے بعوض اسقدر مہر مذکور کے یہ عقد اس مجلس مین اپنی بیٹی کے حکم سے قبول صحیح کیا صورت دیگر اس طرح کہ شوہر کا اقرار نکاح تحریر کرے اور جورو کیطرف سے اسکے قول کی تصدیق اور جورو کی طرف سے اقرار نکاح اور شوہر کیطرف سے اقرار کی تصدیق تحریر کرے یا ولی کی طرف سے اقرار نکاح اور شوہر و زوجہ کیطرف سے اسکے اقرار کی تصدیق تحریر کرے کذافی الذخیرہ۔ اور اسمین احتیاط زیادہ ہے اسواسطے کہ بدون ولی کے نکاح جائز ہونے مین علما کا اختلاف ہی صورت دیگر در تزویج بکر بالغہ۔ اسطرح لکھے کہ اس شوہر کیساتھ اسکے نکاح کردینے کا ولی اسکا باپ ہوا بعد ازانکہ باکرہ مذکورہ سے شوہر کا نام بیان کردیا اور مہر مذکور سے اسکو آگاہ کردیا پس وہ چپ ہوگئی یا لکھے کہ پس وہ رونے لگی حالانکہ وہ باکرہ عاقلہ بالغہ عقل و بدن سے صحیح و تندرست تھی اور باپ کا اس سے یہ ذکر کرنا اور اسکا چپ ہونا فلان و فلان کے سامنے ہوا اور یہ دونون آدمی باکرہ کے نام و نسب سے واقف ہین اور فلانہ بنت فلان اس عقد مذکور کی وجہ سے فلان شخص کی جورو ہی اور شوہر کا نام لکھنا اور باکرہ مذکورہ کو مہر سے آگاہ کرنا بیان کرنا امر ضروری ہی اسواسطے کہ بدون اس کے اس بات مین اختلاف معروف ہی کہ باکرہ مذکورہ کا سکوت کرنا آیا اسکی طرف سے رضامندی ہی یا نہین ہی کہ اگر دختر صغیرہ ہو تو یون تحریر کرے کہ فلان شخص نے فلانہ عورت کے ساتھ اسکے باپ کے بولایت پدری نکاح کردینے سے اپنے نکاح مین لیا اور شوہر بھی نابالغ ہو تو اس طرح تحریر کرے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہی کہ فلان شخص نے اپنی دختر صغیرہ مسماۃ فلانہ کو بولایت پدری فلان ابن فلان نابالغ کے ساتھ اسقدر مہر پر تزویج صحیح جائز نافذ لازم سامنے گواہان عادل کے بیاہ دیا اور اس نکاح کے اس مہر پر اس مرد نابالغ کے واسطے اسکے باپ فلان شخص نے بولایت پدری اس عقد کی مجلس مین قبول صحیح کیا اور یہ نابالغ اس نابالغہ کا کفو ہی اور مہر مذکور اسکا مہر مثل ہی۔ پھر اگر باپ نے اپنے نابالغ پسر کیطرف سے مہر کی ضمانت کرلی ہو تو یون تحریر کرے کہ اس شوہر نابالغ کے والد فلان شخص نے اپنے پسر نابالغ کی طرف سے اس تمام مہر کے واسطے اس عورت نابالغہ کی ضمانت صحیحہ قبول کرلی اور اس نابالغہ کے والد نے اسکی اجازت دی و رہس

مجلس مین مشافہۃً قبول کیا۔ اور اگر باپنے اپنے مال مین سے کچھ مہر معجل ادا کیا ہو تو یون تحریر کرے کہ اس شوہر صغیر کے والد فلان شخص نے منجملہ مہر مذکور کے اسقدر دینار اپنے ذاتی مال سے براہ احسان اس نابالغہ عورت کے والد فلان شخص کو ادا کیے اور اسنے بولایت پدری نابالغہ مذکورہ کے واسطے ان دیناروں پر قبضہ صحیحہ کیا اور اس شوہر کے واسطے منجملہ اس مہر مذکور کے اس مقدار سے بریت ہوگئی اور اسقدر ادا کرنے کے بعد اسپر نابالغہ کے واسطے اتنا باقی رہا۔ اور اگر باپ نے مہر مین سے کچھ بطور معجل ادا کر کے باقی کی ضمانت کر لی ہو تو اس طرح لکھے کہ اس نابالغ کے فلان والد نے منجملہ اس مہر کے اسقدر دینار اپنے ذاتی مال سے بطور احسان ادا کر کے اس نابالغ کی زوجہ کیواسطے مہر مین سے جو کچھ اس نابالغ پر باقی رہا اور وہ اسقدر دینار ہین ضمانت صحیحہ کر لی اور شرع مین جسکی ولایت رضامندی ہی وہ راضی ہوا اور جسکی ولایت اجازت ہی اُسنے اجازت دی فقط۔ اور اگر عورت کے باپ نے کسی قدر مہر کی ہبہ کی یا اس کے بھر پانے کے اقرار کی درخواست کی تو وصول پانے کا اقرار باطل ہے جبکہ یہ اقرار مجلس عقد مین واقع ہوا اس واسطے کہ اہل مجلس جانتے ہین کہ یہ درحقیقت جھوٹ ہی اور اگر دوسری مجلس مین وصول پانے کا اقرار ہو پس اگر عورت نابالغہ ہو تو اقرار وصول صحیح ہی اور اگر باکرہ بالغہ ہو تو بھی صحیح ہی اور اگر بالغہ ثیبہ ہو تو اسکی اجازت اور رضامندی ضرور ہی اور رہا ہبہ پس اگر عورت نابالغہ ہو تو یقیناً ہبہ نہین صحیح ہی اور اگر بالغہ ہو پس اگر اسکی اجازت اور رضامندی سے نہو تو ہبہ صحیح ہی پس یون تحریر کرے کہ اس عورت کے والد فلان شخص نے اپنی دختر کی اجازت سے مجلس عقد مین منجملہ اس مہر کے اس شوہر کو اسقدر درم ہبہ کیے اور اس شوہر نے اس باپ کیطرف سے یہ ہبہ اپنے واسطے بطور صحیح قبول کیا اور عورت مذکورہ کے اسپر اسقدر دینار باقی رہے کہ مطالبہ کے وقت انکا مطالبہ کر سکتی ہی اور یہ حکم اسوقت ہی کہ جب قاضی کو اس عورت کا اپنے باپ کو ہبہ کی اجازت دینا گواہون کی گواہی سے ثابت ہوا اور اگر فقط باپ کے کہنے سے معلوم ہو تو یون لکھے کہ عورت کے باپ نے بیان کیا کہ میری اس دختر نے اس مہر مین سے اس شوہر کیواسطے اسقدر ہبہ کرنیکی اجازت دی ہی اور وہ اس عورت کی اجازت سے ہبہ کرتا ہی اور اگر عورت کی طرف سے اجازت ہبہ سے انکار ثابت ہو تو اسکے واسطے درک کا ضامن ہوتا ہی اور یہ فلان تاریخ مین واقع ہوا تو اس معاملہ مین زیادہ احتیاط کے واسطے یہ بات ہی کہ عورت مجلس نکاح مین حاضر ہوا ور اسکا اسکی اجازت سے نکاح کرے اور وہ خود اپنے شوہر کو کچھ مہر ہبہ کرے واللہ اعلم صورت دیگر باپ اپنی دختر صغیرہ کا نکاح کرے اور شوہر بالغ ہو اسطرح تحریر کرے کہ فلان مرد نے فلانہ بنت فلان سے اسکے باپ فلان شخص کے نکاح کر دینے سے کہ جس نے اپنی ولایت پدری سے اسکا نکاح کیا ہی نکاح کر لیا اب باپ کی ولایت اسوجہ سے ہی کہ وہ عورت نابالغہ ہے خود اپنے کام کی متولی نہین ہو سکتی اسکا متولی بولایت پدری اسکا باپ ہی ہوگا پس اسکے باپ اس شخص نے اس فلان شخص سے اسقدر مہر پر بدین شرط کہ مہر مذکورہ مین سے اسقدر نقد معجل ہی اور اسقدر میعادی بوعدہ ایکسال ہی اور بدین شرط کہ عورت مذکورہ کے معاملہ مین اللہ تعالی سے ڈرتا ہے اور اسکی صحبت اور معاشرت مین بطور معروف طریقہ نیک اختیار کرے جیسا کہ اللہ تعالی کا حکم اور اسکے نبی صلعم کا سنت کا طریقہ ہی اور شوہر مذکور پر اس عورت کے بالغ ہونیکے بعد جس قدر اسپر باقی ہی جب

ہوگا - بعد ازان کہ مہر مذکورۂ بالا بوصف معجل و موجل کے اسقدر ہو کہ جیسا اُسکے مثل عورتون کا مہر ہو اور اسکی مقدار مہر کے
واسطے اسکے مثل عورتون کے مہر کی مقدار دیکھی جائیگی - اور فلان شخص نے اس نکاح کو جس طرح اسمین مذکور ہو کہ مہر
معجل اور موجل ہو فلان شخص کے مواجہہ مین جسنے اس سے ایسا خطاب کیا ہو سب قبول کیا اگر نابالغہ کا نکاح کرنیوالا
اسکے باپ کا باپ یعنی سگا دادا ہو تو اس طرح تحریر کرے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہو کہ فلانہ بنت فلان کو اسکے باپ فلان
شخص کے مرنے کے بعد اسکے دادا فلان شخص نے بولایت جدی الی آخرہ اور اگر نکاح کرنے والا بھائی ہو خواہ اس کا
مان اور باپ کی طرف سے یا فقط باپ کی طرف سے تو یون تحریر کرے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہو کہ فلان شخص نے اپنی
بہن فلانہ بنت فلان ابن فلان کو بولایت برادرانہ از جانب مادر و پدر نکاح کر دیا بشرطیکہ اس صغیرہ کا اس بھائی
سے زیادہ کوئی قریب نہو اور بعد خصومت معتبرہ کے جو اس معاملہ مین ہوئی ہو کسی حاکم عادل جائز الحکم نے اس
بھائی کی ولایت کی صحت کا حکم دیدیا ہو اور حاکم کا حکم اس معاملہ مین اس وجہ سے لاحق کیا گیا کہ سوائے باپ اور دادا
کے نابالغہ کا نکاح کر دینا دوسرے ولی کی طرف سے جائز ہونے مین علما کا اختلاف ہو اور اگر نکاح کر دینے والا اسکا
چچا ہو تو یون تحریر کرے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہو کہ فلان شخص نے اپنے بھائی فلان شخص کی دختر مسماۃ فلانہ کو بولایت
عمومت از جانب مادر و پدر یا فقط از جانب پدر الی آخرہ اور اسکے آخر مین بھی جو حکم بھائی کی صورت مین لاحق کیا
(یعنے چچا ہو یا ۱۲) گیا ہو لاحق کیا جاوے - اور اگر عورت کا کوئی ولی نہو اور اس نے قاضی کی اجازت سے خود نکاح کیا تو لکھے کہ
یہ تحریر بدین مضمون ہو کہ فلان مرد نے فلانہ عورت سے اس قدر مہر پر روبرو گواہان عادل کے با جازت
قاضی فلان کے اسکے خود نکاح کرنے سے نکاح صحیح کیا اور اسکا کوئی ولی حاضر یا غائب نہ تھا - اور اگر
وہ عورت بلا اجازت قاضی خود نکاح کرے تو آخر مین یہ عبارت زیادہ کردے کہ حکام مسلمین سے اسکی صحت کا
حاکم نے حکم دیا - اور لکھے کہ مین نے اس شوہر سے منجملہ اس مہر مذکور کے اسقدر درم وصول پائے اور اسقدر اسپر باقی ہے
اور غلام کے نکاح مین تحریر کرے کہ یہ بدین مضمون ہو کہ فلان غلام فلان نے یا مملوک فلان نے فلانہ بنت فلان ابن فلان
سے جو حرۂ بالغہ ہو اپنے مالک فلان شخص کی اجازت سے جسنے اسکو اس عقد مذکور کی اجازت دی ہو عادل گواہوں کے
سامنے اسقدر مہر پر بہ تزویج اسکے پدر فلان ابن فلان کے جسکو اُس عورت نے اپنی رضامندی سے اجازت دی تھی بعقد صحیح نافذ
لازم و تزویج صحیح نکاح کر لیا فقط - اور اگر یہ عورت صغیرہ ہو تو آخر مین حاکم کی اجازت تحریر کرے اسواسطے کہ باپ کو اپنی دختر
نابالغہ کا غلام کے ساتھ نکاح کر دینے مین امام اعظمؒ اور صاحبینؒ کے درمیان اختلاف معروف ہو اور باندی کے نکاح
کرنے مین تحریر کرے کہ فلان شخص نے فلانہ مملوکہ فلان ابن فلان کو یا کنیز فلان ابن فلان کو بتزویج اسکے مالک فلان ابن
فلان کے اسکے ساتھ اسقدر مہر پر نکاح کر لیا الی آخرہ (یعنے آخر تک بدستور ۱۲) اور دیہاتون مین یہ عادت جاری ہے کہ شوہر یا اسکا باپ مال
غیر منقولہ اور زمین عورتون کے ہاتھ ثمن معلوم کے عوض فروخت کرتے ہین اور اس ثمن کو مہر کا بدلا قرار دیدیتے ہین
تو کاتب کو چاہیے کہ تسمیہ کے اگر شوہر سے خرید واقع ہوئی ہو تو لکھے کہ یہ فلانہ بنت فلان نے اپنے شوہر فلان
ابن فلان سے تمام زمین جو ایک باغ انگور احاطہ دار ہو معہ اسکی عمارت کے یا پانچ کھیت زمین قابل زراعت

جو فلان گانون مین واقع ہی یا تمام حویلی دو چھتون دار یا ایک چھت والی جسمین اسقدر بیوت ہین خریدی اور مبیعہ کے حدود اربعہ بیان کرے اور ثمن کو مفصل بیان کرے اور جو کچھ بیعنامون مین لکھا جاتا ہی وہ سب لکھے یہان تک کہ جب ثمن وصول کرنے کے بیان تک پہونچے تو لکھے کہ پھران دونون بائع و مشتری نے یہ تمام ثمن مذکور بعوض پورے مہر کے جو اس عورت مشتریہ کا اپنے شوہر اس بائع پر آتا ہی اور اسکا مہر اس ثمن کے برابر ہی باہم مقاصہ کر لیا اور یہ عورت مشتریہ اس ثمن سے بہ براءت مقاصہ بری ہو گئی اور اسکا شوہر بائع بھی بسبب اس مقاصہ کے اسکے پورے مہر سے بری ہو گیا پھر لکھے کہ اس عورت مشتریہ نے وہ تمام مبیع کہ جسکی خرید بیان کی گئی ہی بائع کے سپرد کرنے سے بطور صحیح اپنے قبضہ مین کر لی۔ اور بائع اسکے واسطے ضمان درک کا بطور صحیح ضامن ہوا اور یہ فلان تاریخ واقع ہوا ہی اور اگر مبیع تھوڑے مہر کے عوض ہو یعنی نکاح مین قبل زفاف کے جسکی تعجیل شرط کی گئی ہے جسکو فارسی مین دست پیمان کہتے ہین تو یون لکھے کہ دونون نے تمام ثمن کو منجملہ مہر کے جسقدر کی تعجیل شرط کی گئی تھی اس سے مقاصہ کر لیا پھر مبیع پر عورت مذکورہ کا قبضہ بیان کرے پھر لکھے کہ اس عورت مشتریہ کا اپنے شوہر اس بائع کے ذمہ اپنے مہر مین سے اس اسقدر دین لازم و حق واجب و مہر ثابت بسبب نکاح کے جو دونون مین فی الحال قائم ہی باقی رہا اور یہ فلان تاریخ کا واقعہ ہی۔ اگر یہ خرید شوہر کے والد سے واقع ہو تو لکھے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہے کہ فلانہ عورت نے اپنے شوہر کے والد مسمی فلان سے یہ چیز خریدی الی آخرہ ۔ اور مقاصہ کے بیان کے وقت لکھے کہ پھران دونون بائع اور مشتری نے تمام ثمن کا بعوض تمام مہر عورت مذکورہ کے جو عقد نکاح مین بیان ہو کر اسکے شوہر فلان پر واجب ہوا تھا اور وہ اسقدر درم یا دینار ہین باہم مقاصہ صحیح کر لیا حالانکہ اس شوہر کے والد نے عورت مسطورہ کے واسطے اسکے تمام مہر کی جو اسکے پسر یعنی عورت مذکورہ کے شوہر فلان پر واجب ہوا تھا اپنی طرف سے اسکی اجازت سے بطور صلہ رحم اور تحمل مؤنت کے ضمانت صحیحہ قبول کر لی تھی اور عورت مشتریہ اس ثمن سے بری ہو گئی اور والد شوہر اور شوہر بھی اس مقاصہ کی وجہ سے اسکے تمام مہر سے بری ہو گئے فقط واقع تاریخ فلان کذا فی المحیط

فصل سوم ۔ در طلاق ۔ اگر ایک مرد نے اپنی عورت سے بعوض مہر کے جو عورت کا اسپر آتا ہی اور بعوض نفقہ عدت کے خلع کر دینا قبول کیا پس اگر عورت اسکی مدخولہ ہو اور مرد نے اس خلع کی تحریر لکھنی چاہی تو اس طرح لکھے کہ یہ تحریر فلان ابن فلان کے واسطے ہی یعنی شوہر کیواسطے ازجانب فلانہ بنت فلان اور امام ابو حنیفہ اور انکے اصحاب سب اسی طرح لکھتے تھے اور خصاف اور طحاوی اور سمتی اور ہلال اور ابو زید شروطی اس عبارت پر کچھ بڑھاتے تھے اور اس طرح لکھتے تھے کہ یہ تحریر فلان ابن فلان یعنی شوہر کے واسطے ہی جسکو فلانہ بنت فلان نے اسکے واسطے تحریر کیا ہی پھر لکھے کہ مین نے تیری صحبت کو مکروہ جانا اور تیری جدائی چاہی ایسا ہی امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب لکھتے تھے اور خصاف اور ہلال اور سمتی اور عام اہل شروط اس طرح لکھتے تھے کہ تو نے میرے ساتھ نکاح صحیح جائز بولایت اسی ولی کے جو میرا سب سے

قریب اور عصبہ ہی اور سامنے گواہان آزاد مسلمان عادل بالغ کے اور بعوض مہر مسمی معجل کے کیا اور مین نے تجھے اپنا وہ مہر جسپر تو نے مجھ سے نکاح کیا تھا وصول نہین کیا اور اسمین سے کچھ بھی وصول نہین کیا اور تو نے میرے ساتھ دخول کیا اور میرے ساتھ مجامعت کی اور مین نے بدون اس بات کے کہ تیری طرف سے میرے حق مین کوئی ضرر رسانی یا بدی ہو تیری صحبت کو مکروہ جانکر تجھ سے جدائی چاہی پھر لکھے کہ مین نے تجھ سے یہ درخواست کی کہ مجھے بعوض میرے پورے دین مہر کے جو تجھپر آتا ہی اور اس اسقدر درم ہین خلع کر دے ایسا ہی امام ابو حنیفہ رح اور انکے اصحاب لکھتے تھے اور عامہ اہل شروط یون لکھتے تھے کہ مین نے بعد اس خوف کے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حدود پر قائم نہ رہین گے مجھسے درخواست کی کہ تو مجھے ایک طلاق بائن بعوض میرے تمام دین مہر کے جو میرا تجھپر آتا ہی اور وہ اس اسقدر درم ہین دیدے۔ اور عامہ اہل شروط نے یہ عبارت کہ بعد اس خوف کے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حدود پر قائم نہ رہین گے تبرکاً بکتاب اللہ تعالیٰ بڑھائی ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (فان خفتم ان لا یقیما حدود اللہ) یعنی پس اگر خوف کرو تم لوگ اس بات کا کہ شوہر و جورو دونون اللہ تعالیٰ کے حدود پر اچھی طرح قائم نہ رہین گے۔ اور ان لوگون نے لفظ خلع کو چھوڑکر لفظ طلاق کو اختیار کیا ہے چنانچہ لکھا کہ تو مجھے ایک طلاق بائن دیدے اور نہ یہ لکھا کہ مجھے خلع کر دے اسوجہ سے کہ مال کے عوض طلاق کے حکم پر اجماع ہی کہ وہ بالاجماع طلاق بائن ہی اور حکم خلع مین صحابہ اور سلف رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان اختلاف ہی اور اسمین شک نہین ہی کہ مختلف فیہ کو چھوڑکر متفق علیہ کا لکھنا اولیٰ ہی اور ان لوگون نے اس طرح کہ بعوض میرے پورے دین مہر کے جو میرا تجھپر آتا ہی اور وہ اسقدر درم ہین اسواسطے لکھا تاکہ خلع کی وجہ سے جو مقدار ساقط ہوئی ہی معلوم ہو جاوے تاکہ اختلاف سے نکل جاوے اسواسطے کہ ساقط کا مجہول ہونا صحت تسمیہ کا مانع ہی پس اسکو بیان کر دے کہ بالاجماع خلع صحیح ہو جاوے پھر لکھے اور بعوض میرے پورے نفقہ کے جبتک مین اپنی عدت مین رہون۔ اسواسطے کہ بائنہ ہمارے نزدیک مستحق نفقہ ہوتی ہی خواہ حاملہ ہو یا حائلہ ہو۔ اور فقط مہر و نفقہ عدت لکھنے پر اقتصار کیا اور کچھ مال زائد نہ لکھا اگرچہ مال زائد لکھنا بھی ایسی صورت مین صحیح ہو سکتا ہے اس واسطے کہ اس صورت مین موضوع یہ ہی کہ نافرمانی عورت کی جانب سے ہی اور جب نافرمانی عورت کی جانب سے ہو تو شوہر کو جسقدر اسنے دیا ہی روایت جامع کے موافق اس سے زیادہ لینا دیانۃً و قضاءً حلال ہی لیکن روایت کتاب الطلاق کے موافق زیادہ لینا دیانۃً حلال نہین ہے اگرچہ نافرمانی عورت کی جانب سے ہو پس ان لوگون نے فقط مہر اور نفقہ پر اقتصار کیا تاکہ معلوم ہو جاوے کہ باتفاق الروایات شوہر کو فدیہ لینا حلال ہی۔ پھر لکھے کہ مین نے انکو قبول کیا۔ اور یہ اسواسطے لکھے تاکہ شوہر کیطرف سے ایجاب ثابت ہو جاوے کیونکہ طلاق جبھی واقع ہوتی ہی کہ جب ایجاب شوہر کیطرف سے ہو پھر لکھے کہ تو نے مجھکو بعوض میرے پورے دین مہر کے جو میرا تجھپر آتا ہی اور وہ اسقدر ہی کہ بعوض میرے پورے نفقہ عدت کے جبتک مین عدت مین رہون خلع کر دیا۔ اس عبارت کا اعادہ واسطے تاکید کے ہی پھر لکھے کہ مین اسپر راضی ہوئی اور مین نے اسکو قبول کیا تاکہ اسکا خلع قبول کرنا ثابت ہو جاوے پس سب روایتون کے موافق خلع تمام ہو جاوے۔ پھر لکھے پس مین نے تجھ سے خلع پا لیا پھر اب میرا حق تیری طرف نہین ہے اور نہ کچھ دعوی ہے اور نہ مہر اور نفقہ وغیرہ کا

مطالب ہے۔ اس عبارت کو بغرض تاکید اور اتباع سلف کے تحریر کرے۔ پھر جب کہ خلع اس دین مہر کے عوض واقع ہو جو شوہر کے ذمہ ہے تو آیا ضمانت درک کی تحریر کریگا یا نہیں سو ہمارے اصحاب رحمہم اللہ تعالیٰ اس کو نہیں لکھا کرتے تھے اور ابو زید شروطی اس طرح لکھا کرتے تھے۔ بدین کہ میں اس درک کا ضامن ہوں جو تجھ کو کسی طرف سے پہونچے طحاوی نے فرمایا کہ یہ صحیح نہیں ہے اس واسطے کہ اس کا سبب یہی ہو سکتا ہے جو عورت کی طرف سے ہو اسے شوہر کے دوسرے کے ساتھ مال مہر میں کوئی تصرف ہوا ہو اور سوائے شوہر کے دوسرے کے ساتھ اس کا تصرف مال مہر میں صحیح نہیں ہے اور اسلئے کہ اس دین مہر کا مالک کرنا ایسے شخص کو لازم آتا ہے جس پر وہ دین نہیں ہے پس ایسی صورت میں ضمانت درک کے ذکر کرنے کے کچھ معنی نہیں ہیں ہاں ضمانت درک کا ذکر کرنا اس وقت صحیح ہو سکتا ہے کہ جب بدل خلع مال عین ہو پس یا اس میں عورت کی جانب سے کسی سبب سے درک متحقق ہو سکتا ہے اور امام محمدؒ اور اہل شروط میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ عورت حیض میں نہ تھی تو نے اسکو وقت سنت میں خلع کر دیا ہے لیکن بعض متاخرین نے اس کو اختیار کیا ہے اس واسطے کہ وقت سنت میں خلع مباح ہے اور غیر وقت سنت میں مکروہ ہے پس اس کو لکھے تاکہ معلوم ہو کہ یہ خلع بصفت اباحت واقع ہوا ہے یا بصفت کراہت یہ محیط میں ہے۔ صورت دیگر عورت کے حق میں مضبوطی کے واسطے لکھے کہ فلاں ابن فلاں قرشی نے اپنے جواز اقرار کی حالت میں بطوع خود یہ اقرار کیا کہ میں نے اپنی زوجہ ہندہ فلانہ بنت فلاں کو ایک طلاق واحدہ بعوض اس کے مہر کے اور وہ اسقدر درم ہیں اور بعوض اسکے نفقہ عدت کے اور بعوض عورت مذکورہ کے ہر حق کے جو عورت کا اس پر آتا ہو اور بعوض اسقدر مال کے بشرطیکہ دونوں نے کچھ مال مشروط کیا ہو اور بدین شرط کہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے سب دعوی اور خصومات سے بری ہے خلع کر دیا ایسا خلع کہ صحیح اور جائز اور نافذ ہے اور استثناء اور تمام معنی مبطلہ سے خالی ہے اور یہ کہ عورت مذکورہ نے بھی ان شرائط مذکورہ پر اپنا خلع باختلاع صحیح منظور کیا اور یہ فلاں تاریخ کا واقعہ ہے اور عورت کی طرف سے شوہر کی مضبوطی کے واسطے لکھے کہ فلانہ بنت فلاں نے بطوع خود یہ اقرار کیا کہ اس نے اپنے شوہر فلاں شخص سے اپنے اسقدر مہر پر طلاق واحدہ بائنہ یا اس کا باقی مہر تحریر کرے کہ اسقدر مہر پر طلاق واحدہ بائنہ کے اور پورے نفقہ عدت پر جب تک وہ عورت عدت میں ہے اور ہر حق پر جو عورت مذکور کا اس پر آتا ہے اپنا خلع کرا لیا اور اپنے تمام دعوے اور خصومات سے بابراء صحیح اس کو بری کر دیا پس عورت مذکورہ کا اس پر کچھ دعوی نہ رہا اور نہ مرد مذکور کا اس عورت پر کچھ دعوی رہا اور ان دونوں میں نکاح باقی نہ رہا اور علائق نکاح میں سے بجز سوائے عدت کے کوئی علاقہ نہ رہا اور اس کے شوہر نے اس کے کلام کی خطاباً تصدیق کی فقط۔ اور اگر خلع میں مہر سے زائد کے مال پر باہم شرط کی ہو تو اس طرح تحریر کرے کہ مرد مذکور نے عورت مذکورہ کو اس کے تمام مہر پر اور اس قدر درم یا دینار زائد پر خلع کر دیا اور اگر خلع میں کوئی مال عوض زائد ہو تو لکھے اور پھر اس چیز کے اوصاف بیان کرے اور اچھی طرح بیان کرے اور اس کا طول وعرض بیان کرے اور اگر قیمتی چیزوں میں سے ہو تو اسکی قیمت بیان کرے کہ عورت مذکورہ نے مجلس خلع میں شوہر کی طرف سے اس کو قبول کیا اور شوہر نے مال عین مسمی عورت مذکورہ کے سپرد کرنے سے اپنا قبضہ کرا لیا اور عورت مذکورہ نے شوہر کو اپنے تمام دعوی سے بری کر دیا فقط۔ اور اگر خلع میں کوئی زمین ٹھہرائی ہو

تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ احوط یہ ہے کہ درم یا دینار زیادہ کرے پھر خلع تمام ہونے کے بعد مرد اس زمین کو ان درم یا دینار زن مشروطہ کے برابر کے عوض خریدے پھر دونون اس زیادتی کے عوض ثمن کا مقاصہ کرلین تاکہ اگر مبیع استحقاق مین لیجاوے اور شوہر اس عورت سے اس کا عوض لینا چاہے تو جھگڑا نہ واقع ہو پس اس طرح تحریر کرے کہ فلان شخص نے اپنے جواز اقرار کی حالت مین بطوع خود اقرار کیا کہ مین نے اپنی عورت مسماۃ فلانہ کا اس کے تمام مہر یا باقی مہر پر لکھے اور اسکے نفقہ عدت پر اور اس شرط پر کہ عورت مذکورہ اس کو اپنے خالص مال سے اسقدر دینار نیشاپوری مثلاً پچاس دینار دیوے خلع کیا اور عورت مذکورہ نے مجلس خلع مین اس کو قبول کیا الی آخرہ - پھر اس خلع کرنے والے نے اس خلع چاہنے والی عورت سے تمام زمین جو چہار دیواری کا باغ ہے یا دس جریب زمین یا تمام دار ہے جس مین اسقدر بیوت ہین پس اسکی جگہ اور اس کے حدود اربعہ بیان کردے بعوض پچاس دینار نیشاپوری کے بخرید صحیح خرید کیا اور اس عورت مذکورہ نے اس مرد مذکور کے ہاتھ اس مبیع کو بہ بیع صحیح فروخت کیا پھر ان دونون بائع مشتری نے اس ثمن مذکورہ بالا کا بعوض اس مال کے جو خلع کے عوض مرد مذکور کا اس پر واجب ہوا ہے مقاصہ صحیحہ کرلیا اور بسبب مقاصہ کے دونون مین باہم برائت ثابت ہوگئی اور اس مرد خلع کر دینے والے مشتری نے اس مبیع پر جس کی خرید بیان کی ہے کہ زن بالغہ کی اجازت سے قبضہ کرلیا اور دونون مین سے کسی کا کچھ خصومت وحق ودعوی دوسرے پر باقی نہ رہا فقط - اور اگر عورت کے ساتھ دخول کرنے سے پہلے خلع واقع ہوا تو اس طرح تحریر کرے کہ عورت کے ساتھ دخول کرنے اور خلوت کرنے کے پہلے عورت نے اس سے بطلاق واحد اس مہر پر جو عورت مذکورہ کا مرد مذکور پر طلاق قبل دخول کے بعد واجب ہو اور وہ نصف مہر مسمی یعنی اس قدر ہے - اور اس امر پر کہ ہر ایک دونون مین سے دوسرے کے تمام معاملات نکاح وغیرہ کے خصومات ودعوی سے بری ہے خلع لے لیا اور مرد مذکور نے بھی انھین شرائط مذکورہ پر بالمواجہ خلع کردیا فقط اور ایسی صورت مین نفقہ عدت کا ذکر نہ لکھے اس واسطے کہ جو خلع قبل دخول کے واقع ہوا اس مین عدت نہین ہے اور شوہر کی جانب سے لکھے کہ اس نے اپنی زوجہ فلانہ بنت فلان کا خلع کردیا اور بیان قبول مین لکھے عورت کی طرف سے کہ اس نے ان سب شرائط پر خلع قبول کیا - اور اگر نکاح مین مہر بیان نہ کیا گیا ہو اور قبل دخول اور خلوت کے خلع واقع ہوا تو اس طرح لکھے کہ جو مال عورت مذکورہ کا اس مرد مذکور پر ثابت ہوا - اور مہر کا نام نہ لکھے اسواسطے کہ ایسی صورت مین متعہ واجب ہے یا اس طرح تحریر کرے کہ مرد کے اس کے ساتھ دخول کرنے اور خلوت کرنے سے پہلے ہر حق پر جو عورتون کا اپنے شوہر پر ایسے نکاح مین جس مین مہر بیان نہین کیا گیا ہے واجب ہوتا ہے مرد مذکور سے خلع صحیح لے لیا یہ ذخیرہ مین لکھا ہے اگر والد نے اپنی دختر صغیرہ مسماۃ فلانہ کا اسکے شوہر سے بعد دخول کرنے کے خلع کرایا - تو اس طرح تحریر کرے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہے کہ فلان شخص نے یہ اقرار کیا کہ اس کی دختر صغیرہ مسماۃ فلانہ زاہدہ اس کا نام وغیرہ بیان کردے فلان شخص کے نکاح مین تھی اور یہ عورت اس شخص پر بنکاح صحیح حلال تھی جس کو عورت مذکورہ کی طرف سے اسکے والد نے بولایت پدری گواہون کے سامنے قرار دیا تھا اور یہ کہ مرد مذکور نے اس کے ساتھ دخول کیا اور صحبت کی اور یہ عورت بھی ایک زمانہ تک اس مرد کی صحبت مین رہی پھر اس شوہر نے اسکی صحبت کو اپنے واسطے مکروہ جانا اور

عورت مذکورہ کے والدنے اس کے واسطے مرد مذکور کی صحبت مکروہ جانی اور اُسکے والدنے اُسکے مہر مین سے اسقدر وصول کرلیا تھا اور اس شوہر نے بطلب اسکے والد اس شخص کے بطلاق واحد اسکے باقی مہر پر جو اسقدر ہے اور اس مہینہ کی تاریخ سے تین مہینہ تک نفقہ عدت پر جو اسقدر ہوا خلع کردیا ایسا خلع جو صحیح اور جائز ہے اسمین کسی طرح کا فساد نہین ہے اور یہ تعلیق بالخطر ہے اور نہ زمانہ آیندہ کی طرف اضافت ہوا اور والدنے بدین شرط خلع کرایا ہے کہ وہ اپنے مال سے اس سب کا ضامن ہے حتی کہ اسکی تخلیص کرائیگا یا اپنے مال سے اسقدر اسکو تاوان دیگا پس یہ ماۃ بوجہ خلع مذکور کے اس مرد مذکور سے بائن ہوگئی اور مرد مذکور کو اس عورت کی جانب کوئی راہ نہین ہے اور نہ استحقاق رجعت ہوا اور نہ کوئی کسی وجہ سے مطالبہ ہے مجلس خلع میں دونون میں سے ہر ایک نے دوسرے سے یہ خلع بالمواجہۃ بالمشافہہ قبول کیا۔ اور شوہر کی بریت تحریر نہ کریگا اسواسطے کہ شوہر ایسی صورت مین بقیہ مہر سے بری نہوگا بلکہ خلع باپ کے مال کے عوض واقع ہوا ہے پس گویا شوہر نے اس عورت مذکورہ کو بدون ذکر مہر و نفقہ کے باپکے مال عوض طلاق دیا اور خلع مین بقیہ مہر اور نفقہ عدت کا ذکر کرنا اس غرض سے ہے کہ باپ کی ضمانت سے باپ پر جسقدر مال واجب ہے اسکی مقدار معلوم ہو جاوے اور یہ غرض نہین ہے کہ شوہر کے ذمہ سے اسکی وجہ سے اس قدر ساقط ہو جاوے اور علیٰ ہذا تمام لوگ سوائے باپ کے جو صغیرہ کے ولی ہوں سب کا یہی حکم ہے اور نیز ولی کے سوائے اور لوگون کا بھی یہی حکم ہے اور باپ اور دوسرے لوگون مین جو ولی ہون فرق اس بات مین ہو جاتا ہے کہ مہر مین سے کچھ وصول پانے کا اقرار باپ کی طرف سے صحیح ہے باقی لوگون کی طرف سے جو ولی ہین ایسا اقرار صحیح نہین ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر ایسا خلع عورت مذکورہ کے ساتھ دخول کرنے سے پہلے واقع ہو تو لکھے کہ اس عورت کے باقی مہر پر اور یہ نہ لکھے کہ اس کے نفقہ عدت پر اور ایسے خلع کا حکم یہ ہے کہ دونون مین جدائی واقع ہو جاتی ہے اور حرمت ثابت ہو جاتی ہے لیکن صغیرہ جس وقت بالغ ہو تو اس کو یہ اختیار ہوگا کہ شوہر سے اپنا باقی مہر واپس لے پھر شوہر اُسکو صغیرہ مذکورہ کے باپ سے واپس لیگا کیونکہ وہ ضمان درک کا ضامن ہوا ہے اور بعضے اہل شروط خلع صغیرہ مین یہ اختیار کرتے ہین کہ باپ اس کے مہر اور نفقہ عدت کے وصول پانے کا اقرار کرے بعد ازانکہ نفقہ عدت کی کوئی مقدار معلوم مقرر ہو جاوے پھر شوہر کا اقرار تحریر کرے کہ اس نے عورت کو بطلاق واحدہ بائنہ طلاق دی ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ یون لکھے کہ فلان ابن فلان یعنی والد صغیرہ نے اپنے جواز اقرار کی حالت مین بطوع خود یہ اقرار کیا کہ اس کی دختر صغیرہ مساۃ فلانہ بنت فلان منکوحہ جوروئہ فلان ابن فلان کی تھی پھر اس کے شوہر اس فلان نے بسبب اس کی صغرسنی کے اس کی صحبت کو اچھا نہ جانا اور اس کو ایک طلاق بائن دیدی اور وہ اس طلاق دینے سے اس سے بائن ہوگئی اور اُس کے شوہر پر اسکے اس مہر سے اسقدر درم اسکے لئے واجب تھے اور نفقہ عدت کے اسقدر واجب تھے پس مین نے یہ سب اپنی دختر نابالغہ کے واسطے بولایت پدری اسکے اس شوہر کے یہ سب مال مجھے ادا کرنے سے بقبضہ صحیحہ وصول کیا اور اس صغیرہ کا اپنے شوہر اس شخص پر کوئی دعوی اور خصومت کی وجہ اور کسی سبب سے باقی نہ رہا یہ سب اُس نے باقرار صحیح اقرار کیا اور صغیرہ کے شوہر اس شخص نے اسکے اس اقرار کی خطاباً تصدیق کی۔ پھر جب اس طرح لکھا گیا اور بعد اس کے وہ صغیرہ بالغ ہوئی تو اُس کو اپنے مہر اور نفقہ عدت مین اپنے شوہر کے ساتھ کچھ حق خصومت نہ ہوگا اس واسطے کہ باپ نے اس سب کے

وصول پانے کا اقرار کیا ہے۔ اس کو اس سبب کے وصول کرنے کا اختیار ہے کذا فی المحیط اور علی ہذا اگر مولیٰ نے اپنی
باندی کا اس کے مہر اور نفقہ عدت پر خلع کرا لیا تو بھی یہی صورت ہے مگر فرق اس قدر ہے کہ باندی کی صورت میں
یہ نہ کہا جائے گا کہ بدیں شرط کہ مولیٰ اس سبب کا اپنے مال سے ضامن ہے کیونکہ مولیٰ کو اختیار ہے کہ شوہر کو تمام مہر سے
بری کر دے بخلاف باپ کے کہ وہ ایسا نہیں کر سکتا ہے اور اگر مولیٰ نے چاہا کہ یہ سب باندی کے مولیٰ سے اس پر قبضہ ہو تو
اس کی تحریر اسی طرح لکھی جائے جیسے والد کا اپنی دختر صغیرہ کے خلع کرانے میں بیان ہوئی ہے یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر شوہر
اور زوجہ میں کوئی صغیر بچہ ہو پس مرد نے اس عورت کے ساتھ اس شرط پر خلع کیا کہ عورت اس بچہ کو اپنے پاس رکھے اور ایک برس
یا دو برس اس کی حضانت کرے اور مدت حضانت میں اس کا خرچ اپنے مال سے اٹھاوے تو بعض اصحاب شروط کے نزدیک جائز ہے
اور فقیہ ابوالقاسم صفار فرماتے تھے کہ یہ نہیں جائز ہے اس واسطے کہ نفقہ کی مقدار اور جو کھانے پینے کی چیز صغیر کو اس واسطے ضروری ہے
وہ مجہول ہے پس ایسی صورت میں حیلہ یہ ہے کہ جس قدر اس صغیر کو اس واسطے کافی ہو درم اور دینار سے اس کا تخمینہ لگا دے اور خلع
میں اس قدر مال عورت کے ذمہ شرط کرے پھر شوہر اس عورت کو حکم دے کہ مدت حضانت میں یہ مال صغیر کی حاجات ضروریہ
میں خرچ کرے یا بعد انقضاء مدت حضانت تربیت کی اجرت عورت کے واسطے مقرر کر دے پھر مرد اس عورت کو وکیل کر دے بدیں طور کہ
صغیر کے مر جانے کے وقت یا دوسرے شوہر اجنبی سے مدت حضانت کے اندر نکاح کر لینے سے جو مال اس اقرار کردہ شدہ سے
اس کے ذمہ باقی رہ جاوے اس سے وہ بری ہے۔ پھر اگر اس کی تحریر لکھنی چاہے تو یوں لکھے کہ فلاں بن فلاں نے اقرار کیا کہ اس نے
اپنی زوجہ مسماۃ فلانہ کو بطلاق واحدہ بائنہ کے اس کے باقی مہر اور نفقہ عدت پر اور اس کے ہر حق پر جو جانب مقر ہو اور
سو دینار سرخ کھرے نیشاپوری پر کہ جن کو عورت مذکورہ اپنے مال سے اس کو دے گی خلع کر دیا ایسا خلع کہ صحیح ہے اور واسطے اقرار
اور شروط فاسدہ سے خالی ہے اور اس خلع کرنے والے کا اس عورت خلع کرنے والی کے بطن سے ایک دودھ پیتا ہوا بچہ ہے
پس اس مرد نے اس عورت سے یہ درخواست کی کہ اس بچہ کو اپنے ساتھ رکھے اور فلاں تاریخ سے فلاں تاریخ تک
جو کامل ایک سال کامل ہے اس کی تربیت کرے اور سو دینار جو عقد خلع کی وجہ سے اس پر واجب ہوئے ہیں ان کو مدت
تربیت کے اندر بچہ مذکور کی حاجات ضروری میں خرچ کرے پس عورت مذکورہ نے یہ سب بقبول صحیح قبول کیا یا اس
طرح لکھے کہ اس خلع کرنے والی عورت کا اس خلع کر دینے والے مرد سے ایک چھوٹا بچہ ہے پس اس مرد نے اس عورت
کو اس بچہ صغیر کی تربیت اور پرورش کے واسطے ایک سال کامل تک جو فلاں تاریخ سے فلاں تاریخ تک ہے بعوض ان
سو دینار کے جو اس عورت پر اس کے شوہر مذکور کے واسطے واجب ہوئے ہیں باجارہ صحیحہ اجارہ لیا اور عورت مذکورہ
نے اپنے تئیں بعوض اس قدر مال مذکور کے مرد مذکور کو اجارہ صحیحہ اجارہ پر دیا اور اگر بچہ دودھ پیتا ہو تو اس طرح تحریر کرے
کہ اس خلع کرنے والی عورت سے اس دودھ پیتے بچے کا دودھ پلانا اور اس کی تربیت اور پرورش کرنا ایک سال
کامل تک بعوض ان سو دیناروں کے جو مرد مذکور کے عورت مذکورہ پر واجب ہوئے ہیں طلب کیا۔ یا اس طرح لکھے
کہ اس عورت مذکورہ کو ایک سال تک اس بچہ کے دودھ پلانے اور تربیت کرنے پر اجارہ پر مقرر کیا
اور وہی عبارت لکھے جو ہم نے بیان کر دی ہے پھر لکھے کہ اس خلع کر دینے والے مرد نے عورت مذکورہ کو

وکیل کیا اور اس بات میں اپنے قائم مقام کیا کہ اگر مدت تربیت گذرنے سے پہلے بچہ مذکور مر جاوے تو اس میں سے جو کچھ اس پر باقی رہے اس سے وہ بری ہے اور یہ وکالت صحیح ہے لازمہ اس شرط کے ساتھ کر دے کہ ہرگاہ مرد مذکور عورت مذکورہ کو اس وکالت سے معزول کرے تو اس سبب کی بابت وکیل رہے گی۔ اور اس طرح توکیل ہم نے اس واسطے لکھی کہ اس میں عورت کے حق میں خرابی نہ پڑے گی کیونکہ اگر ایسا لکھا جاوے تو مدت تربیت گذر جانے سے پہلے بچہ مذکور مر جانے کی صورت میں اس کا نفقہ بحساب باقی مدت کے سو دینار میں سے جو حصہ ہوگا واپس لیگا پس ہم نے اسطور پر تحریر کر دیا کہ اگر مدت گذرنے سے پہلے بچہ مذکور مر جاوے تو شوہر اس سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہے کیونکہ اس نے اپنی برأت کر لی ہے اور فتاویٰ ابن سماعہ میں امام محمدؒ سے روایت ہے کہ اگر یہ شرط کی کہ مدت تربیت گذرنے سے پہلے اگر بچہ مذکور مر جاوے تو عورت مذکورہ باقی مدت کے حصہ سے بری ہے تو یہ جائز ہے پس اگر ابتدا اجارہ لینے کے ذکر کے یوں لکھا کہ اس عورت نے یہ شرط لگائی کہ اگر یہ بچہ مدت تربیت گذرنے سے پہلے مر جاوے تو ان سو دینار میں سے جو حصہ باقی مدت کے مقابلہ میں پڑتا ہے اس سے بری ہے اور یہ نہ لکھا کہ اور دینے اسکو اپنی بری کرنیکا وکیل کیا تو بھی درست ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر بچہ پیٹ میں ہو اور شوہر نے چاہا کہ خلع میں اسکی رضاعت کی شرط لگادے تو منتقی میں مثل رضاعت اور نفقہ وغیرہ کا یہ حکم محفوظ ہے کہ یہ جائز ہے پس بدل خلع کے ذکر میں اتنا بڑھا دے کہ اور نیز یہ شرط کہ عورت مذکورہ اس بچہ کو جو اسکے اس شوہر کا اسکے پیٹ میں ہے اگر اس کو زندہ جنی تو وقت ولادت سے دو برس تک اسکو دودھ پلادے خواہ وہ ایک ہو یا دو ہوں خواہ مذکر ہو یا مونث ہو بشرطیکہ اگر بچہ مذکور اس کے بعد مدت رضاعت پوری ہونے سے پہلے مر جاوے تو عورت مذکورہ بری ہے۔ اور یہ روایت ہمارے علمائے ثلثہ سے محفوظ نہیں ہے اور امام ابو القاسم صفار فرماتے تھے کہ میرے نزدیک اصح یہ ہے کہ یہ حکم جنین میں ہے کہ صورت اس حکم کی نفقہ میں ہے مثلاً اگر یہ صحیح نہیں ہے اور یہ اس کے باقی تصرفات پر قیاس ہے کہ لہذا (؟) اور حیلہ اسکی بابت یوں ہے کہ مال کی کوئی مقدار معلوم عقد خلع میں عورت پر مقرر کر دے اور عورت مذکورہ کو کہا جاوے پر لیکن اسکی اضافت ولادت کے بعد کرے پس عورت مذکورہ اس بچہ کو جو اسکے پیٹ میں ہے (؟) دودھ پلاوے گی۔ اور خلع کا وکالت نامہ تحریر کرے تو کاغذ کی پیشانی پر پہلے توکیل لکھے پھر لکھے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہے کہ فلاں شخص نے فلاں شخص کو وکیل کر کے اس باب میں اپنے قائم مقام کیا کہ وہ اسکی جورو سماۃ فلانہ کو ایک طلاق واحدہ بائنہ ان شرائط پر جو اس وکالت نامہ سے پیچھے اسی کاغذ میں تحریر ہیں مذکور میں خلع کر دے اور توکیل صحیح تکمیل کیا اور فلاں مذکور نے اس توکیل کو اس کی طرف سے اسی مجلس میں خطاباً قبول کیا واقعہ تاریخ فلاں پھر خلع کو اس طرح تحریر کرے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہے کہ فلاں ابن فلاں جو وکیل شخص کا ذکر اسی کاغذ کے اوپر وکالت نامہ میں ہے بوکالت خلع کے جو وکالت نامہ میں مذکور ہے اپنے موکل فلاں سے جس شخص (؟) اسکی جورو سماۃ فلانہ بنت فلاں کو خریدا اسکے کہ موکل مذکور نے عورت مذکورہ کے ساتھ دخول کر لیا ہو بطلاق واحدہ بائنہ کے اس مال پر جو عورت مذکورہ کا مرد مذکور پر باقی ہے اور نفقہ عدت سے جبتک وہ اسکی عدت میں رہے واجب ہے

اور ہر حق پر جو عورتون کا اپنے شوہرون پر قبل جدائی یا بعد جدائی کے واجب ہوتا ہے خلع کر دیا اور اس مساۃ فلانہ مذکورہ نے اس خلع کو بعوض اس بدل کے بقبول صحیح بالمشافہہ بعد ازانکہ عورت مذکورہ نے وکیل مذکور کے اس کے شوہر اس شخص کی طرف سے اس خلع کے واسطے وکیل ہونے کی تصدیق کر لی ہے قبول کیا فقط۔ اور اگر وکیل از جانب عورت ہو تو کاغذ کی پیشانی پر اولاً توکیل لکھے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہے کہ فلانہ بنت فلان نے فلان شخص کو وکیل کر کے اس بارہ مین اپنا قائم مقام کیا کہ اسکو اسکے شوہر فلان شخص سے خلع کرا دے پھر بعد اختلاع لکھنے کے لکھے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہے کہ فلان شخص نے یعنی وکیل نے جس کا ذکر وکالت نامہ مین مذکور ہے اپنی موکلہ فلانہ بنت فلان کو اُس کے شوہر فلان شخص سے الی آخرہ۔ اور اگر شوہر نے چاہا کہ عورت کے وکیل کو اس کے مہر اور نفقہ عدت کے درک کا ضامن کر لے اور درک اس طرح سے ہو سکتا ہے کہ عورت مذکورہ وکیل کرنے سے منکر ہو جائے اور گواہ لوگ مرجائین یا غائب ہو جائین پھر وہ اپنے شوہر سے مہر اور نفقہ عدت کا دعوی کرے تو اس طرح تحریر کرا لے کہ اس فلان شخص وکیل عورت نے فلان شخص یعنی شوہر کے واسطے اس طرح ضمانت کر لی کہ اگر فلانہ عورت کے مہر مین جو اس قدر درم ہین اور اُسکے نفقہ عدت مین جو اسقدر ہے کوئی درک پیدا ہو تو وکیل مذکور ضامن ہے حتی کہ شوہر مذکور کو اس سے چھوڑا دیگا یا اس کو عورت مذکورہ کا تمام مہر جو اسقدر ہے اور تمام نفقہ عدت جو اسقدر ہے اپنے مال سے دیگا واللہ اعلم۔ صورت در ذکر خلع فضولی اس طرح تحریر کرے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہے کہ جن گواہون کا نام آخر مین اس تحریر کے مذکور ہے یہ گواہی دی کہ فلان شخص یعنی فضولی نے زید سے یہ درخواست کی کہ اپنی عورت ہندہ کو اس فضولی کے مال سے ہزار درم پر خلع کر دے بدین شرط کہ یہ فضولی اس خلع کو بعوض اس مال کے بغیر حکم ہندہ بغیر اسکے کہ ہندہ وکیل اسکو کرے خود قبول کرتا ہے بدین شرط کہ یہ فضولی ضامن ہے کہ اسقدر مال اپنے ذاتی مال سے زید کو دیگا پس زید نے اسکی درخواست منظور کی اور اپنی عورت ہندہ کو بعوض اس مال کے خلع کر دیا اور اس فضولی نے یہ خلع بعوض اس مال کے زید کی طرف سے بالمواجہہ منظور کیا اور ہندہ اپنے شوہر سے اس خلع کی وجہ سے بائنہ ہو گئی اور دونون مین نکاح باقی نہ رہا اور زید نے یہ مال مذکور اس فضولی کے دینے سے وصول کر لیا اور یہ فضولی اس مال سے جو اس خلع کی وجہ سے اسکی طرف واجب ہوا تھا زید کے قبضہ کرنے اور بھرپانے سے بری ہو گیا لیکن ایسے خلع کی وجہ سے ہندہ کے مہر سے زید بری نہو گا اور ہندہ کو اختیار رہیگا کہ جب چاہے زید سے اپنے مہر کا مطالبہ کرے پس اگر زید کو یہ منظور ہو کہ ہندہ کے مہر کی بابت جو درک اس پر پیش آوے اس کا فضولی کو ضامن کرے تا کہ جب ہندہ اپنا مہر اس سے لے تب زید اسکو فضولی سے واپس لے تو اس طرح تحریر کرا دے۔ اور زید کو جو درک ہندہ کی مہر کے بابت پیش آوے اس کا یہ فضولی ضامن ہوا کہ ہندہ نے اپنا مہر ایک بار وصول پایا ہے پھر جب دوبارہ وصول کریگی تو ناحق وصول کرنیوالی ہوگی۔ اور یہ بات ٹھیک ہے کیونکہ فضولی نے جب یہ اقرار کیا کہ ہندہ نے اپنا مہر وصول پایا ہے تو اسکے زعم پر یہ بات ضرور ہے کہ اگر ہندہ دوبارہ وصول کرے تو ناحق وصول کرنے والی ہوگی اور مال مقبوضہ ناحق مقبوض ہوگا کہ جس کا تاوان ہندہ پر واجب ہوگا پس یہ کفالت زمان وجوب کی طرف مضاف ہے اور ایسی کفالت صحیح ہے مثل ایسی کفالت کے جو تیرا فلان شخص پر ثابت ہو اس کا مین کفیل ہون۔ صورت در طلاق عورت پیش از دخول خلوت۔ اگر طلاق واحد ہو تو لکھے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہے کہ ان

گواہوں نے جن کا نام اس تحریر کے آخر میں مذکور ہے یہ گواہی[1] دی کہ زید نے اپنی عورت مسماۃ ہندہ بنت فلان کو قبل اس کے ساتھ دخول و خلوت کرنے کے بطلاق واحدہ بائنہ طلاق دی جس میں نہ رجعت ہے اور نہ مثنویت اور نہ تعلیق بشرط اور نہ اضافت بسوے زمانہ آئندہ اور نہ اشتراط عوض ہے پس زید سے اس طلاق کی وجہ سے ہندہ بائنہ ہو گئی اور اگر طلاق ایک سے زائد ہو تو دو طلاق میں لکھے کہ اس نے ہندہ کو دو طلاق دی ہیں اور تین طلاق میں لکھے کہ اس کو پوری تین طلاقیں دیدی ہیں پس وہ بائنہ ہو گئی اور تین طلاق کی صورت میں یہ بھی لکھے کہ ہندہ مذکورہ زید پر بحرمت غلیظہ حرام ہو گئی کہ زید کے واسطے حلال نہیں ہو سکتی ہے یہاں تک کہ زید کے سوا دوسرے شوہر سے نکاح کرے اور وہ اس کے ساتھ دخول کرے اور پھر اس کو جدا کرے اور اس کی عدت پوری ہو جاوے صورت در طلاق صریح بعد دخول لکھے کہ زید نے ہندہ اپنی جورو سے بعد اس کے ساتھ دخول کرنے کے کہا کہ تجھکو ایک طلاق بائن دی اور پھر اس کے بعد زید سے رجعت نہ ہوگی اور ہندہ مذکورہ اس عدت میں ہے جو اس طلاق کی وجہ سے اس پر واجب ہوئی اور زید نے گواہ کرنے کا اس سب کا اقرار کیا واقعہ تاریخ فلان صورت در طلاق قبل دخول و بعد خلوت صحیحہ یہ لکھے کہ تحریر بدین مضمون ہے کہ جن گواہوں کا نام اس تحریر کے آخر میں لکھا ہے یہ گواہی دی کہ زید نے اپنی جورو ہندہ کو بعد ازانکہ اسکے ساتھ خلوت صحیحہ خالیہ از تمام موانع شرعیہ وطبعیہ کرلی ہے ایک طلاق واحدہ بائنہ جائزہ دیدی پس اس طلاق کی وجہ سے ہندہ اس پر حرام ہو گئی۔ اور ہندہ کا زید پر تمام مہر مسمی جو اس قدر درہم ہے اور اس کا نفقہ عدت جو اس قدر ہے واجب ہوا فقط پس اگر زید کا یہ مذہب ہو کہ مہر واجب ہونے اور نفقہ عدت واجب ہونے کے واسطے خلوت صحیحہ کو قائم مقام دخول کے نہ سمجھتا ہو پس اس نے عورت کے مطالبہ کے بعد اسکے ادا کرنے سے انکار کیا تو ہندہ کو چاہیے کہ اپنا مقدمہ ایسے قاضی کے یہاں پیش کرے جو ایسا سمجھتا ہو تا کہ وہ زید پر پورے مہر و نفقہ عدت کا حکم دیدے پھر اس کے بعد طلاق نامہ میں تحریر کرے پھر اس ہندہ نے جس کو بعد خلوت صحیحہ کے طلاق دی گئی ہے اپنے شوہر زید سے اپنے پورے مہر اور نفقہ عدت کا مطالبہ کیا لیکن زید نے اس کے دینے سے انکار کیا کیونکہ اس کا یہ مذہب ہے کہ خلوت صحیحہ ان دونوں حکموں کے واسطے دخول کے قائم مقام نہیں ہے پس ہندہ اس کو فلان قاضی کے پاس لے گئی یا بلاتعین اس طرح لکھے کہ ہندہ اسکو ایسے قاضی عادل کے پاس لے گئی کہ جس کا حکم مسلمانوں کے درمیان جائز اور نافذ ہے اور اس سے اس کا مطالبہ کیا اور خلوت صحیحہ کا اور اس کے بعد طلاق کا دعوے کیا پس زید نے خلوت مذکورہ کا اقرار کیا لیکن مہر کے کامل اور نفقہ عدت کے واجب ہونے سے انکار کیا پس ہندہ کے واسطے زید پر قاضی نے پورے مہر مسمی اور نفقہ عدت کا حکم دے دیا کیونکہ اس کا یہی مذہب تھا اور اس کا اجتہاد یہ تھا کہ عورت منکوحہ کے ساتھ خلوت کرنا پورا مہر اور نفقہ عدت واجب ہونے کے حق میں مثل دخول کے ہے پس اس نے دونوں کے روبرو مرد مذکور پر عورت مذکورہ کے لیے اس کا حکم دیا اور اس کو جاری و نافذ کر دیا اور اپنے

---

[1] تنبیہ مترجم کہتا ہے کہ مراد اس مقام پر گواہی دینے سے یہ نہیں ہے کہ انھوں نے گواہی ادا کی بلکہ تحریر کے وقت وہ لوگ امر بالا پر گواہ ہیں خواہ انھوں نے کاتب سے اپنی گواہی بیان کر دی یا چند اس تحریر پر گواہ ہو گئے ہوں بشرطیکہ بطور جائز ہوئے ہوں ۱۲ منہ

سامنے اس بات پر گواہ کر دیے واقع تاریخ فلان - اگر کسی شخص نے چاہا کہ اپنی جورو کا کار طلاق اسکے اختیار میں دیدے تو اسمین چند انواع ہیں ایک یہ کہ تفویض مطلق ہو یعنی بشرط نہو اور اسکی دو قسمیں ہیں ایک موقت دوم مطلق پس موقت کی تحریر اس طرح ہے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہے کہ جن گواہوں کا نام اس تحریر کے آخر میں مذکور ہے وہ اس بات پر شاہد ہوئے کہ فلان شخص نے اپنی جورو مساۃ ہندہ کا کار طلاق ایک مہینہ یا ایک سال تک جس کا شروع فلان روز سے اور آخر فلان روز ہے اس کے اختیار میں دیدیا بدین شرط کہ اس مہینہ یا اس سال میں جس وقت وہ چاہے اپنے آپ کو ایک طلاق بائن یا تین طلاق دیدے اور اس کا اختیار اسکے سپرد کر دیا اور عورت مذکورہ نے اسکی طرف سے یہ اختیار اپنی مجلس میں قبول ایسا کہ عورت مذکورہ کو جو یہ امر تفویض ہوا مجلس سے اٹھنے سے پہلے بقبول صحیح قبول کیا واقع تاریخ فلان اور اسکی صورت مطلق میں یہ لکھے کہ گواہ ہوئے کہ زید نے اپنی جورو ہندہ کا کار طلاق اسکے قبضہ میں بدین شرط دیدیا کہ جب چاہے ایک یا تین طلاق اور جس وقت چاہے جتنی بار اپنے آپ کو دیدے اور عورت مذکورہ نے یہ اختیار اس کی طرف سے الی آخرہ - دوم تفویض معلق بالشرط اور اسمین چند اقسام ہیں ایک یہ کہ تفویض بغیبت ہو اور اس کی تحریر یوں ہے کہ زید نے اپنی عورت مساۃ ہندہ کا امر طلاق اس کے قبضہ میں اس شرط کے ساتھ معلق کر کے دیا کہ جب زید اس کے پاس سے فلان موضع یا فلان جگہ جس میں دونوں کے بیچ میں مسافت سفر ہے غائب ہو جائے اور اسکے غائب ہونے پر ایک مہینہ یا جس قدر مدت دونوں شرط کریں گذر جاوے اور زید اس مدت میں لوٹ کر اس کے پاس نہ آوے تو اسکے بعد ہندہ کو اختیار ہے کہ جس وقت چاہے اپنے آپ کو طلاق واحدہ بائنہ دیدے اور اس امر کا اختیار اسکے سپرد کر دیا اور ہندہ نے اسکی طرف سے یہ اختیار مجلس تفویض میں بقبول صحیح قبول کیا فقط قسم دوم آنکہ کسی میعاد تک مہر کی ادا نہ کرنے پر تفویض طلاق ہو اور اسکی تحریر یوں ہے کہ زید نے ہندہ کو طلاق واحدہ بائنہ کا اختیار معلق بدین شرط دیدیا کہ اگر ایک مہینہ جس کا اول فلان روز ہے اور آخر فلان روز ہے گذر جائے اور زید اسکو تمام وہ مہر جس کا اس نے بطور معجل دینا قبول کیا ہے اور وہ اسقدر ہے ادا نہ کرے تو اس کو اختیار ہے کہ پھر جب چاہے اپنے آپ کو طلاق واحدہ بائنہ دیدے اور اس امر کا اختیار اسکے سپرد کر دیا اور ہندہ نے مجلس تفویض میں اسکی طرف سے یہ اختیار قبول کیا قسم سوم تفویض طلاق بشرط قمار یا بشرط آنکہ مرد شراب پیئے یا عورت کو ایسا مارے جس کا اثر اسکے بدن پر ظاہر ہو اور اس کے تحریر کی وہی صورت ہے کہ جو ابھی ہم نے بیان کر دی ہے سوم آنکہ ہر عورت کا طلاق جس کو مرد اس عورت موجودہ کے بعد اپنے نکاح میں لاوے عورت موجودہ کے اختیار میں دیدے - گواہ ہوئے کہ زید نے ہر اس عورت کے امر طلاق کا اختیار جس کو کسی طریق سے وہ اپنے نکاح میں لاوے خواہ وکیل نکاح کر دے یا فضولی جس کے نکاح کی زید اپنے قول یا فعل سے اجازت دے یا خود نکاح کرے اپنی عورت مساۃ ہندہ کو جو فی الحال موجود ہے تین طلاق تک دیدیا اس شرط پر کہ ہندہ اس عورت کو جو اس کے نکاح میں داخل ہوئی ہے جب چاہے طلاق دیدے اور اس کا اختیار اسکے سپرد کیا یا یوں لکھے کہ ہندہ اس کو تین طلاق میں سے جتنی چاہے دیدے اور ہندہ نے اس مجلس تفویض میں اس کی طرف سے اس کو بقبول صحیح قبول کیا - اور جو تفویض بشرط ہو تو جب شرط پائی جاوے اور عورت اپنے

تینون طلاق دینا چاہے تو اسکو اختیار ہوگا اور اگر اسنے طلاق لے لی تو اولی یہ ہو کہ مضبوطی کیواسطے تفویض نامہ کی پشت پر لکھاوے گواہ ہوے کہ فلان یعنی شوہر نے اس شرط کو جسپر طلاق معلق تھی جیسا کہ تفویض نامہ مین مذکور ہے پورا کیا اور اسکی زوجہ کو اس تفویض کی وجہ سے اپنے تینون طلاق دینے کا اختیار حاصل ہوا اور ان گواہون کے سامنے جن کی گواہی درج کاغذ ہے اپنے تینون طلاق دی واقعہ تاریخ فلان واللہ اعلم محیط مین ہے

فصل چہارم - در عتاق - اگر کسی شخص نے اپنے غلام کو آزاد کیا اور چاہا کہ اسکو اس مضمون کی تحریر دیدے تو لکھے کہ فلان ابن فلان قریشی نے اپنے جواز اقرار کی حالت مین بطوع خود اقرار کیا کہ اسنے اپنے مملوک مسمی فلان کو آزاد کر دیا یا اسطرح تحریر کرے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہو کہ جن گواہون کا نام اس تحریر کے آخر مین مذکور ہو گواہ ہوے کہ فلان ابن فلان نے اسکے سامنے اقرار کیا اور اپنے اقرار پر جو اپنی صحت جسم اور ثبات عقل اور جواز اقرار کی حالت مین جبکہ اسکو کوئی مرض وغیرہ جو صحت اقرار کا مانع ہو نہ تھا اقرار کیا ہو انکو گواہ کیا کہ اسنے اپنے غلام اور مملوک و رفیق مسمی فلان ہندوستانی کو جو نوجوان آدمی ہو آزاد کیا اور غلام مذکور کا سن اور حلیہ بیان کردے اور لکھے کہ اپنے خالص مال و ملک سے بعتاق صحیح نافذ لازم پورا پورا آزاد کیا جسمین نہ رجعت ہو اور نہ مثنویت اور نہ تعلیق بشرط کذا فی الذخیرہ - اور نہ تعلیق بخطر اور نہ اضافت بزمانہ مستقبل ہو مفت آزاد کیا کذا فی الظہیریہ اور نہ اشتراط عوض ہو اسطرح پر اس غلام کو اللہ کے واسطے بغرض ثواب الٰہی اور بتحصیل رضاے الٰہی اور بخوف عذاب سخت الٰہی اور برغبت وعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ فرمایا جو شخص کہ گردن آزاد کرے اللہ تعالیٰ اسکے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کا ہر عضو آتش دوزخ سے چھڑا تا ہو آزاد کیا پس یہ کاو ہندوستانی اپنے اس مولی کے آزاد کرنے سے آزاد ہو گیا ہو کہ نہ فروخت کیا جاسکتا ہو اور نہ ہبہ کیا جاسکتا ہو اور نہ میراث ہو سکتا ہو اور نہ کسی وجہ سے مملوک ہو سکتا ہو اور نہ اسکی کسی پر اور نہ کسی کی اسپر کوئی راہ ہو سواے ولا کے کہ اسکی ولاء اسکے آزاد کرنے والے اس مولے کی ہو جبتک یہ زندہ ہو اور اسکے بعد اسکے عصبات مذکر کی ہوگی اب بعد عتاق کے اسکا یہ نام رکھا اور اس آزاد شدہ نے اپنے اس آزاد کرنے والے کی ان باتون بالمشافہ تصدیق کی کہ اعتاق کے وقت وہ اسکا مملوک تھا [مثلاً عبداللہ ۱۲] واقعہ تاریخ فلان - اور بعضے اہل شروط بعد اس قول کے کہ (بخوف سخت عذاب الٰہی کے) یون لکھتے ہین اور تا کہ اللہ تعالیٰ اسکے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کا ہر عضو آگ سے چھڑا دے بعتاق صحیح و جائز آزاد کیا اور اپنے ملک و رق سے خارج کر دیا اور محرر کر دیا پس وہ اپنے اختیارات مین آزاد ہو گیا کسی پر اُسکا کچھ حق نہین ہے اور نہ اسپر کسی پر کچھ حق ہو سواے حق ولا کے اور جو شخص اللہ تعالیٰ و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہو اسکو روا نہین ہو کہ اس سے کار غلامی و استرقاق طلب کرے اور اسکو دوبارہ رفیق و غلام بنادے اور آزاد شدہ نے وقت اعتاق کے اسکا مملوک ہونیکا اقرار کیا واقعہ تاریخ فلان اور امام ابو حنیفہ وان کے اصحاب یون لکھتے تھے کہ یہ تحریر از جانب فلان یعنی از جانب مولی واسطے اسکے مملوک فلان ہندی کے ہو کہ تو میرا مملوک تھا یہانتک کہ مین تجکو آزاد کرون پس مین نے تجھے اللہ تعالیٰ کیواسطے اسکے ثواب کی خواہش سے آزاد کرتا ہون اور مین اسوقت بدن سے تندرست اور عقل سے صحیح ہون اور مجھ مین کوئی مرض وغیرہ علت نہین ہو میرے

تصرفات جائز ہین تجھے بعتق جائز نافذ البتہ آزاد کرتا ہون تیرے ذمہ کوئی شرط نہین کرتا ہون اور نہ تجھسے کچھ مال عوض مین طلب کرتا ہون پس تو اس آزاد کرنے کی وجہ سے آزاد ہو گیا جو آزادون کو اختیار ہے وہ تجھے حاصل ہوا اور جو انپر واجب ہی وہ تجھپر واجب ہوا میرے واسطے یا کسی کے واسطے تجھپر کوئی راہ نہین ہی اور میرے واسطے تیری اور تیرے آزاد کردہ کی ولاء ہی واقعہ ماہ فلان سنہ فلان (اور اللہ تعالی کے واسطے پر اسوجہ سے لکھا کہ بعض لوگ کہتے ہین کہ اگر اللہ کیواسطے آزاد نہ کیا بلکہ دکھلانے کو آزاد کیا تو آزاد نہ ہو گا - اور مین اسوقت بدن سے تندرست اور عقل سے صحیح ہون اور مجھ مین کوئی مرض وغیرہ علت نہین ہی یہ اسواسطے لکھا کہ مریض کا آزاد کرنا اسکے تہائی مال سے معتبر ہوتا ہی اور صحیح کا آزاد کرنا پورے مال سے معتبر ہی اور قولہ وغیرہ سے یہ مراد ہی کہ جنون اور حماقت اور بسبب خانہ بربادی کے مجبور نہین اسواسطے کہ حماقت اور جنون بالاجماع صحت عتاق سے مانع ہین اور بسبب فساد کے مجبور ہونا بعض علماء کے نزدیک مانع ہی - اور قولہ عتق نافذ البتہ - اسواسطے لکھا تاکہ مولی اسپر ایسے امر کا دعوے نہ کرے جو عتق کے متوقف ہونے کا موجب ہی - یا تعلیق بشرط کا دعوی نہ کرے - قولہ تیرے ذمہ کوئی شرط نہین کرتا ہون اور تجھسے کچھ مال عوض نہین طلب کرتا ہون اسواسطے لکھا کہ سب دعوے اور جھگڑے منقطع ہو جاوین قولہ پس تو اس آزاد کرنیکی وجہ سے آزاد ہو گیا جو آزادون کو اختیار ہی وہ تجھے حاصل ہوا اور جو انپر واجب ہی وہ تجھپر واجب ہوا یہ بطریق تاکید کے لکھا ہی قولہ میرے واسطے تیری اور تیرے آزاد کردہ کی ولاء ہی یہ باتباع سلف تحریر کیا ہی اور تاکہ حکم ایک ثابت ہو اور یہ جو لکھا کہ تیرے آزاد کردہ کی ولاء ہی یہ ہمارے اصحاب کا مذہب ہی اور امام طحاوی رحمہ اللہ یہ نہین لکھتے تھے اور اگر عتق بعوض مال ہو تو بعد لکھنے عتاق جائز و نافذ کے لکھے کہ اسقدر دینار پر آزاد کیا اور اس غلام نے یہ عتق بعوض اس مال کے قبول کیا پھر اسکے بعد اگر مولی نے اس مال پر قبضہ کیا ہو تو لکھے کہ آزاد کرنے والے نے یہ مال بطور کہ آزاد شدہ نے اسکو ادا کیا ہی وصول پایا اور آزاد شدہ اس سبب سے بوجہ آزاد کنندہ کے قبضہ کرنے اور بھر پانے کے بری ہو گیا اور اگر اسنے مال پر قبضہ نہ کیا ہو تو لکھے کہ یہ سب مال اس آزاد شدہ پر اس مولی کا قرضہ ہی کہ بدون اس سب مال کے مولی کو ادا کرنیکے اس آزاد شدہ کی بریت نہین ہی اور اس مولی کے واسطے سواے ولاء اور مطالبہ مال مذکور کے اس آزاد شدہ پر کوئی راہ نہین ہی واقعہ تاریخ فلان کذا فی الذخیرہ - اگر اپنی باندی اور اپنے غلام کو جن دونون مین نکاح ہی اور ان دونون کی اولاد کو اکٹھا آزاد کیا تو لکھے کہ زید نے اپنے غلام فلان کو اسکا نام اور حلیہ بیان کردے اور اپنی باندی فلانہ کو اور اسکا نام اور حلیہ بیان کردے آزاد کیا اور یہ دونون جورو اور شوہر ہین اور ان دونونکے ساتھ انکی اولاد فلان اور فلان و فلانہ کو آزاد کیا اور وہ آزاد کرنیکے وقت ان سب کا مالک تھا پس ان سبکو بغرض حصول رضامندی الٰہی و طمع ثواب آخرت الی آخرہ - جیسا کہ سابق مین بیان کیا گیا ہی سب لکھے - اور اگر ایک غلام دو یا زیادہ آدمیون مین مشترک ہو اور سبھون نے اسکو آزاد کیا تو لکھے کہ یہ تحریر زید ابن عمرو قریشی اور بکر ابن خالد قریشی کیطرف سے ان دونون کے مملوک مسمی کلو کیواسطے بدین مضمون ہی کہ تو ہمارا مملوک تھا اور ہم نے تجکو البتہ آزاد کر دیا پھر دونون مین سے ہر ایک کا حصہ جسقدر اس غلام مین ہے بیان کردے تاکہ جسقدر ہر ایک کے واسطے اسکی ولاء پہونچتی ہی

معلوم ہو جاوے باقی تحریر اسیطرح ہو جیسی ہمنے ایک ہی شخص کے غلام کے حق مین بیان کی ہو۔ اور اگر مالکان غلام کسی
شخص کو اسکے آزاد کرنیکے واسطے وکیل کرین تو لکھے کہ گواہ لوگ جنکا نام اس تحریر کے آخر مین مذکور ہے سب اس
بات کے گواہ ہوے کہ زید و عمرو و بکر کے وکیل خالد نے اُنکے غلام مسمی کلو کو جو ان سب مین برابر مشترک ہو آزاد کیا
اور اس وکیل نے اسکو مفت بلاعوض یا اسقدر مال پر عتاق صحیح اُنکے خالص مال و ملک سے آزاد کر دیا پس اُنکے
اس وکیل کے آزاد کرنے سے یہ غلام آزاد ہو گیا کہ فروخت نہین ہو سکتا ہو اور نہ ہبہ اور نہ میراث اور نہ کسی وجہ سے
مملوک ہو سکتا ہو اور ان موکلون یا کسی آدمی کے واسطے اسپر کوئی راہ نہین ہو سوائے ولاء کے کہ اسکی ولاء ان موکلون
کی زندگی مین اُنکے واسطے اور اُنکے مرنے کے بعد اُنکے عصبات کے واسطے ہوگی اور اگر عتق بعوض مال ہو اور وکیل
نے اس غلام سے اُنکے واسطے مال کو وصول کیا تو اس طرح لکھے کہ غلام نے یہ عتق بعوض اس مال کے منظور کیا پھر لکھے
کہ وکیل نے اُن لوگون کے واسطے یہ مال اس سے وصول کر لیا اور اگر وکیل نے وصول نہ کیا ہو تو جس طرح ہم نے
ایک شخص کے غلام کے حق مین بیان کیا ہو اسی طرح تحریر کرے۔ اور اگر غلام مشترک بین سے دو شخصون مین سے
ایک نے اپنا حصہ آزاد کیا ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک جسنے آزاد نہین کیا ہے اسکو تین طرح کا اختیار ہے
بشرطیکہ آزاد کرنے والا خوشحال ہو اور اگر تنگدست ہو تو دو طرح کا اختیار ہے اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے
نزدیک اگر آزاد کرنیوالا خوشحال ہو تو جسنے آزاد نہین کیا ہے اسکو اختیار ہے کہ اپنے حصہ کی ضمان لے اور اگر
تنگدست ہو تو اسکو غلام مذکور سے سعایت کرانے کا اختیار ہے اور دونون صورتون مین غلام مذکور آزاد کرنیوالے
کیطرف سے آزاد ہو جائیگا اور پوری ولاء اسی کو ملے گی پس اگر اس شخص نے جس نے آزاد نہین کیا ہو اس مضمون
کی تحریر لکھوانی چاہی اور موافق مذہب امام اعظم رہ کے تحریر چاہی تو لکھے کہ گواہ لوگ اس بات کے گواہ ہوے
کہ زید نے فلان مملوک مبیع کہ جسکا یہ نام اور یہ حلیہ ہے اور وہ زید اور عمرو کے درمیان مشترک ہے اپنا پورا
حصہ آزاد کر دیا اور زید مذکور نے اپنا حصہ بدون اجازت اپنے شریک عمرو کے باعتاق صحیح آزاد کیا ہے اور زید وقت
آزاد کرنے کے خوشحال تھا اور عمرو کو امام اعظم کے قول کے موافق تین طرح کا اختیار حاصل ہوا ہے پس عمرو نے اپنے
شریک یعنی آزاد کنندہ سے اپنے حصہ کی قیمت تاوان لینا اختیار کیا اور جن لوگون کو قیمت اندازہ کرنے مین بصارت
ہو اُنکے اندازے سے عمرو کے حصہ کی قیمت دس دینار تھی اور یہ اندازہ کرنے والے لوگ عادل ہین پس عمرو نے فلان
قاضی کے پاس یہ مقدمہ پیش کیا اور زید پر اس مقدار کا دعوی کیا پس قاضی نے اسکے واسطے اس مقدار کا حکم دیدیا کیونکہ
اسکے اجتہاد مین یہی آیا اور زید پر ان دس دینار کا ادا کرنا اس مدعی کو لازم ہوا پس زید آزاد کنندہ پر اسقدر مال اپنے
شریک اس مدعی کے واسطے قرضہ لازم ہو۔ اور اگر آزاد کرنیوالے نے یہ مقدار ادا کر دی ہو تو لکھے کہ آزاد کنندہ نے
اسقدر مال بوجہ قاضی کے لازم کرنے کے اپنے شریک کو ادا کر دیا اور پورا غلام اس آزاد کرنے والے کی طرف سے
آزاد ہو گیا اور اسکی پوری ولاء اس آزاد کنندہ کی ہوئی فقط۔ اور اگر شریک نے غلام سے سعایت کرانا اختیار کیا
تو لکھے کہ شریک مذکور عمرو نے اپنے حصہ کی نصف قیمت کے واسطے جو اسقدر ہے سعایت کرانا اختیار کیا اور

قاضی کے پاس یہ مقدمہ پیش کیا اور قاضی نے غلام پر سعایت لازم کردی پس غلام پر واجب ہو کہ اسکے واسطے سعایت کرے اور جب وہ سعایت پوری کردے گا تو دونوں کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور اسکی ولاء دونوں میں مشترک ہوگی - اور اگر شریک نے اپنا حصہ آزاد کرنا اختیار کیا تو لکھے کہ پھر شریک نے اپنا حصہ آزاد کرنا اختیار کرکے اسکو آزاد کردیا پس وہ دونوں کی طرف سے آزاد ہوگیا اور اسکی ولاء دونوں میں مشترک ہوئی - اور اگر شریک آزاد کنندہ تنگدست ہو حتی کہ دوسرے شریک کو موافق قول امام اعظم کے دو طرح کا اختیار حاصل ہوا پس شریک نے غلام سے سعایت کرانا اختیار کیا تو لکھے کہ یہ آزاد کنندہ تنگدست تھا کہ اسکا حال سب لوگوں کو معلوم تھا حتی کہ دوسرے شریک عمرو کے واسطے موافق قول امام اعظم کے دو طرح کا اختیار حاصل ہوا پس اسنے اپنے حصہ کی نصف قیمت کے واسطے غلام سے سعایت کرانی اختیار کی اور یہ قیمت اسقدر ہے پس قاضی فلاں نے اسکے اختیار کا حکم جاری کردیا اور غلام کے ذمہ سعایت لازم کردی اور بعد سعایت کے غلام مذکور دونوں کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور اسکی ولاء دونوں میں مشترک ہوگی - اور اگر اسنے اپنا حصہ آزاد کرنا اختیار کیا تو اسی طرح لکھے جیسا شریک کے خوشحال ہونے کی صورت میں مذکور ہوا ہے پھر جس صورت میں اسنے غلام سے سعایت کرانا اختیار کیا اور غلام کے ذمہ قسط بندی مقرر کی تو لکھے کہ پس قاضی نے اسکا اختیار نافذ کردیا اور غلام کے ذمہ اسکے حصہ کی قیمت جو اسقدر ہے لازم کی اور اسکی تین قسطیں تین مہینہ میں مقرر کردیں تاکہ ہر مہینہ گذرنے پر اسقدر ادا کرے فقط - پھر اگر غلام مذکور نے اسکے حصہ کی قیمت سے اس سے کم مقدار پر صلح کرلی تو لکھے کہ اسنے اپنے حصہ کی قیمت سے اسقدر مال پر بوعدہ اسقدر مدت کے صلح کرلی - پس اگر قسط بندی مقرر کی اور ایک مہینہ گذر گیا اور اسنے ایک قسط ادا کردی اور چاہا کہ اسکی تحریر کرادے تو لکھے کہ ایک مہینہ گذرا اور اسنے ایک قسط ادا کی اور وہ اسقدر مال ہے اور باقی اسقدر مال موافق قسطوں کے اسپر رہا جب مہینا آویگی تو اس سے مطالبہ کریگا - پھر سب قسطوں کے ادا ہونے کے بعد لکھے کہ فلاں شخص نے اپنا غلام جو اسکے اور فلاں کے درمیان میں مشترک تھا جسکا یہ نام ہے آزاد کردیا ہے - اور اگر آزاد کنندہ تنگدست ہو پس شریک نے اس غلام میں سے اپنے حصہ کی نصف قیمت کے واسطے سعایت کرانی اختیار کی اور اسپر اس قیمت کی تین مہینہ میں تین قسطیں مقرر کردیں ہر مہینہ میں اسقدر پھر ایک مہینہ گذرا پس اسنے اسقدر وصول کیا حتی کہ بعد تیسرے مہینہ کے سب اسقدر وصول کیا اور یہ آخری قسط تھی پس اس غلام پر اور اسکی جانب اور اسکے پاس اور اسکے ساتھ قلیل و کثیر کچھ باقی نہ رہا اور پورا غلام دونوں کی طرف سے آزاد ہوگیا پس وہ دونوں کا مولی ہے اور اسکی ولاء دونوں کے درمیان میں نصفا نصف ہے فقط اور اگر موافق مذہب امام ابو یوسف اور امام محمد کے تحریر چاہے تو لکھے کہ زید نے مسمی کلو مملوک میں سے جو اسکے اور اسکے شریک عمرو کے درمیان مشترک تھا اپنا پورا حصہ آزاد کردیا حتی کہ پورا غلام زید کی طرف سے آزاد ہوگیا بنا بر قول ایسے امام کے جسکی یہ رائے ہے اور وہ امام ابو یوسف اور امام محمد ہیں اور آزاد کرنیوالا خوشحال تھا جو لوگوں میں خوشحال مشہور تھا عمرو نے اس سے اپنے حصہ کی قیمت کا مطالبہ کیا اور فلاں قاضی کے سامنے مقدمہ پیش کیا اسنے اسکو نافذ کرکے آزاد کنندہ کے ذمہ عمرو کے حصہ کی قیمت لازم کی اور زید کی طرف سے پورا

غلام آزاد ہونے کا حکم دیا فقط۔ اور اگر آزاد کنندہ تنگدست ہو تو لکھے کہ آزاد کنندہ تنگدست لوگون مین معروف تھا حتے کہ عمرو کو غلام سے اپنے حصہ کی قیمت کی سعایت کا حق حاصل ہوا پس اسنے غلام کو ماخوذ کر کے فلان فلان قاضی کے پاس مرافعہ کیا اسنے اسکو نافذ کر کے غلام کو حصہ عمرو کی قیمت کی سعایت کرنیکا حکم دیا پس قیمت غلام پر عمرو کا قرضہ ہی اور یہ پورا غلام زید کی طرف سے آزاد قرار دیا اور اسکی ولا کامل زید کیواسطے قرار دی فقط یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر ایک غلام دو آدمیون مین مشترک ہوا اور دونون نے اسکو آزاد کرنا چاہا اور ہر دونون کو خوف ہوا کہ اگر مین پہلے آزاد کرتا ہون تو شاید دوسرا شریک مجھ سے اپنے حصہ کا تاوان لے تو احتیاط یہ ہے کہ دونون اسکے آزاد کرنے کیواسطے ایک شخص کو وکیل کرین اور سب سے زیادہ احتیاط یہ ہو کہ ہر ایک شریک اپنے حصہ کی آزادی کو دوسرے شریک کے آزاد کرنے پر معلق کرے حتی کہ اگر وکیل دونون مین ایک حصہ آزاد کرے تو نافذ نہوگا اور جب وکیل نے اسکو آزاد کردیا تو لکھے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہو کہ زید نے اقرار کیا کہ مین عمرو اور بکر کیطرف سے ان دونون کے غلام مسمی کلو کے آزاد کرنیکے واسطے وکیل ہون اور اسنے دونون کے غلام مسمی کلو کو جو دونون مین برابر مشترک ہے یا اسقدر مال پر باعتاق صحیح دونون کے خالص مال سے آزاد کیا پس یہ غلام دونون کے وکیل زید کے آزاد کرنے سے آزاد ہو گیا پھر آخر تک یہی عبارت لکھے جو ہم نے ابتدا آزاد کرنیکے بیان مین لکھی اسیطرح اگر دونون اسکو غلام مدبر کرنیکا وکیل کرین تو بھی یہی تحریر ہو یہ ظہیریہ مین ہو۔ اور اگر اپنے غلام کو ایک سال تک اپنی خدمت کرنے کی شرط پر آزاد کیا ہو تو لکھے کہ گواہ لوگ اس بات کے شاہد ہوئے کہ زید نے اپنے غلام مسمی کلو کو جسکا یہ حلیہ ہی باعتاق صحیح جائز نافذ اس شرط پر آزاد کیا کہ ایک سال کامل بارہ مہینہ جسکا اول فلان روز ہی اور آخر فلان روز ہی برابر اس کی خدمت کرتا رہے کہ جو خدمت اسکی مولی کی رائے مین آوے اور جس قسم کی خدمت پیش آوے جہان چاہے جسوقت چاہے اور جس طرح چاہے جو شرع مین حلال ہی رات دن مین بقدر طاقت وقت معتاد مین خدمت کرے پس مسمی کلو نے اس آزادی کو بعوض اس خدمت کے قبول کیا اور اسکی خدمت کرنیکا بروجہ مذکور ضامن ہوا پس کلو خالصۃً لوجہ اللہ آزاد ہو گیا زید کو اسکی طرف سوائے ولاء اور طلب خدمت مشروطہ مذکورہ کے اور کوئی راہ نہیں ہی فقط اور بدل عتق کا وثاقت نامہ یون لکھے کہ گواہ لوگ جنکا نام اس تحریر کی آخر مین مذکور ہی اس بات کے شاہد ہوئے کہ کلو ہندوستانی نے بطوع خود یہ اقرار کیا کہ وہ بالکل صحیح واجب اللازم زید کا مملوک تھا اور مدت تک اسکی خدمت کی پھر اسکو اپنی آزادی کی خواہش ہوئی پس اس نے زید سے درخواست کی کہ مجھے اسقدر عوض پر آزاد کردے اسنے اسکی درخواست کو منظور کر کے اسکو اسقدر مال کے عوض مین صحیح آزاد کردیا جسمین نہ رجعت ہی اور نہ مثنویت اور نہ تعلق بخطر اور نہ اضافت بزمانہ مستقبل پس اس غلام نے اسکی طرف سے اسکے مخاطب کرنیکے ساتھ جدا ہونے اور اسکے سوائے دوسرے کام مین مشغول ہونیسے پہلے قبول کیا پس اس سبب سے آزاد ہو گیا اور اپنے نفس کا مالک ہو گیا اور یہ بدل اسکے اوپر قرضہ رہا کہ جسکے واسطے کچھ میعاد نہین ہی جب چاہے اس سے لے لے کلو مذکور کو اس سے کوئی انکار نہوگا۔ اس سب مال کے ادا کرنے کے بغیر کسی طرح اسکی برأت بھی نہوگی اور مقرلہ نے اسکی تصدیق کی ہو فقط یہ محیط مین ہی۔ وصی ہونے کے اختیار سے غلام کو آزاد کرنے کی تحریر یون ہے

گواہ لوگ اس بات کے شاہد ہوے کہ زید پسر میت نے بطوع خود اقرار کیا کہ اسکے باپ فلان شخص نے اپنی حیات مین اسکو یون وصیت کی تھی کہ اسکے غلام اور مملوک مسمی فلان کو اس غلام کا نام اور حلیہ بیان کردے اسکی وفات کے بعد خالصۃً لوجہ اللہ تعالیٰ آزاد کردے اسمین کوئی شرط نہ لگاوے اور نہ غلام مذکور پر کچھ مال کا عوض قرار دے اور اس زید نے اپنے باپ فلان کی طرف سے یہ وصیت قبول کی تھی اور اسکے باپ فلان کے مرتے وقت تک اس پوری وصیت یا اس سے کسی قدر سے رجوع نہین کیا اور اس زید نے اپنے باپ کی موت کے بعد یہ وصیت نافذ کی اور فلان مذکور کو آزاد کردیا اور یہ وہی غلام ہے جسکے آزاد کرنے کی اسکو اسکے باپ نے وصیت کی تھی پس غلام مذکور اسوجہ سے خالصۃً لوجہ اللہ تعالیٰ آزاد ہوگیا اسکو وہی استحقاق حاصل ہے جو آزادون کو ہوتا ہے اور اسپر وہی بات لازم ہے جو آزادون پر ہوتی ہے اس زید کو اسپر غلام بنانے یا خدمت لینے یا سعایت کرانے کا کوئی استحقاق نہین ہے پس اسکے ہاتھ مین اپنے باپ کے ترکہ سے دو چند قیمت اس غلام کی جسکو آزاد کیا ہے حاصل ہوگئی اب زید کو اس غلام پر کوئی راہ نہین ہے سوائے سبیل ولاء کے جو شرع مین آزاد کرنے والے کو اپنی زندگی اور اسکے پسماندگان کو اسکی وفات کے بعد حاصل ہوتی ہے پھر تحریر کو ختم کردے۔ اور اگر اپنی باندی کو آزاد کرکے بعد آزادی کے اس سے نکاح کیا تو لکھے کہ زید نے اپنے جواز اقرار کی حالت مین بطوع خود اقرار کیا کہ اسنے اپنی باندی مسماۃ فلانہ ترکیہ یا ہندیہ کو باعتاق صحیح آزاد کیا آخر تک وہی عبارت لکھے جو عتاق نامہ مین لکھی جاتی ہے پھر تحریر عتق کے بعد لکھے کہ پھر اس زید نے بعد اس عتق مذکور کے اپنی اس آزاد کی ہوئی باندی کے ساتھ گواہان عادل کے حضور مین اسقدر دینار مہر پر تزویج صحیح نکاح کرلیا اور اس باندی مذکورہ نے بھی جو آزاد ہوگئی ہے اسی مجلس مین اسی مہر مذکور پر تزویج صحیح اپنے آپ کو اسکے نکاح مین دیا پھر تحریر کو ختم کردے۔ واللہ تعالیٰ اعلم یہ ذخیرہ مین لکھا ہے

فصل پنجم۔ تدبیر کے۔ بیان مین۔ امام محمد نے کتاب الاصل مین فرمایا کہ اسطرح لکھے کہ یہ تحریر زید ابن عمرو کی جانب سے واسطے اپنے مملوک مسمی کلو ہندوستانی کے بدین مضمون ہے کہ مین نے تجکو اپنی موت کے بعد خالصۃً لوجہ اللہ تعالیٰ اور بطلب ثواب الٰہی آزاد کردیا اور مین اسوقت صحیح ہون (اور اس سے مراد صحت بدن ہے) آیا نہین دیکھتا ہے تو کہ امام محمد نے اسکے بعد فرمایا کہ مرض وغیرہ کی کوئی علت مجھ مین نہین ہے۔ اس تحریر کی کوئی حاجت نہین ہے اسواسطے کہ صحیح اور مریض دونون کا مدبر کرنا اس بات مین یکسان ہے کہ دونون مین سے ہر ایک کی تدبیر کا اعتبار تہائی مال سے ہوتا ہے اور امام طحاوی اس طرح لکھتے تھے کہ مین نے تجکو اپنی زندگی مین مدبر اور اپنی موت کے بعد آزاد کردیا اور فرمایا کہ مین نے دونون لفظون کو اسواسطے جمع کیا کہ بعضے علما کا مذہب یہ ہے کہ جبتک دونون لفظون کو جمع نہ کرے تب تک وہ مدبر نہین ہوتا ہے پس مین نے اس مذہب سے احتراز کرنیکے واسطے دونون لفظون کو جمع کردیا پھر لکھے کہ میرے واسطے تیری ولاء اور تیرے بعد تیرے آزاد کیے ہوؤن کی ولاء ہوگی اور امام طحاوی لکھتے تھے اور میرے واسطے جو کچھ تجھ سے بسبب تدبیر مذکورہ تحریر مذکورہ ہذا کے آزاد ہوجاوے اسکی ولاء ہوگی سواسطے کہ بعض علماء کا یہ مذہب ہے کہ اگر مولیٰ مرجاے اور اسپر اسقدر قرضہ ہو کہ اسکے تمام ترکہ کو محیط ہو تو اسکا مدبر آزاد نہوگا بلکہ رقیق ہوگا کہ اس قرضہ کے عوض

اسکے مولی پر ہی فروخت کیا جاویگا۔ اور ایسی حالت مین اسکے موسے کیواسطے اسکی ولا نہوگی پس اگر ہم علی الاطلاق اسطرح لکھین کہ میرے واسطے تیری ولاء ہوگی تو اس مذہب کے موافق یہ غلط ہوگا حالانکہ جہان تک ممکن ہو تحریر کو غلطی سے محفوظ رکھنا واجب ہی اور بعض اہل شروط اس طرح لکھتے ہین کہ یہ تحریر یدین مضمون ہی کہ زید نے اپنے غلام و رقیق و مملوک ہندی یلدرمی مسمی فلان کو اور اسکا حلیہ بیان کردے مدبر کردیا پھر لکھے اور اپنی موت کے بعد اسکو آزاد کردیا اور تدبیر مطلق غیر مقید صحیح و نافذ مدبر کیا ہی کہ نہ فروخت کیا جاوے اور نہ ہبہ کیا جاوے اور نہ میراث ہوسکے اور نہ مہر ہوسکے اور نہ ایک ملک سے دوسری ملک مین منتقل ہوسکے اور اس تدبیر مین نہ رجعت ہی نہ مثنویت پس یہ غلام اپنے مولی کا مدبر ہی جبتک اسکا یہ مولی زندہ ہی کہ اس سے وہ انتفاع حاصل کر سکتا ہی جیسا غلامون سے نفع لیا جاتا ہی سوائے بیع اور اسکے مانند امور کے اور یہ غلام مذکور اسکی وفات کے بعد آزاد ہی کہ اسکے وارثون مین سے کسی کو اسپر کوئی راہ نہوگی سوائے اسقدر حصہ کی سعایت کے کہ جو تہائی سے برآمد نہو اور سوائے سبیل ولاء اسکے مولا اسکے مولی کی وفات کے بعد اسکے عصبات کے واسطے ہی اور اس مدبر نے وقت تدبیر کے اسکے مملوک ہونے کی تصدیق کی اور یہ امر اس مدبر کی صحت اور ثبات عقل اور جواز اقرار کی حالت مین مدبر سے صادر ہوا ہی کہ جسکے ساتھ حکم حاکم لاحق کرے پس لکھے کہ پھر اس مولا نے فلان شخص کے ہاتھ اس مدبر کے فروخت کرنے کا قصد کیا پس اس مدبر نے قاضی عادل نافذ القضاء کے سامنے اسکی نالش کی پس قاضی نے اس مدبر کے واسطے اسکے مولی پر یہ حکم دیدیا کہ بحکم اس تدبیر کے مولائے مذکور کو اسکی بیع کا اختیار نہین ہی بعد ازانکہ یہ حکم قاضی کی رائے اور اجتہاد[1] مین واقع ہوا کہ اُسنے اپنے ایسے عالم کا قول اختیار کیا جسکا یہ مذہب ہے اور اس حدیث پر عمل کیا جو اس باب مین وارد ہی اور قاضی نے اپنے حکم پر اپنی مجلس کے حاضرین کو گواہ کردیا واقعہ تاریخ فلان اور اگر ایک غلام دو شریکون مین مشترک ہو پھر دونون مین سے ایک نے اپنا حصہ مدبر کردیا تو لکھے کہ یہ تحریر یدین مضمون ہی کہ زید نے اپنا سب حصہ جو مثلاً نصف ہی پورے غلام ہندی مسمی کلو مین سے جو زید اور عمرو کے درمیان نصفا نصف مشترک ہی مدبر کیا اور اسمین سے اپنا حصہ جو نصف ہی اپنی حیات مین مدبر مطلق کردیا اور بعد اپنی وفات کے اپنا حصہ آزاد کردیا پھر اس تحریر کو جس طرح ہمنے بیان کیا ہی تمام کردے اور امام اعظم کے نزدیک اگر زید خوشحال ہو تو عمرو کو تین طرح کا اختیار ہوگا یعنے چاہے زید سے اپنے حصہ کا تاوان لے یا غلام سے اپنے حصہ کیواسطے سعایت کرادے یا اپنا حصہ بھی مدبر کردے اور اگر زید تنگدست تو دو طرح کا اختیار ہوگا اور صاحبین کے نزدیک اگر زید خوشحال ہو تو اس سے تاوان لے سکتا ہی اور اگر تنگدست ہو تو غلام سے سعایت کرا سکتا ہی پھر اگر اسنے موافق قول امام اعظم اور صاحبین کے لکھنا چاہا تو درصورتیکہ عمرو نے بھی مدبر کرنا بھی اختیار کیا تو اسی طرح لکھے جیسا ہم بیان کرچکے ہین اور اگر اسنے تاوان لینا اختیار کیا تو لکھے کہ عمرو نے مدبر مذکور سے روز تدبیر کے اپنے حصہ کی قیمت طلب کی اور وہ اندازہ کرنے والون کی اندازہ سے اسقدر دینار ہین اور اس کو قاضی عادل و جائز الحکم کے پاس لیگیا پس قاضی نے مدبر کے ذمہ یہ قیمت لازم کردی پھر عمرو نے مدبر سے یہ قیمت پوری وصول کرلی اور

[1] قولہ اجتہاد الخ یعنی قاضی مذکور مجتہد تھا یا اسنے تقلیدی اقوال میں اجتہاد یعنی کوشش کی اور یہ ایک مسئلہ مین اجتہاد ہی فافہم ۱۲ منہ

عمرو کے قبضہ کرنے اور پھر پانے سے مدبر اس قیمت سے بری ہو گیا پس یہ پورا کلواس زید کی طرف سے مدبر ہو گیا نہ عمرو کیطرف سے اور نہ باقی تمام جہان کے آدمیون کی طرف سے اور اسکے بعد اس عمرو کو اس زید پر کوئی دعوی نہین ہی اور نہ غلام پر کوئی دعوی ہی اور جب اس زید کو حادثہ موت پیش آوے تو یہ پورا مدبر خالصۃ لوجہ اللہ آزاد ہی اور زید کو اور اسکے وارثون مین سے کسی کو اس مدبر پر کوئی راہ نہین ہی سوا سے سبیل ولا کے اور سوا سے سبیل سعایت کے بقدر اس قیمت کے جو تہائی سے برآمد نہو۔ اگر غلام دو شخصون مین مشترک ہوا ور دونون نے اسکے مدبر کرنیکے واسطے ایک شخص کو وکیل کیا تو اسیطرح لکھے جیسا ہم نے آزاد کرنیکے واسطے دونون کے ایک شخص کو وکیل کرنیکی صورت مین بیان کیا ہی لیکن فرق یہ ہی کہ صورت اعتاق مین اگر وکیل نے کہا کہ مین نے اسکو دونون کی طرف سے آزاد کیا یا کہا کہ یہ دونون کی طرفسے آزاد ہے یا کہا کہ دونون مین سے ہر ایک کا حصہ اپنے مالک کی طرف سے آزاد ہی تو یہ کافی ہی اور غلام مین سے دونون مین سے ہر ایک کا حصہ فی الحال آزاد ہو جائیگا اور تدبیر کی صورت مین یہ ضرور ہی کہ یون بیان کرے کہ مین نے اس مملوک مین سے دونون مین ہر ایک کا حصہ مدبر کیا اور ہر ایک کا حصہ اسکی موت کے بعد آزاد کیا حتی کہ ہر ایک کی موت کے بعد آزاد ہو جائیگا اور اگر وکیل نے کہا کہ مین نے دونون کی طرف سے اسکو مدبر کیا یا کہا کہ دونون کی موت کے بعد یہ دونونکی طرف سے آزاد ہی تو جبھی آزاد ہو گا کہ جب دونون مرجاوین اور جو شخص پہلے مرے اسکی موت سے اسکا حصہ آزاد نہ ہو گا یہ ذخیرہ مین لکھا ہے

فصل ششم تحریر استیلاد کے بیان مین۔ اگر ام ولد کیواسطے تحریر لکھنی چاہے تو یون لکھے کہ یہ تحریر جسپر گواہ لوگ جنکا نام اس تحریر کے آخر مین لکھی شاہد ہوے ہین مضمون ہی کہ زید نے اقرار کیا کہ اسکی باندی ترکیہ یا رومیہ یا ہندیہ جسکا نام اور حلیہ اور سن بیان کردیوے اسکی ام ولد ہی کہ اسکی ملک اور فراش سے اسکے پسر مسمی عمرو کو یا اسکی دختر مسماۃ ہندہ کو جنی ہی پس یہ اسکی حیات مین اسکی ام ولد ہی کہ اس سے مثل مملوک کے نفع اٹھا سکتا ہی لیکن اسکو فروخت نہین کرسکتا ہی اور نہ کسی وجہ سے اسکو غیر کی ملک مین دیسکتا ہی اور وہ بعد وفات زید کے آزاد ہی اور اسکی وارثون مین کسی کو اسکی طرف کوئی راہ نہین ہی سوا سے سبیل ولا کے کہ اسکی ولا واسطے زید کے ہی اور اسکی موت کے بعد اسکے وارثون کیواسطے ہو گی اور اسکے ساتھ حکم حاکم اور ام ولد مذکورہ کی تصدیق لاحق کرے اور اس مقام پر سبیل سعایت کے استثنا کی ضرورت نہین ہی اسواسطے کہ اس ام ولد پر سعایت واجب نہو گی اگرچہ اسکے تہائی مال سے برآمد نہو لیکن اگر مولی سے یہ اقرار اسکے مرض الموت مین ہوا ہو اور کوئی بچہ موجود معلوم نہو تو ایسی صورت مین تہائی مال سے آزاد ہو گی پس ایسی صورت مین اسطرح لکھنا ہو گا کہ سوا سے سبیل سعایت کے اگر تہائی مال سے برآمد نہو اور اگر باندی مذکورہ ایسا پیٹ ڈال گئی ہو کہ جسکی خلقت یا بعض خلقت ظاہر ہو گئی ہو تو لکھے زید نے ان گواہون کے سامنے اقرار کیا اور اپنے اقرار پر ان لوگون کو بخوشی گواہ کیا کہ اسکی باندی مسماۃ فلانہ اسکی ام ولد ہے جو اسکے نطفہ سے ایسا پیٹ ڈال گئی ہے جسکی پوری خلق یا بعض خلق ظاہر تھی پس اس کی ام ولد ہوئی پھر آخر تک بدستور مذکور لکھے جیسا ہم نے ذکر کردیا ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے

فصل ہفتم تحریر کتابت کے بیان مین - جاننا چاہیے کہ اہل شروط نے ابتداے تحریر کتابت مین اختلاف کیا ہے پس امام ابوحنیفہؒ اور انکے اصحاب اس طرح لکھتے تھے کہ یہ تحریر اسکی ہے جسپر فلان نے اپنے مملوک مسمی فلان منسوب بفلان کو مکاتب کیا ہے اور امام طحاویؒ و خصافؒ اور بہت سے مشائخ کیا اس طرح لکھتے تھے کہ یہ تحریر فلان ابن فلان منسوب بفلان کی جانب سے اسکے مملوک فلان منسوب بفلان کیواسطے ہے اور شیخ یوسف ابن خالد یون لکھتے تھے کہ یہ تحریر وہ ہے جسپر زید مخزومی نے اپنے مملوک کلو ہندی کو مکاتب کیا ہے - اور ابو زید شروطی لکھتے تھے کہ یہ تحریر جسپر گواہ لوگ جنکا نام اس تحریر کی آخر مین مذکور ہے بدین مضمون گواہ ہوے ہین کہ زید ابن عمرو نے انکے سامنے بخوشی اقرار کیا کہ مین نے اپنے غلام کلو کو مکاتب کیا ہے اور ہم لوگ اسکو اپنی آنکھون سے معرفت صحیح پہچانتے ہین اور اسکا نام و نسب جانتے ہین اور زید مذکور نے اپنی صحت عقل و بدن و جواز اقرار کی حالت مین گواہ کیا الی آخرہ پس علماء نے ابتداے تحریر کتابت مین اس طرح سے اختلاف کیا ہے اور عامہ اہل شروط نے خرید کی تحریرات مین اتفاق کیا ہے کہ اس طرح لکھا جاوے کہ یہ اس چیز کی تحریر ہے جسکو خرید کیا الی آخرہ بخلاف بصرہ کے اہل شروط کے کہ وہ اسطرح نہین لکھتے ہین اور تحریرات خلع مین اسطرح لکھنے پر اتفاق کیا ہے کہ یہ تحریر از جانب فلان ہے الی آخرہ اور اقرارات کی تحریر مین اس طرح لکھنے پر اتفاق کیا ہے کہ یہ تحریر وہ ہے جسپر گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا شاہد ہوے ہین الی آخرہ پھر اسکے بعد امام ابوحنیفہؒ اور انکے اصحاب نے فرمایا کہ عقد کتابت بمعنی خرید و فروخت ہے حتیٰ[1] کہ باپ اور وصی کی طرف سے صغیر کے غلام کا مکاتب کرنا صحیح ہے جیسا کہ دونون کا اسکو فروخت کرنا صحیح ہے اور فسخ کتابت بھی صحیح ہے جیسا کہ فسخ بیع صحیح ہے پھر چونکہ خرید و فروخت مین اسطرح لکھا جاتا ہے کہ یہ اُس چیز کی تحریر ہے الی آخرہ پس ایسا ہی کتابت مین بھی جو بمعنی بیع ہے یون لکھا جاوے کہ یہ اسکی تحریر ہے جسپر مکاتب کیا الی آخرہ اور یوسف بن خالد بھی ایسا کہتے ہین کہ کتابت بمعنی خرید و فروخت ہے لیکن انکے نزدیک تحریر خرید مین بھی یون لکھا جاتا ہے کہ یہ تحریر وہ ہے جسکو خرید کیا الی آخرہ پس کتابت مین بھی یون ہی لکھا جاوے کہ یہ تحریر وہ ہے جسپر مکاتب کیا اور طحاوی و خصاف فرماتے ہین کہ کتابت ایسا عقد ہے جسمین امر متقدم کے اختیار کی حاجت ہے پس لکھا جاوے کہ فلان نے اپنے مملوک فلان کو مکاتب کیا پس مثل خلع کے ہوگا کہ خلع مین بھی امر متقدم کے اختیار کی حاجت ہے پس یون لکھتے ہین کہ فلان نے اپنی جورو فلانہ کا خلع کر دیا پس چونکہ خلع مین لکھتے ہین کہ یہ تحریر از جانب فلان ہے پس اسی طرح کتابت مین بھی لکھنا چاہیے کہ یہ تحریر از جانب فلان ہے بخلاف خرید کے کہ خرید مین امر متقدم کے اختیار کی ضرورت نہین ہے کیونکہ خرید کی تحریر مین ملک بائع اور اسکا قبضہ جسپر مدار صحت خرید ہے ذکر نہین کیا جاتا ہے اور ابو زید شروطی فرماتے تھے کہ کتابت ہر طرح سے بیع کے معنی مین نہین ہے تاکہ بیع سے لاحق کیجاوے اسواسطے کہ بیع مبادلہ مال بمال ہے اور کتابت مبادلہ مال ہے بعوض ایسی چیز کے جو مال نہین ہے اور کتابت مین معاوضہ قرضہ اسکے ذمہ ثابت ہوتا ہے اور بیع مین ایسا نہین ہوتا ہے اور نیز ہر طرح سے

---

[1] یہان اسلوب تحریر کو عربیت سے زیادہ دخل ہے لہٰذا حتی الوسع مطلب پر نظر ہے ۱۲ منہ [2] قولہ حتی کہ یہ بمنزلہ دلیل ہے کہ خرید فروخت کی طرح کتابت کا حکم ہے پس مانند تحریر بیع نامہ کے مکاتب کرنے کی تحریر لکھی جاوے ۱۲

مثل خلع کے بھی نہین ہوتا کہ اُسکے ساتھ لاحق کیا جاوے اسواسطے کہ خلع بعد واقع ہونے کے محتمل فسخ نہین ہو اور کتابت بعد واقع ہونے کے بھی محتمل فسخ ہو پس خلع و خرید دونون کے ساتھ اسکا لاحق کرنا متعذر ہوا پس ہمنے اسکو اقرارات کے ساتھ لاحق کیا اور اقرارات مین یون لکھا جاتا ہو کہ یہ وہ تحریر ہو جسپر گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا شاہد ہوے ہین اور اسمین کوئی اختلاف نہین ہو پس ایسا ہی کتابت مین بھی لکھا جائیگا صورت جو ہمارے اصحاب نے تحریر فرمائی ہو کہ یہ تحریر اسکی ہو جسپر فلان ابن فلان مخزومی نے اپنے مملوک مسمی کلو ہندی کو مکاتب کیا بدینطور کہ اسکو وزن سبعہ کے ہزار درم پر مکاتب کیا کہ ان درمون کو قسطون مین سے پانچ برس مین ہر سال دو سو درم کے حساب سے ادا کرے اور یہ نہین لکھا کہ بدین شرط کہ ان درمون کو فی الحال ادا کرے یا ایک ہی قسط مین ایک سال یا ایک مہینہ کے بعد ادا کرے اور یہ نہ لکھنا اسوجہ سے ہو کہ امام شافعیؒ کے قول سے احتراز ہو جاوے کیونکہ امام شافعیؒ کے نزدیک فی الحال ادا کرنے کی کتابت جائز نہین ہو اسی طرح جس کتابت مین قسط ہو لیکن ایک ہی قسط ہو وہ بھی امام شافعی کے نزدیک جائز ہو پس ہمنے چند قسطین کرکے لکھا تا کہ امام شافعی کے قول سے احتراز ہوا اور یہ لکھا کہ پانچ برس مین ہر سال دو سو درم کرکے ادا کرے یہ اسواسطے لکھا تا کہ مقدار اقساط اور حصہ قسط معلوم ہو جاوے پھر فرمایا کہ لکھے اور پہلی قسط کا وقت فلان سال کے فلان مہینہ کا چاند ہو اور یہ اسواسطے لکھا کہ پہلی قسط کا وقت معلوم ہو جاوے پھر فرمایا کہ لکھے اور فلان مملوک مذکور پر اللہ کا عہد و میثاق ہو کہ وہ ضرور اپنی کوشش کریگا یہانتک کہ پورا مال کتابت جسپر اسکو مکاتب کیا ہو ادا کردے اور یہ تحریر غلام مذکور کی کمائی پر برانگیختہ کرنے کے واسطے ہو تا کہ وہ مال کتابت ادا ہی کرے اور یہ عبارت بیعنامہ مین نہین لکھی جاتی اسواسطے کہ مشتری اداے ثمن پر مجبور کیا جاتا ہو پس اسکو برانگیختہ کرنے کی حاجت نہین ہو اور مکاتب مجبور نہین کیا جاتا پس اسکو برانگیختہ کرنے کی حاجت ہے پھر امام اعظم اور انکے اصحاب کتابت نامہ مین یہ نہین لکھتے تھے کہ بدین شرط کہ مکاتب جبتک مکاتب ہو بدون اجازت مولی کے نکاح نہ کرے اور امام طحاوی اور خصاف اسکو لکھتے تھے اور یہ بھی لکھتے تھے کہ جبتک مکاتب ہو خشکی و تری مین جہان چاہے سفر کرے اور ان دونون نے یہ بات کہ جبتک مکاتب ہو بدون اجازت مولی کے نکاح نہ کرے اسواسطے لکھی کہ شیخ ابن ابی لیلی کے قول سے احتراز ہو کیونکہ وہ فرماتے تھے کہ مکاتب کو بدون اجازت مولی کے نکاح کر لینے کا اختیار ہو الا اس صورت مین نہین کہ جب عقد کتابت مین یہ مشروط ہو جاوے اور سفر کا اختیار اسواسطے تحریر کیا کہ بعض علماء مدینہ کے قول سے جو یہ فرماتے ہین کہ اگر عقد کتابت مین مسافرت کی اجازت مشروط نہو تو مکاتب کو سفر کا اختیار نہین ہو احتراز ہو جاوے پھر فرمایا کہ لکھے پس اگر مکاتب مذکور ان اقساط کے ادا کرنے سے عاجز ہوا یا اسکی میعاد سے تاخیر کردی تو وہ رقیت مین واپس ہوگا اور یہ بات ہمنے اسواسطے لکھی حالانکہ یہ بات بدون شرط کے ثابت ہو تا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے قول سے

سلہ قولہ وزن سبعہ آخر اسکا بیان کتاب الزکوٰۃ و خراج مین گذر چکا ہے ۱۲ منہ سلہ محشی نے لکھا کہ اس عبارت مین خلل ہے اور منقول عنہ محیط موجود نہین کیونکہ قول شافعی سے احتراز نہین ہوتا مترجم کہتا ہو کہ یہ عجیب ہو کیونکہ تحریر ظاہر ہے ۱۲

احتراز ہو کیونکہ وہ فرماتے تھے کہ اگر کتابت مین یہ شرط کر لی کہ جب مکاتب عاجز ہوگا تو رقیق کر دیا جاوے گا تو عاجز
ہونے کے وقت وہ رقیق کر دیا جائیگا خواہ وہ اس بات پر راضی ہو یا نہو اور اگر عقد کتابت مین یہ شرط نکی ہو تو
عاجز ہونیکے وقت بدون رضامندی غلام مذکور کے وہ رقیق نکیا جائیگا پس یہ عبارت اس قول سے احتراز
ہونیکے واسطے لکھدی جاوے اور شیخ شمس اور ابو زید شروطی لکھتے تھے کہ اگر ان اقساط مین سے کسی ایک قسط
یا دو قسطون کے ادا کرنے سے عاجز ہوا تو رقیق ہو جائیگا اور یہ جملہ اسواسطے تحریر کیا کہ امام ابو یوسف کے قول سے
احتراز ہو جاوے کیونکہ امام ابو حنیفہ و امام محمد کا مذہب یہ ہے کہ جب مکاتب پر کوئی قسط ادا کرنے کا وقت آیا اور مولی
اس سے اسکا مطالبہ کیا اور قاضی کے پاس مرافعہ کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر مکاتب کا کچھ مال حاضر موجود ہو تو اسکو
اسکے مولی کو دیدیگا جب کہ مولی کے حق کی جنس[1] سے ہو اور اگر اسکا مال غائب ہو لیکن اسکے مال پہونچنے کی امید ہو
تو قاضی اسکو دو دن یا تین دن بحسب اپنی رائے کے اس بارہ مین اسکو مہلت دیگا پس اگر اسنے ہر قسط کا مال جو
واجب الادا ہو ادا کر دیا تو خیر ورنہ اسکو رقیق کر دیگا اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ جبتک اسپر دو قسطین پے در پے نہ آ جاوین
تب تک اسکو رقیق نہین کریگا پس یون لکھا جاوے پھر اگر غلام ان قسطون مین سے کسی قسط کے ادا کرنے یا دو قسطون
کے ادا کرنیسے عاجز ہو گیا تو رقیت مین واپس کر دیا جائیگا تاکہ یہ دلیل اجماعی ہو جاوے پھر فرمایا کہ لکھے اور جو کچھ
فلان نے اس سے لیا ہو وہ اسکو حلال ہوگا اور یہ اسواسطے لکھے ہین تاکہ کوئی وہم کرنے والا یہ وہم نکرے کہ عقد
ہرگاہ فسخ ہوا اور معقود علیہ یعنی غلام پھر اپنے مولی کی ملک مین عود کر گیا تو مولی پر واجب ہوگا کہ جو کچھ اسنے بدل کتابت
مین سے وصول کیا ہو اسکو واپس کر دے ورنہ بدون تحلیل اس غلام کے اسکے مولی کیواسطے حلال نہوگا اور طحاوی رح
اسکو نہین تحریر فرماتے تھے اسواسطے کہ جو کچھ اسنے لیا ہو وہ اسکے واسطے بدون ذکر کرنیکے حلال ہو اسواسطے کہ
اسکے غلام کی کمائی ہی پھر لکھے کہ اور اگر اسنے جمیع وہ مال جسپر اسکو مکاتب کیا ہو ادا کر دیا تو وہ خالصۃً لوجہ اللہ تعالی
آزاد ہو ایسا ہی امام ابو حنیفہ اور انکے اصحاب تحریر کرتے تھے اور امام طحاوی رح اسکو نہین لکھتے تھے اور فرماتے تھے
کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ مذہب ہی کہ مکاتب جسقدر ادا کرے اسی قدر آزاد ہو جاتا ہی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رض
کا یہ مذہب ہی کہ اگر مکاتب نے تہائی یا چوتھائی بدل کتابت ادا کر دیا تو آزاد ہو جائیگا اور رموسکے قرضخواہون
مین شمار ہوگا کہ باقی بدل کتابت کیواسطے اسکا قرضدار رہا اور حضرت زید بن ثابت رض و عبد اللہ بن عمرو و حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جبتک اسپر کچھ بدل کتابت باقی رہیگا تب تک اسمین سے کچھ آزاد نہوگا اور یہ حکم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا گیا ہی اور یہی عامہ علماء کا مذہب ہے پس اگر ہم یون لکھین کہ اگر
اسنے تمام وہ مال جسپر اسکو مکاتب کیا ہی ادا کر دیا تو خالصۃً لوجہ اللہ تعالی آزاد ہی حتی کہ اسکا عتق پورے بدل
کتابت ادا کرنے سے متعلق ہو تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ و حضرت عبد اللہ بن مسعود کے نزدیک یہ شرط اسکا ایجاب
مقتضا سے متعدد ہو گی پس شاید اسکا مرافعہ ایسے قاضی کے حضور مین ہو جو ان دونون رضی اللہ عنہما کے

[1] قولہ جنس یعنی جس مال پر مکاتب کیا ہی اسی جنس کا یہ مال حاضر ہو ۱۲

مذہب کے موافق اعتقاد رکھتا ہی اور اسکے نزدیک کتابت ایسی چیز ہی جو بشرط فاسدہ فاسد ہو جاتی ہی تو اسکو باطل کردیگا پس
اسکا ذکر کرنا مضر ہوگا اور ذکر نہ کرنا مضر نہیں ہی اگرچہ[1] اسکا ترک کرنا اولی ہی پھر لکھے کہ فلان یعنی آزاد کنندہ کیواسطے
اسکی ولاء اور اسکے عتق کی ولاء ہوگی۔ اور یہ تحریر باتباع سلف ہی اور امام طحاوی صرف اسقدر لکھتے تھے کہ اسکی ولاء
ہی اور یہ نہیں لکھتے تھے کہ اسکے عتق کی ولاء ہی اسواسطے کہ اسکے عتق کی ولاء کبھی اسکے آزاد کرنیوالے کیواسطے نہیں
ہو سکتی ہی چنانچہ اگر اس معتق نے کسی باندی سے نکاح کیا اور اس سے اسکے اولاد ہوئی پھر اولاد مذکور کو باندی کے مولی
نے آزاد کردیا تو اس اولاد کی ولاء باپ کے آزاد کرنے والے کیواسطے نہوگی بلکہ ماں کے آزاد کرنے والے کیواسطے ہوگی
پھر تحریر کو ختم کرے۔ اور بہت متاخرین اہل شروط اسی طور سے لکھتے ہین جیسے شیخ ابو زید شروطی تحریر کرتے ہین چنانچہ
کتاب والے مین یون لکھتے ہین کہ یہ وہ مضمون ہی جسپر گواہ لوگ جنکا نام اس تحریر کے آخر مین مذکور ہی شاہد ہوے ہین اور یہ
اس بات کے شاہد ہوے کہ فلان بن فلان نے اقرار کیا کہ اسنے اپنے مملوک فلان ہندی کو مثلاً اس کا نام حلیہ
بیان کردے اسقدر درمون پر کتابت صحیحہ جائزہ نافذہ حالہ مکاتب کردیا جسمین فساد نہین ہی اور نہ میعاد ہی اسپر
واجب ہی کہ جو کچھ مولی نے اس پر شرط کیا ہی بدون تاخیر کے ادا کردے بدین شرط کہ اگر اسنے اسمین نادہندگی کی کہ تمامی
یہ مال اسکو ادا نہ کردیا یا بعض ادا کیا اور بعض ادا نہ کیا تو اسکے بعد مولی کو اختیار ہوگا کہ اسکو پھر رقیق کردے
اور جو کچھ مولی نے اس سے وصول کیا وہ اسکو حلال ہوگا اور اگر اس نے تمام مال مذکور اس طریق پر مولاے مذکور کو
یا ایسے شخص کو جو اسکی زندگی مین یا اسکی وفات کے بعد اسکے حقوق وصول کرنے کا قائم مقام تھا ادا کردیا تو وہ آزاد
ہی پھر مولی یا اسکے وارثون کو اس غلام کی جانب کوئی راہ نہوگی سواے ولاء کے کہ اسکی ولاء اسکے مولی کیواسطے اسکی
زندگی تک ہوگی اور بعد وفات مولی کے اسکے وارثون کیواسطے ہوگی اور اس مکاتب نے اس سے بالمواجہہ
کتابت قبول کی اور اس مکاتب نے اس بات مین اسکی تصدیق کی کہ یہ مکاتب بروز کتابت اس کا مملوک تھا اور اس
کتابت کی صحت پر مسلمانون کے قاضیون مین سے کسی قاضی نے حکم دیدیا پھر تحریر کو ختم کرے کذا فی الذخیرہ والمحیط اور اگر
بدل کتابت کیلی یا وزنی یا معدودی یا مذروع یا حیوان ہو تو ایسا ہی حکم ہی لیکن حیوان کی صورت مین اسکے اسنان و صفات
بیان کردے اور اگر اوصاف مبہم ہون لیکن اسی جنس سے ہو جو کتابت مین بیان ہوئی تو ہمارے نزدیک جائز ہی اور اسمین
سے بعضے لوگون نے خلاف کیا ہی اور اگر اس کتابت کے ساتھ حکم حاکم لاحق کیا جاوے تو بالاتفاق جائز ہی ظہیریہ
اور درصورت کتابت میعادی کے لکھتے ہین کہ کتابت صحیحہ جائزہ نافذہ منجمہ بہ نجوم تا دہ ماہ بیس درہم کہ ابتدا اسکی غرہ ماہ
فلان و انتہا سلخ ماہ فلان اور ہر قسط اسقدر ہی مکاتب کیا کہ اسمین سے ہر مہینے کے گذرنے پر ایک قسط ادا کرے اور اس
مکاتب پر اللہ تعالی کا عہد و میثاق ہی کہ ہر قسط اپنے وقت پر اپنے اس مولی کو آزاد کرنیکی کوشش کرے اسمین کوتاہی نکرے
اور اس سے روپوش نہو جاوے و بدین شرط کہ اگر یہ مکاتب اس مال کو ان قسطون پر ادا کرنے سے عاجز ہوا یا کسی قسط
کے آجانے پر تین روز تک دینے سے تاخیر کی تو اسکے اس مولی کو اختیار ہوگا کہ اسکو رقیق کردے یا لکھے کہ وہ رقیت

[1] عبارت ظاہر یہ ہی کہ لیس اسکا ترک کرنا اولی ہی اور کتاب مین اشارہ ہی کہ مضر سے مراد خلاف اولی ہی پس لکھنا جائز ہی ۱۲ منہ

مین واپس ہو جائیگا اور اسمین زیادہ وثوق ہے اسواسطے کہ صورت اول مین مولی کا حکم قاضی یا رضامندی غلام کی ضرورت ہوگی اور دوسری تحریر مین اسکی کچھ حاجت نہین ہے بلکہ فقط عاجز ہونے سے وہ رقیت مین واپس ہو جائیگا۔ اور جو کچھ مولی نے اس سے بدل کتابت لیا ہو وہ اسکو حلال ہوگا اور اگر اسنے یہ سب قسطین بدون تاخیر کے ہوئے گویا ایسے شخص کو جو مولی کی زندگی و بعد وفات کے اُسکے حقوق پر قبضہ کرنے مین اسکے قائم مقام ہے ادا کردین تو وہ آزاد ہے اسکے مولی کو اسکی جانب کوئی راہ نہوگی اور نہ اسکے بعد اسکے وارثون کو یا کسی آدمی کو اسکی جانب کوئی راہ ہوگی سوائے ولا کے کہ مولی کی زندگی مین مولے کے اور بعد اسکے اسکے وارثون کے واسطے ہوگی اور تحریر کو ختم کردے۔ اور اگر اپنے غلام و باندی کو دونون زوج و زوجہ ہین مکاتب کیا تو لکھے گواہ ہوئے کہ فلان نے اپنے فلان غلام کو مکاتب کیا اسکا نام و حلیہ بیان کردے اور اپنی باندی فلانہ کو مکاتب کیا اسکا نام و حلیہ بیان کردے اور یہ باندی اس غلام کی جورو ہے ان دونون کو اُسنے بکتابت واحدہ کیا مکاتب کیا اور اسقدر درمون پر مکاتب کیا اور دونون کی قسطین ایک ہی وقت مقرر کین اور وہ چنین و چنان میعاد تک ہین کہ اسکی ابتدا ایسے وقت سے اور انتہا ایسے وقت پر ہے اور ہر قسط اسقدر ہے اور دونون مین سے ہر ایک نے دوسرے کے واسطے دوسرے کے حکم سے تمام اس مال کی جو دونون کے اس مولی کا اسپر ہے بضمانت صحیحہ جائزہ جو شرع مین ملزمہ ہے ضمانت کرلی و فلان و فلانہ پر اللہ تعالی کا عہد و میثاق ہے اور دونون اس مال کتابت کو اپنے مولی فلان کو ادا کرنے کیواسطے کوشش کرین اور یہ واقعہ تاریخ فلان ماہ فلان واقع ہوا۔ اور بعضے اہل شروط مین سے بعد اس قول کے کہ ہر قسط اسمین سے اسقدر ہے یہ لکھتے ہین اور بدین شرط کہ دونون مین کوئی سب یا کچھ بدون تمام مال کتابت ادا کرنیکے آزاد نہوگا اور بدین شرط کہ مولی کو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے ہر ایک سے جس سے چاہے پوری بدل کتابت کا مواخذہ کرے۔ اور یہ لوگ کفالت و ضمانت کا ذکر چھوڑ دیتے ہین تاکہ کوئی طعن کرنے والا طعن نہ کرے کہ کفالت مکاتبہ ہے کفالت بدل کتابت صحیح نہین ہے اور یہ طریقہ اچھا ہے۔ اور علی ہذا اگر اپنے دو غلامون کو مکاتب کیا تو لکھے کہ اسنے اپنے دو غلام فلان و فلان کو بکتابت واحدہ اسقدر مال پر مکاتب کیا بدین طور کہ دونون کی قسطین ایک وقت پر مقرر کردین آخر تک موافق مذکورہ بالا تحریر کرے اور لکھے کہ بدین شرط کہ مولی کو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے ہر ایک کو جسکو چاہے پورے اس مال کیواسطے ماخوذ کرے اور بدین شرط کہ دونون مین سے کوئی سب یا کچھ بدون اس تمام مال کتابت کے ادا کرنیکے آزاد نہوگا اور جب کوئی اسمین سے کچھ بدل کتابت ادا کرنیسے عاجز ہوا تو مولی کو اختیار ہوگا کہ دونون کو رقیق کردے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر اپنے غلام و اپنی باندی کو جو دونون زوج و زوجہ ہین اور انکے ساتھ انکی اولاد صغیر کو مکاتب کیا تو لکھے کہ فلان نے اپنے غلام فلان کو اور اپنی باندی فلانہ کو جو اس غلام کی جورو منکوحہ ہے اور ان دونون کے ساتھ انکی اولاد فلان و فلان و فلانہ کو جو صغیر اپنے والدین کی گود مین پرورش پاتے ہین سب کو بکتابت واحدہ اسقدر درمون پر اتنی قسطون پر کہ ہر قسط اسقدر ہے مکاتب کیا پس اگر فلان یعنی غلام مذکور اس مال کے ادا کرنے سے یا اسمین سے کچھ ادا کرنے سے عاجز ہوا یا کسی قسط کو اپنے

وقت سے دینے مین تاخیر کردی یہانتک کہ پانچ روز یا چندین روز دیر ہوگئی تو اس مولیٰ فلان کو اختیار ہوگا کہ اسکو اور اسکی جورو کو اور ان کی اولاد ان سب کو رقیق کردے اور اس سے پہلے جو کچھ مولیٰ نے بدل کتابت لیا ہو وہ سب اسی کا ہوگا اور اگر اسنے یہ سب مال اپنی قسط مقررہ سے ادا کردیا تو یہ سب آزاد ہو جائینگے پھر انکے مولیٰ اس شخص کو سوائے استحقاق ولاء کے اور کوئی استحقاق نہوگا اور پھر تحریر کو ختم کرے اور اگر اپنے غلام مدبر کو مکاتب کیا تو لکھے کہ اپنے غلام مدبر مسمی فلان کو مکاتب کیا اور اگر اپنی ام ولد کو مکاتب کیا تو لکھے کہ اپنی ام ولد مسماۃ فلانہ کو مکاتب کیا یہ محیط مین ہے اور اگر اپنے اور دوسرے کے درمیان مشترک غلام کو باجازت اپنے شریک کے مکاتب کیا تو لکھے کہ یہ تحریر کتابت ہے کہ زید نے تمام غلام ہندی مسمی فلان اسکا حلیہ بیان کردے جو اسکے اور عمرو کے درمیان مشترک تہائی تھا باجازت اپنے شریک عمرو کے بدین شرط مکاتب کیا کہ اگر اس غلام نے یہ مال کتابت اپنے ان دونون مولاؤن کو ادا کردیا تو یہ آزاد ہے اور شریک عمرو اس زید مکاتب کنندہ کو اجازت دیدے کہ بدل کتابت مین اسکا حصہ بھی وصول کرے اور اسکو مباح کردیا بدین شرط کہ ہرگاہ اسکو اسکے وصول کرنے سے منع کرے تو وہ ان سب مین باجازت جدید اجازت یافتہ ہے اور ان سب باتون مین اسکے شریک نے اور اس غلام نے اسکی بالمشافہ تصدیق کی اور تحریر کو ختم کرے اور اگر باجازت شریک کے تمام مشترک مین سے اپنا حصہ مکاتب کیا تو ہم کہتے ہین کہ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک دو شریکون مین سے ایک شریک کا اپنا حصہ غلام مشترک مین سے باجازت شریک دیگر مکاتب کرنا بمنزلہ پورا غلام مکاتب کرنیکے ہے اسواسطے کہ صاحبینؒ کے نزدیک کتابت متجزی نہین ہوتی ہے پس کتابت مین نصف کا ذکر کرنا کل کا ذکر ہوگا پس لکھے کہ زید نے تمام غلام ہندی مستحق فلان کو باجازت اپنے شریک عمرو کے آخر تک بدستور مذکورۂ بالا تحریر کرے۔ اور اگر بدون اجازت اپنے شریک کے مکاتب کیا تو یہ صورت اور وہ صورتیکہ باجازت شریک کے کل مکاتب کیا ہے دونون یکسان ہین اور اس صورت مین اپنے شریک کے حصہ کا مالک ہو جاتا ہے؎ پس اس صورت مین بھی ایسا ہی ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک کتابت متجزی ہوتی ہے پس کتابت فقط حصہ مکاتب کنندہ پر رہیگی پھر اسکے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر اسنے بدون اجازت شریک کے مکاتب کیا ہے تو شریک کو اسکے فسخ کردینے کا اختیار ہوگا اور اگر شریک کی اجازت سے مکاتب کیا ہے تو شریک کو فسخ کا اختیار نہوگا۔ اور اگر بنا بر قول امام اعظمؒ کے تحریر کرنی چاہے تو لکھے کہ یہ تحریر کتابت ہے جسپر فلان بن فلان نے اپنا پورا حصہ جو نصف اس غلام کا ہے جو اسکے اور فلان کے درمیان مشترک ہے اسقدر درہم کو مکاتب کیا اور اگر مکاتب کنندہ نے غلام مذکور سے کچھ مال کتابت وصول کیا تو شریک دیگر کو اختیار ہوگا کہ اسمین سے بشرطیکہ کتابت بدون اجازت شریک دیگر ہو اور اگر اسکی اجازت سے ہو تو بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ شریک دیگر نے اسکو اپنا حصہ وصول کرنیکی اجازت نہ دی ہو اور اگر شریک دیگر نے اسکو اپنا حصہ وصول کرنیکی اجازت دی ہو تو شریک دیگر کو اسمین سے کچھ لینے کا اختیار نہوگا پس تحریر کرے یہ تحریر کتابت جسپر فلان نے اپنا پورا حصہ آخر تک موافق مذکورۂ بالا تحریر کرے پھر لکھے کہ اس مکاتب کنندہ کو اسکے شریک فلان نے اپنا حصہ بھی مکاتب کرنیکی اجازت دیدی اور اپنے

؎ قال یعنی شریک کے حصہ کا مالک ہو جائیگا لیکن شریک کو اختیار ہوگا کہ اس سے تاوان لے اگر وہ خوشحال ہو فتامل واللہ اعلم ۱۲ منہ

حصہ کی بدل کتابت وصول کرنیکی اجازت دیدی پھر تحریر کو ختم کرے اور اگر پورا غلام ایک ہی شخص کا ہوا ور اُسنے اسمیں سے نصف مکاتب کیا تو ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک کتابت متجزی نہیں ہوتی ہے پس جب نصف مکاتب کر دیا تو کل مکاتب ہو جائیگا پس لکھے کہ یہ تحریر کتابت ہے کہ زید نے اپنا غلام فلان ہندی الی آخرہ اور امام اعظم کے نزدیک کتابت متجزی ہوتی ہے پس لکھے کہ یہ تحریر کتابت ہے کہ فلان نے اپنا غلام فلان کا نصف جو پورے غلام کے دو سہام مین سے ایک سہام ہو اسقدر درہمون پر کتابت صحیحہ مکاتب کیا یہانتک اس عبارت تک لکھے کہ جب اس مکاتب نے یہ مال کتابت ادا کر دیا تو یہ نصف حصہ جو اسمین سے مکاتب کیا گیا ہو آزاد ہوگا۔ اور اس صورت مین یہ نہ لکھے کہ مولی کو اسکی جانب کوئی راہ نہو گی اسواسطے کہ مولی کو باقی نصف کیواسطے دو طرح کا اختیار ہو چاہے باقی نصف کو آزاد کر دے اور چاہے باقی کیواسطے اس سے سعایت کراوے^{اضف قیمت ۱۲} پس اسکا بیان ترک کر دے پھر دیکھا جائیگا کہ آخر مولی کس بات کو اختیار کرتا ہے تو اسکے موافق دوسری تحریر لکھے گا کذا فی المحیط۔ اور ایام کتابت نصف مین باقی نصف کی کمائی اسکے مولی کی ہوگی لیکن مولی اسکی خدمت نہین لے سکتا ہو اور نہ اسمین تملیک یعنی غیر کو مالک کر دینے کا تصرف کر سکتا ہو اور اگر باندی ہو تو اس سے وطی نہین کر سکتا ہو اور نہ اس سے حکم حاکم لاحق کیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہو۔ اور اگر اس صورت مین مکاتب نے بدل کتابت ادا کر دیا تو اسکے واسطے تحریر کرے کہ فلان نے اقرار کیا کہ اسنے اپنے غلام فلان کا نصف اسقدر مال پر اتنی قسطون پر ادا کرنیکی شرط سے مکاتب کیا تھا اور اسنے سب قسطین ادا کر دی ہین اور اسمین سے اسکا نصف مکاتب کردہ شدہ آزاد ہو گیا اور اس نصف کے بدل کتابت سے یہ غلام ادا کرنیکی بریت سے بری ہو گیا اور تحریر کو ختم کر دے اور جب باقی نصف کسی بات پر مقرر ہوا تو اسی کے موافق اسکے لیے تحریر لکھے اور اگر باپ نے اپنے صغیر کا غلام مکاتب کیا تو اس معاملہ مین تحریر کرے کہ یہ تحریر کتابت ہو کہ فلان نے اپنے صغیر فرزند مسمی فلان کا غلام مسمی فلان پس غلام کا نام و حلیہ بیان کر دے اسکی جانب سے اسقدر دینار پر جو اسکی قیمت امروزہ کے برابر ہین اسمین کچھ بیشی ہو مکاتب کر دیا اور اس عقد مین اس صغیر کیواسطے بہبودی ہو اور اس صغیر کے مال کا اچھے طور پر برقرار رکھنا ہو اور یہ لڑکا صغیر ہو اپنے کام کو خود انجام نہین دے سکتا ہو بلکہ اسکی طرف سے یہ اسکا باپ بحکم ولایت پدری اسکے کام کا متولی ہو پھر حسب دستور نہایت تک پہونچے تو لکھے کہ اگر اس غلام نے یہ مال کتابت ادا کر دیا اور آزاد ہو گیا تو سوائے سبیل ولاء کے اور کسی طرح کا کسی کو اسپر اختیار نہو گا لیکن اسکی ولاء اس صغیر کی زندگی مین اسکے واسطے اور اسکی وفات کے بعد اسکے پسماندگان کیواسطے ہوگی پھر تحریر کو ختم کر دے اور اگر وصی نے یتیم کا غلام مکاتب کیا تو لکھے کہ یہ تحریر کتابت ہو کہ فلان نے جو فلان کا مقرر کیا ہوا وصی ہو یعنی یتیم کے باپ کا نام لکھے کہ اسنے اپنے صغیر فلان کے واسطے وصی کیا ہو اور یہ یتیم صغیر ہو اسی وصی کی گود مین پرورش پاتا ہو اور صغیر اپنے کام کا خود متولی نہین ہو سکتا ہو بلکہ اسکے کام کا یہ وصی بحکم وصی ہونیکے متولی ہوتا ہو پس اس وصی نے اس یتیم کا غلام فلان جو شاب ہو یعنی جوان ہو اور اسکا

سلہ تاکہ اختلاف صاحبین رحمہ اللہ تعالی دار دنشود ۱۲ منہ

بیان کردے بعقدر مال پر کتابت صحیحہ مکاتب کیا پھر جس طرح باپ کی صورت مین جب اسنے اپنے صغیر کا غلام مکاتب کیا ہو تحریر کیا گیا ہو اسی طور سے اسمین بھی تحریر کو لکھکر ختم کرے۔ اور اگر مکاتب نے اپنا غلام مکاتب کیا تو لکھے کہ یہ تحریر کتابت فلان مکاتب کی جو فلان کا مکاتب ہے بدین تقریر ہے کہ اس فلان مکاتب نے اپنے ذاتی غلام مسمی فلان ہندی کو مکاتب کیا اور اس غلام کا حلیہ بیان کردے اسکو اسقدر مال پر کتابت المالہ مکاتب کیا اور یہ مال اسکی قیمت کے مثل ہے اور یہ مکاتب صحیحہ مکاتب کیا برابر بدستور سب شرائط لکھتا جاوے یہانتک کہ لکھے کہ پس اگر اس مکاتب دوم نے مال کتابت اپنا مکاتب اول کو ادا کر دیا در حالیکہ مکاتب اول ہنوز مکاتب ہے تو اسکی ولا اس مولاء مکاتب اول کیواسطے اسکی زندگی مین اور اسکی وفات کے بعد اسکے پسماندگان کیواسطے ہوگی اور اگر مکاتب اول کے آزاد ہو جانیکے بعد اسنے ادا کی تو اسکی ولا اس مکاتب اول کے واسطے اور اسکے مرنے کے بعد اس کے پسماندگان کے واسطے ہوگی یہ محیط مین ہے

فصل ہشتم۔ موالات کے بیان مین لکھے کہ یہ وہ تحریر ہے جسپر گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا شاہد ہوے کہ زید نصرانی یا یہودی یا مجوسی یا حربی پرستندہ صنم یا وثن تھا پس اللہ تعالیٰ نے اسکو اسلام برحق کی جانب ہدایت فرمائی اور اسکو اپنے اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لانے کے ساتھ مزین کیا پس اسکے دل مین ملت کفر کی کراہت ڈالدی اور اسکو پرہیزگاری و تقویٰ کے ساتھ مکرم کردیا اور اسکے تن سے لباس شرک دور کرکے حلۂ توحید سے آراستہ و پیراستہ کردیا اور اسپر یہ احسان و فضل کیا کہ اسنے اسکے ربوبیت و الوہیت و وحدانیت کا اور تمام ان باتونکا جس کو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے پاس سے فرماتے ہین اقرار کیا اور اسکی دل سے تصدیق کی اور جن باتون مین کفر و طغیان ہو ان سے بیزار ہوا اور اسکی زبان پر کلمہ اخلاص شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ جاری فرمایا اور اسکو کفر و ضلالت و پرستش طاغوت سے دور کردیا۔ اور اسکو اس صراط مستقیم کی جسکو اپنے بندون کیواسطے پسند کیا ہے راہ بتائی اور اسکو عذاب سخت سے نجات دی اور اسکا اسلام فلان کے ہاتھ پر روزی کیا پھر یہ اسکے ہاتھ پر اسلام لایا پھر اسکے بعد اسکے ساتھ موالات کی اور عقد موالات قرار دیا تاکہ اگر یہ نومسلم کوئی جنایت کرے جس کا ارش مددگار برادری پر واجب[1] ہوتا ہے اور وہ پانچ سو درم یا اس سے زیادہ ہین اسکا یہ عاقلہ ہو اور بحکم حاکم جسقدر واجب کرے اسکو یہ برداشت کرے اور جسوقت یہ نومسلم مر جاوے تو یہی شخص اسکا وارث ہوگا پس یہ مرد اسکی زندگی و موت مین اسکے حق مین بہ نسبت دوسرون کے اولیٰ ہے اور اس کی ولا اسی کی ہے اور بعد اسکے اسکے پسماندگان کی ہے بشرطیکہ اس نومسلم کا کوئی حقدار وارث نہو پس اس سے اس اقرار داد پر موالات اور عقد کیا بموالات صحیحہ جائزہ اور فلان مذکور نے اس کی اس موالات مذکورہ موصوفہ کو بقبول صحیح قبول کیا اور اس فلان نے اس نومسلم پر جو اسکے ہاتھ پر ایمان لایا ہے اور اس سے موالات کی ہے اور عقد موالات قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ کا عہد و میثاق اور اس کے رسول کا ذمہ قرار دیا کہ یہ اسکے امر ولا سے دوسرے کی طرف برگشتہ نہو جاوے اور اپنے نفس پر موافق اس حالات معقودہ کے جو دونون مین قرار پائی ہے اس نومسلم کیواسطے یاری و مددگاری لازم کی اور اسکے واسطے اس سب کی وفاداری کی ضمانت کرلی تاوقتیکہ

---

[1] قال اس مین اختلاف ہے کہ ابتدا مددگار برادری پر واجب ہوتا ہے یا نہین ۱۲ منہ

اسکی ولاء سے دوسرے شخص کیطرف برگشتہ نہو جاوے اور دونون نے اپنے اپنے اوپر گواہ کرلیے اور تحریر کو ختم کردے تحریر دیگر اندرین معاملہ بسبیل ایجاد - یہ تحریر اس مضمون کی ہے جسپر گواہان مسمیان تا این عبارت کہ فلان شخص فلان کے ہاتھ پر اسلام لایا اور اسکا اسلام اچھا ہوا جیسا چاہیئے ہے اور اسکا کوئی وارث قریب یا بعید اس کے عصبات یا ذوی الفروض یا ذوی الارحام مین مسلمان نہ تھا پس اسنے اس شخص سے جسکے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہے موالات کی بموالات صحیحہ اور اس سے بعقد جائز معاقدہ کیا بربنیکہ اگر یہ اسلام لانیوالا کوئی ایسی جنایت کرے جسکو شرعا مددگار برادری برداشت کرتی ہے تو یہ اُسکا عاقلہ ہوا اور یہ نو مسلمان مرجاوے اور کوئی وارث قریب یا بعید نہ چھوڑے تو یہ شخص جس سے موالات کی ہے اسکا وارث ہوا اور فلان نے اس موالات کو اور اس معاقدہ کو بقبول صحیح قبول کیا اور یہ امر دونونکی صحت بدن و ثبات عقل و جواز تصرفات کی حالت مین بطوع و رغبت خود درحالیکہ دونون کو کوئی ایسی علت نہ تھی کہ تصرفات و اقرار سے مانع ہووے واقع ہوا اور اس شخص نے جو مسلمان ہوا ہے اپنے نفس پر اللہ تعالی کا عہد و میثاق قرار دیا کہ اس شخص کی موالات سے جسکے ساتھ عقد موالات کیا ہے دوسری کسی ولاء کی جانب برگشتہ نہوگا اور دونون نے اپنے اپنے اوپر گواہ کرلیے اور تحریر کو ختم کرے اور اس تحریر مین موالات لازمہ کا لفظ لکھنا نہ چاہیے کیونکہ اسلام لا کر موالات کرنیوالے کو اختیار ہے کہ جبتک اسنے جس سے موالات کی ہے اسکی طرف سے عقل نہ دیا ہو یعنی عاقلہ نہوا ہو تبتک اسکی موالات سے دوسرے کی طرف رجوع کرجاوے اور ایک شخص نے جو خود مسلمان ہوا ہے کسی شخص سے جسکے ہاتھ پر مسلمان نہین ہوا ہے موالات کی تو صحیح ہے اور یون لکھے کہ گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا اس بات پر شاہد ہوے کہ فلان مسلمان ہوا اور اسکا اسلام جیسا چاہیے ہے اچھا ہوا اور اگر اسکا کوئی وارث قریب یا بعید مسلمان نہ تھا پس اسنے فلان سے بموالات صحیحہ جائزہ موالات کے روز اسکے ساتھ اس بات پر معاقدہ کیا کہ اسکی طرف سے عاقلہ ہوا الی آخرہ اور اگر ایک شخص کے ہاتھ پر مسلمان ہوا مگر اس سے موالات نہ کی بلکہ غیر سے موالات کی تو صحیح ہے اور اسکی تحریر مین لکھے کہ گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا اس امر پر شاہد ہوے کہ فلان شخص فلان کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور اس سے موالات نہین کی اور نہ معاقدہ کیا بلکہ فلان سے موالات و معاقدہ اسطور پر کیا کہ آخر تک بدستور سابق تحریر کرے اور اگر اس شخص نے جو اسلام لایا ہے ایسی جنایت کی کہ جسکا ارش پانچسو درم یا زیادہ ہے اور مولاے اعلی اور اسکی عاقلہ ہے نے اسکی مددگاری کرکے ادا کیا تو اسکی تحریر اسطرح لکھے کہ گواہان مسمیان آخر تحریر اس امر پر شاہد ہوے کہ فلان تاریخ فلان اسلام لایا اور اسنے فلان سے موالات کی بدین شرط کہ اگر وہ کوئی ایسی جنایت کرے جسکا ارش پانچسو درم تک پہونچتا ہے تو یہ مولی اعلی اسکا عاقلہ ہو اور اگر یہ مرجاوے تو یہ مولاے اعلی اسکا وارث ہو پس یہ شخص بہ نسبت اور لوگون کے اسکے حق مین اسکی زندگی و موت مین اولی ہے اور اس فلان نے اس سے یہ معاقدہ قبول کیا تھا اور ہم نے دونون کے واسطے اسکی تحریر لکھدی تھی اور اسکا نسخہ نقل یہ ہے ۱۲ اور چاہیے کاتب یون لکھے کہ ہمنے دونون کے درمیان اسکی تحریر بتاریخ فلان بگواہی فلان و فلان لکھدی تھی جسکا نسخہ نقل یہ ہے ۱۲ بسم اللہ الرحمن الرحیم اول سے آخر تک تحریر سابقہ کو نقل کردے پس اسی سے متصل نیچے لکھے اور اس فلان نے جو اسلام لایا ہے جنایت کی جسکا ارش پانچسو درم ہے اور اگر اس سے زائد ہو تو اسکی مقدار بیان کردے اور یہ جنایت

ایسی حالت مین واقع ہوئی جب کہ یہ موالات کرنیوالا اسکی ولا سے منتقل و برگشتہ بجانب غیر نہین ہوا تھا پس فلان اسکی قوم نے اسکے اس مال کو اسکی طرف سے بحکم قاضی کے جو مسلمانون کی قضات مین ہے جسنے ان لوگون پر اسکا حکم کیا ہے درحالیکہ وہ نافذ القضا تھا ادا کیا ہے پس اس سبب سے یہ موالات لازم ہو جانیکے بعد اس فلان اسلام لانیوالے کو یہ اختیار نہین ہے کہ اسکی ولا سے دوسرے کیطرف برگشتہ ہو جاوے اور اگر دو ذمی مسلمان ہوئے[لہ] اور باہم ایکنے دوسرے سے موالات کرلی تو لکھے۔ کہ گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا شاہد ہوئے کہ فلان و فلان دونون نصرانی تھے پس اللہ تعالی نے دونون کو اسلام کی ہدایت کی پس دونون مسلمان ہوئے اور جیسا چاہیے دونونکا اسلام اچھا ہوا پھر دونون نے اسلام لانیکے بعد ہر ایکنے دوسرے سے معاقدہ و موالات صحیحہ جائزہ کرلی کہ جبتک دونون زندہ ہین اگر کوئی دونون مین سے ایسی جنایت کرے جسکا ارش پانسو درم یا زیادہ ہو تو ہر ایک دونون مین سے دوسرے کیواسطے ادا کرنے کی مددگار برادری اور اسکا متحمل ہو اور جب دونون مین سے کوئی مر جاوے تو دوسرا اسکا وارث ہو پس جو پہلے مرے اسکے اور اسکے عتق کے جو اسکے بعد ہو میراث دوسرے زندہ کے واسطے ہو بشرطیکہ اس میت اور اسکے عتق کا کوئی وارث مسلمان قریب یا بعید عصبہ یا ذوی الفروض یا ذوی الرحم مین سے نہ ہو پس دونون مین سے ہر ایک نے دوسرے سے اس شرط پر معاقدہ جائزہ و موالات صحیحہ کرلی اور دونون مین سے ہر ایک نے دوسرے سے اس معاقدت و اس موالات کو بقبول صحیح قبول کیا اور ہر ایکنے دوسرے کیواسطے اپنے اوپر اس بات مین اللہ تعالی کا عہد و میثاق کرلیا کہ اسکی ولا سے برگشتہ ہوکر دوسرے کیطرف نہ جاویگا اور اس کے واسطے اسکے وفا کرنے کی ضمانت کرلی اور دونون نے گواہ کرلیے پھر تحریر کو ختم کرے کذا فی الذخیرہ۔

فصل نہم بیعنامون کے بیان مین اگر ایک شخص نے ایک دار خریدنا چاہا اور اسکا بیعنامہ لکھوانا چاہا تو کاتب اسطرح لکھے کہ یہ خرید بدین مضمون ہے کہ فلان بن فلان مخزومی نے فلان بن فلان مخزومی سے تمام دار مشتملہ بر بیوت خود جسکو بائع نے اپنی ملک و حق و اپنا مقبوضہ بیان کیا ہے خریدا و در وہ فلان شہر کے فلان محلہ فلان کوچہ و فلان زقاق مین فلان مسجد کے سامنے واقع ہے اور وہ اس زقاق کے مکانات مین سے تیسرا مکان ہے یا چوتھا ہے اور وہ کوچہ مین جانے والے کے داہنے ہاتھ یا بائین ہاتھ پڑتا ہے (جیسا ہو گا) اور اس دار کو چار حدین شامل ہین اول اس دار سے لزیق ہے جو فلان کا دار معروف ہے یا فلان بن فلان کیطرف منسوب ہے یا لکھے کہ حد اول تصیق دار معروفہ برائے فلان ہے یا لکھے کہ متصل دار معروفہ برائے فلان ہے یا لکھے ملاصق یا لکھے کہ ملازق دار معروفہ برائے فلان ہے پھر دوسرے و تیسرے و چوتھے اسی طور سے لکھے اور چارم مین لکھے کہ لزیق این کوچہ ہے اور اسی طرف سے اسکا دروازہ و مدخل ہے پس اس مشتری نے جسکا نام اس تحریر مین مذکور ہوا اس بائع سے جسکا نام اس تحریر مین مذکور ہوا ہے (بشرطیکہ ایسی صورت ہو ۱۲) یہ تمام دار محدودہ تحریر ہذا باجملہ حدود و حقوق و عمارت بالائی و زیرین و راستہ و آب رو و میل آب از حقوق آن و مرافق آن جو اسکے حقوق سے اسکے واسطے ثابت ہین مع ہر قلیل و کثیر کے جو اسمین اسکے حقوق سے ہین و مع ہر حق کے جو اسکے واسطے اسکے

[لہ] اقول ظاہر امراد یہ ہے کہ عرب کے دو ذمی مسلمان ہوئے ورنہ ایسی صورت کے جواز مین تامل ہے ۱۲ منہ

حقوق سے داخل ہی اور جو خارج ہی اور مع ہر اسکے حقوق کے جو اسکی طرف معروف و منسوب ہی بعوض اسقدر ثمن کے اور ثمن کی جنس و نوع و قدر و صفت وغیرہ اس طور سے بیان کرے جس سے جہالت مرتفع ہو جاوے جسکے نصف اسقدر ہوتے ہین بخریدی صحیح جائز نافذ قطعی خالی از شروط مفسدہ و معانی مبطلہ و عدۃ موہنہ جسمین نہ خلابہ ہی نہ جنایت ہی نہ وثیقہ بحال ہی اور نہ مواعدہ ہی نہ رہن ہی نہ تلجیہ ہی بلکہ بیع برقبت ہی و ازالہ ملک از یکے بدیگرے ہی اور خرید بحدہ ہی خرید کیا اور اس بائع مسمی مذکورہ تحریر ہذا نے اس مشتری مسمے مذکورہ تحریر ہذا سے تمام یہ ثمن جس کی جنس و نوع و قدر و صفت اس تحریر مین مذکور ہوئی ہی تمام و کمال اس مشتری مذکور کے اسکو سب ادا کرنے سے وصول پایا اور بائع مذکور کے سب بھر پانے سے مشتری مذکور اس سے بری ہو گیا یہ بریت استیفا اور یہ بریت اسقاط و ابراء بری نہین ہوا اور اس مشتری مذکور نے تمام وہ چیز جسپر عقد بیع واقع ہوا ہی بائع مذکور کے سب سپرد کرنے سے درحالیکہ اسنے ہر مانع و منازع سے خالی سپرد کیا ہی قبضہ کر لیا اور دونون مجلس عقد سے بعد صحت عقد و تمام ہونے و اسکے نافذ و مبرم ہونے و متقرر و مستحکم ہونیکے بتفرق ابدان جدا ہوے اور یہ سب بعد اسکے ہوا کہ دونون عاقدین نے اقرار کیا کہ ہمنے اس سبکو دیکھا و پہچانا و اس سے راضی ہوے ہین پس اس مشتری کو جو اس مین یا اسکے حقوق مین سے کسی چیز مین کوئی درک پیش آوے تو اس بائع پر جو اس بیع مذکور کیوجہ سے واجب ہوا ہی اسکا تسلیم کرنا واجب ہوگا اور دونون نے اپنے اوپر ان لوگون کو گواہ کر دیا جنکا نام آخر مین مذکور ہی بعد ازانکہ یہ تحریر انکو ایسی زبان مین پڑھ سنائی گئی جسکو دونون نے پہچان لیا اور دونون متعاقدین نے اقرار کیا کہ ہم اسکو سمجھ گئے ہین اور ہم نے اسکو بخوبی جان لیا ہی اور یہ سب دونونکی حالت صحت بدن و ثبات عقل مین بطوع خود واقع ہوا کہ درحالیکہ دونون پر کوئی اکراہ و اجبار نہ تھا اور دونون کے ساتھ کوئی ایسی علت مرض وغیرہ کی نہ تھی جو صحت اقرار و نفاذ تصرف سے مانع ہو اور یہ سب بتاریخ فلان ماہ فلان سنہ فلان مین واقع ہوا پس یہ بیعنامہ تمام بیعنامون کے واسطے اصل ہی اور اختلاف باعتبار احوال کے الفاظون مین ہو جائیگا پھر امام محمد نے اصل مین فرمایا کہ اگر کوئی شخص دار خریدنا چاہے تو لکھے کہ یہ خرید بدین مضمون ہی کہ فلان نے خریدا اور یہ نہین فرمایا کہ یون لکھے کہ یہ بیع بدین مضمون ہی باوجودیکہ دونون مین سے ہر ایک کو اپنے تاکید حق کی ضرورت ہے اور دونون لفظون مین سے ہر ایک دوسرے کو شامل ہی اسواسطے کہ خرید بدون بیع کے اور بیع بدون خرید کے متحقق نہین ہو سکتی ہی پس ایسا اسواسطے کہا کہ فعل سنت کے موافق ہو تبرکاً کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب عداء ابن خالد بن ہودہ سے غلام خریدا تو لکھا کہ ہذا ما اشتری محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عداء بن خالد بن ہودہ یعنی یہ وہ ہی خرید کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عداء بن خالد بن ہودہ سے خریدا اور یہ حکم نہ کیا کہ ہذا ما باع عداء بن خالد بن ہودہ من محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور نیز امام محمد نے ذکر کیا کہ یون لکھے کہ ہذا ما اشتری اور یہ نہین کہا کہ لکھے ہذا کتاب ما اشتری یہ تحریر خرید ہی اور اہل بصرہ یون ہی لکھتے ہین کہ ہذا کتاب ما اشتری اسواسطے کہ ہذا اس سپید کاغذ کی طرف اشارہ ہی جسپر تحریر خرید ہی حقیقۃً خرید ہی الا یہ کہ امام محمد نے تبرکاً نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی اختیار کیا کہ ہذا ما اشتری اور اسوجہ سے کہ ہذا کتاب ما اشتری مین لفظ ما محتمل ہوتا ہی کہ نافیہ ہو اور محتمل ہی کہ اثبات کے واسطے ہو پس اس احتمال سے

ایک طرف ہونیکے واسطے نہین لکھا کہ ہذا ما اشتری - اور نیز امام محمد نے بیان کیا کہ بائع و مشتری کے ذکر کے وقت
انکا نام اور انکے باپ کا نام لکھے اور ان دونون نے دادا کا نام بیان نہین کیا اور یہ امام ابو یوسفؒ کا قول ہی اور
بنا بر قول امام ابو حنیفہ و امام محمد کے دادا کا نام ذکر کرنا ضرور ہی اور اگر بائع و مشتری اپنے نام سے مشہور لوگون مین سے ہون جیسے
طاؤس و عطار و شریح اور انکے مثل لوگ تو فقط انکا نام ایک کافی ہی اور نسب کے ذکر کرنیکی حاجت نہین ہے اور اگر بائع و
مشتری کا نام و باپ کا نام ذکر کیا اور بجاے دادا کے اسکا قبیلہ ذکر کر دیا پس اگر چھوٹا قبیلہ ہی یا فخذ خاص ہی کہ لامحالہ اسمین
اس فلان بن فلان کے نام سے دوسرا اسمین نہ پایا جائیگا تو کافی ہی اور اگر قبیلہ اعلیٰ کا ذکر کیا تو یہ کافی نہین ہی بلکہ اسکے ساتھ
دادا کا بیان کرنا ضرور ہی اور اگر دادا کا نام بھی ذکر کیا لیکن پھر بھی اس قبیلہ مین اس نام و نسب کا دوسرا بھی ہی تو یہ کافی
نہین ہی پس اسکے ساتھ کسی اور بات کا ذکر کرنا ضرور ہی اور اگر اسکا اور اسکے باپ کا نام ذکر کیا اور اسکے دادا و قبیلہ کو
ذکر نہ کیا بلکہ اسکی صناعت ذکر کر دی پس اگر اسکی صناعت ایسی ہو کہ اسمین دوسرا اسکا شریک نہو مثلاً یون کہا کہ فلان
بن فلان خلیفہ فلان بن فلان قاضی شہر تو یہ تعریف کے واسطے کافی ہی اور اگر اسکی صناعت مین اسکا دوسرا شریک
ہو سکتا ہو تو امام اعظم کے نزدیک شناخت کیواسطے کافی نہین ہی - اور حلیہ از اسباب شناخت بروجہ تعریف نہین ہی
اسواسطے کہ ایک حلیہ دوسرے سے مشابہ ہوتا ہی لیکن اگر باوجود ذکر ایسے امور کے جن سے تعریف حاصل ہوتی ہی
حلیہ بھی ذکر کیا ہو تو یہ اولی ہی اسواسطے کہ اس سے زیادہ تعریف حاصل ہوتی ہی اور اسی طرح سب باتین جو اسباب
تعریف مین سے نہین ہین انکا یہی حکم ہی کہ اگر انکو تحریر کیا تو یہ اولی ہی - اور اگر اسکی کنیت تحریر کی اور سواے اسکے کچھ نہین
(یعنی آپس سے تعریف حاصل نہین ہوتی ہی یعنی مقرر انہین ہوتا ہے)
لکھا پس اگر وہ اس کنیت سے لامحالہ پہچانا جاتا ہی تو یہ کافی ہی جیسے ابو حنیفہ اور انکے امثال اور اگر بلفظ ابن فلان
لکھا حالانکہ وہ لامحالہ اس سے پہچانا جاتا ہی جیسے ابن ابی لیلیٰ تو یہ تعریف کے واسطے کافی ہی - اور اگر بائع یا مشتری آزاد کردہ
فلان ہو تو لکھے کہ فلان ہندی یا ترکی آزاد کردہ فلان بن فلان اور اگر وہ شخص جسنے اسکو آزاد کیا خود بھی کسی کا آزاد کیا ہوا ہو
تو لکھے کہ فلان ہندی عتیق فلان ترکی آزاد کردہ امیر فلان بن فلان اور اگر بائع یا مشتری کسی شخص کا مملوک ہو تو لکھے
(آزاد کردہ شدہ)
کہ فلان ہندی یا ترکی مملوک فلان بن فلان بن فلان جو کچھ اپنے اس مولی کیطرف سے تمام انواع تجارت کیواسطے
ماذون ہی یا بجاے مملوک کے غلام فلان لکھے اور باندی کی صورت مین لکھے کہ فلانہ ہندیہ باندی فلان بن فلان بن
فلان اور مکاتب مین لکھے کہ فلان ہندی مکاتب فلان بن فلان بن فلان - اور مکاتبہ باندی کو لکھے کہ فلانہ ہندیہ
مکاتبہ فلان بن فلان بن فلان - پھر تحریر کرے جو دار خرید اگیا ہو اسکے حدود اربعہ سب اگرچہ یہ دار معروف مشہور
ہو اور یہ امام اعظم کا قول ہی اور صاحبین نے فرمایا کہ اگر دار معروف و مشہور ہو تو اسکے حدود تحریر کرنیکی ضرورت نہین
اور یہ نہ لکھے کہ یہ دار ملک بائع ہی کہ یہ تحریر کرنا مشتری کے حق مین اچھا نہین ہے اسواسطے کہ اگر یہ تحریر کیا تو مشتری
ملک بائع کا مقر ہو جائیگا - پھر اگر کسی وقت مشتری کے ہاتھ سے یہ دار استحقاق مین لے لیا گیا تو امام زفرؒ اور اہل مدینہ
کے قول کے موافق مشتری بائع سے اپنا ثمن واپس نہین لے سکے گا اسواسطے کہ مشتری کیطرف سے بائع کی ملکیت کا
اقرار اسپر ثمن واپس نہ لینے کے حق مین حجت ہوگا پس ایسا نہ لکھنا چاہیے کہ یہ دار بائع کی ملک ہی تاکہ فقط بجانب مشتری

ان لوگون کے قول سے احتراز ہو اور یہ بھی نہ لکھے کہ وہ بائع کے قبضہ مین ہی اور یہ ہمارے علمار و عامہ اہل شروط کے نزدیک ہی اور شیخ ابو زید شروطی اسکو تحریر کرتے تھے کہ وہ بائع کے قبضہ مین ہی اور ہمارے علمانے اس تحریر سے حجت پکڑی ہی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام کی تحریر مین تحریر فرمائی ہی کہ آپ نے عداء بن خالد بن ہودہ سے غلام خریدا اور اسمین یہ تحریر نہین فرمایا کہ یہ غلام اسکے قبضہ مین ہی اور یہ حجت ہی کہ شاید دونون ایسے قاضی کے پاس مرافعہ کرین تو بائع کے قبضہ کا اقرار اسکی ملکیت کا اقرار چاہتا ہی کیونکہ قبضہ ظاہری دلیل ملک ہی پس درحالیکہ مشتری سے یہ دار استحقاق مین لیا جاوے مشتری اپنے بائع سے اپنا ثمن بنا بر قول امام زفر و ابن ابی لیلی وعلماء مدینہ اختیار کرنے کے واپس نہ لے سکیگا پس نظر بجانب مشتری اس بات سے جو ہم نے بیان کی ہی احتراز کے واسطے ایسا تحریر نہ کرے ولیکن یہ لکھدے کہ بائع نے بیان کیا کہ یہ دار اسکی ملک و اسکے قبضہ مین ہی جیسا کہ ہمنے اول فصل مین ذکر کیا پھر امام محمد نے اصل مین یہ ذکر نہین فرمایا کہ تحریر مین کس حد سے شروع کیا جاوے اور شیخ یوسف بن خالد و ہلال دونون فرماتے تھے دروازہ کی حد سے شروع کیا جاوے پھر وہ حد بیان کرے جو اندر جانے والے کے دائین ہاتھ پڑتی ہی پھر جو اسکے متصل ہی آخر تک اسی لحاظ سے بیان کرے اور امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف فرماتے تھے کہ پہلے جو نزدیک قبلہ بجانب مشرق ہو لکھے پھر جو نزدیک قبلہ بجانب مغرب ہو پھر قبلہ کے دائین طرف کی حد پھر قبلہ کے بائین طرف کی حد تحریر کرے اور بعضے علمانے کہا کہ جانب غربی سے شروع کرے اور اگر اس ترتیب کو ترک کرکے اسی طور سے لکھا جیسا اس زمانہ مین تحریر کرتے ہین تو کچھ مضائقہ نہین ہی کیونکہ مقصود معرفت ہی وہ ان حدود اربعہ کے ذکر سے حاصل ہو جاتی ہی - اور سمتی و ہلال دونون تحریر حد مین لکھتے تھے کہ حد اول تا دار فلان منتہی ہوتی ہی اور امام محمد فرماتے تھے کہ یلی الی دار فلان یعنی نزدیک بدار فلان میرے نزدیک پسندیدہ ہی اسواسطے کہ منتہی کا لفظ فرجہ واسطہ کی نفی نہین کرتا ہی اور یلی لکھنا واسطہ کی نفی کرتا ہی اگرچہ فرجہ کی نفی نہ کرتا ہو اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلینی منکم اولوا الارحام والنہی یعنی نماز کی صف مین تم لوگون میں سے جو لوگ صاحب علم و دانش مین وہ مجھ سے قریب رہین پس یلی سے مراد آپ کا قرب ہی اتصال نہین ہی - اور بعضے لوگون نے فرمایا کہ ملاصق و لازق لکھنا بہترین الفاظ مین سے ہی کہ فرجہ و واسطہ دونون کی نفی کرتا ہی یہ تحیط مین ہی - اور اگر ہر دو دار کے درمیان گلی ہو تو امام طحاوی نے ذکر فرمایا کہ کاتب کو اختیار ہی اور چاہے یون لکھے کہ اسکی حد اول اس گلی تک منتہی ہی جو اس دار کے اور معروف بدار فلان کے درمیان ہی اور چاہے یون لکھے کہ حد اول اس گلی تک منتہی ہی جو اس دار کے اور معروف بدار فلان کے درمیان فاصل ہی اور امام طحاوی نے فرمایا کہ اول سے یہ دوسری تحریر اولی ہی اسواسطے کہ اول سے وہم ہوتا ہی کہ شاید گلی ہر دو دار مین سے ہو پس بعض اس دار مبیعہ مین داخل ہو گی حالانکہ محدود مین اسکی حد داخل نہین ہوتی ہی پس یون لکھے کہ منتہی اس گلی تک ہی جو اس دار اور دار معروف بفلان کے درمیان فاصل ہی پھر بعضے اہل شروط یون لکھتے ہین کہ حد اول منتہی تا دار فلان ہی اور ہمارے اصحاب نے اسکو مکروہ جانا ہی اور فرمایا کہ یون لکھنا چاہیے کہ منتہی تا دار معروف بفلان ہی تا دار منسوب بفلان ہی کیونکہ اگر یون لکھا کہ منتہی تا دار فلان ہی تو یہ بائع و مشتری کی طرف سے

اس بات کا اقرار ہوگا کہ یہ دار ملک فلان ہی پھر اگر بائع یا مشتری نے یہ دار اس فلان سے خریدا اور پھر کبھی مشتری کے ہاتھ سے کسی نے استحقاق ثابت کرکے لے لیا تو اپنا ثمن فلان سے واپس نہ لے سکیگا بنابر اختیار قول زفر و ابن ابیلیٰ و اصحاب مدینہ کے لہذا اسی طور سے لکھنا چاہیے جیسا ہم نے بیان کیا ہی تاکہ اس سے احتراز ہو اور ہم نے یہ عبارت کہ اسکی حد اول منتہی تا دار فلان یا ملازق بدار فلان ہی اسواسطے اختیار کی اور یہ نہ لکھا کہ اسکی حد اول دار فلان ہی کہ امام ابو یوسف سے دو روایتون مین سے ایک روایت یہ ہی کہ بیع کی صورت مین محدود مین حد داخل ہو جاتی ہی پس بنابرین اگر مسجد یا عام راستہ حد قرار دیجائیگی تو مودی بفساد بیع ہوگا کیونکہ وہ ایسی دو چیزونکا جمع کرنیوالا ہوگا جسمین سے ایک کی بیع جائز اور ایک کی ناجائز ہی باوجود اجمال ثمن کے اور نیز اگر حد دار فلان قرار دی گئی اور فلان نے اپنا دار اس بیع مین اسکے سپرد نہ کیا تو مشتری کیواسطے خیار حاصل ہوگا اور بائع کیواسطے ثمن مین کمی آجاویگی اسواسطے کہ بعض ثمن بمقابلہ دار خیار کے ہو جائیگا اسی واسطے ہمنے اختیار کیا کہ منتہی یا ملازق و یلاصق یہ الفاظ لکھے اور ہمنے بعد ذکر حدود دار کے فقط خرید کا اعادہ کیا برخلاف بعضے اہل شروط کے کہ وہ اعادہ نہین کرتے ہین اسواسطے اعادہ کیا کہ اہل زبان کی عادت ہی کہ جب خبر و مخبر عنہ کے درمیان عبارت زائد آجاتی ہے تو پھر بہ نظر تاکید و زود فہمی کی خبر کا اعادہ کرتے ہین پھر امام محمد نے کتاب مین ذکر کیا کہ اس نے وہ دار خریدا جو مقام فلان مین واقع ہی اور اہل شروط کہتے ہین کہ وہ تمام دار خریدا اسواسطے کہ ہو سکتا ہی کہ دار کا لفظ ذکر کیا جاوے اور اس سے بعض دار مراد ہو کہ کل کا نام اسکے ٹکڑے پر اطلاق کرنا جائز ہوتا ہی پس انھون نے لفظ تمام یا کل اس وہم کے دور کرنے کیواسطے لکھدیا - اور امام محمد نے بھی کتاب مین لکھا ہی کہ وہ دار جو ہماری اس تحریر مین محدود و مذکور ہی خریدا - اور ہلال و شمنی فقط یون لکھتے تھے کہ جو اس تحریر مین محدود و مذکور ہی اور دونون نے اسکی وجہ یون بیان کی ہی کہ ہماری اس تحریر مین تحریر کی اضافت بجانب بائع و مشتری ہوتی ہی پس یہ دونون کی طرف سے اقرار ہوگا کہ یہ تحریر دونون کی ملک ہی پس ایسا نہو کہ بائع اس سے جھگڑا کرے کہ یہ تحریر بائع کے پاس رہے اور مشتری کے پاس رہنے مین مانع ہو جاوے پس اس وہم کے دور کرنیکے واسطے یون لکھا کہ جو اس تحریر مین محدود و مذکور ہی - اور نیز ذکر کیا کہ اس طرح تحریر کرے کہ دار محدود مع جمیع حدود آن خرید کیا اور ایسا ہی امام ابو حنیفہ و امام محمد تحریر کرتے تھے اور امام ابو یوسف فرماتے تھے کہ بحدود آن تحریر نہ کرے اسواسطے کہ اگر اسنے اس طرح تحریر کیا تو حد بیع مین داخل ہو جائیگی اور اسمین فساد ہی جیسا[عہ] کہ ہمنے بیان کر دیا ہی اور امام ابو حنیفہ و امام محمد رح نے فرمایا کہ قیاس یہی ہی جو امام ابو یوسف نے بیان کیا لیکن ہمنے قیاس کو بسبب عرف کے ترک کیا کیونکہ عرف مین ایسا تحریر کرتے ہین اور یہ مراد نہین لیتے ہین کہ بحدود آن کہنے سے حد بیع مین داخل ہی بلکہ یہ مراد ہوتی ہی کہ ماسوائے حد کے بیع مین داخل ہی - اور ابو زید شروطی نے اپنی شروط مین ذکر کیا کہ بحدود آن کہنے سے حدود کی بیع مین داخل ہونے یا نہونے مین قیاس و استحسان جاری ہی پس قیاس یہ ہی کہ حد بیع مین داخل ہو جاوے اور استحسان یہ ہی کہ داخل نہوگی پس جب بحکم استحسان بنابر قول امام ابو یوسف کے باوجود ذکر بحدود آن کے حد بیع مین داخل نہوئی تو بدون ذکر اسی قول کے بنابر قول امام ابو یوسف بدرجہ اولے حد

[عہ] مثلاً عام راستہ حد یا مسجد ہو وغیرہ وجہ دیگر مذکورہ بالا ۱۲ منہ

بدل حدود آن ۱۲

بیع مین داخل نہوگی پس یہ جو شیخ ابوزید نے ذکر کیا ہی یہ ایک روایت امام ابویوسف سے ہوگی کہ استحساناً حد بیع مین داخل
نہوگی اور مین نے بعض نسخہاے شروط مین دیکھا کہ جب اس طرح تحریر کرے کہ اس دار کی حدود مین سے ایک حد دار
فلان ہی اور اسیطرح دوم وسوم وچہارم کو ذکر کرے تو ایسی حالت مین یون نہ لکھے کہ مشتری نے یہ دار بحدود آن خرید
کیا اسواسطے کہ حد بیع مین داخل ہو جائیگی اور جب اس طرح لکھے کہ اسکے حدود مین سے ایک حد منتہی تا دار فلان ہی
یا ملازق دار فلان ہی تو یون لکھے کہ اس دار کو بحدود آن خرید کیا اور ہمارے بعضے محققین مشائخ نے شرح
کتاب الشروط مین ذکر کیا کہ اس طرح لکھنے مین کہ اسکے حدود مین سے ایک حد لازق دار فلان یا ملاصق دار فلان
ہی احتیاط نہین ہی بلکہ اسمین ترک احتیاط ہی اسواسطے کہ جب امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک اور دو روایتون
مین سے ایک روایت کے موافق امام ابویوسف کے نزدیک حد بیع مین داخل نہ ہوئی تو طرف ملازق بدار فلان
ملک بائع پر باقی رہیگی پس مشتری اسمین عمارت بنانے وغیرہ کا کچھ تصرف نہ کرسکے گا اور بائع کو اختیار ہوگا کہ مشتری اسمین
جو کچھ تصرف کرے اسکو توڑدے اور جو اسمین عمارت بناوے اسکو گراوے اور اسمین جیسا ضرر عظیم مشتری کے حق
مین ہی وہ ظاہر ہی اور نیز اس سے شفعہ بجوار کا حق باطل ہوگا اسواسطے کہ دار مبیعہ و دار جوار مین ایک کنارہ فاصل
رہ گیا ہی جو ہنوز داخل بیع نہین ہوا ہی اور اگر دار جوار فروخت کیا گیا اور اسکی حد مین لکھا گیا کہ لزیق دار فلان ہی تو یہ
کذب ہوگا پس اسمین ترک احتیاط ہی- اور اگر ہم نے اس طرح تحریر کیا کہ اس دار کے حدود مین سے ایک حد
[یعنے لزیق وملاصق وغیرہ لکھتے ہین ۱۲]
دار فلان ہی تو امام ابویوسف سے دو روایتون مین سے ایک روایت کے موافق اسمین بھی ترک احتیاط ہی کہ حد
بیع مین داخل ہوئی جاتی ہی اور اس جہت سے بائع ومشتری دونون فلان کے واسطے اس دار کی ملکیت کے
مقر ہوے جاتے ہین کہ اگر کبھی دونون مین سے کوئی اس دار کو خریدے اور وہ مشتری کے پاس سے استحقاق
ثابت کرکے لے لیا جاوے تو بنابر اختیار قول زفر وابن ابی لیلی وعلماے مدینہ کے مشتری اپنا ثمن بائع فلان سے
واپس نہین لے سکتا ہی پس ثمن واپس لینے کا دروازہ بند ہوا جاتا ہی لیکن بات اتنی ہی کہ یہ امر موہوم ہی- اور نیز امام محمد
نے ذکر کیا کہ لکھے کہ اس دار کی زمین اور اسکی عمارت پس امام محمد نے زمین کا لکھنا ذکر کیا حالانکہ لفظ دار لامحالہ
[یعنی سب خریدی ۱۲]
اس آراضی پر اطلاق کیا جاتا ہی پس اسکو بطریق تاکید بیان کیا ہی- رہا عمارت کا ذکر لکھنا سو اس کا ذکر کرنا ضروری ہی
اسواسطے کہ لفظ دار کا اطلاق خواہ مخواہ عمارت پر نہین ہوتا ہی- اور امام محمد نے یہ ذکر نہ کیا کہ اسکی عمارت بالائی و
[بلکہ میدان زمین کو دار کہتے ہین خواہ عمارت ہو یا نہو ۱۲]
زیرین کے بیلکہ اور متاخرین نے یہ اختیار کیا ہی کہ اسکو ذکر کرے اور یہی صحیح ہی اسواسطے کہ جب اسنے عمارت
[خریدی کیا ۱۲]
بالائی کا ذکر نہ کیا تو یہ وہم دور نہوگا کہ شاید عمارت بالائی غیر بائع کی ملک ہو اور جب عمارت زیرین کا ذکر نہ کیا تو یہ وہم
دور نہوگا کہ شاید دار کے نیچے سیرداب ہو وہ غیر بائع کی ملک ہو پھر واضح ہو کہ شیخ ہلال وسمتی لکھتے تھے کہ سفلہ وعلوہ اور
[تہخانہ ۱۲]
یہ نہین لکھتے تھے کہ سفلہا وعلوہا اور دونون نے اسکی وجہ یہ بیان فرمائی ہی کہ علوہ وسفلہ مین ضمیر مذکور راجع بجانب
بناء ہی اور یہ معلوم ہی کہ یہ دونون بائع کی ملک ہین پس اپنی ملک فروخت کرنیوالا ہوگا اور سفلہا وعلوہا مین ضمیر مؤنث
[عمارت ہی ۱۲]

سلہ اسمین تامل ہی اسواسطے کہ ایک جماعت فقہاء کے نزدیک دار عمارت بنی ہوئی زمین کو کہتے ہین جیسے صیغہ بغیر عمارت ہے ۱۲

راجع بجانب دار ہی اور دار نام اس زمین کا ہی پس شاید کوئی وہم کرنے والا وہم کرے کہ اسکا علو یعنی بالائی تا آسمان
مراد ہی پس ہوا کا فروخت کرنیوالا ہوگا اور ہوا کی بیع جائز نہیں ہی پس اسواسطے دونون نے علوہ وسفلہ لکھنا اختیار
کیا اور ان دونون کے سواے اور علما نے سفلہا وعلوہا لکھنا اختیار کیا ہی اور ایسا ہی شیخ ابو زید شروطی تحریر
فرماتے تھے اور ان علما نے فرمایا کہ اسکی وجہ یہ ہی کہ بسا اوقات زمین دار کے نیچے تہ خانہ ہوتا ہی اور سفلہ لکھنے مین ضمیر
راجع بجانب بنا ہوگی اور بنا کا لفظ تہ خانہ کو شامل نہیں ہی پس یہ معلوم نہوگا کہ آیا سرداب اسکا ہی یا نہیں اور آیا
بیع مین داخل ہوا ہی یا نہین۔ اور سفلہا کی ضمیر مونث راجع بجانب عرصہ دار ہی پس معلوم ہوگا کہ تہ خانہ اسکا ہی وبیع
مین داخل ہوگیا ہی اور رہا علوہا کو بضمیر مونث اسواسطے لکھا کہ یہ وہم دور ہو جاوے کہ شاید علو دوسری عمارت پر
نہو اور دوسرے کو اسپر بالاخانہ قائم کرنے کا استحقاق نہو۔ اور یہ جو وہم بیان کیا کہ بالائی تا آسمان بیع مین داخل
ہونے کا وہم نہو یہ فاسد ہی اسواسطے کہ ہر ایک اس بات کو جانتا ہی کہ اس سے جو چیز بیع مین داخل ہوا کرتی ہی اسکے
سواے مراد نہیں ہوتی ہی بلکہ وہی مراد ہوتی ہی جو داخل عقد بیع ہوتی ہی اور وہ عمارت ہی پھر امام محمد نے صرف اسکا راستہ
ذکر کیا اور اسکے آخر مین یہ نہ لگایا کہ اسکا راستہ جو اسکے حقوق سے ہی اور اہل شروط اس لفظ کو بھی آخر مین لاحق کرتے
ہین کہ راستہ جو اسکے حقوق سے ہی کذا فی الذخیرہ اور امام طحاوی نے ذکر کیا کہ اکثر اہل شروط طریق کا لفظ ذکر کرتے
ہین اور مختار ہمارے نزدیک یہ ہی کہ یہ ترک کیا جاوے اور اسیطرح مسیل کا بھی ذکر ترک کرنا ہمارے نزدیک مختار
ہی اسواسطے کہ اگر انھون نے طریق کو مطلقاً ذکر کیا تو یہ عام راستہ کو بھی شامل ہوا جسکی بیع جائز نہیں ہی اسیطرح
مسیل مین بسا اوقات ایسا ہوتا ہی کہ پرنالہ عام راستہ کے جزو مین لگایا جاتا ہی پس جب اسکو مطلقاً ذکر کیا تو بیع مین ایسی
چیز داخل ہو جائے گی جسکی بیع جائز نہیں ہی پس عقد بیع فاسد ہوگا اور اگر یون کہا کہ اس دار کا راستہ اور
اسکی مسیل آب جو اسکے حقوق مین سے ہی تو بسا اوقات ایسا ہوتا ہی کہ دار کا کوئی خاص راستہ ایسا نہیں ہوتا
ہی جو اسکے حقوق مین سے ہو پس عقد بیع مین معدوم و موجود کا جمع کرنے والا ہوگا اور اس سے عقد فاسد
ہوتا ہی پس نہایت بہتر یہ ہی کہ طریق و مسیل کا بالکل ذکر ہی نہ کرے اسواسطے کہ مقصود لفظ مرافق ذکر کرنے
سے حاصل ہے کہ اگر اس دار کا خاص راستہ و خاص مسیل آب ہوگی تو مرافق کے ذکر کرنے سے بیع مین
داخل ہو جائیگی اور اگر نہوگی تو لفظ مرافق ان دونون کے سواے باقی مرافق کیطرف راجع ہوگا۔ یہ مبسوط مین ہی۔ اور بعضے
متاخرین اہل علم نے فرمایا کہ اگر اس دار کا بالکل کوئی راستہ نہو یا دار کا دروازہ عام راستہ پر ہو تو جس طرح امام طحاوی
نے فرمایا ہی احتیاط اسی مین ہی کہ ذکر طریق ترک کرنا چاہیے تاکہ ایسی چیز کا بائع نہو جاوے جسکا وہ مالک نہیں ہی اور
دروازہ دار عام راستہ پر نہو تو طریق کے ذکر کرنے ہی مین احتیاط ہے اسواسطے کہ ظاہر الروایۃ کے موافق راستہ بدون
ذکر کرنے کے داخل بیع نہیں ہوتا ہی سواے ایک روایت کے جسکو امام خصاف نے امام ابو یوسف سے روایت کیا ہی
پس احتیاط اسی مین ہی کہ طریق کا ذکر کر دیا جاوے ولیکن اسکے آخر مین یہ لفظ ذکر کر دیا جاوے کہ جو اسکے حقوق مین سے
ہی اور اگر اسکا راستہ بجانب راستہ عام نافذ ہو تو لکھے کہ مع اسکے راستہ کے جو راستہ عام تک نافذ ہی اور اگر

پانی بہنے کا راستہ ۱۲

یعنے مطلقا بیان نہ کیا بلکہ حقوق کی قید لگا دی ۱۲ منہ

یعنے عام راستہ تک نافذ ہو ۱۲

اسکے ساتھ یہ ملایا جاوے کہ جو اسکے حقوق سے ہو تو یہ اولیٰ ہے اور اسکے مسیل آب کا بھی ذکر کرے اور اسکے آخر مین
جو اسکے حقوق سے ہو لاحق نہ کرے اور بعضے اہل شروط مسیل آب کے ساتھ بھی جو اسکے حقوق سے ہو یہ لفظ لاحق
کرتے ہین اور بعضے متاخرین نے مسیل آب مین بھی ویسا ہی بیان کیا ہو جیسا طریق کے ساتھ بیان کیا ہو کہ اگر اس
دار کیواسطے مسیل آب بالکل نہو یا ہو مگر پرنالہ عام راستہ پر ہو تو مسیل آب کا ذکر نہ کرے اور اگر پرنالہ عام راستہ پر نہو
تو لکھے کہ مع اسکے مسیل آب کے اور اسکے آخر مین یہ ملادے کہ جو اسکے حقوق مین سے ہے اسواسطے کہ جائز ہو کہ مسیل
آب اس جگہ سے عام راستہ تک ہو پس عام راستہ کا فروخت کرنیوالا ہو جائیگا اور اسواسطے کہ بسا اوقات موضع مسیل آب
یعنے رقبہ پرنالہ و موری بائع کی ملک نہین ہوتا ہو بلکہ اسکو فقط پانی بہانے کا استحقاق حاصل ہوتا ہو پس اگر آخر مین جو
اسکے حقوق مین سے ہو یہ لفظ نہ ملایا جاوے تو موہم ہوگا کہ داخل بیع رقبہ ہو اور یہ جائز نہین اور مرافق کا بھی ذکر
کرے اسواسطے کہ دار کے واسطے سوائے مسیل آب و طریق کے اور بھی مرافق ہوتے ہین پس اگر مرافق کا ذکر چھوڑ دیا
تو جسقدر ذکر کیا ہو راستہ و مسیل آب کے سوائے باقی مرافق بیع مین داخل نہین ہونگے پس منافع اور اسکے حق مین
معطل ہو جاوینگے - اور امام محمدؒ نے مرافق کے ساتھ حقوق کو لاحق نہین کیا اور اہل شروط لاحق کرتے ہین پس یون لکھتے
ہین کہ مع اسکے مرافق کے جو اسکے حقوق سے ہین کیونکہ یہ احوط ہی - اور نیز امام محمدؒ نے ذکر کیا کہ وکل قلیل وکثیر ہو فیھا او
منہا یعنی مع ہر قلیل و کثیر کے جو اسمین اور اس سے ہو اور اہل شروط نہین لکھتے ہین بلکہ واو لکھتے ہین یعنی کل قلیل ہو فیھا ومنہا
یعنی ہر قلیل و کثیر جو اسمین اور اس سے ہو اور وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ کلمہ او تشکیک کیواسطے آتا ہی پس دونون مین سے
ایک چیز غیر معین کو شامل ہوا اور یہ مجہول رہی اور اس طرح مجہول رہی جو جھگڑے مین ڈالتی ہو پس بیع مین خلل واقع
ہونیکی موجب ہوئی لیکن امام محمدؒ نے لفظ او حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحریر وقف کی اتباع کرکے اختیار کیا کہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے حصہ خیبر کے وقف مین تحریر کیا ہو کہ لاجناح علی من ولیہ ان یاکل اویوکل صدیقا لہ غیر متمول
یعنی اس وقف کے متولی پر کچھ گناہ نہین ہو کہ خود کھاوے یا اپنے دوست کو کھلاوے درحالیکہ اسکو متمول نہ کرے
اور اسوجہ سے او اختیار کیا کہ کلمہ او کبھی بمعنی واو آتا ہی چنانچہ بولتے ہین جالس الحسن اوابن سیرین یعنی حسن و ابن سیرین
کے ساتھ ہمنشین ہو اور کتاب اللہ تعالیٰ اسکی مؤید ہو قال اللہ تعالیٰ وارسلناہ الی مائۃ الف او یزیدون و معنی
آیت کے یہ ہین کہ اور ہم نے اسکو بھیجا بجانب ایک لاکھ اور زیادہ آدمیون کے اور امام ابو یوسفؒ سے
بحرف واو مروی ہی جیسا کہ اہل شروط لکھتے ہین اور امام محمدؒ نے مع ہر قلیل و کثیر کے جو اسمین یا اس سے ہو اس
جملہ کے ساتھ جو اسکے حقوق سے ہو یہ لفظ لاحق نہین کیا اور اہل شروط لاحق کرتے ہین پس لکھتے ہین کہ مع ہر قلیل
و کثیر کے جو اس سے یا اسمین ہو اور اسکے حقوق سے ہو اور ایسا ہی ایک روایت کے موافق امام ابو یوسفؒ سے

ف ۱ بعض روایت مین ہو کہ مال جمع کرنا مقصود نہو اور بیان شرح حدیث سے بعض وجہ مذکور ہو اور حاشیہ سے وجہ دوم ظاہر ہو گئی ۱۲ ف ۲ حاصل
یہ کہ یہان یہ مقصود نہین کہ ان مین سے فقط ایک بات جائز ہو بلکہ مراد یہ کہ چاہیے یہ یا دونو جو ہو جائز ہو ۱۲ ف ۳ قولہ او الخ اصل یا زیادہ ہو لیکن بیشک جناب
باری تعالیٰ مین ممکن نہین لہذا یہ تاویل کی اور اصح یہ کہ ہم لوگون کو فرمایا کہ چار لاکھ اندازہ کرو یا زیادہ ۱۲

فرمایا ہی اسواسطے کہ لفظ تمام اُس چیز کو شامل ہی جو دار مین موجود ہی خواہ اسکی بیع جائز ہو یا جائز نہو بنا بر قول امام زفرؒ کے حتی کہ بیع فاسد ہو جائیگی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تمام اُن چیزون کو شامل ہے جو دار مین ایسی ہین جنکی بیع جائز ہی از قسم متاع و لکڑی وغیرہ کے اور مثل شراب و سور وغیرہ کے جسکی بیع جائز نہین ہی اسکو شامل نہین ہی بہر حال احتیاط اسمین ہی کہ یہ لفظ کہ جو اسکے حقوق سے ہو ذکر کر دیا جاوے تاکہ بالاتفاق یہ چیزین داخل بیع نہون - اور زمین کی بیع مین پھل و کھیتی داخل نہین ہوتی ہی اسواسطے کہ یہ حقوق زمین سے نہین ہی اور نیز ذکر کیا کہ مع ہر حق کے جو اس دار کیواسطے ثابت ہی اسمین داخل ہی یا اس سے خارج ہی - اور ایسا ہی امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ و انکے بعد یوسف بن خالد و ہلال لکھا کرتے تھے اور انکے سوا ہمارے اصحاب اسطرح لکھتے ہین کہ مع ہر حق کے جو اسکے واسطے ثابت ہی اس مین داخل ہی اور ہر حق[1] کے جو اسکے واسطے ثابت اس سے خارج ہی اور ان لوگون نے وجہ یہ بیان کی کہ اگر بطرز اول لکھا جاوے تو ایسے حق کو شامل ہوگا جو اسمین داخل اور اس سے خارج ہی حالانکہ حق واحد مین یہ متصور نہین ہی کہ داخل بھی ہو اور خارج بھی ہو پس یون لکھنا چاہیے کہ مع ہر حق کے جو اسکے واسطے ثابت اسمین داخل ہی اور مع ہر حق کے جو اسکے واسطے ثابت اس سے خارج ہی تاکہ جسکو داخل ہونیکے ساتھ موصوف کیا ہی وہ جدا ہو اور جسکو خارج ہونیکے ساتھ موصوف کیا ہی وہ جدا ہو اور جسکو امام محمد رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہی اسکی وجہ یہ ہی کہ عطف مقتضی ہی کہ جو اول مذکور ہوا ہی اسکا تقدیراً و اعتباراً اعادہ ہو چنانچہ کہتے ہین کہ یہ عمرو اور زید ہی اور وہ - اور اسکے معنی یہ ہین کہ وہ عمرو ہی پس بحسب تقدیر عبارت یہی ہو گیا کہ گویا یون کہا کہ مع ہر حق کے جو اسکے واسطے ثابت اس سے خارج ہی کذا فی الذخیرہ اور طحاوی رحمہ اللہ تعالی نے ذکر کیا کہ ہمارے نزدیک مختار یہ ہی کہ یون لکھا جاوے کہ مع ہر حق کے جو اسکے واسطے ثابت اسمین داخل ہی اور مع ہر حق کے جو اس کے واسطے ثابت اس سے خارج ہی یہ مبسوط مین ہی - اور امام محمدؒ نے اسکے بعد یہ نہین لکھا کہ مع اس کی فناء کے اور اہل شروط اسکو لکھتے ہین اور امام محمدؒ نے اسواسطے اسکو ذکر نہین کیا کہ امام اعظمؒ کے نزدیک فناء کے ذکر سے بیع فاسد ہوتی ہی اور یہ مسئلہ نوادر بن سماعہ مین مذکور ہی اور صاحبین نے فرمایا کہ فناء دار بائع کی مملوک ہی آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اسکو اختیار ہی کہ اسمین کنوان کھودے اور اپنے چوپایہ باندھے اور بیع مین ایسی دو چیزونکا جمع کرنا کہ دونون اسکی مملوک ہون مفسد بیع نہین ہی اور امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ فناء دار اسکی مملوک نہین ہی بدین دلیل کہ اگر عامہ کے حق مین کنوان کھودنا مضر ہو تو اسکو اس سے ممانعت کیجائیگی پس اگر اسی وجہ سے مملوک بائع تصور کیجاوے جسکو صاحبین نے بیان کیا ہی تو اس اعتبار سے جبکہ عامہ کے ضرر ہونے کی صورت مین اسکو ممانعت کیجاتی ہی لازم آتا ہی کہ وہ عامہ کی مملوک جگہ ہو پس وہ بائع اور غیرون کے درمیان مشترک کے مثل ہو جائیگی پھر امام محمدؒ نے ثمن کا ذکر کیا اور کہا کہ بعوض - اور جاننا چاہیے کہ ثمن ضرور ہی کہ موزون[2] ہوگا یا کیلی یا معدود یا متقارب یا عددی متفاوت یا عروض یا حیوان یا عقار پس اگر موزون ہو تو ضرور ہی کہ یا تو نقود مین سے ہوگا جیسے دراہم و دینار و فلوس یا غیر نقود مین

[1] ہر حق یعنی مع ہر حق ۱۲ [2] موزون یعنی جو وزن کیا جاتا ہو مانند روپیہ وغیرہ نقود کے کیلی اناج وغیرہ معدود زمین وغیرہ عروض کپڑا وغیرہ باقی ظاہر ہے ۱۲ منہ

ہوگا جیسے زعفران حریر و روئی وغیرہ اور ثیاب پس اگر نقود مین سے ہو پس اگر دراہم ہون تو لکھے کہ اتنے درم اور انکی
نوع تحریر کرے کہ وہ بالکل چاندی ہی یا اسمین میل ہی اور میل جست ہی یا رانگا ہی دراہم غلہ ہین یا نقد بیت المال ہی
اور انکی صفت بیان کرے کہ جید ہین یا ردی ہین یا درمیانی ہین اور انکی قدر بیان کرے کہ چندین درم موزون بوزن
سبعہ یعنی اسمین سے ہر دس درم بوزن سات مثقال ہین اور اگر بعض مذکور کی تحریر چاہے پس اگر شہر مین ایک
ہی نقد ہو تو مطلق بیع اسی طرف راجع ہوگی اور بمثل بیان کردہ کے ہو جائیگا پس صفت ذکر کرنے کی کوئی حاجت
نہین ہی اور اگر شہر مین نقود مختلفہ موجود ہون پس اگر سب کا رواج یکسان ہو اور بعض کو بعض پر فضیلت نہو تو بیع
جائز ہی - اور مشتری کو اختیار ہوگا کہ بائع کو جو قسم چاہے دیدے ولیکن کاتب کو کوئی قسم ضرور تحریر کرنا چاہیے اور اسکا
وزن و قدر تحریر کرے اور اگر سب کا رواج یکسان ہو لیکن بعض کو بعض پر فضیلت ہو جیسا کہ غطریفیہ و عدالیہ تھے تو بیع جائز
نہوگی الا لیکہ بیان ایک قسم کے پس کاتب اسکو تحریر کردے جسپر بیع واقع ہوئی ہی اور اسکی صفت و قدر و وزن تحریر کردے
اور اگر نقود مین سے کوئی نقد زیادہ رائج ہو تو بیع مطلق اسی طرف راجع ہوگی اور یہ مثل ملفوظ کے ہوگا اور اسکی صفت بیان
کرنے کی کوئی حاجت نہوگی لیکن اسکی مقدار و وزن بیان کرنیکی حاجت ہوگی اور اگر ثمن دینار ہون تو لکھے کہ
چندین دینار اور لکھدے کہ بخاری ہین یا نیشاپوری یا ہروی علی ہذا القیاس جیسے ہون بیان کردے اور
یہ بھی بیان کردے کہ مناصفہ ہین یا قراضیات ہین یا پورے ثابت ہین ان مین کسر نہین ہی اور لکھے کہ جید ہین یا درمیانی
یا ردی ہین اور انکی قدر بیان کردے اور کیفیت وزن بھی بیان کرے کہ موزون بوزن مثاقیل مکہ ہین یا بوزن مثاقیل
خوارزم یا سمرقند علی ہذا القیاس جہان کے وزن پر موزون ہون بیان کردے اسواسطے کہ مثقال اکثر شہرون کے مختلف
ہین اور اگر ثمن خالص سونا یا خالص چاندی ہو تو سونا یا چاندی لکھدے اور اسکی نوع و صفت و وزن ضرور بیان کردے
جس طرح ہمنے بیان کیا ہو لیکن اسمین درہم و دینار کا نام نہ لے اسواسطے کہ درم و دینار کا لفظ غیر مضروب پر نہین
بولا جاتا ہی پس سونے کی صورت مین یون لکھے کہ خالص طلاے سرخ جید خالی از آمیزش کے اسقدر مثقال اور اگر
سونے مین میل ہو تو اسکو بیان کردے کہ وہ وہی ہی یا وہی نہین ہی علی ہذا القیاس اور اسیطرح چاندی کی صورت مین
لکھے کہ اسقدر درم وزن چاندی خالص بے میل کھری جید اور باوجود اسکے لکھے کہ متماچی ہی یا کلیجہ ہی کیونکہ چاندی ان
دو قسمون کی ہوتی ہی اسی طرح باقی وزنیات مین جسپر عقد واقع ہوا ہی اسکو اور اسکی نوع و صفت و قدر بیان کردے
اور اگر ثمن کیلی ہو تو جسپر عقد واقع ہوا ہی اسکو تحریر کرے مثلاً گیہون پر عقد ہوا تو گیہون لکھے اور اسکی نوع کہ سقیہ یا
بریہ ہین شتوی سے ہین یا بخارا کے ہین اور اسکی صفت بیان کرے کہ سرخ ہین یا سپید ہین جید ہین یا درمیانی ہین یا
ردی ہین اور اسکی مقدار لکھے کہ فلان قفیز سے اسقدر پیمانہ ہین اور جو کی صورت مین بھی اسی طرح نوع و صفت و مقدار
بقفیز فلان بیان کردے اور گیہون و جو مین وزن نہ لکھے اسواسطے کہ یہ دونون نص سے کیلی ہین اور حکم منصوص کا
تغیر کرنا جائز نہین ہی اور کتاب البیوع مین کیلی چیزون کی بیع سلم بحساب وزن کے اور وزنی چیزون کی بیع سلم
بحساب کیل کے قرار دیکر دراہم دینے مین ہمارے اصحاب سے دو روایتین ہین حسن نے روایت کی ہے کہ

یہ جائز ہی اور طحاوی نے روایت کی ہی کہ جائز نہین ہی پس احتیاط اسی مین ہی کہ کیل کا ذکر کیا جاوے تا کہ اختلاف سے نکل جاوے اور یہ اس صورت مین ہی کہ گیہون یا جو فی الحال دینا ٹھہرے ہون اور اگر انکے واسطے میعاد ٹھہری ہو تو باوجود ان باتون کے جو ہم نے ذکر کر دی ہین مدت کی مقدار بھی ذکر کرے اور ادا کرنے کی جگہ بھی ذکر کر دے تا کہ امام اعظم کے قول سے احتراز ہو جاوے اور اگر ثمن معدودات مین سے ہو پس اگر یہ چیز اثمان مین سے ہو یعنی غیر معین یہ تعیین ثمن ہو جیسے غطارفہ و عدلیات تو غطارفہ مین لکھے کہ اتنے درہم غطرفیہ بخاریہ معدودہ سیاہ جید۔ اور عدلیات مین لکھے کہ اتنے درہم عدلیہ سمیہ رائجہ بخاریہ معدودہ۔ اور انکی نوع بھی بیان کر دے بشرطیکہ انواع مختلف ہون اور اگر یہ نقد مختلف شہرون مین مختلف ہو تو لکھدے نقد شہر فلان۔ اور اگر ثمن بدل وعات مین سے ہو جیسے کرباس و کتان وغیرہ پس اگر معین ہو تو اسکے عوض بیع جائز ہی اور اسکی طرف اشارہ کر دینا ضرور ہی پس اسکو تحریر مین ذکر کرے اور اسکی صفت بیان کر دے اور لکھدے کہ معین اس عقد کی مجلس مین حاضر کردہ شدہ جسکی طرف اشارہ کر دیا گیا ہی۔ اور اگر غیر معین ہو پس اگر فی الحال دینا ٹھہرا ہو تو نہین جائز ہی اور اگر میعاد سے ٹھہرا ہو تو مثل سلم کے جائز ہی پس جس پر عقد واقع ہوا ہے مثلاً کرباس پر اسکو ذکر کر دے اور اسکی نوع اور اسکی موٹائی و باریکی بیان کرے اور اسکا تانا کہ پانصدی ہی یا چھ صدی وغیرہ ہی بیان کر دے اور اسکی مقدار ذکر کرے اور مقدار اسکے گزون کی بیان سے ہوتی ہی اور ذراع کو بیان کر دے کہ ذراع ملک یا ذراع کرباس یا ذراع مساحت وغیرہ مثلاً اور مدت اور مقدار مدت بیان کرے اور اگر اسکے واسطے بار برداری وغیرہ ہو تو ادا کرنے کی جگہ بیان کر دے تا کہ امام اعظم کے قول سے احتراز ہو۔ اور اگر ثمن کوئی ایسا اسباب ہی یا حیوان ہو جسکے دینے کے واسطے مدت مقرر کرنا بالکل جائز نہین ہی اور وہ بطور قرضہ کے ذمہ نہین ثابت ہو سکتا ہی تو اسکا ثمن ہونا تبھی صحیح ہی کہ اسکو معین کر دے یعنی حاضر کر دے اور جس صورت مین ثمن معین ہو وہان اشارہ ضرور چاہیے ہی اسواسطے کہ حاضر معین کا اعلام اشارہ سے ہوتا ہے پس اس بات کو تحریر مین بیان کر دے پس اسکی صفت بیان کر دے اور بیان کر دے کہ یہ چیز مجلس عقد ہذا مین حاضر اور اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہی۔ اور اگر ثمن محدودات مین سے ہو جیسے دار و ارض وغیرہ تو اسکا اعلام اسکے حدود کے بیان سے ہوگا پس لکھے کہ دار واقعہ موقع فلان اسکے حدود بیان کر دے بعوض دار واقعہ موقع فلان اسکے حدود بھی بیان کر دے خرید کیا اور جب قبضہ کا ذکر کرنے کے مقام تک پہونچے تو لکھے کہ اور ہر ایک نے ان دونون متعاقدین مین سے وہ تمام دار جسکو اسنے خرید کیا ہی بنا بر مذکورہ تحریر ہذا کے دوسرے سے لیکر اسکے سپرد کرنے سے قبضہ کر لیا۔ اور درک کے تذکرہ کے وقت لکھے کہ ان دونون متعاقدین مین سے جسکو کچھ درک اس چیز مین لاحق ہو جسکو اسنے اس دوسرے سے خرید ہی تو چنین و چنان ہوگا جس کا بیان آگے آتا ہی۔ پھر واضح ہو کہ امام اعظم و انکے اصحاب امام ابو یوسف و امام محمد و زفر انکے بعد ہلال اس تحریر کے بعد یہ نہین لکھتے تھے کہ بخرید اری صحیح خرید کیا اور ابو زید شروطی اور انکے بعد بعضے اہل شروط اسکے بعد لکھتے تھے کہ بخرید اری صحیح خرید کیا جو قطعی ہی جسمین کوئی شرط نہین ہی اور نہ خیار ہی نہ فساد ہی نہ عدم وفا ہی اور نہ بطریق رہن ہی نہ بطور تلجیہ ہی بلکہ ایسی بیع ہی جیسے مسلمان اپنے بھائی مسلمان کے ہاتھ فروخت کرتا ہی اور

یعنی نہ غلہ ہی اور نہ خیانت ہی ۱۲

؎ یعنی جب بائع ثمن ادا کر دے تو مشتری مبیع اسکو واپس کر دے ۱۲ منہ

یہ اسواسطے لکھتے تھے کہ بخریداری صحیح خریدا کہ ان دونوں کی غرض خرید صحیح ہے پس بوجہ تاکید مقصود لکھ دیتے تھے اور قطعی
ہونیکی صفت اسواسطے بیان کر دیتے تھے تاکہ معلوم ہو کہ یہ بیع دوسرے کی اجازت پر موقوف نہیں ہے اور کوئی شرط نہ ہونا
اسواسطے لکھ دیتے تھے کہ دونوں میں سے کوئی پیچھے یہ دعوے نہ کر سکے کہ بیع مذکور بشرط فاسد تھی کیونکہ اگرچہ ظاہر الروایۃ
کے موافق منکر شرط کا قول قبول ہے لیکن نوادر کی روایت کے موافق قول مدعی فساد کا قبول ہے پس احتیاطاً اسکو لکھنا
چاہیے اور نیز یہ تحریر کہ اسمیں فساد نہیں ہے اور نہ وعدۂ وفا اور نہ سوا اسکے اسواسطے ہے کہ روایت نوادر کے موافق مدعی
فساد کا قول قبول ہے کیونکہ وہ اپنی ملکیت زائل ہونے سے منکر ہے پس احتیاطاً اسکو لکھنا چاہیے اور امام طحاوی فرماتے
تھے کہ یہ نہ لکھا جاوے کہ اسمیں خیار نہیں ہے کیونکہ بعضے علماء نے فرمایا ہے کہ بائع و مشتری جبتک ایک مجلس میں موجود رہیں
تب تک انکو خیار باقی رہتا ہے پس بنابراس قول کے یہ شرط کہ اسمیں خیار نہیں ہے شرط خلاف مقتضائے عقد بلکہ مقتضائے
عقد کے تغیر کرنیوالی ہوگی پس اگر یہ شرط تحریر کی تو شاید واقعہ ایسے حاکم کے پاس پیش ہو جسکا یہی مذہب ہے تو وہ اس
بیع کو باطل کر دیگا اور امام طحاوی نے فرمایا لیکن یہ لکھا جاوے کہ ایسی بیع ہے جیسے مسلمان اپنے بھائی مسلمان کے
ہاتھ فروخت کرتا ہے یہ تبرکاً بہ سنت لکھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگاہ عداء بن خالد بن ہوذہ سے خرید غلام
کی تحریر لکھوائی تو حکم دیا کہ یہ لفظ تحریر کرے کذا فی الذخیرہ اور ہمارے اصحاب نے خرید صحیح و بیع مسلمان بدست برادر
مسلمان و نیز اسمیں فساد نہیں ہے وغیر ذلک اسواسطے نہ لکھا کہ اگر یہ عبارت لکھی جاتی تو مشتری کی طرف سے صحت بیع اور
بیع کا ملک بائع ہونیکا اقرار ہوگا پھر اگر اسکے بعد مشتری کے پاس مبیع استحقاق میں لے لیگئی تو بنابر قول زفرؒ و ابن ابی لیلیٰ علمائے
مدینہ کے مشتری کو بائع سے ثمن واپس لینے کا استحقاق نہوگا اور اگر دونوں میں بیع فسخ ہوئی پھر وہ عود کر کے مشتری کے قبضہ
میں آئی تو اسکو حکم دیا جائیگا کہ بائع کے سپرد کرے پس اسکا تحریر نہ کریگا جیسے ملک بائع ہونا تحریر نہیں کرتا ہے پھر امام محمد
نے فرمایا کہ فلان بن فلان یعنی مشتری نے تمام ثمن نقد ادا کیا اور بائع کو ادا کر کے اس سے بری ہو گیا اور وہ اس قدر
یعنی درہم وزن سبعہ کے ہیں اور صرف اس تحریر پر اکتفا نہ کیا کہ فلان نے ثمن ادا کر دیا اسواسطے کہ اگر بائع کا قبضہ
کرنا تحریر نہ کیا اور پھر اسکے بعد بائع نے کہا کہ تو نے مجھے نقد دیئے تھے لیکن میں نے اسپر قبضہ نہیں کیا تو امام ابو یوسفؒ کے
قول کے موافق اسکے قول کی تصدیق کیجاویگی پس امام ابو یوسف کے قول سے احتراز کیواسطے بائع کا قبضہ کر لینا
تحریر کرے پھر امام محمد نے اختیار کیا کہ بری الیہ یعنی مشتری کی جانب سے ثمن مذکور بائع کو دیکر مشتری کو برأت حاصل
ہوگئی اسواسطے یہ اختیار کیا کہ لفظ جامع تر اور مختصر ہے کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ برأت کی ابتداء مشتری کی طرف اور
انتہا بائع پر ہوئی اور یہ دینے اور قبضہ کرنے سے ہوگی اور اس سے قبضہ صحیح ہونا بھی ظاہر ہوتا ہے کیونکہ اگر بائع
کسی کی طرف سے بیع کا وکیل ہو تو بعضے علماء کے قول کے موافق مشتری اسکو ثمن دیکر ثمن سے بری نہوگا تاوقتیکہ وکیل
مذکور اپنے موکل کی طرف سے ثمن وصول کرنے کا مختار نہو اور جب یہ لکھا گیا کہ مشتری بائع کو ثمن دیکر بری ہوگیا
تو یہ قبضہ اور صحت قبضہ کا اقرار ہے۔ اور ابو یوسف بن خالد یوں لکھتے تھے کہ فلان یعنی مشتری فلان یعنی بائع کو تمام ثمن جو
اس تحریر میں مذکور ہے دیکر بری ہوا درحالیکہ فلان بن فلان نے اس سے لیکر پھر پورا اسپر قبضہ کر لیا اور وہ بقدر ایسے دراہم

وزن سبعہ ہیں اور اس طرح اسواسطے لکھتے تھے کہ بری الیہ منہ کہنے سے اگرچہ از راہ معنی بائع کا قبضہ ثابت ہوتا ہے لیکن بسبب نص ظاہر ثابت نہیں ہوتا ہے اور معنی پر ہر شخص کو وقوف حاصل نہیں ہے پس چاہیئے کہ اس طرح لکھدے کہ بائع نے ثمن پر قبضہ کیا تاکہ تصریح قبضہ کرنا اور معنی قبضہ کرنا ثابت ہو جاوے کہ یہ امر واضح ہے اور جھگڑے کے دور کرنیکے واسطے ظاہر ہے- اور ابوزید شروطی اسطرح لکھتے ہیں کہ فلان بن فلان یعنی بائع نے فلان بن فلان یعنی مشتری سے تمام ثمن جو اس تحریر میں مذکور ہے بھرپور وصول پایا بایں طور کہ فلان بن فلان نے اسکو دیا اور مشتری اس ثمن کو اسکو دیکر بری ہو گیا اور وہ چندین درم وزن سبعہ ہیں جیسے ہیں ہے کیونکہ ہر گاہ قبضہ کی تصریح واجب ہوئی تو دینے کی تصریح بھی واجب ہے تاکہ بائع کا قبضہ مشتری کے دینے سے ہو کیونکہ بنا بر قول شیخ ابن ابی لیلی کے جس شخص نے اپنے قرضدار کے مال کو اپنے حق کی جنس پر قابو پایا تو اسکو لے لینا روا نہیں ہے اور اگر لے لیا تو مالک نہ ہوگا بلکہ غاصب ہوگا پس مشتری کا دینا تحریر کرے تاکہ قول ابن ابی لیلی سے احتراز ہو- اور طحاوی تحریر فرماتے تھے کہ فلان بن فلان نے فلان بن فلان کو تمام ثمن سب بھرپور دیا کہ اس سے لیکر فلان نے قبضہ کر لیا اور اسکو پورے ثمن سے بری کر دیا کیونکہ ہر گاہ قبضہ اور دینے دونوں کی تصریح واجب ہوئی تو دینا قبضہ سے مقدم ہونا چاہیئے ہے اسواسطے کہ قبضہ کرنا دینے کا حکم ہے اور حکم چاہیئے کہ سبب سے موخر ہو پس واجب ہے کہ دینا قبضہ سے پہلے ہو لیکن جو امام طحاوی نے ذکر کیا ہے اس میں ایک طرح کا خلل ہے کہ قولہ اور اسکو پورے ثمن سے بری کر دیا یہ ابتداء سے بریت کا مقتضی ہے نہ بریت بقبضہ کا اور بائع اگر مشتری کو ثمن سے بعد ثمن وصول کرنیکے بری کرے تو بری کرنا صحیح ہوگا اور بائع پر واجب ہوگا کہ جو ثمن اسنے وصول کیا ہے اسکو واپس کر دے پس اصوب یہ ہے کہ یوں تحریر کرے کہ فلان نے ثمن تمام بھرپور فلان کو دیا اور فلان نے اس سے لیکر قبضہ کر لیا اور فلان اسکو دیکر اس سے بری ہو گیا اور وہ چندین درم وزن سبعہ ہیں پس دینا قبضہ سے مقدم ہوگا اور بریت اسکو دیکر حاصل ہونے سے صحت قبضہ ثابت ہو جائیگی اور بریت ابتدائیہ کا وہم بھی دور ہو جائیگا اور تمام سب بھرپور لکھنا تاکید کے واسطے ہے اور ایسی تحریروں میں تاکید کیواسطے دو دو عبارات لکھی جاتی ہیں- اور امام محمد نے تحریر میں قبضہ مبیع نہیں لکھا حالانکہ جس طرح قبضہ ثمن تحریر کرنے کی ضرورت ہے کہ مشتری کے واسطے حجت ہو اسی طرح قبضہ مبیع تحریر کرنیکی حاجت ہے کہ بائع کیواسطے حجت ہو پس اسکا لکھنا ضرور ہے اور اہل شروط نے اسکی عبارت میں اختلاف کیا ہے پس سمتی[1] و ہلال و ابوزید شروطی اسطرح تحریر کرتے تھے کہ فلان بن فلان نے فلان بن فلان کو تمام دار محدودہ مذکورہ تحریر ہذا سپرد کیا اور امام طحاوی اسطرح لکھتے تھے کہ فلان نے فلان کو تمام وہ چیز سپرد جس پر عقد واقع ہوا ہے جسکا بیان اس تحریر میں ہے سپرد کیا اور یہ احسن ہے اور لفظ سپرد کر دینا اختیار کیا اور یہ نہ لکھا کہ فلان نے قبضہ کیا اسواسطے کہ قولہ فلان نے قبضہ کیا اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا ہے کہ بائع نے مشتری کو قبضہ دلایا یا نہ دی ہو اور بعضے لوگوں کا مذہب ہے کہ مشتری بعد ادائے ثمن کے مبیع پر قبضہ کرنیکا مختار نہیں ہے تاوقتیکہ بائع اسکو اجازت نہ دے اور اگر بغیر اسکی اجازت کے قبضہ کر لیا تو مثل غاصب کے ہوگا اور بائع کو اختیار ہوگا کہ اسکے قبضہ سے نکال لے

[1] قولہ سمتی یعنی حملہ ابو زید کے تاتارخانیہ مراد اس سے شیخ یوسف بن خالد ہیں ۱۲ منہ

پس علماے موصوف نے سپرد کردینے کا لفظ اختیار کیا کہ یہ لکھا جاوے کہ اس سے بائع کا قبضہ کی اجازت دینا سمجھا
جاتا ہی تاکہ اس قائل کے قول سے احتراز ہو جاوے اور نیز امام محمد نے تحریرین متبایعین کا مبیع کو دیکھ لینا تحریر نہیں کیا
حالانکہ اسکا لکھنا ضرور ہی اسواسطے کہ بعض علماے مجتہدین نے بے دیکھی ہوئی چیز کا بیچنا اور خریدنا جائز نہیں فرمایا ہی
اور بعض نے بے دیکھی چیز کا بیچنا جائز رکھا ہی اور بے دیکھی چیز کا خریدنا جائز نہیں فرمایا ہی اور بعضون نے دونونکو جائز فرمایا مگر
لیکن انکے نزدیک مشتری کو خیار حاصل ہوتا ہی جب دیکھے اور بائع کو نہیں ملتا ہی اور بعض نے کہا کہ بیع مین بائع کو اور خریدار
مشتری کو خیار حاصل ہوتا ہی پس اسکا لکھنا ضرور ہی تاکہ بالاتفاق بیع جائز ہو اور خیار منتفی ہو جاوے پھر اسکی عبارت مین
اہل شروط نے اختلاف کیا ہی پس سمتی رحمہ اللہ اسطرح لکھتے تھے کہ او فلان و فلان دونون نے اقرار کیا کہ ہم دونون نے تمام دار محدود
مذکورہ تحریر ہذا مع اسکے حدود و حقوق کے اور جو اسمین داخل ہی اور جو اس سے خارج ہی اور ان دونون کو سب کو بیان کرتے
اور تمام جو کچھ اسمین ہی قلیل و کثیر سب دیکھ لیا ہی اور پہچان کر لیا ہی اور ہم دونون نے اسکو وقت عقد بیع کے جو اس
تحریر مین مذکور ہی اور اس سے پہلے دیکھ لیا ہی اور اسی حال پر ہم دونون نے باہم خرید و فروخت کی ہی اور شیخ ابو زید لکھتے
تھے کہ اور مشتری فلان نے تمام دار محدودہ تحریر ہذا کی طرف نظر کر لی ہی اور اسکو دیکھکر راضی ہو گیا ہے۔ اور جو سمتی
نے بیان کیا ہی وہ احسن و اتم ہی اور یہ جو سمتی نے بیان کیا کہ دونون نے اسکو عقد بیع کے وقت دیکھا ہی یہ امر ضروری ہی
اسواسطے کہ بعض علما کا یہ مذہب ہی کہ جو چیز خریدی یا فروخت کی اور اسکو بیع سے پہلے دیکھا تھا اور وقت بیع کے
اسکا معائنہ نہیں کیا بلکہ وہ آنکھون کے سامنے سے غائب تھی تو جائز نہیں ہی پس ہمنے اس قول سے احتراز کیا اور یہ
لکھا کہ عقد بیع کے وقت اسکو دونون نے دیکھا ہی اور یہ جو بیان فرمایا کہ قبل اسکے بھی دیکھا ہی سو اسکی حاجت نہین
ہی بلکہ اسکو بغرض تاکید ذکر کیا ہی اور یہ جو فرمایا کہ جو دونون نے تمام دار مع اس کے حدود و حقوق و قلیل و کثیر کے
جو اسمین داخل اور اس سے خارج ہی سب دیکھ لیا ہی تو یہ امر ضروری ہی اسواسطے کہ ہمارے علما کا مذہب
یہ ہی کہ اگر مشتری نے دار کے باہر سے نظر کی یعنی باہر کو دیکھ لیا اور اسکے سواے نہیں دیکھا تو اسکا خیار
رویت باطل ہو جائیگا اور بنا بر قول زفر کے جبتک وہ پورے داخل کو اور پورے داخل کو اور بعض زمین کو
نہ دیکھ لے تب تک اسکو خیار حاصل رہیگا اور حسن بن زیاد کے نزدیک جبتک تمام قلیل و کثیر اسکا اور تمام اسکی
زمین اور تمام عمارات وغیرہ جو اسمین ہی نہ دیکھ لے تب تک اسکو خیار حاصل رہیگا پس ہم نے ان اختلافات سے
بچنے کے واسطے ان چیزونکا ذکر کر دیا اور نیز امام محمد نے عاقدین کا بابدان متفرق ہونا بھی بیان نہ کیا اور امام طحاوی
بھی اسکو نہیں لکھتے تھے اور عامہ اہل شروط اسکو لکھتے ہین اسواسطے کہ امام شافعی کے نزدیک جبتک متعاقدین
بعد فراغ گفتگوے خرید و فروخت کے از راہ بدن جدا نہو جاوین تب تک انکو اسی مجلس مین اختیار رہتا ہی اور
ہمارے نزدیک بعد ختم گفتگوے خرید و فروخت کے انکو خیار مجلس نہین رہتا ہی پس شاید ان دونون مین جھگڑا واقع
ہو بایں طور کہ دونون معتقد مذہب شافعی ہون پس ایک کہے کہ بیع قبل تفرق کے عقد فسخ کر دیا تھا اور دوسرا
اجازت کا دعوے کرے اسواسطے ہمنے تفرق بابدان کو تحریر کر دیا کہ بعد انعقاد اس بیع کے دونون بابدان متفرق ہوگئے

تھے تاکہ یہ جھگڑا منقطع ہو جاوے اور اہل شروط نے اسکی عبارت مین باہم اختلاف کیا ہی پس شیخ ابو زید اس طرح لکھتے تھے کہ بعد اس بیع مذکورہ تحریر ہذا کے اور اسکے صحیح ہو جانے اور واجب ہو جانے کے باہم رضامندی کے ساتھ پھر متفرق بابدان ہو گئے اور طحاوی یون لکھتے تھے کہ بعد وقوع اس بیع مذکورہ تحریر ہذا کے تمام اس بیع پر باہمی رضامندی اور دونون سے اسکے نافذ کرنیکے پھر دونون متفرق بابدان ہو گئے اور جو امام طحاوی نے ذکر کیا ہی اسمین مشتری کے حق مین زیادہ احتیاط ہی کہ اس سے مشتری صحت خرید کا مقر نہین ہوا جاتا ہی تاکہ بوقت استحقاق مبیع کے بنا بر قول بعض علما کے وہ اپنا ثمن بائع سے واپس نہ لے سکے پھر امام محمدؒ نے فرمایا فما ادرک فلان بن فلان من درک فی ہذہ الدار فعلی فلان بن فلان خلاصہ حتی یسلمہ لہ یعنی اسکے بعد اگر فلان بن فلان (مشتری ۱۲) کو اس دار کی بابت کوئی درک پیش آوے تو فلان بن فلان (بائع ۱۲) پر واجب ہوگا کہ اسکو خلاص کرکے مشتری کو سپرد کرے اور علما نے امام محمدؒ کے قول کہ فما ادرک فلان بن فلان اسکی ترکیب مین اختلاف کیا ہی کہ آیا فلان بنصب ہی یا برفع ہی لیکن نصب زیادہ واضح ہی اور معنی یہ ہین کہ فلان کو جو درک لاحق ہو۔ اور قولہ تو فلان بن فلان پر واجب ہوگا کہ اسکو خلاص کرے یہان تک کہ مشتری کے سپرد کرے اس سے امام محمد کی یہ مراد نہین ہی کہ لامحالہ مبیع کو خلاص کرکے مشتری کو سپرد کرے اسواسطے کہ یہ ایسی شرط ہی کہ شاید اسکے پورے کرنے پر وہ قادر نہو سکے بلکہ یہ مراد ہی کہ اگر صاحب استحقاق اس بیع کی اجازت دیدے تو مبیع کو خلاص کرکے مشتری کے سپرد کرے یا اگر وہ اجازت نہ دے تو ثمن مشتری کو واپس کرے اور اس شرط کا وفا کرنا ممکن ہی اور بعض نسخہ شروط مین جسطرح ہمنے بیان کیا ہی اسی طرح صریح عبارت مذکور ہی کہ فعلی فلان خلاص ذلک حتی یسلمہ الیہ او یرد الثمن علیہ یعنی پس بائع پر واجب ہوگا کہ اس مبیع کو چھوڑا کر مشتری کے سپرد کرے یا مشتری کا ثمن اسکو واپس دے اور اس مقام پر فرمایا کہ اور ایسا ہی امام ابو حنیفہؒ و ابو یوسفؒ لکھا کرتے تھے۔ اور یوسف بن خالد سمتی و ہلال دونون اسطرح تحریر فرماتے تھے کہ اگر پھر اس دار محدودہ تحریر ہذا کی بابت یا اسمین کسی کی بابت یا اسکے کسی حقوق مین کوئی درک تمام لوگون مین سے کسی کی طرف سے پیش آوے تو فلان بن فلان پر واجب ہوگا کہ اس سب کو فلان بن فلان (مشتری ۱۲) کے واسطے خلاص کرے یہان تک کہ اسکے سپرد کرے یا اسکو مشتری کے واسطے ہر درک و مشقت سے خلاص کر دے اور شیخ ابو زید شروطی یون لکھتے تھے کہ فلان بن فلان (مشتری ۱۲) کو جو اسکی بابت یا اسمین سے کسی جزو کی بابت یا اسکے حقوق کی بابت یا حقوق مین سے کسی کی بابت کچھ درک پیش آوے تو فلان یعنی بائع پر واجب ہوگا کہ فلان یعنی مشتری کے سپرد کرے جسکو اسپر اسکو بیع مذکورہ تحریر ہذا نے مشتری کے واسطے واجب کیا ہی۔ امام طحاوی نے فرمایا کہ شیخ ابو زید کی تحریر ہمارے پسند ہی بہ نسبت تحریر یوسف بن خالد و ہلال کے اسواسطے کہ یوسف و ہلال نے درک کو مضاف بجانب مشتری تحریر نہین کیا ہی بلکہ مطلق رکھا ہی پس اس مشتری کو اور نیز ہر ایسے شخص کو شامل ہو جو اس مشتری سے اس دار مذکورہ کی ملکیت اسی سبب سے مثل خرید و ہبہ و صدقہ وغیرہ کے حاصل کرے پس ضمان درک ان لوگون کے واسطے جو مشتری سے ملکیت حاصل کرین اس بائع پر مشروط ہوگی اور اگر مشتری سے خریدنے والے کے ہاتھ سے کسی مستحق نے استحقاق ثابت کرکے یہ دار لے لیا اور مستحق نے بیع کی اجازت نہ دی

یعنی درک خریدنے کے بعد اس مبیع پر جو تعرض بابت استحقاق کے لاحق ہو ۱۲

تو اس شرط تحریر کے موافق مشتری دوم کو بھی اسی بائع سے ثمن واپس لینے کا اختیار ہوگا حالانکہ استحقاق ثابت
ہونے کے وقت مشتری کو اپنے بائع سے ثمن واپس لینے کا استحقاق ہوتا ہی بائع کے بائع سے واپس لینے کا اختیار
نہین حاصل ہوتا ہی اور وارث مشتری کو اپنے مورث کے بائع سے ثمن واپس لینے کا اختیار حاصل ہوتا ہی باوجودیکہ یہ اسکا
بائع نہیں ہی سو اسوجہ سے حاصل ہوتا ہی کہ وہ مورث کا قائم مقام ہی اسی واسطے اس ثمن سے مورث کا قرضہ ادا
کیا جاتا ہی اور اسی واسطے اگر مشتری میت پر اسقدر قرضہ ہو جو اسکے تمام ترکہ کو محیط ہی تو درصورتیکہ دار مذکورہ پر استحقاق
ثابت ہو تو ثمن واپس لینے کا اختیار وصی میت کو ہوتا ہی نہ وارث کو پس اگر اسی طور پر لکھا جاوے جس طرح یوسف
وہلال لکھتے ہین تو بیشتر اسکا وہم ہو سکتا ہی کہ بیع میں یہ ایسی شرط ہی جسکو عقد بیع مقتضی نہیں ہی پس وہ فساد بیع کا حکم
دیگا اسواسطے ہم نے اس سے احتراز کرنے کی غرض سے درک کی اضافت بجانب مشتری کر دی ہی اور بعضے لوگ
اسطرح لکھتے ہیں کہ جو درک فلان بن فلان کو اور ہر کسی کو اسکے سبب سے پیش آوے تو فلان بائع پر اسکا خلاص
واجب ہی اور اسطور سے نہ لکھنا چاہیئے اسواسطے کہ اسباب میں اسکے وارث لوگ اور اس سے خریدنے والے
اور اسکی طرف سے صدقہ یا ہبہ پانے والے اور نیز تمام لوگ جو اس مشتری کی جہت سے ملکیت دار مذکورہ حاصل
کرین سب لوگ ہو سکتے ہیں حالانکہ ہم نے بیان کر دیا ہی کہ وقت استحقاق وارد ہونے کے ان لوگوں کو اس بائع
سے ثمن واپس لینے کا اختیار نہوگا پس اگر اسطور سے تحریر کیا تو بائع کے ذمہ ایسی شرط لگائی جسکو عقد بیع نہیں
چاہتا ہی پس بیع فاسد ہو گی اور بعضے لوگ لکھتے ہیں کہ پس فلان یعنے بائع پر اسکا عہدہ ہی اور اسطور سے بھی
نہ لکھنا چاہیئے اسواسطے کہ امام اعظم کے نزدیک عہدہ قدیم دستاویز کو کہتے ہیں حالانکہ استحقاق ثابت ہونے کے
وقت بائع پر مشتری کا قدیمی دستاویز کا استحقاق نہیں ہوتا ہی پس اگر ایسی شرط (فیہ ۱۲) بائع کے ذمہ لگائی تو خلاف مقتضاے
عقد شرط لگائی پس بیع فاسد ہو جائیگی۔ اور متاخرین اہل شروط نے فرمایا کہ اس طرح نہ لکھنا چاہیئے کہ جو درک
فلان مشتری کو پیش آوے پس فلان بائع پر اسکا خلاص کر کے مشتری مذکور کے سپرد کرنا واجب ہی بلکہ اس طور سے
لکھے جس طرح شیخ ابو زید نے تحریر کیا ہی کہ مشتری کو اسکی بابت یا اسمیں سے کسی جزو کی بابت یا اسکے حقوق یا حقوق
میں سے کسی کی بابت کچھ درک پیش آوے تو بائع پر واجب ہوگا کہ فلان مشتری کو وہ سپرد کرے جو بیع مذکورہ
تحریر ہذا نے مشتری کے واسطے اسپر واجب کیا ہی اسواسطے کہ جب مشتری کے پاس سے مبیع استحقاق ثابت کر کے
لیجاوے اور مستحق اس بیع کی اجازت نہ دوے تو علما کے درمیان اس امر میں اختلاف ہی کہ مشتری کیواسطے بائع پر بحکم بیع
کیا واجب ہوگا پس ہمارے (صاحب استحقاق ۱۲) نزدیک اسپر واجب ہوگا کہ مشتری کو اس کا ثمن واپس کرے اور عثمان البتی و سوار بن عبداللہ
عنبری نے فرمایا کہ دار مبیعہ کے مثل بلندی و پستی و قیمت عمارت و گزون کی مساحت کا اسی مقام پر دوسرا دار سپرد
کرنا واجب ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ اسپر واجب ہوگا کہ دار مبیعہ کی قیمت واپس کرے خواہ ثمن اس کے برابر ہو
یا کم ہو یا زیادہ ہو اور ہرگاہ علما نے اس طور سے اختلاف کیا ہی تو احوط یہی ہی کہ استحقاق کے وقت جو واجب
ہوگا وہ بیان نہ کیا جاوے تاکہ جو قاضی اسکے برخلاف اعتقاد رکھتا ہو وہ اسکو باطل نہ کرے اور جو تحریر ہے

اسکو خلاف مقتضاے عقد نہ خیال کرے۔ اور یہ سب اس صورت میں ہو کہ صاحب استحقاق نے بیع مذکور کی اجازت نہ دی اور اگر صاحب استحقاق نے استحقاق ثابت کرنے کے بعد اس بیع کی اجازت دیدی تو بعضے علما کا قول ہو کہ یہ اجازت بالکل کارآمد نہوگی بنا برین کہ انکے نزدیک فضولی کی بیع منعقد نہیں ہوتی ہو اور نہ اجازت[1] مالک پر موقوف ہوتی ہو اور ہمارے نزدیک اگر قاضی نے صاحب استحقاق کیواسطے اس عین کا حکم نہیں دیا ہی اور حکم دینے سے پہلے صاحب استحقاق نے اجازت دیدی تو اسکی اجازت کارآمد ہوگی پس بائع پر بھی مال عین مشتری کو سپرد کرنا واجب ہوگا لیکن امام اعظم سے ایک روایت میں اسکے برخلاف یوں مروی ہے کہ مستحق کا خصومت کرنا اور قاضی سے حکم کی درخواست کرنا بیع کے نقض کی دلیل ہو پس اس سے بیع ٹوٹ جاویگی جیسے کہ صریح توڑ دینے سے ٹوٹ جاتی ہو پھر اسکے بعد مستحق کا اجازت دینا کچھ کارآمد نہوگا۔ اور اگر بعد حکم قاضی صادر ہونے کے صاحب استحقاق نے اجازت دی تو بعض مواضع میں مذکور ہو کہ بنا بر قول امام اعظم رح کے اسکی اجازت کارآمد نہوگی اسواسطے کہ مستحق کے واسطے مال عین کا حکم قاضی کیطرف سے صادر ہونے سے بیع فسخ ہوجائے گی اور صاحبین رح کے نزدیک اجازت کارآمد ہوگی اسواسطے کہ صاحبین رح کے نزدیک استحقاق ثابت اور مستحق کے واسطے مال عین کا حکم قاضی کیطرف سے صادر ہونے سے بیع فسخ نہیں ہوتی ہو ایسا ہی بعض کتب میں مذکور ہو اور شرح زیادات میں لکھا ہو کہ ظاہر الروایت کے موافق بیع فسخ نہوگی اور اجازت کارآمد ہوگی اور امام ابویوسف سے مروی ہو کہ مال عین قاضی کے حکم سے مستحق کا لے لینا دلیل شکست بیع ہو پس اس سے بیع ٹوٹ جاےگی پھر اسکے بعد مستحق کا اجازت دینا کارآمد نہوگا پس بنا بر قول ایسے عالم کے جو فرماتا ہو کہ بیع فسخ ہوجائیگی اور صاحب استحقاق کی اجازت کارآمد نہوگی اگر بائع کے ذمہ وقت ثبوت استحقاق کے دار مبیعہ سپرد کرنے کی شرط لگائی تو بائع اس دار کو جبھی سپرد کر سکتا ہو کہ جب صاحب استحقاق سے اسکو خریدے پھر مشتری کے سپرد کرے اور ایسے طور سے شرط لگانا عقد کو فاسد کرتا ہو پس احوطیہ ہو کہ یوں لکھا جاوے کہ ایسی حالت میں اسپر اس چیز کا سپرد کرنا واجب ہوگا جسکو بیع مذکورہ تحریر ہذا نے اسپر واجب کیا ہو اور اسی طرح یہ بھی نہ لکھے کہ اسپر ثمن واپس کرنا واجب ہو اسواسطے کہ اگر پورے دار پر استحقاق ثابت ہوا تو ہمارے نزدیک پورا ثمن واپس کرنا واجب ہوگا اور بعضے مخالفین کے نزدیک اسپر اس دار کے مثل جو صورت و معنی مین اسکا مثل ہو واپس کرنا واجب ہوگا اور بعض کے نزدیک اگر پورے دار کا استحقاق ثابت ہو تو اس دار کی قیمت واپس کرے اور اگر تھوڑے دار کا استحقاق ثابت ہو تو اسمیں دو صورتیں ہیں اگر استحقاق کسی غیر معین ٹکڑے کا ثابت ہوا جیسے تہائی و چوتھائی وغیرہ تو ہمارے نزدیک مشتری کو اختیار ہو چاہے باقی بائع کو واپس کرکے اس سے اپنا پورا ثمن واپس لے اور چاہے باقی کو رکھ لے اور جسقدر استحقاق میں لے لیا گیا ہو اسکے حساب سے بائع سے ثمن واپس لے۔ اور اگر کسی معین ٹکڑے کا استحقاق ثابت ہوا پس اگر قبضہ سے پہلے استحقاق مذکور ثابت ہوا تو مشتری کو ایسا ہی اختیار ہوگا جیسا ہم نے بیان کیا ہو اور اگر قبضہ کے

[1] اسکی حاجت نہیں ہے اس واسطے کہ جب منعقد نہوئی تو اجازت پر کیا موقوف ہوگی ۱۲ منہ

بعد ایسا واقع ہوا تو مشتری کو خیار نہو گا بلکہ جسقدر استحقاق مین لیا گیا ہی اسیقدر ٹکڑے کا ثمن بائع سے واپس لیگا اور یہ بمنزلہ
ایسی صورت کے ہوگا کہ جیسے اسنے دو چیزین خریدین پھر قبضہ کے بعد ایک استحقاق مین لے لیگئی ایسا ہی طحاوی نے
اپنے شروط مین ذکر کیا ہی۔ اور خصافؒ نے فرمایا کہ مشتری کو اختیار ہی چاہے باقی کو رکھ لے اور جسقدر استحقاق مین لیا گیا
ہی اسکا ثمن واپس لے اور چاہے باقی کو واپس کر کے بائع سے اپنا پورا ثمن واپس کر لے۔ اور بعضے علماء کے
نزدیک کل مبیع کی بیع فاسد ہو جائیگی اور بائع پر پورا ثمن واپس دینا واجب ہو گا پس بنا بر قول ایسے عالم کے
جو اس دار کے مثل واپس دینا واجب کہتا ہی اور بنا بر قول ایسے عالم کے جو قیمت دار واپس دینا واجب کہتا ہے
بیعنامہ مین ثمن واپس کرنیکی شرط تحریر کرنا ایسی شرط ہو گی جو مقتضائے عقد نہیں ہی پس اس سے عقد فاسد ہو گا پس
ان لوگون کے قول سے احتراز ہونے کے واسطے اسکو تحریر نہ کرے اور ہمارے نزدیک بھی بعض صورتون مین پورا
ثمن اور بعض صورتون مین تھوڑا ثمن واپس کرنا واجب ہوتا ہی پس اگر ہم بیعنامہ مین مطلقاً پورا ثمن واپس کرنا شرط کرین تو
یہ شرط خلاف مقتضائے عقد ہو کر موجب فساد ہو گی اور اگر ہمنے اس طرح تحریر کیا کہ پس بائع پر وہ چیز واجب ہو گی جو
بیع مذکورہ تحریر ہذا نے مشتری کے واسطے اسپر واجب کر دی ہی تو در صورت استحقاق ثابت ہونے کے اور صاحب
استحقاق کا بیع کی اجازت نہ دینے کے جس چیز کا حکم قاضی کیطرف سے اسپر صادر ہو وہ سب کے نزدیک موجب اس
بیع کے ہو گی جیسا کہ بیعنامہ مین شرط تحریر ہوئی ہے پس قاضیون مین کسی قاضی کو خواہ کسی قول کا معتقد ہو اس
بیع کے باطل کر دینے کا اختیار نہو گا جب کہ اسکے پاس یہ مقدمہ پیش ہو پس اسوجہ سے یہی لکھنا احوط ہی۔ اور امام ابوحنیفہ
و امام ابو یوسفؒ بعد تحریر واقعہ درک کے یون لکھا کرتے تھے کہ پس فلان پر اسکا خلاص کرنا واجب ہو گا حتی کہ اس کو
مشتری کے سپرد کرے یا اسکو اسکا ثمن مع قیمت اس چیز کے واپس کرے جو یعنی بائع[12] عمارت درخت زراعت وغیرہ بائع کے
حکم سے مشتری نے خود ایجاد کی ہون یا اسکے واسطے نو ایجاد کی گئی ہون۔ اور ہم نے ان چیزون کی قیمت کی ضمان
اسواسطے تحریر کر دی کہ بنا بر قول بعضے علماء کے یعنے مشتری کے واسطے[12] استحقاق ثابت ہونیکے وقت مشتری کو بائع سے ان چیزون کی قیمت
واپس لینے کا اختیار جبھی ہوتا ہی کہ جب بائع نے اس کی ضمانت قبول کر لی ہو اور اگر ضمانت قبول نہ کی ہو تو نہین اور
ہم نے بائع کے حکم سے اسواسطے تحریر کیا کہ بعضے علماء مدینہ منورہ کہتے ہین کہ بائع نے اگرچہ مشتری کے واسطے ان
چیزون کی قیمت کی ضمان کر لی ہو تاہم مشتری اس سے اس قیمت کو جبھی واپس لے سکتا ہے کہ جب بائع نے ایسا
حکم کیا ہو پس ہم نے بائع کا ضمانت کرنا اور اسکا یہ حکم دینا ان علماء کے قول سے احتراز کرنے کے واسطے تحریر کر دیا
اور بعضے لوگ یون تحریر کرتے ہیں کہ مع ضمانت اس چیز کے جسکو مشتری عمارت و درخت وغیرہ سے نو ایجاد
کرے۔ اور یہ صحیح نہیں ہی اسواسطے کہ مشتری کبھی دار مین ایسی چیز ایجاد کرتا ہی کہ استحقاق ثابت ہونے کے وقت اسکی
قیمت لینے کا اختیار بائع سے اسکو حاصل نہین ہوتا ہی جیسے کنوان اگارنا اور چہ بچہ صاف کرنا و موری صاف
کرنا ایسی چیزین جنکو بائع کے سپرد نہین کر سکتا ہی پس اگر انکی ضمانت بھی بائع کے ذمہ شرط کی تو ایسی شرط اسکے
ذمہ لگائی جس کو عقد مقتضی نہین ہے اور اس مین ہر دو عاقدین مین سے ایک کے واسطے

نفع ہی[1]- اور امام طحاوی فرماتے تھے کہ احوط یہ ہو کہ یہ نہ لکھا جاوے کہ بمع قیمت اس چیز کے جسکو مشتری پیدا کرے بلکہ یون لکھا جاوے کہ فلان بن فلان کو اس دار محدودہ یا اسکے حقوق میں سے کسی حق میں یا ایسی چیز مین جسکو ایجاد کرے مثل عمارت و درخت و زراعت کے کوئی درک پیش آوے تو بائع پر بحکم بیع مذکورہ بیعنامہ ہذا جسکا سپرد کرنا واجب ہے اسکو تسلیم کرے اور وجہ یہ ہو کہ جب دار مبیعہ کا استحقاق ایسی حالت میں ثابت ہو کہ مشتری اس مین کوئی عمارت بنا چکا ہو یا درخت لگا چکا ہو یا اسمین کھیتی بوئی ہے تو اس میں علماء کا اختلاف ہے پس ہمارے اصحاب سے اسمین دو روایتین ہین ایک روایت شاذہ میں فرمایا کہ اگر بائع حاضر ہو تو مشتری بائع سے ان چیزون کی قیمت اس طرح قائم کر کے حساب سے لیگا اور یہ عمارت اور پودے اور زراعت بعوض اس مال قیمت کے جو بائع نے تاوان دیا ہو بائع کے ہوجاوینگے پھر اس کے بعد صاحب استحقاق کو اختیار ہوگا چاہے بائع سے مواخذہ کرے کہ ان چیزون کو اسکی زمین سے اکھاڑے اور دور کردے اور چاہے بائع کو ان کی قیمت اکھڑی ہوئی اور توڑی ہوئی کے حساب سے دیکر انکو اپنے واسطے رہنے دے اور اگر بائع غائب ہو تو صاحب استحقاق کو اختیار ہوگا کہ مشتری سے مواخذہ کر کے ان چیزون کو اپنی زمین سے دور کرادے اور بائع کے آنے تک کا انتظار نہ کرے۔ پھر جب اس کو مشتری نے اکھاڑ لیا تو جب کبھی بائع پر قابو پاوے تو اسکو وے کہ اسی طرح اکھڑی ہوئی کی قیمت اس سے تاوان لے کیونکہ اسنے بائع کو ایسا ہی سپرد کیا اور اگر صاحب استحقاق چاہے تو مشتری کو انکے اکھاڑنے سے منع کرے اور اپنے واسطے رہنے دے اور مشتری کو اکھڑی ہوئی کے حساب سے اسکی قیمت دیدے پھر مشتری[2] بائع سے سوائے اپنے ثمن کے اور کچھ واپس نہیں لے سکتا ہو اور ظاہر الروایۃ میں فرمایا کہ اگر مشتری سے ان چیزون کے دور کرنے کا مواخذہ کیا گیا تو مشتری اسکو دور کردے گا پھر ٹوٹن مشتری کی ہوگی پھر اسکو اختیار ہوگا چاہے یہ ٹوٹن بائع کو دیکر اس سے ثابت کی قیمت لے لے اور چاہے ٹوٹن اپنے واسطے رہنے دے اور بائع سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہو[یا درخت مطلوبہ ۱۲] پس جب ہمارے نزدیک یہ حکم ہوا کہ بعضی صورتون مین مشتری بائع سے عمارت کی قیمت لیتا ہے اور بعض صورتون مین نہیں پس اگر بیعنامہ میں یہ لکھین کہ واپس لے گا مطلقاً تو ہم نے مشتری کے واسطے ہر حال مین قیمت واپس لینے کا اختیار ثابت کر دیا حالانکہ یہ شرط خلاف مقتضائے عقد ہو اور ہر دو عاقدین میں سے ایک یعنی مشتری کے واسطے اسمین نفع ہی پس ہمارے نزدیک ایسی شرط موجب فساد عقد ہوئی اور بعضے علمائے بصرہ نے زعم کیا کہ اگر مشتری نے عمارت بنائی اور اسکو یہ معلوم نہین ہو کہ یہ دار صاحب استحقاق کی ملک ہو حتیٰ کہ اسنے دھوکے و نادانستگی میں بنایا پھر صاحب استحقاق ظاہر ہوا تو قاضی اس مستحق سے کہے گا کہ تجھکو اختیار ہے چاہے مشتری کو اسکی ثابت عمارت کی قیمت دیدے کیونکہ اُسنے دھوکے اور نادانستگی میں بنائی ہو اور یہ عمارت تیری ہوگی اور اگر چاہے تو اسکی قیمت نہ دے اور مشتری تیرا شریک رہیگا اور مشتری کو عمارت دور کرنے کا حکم نہ دیا جائے گا اور وہ بائع سے

---

[1] نفع ہے اور ایسی شرط بالاتفاق موجب فساد بیع ہے ۱۲ [2] جو بائع کو دیا ہے ۱۲

کچھ واپس نہین لے سکتا ہی۔ اور اگر مشتری جانتا ہو کہ یہ دار ملک مستحق ہی اور با وجود اسکے اسنے عمارت بنائی تو صاحب
استحقاق کو اختیار ہوگا چاہے مشتری کو اس عمارت کے منقوضہ کی قیمت کے حساب سے قیمت دیکر مشتری سے یہ عمارت
لے لے اور مشتری بائع سے کچھ نہین لے سکتا ہی پس اگر ہم بیعنامہ مین یہ شرط تحریر کرین کہ مشتری بائع سے واپس لے (تو دی ہوئی ۱۲)
تو بنابر قول ان علماء کے ہم نے ایسی شرط لگائی جو خلاف مقتضائے عقد ہی۔ پس موجب فساد عقد ہوگی اور نیز
امام شافعیؒ کا یہ مذہب ہی کہ جو چیز مشتری نئی ایجاد کرے اسکی قیمت بائع سے واپس نہین لے سکتا ہی پس اسکے
قول کے موافق بھی ایسی شرط خلاف مقتضائے عقد ہوگی پس ایجاد مشتری کی قیمت کی ضمان کی شرط بائع پر کرنے
سے احتراز واجب ہی تاکہ ہمارے قول وغیرون کے قول کے موافق عقد بیع فساد سے محفوظ رہے لیکن یہ تحریر کرے
کہ بائع پر وہ چیز مشتری کو سپرد کرنا واجب ہوگی جو اس بیع مذکورہ بیعنامہ ہذا نے اسپر واجب کیا ہو حتی کہ اگر یہ بیعنامہ
کسی قاضی کے پاس پیش کیا جاوے تو وہ اس بیع کے فاسد ہونے کا حکم نہین دیگا بلکہ اسکے مذہب کے موافق جو چیز بحکم اس
بیع کے بذمہ بائع واجب ہوگی اسکا حکم بائع پر صادر کرے گا اور واضح ہو کہ یہ تقریر امام طحاوی کی اگرچہ عقد بیع کو فساد
سے بچاتی ہی لیکن اسمین حق مشتری کی صیانت ان چیزوں سے جو عمارت و درخت و زراعت اُسنے ایجاد کی ہین
نہین ہی اسواسطے کہ امام طحاوی نے یہ تحریر نہین کیا کہ جو درک اسکو ان چیزون مین سے انھین سے کسی چیز مین
جو اسنے بحکم بائع ایجاد کی ہین پیش آوے حالانکہ اسکا ذکر کرنا بعضے اہل علم کے قول سے بچنے کے واسطے ضرور ہی
اسی طرح اُسنے مقدار ضمان جو اسپر انکی قیمت مین پیش آویگی بیان کی حالانکہ ابن ابی لیلی کے قول کے موافق
ضمانت صحیح ہونے اور مشتری کے بائع سے رجوع کرنے کے واسطے اسکا ذکر کرنا ضرور ہی کیونکہ شیخ ابن ابی لیلی (یعنے ایکدرم سے ہزار درم تک یا دو ہزار درم تک ۱۲)
کے نزدیک جبتک مقدار مضمون بہ کی معلوم نہو تب تک ضمان صحیح نہین ہی پس اسکا حیلہ یہ ہی کہ ان چیزون کا
ضمانت نامہ علیحدہ تحریر کرے یا ان چیزون کی ضمانت کا ذکر بیعنامہ مین تحریر کرے اور لکھدے کہ یہ ضمانت بائع
کیطرف سے اس بیع مین مشروط نہ تھی بلکہ اسنے بعد بیع کے اسکی ضمانت کرلی ہی اور ان چیزون کی مقدار قیمت ایسی
ذکر کردے کہ اس امر کا یقین اسکو ہو کہ ان چیزون کی قیمت اس سے نہین بڑھے گی مثلاً ایکدرم سے ہزار درم تک یا
دو ہزار درم تک علی ہذا القیاس پس عقد فاسد ہونے سے بھی احتراز ہو جائیگا۔ اور حق مشتری کی حفاظت بھی ان
چیزون مین جنکو وہ ایجاد کریگا از قسم عمارت و درخت و زراعت حاصل ہو جائیگی یہ ذخیرہ مین ہی پھر امام محمد نے فرمایا
کہ گواہ ہوئے یعنی گواہان سمیان گواہ ہوئے۔ اور بعضے اہل شروط اس عبارت کو اول تحریر مین لکھتے ہین یعنی وہ یہ ہم
جنپر گواہ لوگ گواہ ہوئے اور ہمارے نزدیک احسن یہ ہی کہ اسکو اخیر مین تحریر کرے اسواسطے کہ گواہ لوگ اپنی
گواہی آخر مین تحریر کرتے ہین پس اس لفظ کا ذکر کرنا بھی وہین بہتر ہی جہان گواہ لوگ اپنے اپنے نام ثبت کرین یہ مبسوط
مین ہی اور امام محمد نے اسی پر اقتصار کیا اور کچھ اور ذکر نہ کیا اور امام ابوحنیفہؒ و امام ابویوسفؒ بھی اسی پر اقتصار کرتے
تھے یعنے گواہ ہوئے اور اہل شروط یوسف بن خالد و ہلال و ابوزید نے اسپر عبارت بڑھائی ہے پس یوسف بن
خالد و ہلال یون تحریر فرماتے تھے کہ گواہان سمیان تحریر ہذا فلان و فلان تمام اس چیز کی جو اس تحریر مین ہے

اور دونون کے اس اقرار کی کہ دونون نے جو کچھ اس تحریر مین بیان ہی سمجھ لیا ہی درحالیکہ دونون صحیح تھے اور دونون کے تصرفات جائز تھے گواہ ہوے اور یہ ماہ فلان سنہ فلان مین واقع ہوا۔ اور شیخ ابوزید اس طرح لکھتے تھے کہ گواہان مسمیان گواہ ہوے فلان وفلان کے تمام اس چیز کے اقرار پر جو ہماری اس تحریر مین مذکور و موصوف ہے اور اس قرار پر کہ دونون نے تمام اسکو جو اسمین مذکور ہی سمجھ لیا بعد ازانکہ دونون کو یہ تحریر پڑھ سنائی گئی اور دونون نے اقرار کیا کہ ہم دونون نے اسکو حرفاً حرفاً سمجھ لیا ہی اور دونون نے ان گواہون کو تمام اس چیز کا جو اس تحریر مین ہے اپنے اوپر گواہ کر لیا اپنی صحت عقول و ابدان و جواز تصرفات کی حالت مین درحالیکہ بطوع خود بدون اکراہ و اجبار کے ایسا کیا اور درحالیکہ ان دونون کے امور مین انپر کوئی متولی نہ تھا بلکہ یہ دونون خود اپنے مالون کے مختار تھے یہ دونون کسی بات مین مجبور نہ تھے اور نہ ایک مجبور تھا اور دونون کو مرض وغیرہ کی کوئی علت نہ تھی اور یہ تحریر ماہ فلان سنہ فلان مین لکھی گئی اور یوسف بن خالد و ہلال نے گواہون کی گواہی باثبات تمام مرقومہ بیعنامہ اختیار کی اور شیخ ابوزید نے دونون متبایعین کے تمام مرقومہ بیعنامہ کے اقرار کی گواہی اختیار کی اور ہمارے بعضے متاخرین مشائخ رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ تحریر مین بعضی ایسی بات ہوتی ہے جسپر گواہ لوگ حقیقۃً واقف ہوتے ہین چنانچہ خرید فروخت و قبضہ ثمن و قبضہ مبیع و تفرق متعاقدین بابدان و ضمان درک وغیرہ اور بعضی ایسی بات ہوتی ہی جسپر گواہون کو حقیقۃً وقوف نہین ہوتا ہی چنانچہ بیع مین معنی تلجیہ ہونا و شبہہ ہونا اور مقدار ثمن واقعی کیونکہ احتمال ہی کہ دونون نے درپردہ قرارداد کر لی ہو کہ بیع بطور تلجیہ ہی اور ظاہر مین دکھلانے سنانے کو بیع کرتے ہون اور نیز درپردہ قرارداد ہو کہ بیع بعوض ہزار درم کے ہی اور ظاہرا دو ہزار درم کہتے ہین اسی طرح متبایعین کا بیع دیکھ لینا یہ بھی ایسی بات ہی کہ حقیقۃً اسپر گواہ واقف نہین ہو سکتے ہین اسواسطے کہ آدمی دوسرے کے دیکھ لینے کو کیونکر جان سکتا ہی ہان یہ دیکھ سکتا ہی کہ وہ اسطرف آنکھ کئے متوجہ ہی اور بسا اوقات آدمی آنکھ ایک چیز کی طرف کرتا ہی اور اسکو نہین دیکھتا اور نہ واقف ہوتا ہی اور اسی طرح تحریر کتابت مین جو کچھ ہی اسپر دونون متعاقدین کا علم ہو جانا بھی ایسا ہی ہی کہ گواہ لوگ حقیقۃً اس سے واقف نہین ہو سکتے ہین مگر یہ باتین ایسی ہی ہین کہ متعاقدین کے اقرار ہی سے لوگون کو وقوف ہوتا ہی اور گواہ ہونا اور اس گواہی کو لینے ذمہ لینا اسی قدر صحیح ہی جتنا گواہ کو وقوف ہو پس جسکو گواہ نے حقیقۃً معلوم کیا ہی اسمین انکی گواہی باثبات لکھنی چاہیئے کیونکہ اس سے وہ لوگ حقیقۃً واقف ہوے ہین اور جس سے حقیقۃً واقف نہین ہوے ہین اسمین متعاقدین کی اقراری گواہی تحریر کرے پس یون لکھنا چاہیئے کہ گواہان مسمیان تمام مرقومہ بیعنامہ کے باین طور شاہد ہوے کہ جس کا انکو حقیقۃً وقوف ہوا ہی اسکے باثبات اور جنکا حقیقۃً وقوف نہین ہوا ہی اسکے باقرار متعاقدین پھر یوسف بن خالد و ہلال نے یون لکھا کہ دونون کی حالت صحت و جواز تصرفات مین۔ اور ابوزید نے لکھا کہ دونون کی صحت عقل و جواز تصرفات کی حالت مین اور طحاوی نے لکھا کہ دونون کی صحت عقل و جواز تصرفات کی حالت مین اور جو طحاوی نے تحریر فرمایا ہی یہ اوثق و احوط ہی۔ اور آیا گواہون کا متعاقدین کی روشناسی و نام و نسب سے پہچاننا بھی تحریر کیا جاوے اور شمنی و ہلال اسکو تحریر نہین فرماتے تھے اور ان دونون کے سواے اہل شروط تحریر فرماتے تھے اور بعضے متاخرین مشائخ نے فرمایا

کہ اگر دونون متعاقدین لوگون مین مشہور ہون تو اسکو لکھنے کی حاجت نہین ہی اور اگر مشہور نہون تو اسکا لکھنا ضرور ہے
کیونکہ گواہون کو دونون کے مواجہہ مین اداے گواہی کی ضرورت ہی پس دونون کی روشناسی ضرور ہی تاکہ دونون
پر گواہی دیسکین اور نیز دونون کے غیبت مین اور دونون کی موت کے بعد اداے شہادت کی ضرورت ہوتی ہی تو
انکا نام ونسب پہچاننا ضرور ہی اور متعاقدین کے اقرار پر کہ ہمارا یہ نام ونسب ہی اعتماد کرنا جائز نہین ہی شاید ہر ایک
اپنا نام ونسب غیر کا نام ونسب بیان کرے تاکہ گواہون کو فریب دے بدین غرض کہ غیر کی ملک سے مبیع نکال لے
پس شاید متعاقدین کے قول پر اعتماد کرنا غیر متعاقدین کی ملک کھودے اور یہ ایسی بات ہی کہ اس سے بہت لوگ
غافل ہین کہ وہ لفظ بیع وشرا و اقرار بقبضہ باہمی ایسے دو شخصون سے سن لیتے ہین جنکو پہچانتے نہین ہین پھر
جب بعد موت صاحب مبیع کے انسے گواہی طلب کیجاتی ہی تو اسی نام ونسب پر گواہی دیتے ہین حالانکہ ان کو
اسکا علم نہین ہی پس اس سے احتراز کرنا چاہیئے تاکہ لوگون کی املاک باطل ہوجانے سے بچین اور خود خداع
ومجازفت سے محفوظ رہے پھر گواہ کو نسب کا حال معلوم ہونے کا طریقہ یہ ہی کہ اتنے لوگ اسکو خبر دین جنکا جھوٹ
بات پر اتفاق کرنا غیر متصور ہو یہ امام اعظمؒ کے نزدیک ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک دو مرد[1] یا ایک مرد
اور دو عورتین اس بات کی گواہی دین پس اگر نسب کی گواہی برداشت کرنے کا قصد کیا اور ایسی جماعت کا
حاضر کرنا دشوار ہوا جسکی امام اعظمؒ نے شرط کی ہی کہ علم نسب اس طور سے حاصل ہونا چاہیئے تو یہ کرنا چاہیئے کہ گواہون
کے پاس دو گواہ اس نسب کی گواہی دین پس ان گواہون کی گواہی پر یہ گواہ ہون حتی کہ جب اداے شہادت
کی حاجت پیش آوے تو نسب پر ان گواہون کی گواہی پر گواہی دین اور جو بیعنامہ مین تحریر ہے اس کی
اپنی ذاتی گواہی دین اور کسی عورت کی گواہی برداشت کرنے کے واسطے بعضے مشائخ کے نزدیک
اسکا چہرہ دیکھنا ضرور ہی اور فقط اتنے پر کہ گواہون کو پہچنوا دیا کہ یہ فلانہ ہی گواہون کو اسپر[2] گواہی حلال نہین ہے
اور درحالیکہ وہ عورت غائب ہو یا مرگئی ہو اور گواہون کو اسپر گواہی دینے کی ضرورت پیش آئی کہ نام ونسب
کی گواہی ادا کرین تو نام ونسب کی گواہی برداشت کرنا صحیح ہونے کے واسطے وہی طریقہ ہی جو ہمنے مرد مجہول
کی صورت مین بیان کیا ہی کہ امام اعظمؒ کے نزدیک ایک جماعت گواہی دے جسکا دروغ پر اتفاق کرنا متصور نہو
اور صاحبین کے نزدیک دو گواہ گواہی دین اور ہم نے یہ صورت پوری کتاب الشہادت مین ذکر کر دی ہے اور
اگر درک کا کوئی کفیل ہو تو فرمایا کہ اگر درک کے واسطے مشتری نے بائع سے کوئی ضامن مانگا تو کیونکر تحریر
کرنا چاہیئے تو مسئلہ دو طرح پر ہی۔ یا تو فقط درک کا کفیل لیا اور کسی بات سے تعرض نہ کیا۔ یا تمام اس حق کا جو بسبب بیع
کیوجہ سے مشتری کا بائع پر واجب ہو یعنی ثمن وقیمت ایجاد عمارت وزراعت ودرخت وغیرہ سب کا
کفیل لیا پس چاہیئے جس طرح کفالت لی ہو بہرحال جائز ہی اسواسطے کہ یہ ایسے قرضہ کی کفالت ہے جو
عنقریب واجب ہوگا اور ایسی کفالت جائز ہی یہ کتاب الکفالۃ مین معلوم ہوچکا ہی لیکن پہلی صورت مین

[1] یہ تفصیل نہین فرمائی کہ یہ دونون عادل ہون یا چاہے جیسے ہون اور ظاہرا عادل ہون ۱۲ منہ [2] یعنی جب کبھی نالش ہو ۱۲

کفیل پر وقت درک و استحقاق کے فقط ثمن واپس کرنا واجب ہوگا اور قیمت عمارت و زراعت و درخت مین سے کچھ واجب نہوگا اسواسطے کہ جب درک مطلقاً بیان کیا جاوے تو عرف مین اس سے یہی مراد ہوتی ہے کہ استحقاق کے وقت ثمن واپس کرے پس کفالت بدرک اسی طرف راجع ہوگی اور کسی طرف راجع نہوگی پس خرید کی تحریر سے لکھنے کے بعد یون لکھے گا کہ جو کچھ اس دار کی بابت درک پیش آوے تو فلان یعنی بائع پر و فلان یعنی کفیل پر اس کا خلاص واجب ہے پس مشتری کو اختیار ہے چاہے دونون کو ماخوذ کرے یا دونون کو متفرق ایک بعد دوسرے کے ماخوذ کرے یہان تک کہ دونون اسکو یہ دار سپرد کرین یا اسکا ثمن چنین و چنان ہے واپس کرین اور ایسا ہی امام محمد نے کتاب مین ذکر کیا ہے اور دونون کے ماخوذ کرنے کا اختیار اسواسطے لکھا کہ ابن ابی لیلی کے قول سے احتراز ہو جاوے اسواسطے کہ ابن ابی لیلی کا یہ مذہب ہے کہ کفالت مثل حوالہ کے اصیل کو بری کر دیتی ہے لیکن اس صورت مین بری نہیں کرتی ہے کہ جب کفالت مین یہ شرط کر لیجاوے کہ اسکو اختیار ہے کہ دونون مین سے جس کو چاہے ماخوذ کرے اور دونوں کا متفرق ایک بعد دوسرے کے ماخوذ کرنا اسواسطے لکھا کہ ابن شبرمہ کے قول سے احتراز ہو کہ ابن شبرمہ کے نزدیک کفالت موجب برأت اصیل نہیں ہے لیکن حقدار نے اگر اصیل و کفیل دونون مین سے کسی کا دامن پکڑا اور اس سے مطالبہ کیا تو دوسرا مطالبہ سے بری ہو جائیگا لیکن اس صورت مین بری نہوگا کہ جب کفالت مین یہ شرط کر لی کہ اسکو اختیار ہے کہ ایک بعد دوسرے کے دونون سے مطالبہ کرے کذا فی الذخیرہ اور شیخ الاسلام نے اپنی شرح مین فرمایا کہ مشائخ نے فرمایا کہ اس مقام پر اور شرطین بھی ہین جنکا ذکر کرنا ضرور ہے از انجملہ یہ ہے کہ کفیل نے کفالت کی بدون اسکے کہ یہ بات بیع مین شرط کیجاوے اسواسطے کہ بیع بشرط کفیل قیاساً نہین جائز ہے اور اسی کو زفر رح نے اختیار کیا ہے پس شیخ زفر رح کے قول سے احتراز ہونے کیواسطے اس کا لکھنا ضرور ہے اور از انجملہ یہ لکھے کہ کفالت بحکم بائع تھی اسواسطے کہ عثمان بیتی کا مذہب یہ ہے کہ بدون حکم مکفول عنہ کے کفالت صحیح نہین ہوتی ہے پس بائع کا حکم اس قول سے احتراز ہونے کے واسطے تحریر کر دے از انجملہ یہ لکھے کہ مکفول لہ یعنی مشتری نے مجلس کفالت مین اس کفالت کی بمخاطبت اجازت دیدی اسواسطے کہ امام اعظم رح و امام محمد رح کا مذہب یہ ہے کہ غائب کے واسطے کفالت جائز نہین ہے جب کہ اسکی طرف سے قبول نہ پایا جاوے (یعنے بخطاب کردن ۱۲) سوائے ایک خاص صورت کے اور یہ سب کتاب الکفالت مین معلوم ہو چکا ہے پس مشتری کا بمخاطبت مجلس کفالت مین اجازت دینا دونون امامون کے قول سے احتراز ہونیکے واسطے لکھنا ضرور ہے۔ اور از انجملہ یہ ہے کہ یہ بھی لکھنا چاہئیے کہ بائع و کفیل ان دونون مین سے ہر ایک دوسرے کی اجازت سے دوسرے کے نفس کا بھی کفیل ہے اسواسطے کہ بسا اوقات دونون مین سے ایک غائب ہوتا ہے اور دوسرا تنگدست ہوتا ہے پس اس سے مشتری کو اپنا حق وصول نہین ہو سکتا ہے پس اسکو دوسرے کے نفس کا کفیل کرے تاکہ ایسی حالت مین اس سے دوسرے غائب کے حاضر لانے کا مواخذہ کرے پس اس غائب کیطرف سے اپنا حق وصول پا ویگا اور کفالت بحکم بائع بغرض احتراز از قول عثمان بیتی تحریر کیے۔ اور از انجملہ یہ ہے کہ یہ لکھدے کہ اس بیع کی وجہ سے بائع و کفیل کسی پر جو دعوے مشتری اپنی زندگی مین یا موت کے بعد کرے یا بطلب

کہ و اررے مشتری دعوی کرے اس دعوے کی خصومت کا ہر ایک ان دونون مین سے دوسرے کیطرفسے وکیل ہو کالت صحیحہ ہمین شرط ہی کہ جب اس وکالت کو فسخ کرے تو پھر اسکے بعد وہ وکیل بدستور رہو جائیگا پس اسکا ذکر کرنا ضروری ہے تاکہ مشتری کو وثوق حاصل ہو اسواسطے کہ جبتک مال اصیل پر واجب نہوگا تب تک کفیل پر واجب نہوگا ہو ہوسکتا ہے کہ کفیل اپنے اصیل کیطرف سے برداشت کرتا ہو اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہی کہ مشتری پر بائع کی غیبت مین استحقاق ثابت ہوتا ہو حالانکہ کفیل حاضر ہوتا ہی اور مشتری کفیل پر دعوی کرکے اپنا استحقاق بائع پر ثابت نہین کرسکتا ہی اسواسطے کہ کفیل اس غائب کیطرفسے خصم نہین ٹھہرتا ہی درحالیکہ کفیل اس غائب کیطرف سے وکیل خصومت مقرر نہو خواہ کفالت اسکے حکم سے ہو یا بدون اسکے حکم کے ہو یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی ایسا ہی امام ابو یوسف نے امام اعظم سے روایت کی ہے پس کفیل سے مطالبہ کرنا ممکن نہوگا اور امام ابو یوسف نے املا مین فرمایا کہ اگر کفالت بحکم ہو تو بائع کیطرفسے کفیل خصم ٹھہرے گا اور اگر بلا حکم ہو تو بائع کیطرف کفیل سے خصم نہ ٹھہریگا۔ اور امام محمد نے فرمایا کہ کفیل بہرحال خصم ٹھہریگا خواہ کفالت بحکم بائع ہو یا بحکم نہو پس جبکہ اس مسئلہ مین اسطور سے اختلاف ہو تو ہر ایک کیواسطے دوسرے کیطرف سے وکالت بروجہ مذکور تحریر کرنا چاہیئے تاکہ اس اختلاف سے احتراز ہو اور لازم ہی کہ خصومت مین کفیل ازجانب بائع وکیل کیا جاوے تاکہ بائع کی غیبت مین مشتری کو بائع پر اپنا حق ثابت کرنے کا قابو ہاتھ آوے کہ کفیل سے مطالبہ کرے اور رہا کفیل کو بائع کی طرف سے وکیل خصومت کرنے کی کچھ حاجت نہین ہی اسواسطے کہ مشتری بسبب بیع مذکورہ بیعنامہ کے جو کچھ اسپر دعوے کریگا بائع اسکا اصیل ہوگا اور مشائخ نے اسکی وجہ اور فائدہ بیان کیا ہی مگر ہم کو یہ ظاہر نہین ہوا۔ یہ سب اس صورت مین ہی کہ فقط ضمانت درک کا کفیل لیا ہو اور اسکے سوائے کسی بات سے تعرض نہ کیا ہو اور اگر تمام اس حق کا جو اس بیع کے سبب سے مشتری کا بائع پر واجب ہو اسکا کفیل لیا تو کفالت کو انھین شرائط پر تحریر کرے جنکو ہم نے بیان کردیا ہی اور قیمت عمارت درخت زراعت میں جس مقدار کی کفالت کی ہی اسکو بیان کردے کہ ایک درم سے ہزار درم تک مثلاً پس ایسی مقدار ذکر کرے کہ معلوم ہو کہ غالباً قیمت عمارت و درخت و زراعت اس سے زائد نہو جائیگی واللہ تعالی اعلم بالصواب اور اگر ایسے شخص سے جسکی طرف سے اس بیع مین جھگڑا کرنیکا خوف ہی یہ اقرار لیا کہ یہ بیع اسکی رضامندی سے ہوئی ہی اور اسکو اسمین کچھ تنازع نہین ہی مثلاً بائع کا بیٹا یا جورو یا باپ کہ جسکی طرف سے یہ گمان ہو کہ مبیع مین بوجہ خرید وغیرہ کے اسکا کچھ دعوی ہوگا تو بعد تحریر درک کے اسطرح لکھے کہ فلان بن فلان یعنی اس بائع کے پسر نے یا فلانہ بنت فلان اس بائع کی جورو نے بطوع خود بحالت اجتماع شرائط صحت اقرار کے ایسا اقرار جو اس بیع مین مشروط نہین اور ملحق نہین ہی اسطرح کیا کہ جمیع دار محدودہ مذکورہ بیعنامہ ہذا اس بائع فلان کی ملک وحق تھا اور اسنے اپنی ذاتی ملک کو فروخت کیا ہی اور میرا اس سب مین یا اسمین سے کسی جزو مین کچھ دعوی کچھ حق نہین ہے اور یہ مشتری اب اس دار مذکورہ کا بہ نسبت میرے اور بہ نسبت سب آدمیون کے مستحق ہو گیا ہی اور اگر مین معاملہ مین

سلہ قول ہماری زبان مین اس طرح لکھنا چاہیے کہ اب اس دار مبیعہ کا مین یا کوئی آدمی مستحق نہین ہی یہ مشتری ہی اس کا حقدار ہے ۱۲ منہ

سلہ قول مترجم کہتا ہے کہ اس دوسرے شخص کو یہ قول کہنا واجب نہین ہی کیونکہ یہ اسکے حق مین صریح ضرر ہی کیونکہ اگر وہ ایسا اقرار کرے تو کہین وہ اس دار کو اس مشتری کے ہاتھ فروخت نہین کرسکتا ہی ۱۲ منہ

اس مشتری پر کبھی کوئی دعوی کرون تو میرا دعوی باطل و مردود ہی اور اس مقرلہ نے اسکے اس اقرار کی بالمشافہہ تصدیق کی پھر انھون نے اپنے اوپر اس بات کے گواہ کریے یا اس طرح لکھے کہ فلان نے بطریق مذکورۂ بالا تحریر کرکے لکھے کہ یہ اقرار کیا کہ سب جو کچھ اس تحریر مین بیان کیا ہی بیع و قبضہ ثمن و تسلیم بیع و ضمان درک از جانب بائع ہذا اندرین بیع یہ سب ایسی حالت مین ہوا کہ میری طرف سے اس بائع کے واسطے علم و اجازت و رضامندی تھی اور میرا اس سب مین کچھ حق و کچھ دعوی نہین ہی آخر تک موافق مذکورۂ بالا تحریر کرے یا ابتدا سے تحریر مین اسطرح لکھنا شروع کرے کہ فلان مخزومی نے فلان مخزومی سے باجازت فلان و فلان مخزومیان کے خرید کیا اور قبضہ ثمن کے وقت بھی فلان کا حکم و اجازت تحریر کرے اور اگر معقود علیہ دو دار ہون پس اگر دونون متلاصق ہون تو لکھے کہ ہر دو دار متلاصقہ (جسکی طرف سے خوف ہو ۱۲) جو شہر فلان کے محلہ فلان کوچہ فلان مین واقع ہین یعنی (یعنی مبیع ۱۲) مع حدود وغیرہ سب جیسا کہ بیان ہوا ہی تحریر کرے پھر حدود کی تحریر سے فارغ ہو کر لکھے کہ مع دونون کے حدود تمام کے و دونون کے حقوق کے دونون کی زمین و دونون کی عمارت اور دونون کے سفل و دونون کے علو کے و مع دونون کے سب مرافق کے و مع ہر حق کے جو دونون کے واسطے ثابت دونون مین داخل ہی یا دونون سے خارج ہی اور جو ہر قلیل و کثیر کے جو دونون کے واسطے اور دونون مین اور دونون سے دونون کے حقوق مین سے ہی پھر تحریر کو موافق بیان مذکورۂ بالا ختم کرے اور اگر دونون دار ایک دوسرے سے جدا ہون پس اگر دونون ایک ہی کوچہ مین (یعنی خریدار ۱۲) واقع ہون تو لکھے کہ تمام دونون دار علیحدہ علیحدہ جو کہ شہر فلان کے محلہ فلان کوچہ فلان مین واقع ہین پھر دونون مین سے ہر ایک کے حدود علیحدہ علیحدہ بیان کر دے پھر تحریر کو موافق مذکورۂ بالا ختم کر دے اور اگر دونون مین سے ہر ایک دار کو ایک ایک علیحدہ کوچہ مین واقع ہو پس اگر یہ دونون کوچہ ایک ہی محلہ کے ہون تو لکھے کہ پس ان دونون مین سے ایک دار شہر فلان کے محلہ فلان کوچہ فلان مین مسجد فلان کے سامنے واقع ہی۔ اور اسکے حدود بیان کر دے پھر اسکے حدود سے فارغ ہو کر لکھے اور ان دونون مین سے دوسرا دار شہر فلان کے اسی محلہ کے فلان کوچہ مین واقع ہی پھر اسکے حدود تحریر کرے پھر بیعنامہ کو بدستور سابق ختم کرے اور اگر دونون کوچہ دو محلون کے ہون تو تفصیل کر دے کہ پس ان دونون مین سے ایک دار فلان محلہ مین اور دوسرا دار فلان محلہ مین ہی پھر تحریر کو بدستور سابق ختم کرے پھر اگر ثمن مین تفصیل ہو تو ہزار درہم ثمن ذکر کرنے کے بعد تفصیل بیان کر دے کہ اس ثمن مین سے چھ سو درم اس دار کا حصہ ہی جسکے حدود اولاً بیان کیے ہین اور چار سو درم اس دار کا ثمن ہی جسکے حدود پیچھے بیان کیے گئے ہین پھر تحریر کو بدستور سابق ختم کرے اور اگر معقود علیہ ایک دار مین سے ایک بیت معین ہو تو لکھے کہ تمام بیت سرمائی یا گرمائی یا تمام بیت تابستانی یا تمام مطبخ یا تمام بیت ہیزم یا تمام بیت انخلاء یا تمام بیت خشاب کو فلان سے خریدا اور اگر مع اسکے بالاخانہ کے خرید ہو تو لکھے

ل قال المترجم ایسا نہین لکھنا چاہیے بلکہ یون لکھنا چاہیے کہ مع ہر حق کے جو دونون یا دونون مین سے کسی کے واسطے ثابت یا دونون یا دونون مین سے کسی مین داخل یا دونون یا دونون مین سے کسی سے خارج ہی علی ہذا ما بعد مین بھی اسی طرح لکھنا چاہیے اور بات یہ ہی کہ بعض حقوق دونون کو شامل نہین ہوتے بلکہ ایک ہی کے لیے خاص ہین اور یہی ما بعد مین ہی علاوہ برین دستاویز مین تفصیل بقدر ممکن چاہیے ۱۲ منہ

کہ تمام بیت فلان مع اسکے بالاخانہ کے یا لکھے کہ مع اسکے جو اسکے اوپر بالاخانہ ہی منجملہ تمام دار کے جو شامل بیوت جو محلہ فلان کوچہ فلان مین واقع ہی پھر حدود دار لکھدے پھر اس دار مین سے اس بیت کے واقع ہونے کی جگہ کہ وہ اندر جانیوالے کے دائین جانب ہی یا بائین جانب یا سامنے ہی جیسا ہو لکھدے اور یہ کہ یہ بیت داہنی طرف یا بائین طرف ہی بیوت مین سے اول ہی یا ثانی ہی یا ثالث ہی اور اس بیت کے حدود بھی لکھے پھر لکھے کہ یہ بیت مع اپنے حدود و حقوق و راستہ کے جو صحن دار سے تا دروازہ فلان ہی سب لکھے اور چاہیے کہ راستہ کی مقدار لکھدے اگرچہ ہمارے نزدیک راستہ کی مقدار بقدر دروازہ فلان ہوتی ہی لیکن بعضے علما کے نزدیک اسکی کوئی مقدار مقرر نہین ہی پس مجہول ہوئی تو موجب فساد عقد ہوگی پس راستہ کا چوڑاؤ تحریر کردے تاکہ ان علما کے قول سے احتراز ہو اور اگر فقط سفل خریدا ہو بالاخانہ نہ خریدا ہو تو لکھدے کہ مبیع فقط سفل ہی اسکا علو فلان بائع کا ہی اسمین سے کچھ بیع مین داخل نہین ہوا ہی اور قولہ اسمین سے کچھ بیع مین داخل نہین ہوا ہی ذکر کردیا حالانکہ بالاخانہ بدون صریح ذکر کے بیت کی بیع مین داخل نہین ہوتا ہی لیکن اسواسطے ذکر کردیا کہ کوئی وہم کرنیوالا وہم نہ کرے کہ جسطرح دار کی بیع مین بالاخانہ داخل ہو جاتا ہی اسیطرح شاید بیت کی بیع مین داخل ہوا ہو پس اس وہم کے دور کرنیکے واسطے بیان کردیا واللہ تعالی اعلم بالصواب۔ اور اگر معقود علیہ دار کا کوئی ٹکڑا مقدر ہو تو لکھے کہ دار مین لیو احصہ مقدرہ مقسومہ معلومہ خریدا اور دار کے حدود بیان کردے اور یہ ٹکڑا اس دار مین سے نصف ہی اور اس دار کے دروازہ اندر جانیوالے کے دائین جانب ہوتا ہی اور وہ اتنے بیت وصفہ و اس دار کے صحن سے اتنا ٹکڑا ہی اور مساحت مین اسقدر گز طول و اسقدر عرض ہی اور اسکے حدود اربعہ یہ ہین کہ ایک حد ملازق اس دار کی بیت فلانی سے ہی اور دوسری اس دار کی بیت گرمادی سے ملازق ہی اور اسیطرح سوم و چہارم بحسب موقع بیان کردے اور اگر دار خریدکردہ شدہ مین سے کوئی بیت وقت خرید کے استثنا کیا گیا ہو تو لکھے کہ تمام دار مشتملہ بیوت کو سوائے بیت واحد مع اسکے بالاخانہ کے یا ماسوائے بیت واحد مع اسکے علو کے یا بدون بیت واحد کے خریدا اور یہ دار فلان جگہ واقع ہی اور اسکے حدود بیان کرے اور یہ بیت جو استثنا کیا گیا ہی اس دار کی فلان جگہ پر واقع ہی اور اسکے حدود بیان کردے اور بیت مستثنی کے حدود بیان کرنیکی ضرورت اسواسطے ہوئی اگرچہ وہ مبیع نہین ہی کہ اگر یہ وہ مجہول رہے تو اسکی جہالت موجب جہالت مستثنی منہ ہوگی جو مبیع ہی پس اس مشتری مسمی مذکورہ تحریر ہذا نے اس بائع مسمی مذکورہ تحریر ہذا سے تمام یہ دار محدودہ مذکورہ تحریر ہذا مع اسکے سب حدود و حقوق زمین و عمارت و سفل و علو و راستون کے مع ہر قلیل و کثیر کے جو مستثنے کیا گیا ہی کہ سوائے اس بیت مع اسکے حدود و حقوق زمین و عمارت و اس بیت کی راہ تا دروازہ فلان الی آخرہ اسقدر ثمن کے عوض خریدا اور بیت کا راستہ اسواسطے ذکر کرنا ضرور ہی کہ بدون اسکے بائع اپنے بیت تک آمد و رفت رکھنے کا مختار نہوگا پس اسکو ضرر پہونچے گا اور یہ امر ایسی چیز مین واقع ہوا جسپر بیع نہین واقع ہوئی ہی پس موجب فساد بیع ہوگا جیسا کہ چھت کی ایک دھنی فروخت کرنے کی صورت مین ایسی نزاع کی وجہ سے بیع فاسد

ہوتی ہی کذا فی المحیط اور معائنہ کر لینے کا بیان تحریر کے وقت لکھے کہ مشتری نے اس بیت مستثنے کو بھی دیکھ لیا اور پہچان لیا اور اسکا لکھنا ضرور ہی اور ایسا ہی امام محمد نے اصل مین ذکر کیا ہی اور یہ اسوجہ سے ہی کہ مستثنی کا دیکھنا ضرور ہی تاکہ خیار رویت باقی نہ رہے اور تاکہ باتفاق علماء بیع جائز ہو جاوے اور بیوت مین باہم از راہ منافع کے تفاوت ہوتا ہی پس بدون مستثنے دیکھنے کے مستثنے معلوم نہو گا اور جب مستثنی مجہول رہا تو مستثنے منہ مجہول ہو جائیگا اور وہ مبیع ہی پس اسوجہ سے مستثنی کو دیکھنا شرط کیا گیا اور یہ مسئلہ شروط الاصل کے مختصات سے ہی کیونکہ باقی کتب شروط مین صرف مبیع کا دیکھنا شرط کیا گیا ہی اور بعضے اہل شروط ایسی صورت مین یون لکھتے ہین کہ مشتری نے بائع سے خرید کیا تمام وہ دار جو فلان مقام پر واقع ہی بعوض اسقدر ثمن کے بدین شرط کہ اسمین سے ایک بیت بائع کیواسطے ہی۔ اور یہ تحریر خطا ہی اسواسطے کہ بیع تمام دار کی باین شرط کہ اسمین سے ایک بیت بائع کے واسطے ہی فاسد ہی کیونکہ ثمن دار مجہول ہوگا اسواسطے کہ ایسی صورت مین مشتری دار کو ماسوائے بیت مذکور کے بعوض اسقدر ثمن کے جو بصورت باقی دار و بیت مذکور پر ثمن تقسیم کرنے کے باقی دار کے حصہ مین پڑے خریدنے والا ہو جائیگا بخلاف بیع تمام دار کے سوائے ایک بیت کے بعوض اسقدر ثمن کے کہ یہ فاسد نہین ہی اسواسطے کہ ایسی صورت مین باقی دار کو بعوض پورے ثمن کے خریدنے والا ہوگا اور یہ جائز ہی اسی طرح اگر غرفہ مستثنے ہو تو اسکی بھی ایسی ہی صورت ہی کہ اگر اس غرفہ کے ساتھ دوسرا غرفہ بھی ہو تو غرفہ کی حد بھی بیان کرے اور اگر دوسرا غرفہ نہو فقط اس بیت کی حد بیان کرے جسمین یہ غرفہ ہی کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر معقود علیہ دار مین سے ایک حصہ غیر مقسومہ ہو تو لکھے کہ یہ وہ ہی کہ فلان بن فلان نے فلان بن فلان سے دو سہام مین سے ایک سہم خریدا اور وہ نصف حصہ مشاع منجملہ اس چیز کے ہی یا تمام سہم واحد منجملہ تین سہام کے خریدا اور وہ تہائی حصہ مشاع منجملہ اس چیز کے ہی یا تمام سہم واحد از چہار سہام خریدا اور وہ چوتھائی مشاع منجملہ اس چیز کے ہی۔ پھر جسمین یہ حصہ مبیع واقع ہی اسکے حدود بیان کرے اور حصہ مبیع کے حدود بیان نہ کرے بخلاف اسکے اگر بیع دار مین سے کوئی حویلی معین یا بیت معین یا زمین مین سے کوئی معین ٹکڑا ہو تو ایسی صورت مین جس طرح دار کے حدود بیان کریگا اسی طرح منزل معین مذکور کے جو مبیع ہی حدود بیان کرنے ضرور ہونگے۔ اور فرق یہ ہی کہ منزل تو دار مین سے ایک جگہ معلوم ہی آنکھون سے معائنہ ہی پس اسکے حدود معلوم ہونگے جیسے کہ دار کے ہین۔ اور دار مین سے حصہ شائع یعنی غیر مقسوم نظر سے معائنہ نہین ہی پس اسکے حدود معلوم نہونگے اور نیز وجہ یہ ہی کہ دار کے حد بیان کر دینا وہی حصہ مذکورہ کیواسطے ہونگے اسواسطے کہ نصیب مذکور تمام دار مین شائع ہی پس حصہ کے حدود بیان کرنے کی حاجت نہین ہی۔ اور منزل معلوم تمام دار مین شائع نہین ہوتی ہی پس دار کی تحدید اس منزل کی تحدید نہو گی پھر جب قبضہ کا ذکر آوے تو لکھے کہ تمام دار پر قبضہ کر لیا اسواسطے کہ یہ حصہ پورے دار مین شائع ہی پس اسپر قبضہ کرنا بدون قبضہ تمام دار کے ممکن نہین ہی بخلاف اسکے اگر مبیع منزل معین ہو تو اس صورت مین لکھے گا کہ اسنے تمام اس چیز پر جسکے حق مین بیع مذکور بعینامہ ہذا واقع ہوئی ہی قبضہ کر لیا ہو اسواسطے کہ یہی تمام دار مین سے ایک جگہ معین ہی پس بدون قبضہ تمام دار کے اسپر قبضہ کرنا ممکن ہی اور بعضے محققین مشائخ نے فرمایا کہ یون لکھے کہ اسنے حصہ مذکورہ پر قبضہ کر لیا یا لکھے کہ اسنے تمام اس چیز پر جسپر بیع مذکورہ بعینامہ ہذا واقع ہوئی ہی اور وہ

دار محدودہ مذکورہ کے دو سہام مین سے ایک سہم پر قبضہ کر لیا اسواسطے کہ بیع نے بائع پر مبیع کا سپرد کرنا واجب ہی نہ غیر مبیع کا سپرد کرنا - اور نصف شائع پر قبضہ کرنا[سلہ] مقصود ہو آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ حصہ شائع کا غصب متصور ہی چنانچہ امام محمد رح نے بہت کتابون مین تحریر فرمایا ہی کہ اگر دو شخصون نے غلام غصب کیا اور دو مرد جب ایک چیز کو غصب کرینگے تو ہر ایک انمین سے نصف غیر مقسوم کا غاصب ہوگا پس معلوم ہوا کہ غیر مقسوم کا قبضہ متصور ہی پس اسیپر قبضہ کرنا یون ہی بیان کرے جسطرح ہمنے بیان کیا ہی - اور جب متبایعین کے مبیع دیکھ لینے کے ذکر تک پہونچے تو لکھے کہ متبایعین نے تمام دار کو دیکھ لیا ہی اور درصورتیکہ منزل معین خریدی ہو تو فقط منزل کا دیکھ لینا تحریر کرے اسواسطے کہ منزل تمام دار مین سے ایک جگہ معین ہی پس فقط اسکا دیکھ لینا ممکن ہی اور نصیب تو تمام دار مین شائع ہی پس اسکا دیکھ لینا بدون تمام دار دیکھنے کے ممکن نہین ہی یعنی تمام دار دیکھنے کے ضمن مین اسکا دیکھنا بھی آجائیگا - یہ سب اس صورت مین ہی کہ تمام محدود بائع کی ملک ہو - اور اگر بائع کی ملک اسی قدر ہو جو اسنے فروخت کی ہی تو لکھے کہ فلان بن فلان نے اس سے تمام اس مقدار کو جسکو بائع نے اپنی تمام ملک وحق و اپنا حصہ منجملہ تمام اس چیز کے جسکے حدود بیان کیے گئے ہین بیان کیا ہی خرید کیا اور یہ ایک سہم منجملہ دو سہام کے ہی - اور تمام ملک اسواسطے لکھے کہ زفر کے قول سے احتراز ہو جاوے کیونکہ شیخ زفر کا یہ مذہب ہی کہ اگر دو شریکون سے ایک شریک نے منجملہ دو سہام کے ایک سہم فروخت کیا تو بیع ہر دو شریک کے حصہ مین سے ایک سہم کی جانب راجع ہوگی پس بائع اپنے نصف حصہ کا فروخت کرنیوالا ہوگا اسواسطے تمام ملک وحصہ لکھدے تاکہ باتفاق علماء اپنے ہی تمام ملک کا فروخت کرنیوالا ہووے واللہ تعالی اعلم اور اگر نصف باقی اسی مشتری کا ہووے تو لکھے کہ اور نصف باقی غیر مقسوم اس محدود مین سے اس مشتری کا بوجہ خرید سابق یا میراث وغیرہ کے تھا پس اب تمام یہ محدود اسی مشتری کی ملک ہو گیا - اور اگر اس مشتری نے نصف شائع کو خرید کیا اور نصف باقی کو باجارہ لیا ہو تو نصف شائع کا بیعنامہ جس طرح ہمنے بیان کیا لکھکر گواہی کرانے سے پہلے لکھدے کہ اس بائع نے اقرار کیا ایسا اقرار کہ اس بیع مین مشروط نہین ہی اور نہ اسکے ساتھ ملحق ہی کہ مین نے اس دار محدودہ مین سے نصف مشاع جو میری ملک باقی رہا ہی بعد ان حدود کہ جسپر یہ عقد اجارہ واقع ہوا ہی اس مشتری کو ایک سال کامل کے لیے اسقدر درمون پر اجارہ دیا تاکہ اسکی نفع حاصل کرنیکی صورتون سے اس سے نفع اٹھاوے اور اجرت پیشگی لینا اور اسمین جو تصرف ہوا ہوا اور ضمان درک سب تحریر کردے پھر تحریر کو ختم کرے - اور اگر معقود علیہ کسی بیت کا بالاخانہ ہو اسکا سفل نہو تو لکھے کہ خرید کیا اس سے وہ تمام غرفہ جو بیت سرمائی یا گرمائی پر واقع ہی یا اتنا منجملہ دار مشتملہ بیوت سے ہی اور دار کے حدود بیان کردے پھر اس بیت کی جسپر علو ہی جگہ بیان کرے پھر اس بیت کے حدود بیان کرے اور علو کے حدود بیان نہ کرے پس بیت کے حدود بیان کرنے کی ضرورت تو اسوجہ سے ہی کہ وہ ایک وجہ سے مبیع ہی اسواسطے کہ علو کا قرار اسی پر ہی پس اسکے حدود بیان کرنے ضرور ہین اور علو کے حدود نہ بیان کرنے اسوجہ سے کہ بیت کے

سلہ یہان تبعاً بضمن قبضہ کل البتہ مسلم ہی اور اولی یہ کہ یون لکھے کہ مشتری نے مبیع پر شائع قبضہ کیا بایں طور کہ کل دار پر قبضہ کر لیا ۱۲ منہ

حدود بیان کرنے سے علو کے حدود بیان کرنے کی ضرورت نہین رہتی ہی پس تمام یہ علو یا یہ غرفہ جو اس بیت محدودہ مذکورہ پر جو اس دار محدودہ مین ہی مع اسکی پوری عمارت کے بدون اس غرفہ کے سفل کے خریدا کہ سفل اس غرفہ کا اس بیع مین داخل نہین ہوا اور اس غرفہ کا راستہ پکی یا لکڑی کی سیڑھی سے ہی جو اندر جانیوالے کے داہنی جانب اس دار کے صحن مین قائم ہی اور لکھدے کہ اس دار کی دہلیز مین جیسا کہ اس دار کے دروازہ کلان مین ہوتی ہی اور لکھدے کہ اسکے داخل مین ہی یا خارج مین ہی پس اگر اس غرفہ کے گرد اور غرفہ ہون تو اسکے حدود بھی بیان کرنے چاہییے ہین کہ ایک حد اس غرفہ کی غرفہ فلان ہی اور دوم و سوم و چہارم چنین و چنان ہی۔ اور امام محمدؒ نے شروط الاصل مین جس بیت پر غرفہ ہی اسکی مقدار مساحت کے گزون کا بیان ذکر نہین کیا اسی طرح امام طحاوی نے بھی اپنے شروط مین اسکا ذکر نہین کیا اور امام خصافؒ اس بیت کے گزون کا بیان کرنا جسپر علو واقع ہی طول و عرض و بلندی کی ناپ شرط کرتے تھے اور ایسا ہی شیخ نجم الدین نسفی سے منقول ہی تاکہ جسوقت سفل منہدم ہو تو اسکی مقدار حق کی بابت دونون مین نزاع نہو اور مشائخ رحمہم اللہ نے کہا کہ بالاخانہ کے گزون کا ذکر کرنا بھی ضرور ہی اسواسطے کہ بالاخانہ کبھی بقدر سفل کے ہوتا ہی اور کبھی اس سے کم ہوتا ہی پس اسکا ذکر کرنا چاہییے تاکہ بالاخانہ منہدم ہو جانے کے بعد دوبارہ بنانے مین دونون مین جھگڑا نہو۔ امام محمدؒ نے اصل مین فرمایا کہ پھر لکھے کہ بتمام حدود آن۔ اور بعضے اہل شروط نے امام محمدؒ پر اسکا عیب لگایا ہی اور کہا ہی کہ بحدود آن کہنے کے کچھ معنی نہین ہین اسواسطے کہ علو کی کوئی حد نہین ہی لیکن یہ عیب کچھ نہین ہی اسواسطے کہ جیسے سفل کی حد ہی ویسی علو کی حد ہوتی ہی اسواسطے کہ حد نام ہی نہایت کا پس جیسے سفل کی نہایت ہی ویسے ہی علو کی نہایت ہی لیکن بات یہ ہی کہ سفل کی تحدید سے علو معلوم ہو جاتا ہی پس علو کی تحدید[1] کی حاجت نہین رہتی ہی اور سفل ہی کی تحدید علو کی تحدید ہو جاتی ہی اور یہ نہین ہی کہ علو کے واسطے تحدید نہو۔ پھر امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسکی زمین کہ معہ اسکی عمارت و زمین کے۔ اور شیخ خصاف اسکو نہین لکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ علو کیواسطے زمین نہین ہی بلکہ وہ ہوا پر ہی آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر قبضہ سے پہلے علو گر جاوے تو بیع باطل ہو جاویگی اور آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر میدان علو بعد اسکے منہدم ہو جانیکے فروخت کرے تو نہین جائز ہی پس اسکی زمین تحریر کرنے کا کچھ فائدہ نہین ہی اور اسکے واسطے زمین ہی نہین ہی ولیکن ہم کہتے ہین کہ ارض الشئی وہ ہوتی ہی جسپر اس چیز کا قرار ہو اور علو کا قرار سفل پر ہی پس اس طور سے سفل اسکے واسطے زمین ہوا پس یہ جائز ہوا کہ یون لکھا جاوے کہ مع اسکی عمارت اور زمین کے یہ سب اسوقت ہی کہ پورے علو کا قرار سفل بائع پر ہو اور اگر بعض علو بائع کے سفل پر اور بعض دوسرے اجنبی کے سفل پر ہو تو لکھے کہ ایسا علو خریدا جسمین سے بعض کا قرار اس بائع کے سفل پر ہی اور بعض کا قرار سفل فلان پر ہی اور جتنی عمارت جس جس سفل پر ہی اسکی مقدار بیان کردے۔ اسی طرح اگر یہ علو اس دار کے دو بیتون پر واقع ہو تو لکھے کہ ایسا علو خریدا جسمین سے

[1] قال المترجم اولی یہ ہی کہ علو کے حدود بھی بیان کرے بلکہ ضرور ہی جیسا کہ امام محمدؒ نے ذکر فرمایا ہی اور جو لوگون نے امام محمدؒ پر عیب رکھا ہی کہ اسکے حدود نہین سو یہ بیجا ہی کیونکہ حق قرار برجاے موجودہ ہونا چاہییے اور ضرورت نہین کہ جاے موجودہ مین تمام سفل کی حد تک علو ہو بلکہ شاید نصف ہو یا دو ثلث تک ہو پس اگر بعد انہدام کے اسنے پورے سفل پر رکھنا چاہا تو نزاع ہوگا ولہذا ظہر الوجہ الوجیہ فی دفع اعتراض علی الامام محمد رحمہ اللہ تعالی فافہم ۱۲ منہ

بعض علو بیت گرا ہوا ہی پر اور بعض علو بیت سرا وی پر اس دار کے بیتون مین سے دو بیتون پر ہی پھر دونون بیتون کے
حدود بیان کردے اور جس جسقدر عمارت علو کے ہر ایک بیت پر ہی اسکی مقدار بیان کردے واللہ تعالی اعلم اور اگر
معقود علیہ ایسا دار ہو جسکے ساتھ ایک چھتا ہو تو لکھے کہ اُسنے تمام دار مشتملہ بیوت و تمام اسکا ساباط جسکی لکڑیون کا
ایک کنارہ اسی دار پر ہی اور دوسرا کنارہ ایک دوسرے دار پر ہی جو اس دار مبیعہ کے مقابل (چھتا ۱۲) ہی اور اس
چھتے کا طول بذراع پیمایش جو فلان شہر مین رائج ہی اسقدر اور عرض اسقدر اور زمین سے بلندی اسقدر اور جس
لکڑیان اتنی عدد ہین مع اسکے سب حدود و حقوق و مرافق کے الی آخرہ تحریر کو ختم کرے یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر معقود علیہ
فقط ساباط ہو تو لکھے کہ فلان بن فلان نے تمام ساباط جسکی لکڑیون کا ایک کنارہ فلان شخص کے دار پر ہی اور دوسرا
کنارہ دار فلان (یعنی دار منسوب بفلان ۱۲) پر ہی اور یہ فلان جگہ واقع ہی اور مثل مذکورہ بالا کے مفصل بیان کردے - اگر یہ چھتا کوچہ کے اندر
لکڑیان قائم کرکے بنایا گیا ہی تو اسکو بیان کردے اور طول و عرض ساباط کی مقدار بیان کردے - اور لکڑیون
کی تعداد بیان کرے جس طرح ہمنے اوپر ذکر کیا ہی اور اگر معقود علیہ علو بدون سفل کے اور سفل بدون علو کے ہی
تو لکھے کہ فلان بن فلان سے ایک دار مشتملہ بیوت مین سے اور اس دار کے حدود اربعہ بیان کردے دو بیت خرید
کہ ایک بیت سفل ہی اور اس کا علو اس بائع کا اور دوسرا علو ہی کہ اسکا سفل اس بائع کا ہی جس سفل کو خریدا
اور جس سفل کا علو خریدا ہی دونون سفل کے حدود علیحدہ علیحدہ بیان کردے جیسا تنہا سفل یا علو خریدنے
کی صورت مین مذکور ہوا ہی - اور اگر دار مبیعہ مشتمل ہو ایک اصطبل و بھوسے کی کوٹھری و پائین باغ کو - تو لکھے
کہ تمام دار جسمین بھوسے کی کوٹھری و اصطبل و پائین باغ شامل ہی جو فلان جگہ واقع ہی خریدا اور اگر اس مین حمام شامل
ہو تو لکھے کہ تمام دار مشتملہ بیوت و حمام واقع مقام فلان خریدا اور مرافق دار ذکر کرنے کے بعد مرافق حمام بھی بیان
کرے اور اگر دار مین چکی گھر شامل ہو تو لکھے کہ تمام دار مشتملہ بیوت و آسیا خانہ جسمین ایک چکی دو پاٹون کی اور
دو چکیان یا تین چکیان وغیرہ ہین جو فلان مقام پر واقع ہی خریدا اور بعد ذکر مرافق دار کے مرافق آسیا خانہ بھی ذکر
کرے اور اگر اناج پیسنے کے واسطے ہی تو اسکو بیان کردے اور تیل نکالنے کے واسطے ہو تو اسکو بیان کردے اور
(ظاہر اس دیار مین تیل اسی طور سے نکلتا ہے ۱۲)
علی ہذا القیاس ہر شے جو دار مین ہو بیان کردے واللہ اعلم - اور اگر معقود علیہ دار کی فقط ایک دیوار ہو تو پہلے جاننا چاہیے
کہ دیوار کی خرید تین حال سے خالی نہین ایک یہ کہ دیوار کو مع اسکی زمین کے خریدے پس ایسی صورت مین یون لکھے
کہ تمام دیوار واقع مقام فلان محدودہ بدین حدود اور حدود دار بیان کردے مین نے پوری دیوار جو اس چیز سے بنائی
گئی ہی خریدی پھر لکھے کہ یہ دیوار اس دار کے فلان جگہ واقع ہی اور دار فلان سے ملازق (یعنی متصل) ہی اور اس دیوار
کا طول اسقدر اور عرض اسقدر اور بلندی اسقدر ہی اور اسکی ابتدا فلان جگہ سے اور انتہا فلان جگہ تک ہی پس اس
دیوار کو مع اسکے حدود و حقوق و زمین و عمارت و مع ہر قلیل و کثیر کے آخر تک موافق بیان سابق تحریر کرے - اور آیا یہ
بھی لکھے کہ مع اسکے راستے کے سوا امام طحاوی نے فرمایا کہ اگر دیوار مذکور ملازق بدار مشتری یا متصل بطریق کلان ہو تو
اسکو نہ لکھے کیونکہ اس صورت مین راستہ کی ضرورت نہین ہی اور اگر ایسا نہو تو راستہ کا لکھنا ضرور ہی دوم آنکہ دیوار کو بدون

زمین سکے بدین شرط خریدے کہ اسکو منتقل کرلیگا اور ایسی صورت مین اسی طور سے لکھے جس طرح اسکے دیوار مع اسکی زمین
خریدنے کی صورت مین بیان ہوا ہی لیکن اس صورت مین یہ لکھے کہ اس دیوار محدودہ مذکورہ کی زمین چھوڑ کر فقط اسی (مثلاً اینٹین نکلوا کر بیچا ہی ۱۲)
کو خریدا ہی پس یہ زمین یا اسمین سے کچھ اس دیوار کی بیع مین داخل نہین ہی اور اس صورت مین راستہ کا ذکر لکھنا ضرور
نہین ہی اسواسطے کہ جب مشتری اسکو منتقل کریگا تو اس دیوار تک آمد و رفت کی ضرورت اسکے واسطے نہین
رہیگی اور ایسا ہی امام ابوحنیفہ و انکے اصحاب لکھتے تھے اور بعضے اہل شروط یون لکھتے ہین کہ فلان بن فلان سے
تمام دیوار کی ٹوٹن خریدی تاکہ اس بات کی دلیل ہو کہ مشتری کو اسکے توڑنے اور منتقل کرلیجانے کا اختیار ہی اور طحاوی
فرماتے تھے کہ یہ خطا ہی اسواسطے کہ اگر اسنے لکھا کہ تمام دیوار کی سب ٹوٹن خریدی اور دیوار ہنوز ٹوٹی ہوئی نہین ہے تو
غیر موجود چیز کا خریدنے والا ہوا اور یہ جائز نہین ہی چنانچہ اگر اس گیہون کا آٹا خریدا یا اس تلی کا تیل خریدا تو جائز نہین ہے
جبکہ ہنوز آٹا اور روغن خارج موجود نہین ہے لیکن اسی طور سے جس طرح ہمنے بیان کیا ہی ایسے الفاظ سے لکھے کہ
جس سے معلوم ہو کہ مشتری کو اسکے توڑنے کا اختیار ہی۔ وجہ سوم آنکہ دیوار کو مطلقاً خریدے تو اس صورت مین حکم یہ ہی کہ اسکے
نیچے کی زمین بدون ذکر کے بیع مین داخل ہوجائیگی یہ حکم سب کے نزدیک ہے سوائے قول خصاف کے پس دیوار مع
زمین کا خریدنا تحریر کرے اور آخر مین کسی حاکم کا حکم لاحق کردے کذا فی المحیط۔ اور اگر بیع فقط عمارت بدون زمین کے
(تاکہ بالاتفاق جائز ہو جاوے ۱۲)
ہو تو لکھے جمیع عمارت دار اور دار کے حدود بیان کردے پھر لکھے کہ فلان بن فلان سے تمام عمارت اس دار کے بیوت
دروازے کی جوڑیان و چھتین و دیوارین و دوقت و دھنیان و عوارض و سہام دیواری و ہرادی اور سب
جو کچھ اسمین پختہ و خام اینٹین و مٹی ابتداے نیو سے لیکر انتہاے بلندی تک ہے بدون زمین سکے خریدی اور اگر
زمین کا استثنا ذکر نہ کیا تو بھی جائز ہی اسواسطے کہ عمارت تابع زمین نہین ہوتی ہی کذا فی الظہیریہ۔ ولیکن اسواسطے تحریر
کردیجاتی ہی کہ اسمین زیادہ وثوق ہی اور یون لکھنا بھی جائز ہی کہ تمام دار مشتملہ بیوت (وغیرہ ۱۲) واقع مقام فلان اور اسکے حدود
بیان کرے خرید کیا پھر بعد کو ذکر حدود کے لکھے کہ پس یہ دار محدودہ مذکورہ مع اپنے سب عمارت سفل و علو کے سوے
زمین سکے خرید کیا کہ زمین اس بیع مین داخل نہین ہوئی ہی اور اس صورت مین مع حدود کے تحریر نہ کرے پھر ایسی
صورت مین یا تو اس دار کی زمین اسی مشتری کی ہوگی اور اسکے قبضہ مین ہوگی تو ایسی صورت مین آخر تحریر مین گواہی
کرانے سے پہلے تحریر کردے اور اگر اس بائع نے اقرار کیا کہ اس دار کی زمین مین میرا کچھ حق نہین ہی اور یہ اپنے تمام حدود
و حقوق کے ساتھ اس مشتری کے قبضہ مین ہی نہ میرے قبضہ مین اور نہ اور سب لوگون مین سے کسی کے قبضہ مین
ہی اور سب جو کچھ میرا اس زمین پر یا اس مین سے کسی مقام پر قبل وقوع اس بیع مذکور کے تھا اور یہ سب ذکر کردے
یہ سب بحق واجب لازم اس مشتری کا ہوگیا جو اسکے حق مین معروف و معلوم ہوا ہی اور مین سنے اس مشتری کیواسطے
کردیا تمام وہ حق جو اس دار مین میرے واسطے واجب ہی یا واجب ہو میری زندگی یا میری وفات کے بعد اور مین نے
اس مشتری کو اسمین اپنے قائم مقام کردیا بدین شرط کہ ہرگاہ مین اسمین سے جسکو مین نے اس مشتری کے واسطے کردیا ہی
اور اسکو بیان کردیا ہی فسخ کرون تو وقت فسخ اور بعد فسخ کے وہ اس مشتری کیواسطے ویسا ہی ہو جیسا کہ قبل فسخ کے تھا

اور اس مشتری نے جو کچھ بائع نے اسکے واسطے اقرار کیا ہے اور سب جو کچھ اسکے واسطے کر دیا ہے جو کہ مذکور ہوا ہے سب بالمشافہہ بالمواجہہ قبول کیا۔ اور اگر اس دار کی زمین اس مشتری کی نہو اور نہ اسکے قبضہ میں ہو بلکہ غیر کی زمین ہو حالانکہ مشتری نے اس عمارت کے خریدنے سے یہ ارادہ کیا ہے کہ میں اس دار میں رہا کروں تو ایسا کوئی سبب ضرور ہونا چاہیے جس سے اس دار کی زمین سے انتفاع حاصل کر سکے اسواسطے کہ اس دار کی سکونت بدون اس دار کی زمین میں رہنے کے نہیں ہو سکتی ہے پس اسکا طریقہ یہ ہے کہ یا تو زمین بطور عاریت لے یا اجارہ لے تو چونکہ اسواسطے کہ عاریت لازم نہیں ہوتی اور مالک زمین کو دمبدم اختیار ہوگا کہ مشتری کو اپنی زمین سے نکالدے پس اسکا قصد پورا نہوگا پس اسکو چاہیے کہ اجارہ لینے کی فکر کرے کیونکہ اجارہ لازمی ہوتا ہے پس جب تک چاہتا ہے تب تک اسمیں رہ سکے گا پھر اسکے بعد معلوم ہو کہ یا تو یہ زمین کسی مالک معروف کی ہوگی یا زمین وقف ہو اور دونوں حالتوں میں اسکا اجارہ پر لینا جائز ہے لیکن اگر مالک سے اجارہ پر لے تو لکھدے کہ فلاں بن فلاں مالک سے اجارہ پر لی اور اسمیں یہ بیان کرنیکی ضرورت نہیں کہ اجرت مذکورہ اس زمین کی اجر المثل ہے اور جس مدت تک چاہے لے لے جائز ہے اور اگر زمین وقفی ہو کہ اسکو متولی سے اجارہ پر لیا تو بیان کر دے کہ یہ زمین فلاں مسجد پر یا فلاں جہت پر وقف ہے اور اسنے اسکے متولی سے اجارہ پر لی ہے اور ہمارے عام متاخرین[۱] مشائخ کے نزدیک اجارہ وقف کی مدت طویل نہیں ہو سکتی اور یہ بھی تحریر کرے کہ یہ اجرت آج کے روز اس زمین کا اجر المثل ہے اسواسطے کہ متولی کو فاش نقصان پر اجارہ دینے کا اختیار نہیں ہے اور مدت اجارہ کی ابتدا و انتہا بیان کر دے۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ عمارت دار کو اپنے واسطے خریدا ہو اور اگر توڑ کر منتقل کر لینے کے واسطے خریدی تو جس طرح دیوار توڑ کر منتقل کر لینے کی صورت خرید میں مذکور ہوا ہے اسیطرح اسمیں بھی تحریر کرے اور اگر معقود علیہ اس دار میں سے راستہ ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں اول آنکہ دار میں سے بقطعہ معین بقدر چوڑائی دروازہ کلاں کے دروازہ کلاں خریدے پس ایسی حالت میں پہلے حدود دار لکھے پھر اس قطعہ کے حدود لکھے جس طرح دار میں سے بیت معین خریدنے کی صورت میں مذکور ہوا ہے اور اگر دار کے طول و عرض کے پیمایش گز بھی تحریر کر دے تو اسمیں زیادہ وثوق ہے اور وجہ دوم آنکہ ساحت دار میں سے بقدر راستہ کے بطور شائع غیر مقسوم خریدے اور ایسی صورت میں حدود دار لکھکر پھر ساحت[۲] (صحن میدان) دار کے حدود لکھے گا اور حدود طریق لکھنے کی حاجت[۳] نہیں ہے اسواسطے کہ طریق جبکہ تمام ساحت دار میں شائع غیر مقسوم ہو تو مثل نصیب شائع کے ہوا اور دار میں سے اگر نصیب شائع خریدا تو دار کے حدود بیان کیے جاتے ہیں نہ نصیب شائع کے پس ایسا ہی اس مقام پر ہے اور اگر راستہ کی چوڑائی بیان کر دی تو زیادہ وثوق ہے اور اگر بیان نہ کی تو مشتری کو بقدر چوڑائی دروازہ کلاں کے استحقاق ہوگا اور بعضے اہل شروط نے طریق کی پیمائش گزوں کا ذکر ترک کرنا جائز نہیں رکھا ہے اسواسطے کہ دروازہ کلاں کی مقدار پر چھوڑ دینے میں ایک طرح کا ابہام ہے کہ شاید دروازہ تبدیل کر کے دوسرا دروازہ مقرر کیا جاوے اور امام محمد نے اسکو جائز رکھا ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ رقبہ

[۱] مترجم کہتا ہے کہ اس سے وہم ہوتا ہے کہ اجارہ طویلہ قول متقدمین میں بھی جائز ہوتا ہے اور یوں نہیں ہے بلکہ یہ متاخرین کی تجویز ہے ۱۲ منہ

[۲] یہ فقاہت سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے ۱۲ منہ [۳] اقول بلکہ ممکن نہیں ہے ۱۲ منہ

طریق خرید کیا ہو۔ اور اگر فقط حق مرور یعنی آمد و رفت کا استحقاق خرید کرنا چاہا رقبہ طریق خرید نہ کیا تو اسمین دو روایتین ہین
بنا بر روایت زیادات کے ایسی بیع جائز نہین ہو اور ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہو کہ یہ جائز ہو پس اگر
ایسے عالم کے قول پر جو جائز رکھتا ہو حق مرور خرید کر کے اسکی تحریر چاہی تو لکھے کہ بدین شرط کہ مشتری کو بقدر دروازہ کلان
کے حق مرور حاصل ہو۔ اور مسیل آب کی بیع یعنی جس راہ سے پانی بہتا ہو اسی طور سے ہو اور نیز حق مسیل آب کا فروخت کرنا
باتفاق روایات جائز نہین ہو اور شروط الاصل مین لکھا ہو کہ رقبہ دار بدین غرض فروخت کیا کہ اسمین سے پانی جاری ہو
پس اگر جگہ و حدود بیان کر دیے تو جائز ہو ورنہ نہین۔ اور اگر معقود علیہ ایسے دار کی زمین ہو جسکی عمارت مشتری کی ہو
تو لکھے کہ ہذا ما اشتری یعنی یہ وہ ہو جسکو خرید کیا ہو آخر تک جس طرح عمارت کے ساتھ خریدنے مین لکھا جاتا ہو تحریر کرے
لیکن اسقدر فرق ہو کہ اس صورت مین یہ نہ لکھے کہ یہ دار مع اسکی عمارت کے اسواسطے کہ عمارت مشتری کی ہو پس اپنی
ملک وہ کیونکر خرید سکتا ہو۔ ایسا ہی امام محمد نے اصل مین ذکر کیا ہو اور بعضے اہل شروط نے کہا کہ احسن یہ ہو کہ لکھے کہ زمین دار
جسکی عمارت اس مشتری کی ہو اس مشتری نے خریدی اسواسطے کہ عرف مین دار کا لفظ علی الاطلاق تعمیر شدہ کی
طرف راجع ہوتا ہو اور مقصود تحریر سے توثیق ہو پس ایسے الفاظ سے لکھنا چاہیے کہ جہان تک ممکن ہو مبیع کی شناخت
ہو جاوے تاکہ اس سے کمال وثوق حاصل ہو۔ اور اگر معقود علیہ نصف دار ہو اور باقی نصف دار مذکور مشتری کا
ہو تو لکھے کہ یہ وہ ہے کہ فلان بن فلان نے فلان بن فلان سے خرید اہو کہ اس سے تمام سہم واحد منجملہ دو سہام کے
اور وہ تمام دار کا نصف مشاع خرید کیا ہو جس دار کی نسبت اس بائع نے بیان کیا کہ اسکے ان دو سہمون مین سے ایک
سہم اس مشتری کی ملک ہو اور دوسرے ایک سہم کی نسبت اس بائع نے بیان کیا کہ یہ میری ملک و حق و میرے
قبضہ مین ہو اور مین نے اس سہم کو جسکو مین نے اپنی ملک بیان کیا ہو اس مشتری کے ہاتھ فروخت کیا اور یہ
دار فلان مقام پر واقع ہو اسکے حدود اربعہ یہ ہین۔ اور نصف مبیع کے تحدید کی حاجت نہین ہو کیونکہ ہم نے پہلے
بیان کر دیا ہو کہ نصف شائع کی تحدید در ضمن تحدید کل حاصل ہو جاتی ہو واللہ تعالی اعلم۔ اگر ایک وارث نے باقی
وارثون کے حصے خرید کیے تو لکھے کہ یہ وہ ہو کہ خرید کیا فلان بن فلان نے اپنے بھائی فلان و اپنی بہن فلانہ سے
اور یہ سب فلان کی اولاد ہین اور اپنی والدہ فلانہ بنت فلان سے ان سب کے حصص تمام دار سے جو
فلان مقام پر واقع ہو اور اسکے حدود اربعہ یہ ہین پس اس مشتری نے اس دار محدودہ مذکورہ مین سے منجملہ
اس دار کے چالیس سہام کے چھبیس سہام جو ان لوگون کے سبب حصہ بائے موروثی از جانب فلان بن
فلان ہین درحالیکہ وہ ایک زوجہ مسماۃ فلان اور ایک دختر مسماۃ فلانہ و دو پسر مسمی فلان و فلان یہ بائع و مشتری
کو چھوڑ کر مر گیا اور یہ ترکہ اسکا ان وارثون مین بر سہام مذکورہ مشترک ہوا کہ اسکی اس جورو کے واسطے آٹھوان حصہ
اور باقی اسکی اولاد مذکور کے درمیان مرد کو عورت سے دو چند کے حساب سے مشترک ہوا پس اصل فریضہ (۸)
سے اور اسکی تقسیم چالیس سے ہوئی کہ جورو کے واسطے اسمین سے (۵) سہام ملے اور ہر پسر کو (۱۴) سہام اور

ف[1] اس کتاب کا فائدہ کتاب الحیطان وغیرہ یعنی جہان اسکا بیان ہو گذر چکا ہو ۱۲ منہ

دختر کو (۷) سہام ملے اور یہ دار اس عقد بیع واقع ہونیکے روز تک ان لوگون کے قبضہ مین انھین سہام پر مشترک
غیر مقسوم ہے اور اس مشتری فلان کا حصہ کہ چودہ سہام ہین اسکے قبضہ مین مسلم ہے اسمین باقی وارثون کا کچھ حق نہین ہے
اور ان فروخت کرنے والون نے اپنے حصے اس مشتری کے ہاتھ بعوض ثمن مذکور کے بدین شرط فروخت کیے کہ ثمن
ان لوگون مین بقدر اپنے اپنے سہام کے مشترک ہوگا پس اس مشتری نے ان لوگون سے سہام بعدہ دان سہام
کے جنپر عقد واقع ہوا ہے خرید کیے آخر تک بطریق مذکورہ سابق تحریر کرے۔ دار موروثی از وارثان بالغ خرید کرنیکی
تحریر لکھے کہ یہ خرید فلان بن فلان مخزومی کی از فلان وفلان وفلانہ اولاد فلان بن فلان و از مادر ایشان فلانہ
بنت فلان بن فلان ہے کہ ان سب سے اسنے بصفقہ واحدہ جسکو ان چارون بائعون نے بیان کیا ہے کہ یہ ہمارے
درمیان مین مشترک ہے بشرکت میراث از جانب فلان بن فلان کہ وہ مرگیا اور مرتے وقت اپنی زوجہ مسماۃ فلانہ
یہ عورت اور دو پسر مسمی فلان وفلان یہ دونون اور ایک دختر مسماۃ فلانہ یہ عورت وارث چھوڑی کہ ان کے
سواے اسکا کوئی وارث نہین ہے اور ترکہ مین اسنے تمام دار چھوڑا جو فلان مقام پر واقع ہے اور اسکے حدود
چنین وچنان ہین اور یہ دار محدودہ مذکورہ ان وارثون مین بفرض اللہ تعالیٰ میراث ہوگیا کہ اسکی اس جورو
کے واسطے آٹھوان حصہ اور باقی اسکی اولاد کے درمیان مرد کو عورت سے دوچند کے حساب سے مشترک ہوا
اصل فریضہ (۸) سے اور اسکی تقسیم چالیس سے ہوئی کہ جورو کے واسطے (۵) سہام اور ہر پسر کے واسطے (۱۴) سہام
اور دختر کے واسطے (۷) سہام ہوے اور یہ دار اس بیع واقع ہونیکے روز ان وارثون کے قبضہ مین انھی سہام پر
مشترک غیر مقسوم ہے اور یہ لوگ اس سب کو بصفقہ واحدہ بعوض ثمن مذکور کے اس مشتری کے ہاتھ اس قرار داد پر
فروخت کرتے ہین کہ ثمن مذکور ان سب مین انھین سہام کے حساب سے مشترک ہوگا پس آخر تک بدستور سابق لکھے واللہ تعالیٰ
اعلم۔ اور اگر معقود علیہ دوکان ہو تو لکھے کہ فلان نے فلان سے تمام حانوت واقع شہر فلان محلہ فلان زقیق فلان یا لکھے
بازار فلان یا کوچہ فلان کے سرے پر فلان سراے کے سامنے جسکے حدود اربعہ یہ ہین پس یہ دوکان مع اسکے حدود وحقوق
وزمین وعمارت وتختون کے جو دوکان بند کرنے مین لگائے جاتے ہین وغلق ومغلق کے اور اگر اسکے ساتھ بالاخانہ بھی ہو تو
لکھے اور اسکا علو وسفل یا مع دار کے جسکا یہ علو ہے خرید کیا۔ اور اگر نہر عامہ پر بنی ہو تو لکھے کہ تمامی دوکان جو نہر عامہ مشہور
بنام چنان پر بنی ہے جو فلان مقام پر واقع ہے جسکی ایک حد [illegible] نہر کی ہواسے پانی بہنے کی جانب ملاصق ہے اور دوسری
ملاصق دوکان فلان ہے اور تیسری ملاصق ہواے نہر [illegible] گذرگاہ عام ہے اور اگر معقود علیہ کوئی سراے ہو تو لکھے
کہ اس سے تمام سراے بنی ہوئی مع اسکی چار دیواری جو اسکو محیط ہے اور پوری پختہ اینٹون کی ہے اور [illegible] شامل
دوکانون کو ہے جو اسکے اسفل مین واقع ہین اور اسنے عدد اجارات وحجرہ وغیرہ جو اسکے اوپر ہین اور چار دوکانون
کو جو اسکے دروازہ پر ہین مع انکے علو کے شامل ہے پھر لکھے کہ پس یہ سراے مع اسکے حدود وحقوق وزمین وعمارت
ودو پیرات وغیرہ ودوکا [illegible] دروازہ واسکے راہون ومسالک کے جو اسکے حقوق سے ہین آخر تک بدستور معلوم
تحریر کیے اور اسکے دو علو ہون ایک کے اوپر دوسرا ہو تو لکھے کہ پوری سراے مع اپنی تین چھتون کے جو اسکے

اسفل پر اور دوسرے اسکے نیچے والے بالاخانہ پر اور تیسرے اوپر والے بالاخانہ پر الی آخرہ یعنی آخر تک بدستور مذکور تمام کرے۔ اور اگر معقود علیہ رباط مملوک ہو تو لکھے کہ پورا رباط مشتمل بصحن دار و چندین عدد مرابط دا داری جو اسکے اسفل مین ہین و مشتمل ترتیب جسمین رباطی رہتا ہو اور یہ سب اس صحن کے گرداگرد ہین و مشتمل حجرات و غرفات جو اسکے علو مین ہین پھر آخر تک بدستور معلوم ختم کرے اور اگر معقود علیہ برج کبوتران ہو یعنی کبوتروں کی ڈھابلی ہو تو لکھے کہ پوری ڈھابلی کبوتروں کی بنی ہوئی جسکے منھ و کھڑکیاں بند ہین اس طرح کہ بدون صید کے کبوتروں کا پکڑنا ممکن ہو مع سب کبوتروں و چھوٹے بچوں و بچون و انڈوں و بہراوی و لکڑیون کے جو اسمین ہو آخر تک بدستور لکھے اور ہمنے منھ و کھڑکیاں بند ہونا اسواسطے تحریر کیا تاکہ اسمین جو کبوتر ہین انکا سپرد کرنا مشتری کو ممکن ثابت ہو تاکہ اسکی بیع جائز ہو جاوے اسواسطے کہ جس چیز کے سپرد کرنے پر قادر نہو اسکی بیع جائز نہیں ہوتی ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ کبوتروں کی ڈھابلی رات مین خریدنی چاہیے کہ کبوتر رات مین بسیرا لیتے ہین اور سب آکر مجتمع ہو جاتے ہین پس بیع انکو شامل ہو جاویگی اور دن مین دانہ پانی کے واسطے باہر نکل جاتے ہین پس سب کو بیع شامل نہوگی اور بدین اعتبار بیع کا اختلاط غیر بیع سے اس طرح ہوگا کہ تمیز متعذر ہوگی۔ اور اگر معقود علیہ تیل نکالنے کا گھر ہو تو لکھے کہ اس تمام بیت جو تیل پیرنے کے واسطے ہو جو تمام منصوبہ و انبار و اقفاص یا دوات کو شامل ہو جو فلان مقام پر واقع ہو اسکے حدود بیان کردے پھر لکھے کہ پس یہ بیت مع اسکے حدود و حقوق و زمین و عمارت و ہر چہار سہام و آسیائے کبیر کے جو مشتمل ہو ایک کھڑے پتھر کو جسکو سنگ رخ کہتے ہین اور دوسری چکی کو جسکو سنگ پشت کہتے ہین سب کو مع اسفار و اقفاص کے مع اسکے جو اسمین پتھر و لوہے کی کڑاہیاں ہین جو اسکے اندر بنی ہوئی بھٹی پر رکھی ہین جنمین تیل جوش دیے جاتے ہین آخر تک بدستور اور اگر معقود علیہ پن چکی گھر ہو تو لکھے کہ تمام طاحونہ مشتمل یا آسیہ واقع دیہہ فلان بر نہر فلان اور اسکے حدود بیان کردے پھر لکھے پس یہ طاحونہ مع سب حدود و حقوق و زمین عمارت اور ہر دو پتھر اعلے و اسفل کے اور مع اسکے ڈول و توابیت و قطب و باقی آلات لوہے کے و مع آلات لکڑی کے نادق و تواغیر یا جناح خود و مع اسکے شرب یا آبیاری و مسائل کے جو اسکے حقوق سے ہین اور مع اسکے تختوں کے جو اسکی زمین مین بچھے ہین اور مع اس جگہ کے جہان اسکے اناج کی گونین ڈالی جاتی ہین اور مع اسکے چوپایوں کے کھڑے کرنیکی جگہ کے اور میدان جگہوں کے جہان اسکا اناج صاف کیا جاتا ہو اور دانہ جدا کیا جاتا ہو اور مع اسکے مرج کی زمین و درخت و پودے و پانی جاری ہونے اور بہنے کی موریوں سمیت جو اسکے حقوق سے ہین خرید کیا پھر اسکے بعد دیکھا جاوے کہ اگر یہ طاحونہ نہر عام پر واقع ہو تو لکھے کہ اسکی ایک حد اسکے واسطے جہان سے نہر مین سے پانی لیا جاتا ہو اس سے ملازق ہو اور دوسری حد اس طاحونہ کی نہر کے کنارے عام راستہ سے ملازق ہو اور تیسری اس جگہ سے ملازق ہو جہان نہر مین اسکا پانی گرتا ہو اور چہارم ملازق آراضی فلان ہو اور اگر نہر خاص کسی پر واقع ہو جو اس بیع مین داخل ہوتی ہو تو لکھے کہ یہ طاحونہ ایک نہر خاص پر جو اسکے واسطے ہو بنا ہوا ہو اور یہ نہر فلان نہر سے پانی لیتی ہو۔ اور اگر معقود علیہ حمام ہو

سلہ سب الفاظ ضروری فصل مین اکہدیے گئے ہین ۱۲ منہ سلہ یعنی غیر کے کبوتران سے مخلوط ہونگے سلہ یعنی نیچے اوپر کے پاٹ ۱۲ منہ سلہ یعنی اسمین فلان نہر سے پانی آتا ۱۲

تو لکھے کہ فلان سے پورا حمام واحد جو عورتون مردون دونون کے واسطے رکھا گیا ہے خرید کیا اور اگر دو حمام ہون کہ
جسمین سے ایک مردون کے واسطے اور دوسرا عورتون کے واسطے ہو تو لکھے کہ اس سے ہر دو حمام باہم متلازق ہین کہ
دونون مین سے ایک مردون کیواسطے ہے اور دوسرا عورتون کیواسطے ہے اور دونون فلان مقام پر واقع ہین اور ایک حمام
جسمین مرد و عورت دونون داخل ہوتے ہین لکھدے کہ مرد اول دن مین جاتے ہین اور عورتین باقی آخر روز مین
جاتی ہین اور لکھدے کہ وہ مشتمل ہے سیا گوارہ ایک لکڑی ایک چھت دار ہے اسمین ایک تخت لکڑی کا ہے اور دوسرا
تخت حمامی کے بیٹھنے کا ہے اور اسمین ایک بیت خاص خانہ ہے کہ اسمین نہانے والون مین سے معزز لوگ جاتے ہین
اور اسمین اتون ہے کہ ایک حمامی کی آمدنی جمع کرنے کیواسطے اور دوسرے ثیابی کے فتحیات رکھنے کے واسطے ہے
اور بعد ذکر حدود کے لکھے کہ پس یہ حمام مع اسکے سب حدود و حقوق اور زمین و عمارت و دیگہائے مسی جو پانی گرم
کرنے کے واسطے اسمین جڑی ہین و مع اسکے کنوین کے جسکی جگت پتھر و پختہ اینٹون سے بنی ہے و مع اسکے چرخ و ڈول
و رسّی کے و مع ان حوضون کے جو اسکے اندر بنے ہین اور لکھدے اور مع ان ظروف کے جو پانی لینے کیواسطے معمول
ہین اور مع اسکے اتون و راکھ ڈالنے کی جگہ و پانی بہنے کی موری اور مع تابہ ہائے مفروشہ و مع اسکی جائے تشمش
و تجفیف کے خرید کیا آخر تک بدستور۔ اور اگر معقود علیہ بیت طاحونہ ہو۔ تو لکھے تو تمام بیت طاحونہ جسمین ایک چکی چلتی
ہوئی ہے مع سب آلات چکی کے جو اسمین جڑے ہوئے ہین لوہے اور لکڑی کے و مع اسکے دونون پاٹون کے
اور سوائے اسکے اور چیزین جو پانیون کے پیسنے مین کام آتی ہین اور لکھدے کہ ان دونون متعاقدین نے یہ ادوات
ایک ایک کر کے دیکھ لیے اور انکے حال سے بخوبی اس طرح واقف ہوگئے کہ کسی طرح کی جہالت نہ رہی اور دونون نے
اس سب کی معرفت اقرار صحیح کیا اور اگر معقود علیہ بیت خیش ہو تو لکھے کہ اسمین ایک خلبہ لکڑی کا یا دو یا تین ہین اور
ہر خلبہ کے دو چشمے ہین اور ان خلبون کے ساتھ مٹی کے خلبے ہین پھر بعد ذکر حدود بیت کے لکھے کہ یہ بیت مع اسکی
لکڑی و مٹی کے خلبون کے جسمین سے بڑے اتنے عدد اور درمیانی اتنے عدد اور چھوٹے اتنے عدد ہین اور یہ سب
بعینہا اس بیت خلبہ مین موجود ہین اور انکو ان دونون متعاقدین نے ایک ایک کر کے خوب دیکھ سمجھ لیا ہے اور تحریر
کو بدستور تمام کرے کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر معقود علیہ مجدرہ ہو۔ تو لکھے کہ تمام مجدرہ جو فلان مقام پر واقع ہے مع تمام اس
چیز کے جو اسکی طرف منسوب ہے از غدیر ہائے ثلثہ یا دو غدیر یا ایک غدیر مع غارفین کے خرید کیا اور اس مجدرہ کا طول اتنے گز
اور عرض اتنے گز ہے اور مجدرہ اور غدیرون و غارفین کے حدود بیان کردے۔ اور معقود علیہ مثلجہ ہو تو لکھے کہ تمام
مثلجہ مع اس سب کے جو اسکی طرف اسکے جوانب سے منسوب ہے خرید کیا اور اسکے حدود بیان کردے اور اگر
معقود علیہ ملاحہ ہو یعنی نمک سار تو لکھے کہ پورا ملاحہ مع تمام اس چیز کے جو اسکی طرف منسوب ہے اسکے حوضون و تالاب
و جو اسمین نمک جمع کرنے کی جگہ وغیرہ ہے خرید اور اسکے حدود بیان کردے اور اگر معقود علیہ ایسی زمین ہو جسمین نفط
یا قیر کے چشمے ہون تو لکھے کہ اراضی معروف بنام چنان اور چشمہائے نفط و قیر جو اس زمین مین ہین خریدے

پس یہ زمین مع ان چشمون کے باین نفط و قیر موجودہ کے خرید کیا اور ہمنے چشمون کو خاصکر تحریر کردیا اسواسطے کہ بعضے
علماء کے نزدیک چشمے زمین کی بیع مین داخل نہین ہوتے ہین اسواسطے کہ براہ زراعت سے انتفاع نہین
حاصل ہوسکتا ہی اور یہ جنس زمین سے برخلاف ہین پس اس اختلاف سے احتراز ہونیکے واسطے ہمنے خاصةً تحریر
کردیا اور جو قیر و نفط انمین موجود ہی اسکو اسواسطے تحریر کردیا کہ وہ مثل نمک کے ان چشمون مین مانند ودیعت کے
رکھی ہوئی ہی پس بدون ذکر کے بیع مین داخل نہوگی اور پانی جو کنوین و چشمے مین ہوتا ہے اگرچہ وہ بھی ایسا ہی ہے
حالانکہ اس پانی کو ذکر نہین کرتے ہین اور نفط و قیر کو ذکر کیا لیکن اس مین اور نفط و قیر مین اسوجہ سے فرق ہی کہ کنوین
و چشمے مین جو پانی ہی وہ کنوین کے مالک کی ملک نہین ہوتا ہی پس اسکو کیونکر فروخت کرسکتا ہی اور نفط و قیر کا یہ
حال نہین ہی۔ پھر اگر چشمے و کنوئین کا کوئی نام ہو تو یہ نام بیان کردے اور نہر و چشمہ کی حد بیان کرنا ضرور ہی واللہ تعالی
اعلم۔ اور اگر نہر جاری کا رقبہ فروخت کیا تو اسکا مفتح و منتہی اسکا طول و عرض و عمق تحریر کردے کہ ہر جانب اسکے
اسقدر گز ہین اور اگر نہر کا کوئی نام تو یہ نام بیان کردے اور اسکے حدود ضرور بیان کرے اور اگر فقط حدود بیان
کرنے پر اکتفا کیا تو گزون کی مقدار ترک کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اسواسطے کہ تحدید سے اسکی شناخت
ہوگئی اور یہی مقصود ہی۔ اور اگر نہر مع اراضی کے خریدی تو نہر کو اور اسکا طول و عرض و عمق اور نہر کا نام اور ہر طرف
اسکے حریم جسقدر ہی اسکے گزون کی تعداد تحریر کرے پھر اسکے ساتھ جو زمین ہی اسکو تحریر کرے اور اسکے حدود بیان
کرے اسواسطے کہ پوری شناخت حدود بیان کرنے سے ہوتی ہی پھر تحریر کو بدستور ختم کرے کذا فی المحیط۔ اور اگر معقود علیہ
کاریز ہو تو لکھے کہ بنام کاریز جو فلان موضع مین واقع ہی اور اسکا مفتح فلان مقام سے اور مصب فلان مقام پر ہی
اور اسکا حریم دونون طرف سے اتنے گز ہی مع اسکے حدود و حقوق و زمین و بنا و سفل و علو کے خریدی اور یہی درست
نہر مین ہی لیکن نہر کا علو نہین ہوتا ہی ولیکن نہر مین اسکا طول و عرض و عمق گزون سے لکھدے اور گزون کی ناپ
سے اسکے دونون جانب اسکے حریم کی مقدار بھی بیان کردے۔ اور اگر معقود علیہ فقط شرب ہو بدون زمین و بدون
رقبہ نہر کے۔ تو ایسی بیع جائز نہین ہی اسواسطے کہ شرب حصہ آب سے مراد ہی اور پانی قبل حیازت کے ملک نہین ہوتا ہی اور
جو چیز مملوک نہو تو اسکی بیع جائز نہین ہی اور نیز اسوجہ سے کہ پانی گھٹتا بڑھتا رہتا ہی پس بیع مجہول ہوگی اور یہ موجب فساد
بیع ہی اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ اگر لوگون مین اسکا عرف جاری ہو تو جائز ہوگی جیسا کہ نواحی بلخ و نسف وغیرہ مین
لوگون مین ایسی بیع کا معمول ہی اور وہ لوگ اسکو جائز سمجھتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جسکو سب
مسلمان بہتر جانین وہ اللہ تعالی کے نزدیک بہتر ہی اور قاضی ابو علی الحسین النسفی اسی پر فتوی دیتے تھے اور سوا
شیخ ابو علی موصوف کے اور مشائخ نے اسکو جائز نہین رکھا ہی اور یہی صحیح ہی اسواسطے کہ قیاس صحیح جبھی ترک کیا جاتا ہی کہ

سلہ مترجم کہتا ہی کہ یہی صواب ہی اور جو حدیث کہ دلیل مین بیان کی اس سے مراد صحابہ ہین بدلیل قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان مارآہ الصحابۃ رضی اللہ عنہم
اسی پر ان لوگون مین سے جو از روے تفسیر دوسری حدیث کے ساتھ اسپر دقت رکھتے ہین بعض اکابر نے جزم کیا ہی اس بنا پر کہ المسلمون الف کے ساتھ جمع محلی بالام ہی پس
اس سے کل افراد مراد ہونگے جیسا کہ اسکی تصریح علم اصول مین ہی اور ہم کو اسی قدر کافی ہی جو ہمارے استاد علامہ سے صواعق مین بیان کیا کہ جسپر زیادتی ممکن نہین
عہ یعنی وہ اسکا حریم دونون طرف سے اسقدر گز ہی ۱۲ عہ کہ وہ اوپر سے کھلی ہوئی ہوتی ہی ۱۲

جب تمام شہرون مین ایک بات کا معمول ہوا یا جاوے اور بعض شہرون مین ہونے سے ترک نہوگا اور اگر معقود علیہ قطعہ زمین مع ایک ٹکڑے پانی کے جو ایک دیہ کیواسطے ہو اور انکے درمیان پانی مع زمین کے فروخت کرنیکا رواج ہو تو لکھے کہ فلان گانون کے پانی کے اتنے جزون مین سے ایک جزو خریدا اور اسکا سب پانی اتنے جزون پر تقسیم ہو اور یہ پانی اسی گانون کے چشمون سے ماخوذ ہو اور یہ اس گانون والون کے نزدیک معروف و معلوم ہو اور وہ باہم ان مین بقدر اسکی زمین مذکورہ کے ان لوگون کے نزدیک بقسمت معلومہ منقسم ہو کہ ان لوگون پر اسمین سے کچھ پوشیدہ نہین ہو پس اس گانون کے پانی کے منجملہ اتنے جزون کے یہ جزو مع اس گانون کی زمین مین سے جسقدر حصہ اس جزو پانی کے مقابل ہو خریدا اور یہ پانی ان گانون والون کے درمیان اس گانون کی زمین مذکورہ مشترکہ پر جو انمین مشترک ہو بتقسیم معلومہ و معروفہ بحساب اراضی دیہ مذکورہ کے انمین باہم منقسم ہو پس اس جزو پانی کو مع اسکے حصہ زمین کے وجسپر اس بیع کا عقد واقع ہوا ہو اسکے حدود و حقوق کے خرید کیا پھر تحریر کو ختم کرے۔ اور بعضے گانون مین اسطرح لکھی جاویگی کہ فلان اراضی مع اسکے حصہ پانی کے خریدی اور وہ اتنے طاس بھر کے یا فلان روز سے فلان روز تک دن رات کے ساتھ جو منجملہ اس پانی کے ہو جو فلان گانون کی نہر مین جاری ہو اور یہ پانی اصل ثابت و بواقی خراجی ہو مع اس پانی کے مجاری و مسائل و حقوق داخلہ و خارجہ کے اعلیٰ چشمہاے وادی جنگل سے تا انتہاے حدود آن بنا بر اس عرف کے جو اس نہر کے سینچنے والون مین اپنے شرب مین پانی کے مقادیر معروف و معلوم ہین اور بعضے گانون مین اس طرح لکھی جاویگی۔ فلان نے فلان سے تمام زمین واقع موضع فلان مین سے اسکا پورا حصہ جو اسنے اپنی خود ملک بیان کیا ہو اور باسقدر حصہ پانی غیر مقسوم منجملہ اسقدر حصون کے جو اس گانون کے پانی کے اس گانون والون مین مشاع غیر مقسوم ہین خرید کیا اور اس گانون کے پانی کے سہام کی مقدار شناخت یون معمول رکھی گئی ہو کہ عرفہ سے پہچان ہوتی ہو کہ ہر عرفہ اسقدر سہم ہو اور یہ تمام آراضی مقامات متفرقہ مین ہو اور از انجملہ ہر دو کنارہ ہاے نہر پر اسقدر ہو اور از انجملہ چنین و از انجملہ چنان ہو اور نسف کے بعضے دیہات مین محدودات مفرزہ و محدودات غیر مقسومہ مع حصہ پانی کے خریدنے مین یون لکھتے ہین کہ تمام قطعہ کھیت مشتملہ بچہاردیواری وار اراضی جسمین سے بعضی خراجی غیر مقسومہ اور بعضی خراجی مقسومہ ہو جو نسف کے دیہات مین سے فلان دیہ مین واقع ہو اور تمام وہ جو اسنے بیان کیا کہ یہ میرا پورا حصہ ہو اور اسقدر حصے پانی کے منجملہ اس دیہ کے اسقدر حصون پانی کے خرید کیا اور اس گانون کے پانی کا ہر حصہ بحساب جریب مساحت کے سینچنے کا ہوتا ہو اور یہی معروف ہو اور اسمین سے منجملہ اتنے سہام کے اسقدر سہام اس گانون کی ایک جماعت کیواسطے ہین مشاع غیر مقسوم ہین کہ ان لوگون مین قرح کے حساب سے کہلاتے ہین اور یہ اسقدر قرح ہین اور ہر قرح کے اسقدر سہام ہین اور یہ ان لوگون مین معروف ہو پس اسمین سے اسقدر سہام قرح فلان کے واسطے ہین اور اسقدر سہام قرح فلان کے واسطے و نوائب سلطان و خراج اسی حساب سے سب پر پھیلایا جاتا ہو اور اس گانون کا پانی جو اصل وادی سے اسکی نہر مین جاری ہوتا ہو انپر منقسم ہوتا ہو اور غیر خراجی مین کھیت چہاردیواری کا اور باغ انگور و آراضی چنین و چنان ہین اسکے حدود بیان کردے اور انکا شرب فلانی نہر سے ہے

واللہ تعالیٰ اعلم - اور اگر معقود علیہ بیت طراز ہو تو لکھے کہ تمام بیت طراز بنا ہوا جسمین یہ چیز شامل ہے اور اتنی کاڑھین ہین جسمین جولاہے کام کرتے ہین یا یون لکھے کہ تمام کارگاہ مبینہ جسمین یہ چیزین شامل ہین اور اتنی کاڑھین ہین جسمین جولاہے کام کرتے ہین یا یون لکھے کہ تمام کان کردے - اور اگر معقود علیہ ایک کاڑہ معین ہو تو لکھے کہ تمام ایک کاڑہ داہنے یا بائین یا سامنے کے منجملہ بیت طراز کے جسمین اسقدر کاڑھین ہین کہ انمین سے ایک کاڑھ معقود علیہ ہے اور یہ بیت طراز کے حدود بیان کردے اور جگہ بیان کردے پھر جس کاڑھ کا عقد قرار پایا ہے اسکے حدود بیان کردے یہ ذخیرہ مین ہے - اور اگر زمین زراعت یا گانون خریدا اور حقوق کا ذکر چھوڑ دیا تو عمارت و درخت و درختان خرما سب داخل ہو جائینگے جیسے باغ انگور و درختان سیب وامرود مع سب انواع کے اور قصب و جھاؤ لیکن ایک روایت مین جو امام ابو یوسف سے بشر بن الولید نے روایت کی ہے قصب فارسی نہین داخل ہوتا ہے اور قصب سکر و قصب الذریرہ بالاتفاق نہین داخل ہوتے ہین قصب الذریرہ وہ ہے جو کوٹکر میت پر چھڑکا جاتا ہے اور جو درخت ایسے ہوتے ہین کہ اسمین پھل نہین آتے ہین جیسے چنار و سپیدار کہ ہمیشہ کاٹے جاتے ہین انمین متاخرین نے اختلاف کیا ہے بعض نے کہا کہ بدون ذکر کے داخل نہونگے جیسے کھیتی اور بعض نے کہا کہ داخل ہو جائینگے اور یہی اصح ہے اور بادنجان کا درخت مشتری کا اور پھل بائع کے ہونگے اور یہی حکم درخت کپاس و کسم مین ہے کہ اسکا درخت بدون ذکر حقوق کے داخل ہوگا اور جو پیداوار اس درخت پر موجود ہے وہ بدون ذکر کے داخل نہوگی اور علیٰ ہذا القیاس جس درخت کی پیداوار توڑ لیجاتی ہے اور اسکی جڑ نہین کاٹی جاتی ہے اسکا یہی حکم ہے اور جو پھل درخت پر لگے ہین وہ بدون ذکر حقوق و مرافق کے داخل نہونگے اور حقوق و مرافق ذکر کرنے سے امام ابو یوسف کے نزدیک داخل ہونگے اور ظاہر الروایۃ کے موافق اور یہی امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ بدون انکے صریح ذکر کرنے کے داخل نہونگے یا اس طرح ذکر کرے کہ ہر قلیل و کثیر جو اسمین یا اس سے ہے تو داخل ہونگے لیکن یہ لفظ نہ لکھے جو اسکے حقوق مین سے ہین اور رطبہ اور جو خود رو ہو کر پھلدار ہو گیا ہے اسکے پھل بائع کے اور اصل مشتری کی ہوگی اور امام محمد نے فرمایا کہ اگر ایسی زمین فروخت کی جسمین زعفران ہے تو زعفران کی بونڈی بائع کی اور درخت مشتری کے ہونگے اور یہی حکم کتان و چھینہ دانہ اور تمام دانون کا ہے مثل چنا و باجرا و مسور کے اور یہ سب بمنزلہ زراعت کے ہین - اور اگر مبیع قیطون ہو تو یہ الفاظ بڑھاوے مع اسکے وسون خلیہ و مسکون کے اور وہ اسقدر عدد ہین جنمین سے بڑے اتنے عدد اور درمیانی اتنے عدد اور چھوٹے اتنے عدد ہین اور وہ سب اہراء یعنی رکھنے کی جگہ لکھے ہین اور مع سب گیہون و جو و اناج کے جو اسمین موجود ہے بشرطیکہ متعاقدین کے صریح ذکر کرنے پر بیع مین داخل ہو گئے ہون اور اہراء خشبات اور بعضے کہتے ہین کہ کشادہ بیت اور بعضے کہتے ہین اخبار خانہ اور مین نے یہ لفظ کتاب لغت مین نہین پایا لیکن جس سے مین نے پڑھا ہے اس سے ایسا ہی سنا ہے اور اگر مبیع باغ انگور یا پھلواری ہو تو اسکے حقوق بیان کرنے کے وقت لکھے کہ مع اسکے درختان و پودے و تاک انگور و قضبان و عرائش و اوہاط کے و مع اسکے شرب و مشارب و سواقی و اعمدہ و دعائم و انہار کے خریدا اور اوہاط و اوتد ہے اور اعمدہ یعنی اور دعائم جیسے عرائش غضب کیے جاتے ہین اور عرائش و تیلہ پر کل سے بنا کر انگور چڑھانے کے واسطے

قائم کرتے ہین اور پھلواری داخل دیوار شہر پناہ ہو تو لکھے کہ داخل شہر پناہ فلان متصل دربیۂ فلان بر ساقیہ نہر فلان اور اگر گانون مین ہو تو لکھے کہ دیہ فلان از سواد فلان اور اگر اسمین پھل یا زراعت یا رطبہ ہو تو لکھے کہ مع اسکے پھل کے وزراعت ورطبہ کے اور پھلون کے ذکر کے وقت اسقدر بڑھادے کہ ان کی صلاحیت ظاہر ہوگئی ہو اور اگر اسمین کاٹی ہوئی کھیتی یا توڑے ہوے پھل یا بھوسہ یا لکڑی ایندھن کی رکھی ہو اور بیع مین داخل ہوگئی ہون تو اس سب کو ذکر کرے اور بیان کردے کہ متعاقدین نے اس سب کو دیکھ بھال لیا ہو یہ ظہیریہ مین ہے - اور باغ انگور چہار دیواری دار مین جو کرد[1] اربہین انکی تحریر اس طرح سے کہ اس احاطہ مین ایک چھوٹا قصر ہو اور اسکے بیوت سفل وعلو ہیت الربیع ہر چہار دیواری باغ اور اوپر سے نیچے تک اور اتنے عدد درختان انگور اور تمام رہط جو کنارہ حوض یا سامنے قصر کے ہو اور چند چند درخت انار واخروٹ ومشمش وفلک یعنی شفتر تک اسی طرح علی ہذا تمام ساق میان شجر وتاک انگور سب لکھے - اور گرد آراضی مین پچاس جداول ودس مسنات وچندین ٹوکرے کھاد کے جو اس آراضی کے کنارے پڑے ہین اور مع تمام ان درختون کے جو اسکے گرد اور اسکے مسناتون پر واقع ہین اور مع تمام اس چیز کے جس سے زمین کے گڈھے پٹانے گئے ہین بقدر ہاتھ دو ہاتھ کے جیسی ہو اور اس سب کی تحریر کے ساتھ یہ عبارت لاحق کرنا واجب ہے کہ دونون متعاقدین نے انکے مواضع ومقادیر دیکھ بھال لیے ہین اور ایک ایک کرکے ان چیزون کو دیکھ لیا ہو یہ ظہیریہ مین ہے - اور اگر معقود علیہ کاریز ہو جسپر چکی گھر مین چکی ہو - تو امام محمد نے کتاب الاصل مین ذکر فرمایا کہ اسکی تحریر مین یون لکھے کہ یہ وہ ہے کہ خرید کیا فلان نے فلان سے تمام کاریز جسکا نام یہ ہو اور وہ فلان پرگنہ کے فلان نواح مین یا دیہہ مین واقع ہو اور جو بیت اس کاریز پر واقع ہو وہ فلان چیز سے متصل ہو اور اسمین ایک چکی ہو اور اسکو بیان کردے جس طرح مذکور ہوا ہو اور اس کاریز کا مفتح یعنی ابتدا فلان مقام سے اور مصب جہان گرتی ہو فلان جگہ ہو اور اسکا طول وعرض وعمق بیان کرے اور امام محمد نے حریم کاریز کی مقدار بیان کرنے کا ذکر نہین کیا اور امام طحاوی نے اسکو ذکر کیا ہو کہ اتنے گز ہر جانب سے ہو کہ داہنی جانب سے اتنے گز اور بائین جانب سے اتنے گز حریم ہو اور اسکا عرض اتنے گز اور عمق اتنے گز ہو اور گز درمیانی سے اسکی ناپ ہے یعنی درمیانی ہاتھ اتنے اتنے ہاتھ ہو اور فلان شخص نے دونون متعاقدین کی رضامندی سے اسکو اپنے ہاتھ سے ناپا ہو اور ایسا ہی ناپ مین نکلا ہو جیسا بیان ہوا ہو اور دونون متعاقدین نے اسکو دیکھ بھال کر خوب جان بوجھ لیا ہو اور شیخ ابو زید شروطی فرماتے تھے کہ یون لکھے کہ یہ کاریز مع اسکے حریم کے خریدی - اور امام طحاوی نے فرمایا کہ جو ہمنے لکھا ہو یہی احوط ہو اسواسطے کہ اس باب مین علماء کے درمیان اختلاف ہو چنانچہ امام اعظم کے نزدیک کاریز کا حریم نہین ہوتا ہو اور صاحبین کے نزدیک اسقدر حریم ہوتا ہو کہ اسکی مٹی نکالکر ڈالی جاسکے پس بیع بہر حال صحیح ہوگی اسواسطے کہ امام اعظم کے نزدیک تو ظاہر ہو کہ حریم ہوتا ہی نہین ہو اور صاحبین کے نزدیک اگرچہ حریم ہوتا ہو لیکن اسقدر کہ جتنے پر اسکی مٹی نکال کر ڈالی جاسکے اور یہ مقدار مجہول ہو کہ اسپر درحقیقت وقوف نہین ہوتا ہو پس مجہول ومعلوم دونون کا ایک ہی صفقہ مین فروخت کرنے والا ہوگیا - اور نیز اسوجہ سے کہ جتنے کاریز کیواسطے حریم قرار دیا ہے

[1] گرد ار لفظ فارسی ہو جو مستعمل ہوگیا اور اس سے اس باغ وزمین جو کوٹھری وغیرہ خارجی چیزین ہون مراد ہین ۱۲ منہ

زمین موات مین قرار دیا ہو اور غیر کی مملوکہ زمین مین قرار نہین دیا ہو پس بدین اعتبار جبکہ کاریز کے واسطے حریم نہوا تو صفقہ واحدہ مین موجود و معدوم دونون کو جمع کر کے فروخت کرنے والا ٹھہرا اور یہ جائز نہین ہو پس اس سے احتراز واجب ہو اور احتراز اس طور سے ہو سکتا ہو جس طرح ہمنے تحریر کی ہو اور اگر پانی کا حال جس طرح ہمنے پہلے بیان کیا ہو ذکر کردے تو یہ احسن و اوثق ہو پھر حدود اربعہ ذکر کردے پھر لکھے کہ یہ کاریز مع اپنے سب حدود کے اور بست جو اس کاریز پر واقع ہو مع چکی کے جو اسمین چلتی ہو اپنے ادوات و آلات سنگین و لکڑی و لوہے کے ادوات و آلات سمیت مع چرخ و دولاب و خزف و توابیت و نواعیرعـه مع اجنحہ و مع ان الواح کے جو اسکی زمین مین بچھے ہوے ہین اور مع اس جگہ کے جہان اناج کی گونین ڈالی جاتی ہین اور اسکے جانورون کے کھڑے کرنے کی جگہ کے جو اسکے حقوق مین سے ہو اور تحریر کو بدستور تمام کرے واللہ تعالی اعلم- یہ محیط مین ہو- اور اگر معقود علیہ اجمہعـه یعنی نیستان- تو لکھے کہ اس سے اجمہ خریدا جو فلان مقام پر واقع ہو اسکے حدود چنین و چنان ہین اس اجمہ کو مع اسکے نرکل کے جو موجود ہین اور مع نرکل کے اصول کے- اور اگر وہان نرکل کے بوجھ کاٹے ہوئے رکھے ہون اور وہ بیع مین داخل ہوے ہون تو انکو بھی ذکر کردے کہ مع اسکے نرکلون کے بوجھ کہ جو کاٹے ہوے اسمین رکھے ہین یہ ذخیرہ مین ہو- اور اگر کشتی ہو تو لکھے کہ اس سے تمام کشتی جسکوسلہ کہتے ہین اور وہ ایسی لکڑی کی کشتی ہو اسکے تختے اتنے ہین اور عوارض اتنے ہین اور طول اسکا اتنا اور عرض اتنا ہو پس اس کشتی کو مع اسکے عوارض و انواععـه و دنبالہ و نیز کشتی و مرادی اور وہ اتنے مرادی ہین اور مع اسکے مجادیفعـه کے جو اتنے مجداف ہین لکڑی و تعداد بیان کردے اور مع اسکے سب ادوات و آلات کے جو اسمین استعمال کیے جاتے ہین اسمین داخل ہون یا اس سے الگ ہون اور مع اس بادبان و تختہ کے اتنے کو خریدا در حالیکہ دونون متعاقدین نے پہلے اسی کو اور اسمین سے ہر ہر چیز کو خوب دیکھ بھال لیا ہو یہ ظہیریہ مین ہو- اور اگر معقود علیہ کوئی کنوان یا چشمہ ہو اور اسکے ساتھ کوئی زمین نہو جو اس سے سینچی جاتی ہو بلکہ صرف چوپایون کے پانی پلانے کے واسطے ہو تو لکھے کہ فلان سے کنوان یا چشمہ اور جو فلان مقام پر واقع ہو اور اس کے حدود بیان کردے اور یہ بیان کرے کہ یہ چشمہ مدور ہو جسکی گولائی اتنے ہاتھ ہے اور ہاتھ کو بیان کردے کہ درمیانی ہاتھ یا کیسے گزون سے ہو اور اسکا عمق اتنے گز ہو اور اسی طرح کنوین کی صورت مین اسکی گولائی اور عمق ہاتھون کی ناپ سے بیان کردے اور نیز مثلاً اگر اسکی جگت پختہ اینٹون کی ہو تو بیان کردے اور چشمہ کی صورت مین اسکا مبدا و منتہا بیان کرے اور لکھے کہ کنوان یا چشمہ مع اس آراضی کے جو اسکے گرداگرد کی ہو جو ہر جانب سے اوسط ہاتھ سے اتنے ہاتھ ہو اور اگر اسکا پانی بیان کردے کہ اسکا پانی غائر شیرین پاکیزہ خوشگوار ہو بدبودار کھاری ناگوار نہین ہے تو یہ احفظ و احسن ہو اور یہ نہ لکھے کہ کنوین یا چشمہ مین جو پانی ہو وہ داخل بیع ہوا اسواسطے کہ یہ اسکا مملوک نہین ہو پس اسکو کیونکر فروخت کریگا واللہ تعالی اعلم کذا فی الذخیرہ- اور اگر مبیع کوئی قطعہ زمین ہو اور اسکے حدود باعلام قائم ہون جیسے مثلاً درختان معلومہ ہون تو پہلے حدود بیان کرے پس لکھے کہ اس قطعہ زمین کی ایک حد متصل درختان فلان ہو اور دوم و سوم و چہارم اسی طرح

سلہ قولہ یعنی اگر اسکا کچھ نام ہو جیسے سلطانی جہازون کے اور انگریزی جہازون کے نام ہین ۱۲ سلہ یعنی ڈانڈ جس سے کھیتے ہین ۱۲

[illegible]

بیان کردے اور چونکہ اس طریقہ کی تحدید مین جھگڑے کا احتمال ہو کہ جب یہ درخت کاٹ ڈالے جاوین تو فساد ہوگا
تو اسکا دوسرا طریقہ ہو کہ اس سے سب جھگڑون کی خود بنیاد کٹ جاتی ہو اور نیز اگر اس زمین کیواسطے اعلام نہون تو
بھی یہی طریقہ ہو کہ اس قطعہ زمین کلان کے حدود بیان کرے پھر اسکا شمالی یا جنوبی یا کسی جانب شرقی یا غربی
ہوتا بیان کردے پھر اس کی طولی وعرضی پیمایشی گز بیان کردے اور اسیطرح اگر قطعہ کلان مین سے کوئی چھوٹا ٹکڑا استثنے
کیا تو بھی یہی بیان کرے اور اگر مبیع مملوک ہووے تو اسکی جنس وتمام وحلیہ بیان کردے جس طرح ہمنے بارہا بیان
کردیا ہے اور اگر وہ بالغ ہو تو بیان کردے کہ وہ غلام ومملوک ہونے کا مقر ہے بیان کرے اور اسمین کوئی داء
وغائلہ وخبثہ نہین ہو اور اگر یہ لفظ بھی بڑھا دیا جاوے کہ اسمین کوئی عیب نہین ہو تو یہ عام ہو اور یا چھوٹا ہو ولیکن
زیادہ احتیاط ہو
داء وغائلہ وخبثہ کے معنی جاننا چاہیے پس داء ہر عیب باطنی کو کہتے ہین خواہ اسمین سے کچھ ظاہر ہو یا ظاہر نہو
از انجملہ تلی وجگر وپھیپھڑے کی بیماری ہو اور کھانسی وفساد حیض وبرص وجذام وبواسیر وذرب یعنی فساد معدہ وصفرا
یعنی پیٹ مین زرد آب جمع ہو جانا وپتھری وفتق یعنی ریح امعاء ودرد عرق النساء وہ ایک رگ ران مین ہو اور سو وخارش
وخنازیر وغیرہ انکے مثل جو بیماریان ہون۔ اور جنون ووسواس وبچھونے پر پیشاب کردینا اور آنکھ کا جالا اور زائد انگلی
اور بہرا ہونا وشبکوری اور شل ہونا اور لنگڑا ہونا وسر کے زخم کا داغ وداغ دینے کا داغ وشامہ یعنی عیب
چہرہ پر
ہین داء نہین ہین اور بھگوڑا ہونا اور چور ہونا اور باندی کا چھنال ہونا اور غلام کا گرہ کٹ یا کفن چور یا راہزن ہونا
یہ سب غائلہ ہو اور یہ فقط رقیق مین ہوتے ہین اور داء سب حیوانات مین ہوتی ہو اور خبثہ سے مراد زنا اور اُسکے
مانند امور ہین اور عوار بفتح عین جو فقط کپڑون کے اقسام مین پایا جاوے وہ پھٹا ہونا اور کہنگی ہے۔ اور اگر مبیع کسی
باغ یا درخت کے پھل یا زراعت ہو تو لکھے کہ تمام پھل جو اسکے باغ انگور مین ہین پھر اس چہار دیوار کے باغ کے
حدود بیان کردے پھر لکھے کہ اس سے تمام پھل موجودہ جو تمام اس باغ محدود مذکور مین ہین پھر سب پھلون کا بیان
کردے کہ اخروٹ وانگور وکشمش وغیرہ جو جو اسمین ہون اور لکھدے کہ یہ پھل ایسے ہین کہ انمین صلاحیت آگئی ہے
یا اس کھیتی کی اصلاح ظاہر ہوگئی ہو بچندین درم یہ بیع صحیح خرید کیا تاکہ انکو توڑ وکاٹ لے بدون تقصیر وتفریط کے
پھر اسکے بعد اگر مشتری نے یہ چاہا ہو کہ ان پھلون یا کھیتی کو پختہ ہونے تک باقی رکھے تو اسمین دو صورتین ہین
ایک یہ ہو چاہیے یون ذکر کرے کہ فلان بائع نے اس مشتری کو مباح کردیا کہ ان پھلون کو جنکو فروخت کیا ہے
ان درختون پر تا وقت فلان چھوڑ رکھے بدون اسکے کہ یہ بات بیع مین مشروط قرار دیجاوے مگر ایسی صورت مین
بائع مذکور کو اس اجازت سے رجوع کر لینے کا اختیار رہوگا پس اسکی پوری مضبوطی یون ہو کہ اس طرح لکھا جاوے
کہ بائع مذکور نے اسطرح اجازت دی کہ جب بائع مذکور اس اجازت سے اس درمیان مین رجوع کرے تو
مشتری ان پھلون یا کھیتی کو تا وقت معلوم باجازت جدید چھوڑ رکھنے کا ماذون ہوگا۔ اور دوم یہ کہ زمین کو باجرت
معلومہ مدت معلومہ تک کیواسطے اجارہ پر لے لے پس لکھے کہ پھر اس مشتری نے اس بائع مذکور سے یہ تمام
زمین اپنے واسطے اس کھیتی خریدنے کے بعد اجارہ پر لی اور بائع مذکور سے لیکر اسپر قبضہ کر لیا بدون اسکے کہ

یہ امر اس بیع مین شرط کیا گیا ہی پس اس زمین کو مع اسکے سب حدود و حقوق کے استنے مہینون ہپے درپے کیواسطے اس تاریخ سے باجارہ صحیحہ نافذہ اجارہ لیا جس مین کچھ فساد نہین ہی اور نہ خیار ہی تاکہ مشتری اس خریدی ہوئی کھیتی کو اس زمین مین اس مدت تک باقی رکھے پھر اجرت کا و زمین کا باہمی قبضہ کرنا ذکر کردے مگر یہ دوسری وجہ فقط کھیتی کی صورت مین ہو سکتی ہی درختون مین نہین ہو سکتی ہی اسواسطے کہ درختون پر پھل باقی رکھنے کے واسطے درختون کا اجارہ لینا جائز نہین ہی پس اس صورت مین وہی صورت اول ہی کہ بائع اجازت دیدے ومباح کردے بطرز مذکورۂ بالا۔ اور اگر کسی شخص نے اپنے نابالغ فرزند کیواسطے اپنی حویلی آپ بائع ہوکر اسکے واسطے خریدی تو لکھے کہ یہ وہ خرید ہی کہ فلان بن فلان نے اپنی ذات سے اپنے فرزند صغیر فلان کیواسطے جو اتنے برس کا لڑکا ہی بولایت پدری مبیع کے مثل قیمت پر جسمین نہ کمی ہی نہ بیشی ہی یا قیمت سے کم دامون پر تمام حویلی بنی ہوئی خریدی پھر حویلی کا سب وصف بیان کردے اور اسکے بیوت کی تعداد جہان واقع ہی اور حدود سب بیان کردے پھر برابر بدستور لکھتا جاوے یہان تک کہ ثمن وصول کرنیکے مقام تک پہونچے پس اگر اسنے فرزند صغیر کے مال سے ثمن وصول کیا ہو تو اسکو تحریر کردے کہ اس عاقد نے اپنے اس فرزند صغیر کے مال سے یہ تمام ثمن مذکور لیکر بقبضہ صحیح قبضہ کرلیا اور اس صغیر کیواسطے جسکے لیے یہ حویلی خریدی گئی ہی اس ثمن مذکور سے بائع کے بھرپانے اور قبضہ کرنیکے طور سے بریت حاصل ہوگئی اور اس عاقد نے اپنے فرزند صغیر مذکور کیواسطے یہ تمام حویلی مذکور خالی از تعلق غیر بقبضہ صحیح قبضہ کرلی ہی پس اب اسکا قبضہ اسپر قبضہ امانت وحفاظت ہوا کہ بولایت پدری اسنے اس صغیر مذکور کیواسطے اپنے قبضہ کیا ہی بعد ازانکہ اسکے قبضہ مین بقبضہ ملکیت تھی اور یہ عاقد بعد اس عقد کے صحیح وتمام ہونیکے اس مجلس سے کھڑا ہوا اور بدنی جدائی کرلی اور اس سب کا اقرار صحیح کیا۔ اور اگر باپ نے اسکو اس ثمن سے بری کردیا ہو تو لکھے کہ اس عاقد پدر نے اپنے اس فرزند صغیر کو جسکے واسطے حویلی خریدی گئی ہی تمام ثمن مذکور سے ابراء صحیح بری کردیا اور از راہ صلۂ رحم وعطاء وشفقت پدری ونیکوئی درحق اولاد کے اور اس صغیر کو جسکے واسطے خرید واقع ہوئی اس ثمن سے بریت بطور بریت اسقاط کے حاصل ہوئی کذا فی الظہیریۃ[لله] اور اس[له] سے صریح یہ بات ظاہر ہوئی کہ باپ کو اپنے فرزند نابالغ کے ساتھ فروخت کرنے یا اسکی چیز اپنے واسطے خریدنے مین کسی غیر کی ضرورت نہین ہی یہ مبسوط مین ہی اور اگر باپ نے اپنے فرزند صغیر کا دار اپنے واسطے خریدا تو لکھے کہ اپنی ذات کیواسطے اپنی ذات سے تمام دار جو اسکے فرزند فلان کا ہی اسکے مثل قیمت پر خریدا اور اسکا فرزند آج کے روز نابالغ ہی اسکی پرورش مین ہی اور اسکا ولی اسکا یہی باپ ہی یہانتک کہ قبضہ ثمن کے ذکر تک پہونچے تو لکھے کہ اپنے مال سے اپنے فرزند فلان کیواسطے تمام اس ثمن پر قبضہ کیا اور تمام اس دار پر اپنے واسطے قبضہ کیا اور بہتری بات اس صورت مین یہ ہی کہ ثمن کو گواہون کے سامنے وزن کرکے اپنے فرزند مذکور کیواسطے اسپر قبضہ کرے آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر اسپر اسکے نابالغ فرزند کا قرضہ ہو اور اسنے چاہا کہ مین بری ہوجاؤن تو جسقدر دراہم سے بریت چاہتا ہی اسکو گواہون کے سامنے وزن کرے اور کہے کہ تم لوگ گواہ رہو کہ مجھ پر میرے نابالغ فرزند فلان

سلف[له] اس عبارت سے صریحًا فروخت کرنا نکلا نہ خریدنا لکن انہین ملازمت ہی اور اگر بعد عبارت ذیل کے فرماتے تو خوب تھا ۱۲ منہ

عـــہ یعنی اس اجارہ مین ۱۲ منہ عـــہ یعنی اسکی طرف سے مشتری اور بیچ طرف سے بائع ہو ۱۲ منہ ســـہ یعنی ایسی مبیع کی جو قیمت ہو اُسیقدر ثمن پر ۱۲ منہ للعـــہ یہ عبارت پیچ کی عبارت کے ابتدا ولی ہی ۱۲

کا اسقدر قرضہ تھا اور مین نے یہ مال اپنے مال سے نکالکر اب اسپر اپنے فرزند مذکور کے واسطے قبضہ کرلیا ہی اور بعضے علماء نے فرمایا کہ باپ اپنے فرزند نابالغ کے قرضہ سے اپنا مال الگ کرے اور گواہ کرنے سے بری نہوگا اور قرضہ اوسکا اسی طرح باقی رہیگا۔ اور اسی طرح اگر وصی نے یتیم کا مال اپنے واسطے خرید لیا تو اسمین بھی یہی صورت ہی جو باپ کے خریدنے مین مذکور ہوئی فقط فرق یہ ہی کہ وصی کے خریدنے مین یہ شرط ہی کہ اسکی قیمت سے زیادہ کے عوض خریدے اور اسکے آخر مین حکم حاکم[1] لاحق کرے اسواسطے کہ اسمین اختلاف ہی۔ اور اگر صغیر نے اپنے باپ کا مال اسکی اجازت سے خرید کیا اور اس صورت مین اس سے زیادہ احتیاط ہی کہ اپنا مال صغیر کیواسطے اپنی ذات سے فروخت کرے اور خود ہی اسکی جانب سے مشتری ہو تو یوں لکھے کہ یہ وہ خرید ہی کہ صغیر نے جسکو فلان کی جانب سے اس خرید کی اجازت ملی ہی بیع کے مثل قیمت کے عوض جسمین نہ کمی ہی نہ بیشی ہی اپنے باپ فلان سے خرید کیا پھر بیعنامہ کو اسی طور سے تمام کرے جس طرح اجنبیوں کا بیعنامہ تمام کرتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر متولی وقف نے مال سے کچھ خریدا تو لکھے کہ یہ وہ خرید ہی کہ فلان شخص قیم وقف کذا اسنے یا لکھے متولی وقف کذا نے جو فلان قاضی کی جانب سے متولی و قیم مقرر ہی اسنے مال وقف سے جو وقف کی آمدنی اسکے پاس مجتمع ہوئی ہی اس وقف کا مال بڑھانے کی غرض سے اور تاکہ اس وقف کے اخراجات ادا کرنے مین مددملے فلان بن فلان سے تمام یہ چیز الی آخرہ اور احوط یہ ہی کہ اسمین یہ زیادہ کردیا جاوے اور وقف کرنے والے نے اپنے اس وقف مین یہ شرط کردی تھی کہ جب ممکن ہوسکے تو اسکی اس وقف کی آمدنی سے جو مجتمع ہوجاوے تو دوسری چیز آمدنی کے لائق خرید کرکے اسکے اس وقف مین شامل کردی جاوے یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر ایک شخص نے بعوض ثمن معلوم کے کوئی چیز خریدی پھر قبضہ کرنے کے بعد اسنے چاہا کہ کسی دوسرے شخص کو یہ چیز بطور بیع تولیہ[2] دیدے اور اسکی فروخت کا بیعنامہ لکھنا چاہا تو لکھے کہ یہ وہ ہی جس پر گواہان مسمیان آخر تحریر ہٰذا گواہ ہوے ہین سب اس بات کے گواہ ہوے ہین کہ فلان بن فلان نے ان گواہون کے سامنے اپنی صحت بدن و ثبات عقل و جواز تصرفات کی حالت مین بطوع و رغبت خود درحالیکہ اسمین کوئی ایسی علت مرض وغیرہ کی نہ تھی جو اسکی صحت اقرار سے مانع ہو یہ اقرار کیا کہ اسنے فلان شخص سے تمام وہ چیز خریدی تھی جو اس بیعنامہ کے اندر مندرج ہی جس کا نسخہ یہ ہے پس تمام بیعنامہ نقل کرے یہانتک کہ گواہ کرنے کا ذکر آوے تو لکھے کہ پھر فلان نے فلان کے ہاتھ تمام وہ چیز جس پر بیع مذکور واقع ہوئی بعوض اسی ثمن کے جسکے عوض خریدی ہی جو اسمین مذکور ہی بطور بیع تولیہ صحیحہ فروخت کی جسمین شرط خیار نہین ہی اور فلان نے اس بیع تولیہ کو بقبول صحیح قبول کیا اور ثمن مذکور تمام وکمال اسکو دیدیا اور اسکو یہ ثمن دیکر اسکے قبضہ کرنے سے بطور بریت قبضہ و استیفاء کے بری ہوگیا پھر مبیع پر قبضہ کرنا اور اسکا دیکھ بھال لینا اور دونو کا بابدان متفرق ہونا اور مبیع تولیہ فروخت کرنے والے کا جسکے ہاتھ یہ بیع تولیہ فروخت کی ہی اسکے لیے اس بیع مین درک کا ضامن ہونا تحریر کرے پھر گواہ کرلینا تحریر کرے اور اگر کسی کو اسمین شریک کرلیا تو بھی اسی طور سے لکھے فقط اسقدر

[1] یعنے فلان حاکم نے جواز کا حکم بھی دیدیا ہی ۱۲ منہ [2] یعنے جتنے مین ٹھہری ہے بغیر نفع کے دیدے اور بیع مرابحہ مین یہ کہ معمولی نفع ہو مثلاً دس کے گیارہ ۱۲

فرق ہو کہ بجاے ذکر بیع تولیہ کے اسی تہائی و چوتھائی وغیرہ جسقدر حصّے کی شرکت واقع ہوئی ہو بعوض نصف یا تہائی یا چوتھائی وغیرہ ثمن کی تحریر کرے - اور بیع مرابحہ مین بھی اسی طور سے لکھے لیکن بجاے تولیہ کے یون لکھے کہ اسکے ہاتھ یہ بیع مرابحہ اسقدر نفع پر فروخت کی یہ ظہیریہ مین ہو

فصل دہم تحریر بیع سلم کے بیان مین - جاننا چاہیے کہ بیع سلم مین ہمنا مون کی مثال کی تین صورتین ہین - ایک یون ہو کہ یہ وہ سلم ہو کہ فلان نے فلان کو اسقدر درہم اور راس نقد کو مفصل بیان کردے پھر لکھے جو مالؔ عین مجلس سلم مین حاضر ہین اتنے قفیز گیہون سپید صاف جو آب جاری کے سینچنے سے پیدا ہوے ہون جید ہون بہ پیمانہ ایسے قفیز کے جسکا رواج فلان شہر مین ہو اتنی مدت کے وعدہ پر جسکی ابتدا اس تحریر کی تاریخ سے بطریق بیع سلم صحیح جائز کے جس مین کوئی شرط نہین ہو اور یہ سلم فاسد نہین ہو اس شرط پر دیے کہ یہ مسلم فیہ گیہون اس رب المال کو میعاد آنے پر جو اس تحریر مین بیان ہوئی ہو اسکی حویلی واقعؔ شہر فلان پر سپرد کردے اور اس مسلم الیہ نے یہ عقد سلم از جانب رب السلم بالمواجہ قبول کیا اور راس سلم مذکور کے راس المال ان سب درمون مذکور پر قبضہ کر لیا قبل اسکے کہ دونون متفرق ہون اور قبل اسکے کہ اس عقد کے سوائے کسی دوسرے کام مین مشغول ہون اور اس عقد کی صحت کے بعد و مواجب عقد ہذا و اسکے انعقاد کے ساتھ باہم راضی رہکر دونون اس مجلس عقد سے بتفرق ابدان متفرق ہوے پھر تحریر کو تمام کرے اور اسمین ضمان درک کو تحریر نہ کرے اسواسطے کہ مبیع پر قبضہ نہین ہوا ہی - اور دوسرا طریقہ یہ ہو کہ ان دونون کا اقرار تحریر کرے پس لکھے کہ یہ وہ ہو جسپر گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا شاہد ہوے کہ زید و عمرو نے انکے سامنے اقرار کیا کہ زید نے عمرو کو بیع سلم مین اسقدر درم آخر تک موافق تحریر وجہ اول کے تمام کرے اور طریقہ سوم یہ ہے کہ پہلے مسلم الیہ کا اقرار لکھنا شروع کرے پھر رب السلم کی طرف سے مسلم الیہ کے اس اقرار کی تصدیق تحریر کرے اور واضح ہو کہ ہمنے فقط صاف ہونا تحریر کیا اور مانند متقدمین اصحاب شروط کے بھوسے و کنکر و جو کے میل سے صاف ہونا تحریر نہین کیا اسواسطے کہ لبسا اوقات گیہون ان چیزون کے میل سے صاف ہوتا ہو لیکن ان چیزون کے سواے دوسری چیزون کے میل سے جنکا میل عیب شمار کیا جاتا ہو صاف نہین ہوتا ہو اور مطلق صاف ہونا ان سب کو شامل ہو اور نیز ہم نے اس سال کے پیداوار کے گیہون نہین لکھے جس طرح بعضے علماء تحریر کرتے ہین اسواسطے کہ اسمین ایہام ہو کہ شاید اسنے ایسے گیہون کی بیع سلم ٹھہرائی ہو جو ہنوز[1] موجود نہین ہوے ہین - اور اگر دونون مختلف کی بیع سلم قرار دی تو امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک دونون کا راس المال علیحدہ بیان کرنا ضرور ہو - اور جو بیع سلم اختلافی ہو اسکے آخر مین حکم حاکم لاحق کرنا ضرور ہو اور جو بیع سلم اختلافی ہو بنا برآنکہ ہم نے سابق مین بیان کردیا ہو اور جن اجناس مین بیع سلم صحیح ہوتی ہو از انجملہ ظروف صفریہ و شیشیہ وغیرہ مین لکھے کہ اتنے عدد قمقمدان

[1] قولہ ہنوز یعنے وقت عقد کے انکا وجود نہین ہو اور یہان سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ جو لوگ کسانون کو پیشگی روپیہ دیتے ہین تاکہ تمھارے کھیت مین جو گیہون پیدا ہون گے ان مین سے ہم کو فی روپیہ اتنے من دینا یا نرخ بازار پر دینا تو یہ جائز نہین ہو اور ہر دو وجہ سے عدم جواز ہو وقد فصلناہ فی کتاب السوانح ۱۲ منہ عـہ یعنے جو آنکھ کے سامنے ہین ۱۲ عـہ یعنے اسکے گھر پر دیجاوے ۱۲ عـہ یعنے ان ظروف مین سے قمقمدان مین جائز ہو ۱۲

تانبے کے بنے ہوے منقش برساخت بخارا جن کا وزن بوزن بخارا اسقدر رہی یا اتنے عدد شمعدان تانبے کے جو معروف بخیزران ہین - اور اگر قمقمہ ہون تو لکھے اتنے عدد جسمین قمقمہاے برنجی اتنے عدد بنے ہوے جسمین سے کلان اتنے عدد ہر ایک کا وزن بوزن بخارا اسقدر ہر ایک قمقمہ مین اسقدر پانی سماوے اور نیز قمقمہاے کلان معروف بقمقمہ سمرقندی اتنے عدد اور اسمین سے خرد اتنے عدد اور وزن ہر ایک کا بوزن بخارا اسقدر اور اسمین اسقدر پانی سماتا ہو - اور علی ہذا القیاس طاس وطشت کا بھی یہی طریقہ ہے - اور لوہے کے اوزار مین مثلاً کلند[بیل بلچہ ۱۲] آہنی ساختہ از فولاد اتنے عدد اور ساختہ از آہن نرم اتنے عدد جو کار زراعت کے لائق ہو اسمین سے ہر کلند کا وزن بوزن بخارا اسقدر رہو - اور مسحات[بیل بلچہ ۱۲ منہ] مین بھی یہی صورت وحکم ہے شیشہ کے برتنون سے طابقات الطارم[۱۲ منہ] تمین جائز ہی لکھے کہ اتنے عدد طابقات شیشے کے جو طارم کے لائق ہون انمین سے ہر ایک کا قطر ایک بالشت ہو انمین سے ہر دس کا وزن دو سیر یا تین سیر جیسے ہوتے ہون اور از طابقات مشہورہ بطابقات کلیدانی کے اتنے عدد کہ ہر دس کا وزن چار سیر بوزن اہل بخارا اور قطر ہر ایک کا نصف گز اہل بخارا کے گزون سے اور پنج سیری مین سے اتنے عدد اور اسکا وصف اسی طور سے بیان کرے جس طرح شیشہ گرون مین معروف ہوا اور اس مین سے ہر دس کا وزن اسقدر رہو اور انمین سے ہر ایک مین اتنے سیر اشیاے مائعات[بہنے والی ۱۲] مین سے سماوین - اور قرابات مین اتنے عدد قرابات زجاجیہ جسمین سے ہر ایک کا وزن آدھ سیر یا دس چھٹانک یا پورا سیر بھر ہو اور ہر ایک مین اتنے سیر مائعات مین سے[شیشہ ۱۲] سماوے - اور قارورات مین بس چندین عدد قارورات زجاجیہ جسمین ہر ایک آدھ سیر کا ہوتا ہی بطریق مذکورۂ بالا تحریر کرے اور رقباب مین اتنے عدد یس چندین عدد قبہاے کلان معروفہ بشش تانگی کہ جنمین سے ہر ایک قطر گز بھر یا آدھ گز جیسا ہوتا ہو اور چندین عدد قبہاے درمیانی معروف بچہار تانگی جسمین سے ہر ایک کا قطر ایک گز ہوتا ہو سب مفروغ عنہ ہون اور خرد اسقدر بطریق مذکورۂ بالا تحریر کرے اور مٹی کے برتنون مین بس چندین عدد کوزہ ہاے گلین ورکشی معروف بطباق[یا طاحن ۱۲] اور چندین عدد کوزہ ہاے معروفہ بدوکانی یا سکانی اور چندین عدد از کوزہ ہاے درمیانی معروف بکاسفراک وچندین عدد کوزہاے خورد معروف بدین اسم - اور یہ سب عددیات متقاربہ ہین ان مین تفاوت فاحش نہین ہوتا ہے - اور غطار کی سنم اور غطاء سے مراد وہ جو تنور پر ڈھانکی جاتی ہے جائز ہے پس یون لکھے کہ اتنے عدد غطار گلین ورکشی جو تنور کا منھ ڈھانکنے کے لائق ہوتے ہین ہر ایک کا قطر اسقدر گز اہل بخارا کے گزون سے اور اسکی مقدار اسی طور سے بیان کرے جس طرح ہمنے کوزون مین بیان کردی ہے اور اسی طرح گھڑون ومشکون مین اسی طور سے لکھے یہ ظہیریہ مین ہے -

فصل یازدہم تحریر شفعہ کے بیان مین - اصل مین فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایک دار خرید کر کے اسپر قبضہ کر لیا اور ثمن دیدیا اور اس دار کا ایک شفیع ہے اس نے اس دار کو شفعہ مین لے لیا اور اسکی تحریر لکھوانی چاہے تو کیونکر لکھے سو ہم کہتے ہین کہ شفیع کو یعنی شفعہ لے لینے کا اختیار جبھی ہے کہ جب اسنے بطلب صحیح طلب شفعہ کر لیا ہو اور طلب شفعہ تین طرح کی ہوتی ہے طلب مواثبہ وطلب اشہاد وتقریر وطلب تملیک پس جب ان سب طرح کے طلبون سے طلب

یعنی تینون طرح ۱۲ منہ

کرے تو اسکو اختیار ہوگا کہ دار مذکور کو شفعہ مین لے لے پس جب اسنے طلب مواثبہ سے طلب کیا اور اس طلب کی تحریر
چاہی تاکہ اسکے واسطے حجت ہو تو لکھے کہ یہ وہ ہی جسپر گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا شاہد ہوے ہین کہ فلان نے فلان
سے تمام دار واقع مقام فلان جسکے حدود اربعہ یہ ہین اتنے ثمن کے عوض بخرید صحیح خرید کیا اور دار مذکور پر قبضہ کرلیا
اور ثمن دیدیا ہی اور فلان اس دار کا شفیع بدین سبب ہی اور سبب استحقاق شفعہ کو مفصل بیان کردے پس اس شفیع نے
جبھی اسکو اس دار کی بعوض اسقدر ثمن کے خرید کی پہلی خبر پہونچی ہی فورًا بلا درنگ و تاخیر کے بطلب صحیح طلب
مواثبہ کے ساتھ شفعہ طلب کیا اور کہا کہ مین اس دار محدودہ مذکور کے اپنے شفعہ کا بدین سبب خواستگار ہون پس
یہ پوری تحریر طلب مواثبہ کی ہی۔ اور اس تحریر مین امام محمد نے مشتری و بائع کا نام تحریر کیا ہی اور اگر اس صورت مین
بائع کا نام تحریر نہ کیا جاوے تو بھی ہمارے نزدیک جائز ہی اسواسطے کہ قبضہ کے بعد خصومت مشتری کے ساتھ ہے
اور بائع بمنزلہ اجنبی آدمی کے ہی لیکن بعضے لوگ کہتے ہین کہ قبضہ کے بعد شفعہ مین لینا دونون سے ہوتا ہی پس ہمنے اس
قول سے احتراز ہونے کیواسطے دونون کا نام لکھدیا۔ اور اس تحریر مین سبب استحقاق شفعہ بھی ہوتا ہی اسواسطے کہ اسباب
شفعہ مختلف ہین اور علما نے اسمین اختلاف کیا ہی بعض نے کہا کہ شفعہ بابواثبث ہی اور بعض کے نزدیک بجوار مقابلہ ہی اور
ہمارے نزدیک بجوار ملاصقہ ہی اور شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جوار سے شفعہ کا استحقاق بالکل نہین ہوتا ہی اور ہمارے
نزدیک استحقاق شفعہ کے چند مراتب ہین اول آنکہ بسبب عین بقعہ مین شرکت کے پھر بسبب ملک کے حقوق مین شرکت ہونیکے
اور وہ راستہ ہی[عہ] پھر شفعہ کا استحقاق بسبب جوار کے ہوتا ہی پس عین بقعہ کے شریک کا شفعہ اعلیٰ درجہ ہی پھر جو راستہ کا
شریک ہو دوم درجہ ہی پھر جوار کے وجہ سے سوم درجہ کا استحقاق ہی) سبب شفعہ بیان کردے تاکہ قاضی کو معلوم
ہوجاوے کہ آیا یہ شخص کسی مستحق درجہ اول کی وجہ سے محجوب ہی یا نہین ہی اور یہ تحریر کیا کہ جبھی اس کو اس دار کے بعوض
اس ثمن کے خرید کی پہلی خبر پہونچی اور یہ نہ لکھا کہ جبھی اسکو اس بات کا علم[عہ] ہوا اسواسطے کہ حقیقتًا علم بدون خبر
متواتر کے حاصل نہین ہوتا ہی حالانکہ شفعہ مین یہ حکم ہی کہ اگر خبر متواتر کی تعداد و شرائط سے گھٹ کے لوگ
خبر دین اور شفعہ طلب نہ کرے تو حق شفعہ ساقط ہوجائیگا چنانچہ خبر دہندہ ایلچی ہو خواہ وہ عادل ہو یا فاسق ہو آزاد
ہو یا غلام ہو صغیر ہو یا بالغ ہو اور ایلچی نے پیغام پہونچادیا اور شفیع نے شفعہ طلب نہ کیا تو شفعہ باطل ہوجائیگا اور
اگر خبر دہندہ نے اپنی طرف سے خبر دی تو حسن نے امام اعظم رحمہ اللہ تعالی سے روایت کی ہی کہ اگر شفیع کو دو مرد
یا ایک مرد و دو عورت نے جو عادل ہون بیع کی خبر دی اور اسنے شفعہ طلب نہ کیا تو شفیع باطل ہوجائیگا اور امام
محمدؒ نے امام اعظم سے روایت کی کہ اگر خبر دہندہ مین گواہی کی دونون چیزون مین سے خواہ عدالت یا تعداد ایک
بات پوری پائی گئی اور شفیع نے شفعہ طلب نہ کیا۔ تو اسکا شفعہ باطل ہوگا اور بنا بر قول امام ابو یوسفؒ و
امام محمدؒ کے اگر اسکو ایک شخص نے خبر دی خواہ یہ شخص واحد کسی صفت کا ہو اور شفیع نے شفعہ طلب نہ کیا پس
اگر اس خبر کا سچا ہونا ظاہر ہوگا تو اسکا شفعہ باطل ہوجائیگا پس ہم نے یون تحریر کیا کہ جبھی اسکو پہلی خبر پہونچی

عہ یعنی راستہ حقوق ملک مین سے ایک مین شریک ہو ۱۲ منہ عہ یا یہ بات معلوم ہوئی ۱۲ منہ

سلہ یعنے دروازے متحد ہون اور بعض نے کہا کہ مقابل ہون تو بھی حق شفعہ ہی اور ہمارے نزدیک اتصال والصاق ہو ۱۲

تاکہ کوئی وہم کرنیوالا یہ وہم نہ کرے کہ اسنے ایک شخص یا دو شخصون کی خبر پر شفعہ طلب کیا اور خبر متواتر ہو پہنچنے تک طلب
شفعہ کیواسطے انتظار کیا جبکہ علم یقینی حاصل ہو جاوے حتی کہ اسکا شفعہ باطل ہو گیا اور نیز یہ لکھدیا کہ پہلی خبر تاکہ کوئی وہم
نہ کرے کہ ایک بار خبر دینے پر اسنے طلب نہیں کیا پھر دوبارہ خبر دینے پر طلب کیا حالانکہ یہ طلب صحیح نہیں ہوئی پس اس
وہم کے دور کرنے کیواسطے ہم نے پہلی خبر کا لفظ لکھدیا۔ اور ہم نے یون لکھا کہ فوراً بلا درنگ و تاخیر کے بطلب
صحیح طلب مواثبہ کے ساتھ شفعہ طلب کیا اسواسطے کہ علماء نے طلب مواثبہ کی مقدار مدت مین اختلاف کیا ہی پس ظاہر الروایۃ
مین ہی کہ اگر اسنے فی الفور بلا درنگ شفعہ طلب نہ کیا تو اسکا شفعہ باطل ہو جائے گا اور ہشام نے امام محمد سے روایت
کی ہی کہ خبر پہونچنے کی مجلس تک اسکی مقدار ہی اور اسی کو شیخ ابو الحسن کرخی نے اختیار کیا ہی اور حسن بن زیاد سے روایت
ہی کہ تین روز تک اسکی مدت ہی اور یہی شیخ بن ابی لیلی کا قول ہی اور امام شافعی کے اقوال میں سے بھی ایک قول یہی ہی
پس اگر ہم اسیقدر تحریر کرین کہ اسنے بطلب صحیح اسکو طلب کیا تو بہت احتمال ہی کہ اسکا وہم ہو کہ اس نے فی الفور
طلب نہین کیا بلکہ اسکے بعد طلب کیا اور کاتب نے یہ جو لکھا کہ بطلب صحیح طلب کیا تو بتاویل قول بعض علماء کے
تحریر کیا ہی۔ پھر ہم نے طلب شفعہ کا لفظ تحریر کیا اور علماء نے اسمین بھی اختلاف کیا ہی مگر عامہ علماء کے نزدیک اگر اسنے
کسی ایسے لفظ سے شفعہ چاہا جس سے لوگوں کے عرف مین یہ سمجھا جاتا ہی کہ وہ شفعہ طلب کرتا ہی مثلاً کہا کہ مین نے
طلب کیا یا طلب کرتا ہون یا طالب شفعہ ہون یا مثل اسکے تو درست ہی مگر بعض نے اسمین اختلاف کیا ہی۔ اور طلب
مواثبہ کے گواہ کر لینا شرط نہین ہی اور نیز یہ بھی شرط نہین ہی کہ طلب مواثبہ بائع یا مشتری یا دار ان مین سے کسی
کے حضور مین ہو۔ پھر طلب مواثبہ کے بعد طلب اشہاد و تقریر کی ضرورت ہی اور اس طلب کی صحت کے واسطے
یہ شرط ہی کہ یہ طلب یا مشتری یا بائع یا دار خریدشدہ کے حضور مین ہو لیکن اس طلب کی ضرورت جبھی ہی کہ جب طلب
مواثبہ کے وقت ان تینون مین سے کوئی سامنے موجود نہو اور اگر طلب مواثبہ کیوقت انھین سے کوئی حاضر ہو تو یہ
کافی ہی پھر اسکے بعد کسی دوسری طلب کے سوائے طلب تملیک کی ضرورت نہین ہی اور اس طلب اشہاد و تقریر
کی مدت کی اندازیہ ہی کہ ان چیزون مین سے کسی کے حضور کو حاصل کر پاوے حتی کہ اگر اسنے قابو پایا و باین اس نے
طلب اشہاد و تقریر نہ کی تو اسکا شفعہ باطل ہو جائیگا اور اس طلب کے وقوع پر گواہ کر لینا امر لازم نہین ہی حتی کہ
اگر اسنے گواہ نہ کر لیے اور خصم نے اس طلب کے وجود کا اعتراف کر لیا تو کافی ہی اور یہ چاہیئے کہ یہ طلب ان
تینون مین سے ایسے کے حضور مین ہو جو شفیع سے سب سے زیادہ قریب ہی اور یہ حال کتاب الشفعہ مین مفصل معلوم ہو چکا ہی اور
اگر شفیع نے چاہا کہ طلب اشہاد واقع ہونیکے وثوق کیواسطے تحریر کرا لے تو یون تحریر کرنا چاہیئے کہ یہ تحریر ہی جس مین یہ مذکور
ہی کہ فلان نے فلان سے خرید کیا پھر بیعنامہ کو اول سے آخر تک نقل کر دے پھر اسکے بعد لکھے کہ فلان یعنی شفیع کو جبکہ اس
دار محدودہ کی بعوض ثمن مذکور خرید ے جانے کی پہلی خبر دیگئی اسی وقت فوراً اسنے بطلب مواثبہ شفعہ طلب کیا
جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہی پھر لکھے کہ اسکے بعد اسنے بدون تاخیر و تقصیر کے بحضوری اس چیز کے جو سب سے زیادہ

ف ۱؎ طلب مواثبہ وغیرہ کا بیان کتاب الشفعہ مین گذر چکا ۱۲ ف ۲؎ لیکن اسواسطے ضرورت ہوتی ہی کہ بروقت انکار کے اسکو ثابت کر سکے ۱۲

اس سے قریب تھی بطلب اشہاد و تقریر شفعہ طلب کیا پھر اُس چیز کو بیان کر دے کہ بائع و مشتری و داران تینون مین سے کون چیز تھی مگر احوط یہ ہے کہ بائع اور مشتری کے حضور مین طلب کرنا تحریر کرے اسواسطے کہ اسمین علماء کا اختلاف ہے پس ابن ابی لیلیٰ فرماتے ہین کہ شفیع مشتری کے قبضہ سے پہلے و اسکے بعد و بائع سے لیگا اور اس سے خصومت کریگا اور عہدہ بیع شفعہ بھی بائع پر ہوگا اور امام شافعی فرماتے ہین کہ ہر دو صورت مین مشتری سے لیگا اور اسی کے ساتھ خصومت کریگا اور اسکا عہدہ بھی مشتری کے ذمہ ہوگا اور ہمارے نزدیک قبضہ سے پہلے خصومت بائع سے کریگا اور بائع پر عہدہ ہوگا اور قبضہ کے بعد مشتری سے خصومت اور اسی پر عہدہ ہوگا لہذا احوط یہ ہے کہ بائع و مشتری دونون سے لینا تحریر کرے پھر جب شفیع نے ہر دو طلب سے طلب کر لیا پس اگر خصم نے اسکو سپرد کر دینے پر اتفاق کیا تو کام پورا ہو گیا اور اگر اُسنے سپرد کرنے سے انکار کیا تو شفیع اس معاملہ کو بحضور قاضی پیش کریگا اور اس سے درخواست[طلب کرنا ١٢] کرے گا کہ میرے واسطے ملک کا حکم بوجہ شفعہ کے نافذ فرماوے پس اگر در صورتیکہ خصم نے اسکے سپرد کرنے پر اتفاق کیا شفیع نے مضبوطی کیواسطے اسکی تحریر لکھوانی چاہی تو موافق تحریر امام محمد کے اسکی صورت یہ ہے کہ یہ تحریر از جانب فلان بن فلان یعنی مشتری کی طرف سے واسطے فلان بن فلان یعنی شفیع کے بدین مضمون ہے کہ مین نے فلان بن فلان سے تمام دار واقع موقع فلان محدود بحدود چنان و چنین بعوض اسقدر ثمن کے خرید ا تھا پھر تحریر خرید کو آخر تک بیان کر دے پھر لکھے کہ تو اس دار مذکورہ کا بسبب شرکت یا خلط یا جوار کے شفیع تھا اور تونے جس وقت تجکو پہلی خبر اس دار مذکور کے بعوض ثمن مذکور خرید سے جانے کی پہونچی تھی تو نے فی الفور بطلب مواثبہ و پھر بطلب تقریر و اشہاد بطلب صحیح شفعہ طلب کیا تھا اور طلب مواثبہ اور طلب اشہاد کو مفصل جس طرح ہمنے بیان کیا ہے تحریر کرے اور لکھے کہ ایسی طلب صحیح کے ساتھ طلب کیا تھا کہ جو اس حکم کی موجب تھی کہ مین تجھے یہ دار بسبب شفعہ کے سپرد کر دون اور دیدون پس مین نے تجکو وہ سپرد کیا پھر تحریر کو اسی طور سے تمام کرے جس طرح ہمنے بیان کیا ہے یہ امام محمد کا عنوان تحریر ہے اور متاخرین مشائخ نے ایسی تحریر کی صورت یہ اختیار کی ہے کہ یہ وہ ہے جسپر گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا شاہد ہوے ہین سب اس بات کے گواہ ہوے ہین کہ فلان نے فلان کے ہاتھ تمام دار واقع موقع فلان فروخت کیا تھا پس بعینا مثل اول سے آخر تک نقل کرے پھر بعد ازین اگر مشتری نے دار پر قبضہ نہ کیا ہو تو قبضہ دار کا بیان نہ لکھے پس یہ لکھے کہ اور فلان اس دار محدودہ کا شفیع جوار بسبب اُس دار کے تھا جو اس دار خرید شدہ کی ایک حد سے متصل ہے یا لکھے کہ شفیع بشفعہ شرکت تھا کہ اس دار محدودہ مذکورہ مین سے نصف دار اسکی ملک ہے پس اس شفیع نے ہر گاہ اسکو اس دار محدودہ کے خرید سے جانے کا علم ہوا بدون تفریط و تقصیر کے بطلب صحیح بمواجہہ آن ہر دو متعاقدین فلان و فلان کے اس طرح اپنا شفعہ طلب کیا کہ جو موجب اس حکم کا ہے کہ یہ دار بحق شفعہ اسکو دیا اور سپرد کیا جاوے پس ان ہر دو متبائعان نے اس کے ساتھ اتفاق کر کے دونون نے اسکو تمام وہ چیز جسپر عقد بیع واقع ہوا بعوض پورے ثمن مذکور کے باعطاء صحیح دیدیا جسمین کوئی شرط نہین ہے اور نہ خیار اور نہ فساد ہے اور اس بائع نے تمام اس ثمن مذکور پر اس شفیع کے اسکو ادا کرنے سے لے کر

ف١ اقوال علم ہونا تحریر کرنا موجب خلل ہے جیسا کہ سابق مین معلوم ہوا ١٢ منہ

تمام وکمال قبضہ کرلیا وصول پایا اور شفیع مذکور کے اسکو دینے سے قبضہ کرنے سے شفیع مذکور اس سب ثمن سے
بری ہوگیا اور باجازت اس مشتری مسمی مذکور کے جسنے اس سب کی اجازت دی ہی یہ سب کیا اور اس شفیع
نے تمام اس چیز پر جسپر یہ عقد بیع واقع ہوا اور شفعہ میں دیگئی ہی اس بائع کے یہ سب اسکو سپرد کرنے سے
درحالیکہ اسنے خالی فارغ از ہر بائع و تنازع سپرد کیا ہی باجازت اس مشتری مذکور کے اسپر قبضہ صحیحہ کرلیا پس اس
شفیع کو اسمین جو درک پیش آوے تو اس بائع پر اسکا خلاص کرنا آخر تک بدستور معلوم تحریر کو ختم کرے اور
درصورتیکہ اسکو بحق شفعہ ہوا لیا ہو اسکے آخر میں کسی قاضی کا حکم لاحق کرے اسواسطے کہ مختلف فیہ ہے اور
ضمانت درک میں عمارت و درخت و زراعات کی ضمانت درج نہ کرے اسواسطے کہ اس کی ضمانت ان
دونوں پر درصورت شفعہ واجب نہیں ہوتی ہی اور اگر مشتری نے دار پر قبضہ کرلیا اور ثمن ادا کردیا ہو تو بائع کے
ساتھ کچھ خصومت نہوگی بلکہ خصومت مشتری سے ہوگی تو یہ تحریر بنا و اقرار مشتری تحریر دے و شفیع کے اس سے
شفعہ میں لینے کی ہو - اور یہ اسوقت ہی کہ بحق شفعہ لینا بغیر حکم قاضی ہوا اور اگر بحکم قاضی ہو تو بجاے اس عبارت کے
کہ دونوں نے اس شفیع کے ساتھ اتفاق کیا یہ تحریر کرے کہ ان سب نے یہ مقدمہ فلان قاضی کے سامنے پیش کیا پس
اس نے بعد خصومت صحیحہ کے جو ان متخاصمین میں جاری ہوئی اس حق شفعہ کے ثبوت کا حکم دیا اور ان دونوں پر حکم
نافذ فرمایا کہ یہ دار محدودہ بحق شفعہ اسکے سپرد کریں پس دونوں نے اسکو تمام وہ چیز جسپر عقد بیع واقع ہوا ہی دیدی آخر تک
بدستور تمام کرے اور اگر باپ یا وصی نے صغیر کیواسطے شفعہ طلب کیا ہو تو لکھے کہ فلان صغیر اس دار کا شفیع تھا - اور درصورت
حکم قضا بسبب نکول کے جاری ہوا ہو تو لکھے کہ یہ سب بعد اسکے واقع ہوا کہ اس مشتری نے اس شفیع کے دعوی شفعہ
سے جو اسپر کیا تھا انکار کیا پس اس قاضی نے اس سے اس دعوی پر قسم لی - اور اسنے چند بار اس قسم سے قاضی کے
سامنے انکار کیا پس اس قاضی نے اسپر اس شفعہ کے ثبوت کا حکم دیدیا بعد ازانکہ اس شفیع نے قسم کھالی کہ اللہ میں نے
یہ شفعہ اس مشتری کو سپرد نہیں کیا ہی اور اسنے اسی مجلس میں جسمین اسکو خبر پہونچی تھی طلب شفعہ کیا اور اسکی طلب میں
مشغول ہوا ہی - اور اگر ثمن درم یا دنیار یا کیلی یا وزنی یا عددی متقارب ہو تو اسکو بیان کرے اور تحریر کرے کہ شفیع
نے اسکے مثل بائع یا مشتری کو دیا اور اگر خرید مذکور بعوض غلام یا کسی اسباب وغیرہ کے جو قیمتی ہوتی ہی واقع
ہوئی تو شفیع کا لینا بعوض اس چیز کی قیمت کے ہوگا پس اس وثیقہ نامہ میں تحریر کرے کہ حکم قاضی نے بعوض اس
قیمت کے لینا لازم کیا اور اس کی قیمت پر پرہیزگار و امانتدار عدول کے جنپر ایسے اموال کی قیمت اندازہ کرنے کا
مدار ہی اندازہ کرنے سے اسقدر دراہم عطریفیہ جیدہ ہوے اور احوط یہ ہی کہ ان اندازہ کرنے والون کا نام تحریر کردے
کردے اور یہ بیان کردے کہ بائع و مشتری نے اقرار کیا کہ قیمت اسقدر ہی اور اگر دار کیواسطے چند شفیع ہون اور ایک
شفیع نے حاضر ہوکر پورا دار بحق شفعہ لے لیا پھر دوسرے نے حاضر ہوکر اپنا استحقاق شفعہ ثابت کیا پس اسکا حصہ اسکو
دیا تو تحریر کرے کہ گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا گواہ ہوے کہ فلان بن فلان نے فلان بن فلان سے تمام دار محدودہ بحیثیت چنان بعوض
اسقدر کے خرید کرکے دونوں نے باہمی قبضہ کیا اور دونوں متفرق ہوگئے پھر فلان حاضر ہوا اور وہ اس دار کا

[illegible] ۱۲

شفیع تھا پس اسنے حاضر ہو کر اپنا حق شفعہ بشرائط شفعہ طلب کیا پس اسکے نام حکم ہو گیا اور قاضی نے بائع یا مشتری کو دار مذکور اسکے سپرد کرنے کا حکم کیا پس اسنے حکم کی تعمیل کی پھر فلان بن فلان حاضر ہوا اور گواہوں سے ثابت کیا کہ وہ اس دار کا شفیع ہے اور اُس نے ہر گاہ اسکو خبر پہونچی اپنا شفعہ دار مذکور بشرائط طلب شفعہ طلب کیا اور قاضی سے درخواست کی کہ مجھے میرا حصہ اس دار مین سے بعوض اسقدر کے حصہ ثمن کے جو اتنا ہوتا ہے بسبب میرے شفعہ مذکورہ کے دلایا جاوے پس قاضی نے بائع اور شفیع اول پر لازم کیا کہ اس ثمن کو وصول کرین اور اس دار مین سے اسکا حصہ اسکے سپرد کرین پس دونوں نے حکم کی تعمیل کی پس فلان یعنی شفیع دوم نے یہ ثمن ادا کرنے کے بعد دار مین سے اسقدر پر قبضہ کیا اور تحریر کو بدستور تمام کرے کذا فی المحیط

فصل دوازدہم۔ تحریر اجارات و مزارعات کے بیان مین۔ اجارات مین سے ایک قسم بنام اجارہ طویلہ مرسوم اہل بخارا ہے اسکی صورت تحریر یہ ہے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہے کہ فلان بن فلان مخزومی نے اسکا حلیہ و معروفیت و مسکن بیان کر دے تمام حویلی مذکورہ ذیل مشتمل دار و دو بیت کو اسمین رہنے کیواسطے کرایہ پر لیا اور اسمین دو چھپّر ہین اور اس کرایہ پر دینے والے نے بیان کیا کہ یہ سب اسکی ملک حق و اسکے قبضہ مین ہے۔ اور یہ سب شہر فلان محلہ فلان کوچہ فلان پیش مسجد فلان واقع ہے محدود بحدود اربعہ جسکی ایک حد ملازق حویلی فلان و دوم و سوم چنین و چنان و چہارم اسکی طرف جانے والے و داخل ہونے کے راستہ سے ملازق ہے پس یہ حویلی مذکور مع اپنے سب حدود و حقوق کے اور مع سب مرافق کے جو اسکے واسطے اسکے حقوق سے ثابت ہین زمین و عمارت و سفل و علو اور مع ہر حق کے جو اسکے لیے ثابت اسمین داخل اور اس سے خارج ہے واسطے اکتیس برس پے درپے کے سوا ے دس روز آخر ہر سال واحد کے تیس سال مین سے از ابتداے روز دوم تاریخ تحریر ہذا سے بعوض اجرت اسقدر دینار کے اس شرط سے اجارہ لی کہ ابتدا سے تیس سال پے درپے مین سے ہر سال[علیہ] کے سواے دس روز منہا شدہ کی اجرت ان دیناروں مین سے ایک دینار مین سے بقدر ایک جو کے ہے اور اس اجرت مذکورہ مین سے باقی اجرت بمقابلہ سال اخیر کے ہے جو اس مدت کا تتمہ ہے بدین شرط کہ دونوں مین سے ہر واحد کو استحقاق فسخ بقیہ عقد اجارہ مذکورہ ان ایام مستثنے شدہ مین حاصل ہے دونوں مین سے جو چاہے فسخ کرے بدین قرار داد مذکور باستیجار صحیح اجارہ لی۔ اور اجارہ دہندہ مذکور نے تمام وہ چیز جسکا اجارہ اسمین مذکور ہوا ہے مع اسکے حدود و حقوق و مرافق کے جو اسکے حقوق سے ہے بعوض اس اجرت مذکورہ کے باجارہ صحیحہ ہر وجہ خالی از معانی مبطلہ و وجوہ مفسدہ کے اجارہ پر دی بدین شرط کہ یہ مستاجر اسمین خود رہے اور اپنا اسباب و متاع رکھے اور جسکو چاہے اسمین بساوے اور جسکو چاہے اجارہ پر دے اور جسکو چاہے عاریت دے اور اس مستاجر نے خود اس تمام حویلی مذکور محدود پر بقبضہ صحیحہ اس اجارہ دہندہ کے سب اسکے بتسلیم صحیح فارغ سپرد کرنے سے قبضہ کر لیا اور اس اجارہ دہندہ نے اس مستاجر سے تمام اجرت مذکورہ بقبضہ صحیح بطور معجل اس مستاجر کے بوجہ تعجیل و پیشگی یہ سب

[علیہ] یعنی ہر سال مین سے ہر سال کے آخر سے دس روز منہا ۱۲

[۱] قال المترجم عبارت مین اختصار ہے اس سے مراد یہ ہے کہ شفیع دوم وجہ شفعہ بھی ذکر کرے تاکہ ایسا نہ ہو کہ شفیع دوم کی وجہ سے پہلا شفیع ساقط ہوتا ہو وغیرہ ذلک فتامل ۱۲

اسکے سپرد کرنے سے تمام و کمال وصول کر لی اور اُس اجارہ دہندہ نے اس مستاجر کیواسطے تمام اس چیز کی درک جسکا اجارہ اس تحریر مین ثابت ہوا ہی بضمانت صحیحہ ضمانت کر لی اور دونون بحالت نفوذ اپنے سب تصرفات کے بطوع خود ایسا کرکے اس سب کا اقرار کر گئے اور اپنے اوپر اس سب کے گواہ کر گئے ایسے حال پر دونون متفرق ہوگئے اور یہ سب فلان تاریخ مین واقع ہوا اور یہ تحریر جو ہمنے اجارہ طویلہ مین تحریر کر دی ہی اسی پر اسکے نظائر کو قیاس کرنا چاہیئے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور متاخرین نے تحریر اجارہ مین یہ نسخہ اختیار کیا ہی کہ یہ تحریر بدین مضمون ہی کہ فلان بن فلان مخزومی نے فلان بن فلان مخزومی سے تمام دار مشتملہ بر بیوت مسلمہ و مقبوضہ اسکا واقع موضع فلان جسکے حدود چہارگانہ چنان چنان ہین مع اسکے سب حدود و حقوق زمین و عمارت و سفل و علو کے و مع سب مرافق کے جو اسکے حقوق سے ہین اور مع اسکے ہر حق کے جو اسمین داخل اور اس سے خارج ہی اور مع ہر قلیل و کثیر کے جو اسکے حقوق سے ہی ایک سال کامل قمری بارہ مہینے پے در پے کے واسطے جسکی ابتدا غرہ ماہ فلان سنہ فلان و انتہا آخر ماہ فلان سنہ فلان ہی بعوض اسقدر درمون کے جسکے نصف اسقدر ہوتے ہین اور اس اجرت مین سے ماہواری اسقدر درم اجرت ہوتی ہی باجارہ صحیحہ نافذہ جائزہ قطعیہ خالی از شروط مفسدہ و معانی مبطلہ اجارہ پر لیا اور یہ اجرت مذکورہ تمام اس چیز کی جس پر عقد اجارہ جس روز واقع ہوا ہی اس دن اسکی اجرت مثل ہی جسمین نہ کمی ہی اور نہ بیشی ہی بدین شرط اجارہ لیا کہ تمام اس چیز مین جسپر عقد اجارہ واقع ہوا اس تمام مدت مذکورہ مین خود مستاجر سکونت رکھے اور جسکو چاہے جس طرح چاہے جو چاہے اس مین رکھے اور بطور معروف اسکے منافع سے طریقون سے اس سے نفع حاصل کرے۔ پھر اسکے بعد اگر مستاجر نے اجرت دیدی ہو تو لکھے کہ بدین قرارداد کہ اس مستاجر نے یہ تمام اجرت مذکورہ جو مدت مذکورہ کیواسطے ہی پیشگی دیدی۔ اور اس اجارہ دہندہ نے اس سب کو پیشگی اس سے وصول کر لیا اور یہ مستاجر اس تمام اجرت مذکورہ سے جو اس تمام مدت مذکورہ کے واسطے ٹھہری ہی اس موجر کو دیکر اُسکے قبضہ کرنے سے بریت قبض و استیفا بری ہوگیا اور اگر مستاجر نے اُجرت ادا نکی ہو تو بدین قرارداد کے کہ یہ مستاجر اس تمام اجرت مذکورہ کو اس تمام مدت مذکورہ گذر جانے پر اس موجر کو ادا کرے یا لکھے کہ بدین شرط کہ اس اُجرت مین سے اس مدت کے ہر مہینے کے حصہ مین جسقدر اجرت پڑتی ہی اسیقدر ہر مہینہ گذرنے پر ماہ بماہ ادا کیا کرے اور اس مستاجر نے اس موجر سے تمام وہ چیز جسپر عقد اجارہ جسطرح بشرائط خود واقع ہوا ہی تمام اس موجر کے اسکو ہر مانع و منازع سے خالی سپرد کرنے سے اپنے قبضہ کر لیا پھر اس اجارہ کے صحیح و تمام ہوجانے کے بعد اور اس مستاجر کے اس اقرار کے بعد کہ اسنے یہ سب دیکھ بھال لیا ہی اور اس سے راضی ہوگیا ہی اور دونون کے اپنے اوپر اس معاملہ کے گواہ کر لینے کے بعد دونون مجلس عقد سے بتفرق ابدان و اقوال جدا ہوگئے اور تحریر کو بدستور ختم کرے اور شیخ امام نجم الدین نسفی نے فرمایا کہ جس صورت مین اجرت وصول نہین ہوئی ہی موجر کیطرف سے ضمانت درک تحریر نہ کرے اور جس صورت مین بطور تعجیل اُجرت وصول کی گئی ہی ضمانت درک تحریر کرے اور اگر تھوڑی اجرت پیشگی

سلہ قبل اس تحریر مین یہ خرابی ہی کہ اس سے مستاجر اس امر کا مقر ہوا جاتا ہی کہ دار فلان کی ملک ہی اقوال خود اجارہ دینا اس بات کا اقرار ہے کہ یہ موجر کی ملک ہے پس یہ وہم محض بیجا ہے ۱۲ منہ

وصول کی گئی ہو تو بقدر وصول شدہ کی ضمانت درک تحریر کرے اور اصل اجرت کی ضمانت مثل دوسرے قرضون کے ہوتی ہے
پس جس طرح دوسرے قرضون مین لکھا ہو اسی طرح اسمین بھی تحریر کرے اور بعضے مشائخ سمرقند نے اس صورت مین لفظ
قبالہ لکھنا اختیار کیا بدین طور کہ یہ وہ قبالہ ہو کہ فلان نے بقبول صحیح قبول کیا اور اس متقبل نے قبضہ کیا اور اس متقبل سے
سپرد کیا اور دونون اس مجلس قبالہ سے متفرق ہوے اور اگر دوکان یا زمین یا حمام یا پن چکی یا بیل و اونٹ چکی یا اور کوئی
دار محدودہ اجارہ پر لے تو اسمین بھی صورت تحریر یہی ہو لیکن حدود و حقوق لکھنے کے وقت اس چیز کی جو خاص مرافق ہون
انکو تحریر کرے جیسا کہ تحریر خرید مین ہمنے ہر ایک کے مرافق مخصوص بیان کر دیے ہین واللہ تعالیٰ اعلم کذا فی الذخیرہ اور
اگر چہار دیواری کا باغ انگور اجارہ لیا تو چاہیے کہ اصل کرم یعنی باغ احاطہ دار کا اجارہ تحریر کیا جاوے درختون و
قضبان[1] و تاک ہاے انگور کا اجارہ تحریر نہ کیا جاوے اسواسطے کہ انکا خاصۃً اجارہ لینا باطل ہو اور اسی طرح زمین کے
اندر جو کھیتی ہو اسمین بھی یہی حکم ہو پس یون لکھے کہ فلان بن فلان نے اصل زمین جو احاطہ دار باغ انگور ہو بشرطیکہ اس باغ
کا احاطہ ہو یا اتنی جریب زمین فلان اجارہ لی کہ جسکی نسبت موجر نے بیان کیا کہ یہ میری ملک حق اور میری مقبوضہ
ہو اور وہ فلان گانوٗن کی زمین جو دیہات شہر ضلع بخارا پرگنہ ؤ یا پرگنہ قرید و یا پرگنہ ساکن ماذون مین سے ایک گانوٗن
ہو اسکے حدود جیسے ہون بیان کرے پھر لکھے کہ یہ آراضی باغ یا کھیت مع اپنے حدود و حقوق و مرافق کے جو اسکے
واسطے ثابت ہین اجارہ لیا بعد ازانکہ اس موجر نے اس متاجر کے ہاتھ تمام وہ چیز جو اس باغ انگور چہار دیواری دار مین
از قسم درختان و قضبان و درختان انگور و پودون کے یا جو اس زمین مین کھیتی و درختان خربزہ و درختان کپاس ہین
مع سب کی جڑون و عروق کے بعوض ثمن معلوم کے جو اسقدر ہو بہ بیع صحیح فروخت کیا اور اس متاجر نے اس سے
اس سب کو بعوض اس ثمن مذکور کے بخرید صحیح خرید کیا اور دونون نے باہمی قبضہ صحیحہ کر لیا پھر اس سے تمام وہ چیز
جس کا اجارہ اس مین مثبت ہو اکتیس برس پے درپے کے واسطے سواے تین روز کے آخر سال واحد سے اجارہ
لیا آخر تک بدستور مذکور تحریر کرے اور اگر اجارہ ایسے وقت مین ہو جب کہ درختون پر پھل اور انگور کے درختون
مین انگور لگے ہون تو تمام درختان و درختان انگور و پودون کے لکھنے کے بعد یہ بھی زیادہ کرے کہ اور مع تمام ان
پھلون کے جو ان درختون پر موجود ہین۔ اسواسطے کہ درختون کے پھل بدون ذکر کے بیع مین داخل نہین ہوتے
ہین اور اگر اس باغ مین بید کے درخت ہون تو لکھے کہ اور مع تمام درختان بید کے جو اس باغ مین ہین اسواسطے
کہ بید کے درخت کی پالو بمنزلہ پھل کے ہو کہ بدون ذکر کے بیع مین داخل نہین ہوتی ہو اور یہی قول مختار ہے
اور اس قسم کا اجارہ ایک مسئلہ سے استخراج کیا گیا ہے جسکو امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہو اور وہ یہ ہے کہ
اگر ایک شخص نے دو شخصون سے ایک دار دس برس کیواسطے اجارہ پر لیا اور اسکو خوف ہوا کہ یہ دونون بیچ مین مجکو
اس مکان سے شاید اٹھا دین پس اسنے مضبوطی چاہی تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ دار مذکور کو تمام مدت کی اوائل کے
ہر ایک مہینہ کیواسطے ایک درم کے عوض اجارہ لے اور ماہ اخیر کو بعوض باقی سب اجرت کے کرایہ پر لے تو

[1] قضبان شاخین و درخت انگور وغیرہ کی بیلین ۱۲۔

اس حالت مین جبکہ بہت اُجرت بمقابلہ اخیر مہینہ کے ہوگی تو دونون اسکو مکان سے باہر نہ کرینگے - اور منقول ہے کہ ابتدا مین لوگ بیع المعاملہ لکھا کرتے تھے پس جب فقیہ محمد بن ابراہیم میدانی کا زمانہ آیا تو انھون نے اسکو مکروہ جانا کہ اسمین ربوا کا شبہہ ہے اور اس قسم کا اجارہ ایجاد کیا تاکہ لوگون کو اپنے مال سے نفع حاصل ہو اور انکو منفعت زمین دوار اسطرح حاصل ہو کہ مال مقصود مین سے کچھ ضائع ہونے کا بھی خوف نہ رہے پس فقیہ موصوف نے سالہاے اول کے مقابلہ مین بہت قلیل اجرت رکھی اور باقی اجرت بمقابلہ سال اخیر کے رکھی اور ہر سال سے تین روز اخیر مستثنے کر دیئے اور دونون مین سے ہر ایک کے واسطے ان ایام مین فسخ کا اختیار شرط کر دیا اور یہ اختیار اس واسطے ثابت کر دیا تاکہ وہ فسخ کر سکے اور جب اسکو اپنے مال کی حاجت پڑے تو وصول کر سکے اور تین ہی روز کا اختیار اسواسطے شرط کر کے مستثنے کیا کہ عقد مین تین روز سے زیادہ خیار نہو جو موجب فساد عقد ہے امام اعظم کے نزدیک اور تاکہ امام اعظم و امام محمد کے قول کے موافق صحت فسخ کیواسطے دوسرے کا حضور شرط نہ رہے لیکن غیر ایام عقد مین خیار کی شرط کی ہے اور مقدار مدت کے اکتیس سال اسواسطے مقرر کیے ہین کہ غالبًا ہر سہ ماہی کے آخر سے تین روز مستثنے کرتے ہین اگرچہ ہم نے اس تحریر مین ہر سال کے آخر سے تین روز مستثنے کیے ہین پس تمام ایام مستثنے شدہ اس تمام مدت مین تین سو ساٹھ روز ہوے اور یہ ایک سال ہے پس عقد اجارہ تیس سال کے واسطے باقی رہا اور مقدار مدت اجارہ تیس سال مقرر کی اور اس سے زیادہ نہ کیا اسواسطے کہ شرع مین تیس سال آدھی عمر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی عمرین ساٹھ ستر کے درمیان ہین اور نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موتون[1] کی توجہ ساٹھ ستر کے درمیان ہوتی ہے پس ان مشائخ[2] نے نصف عمر سے زیادہ کرنا مکروہ جانا اسواسطے کہ اس سے زیادہ اکثر عمر ہوگی اور اکثر در حکم کل کے ہے جیسے کہ اکثر رکعت کا ملجانا[3] بمنزلہ کل نماز پالینے کے ہے اور ایسی حالت مین ہمیشگی کا شبہہ ہوتا ہے کہ دائمی اجارہ ہے حالانکہ اجارہ کے واسطے مقدار مدت موقت ہونا شرط ہے پھر اس اجارہ کے جائز ہونے کے قول مین فقیہ محمد بن ابراہیم کے ساتھ فقیہ ابو بکر محمد بن الفضل نے اتفاق کیا اور نیز انکے پیچھے جو ائمہ بخارا ہوے ہین انھون نے اتفاق کیا اور آج جو لوگ ائمہ فتوے موجود ہین اسی پر فتوے دیتے ہین کہ ایسا اجارہ کے جائز ہے اور ہمارے زہاد مشائخ مثل شیخ ابو بکر بن حامد اور شیخ ابو حفص سفکردری وغیرہ اس اجارہ کو جائز نہین فرماتے ہین اور فرماتے ہین کہ اسمین شبہہ ربوا ہے اور ہم نے اس کتاب کی کتاب الاجارات مین فساد کی وجہین بیان کر دی ہین اور استاد شیخ ظہیر الدین مرغینانی نے فرمایا کہ ہم نے اسکی صحت کی وجہین اور شبہہ ربوا دور ہونے کے وجوہ بیان کر دیے ہین اور اگر اس طریق پر اجارہ جائز نہ کہا جاوے تو لوگون کا کاروبار بذریعہ غیر کے مال کے اپنی حاجات دفع کرنے کا مسدود ہو جائیگا اسواسطے کہ ایسا شخص جو غیر کو مال کثیر قرض دے

---

[1] قولہ موتون یعنے ہر ایک کی موت اسکے اس سن مین اسکی طرف متوجہ ہوتی ہے یہ مجاز ہے ١٢ [2] اقول ظاہرا صیغہ جمع بنظر تعظیم فقط شیخ محمد ابراہیم کے واسطے ہے واللہ تعالے اعلم ١٢ منہ [3] قولہ ملجانا یعنے اگر کسی کو نماز بجماعت پڑھون گا پھر تین رکعتین پائین تو ٹھیک ہو گیا کیونکہ اکثر بحکم کل ہے ١٢

بدون طمع کچھ نفع مالی حاصل ہونے کے بہت نادر ہی اور ایسے نادر سے حاجات دفع نہین ہو سکتے ہین اور مصلحتون کا انتظام نہین ہو سکتا ہی پس اس اجارہ کے جائز ہونے کے قول مین جانبین کیواسطے بہبودی و انصاف کی نظر ہے اور اسی نظر سے حمام مین باجرت داخل ہونا جائز کیا گیا ہی اگرچہ اجرت مجہول اور جسقدر پانی بہا دیگا اسکی مقدار مجہول اور جہان بیٹھے گا وہ جگہ مجہول اور اتنی دیر تک ٹھہریگا اسکی مدت مجہول ہوتی ہی۔ پھر جن مشائخ نے اس اجارہ کو جائز کہا ہی انھون نے ایک صورت مین اختلاف کیا ہی اور وہ یہ ہی کہ اگر ہر دو متعاقدین مین سے ایک کا سن اسقدر ہو کہ غالباً وہ تیس سال تک زندہ نرہیگا تو ایسی صورت مین یہ اجارہ جائز ہوگا یا نہین سو بعض نے فرمایا کہ جائز نہوگا اور انھین مشائخ مین سے قاضی امام ابو عاصم عامری ہین اور بعضون نے اسکو جائز رکھا ہی اس واسطے کہ متعاقدین کے کلام کے صیغہ کا اعتبار ہوتا ہی اور صیغہ مقتضی تاقیت عہ ہی پس اجارہ صحیح ہوگا اور اسکی نظیر یہ ہی کہ اگر کسی عورت سے سو برس کیواسطے نکاح کیا تو یہ متعہ ہوگا اور نکاح صحیح نہوگا اور ہمارے اصحاب سے ظاہر الروایات مین یہی حکم مذکور ہی اگرچہ دونون غالباً اس مدت تک زندہ نہ رہین گے (یعنی باوجود اسکے) لیکن چونکہ الفاظ کلام کا اعتبار ہی اسواسطے سو برس کا ذکر کرنا مبطل نکاح ہوا یہ نظیر یہین ہی اور اگر نصف شائع غیر مقسوم اجارہ لیا تو لکھے کہ فلان بخاری نے فلان سمرقندی سے تمام وہ چیز جس کو اس نے اپنی ملک و حق بیان کیا ہی منجملہ اس تمام چیز کے جس کے حدود و وصف ذیل مین بیان کیے گئے ہین اور وہ دو سہام مین سے ایک سہم مشاع تمام دار مشترکہ کا ہی جو ان دونون متعاقدین کے درمیان نصفا نصف مشترک ہے اور یہ دار ہی جو فلان موقع پر واقع ہی اور تحریر کو بدستور ختم کرے پس اگر شریک کے سوا دوسرے کو نصف مشاع اجارہ دیا تو امام اعظم کے نزدیک نہین جائز ہی اور صاحبین کے نزدیک جائز ہی پس اگر بالاجماع جائز ہوجانا چاہا تو لکھے کہ اس سے سہم واحد منجملہ دو سہام کے تمام دار محدودہ ذیل سے اجارہ لیا جسکو اسنے بیان کیا کہ یہ سب میری ملک حق و میرے قبضہ مین ہی اور یہ دار وہ ہی جو فلان مقام پر واقع ہی آخر تک بدستور لکھکر آخر مین حکم قاضی لاحق کر دے کہ ہر دو عاقدین کے درمیان خصومت صحیحہ سامنے قاضی فلان کے جاری ہوئی جس نے اس خصومت پر اس اجارہ کے صحیح ہونے کا حکم دیدیا کذا فی الذخیرہ اور وجہ دیگر یہ ہی کہ عقد اجارہ پورے دار پر دو چند مال اجارہ کے عوض قرار دے پھر نصف کا اجارہ بعوض نصف اجرت کے فسخ کر دے پس نصف کا اجارہ بعوض اسقدر مال کے جسپر دونون نے اتفاق کیا ہی باقی رہیگا پس یہ شیوع بعد وقوع عقد کے طاری ہوگا جس سے عقد فاسد نہین ہوتا ہے اور اسمین حکم قاضی کی بھی ضرورت نہوگی۔ اور اگر حمامیون کی سرکار کرایہ پر لی تو مدت اجارہ اکتیس سال سے کم لکھے اسواسطے کہ حمامیون کی سرکار تیس سال تک بحال خود نہین رہتی ہی (۱۲ حمام خانہ کی نوح) پس اسقدر مدت لکھے جو رائے صواب مین آوے پس عربی یا فارسی مین جس طرح ہمنے بیان کیا ہی کرایہ نامہ تحریر کرے پھر اسکے بعد لکھے کہ فلان بن فلان نے فلان بن فلان سے تمام یہ سرکار مع ادوات و آلات کے جنکا ذکر اس تحریر عربی یا فارسی مین اوپر گذر چکا ہی پے درپے پانچ برس کے لیے سوائے تین روز اول کے متواتر چار برسون کے ہر شش ماہی کے اجارہ پر لی جسکا اول روز اس تاریخ تحریر سے دوسرے روز سے ہی بعوض اسقدر دینار کے اور دینارون کا وصف جسطرح ہمنے بتلایا ہی تحریر کر دے بدین شرط

عہ یعنی تمام عمر کے واسطے اجارہ ہوگیا پس معیاد کا بیان ضروری ہی ۱۲ عہ یعنی صیغۂ کلام سے تقرر مدت کا ظہور ہوتا ہی ۱۲

کہ اسکے چار سال متواتر سوائے ان ایام کے جو اسکے ہر ششماہی کے آخر سے مستثنیٰ کر کے ہوتے ہیں اور بدون سال اخیر کے ہر سال یا ششماہی بعوض ایک دینار کے ایک جو سونے کے ہو اور سال اخیر جو اس مدت کا تتمہ ہے بعوض باقی اجرت مذکورہ کے ہو اور تحریر کو بدستور سابق تمام کر دے اور اگر مال اجارہ کا کوئی ضامن ہو تو تحریر اجارہ تمام ہونیکے بعد لکھے کہ فلاں بن فلاں فلانے نے جسکا حلیہ شناخت و مسکن لکھ دے اس موجر کیطرف سے اس مستاجر مذکور کیواسطے اس مال اجارہ کی درصورت عدم تروج کے اجارہ فسخ ہونیکی ضمانت صحیحہ کر لی اور یہ مستاجر اسپر راضی ہوا اور مجلس ضمان میں اسکی ضمانت کی اجازت صحیح دیدی پھر تحریر کو آخر تک تمام کر دے۔ اور اگر موجر کی کوئی شخص ضمانت کرنے والا نہ ملا اور مستاجر نے اس سے درخواست کی کہ مجکو یا کسی دوسرے کو اس امر کا وکیل کر دے کہ درصورت فسخ اجارہ کے اگر موجر مال اجارہ ادا نہ کرے تو وہ وکیل ہو کر اس سرکار کو باتفاق اہل بصیرت قدر ثمن پر فروخت کر کے اسکے ثمن سے باقی مال اجارہ ادا کر دیوے تو تحریر میں اسطرح لکھے کہ پھر اس موجر مذکور نے فلاں بن فلاں فلانے کو وکیل کیا اور اپنے قائم مقام اس بات میں کیا کہ درصورتیکہ اس موجر مذکور و اس مستاجر کے درمیان یہ اجارہ فسخ ہو جاوے تو اس سرکار کو کسی خریدار کے ہاتھ بعوض اسقدر ثمن کے جسپر دو آدمی اہل بصارت متفق ہوں فروخت کر دے اور مشتری سے ثمن مذکور وصول کر کے اور معقود علیہ (یعنے حمام خانہ ۱۲) اسکے سپرد کر دے اور مشتری کیواسطے اس موجر کیطرف سے ضمان درک کا ضامن ہوا اور بعد فسخ اجارہ کے جسقدر مال اجارہ مذکور میں سے اس مستاجر کیواسطے واجب ہو وہ اس مستاجر کو دیدے اس سب کا توکیل صحیح اسکو وکیل کیا بدرخواست میں مستاجر کے اور وکیل بوکالت ثابتہ لازمہ کیا بدین شرط کہ جب کبھی اس وکیل کو یہ موجر اس وکالت سے معزول کرے تو وہ جدید طور پر اس سب کا وکیل ہو جیسا کہ پہلے تھا اور اس وکیل نے مجلس وکالت میں اسکی طرف سے اس وکالت کو بہ قبول صحیح بخطاب قبول کیا پھر تحریر کو آخر تک ختم کر دے اور اگر مستاجر نے اس سے یہ بھی اجازت چاہی کہ بوقت ضرورت اس حمام خانہ کی اپنے مال سے تعمیر کرے بدین شرط کہ اس موجر کے مال سے اسکو واپس کرے تو لکھے کہ اس موجر نے اس مستاجر کو اجازت دی کہ اسکے بعد اس حمام خانہ میں جس چیز کی عمارت کی ضرورت ہو کوئی عمارت ہو اپنے مال سے بدون اسراف و تبذیر کے بحضوری دو آدمیوں کے اسکے ثقہ وسیلوں سے صرف کرے باینکہ یہ مال جو اسنے اسکی عمارت میں صرف کیا ہے اس موجر کے مال سے واپس لے یہ اجازت باجازت صحیحہ دیدی یا اسکی جبایت مؤنت دیوانی اگر واقع ہو تو پیادگان سلطانی کو اپنے مال سے بدین شرط دیدے کہ اسکے مثل اس موجر کے مال سے واپس لے اس سب کی اجازت صحیحہ بدین شرط دیدی کہ جب کبھی موجر اسکو اس اجازت سے معزول کرے تو وہ یہ اجازت جدید اسکی طرف سے اس کا اجازت یافتہ جیسا تھا ویسا ہی ہو جائیگا اور اسنے اسکی طرف سے یہ اجازت بقبول صحیحہ قبول کر لی اور اگر اجارہ پر اجارہ واقع ہو تو پہلے کرایہ نامہ کی پشت پر لکھے کہ فلاں بن فلاں یعنی مستاجر نے جسکا نام و نسب اس تحریر کی باطن میں مذکور ہے درحالت اپنے جواز اقرار کے بطوع خود اقرار کیا کہ اسنے یہ حمام مذکور جو اسکے باطن میں مذکور ہے یہ چیز خود اجارہ پر دی کہ یہ چیز مع اپنے حدود و حقوق و مرافق کے جو اسکے حقوق سے ہیں اس تاریخ سے تا انتہائے مدت اجارہ اول جو باطن میں مذکور ہے سوائے ان ایام کے جو اسکے باطن میں مستثنیٰ کیے گئے ہیں

بعوض اسقدر دینار کے انکا وصف جس طرح ہمنے بیان کیا ہو ذکر کردے بدین شرط اجارہ پر دی کہ سواے سال اخیر کے باقی سالہاے مذکورہ علاوہ ایام مستثنے شدہ کے ہر ایک سال اجرت مذکورہ مین سے ایک دینار کے ایک ایک جوڑا کے عوض اور سال اخیر جو اس مدت مذکورہ کا تتمہ ہو بعوض باقی اجرت کے ہو باجارہ صحیحہ دی اور اس فلان نے اس کو اس سے مع سب حدود و حقوق و مرافق کے جو اسکے حقوق سے ہین بعوض اجرت مذکورہ کے برشرائط مذکورہ باستیجار صحیح اجارہ لی اور باہمی تسلیم و تقبض ان دونون کے درمیان جو اس اجارہ مین ثبت ہوا ہو موافق شرع کے ہوگیا اور موجرنے یہ تمام اجرت بھرپور بقبضہ صحیح وصول کر لی اور ہر ایک نے ان دونون متعاقدین مین سے دوسرے کو اختیار بطور صحیح دیا کہ ان ایام مستثنے شدہ مین جو باطن مین مذکور ہین باقی مدت کا اجارہ جب چاہے فسخ کردے پھر آخر تک تحریر کو تمام کرے یہ ظہیریہ مین ہے- اور اگر کسی شخص کے نفس کو اجارہ لیا تو لکھے کہ فلان مخزومی نے فلان ترکی کے نفس کو سال کامل کیواسطے از ابتداے غرہ ماہ فلان تا انتہاے ماہ فلان بعوض اسقدر اجرت کے اس شرط پر اجارہ لیا کہ یہ مستاجر اسکو اس مدت مین ہر کام مین جو اس کو پیش آوے جس کام مین چاہے لگادے اسکو اسکے حکم سے انکار نہو گا اور اس اجیر نے بحکم اس عقد کے اپنے تئین اسکے سپرد کیا کہ جس کام مین چاہے لگادے اور جس مہینہ مین کام سے لگا اس مہینہ کی مزدوری اسکو وہ مہینہ گذرنے پر دیگا- اور اگر کسی خاص قسم کے کام و حرفہ کیواسطے اجیر مقرر کیا ہو تو لکھے کہ اسکو ہر قسم کے کپڑے سینے کے کام کیواسطے اور تمام جو سیلھاتا ہے جس طرح اسکی رائے مین آوے و پسند کرے کیواسطے مزدور مقرر کیا- یا اس کام کیواسطے مزدور مقرر کیا کہ اسکے واسطے کنوان کھودے اور اسکی جگہ کی چوڑائی و عمق بیان کردے کہ گزون کے حساب سے اسقدر ہے- یا اپنے اتنے معین اونٹون کے چرانے کے واسطے اور اونٹونکی صفت بتفصیل بیان کردے اگر باہم مختلف ہون اتنی مدت کیواسطے بدین شرط اجیر کیا کہ ان کو چراوے و حفاظت کرے اور انکو پانی پلادے اور تالاب پر لیجاوے اور انکو انکے رہنے کی جگہ کر جاوے اور انہین سے خارشتیونکی دوا کرے اور دودھ والی اونٹنیون کا دودھ دوہے جس وقت ایسی اونٹنیان دوہی جاتی ہون اور بعد دوہنے کے اسکے تھنون کو صاف کردے اور انکی اور بچون کی حاجات ضروری مین غور و پرداخت کرے اور جو گم ہو جاوے اسکو تلاش کرے بعوض اتنے درمون کے آخر تک بدستور سابق تمام کرے اور اجرت پیشگی یا بمیعاد جس طرح ٹھہری ہو بیان کردے اور اگر اونٹ غیر معین ہونے کے بیان کردے اور درصورت غیر معین ہونے کے یہ شخص اجیر خاص ہوگا پس اسکو یہ اختیار نہ رہے گا کہ کسی دوسرے کی بھی اجیر گری لینے چرواہا ہونا قبول کرے اور جو ان اونٹون مین سے ضائع ہو بالاجماع یہ اسکا ضامن نہو گا اور درصورت اونٹون کے معین ہونے کے وہ اجیر مشترک ہوگا اور اس کو اختیار ہوگا کہ دوسرے شخص کے گلہ چرانے کے واسطے بھی اپنے تئین اجارہ پر دے اور ان اونٹون مین سے جو ضائع ہو جاوے امام اعظم کے نزدیک اسکا ضامن نہو گا اور صاحبین نے اسمین اختلاف کیا ہے- اور اگر اسواسطے مزدور کیا کہ مثلاً سمرقند سے بخارا کو خط لیجاوے اور فلان کو دیکر اس سے جواب لیکر مستاجر کے پاس لادے تو لکھے کہ فلان نے فلان کو اپنے تئین اسواسطے اجارہ پر دیا کہ اسکا خط جو اسنے فلان کے نام لکھا ہے فلان

شہر مین فلان مقام سے لیجاوے اور وہان سے اس کا جواب اس کاتب کے پاس لاوے بعوض اتنے درمون کے
باجارہ صحیحہ اجارہ دیا اور اس اجیر نے اس مستاجر سے تمام اجرت مذکورہ پیشگی بقبضہ صحیحہ وصول کر لی اور اس نے
یہ خط بجانب اس مکتوب الیہ کے جانب کورہ بخارا سے کورہ سمرقند کو لے جاکر اس مستاجر کو جواب لا دینے
کے واسطے اپنے قبضہ مین لے لیا اور تحریر کو تمام کرے اور اگر غلام کو خدمت کے واسطے اجارہ پر لیا تو لکھے کہ
فلان نے فلان سے اسکا غلام ہندی مسمی کلو جسکو اس شخص نے بیان کیا کہ یہ میرا مملوک شدہ رقیق اور میرے قبضہ مین ہے
اور وہ کشیدہ قامت جوان اسکا سب حلیہ بیان کر دے ایکسال کامل از ابتداے تاریخ ماہ فلان تا انتہا ے
ماہ فلان بعوض اسقدر درمون کے باجارہ صحیحہ اس شرط سے اجارہ لیا کہ اس مدت مین جو خدمت اس کی راے مین
آوے اور مستاجر کو وہ حلال ہو اور اسکو یہ مملوک اٹھا سکے ہر طرح کی خدمتوں سے اس مستاجر کی خدمت کرے اور
جسکی خدمت کیواسطے چاہے اسکو اجارہ پر دیدے اور چاہے جسکی اس سے خدمت کرا دے اور اس کی راے مین آوے
تو اسکو ساتھ سفر مین لیجاوے اور اسمین اپنی راے پر عمل کرے اور اگر اسکے سواے کوئی خاص خدمت ہو تو اُس کو
بیان کر دے پھر اجرت کا میعادی یا معجل ہونا بیان کرے اور معقود علیہ کا دیکھ بھال لینا ذکر کر دے اور تحریر کو ختم
کرے اور مستاجر کو بدون شرط کر لینے کے اسکو سفر مین لیجانے کا اختیار (غلام ۱۲) نہوگا اور جن خدمات کا ایسی تحریر مین وہ غلام
سے مطالبہ کر سکتا ہے وہ تڑکے سے بعد عشا تک اپنی خدمت اور اپنے عیال کی خدمت اور اپنے مہمانون کی خدمت
ہے کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر خدمت (خیاطت وغیرہ ۱۲) اعمال و صناعات (جمع صنعت کوئی خاص پیشہ وری کا کام ۱۲) سب کیواسطے ہو تو اسکو بیان کر دے پھر اجرت کا میعادی یا پیشگی ہونا
و مقدار وقت و دیکھ بھال لینا بیان کر دے۔ اور دوسرے مقام پر ذکر فرمایا کہ صغیر یا وقف کا مال محدود اسقدر مدت
طویل کے واسطے اجارہ دینا نہیں جائز ہے اور مقاطعہ پر دینا جائز ہے اسکی تحریر اس طرح ہے کہ یہ وہ ہے کہ فلان نے بر سبیل
مقاطعہ فلان سے جو فلان صغیر کی درستی کار کیواسطے قیم ہے اور ثابت القوامۃ ہے اجارہ لیا اور اس قیم مذکور نے اس
مستاجر کے ہاتھ بحکم اس ولایت قوامت مذکورہ کے بعوض اسقدر اجرت کے جو آج کے روز اس معقود علیہ کی اجرت مثل
ہے جسمین کمی ہے اور نہ بیشی ہے اجارہ پر دیا اور محدود مذکور کے حدود بیان کر دے اور تحریر کو بدستور تمام کر دے۔ یہ ظہیریہ مین
ہے۔ اور اگر صغیر کو اسکے باپ نے اجارہ پر لیا تو لکھے کہ اس سے اسکا نابالغ بیٹا مسمی فلان اسکام کیواسطے اتنی مدت کیواسطے
اسقدر درمون پر باجارہ صحیحہ اس شرط سے اجارہ لیا کہ اس مستاجر کیواسطے یہ صغیر مذکور یہ کار مذکور اس تمام مدت مذکورہ مین
انجام دے اور ہر مہینہ کی اجرت اس مہینہ کے گذرنے پر ادا کر دیگا اور باپ نے اس صغیر کو بولایت پدری اس مستاجر کے
سپرد کیا اور اس مستاجر نے اس سے لیکر قبضہ کیا پھر دونون متفرق ہو گئے اور تحریر کو تمام کرے۔ اور اگر صغیر کو اسکے
کسی ذی رحم محرم سے اجارہ لیا تو جائز ہے اور اسمین اختلاف ہے پس اسکے آخر مین حکم حاکم لاحق کرے جیسا کہ ہم نے
کئی بار بیان کر دیا ہے۔ اور اگر اجیر کو بعوض کھانے و کپڑے کے اجارہ لیا تو لکھے کہ فلان نے اپنے نفس کو فلان کے ہاتھ
سال یا دو سال کیواسطے اس شرط سے اجارہ دیا کہ اُسکے واسطے ایسا کام اور جو کام اسکی راے مین آوے بقدر
اپنی طاقت کے جسکا یہ مستاجر اسکو حکم کرے کیا کرے بدین شرط کہ اسکی ماہواری اجرت اسقدر درم ہون اور اس اجیر

نے اس مستاجر کو اجازت دیدی کہ اسکو جو میرے واسطے لازم ہوا کرے میرے کھانے و کپڑے و باقی حوائج ضروریہ
مین صرف کیا کرے باجازت صحیحہ اجازت دیدی بدین شرط کہ جب کبھی اسکو اجازت سے ممانعت کرے تو مستاجر
مذکور اسکی طرف سے باجازت جدید اس سبب کا اجازت یافتہ ہو جائیگا اور اپنے نفس کو تسلیم صحیح اس مستاجر کے
سپرد کیا۔ اور اگر دائی کو اجارہ لیا تو لکھے کہ یہ تحریر اس مضمون کی ہو کہ فلان بن فلان نے فلانہ بنت فلان سے
اسکے نفس کو پیے در پے دو سال (دودھ پلانی ۱۲) کیواسطے از ابتداے ماہ فلان سنہ فلان تا انتہاے ماہ فلان سنہ فلان اس شرط پر
کہ اس مستاجر کے فرزند مسمی فلان کو اسکے گھر میں دودھ پلاوے اس طرح کہ دائی گیری کے کام مین کوئی قصور و کوتاہی
نہ کرے بعوض اسقدر درمون کے جسمین سے ماہواری اسقدر درم ہوے باجارہ صحیحہ اجارہ لیا اور اس فلانہ بنت فلان
نے اسکی طرف سے یہ عقد اسی مجلس عقد مین بالمواجہہ قبول کیا اور اسنے اس لڑکے کو معائنہ کر لیا اور پہچان لیا اور اپنے
تئین اس مستاجر کے سپرد کیا کہ اس سب مدت مین رضاعت کریگی اور بچہ کی پرورش کریگی اور مستاجر مذکور اس کو
اسکی پوری اجرت مدت تمام ہو جانے پر دیگا یا لکھے کہ ہر مہینہ کے تمام ہونے پر اسکا حصہ دیدیگا یا لکھے کہ اس نے
اپنی اجرت پیشگی وصول کر لی ہے اور اسکے شوہر فلان نے اس عقد اجارہ کی اجازت دیدی اور اس بات سے
راضی ہو کر اس دائی کو اس مستاجر کو اس رضاعت مذکورہ کیواسطے سپرد کیا اور اس کو اجازت دیدی کہ اس
مستاجر کے گھر رہے پس اسکے حق مین اس کام دائی گیری کے واسطے راضی ہوا۔ پھر دونون متعاقدین متفرق ہوے
اور تحریر کو ختم کرے۔ اور اگر اس نے بدون اجازت شوہر کے ایسا کیا ہو تو شوہر کو منع کرنے اور اجارہ فسخ
کر دینے کا اختیار ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اگر اپنے لڑکے کو کوئی حرفہ سکھلانے کیواسطے اس حرفہ کے استاد کو اجارہ
پر لیا تو لکھے کہ اسکو اسواسطے اجارہ پر مقرر کیا کہ مستاجر کے بیٹے مسمی فلان کو یہ حرفہ تمام سب طریقہ سے اتنی مدت
مین بعوض اتنے درمون کے سکھلاوے تاکہ اسکی اوقات تعلیم مین اس لڑکے کی تعلیم مین مشغول ہو اور یہ لڑکا اس کے
سپرد کر دیا اور پوری اجرت اسکو پیشگی دیدی اور تحریر کو ختم کرے اور صورت ذیل مین اس سے زائد تحریر آتی ہے
اس طرح اس صنعت کے لوگ لکھا کرتے ہیں اور یہ ٹھیک نہین ہے صورت یہ ہے کہ یون لکھا جاوے کہ اسکو اسواسطے
اجارہ پر مقرر کیا کہ اتنی مدت اسکو مثلاً بننا سکھلانے کے کام پر محافظت قائم ہووے بدین شرط کہ ہر کو ولی طفل
ماہواری اسقدر دیگا اور اگر اسکے ذمہ بننا سکھلا دینے کی شرط کر دی اور یون نہ کہا کہ پھر قائم ہووے تو جائز نہ ہوگا
اسواسطے کہ اجارہ اس صورت مین سکھلا دینے پر واقع ہوگا اور سکھلا دینا اجیر کا کام نہین ہے بلکہ سیکھنے والے کی سمجھ ہے
پس اسپر اجارہ جائز نہ ہوگا جیسے کہ تعلیم قرآن یعنی سکھلا دینے کا اجارہ جائز نہین ہے اور اگر اسکو اسواسطے اجارہ پر لیا کہ
اسکی پرداخت پر قائم ہووے تو اجارہ اسکی پرداخت و حفاظت کرنے پر واقع ہوگا و لیکن اتنا ذکر کر دیا کہ ولی کو
رغبت ہو کہ اثناے عقد مین اسکو یہ بنائی کا کام آ جائیگا اور بسا اوقات طفل اسکو اپنی فہم و ذکا سے سیکھ جاتا ہے پس تابع
کے طور پر جاری ہوا اور مقصود اصلی وہی پرداخت و حفاظت رہی اور اسکا ایفاء استاد کی وسعت مین ہے پس اس وقت کہ
اجرت دراہم ہوں۔ اور اگر دونون نے اس امر پر اتفاق کیا کہ ایک سال مین اسکا لڑکا یہ حرفہ سیکھ جاوے اور دوسرے سال

پھر تک استاد کیواسطے کام کردے تو اسکی صورت یہ ہو کہ استاد کو اسواسطے اجیر کرے کہ ایک سال اسکی بنائی سکھلانے مین
پرداخت و حفاظت کرے بعوض سو درم کے مثلاً پھر دوسرے سال مین استاد اس طفل کو اپنے واسطے اسی حرفہ کا کام
کرنے پر سو درم کے عوض اجیر کر لے اور یہ دوا ہم مثل اول کے ہون پس دونون باہم مقاصہ کرین اور ان دونون عقدون
کی تحریر اس طرح ہو کہ یہ تحریر بدین مضمون ہو کہ فلان بخاری نے فلان بخاری کو اجیر کیا کہ اوقات تعلیم درزی گری لباس قسم
مین ہر طرح کی سلائی مین اسکے فرزند مسمی فلان کی پرداخت و حفاظت کرے اور جو باتین اس فن مین سے اور اس سے متصل و ملحق و
داخل مین اوقات تلقین مین انکو تلقین کرے اور یہ لڑکا عاقل ممیز ہے جو اسکو تلقین کیا جاوے اسکو اخذ کر سکتا ہے ایک سال کامل ابتدا
تاریخ ماہ فلان سنہ فلان سے آخر ماہ فلان سنہ فلان کیواسطے بعوض سو درم نقرہ نیشاپوریہ کے بدین شرط اجارہ پر مقرر کیا کہ اسمین کچھ
کوشش مین کمی نہ کرے اور اپنی نصیحت اس سے دریغ نہ رکھے بدین شرط کہ یہ اجرت مذکورہ کو بعد کام اور یہ مدت تمام ہونے پر
اس استاد کو دیدیگا اور یہ فرزند اسکے سپرد کیا اور اسنے یہ عقد قبول کیا اور اسکی حفاظت پرداخت کی اس سبب سکھلانے مین ضامن ہوا
اور دونون متفرق ہو گئے پھر یہ استاد اس والد سے یہ لد دوسرے عقد مین دوسری مجلس مین اس سال مذکور کے متصل دوسرے سال کامل
کیواسطے بدون اسکے کہ یہ اجارہ پہلے اجارہ مین مشروط یا اس سے ملحق یا پہلا اس دوسرے مین مشروط و ملحق ہو اس شرط سے اجارہ
لے کہ یہ طفل اس استاد کیواسطے کار درزی گری انجام دے کہ استاد جو کپڑا سینے کا اسکو حکم کرے وہ استاد کیواسطے سی دے اور جو
اس کام سے متصل اور داخل ہو اسکو انجام دے اس تمام مدت مین بعوض سو درم نقرہ نیشاپوریہ کے باجارہ صحیحہ اجارہ دے بدین شرط کہ اس مدت کے
تمام ہونے پر استاد اس والد کو یہ اجرت ادا کر دیگا اور تحریر کو ختم کرے ایک مکاری سے اسکے گدھے پر اپنا بار لادکر پہونچانے پر کرایہ لے تو
تحریر کرے کہ یہ تحریر ایکشراء فلان تاجر از فلان مکاری ہے کہ اس سے اسکے پانچ گدھے معین اسواسطے کرایہ پر لئے کہ اسکے بار ہائے گندم
ہر گدھے پر اتنے من گندم لاد کر شہر سمرقند سے بخارا مین بعوض اتنے درم کے پہونچاوے یہ کرایہ صحیح کرایہ لیے اور اس مکاری نے اسکو
یہ گدھے معین دکھلا دیے اور اس متاجر نے اسکو پسند کر لیا اور اس متاجر نے اس مکاری کو یہ بار ہائے گندم جو اتنے عدد واتنے من
مین سپرد کیے اور اس مکاری نے انپر قبضہ کر لیا اور اس مکاری نے یہ بار شہر سمرقند سے بخارا تک پہونچا کر اس متاجر کو
بخارا مین سپرد کرنا قبول کیا اور اس متاجر کی یہ تمام اجرت اسکو پیشگی دیدینے سے اس مکاری نے اس سے تمام اجرت پر اس سے
لیکر قبضہ صحیح کر لیا اور اس مکاری نے اس متاجر کیواسطے تمام اسکی ضمانت صحیحہ کر لی ہے اسمین درک پیش آنے سے
اور یہ تاریخ فلان سنہ فلان مین واقع ہوا اور اگر یہ گدھے غیر معین ہون تو امام اعظم و انکے اصحاب نے اسکو جائز فرمایا ہے اور شیخ
ابوالقاسم صفار اور شیخ دبوسی نے ذکر کیا ہے کہ یہ فاسد ہے اسواسطے کہ یہ مجہول ہے اور تحریر اس معاملہ مین ان دونون
کے نزدیک صحیح ہے کہ بدین طور لکھے کہ یہ قبالہ فلان بن فلان ہے کہ اسنے اسکی جانب سے قبول کیا کہ اتنے من روئی یا
اتنے عدد اخروٹ یا اتنے قفیز گیہون یا اتنے تھان کپڑے کے اسکی جنس و بوجہ بیان کرے فلان شہر سے اتنے
گدھون پر یا شتران بار برداری چالاک قوی دو دانت والے پر کہ ہر اونٹ انمین سے اسقدر بار اٹھاویگا بقبول صحیح
قبول کیا جسمین فساد نہین اور نہ خیار ہے بعوض اتنے درم کے بدین شرط کہ اسکو بغداد سے فلان تاریخ از ماہ فلان
لادکر بمنزل بمنزل لوگون کے عرف کے موافق روانہ ہوگا اور رات و دن اسکی حفاظت کریگا اور اسکو فلان شہر مین

عہ اجارہ اول مین مذکور ہوا ہے ۱۲ عسہ جو گدھے موجر کرایہ پر چلاتا ہے ۱۲ عسہ استر ظل وار رطل عراقی ۱۲

فلان مقام پر سپرد کر دیگا اور اس متقبل نے تمام یہ اجرت اس سے وصول کر لی اور اس متقبل نے یہ سب معقود علیہ اسکے سپرد کیا اور یہ سب بذریعہ اس قبالہ کے اسکے قبضہ مین ہوگیا اور تحریر کو تمام کرے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور حج کے واسطے کرایہ کرنے کا وثیقہ نامہ یون تحریر کرے کہ یہ تحریر قبالہ فلان از فلان ہی کہ اسنے قبول کیا کہ تین محملون کو لادکر پہونچا دیگا جسمین سے ہر ایک محمل مین دو سواریان ہین جنکو اس متقبل نے دیکھ لیا و بطور معین پہچان لیا ہی اور ہر ایک محمل کیواسطے اتنے بچھونے اور اوڑھنے اتنے رطل وزن برطل عراقی ہین اور اتنے پردہ و چادرین اتنے رطل ہین اور لٹکانے کی چیزون مین گھی اور روغن زیتون اتنے رطل اور پانی اسقدر و گیہون جو اسقدر اور ستو و کشمش و مسکہ و حلوا اسقدر ہی تاکہ اسکو تین راحلون مین رکھکر اُنکے جوان فربہ چالاک قوی اونٹون پر لادے اور یہ سب بعد اسکے کہ دونون نے تمام یہ اوڑھنے و بچھونے و پردہ و چادرین و سواریان وغیرہ دیکھ بھال لی ہین بعوض بعوض اتنے دینار کے اور دینارون کا وصف بیان کردے بقبالہ صحیحہ جائزہ جسمین فساد و خیار نہین ہی قبول کیا تاکہ انکو فلان روز از ماہ فلان سنہ فلان سب لادکر شہر فلان سے روانہ ہوگا بدین شرط کہ انکو منزل بمنزل لے چلے گا اور اوقات نماز مین انکو اونٹ پر سے اتاریگا اور انکے ساتھ حج مین رہیگا اور انکو راہ مناسک حج بتلا دیگا اور بعد سفر کے تین روز تک اُسکے ساتھ ٹھہریگا پھر چوتھے روز انکو لیکر روانہ ہوگا اور منزل بمنزل انکو لے چلیگا اور اوقات نماز مین انکو اتارتا لاویگا یہان تک کہ شہر فلان مین انکو انکے گھر پہونچا دیگا اور اسکو دونون نے پہچان لیا ہی و بدین شرط کہ ان سواریون کو اختیار ہی کہ اس بار ہمراہی فرش و بچھونے وغیرہ کو جنکا مفصل بیان کیا گیا ہی بدل ڈالین اور انکی جگہ اپنی رائے کے موافق دوسرا بار لادین بشرطیکہ اسیقدر ہو جسقدر بیان کیا گیا اور تحریر کو تمام کرے یہ محیط مین ہی پس اگر اونٹ معین ہون تو انکو بیان کر دے جیسے کہ گدھون معینہ کی صورت مین مذکور ہوا اور اسکا حکم یہ ہی کہ اگر یہ جانوران معین تلف ہو جاوین تو اجارہ ساقط ہو جائیگا اور اگر غیر معین ہون تو ساقط نہو گا۔ اور اگر مکاری کسی شہر مین مر گیا تو اجارہ ساقط ہو جائیگا اور اگر جنگل مین مر گیا تو استحسانًا اجارہ باقی رہے گا اور روانہ ہونے کا وقت بیان کرنا ضرور ہی اور اگر یہ سال گذر گیا تو اجارہ باطل ہو جائیگا اور اس کو یہ اختیار نہوگا کہ دوسرے سال انکو سوار کرکے لیجاوے الا اس صورت مین کہ دونون باہم راضی ہون اور نیا عقد قرار دین اور اگر کشتی سواری بار برداری کیواسطے کرایہ کی تو لکھے کہ اس سے کشتی ایسی لکڑی کی بنی ہوئی جسکو کھینے مین مع اسکے الواح و دقل و مجادیف و مرادی و شراع و طلل و سکان و حصر اور مع اسکے تمام آلات کے ایک مہینہ کیواسطے از ابتداے تاریخ فلان تا تاریخ فلان بدین شرط کہ اسمین ایسے ایسے گیہون جنکی مقدار بحساب ایسے قفیز کے اسقدر ہوتی ہی لادکر فلان مقام سے فلان مقام تک پہونچا دے بعوض سو درم کے کرایہ لی بدین شرط کہ لوگون کے ساتھ یہان سے روانہ ہو اور انکے ساتھ چلے اتنی مدت مذکورہ تک اور لوگون کے ساتھ سوار ہو اور انکے چلنے پر چلے اور اس مواجر نے تمام یہ اجرت مذکورہ اس مستاجر کے اسکو پیشگی ادا کرنے سے لیکر قبضہ کر لی اور اس مستاجر نے تمام وہ چیز جسپر عقد اجارہ واقع ہوا ہی اس موجر کے ہاتھ سے اسکے اس مستاجر کو تمام و کمال فارغ خالی از مانع و منازع سے سپرد کرنے سے لیکر قبضہ کر لی اور دونون بعد دیکھ بھال لینے اور موجر کی ضمان درک کر لینے کے متفرق ہوے اور تحریر کو ختم کرے اور اگر کشتی غیر معین ہو تو لکھے کہ

فلان نے فلان سے ایسا بار اسقدر وزن کا یا اسقدر کیل کا اس شہر سے تا فلان کشتی مین لیجانا قبول کیا اور یہ کشتی فلان قسم کی کشتیون مین سے اس لکڑی کی صحیح سالم ہے کوئی عیب اسمین نہیں ہے۔ بدین شرط کہ اس بار مذکور کو اپنے مزدورون و مددگارون سے جنکو پسند کرے اور خود ملکر لادکر آخر تک مثل اول کے سب امور تحریر کر کے ختم کرے اور اگر دستاویز اجارہ لکھوانے کیواسطے ہر دو عاقدین مین سے ایک حاضر ہوا تو کاتب اسکا اقرار تحریر کرے کہ اسنے فلان چیز فلان کو اجارہ دیدی اور اس سے اجرت وصول کر لینے کا اقرار کیا لیکن خطر ہے کہ اگر اس مقر نے آکر اجارہ لینے سے انکار کیا اور جس مال کے وصول پانے کا اس موجر نے اقرار کیا ہے وہ اس سے واپس لینا چاہا تو اسکو یہ اختیار ہوگا پس اسمین دو طرح سے ایک طور پر لکھنا چاہیئے یا تو یون لکھے کہ اس موجر نے یہ اجرت وصول پانے کا اقرار کیا لیکن یہ نہ لکھے کہ فلان سے وصول پانے کا اقرار کیا پس وصول پانا صحیح ہوگا اور اجرت ساقط ہو جائے گی اور اگر مستاجر نے آکر مطالبہ کیا تو یہ کہہ سکتا ہے کہ مین نے تجھ سے نہیں وصول پائی ہے یا یون تحریر کرے اور یہ اجرت اس مستاجر کے ذمہ سے ایسی وجہ سے ساقط ہو گئی کہ جس وجہ سے ساقط ہونا صحیح ہوتا ہے اور قبضہ کرنے کا بیان[عہ] نہ لکھے اور ایسا ہی بیعنامہ ثمن مین بھی اسی طور سے لکھنا چاہیئے یہ ذخیرہ مین ہے متولی وقف سے زمین اجارہ لینا۔ وقف منسوب بجانب فلان کے متولی فلان سے جو از جانب قاضی فلان متولی ہے فلان نے تمام زمین باغ انگور جو منجملہ اس وقف کے ہے جسکا یہ متولی نیز متولی ہے اور اسکے حدود بیان کر دیے مع اسکے سب حدود و حقوق کے قبول کے بدون اسکے درختان درختان انگور و قصبان و جدران[عسہ] کے کہ یہ چیزین قبل اس قبالہ کے اس مستقبل کی ہو گئی ہین بوجہ ملک ثابت و حق لازم کے اور اس بات کو یہ دونون متعاقدین جانتے ہین اور یہ عقد فقط اسی زمین پر ایک سال کامل کے لیے از ابتدا[سہ] کذا تا انتہا کذا بعوض اسقدر درہم[للعہ] کے جو اس معقود علیہ کی اجرت مثل ہے قرار دیا ہے اور قبول کیا ہے اور اس متولی نے تمام اجرت اس چیز کی جسپر عقد واقع ہوا ہے پیشگی اس مستقبل کے اسکو یہ سب دیدینے سے وصول کر لی۔ اور اس مستقبل نے تمام وہ چیز جسپر عقد واقع ہوا ہے سب اس متولی کے اسکو ہر مانع و منازع سے خالی سپرد کرنے سے اپنے قبضہ کر لیا پھر وہ دونون متفرق ہو گئے پھر اس متولی نے یہ دراہم اسی مستقبل کو دیے اور حکم کیا کہ اسکا خراج اسی مین سے ادا کرے جب اسکا وقت آئے اور اس زمین کی نہرین و مسنات اگار نے اور درست کرنے کی جب حاجت پڑے تو اسی مین سے بطور معروف اسکو انجام دے اور اسکو اسی طرح[۱۲] بطور صحیح وکیل کیا کہ جب اسکو اس وکالت سے معزول کرے تو وہ بوکالت جدید اسکی طرف سے وکیل ہوگا اور اس مستقبل نے اس سے اس وکالت کو بالمشافہہ قبول کیا اور دونون نے اپنے اوپر گواہ کر دیے اور تحریر کو ختم کرے یہ محیط مین ہے اور اگر پن چکی گھر ایک نہر خاص پر جو اسکے واسطے ہو بنا یا ہوا ہو اسکو اجارہ پر لینا چاہا اور وہ مشتمل پانچ توابیت پر ہے اور یہ توابیت مرکب ہین لکڑی کے تختون سے جنمین سے چار توابیت مین چار چلیان گھومتی ہین اور پانچوان تابوت معروف بشالخہ ہے اور اس موجر نے ذکر کیا کہ یہ تمام طاحونہ میری ملک و حق و میرے قبضہ مین ہے اور یہ طاحونہ شہر فلان پرگنہ فلان کے دیہ فلان کی زمین مین واقع ہے اور وہ اپنی خاص نہر پر بنا ہوا ہے اور اس نہر مین فلان وادی سے پانی آتا ہے اور نہر اس طاحونہ مین گرتی ہے اور اسکی حد مع نہر خاص کے

عہ یعنی در صورتیکہ بائع و مشتری ایک حاضر ہو ۱۲ عسہ جمع جدار یعنی دیوار ۱۲ سہ یعنی تاریخ فلان ماہ فلان سنہ فلان ۱۲ للعہ انکا وصف بیان کر دے ۱۲

چنین و دوم و سوم و چہارم چنین و چنان ہے پس یہ طاحونہ مذکورہ مع اسکے سب حدود و حقوق کے اجارہ لیا اور اگر اسکا اجارہ بسبیل مقاطعہ ہو تو بعد ذکر حدود کے لکھے کہ یہ سب اس سے ایک سال یا دو سال یا تین سال متواتر کے واسطے از ابتدائے غرہ ماہ فلان سے ماہواری یا سالانہ اسقدر درم سال یا اسقدر درم ماہواری پر اجارہ لیا تاکہ یہ مستاجر بعوض اسکے جسپر اجارہ لیا ہے کرایہ پر چلا کر یا گیہون و جو وغیرہ کے مانند اناج پیسکر منافع اٹھاوے اور ہر سال کی قسط اس سال کے گذرنے پر ادا کر دے اور اس مستاجر نے تمام وہ چیز جو اجارہ پر لی ہے اس موجر کے اسکو سب خالی از ہر مانع و منازع سپرد کرنے سے بقبضہ صحیحہ اپنے قبضہ مین کر لی اور بعد صحت اس عقد کے دونون اس مجلس عقد سے بتفرق اقوال و ابدان جدا ہو گئے۔ اور اگر مجمدہ مع فارقین[1] کے اجارہ لیا اور فارقین اس سے متصل ہیں تو لکھے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہے کہ فلان بن فلان نے تمام مجمدہ (یعنی برف جمانے کا مقام جہان برف جمایا جاتا ہے) جسکے واسطے دو فارقین ہین جو اس سے متصل ہین مع فارقین کے اجارہ لیا اور اس موجر نے بیان کیا کہ یہ سب اسکی ملک و حق اسکے قبضہ مین ہے اور اس کا مقام و حدود بیان کر دے پھر لکھے کہ مع دونون کے حدود و حقوق و تمام دونون کے مرافق کے جو دونون کے واسطے اسکے حقوق سے ثابت ہین دو سال یا تین سال کیواسطے اجارہ لیا اور اگر فارقین مع احد مشتمل بہت سے مجمدون پر ہو تو لکھے کہ تمام فارقین و احد مشتمل بسہ مجمدہ یا زیادہ جسقدر ہون اجارہ لی پھر لکھے کہ اس سے تمام یہ مجمدہ مع اپنے فارقین کے اتنے سال کیواسطے اسقدر درمون کے عوض باجارہ صحیحہ اجارہ لی تاکہ برف رکھکر ان مجمدون سے نفع اٹھاوے اور ہر سال کی قسط اس سال کے گذرنے پر ادا کرے گا پھر اس تحریر کو آخر تک تمام کرے اور اگر ایسی زمین وقف کا اجارہ تحریر کرنا چاہا کہ جس کی اصل موقوف ہے جیسے زمین نہر موالی واقع قنائے شہر بخارا ہے تو لکھے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہے کہ فلان نے فلان سے تمام اصل زمین (یعنے درخت نہین ہین زمین ہو سکتی ہے ۱۲) جو ایک چہار دیواری کا باغ بنا ہوا ہے جس مین ایک قصر ہے اور پانچ کھیت زمین باہم ملاذق و متصل اسکے آگے یا پیچھے یا گرداگرد ہے اجارہ لی اور اس موجر نے ذکر کیا کہ اس زمین مین جو سب کردارات ہین وہ اسکی ملک و حق و اسکے قبضہ مین ہے اور اسکے کردارات اس باغ کے گرد کی چہار دیواری اور قصر کی عمارت و اس زمین کے خرد و کلان درخت پھلدار یا بے پھل اور اس زمین کی مٹی جس سے تمام زمین بقدر آدھے ہاتھ کے پاٹی گئی ہے اور اس پٹی ہوئی مٹی کے نیچے کی روے زمین وقف ہے جو امیر اساس تکین کی جانب منسوب ہے جسکو اسنے اپنی دوکانون پر وقف کیا ہے اور یہ اوقاف جانوتیہ کے نام سے مشہور ہے اور اس موجر کے قبضہ مین اس حق سے ہے کہ اسنے اسکو ایسے شخص سے اجارہ لیا ہے جسکو اس زمین کے اسکے ہاتھ اجارہ پر دینے کا سالہا سال ایک بعد دوسرے سال کے باجرت معلومہ جسکی مقدار اسکے اجر المثل کے برابر ہے اختیار حاصل تھا اور یہ موجر اسکو یہ چیز وقف جو اسکے اجارہ مین ہے اجارہ کے طور پر اجارہ پر اور یہ اسکی ملک جو اس زمین مین ہے مع اصل زمین کے بعقد واحد بحق ملک اجارہ دیتا ہے پھر زمین کی جگہ و حدود بیان کر دے پھر لکھے کہ مع حدود اس چیز کے جس کا اجارہ ثابت مذکور ہوا ہے جو مشتمل ہے ملک و وقف اصل زمین کو اور مع حقوق و سب مرافق کے

[1] فارقین پانی جو دو مقام کے درمیان متصل ہو یا خشک نالہ ہو اور سیا فارقین مقام کا نام ہے اور جہاں برف کے مجمدے ہون ۱۲

جو اسکے واسطے اسکے حقوق سے ثابت ہین اجارہ لیا بعد ازانکہ اس موجر نے تمام درخت اس زمین کے اور درختان انگور و قضبان بعوض تین درم کے اسکے ہاتھ فروخت کر دیے اور اس سے اس مستاجر نے اسکو بیع صحیح خرید اور باہمی قبضہ صحیح طرفین سے واقع ہو گیا پھر اس سے اس سب کا اجارہ جو ثبت ہوا ہے مع اس قصر کے جو اس باغ مین ہے تیس سال متواتر کے واسطے سوا ہے تین روز آخر ہر سالی ان پہلے تیس سال سے از ابتداے غرہ محرم سنہ فلان بعوض اتنے درم یا دینار کے جسکے نصف اسقدر ہوتے ہین ان مین سے واسطے اول تیس سال کے سوائے ایام مستثنی شدہ کے بعوض پانچ درم اس مال اجارہ کے یا بعوض نصف دینار کے اس مال اجارہ کے واسطے ہر سال کے ان تیس سال مین سے سواے ایام مستثنی کے جسقدر اسکے پڑتے ہین ان پانچ درم یا نصف دینار مین سے پڑتے اور سال اخیرہ جو تتمہ اس مدت مذکورہ کا ہے بعوض باقی مال اجارہ مذکورہ کے اجارہ لیا پھر تحریر کو بطریق سابق تمام کرے شیخ امام حاکم ابو نصر احمد بن محمد سمرقندی نے فرمایا کہ یہ جو ہمنے باپ کے ساتھ لفظ یتیم بتایا یعنی مملوکات مین ذکر کیا ہے اس مین مسامحہ ہوا ہے یتیمون کے اموال مین یہ حکم ہے کہ اگر باپ یا وصی نے یتیم کا دار اجارہ پر دینا چاہا تو بطور اجارہ مرسومہ طویلہ کے اجارہ دینا جائز نہین ہے اور اگر باپ یا وصی نے یتیم کے واسطے اجارہ لینا چاہا تو اجارہ طویلہ کے سال آخیرہ کے حق مین جائز ہوگا اسواسطے کہ اُس سال اجارہ بعوض مال کثیر کے جو اجر المثل سے زائد ہے واقع ہوتا ہے اور یہی حکم اموال وقف مین ہے۔ اور فرمایا کہ یتیم کا دار اجارہ دینے کا طریقہ یہ ہے کہ عقد اجارہ اجر المثل پر قرار دے یعنی جسقدر اجر المثل اس مدت طویل کا ہو اُسپر اجارہ قرار دے پھر مستاجر کو باپ یا وصی بری کر دے پس امام اعظم و امام محمدؒ کے نزدیک جبکہ وہ خود مباشر ہوے ہین اس عقد مین ابرا صحیح ہوگا پھر مستاجر کے واسطے دونون اتنے مال کا اقرار کرین جو بقدر مال اجارہ کے ہے اور اسکی میعاد ادا کی انفساخ اجارہ کا وقت قرار دین پھر جب اجارہ فسخ ہوگا تو مستاجر اس مال مقر بہ کا مطالبہ کریگا۔ اور امام محمدؒ نے فرمایا اسکی ایک دوسری صورت ہے کہ باپ یا وصی مستاجر سے اسکے وصول کرنے کا اقرار کرے پس مستاجر بری ہو جائے گا اور باپ یا وصی ضامن ہوگا اور اگر مستاجر نے چاہا کہ فیما بینہ و بین اللہ تعالی اسکی مضبوطی کرے کیونکہ باپ یا وصی نے اگرچہ مال اجارہ وصول پانے کا اقرار کر لیا ہے لیکن مستاجر اس سے فیما بینہ و بین اللہ تعالی بری نہوگا تو اسکا طریقہ یہ ہے کہ انکے ہاتھ کوئی چیز اتنے درمون کو فروخت کرے جو اس مال اجارہ کے مثل ہون۔ اور اس معاملہ مین جو طریقہ کہ بری کر دے کیونکہ اگر اسنے وصول پانے کا اقرار کیا تو درصورتیکہ اجارہ فسخ کرنے سے یا موت موجر یا مستاجر سے فسخ ہوگا تو دو مال واجب ہون گے ایک وہ کہ جسکا اقرار کیا اور دوسرا مال اجارہ جسکے قبضہ کا اقرار کیا ہے اور یہ بھی فتیم سے مال اجارہ مین سے ہو تو کچھ تاوان ادا نہین کیا ہے اور یہان ایک ایسی بات ہے کہ اس سے احتراز واجب ہے اور وہ یہ ہے کہ انمین بعض صورتون مین موجر کا ضرر ہے اور بعض مین مستاجر کا ضرر ہے اسواسطے کہ مال مقر بہ کی مدت اگر انفساخ سے بعد اجارہ قرار دیا وے تو مستاجر کے حق مین ضرر ہے اسواسطے کہ شاید اجارہ بسبب موت کے یا بتقاضاے فسخ کرنے کے فسخ ہو جاوے پس مال تا انقضاے مدت کے میعاد پر باقی رہیگا پس مستاجر ضرر اُٹھاویگا اور اگر

سله اور ایسے تصرف بغیر واحق کا باپ یا وصی مختار نہین ہے وفیہ خلاف ۱۲ منہ سله اسواسطے کہ باپ کے موجود ہونیکی صورت مین یتیم نہین ہے ۱۲

اسکی میعاد وقت فسخ مقرر کیجاوے تو وقت فسخ مجہول ہو پس اسکی میعاد مقرر کرنا باطل ہو پس مال فی الحال واجب الادا
رہیگا پس موجر کے حق مین ضرر ہوگا اسواسطے کہ مستاجر اس سے فی الحال ادائے مال کا مواخذہ کریگا اور جو چیز
اجارہ پر لی ہو وہ اسکے قبضہ مین بحق اجارہ رہیگی بدون کسی عوض کے جو اسنے ادا کیا ہو پس اسکی راہ یہ ہو کہ اس
مال کو تا انقضاے مدت کے میعادی رکھے پھر مستاجر کو وکیل کردے کہ اسکو بوکالت یہ اختیار ملے کہ جب یہ اجارہ
کسی وجہ سے فسخ ہو تو وہ اس میعاد کو وکیل ہوکر باطل کردے اور بدین شرط وکیل کرے کہ جب کبھی اسکو
اس وکالت سے معزول کرے تو باجازت جدید جیسا وکیل تھا ویسا ہی وکیل ہوجاوے اور جب ایسا کیا تو
دونون کے ذمہ سے ضرر زائل ہوجائیگا اور وکالت کی تعلیق بوقت منتظر صحیح ہی اور وقف مین بھی یہی صورت ہے
اور ظاہر الروایہ مین وقت کی صورت مین مدت طویل و قصیر کی تفصیل نہین فرمائی[1] اور ایسا ہی امام طحاوی نے
اپنی مختصر مین مجمل ذکر کیا ہی اور بعض نے مدت طویلہ کا اجارہ وقف باطل کردیا ہی بخوف آنکہ ملک کا مدعی ہوجاوے
تو اسکا طریقہ یہ ہی کہ اسکے آخر مین حکم حاکم لاحق کردے - اور اگر یتیم کے واسطے یا وقف کے واسطے اسطرح اجارہ لینا
چاہا تو یہ صورت اسمین بھی جاری ہی اور امام محمد نے فرمایا کہ اسمین دوسری صورت ہی کہ مثلاً تیس سال کیواسطے ہزار درم پر
عقد قرار دے پھر دیکھے کہ ہر سال اس معقود علیہ کا اجر المثل کیا ہی پس اگر مثلاً پچاس درم ہون تو عقد اجارہ دس برس کیواسطے
سالانہ ایک برس کے پچھلے حصہ پر قرار دے اور سال اخیرہ بعوض باقی مال کے قرار دے تا کہ عقد بعوض اجر المثل کے واقع ہو
پھر دسوین سال اجارہ فسخ کردے پھر از سر نو عقد دس برس کے واسطے قرار دے علی ہذا تیس برس پر عقد قرار پاوے
اور یہ سب وہ ہی جو حاکم امام ابو نصر احمد بن محمد سمرقندی نے ذکر کیا ہی اور اگر فسخ اجارہ کی تحریر لکھنی چاہی تو لکھے
کہ یہ تحریر فسخ بدین مضمون ہی کہ فلان نے اس حویلی کا اجارہ جو اسکے و فلان کے درمیان تھا جسکے حدود اربعہ یہ ہین
اور یہ اجارہ طویلہ بعوض اسقدر درمون کے از ابتداے تاریخ ماہ فلان سنہ فلان تا انتہاے تاریخ ماہ فلان سنہ
فلان تھا پس اسنے اس اجارہ کو ان ایام مین جن مین اسکے لیے فسخ کا اختیار مشروط تھا اور ان ایام کا اول و اوسط و آخر ذکر
کردے کہ وہ فلان روز تھا للفسخ صحیح فسخ کردیا اور اسپر ان لوگون کو جن کی گواہی آخر تحریر ہذا مین ثبت ہے گواہ کردیا
اور اصح فسخ یہ ہی کہ درمیانی روز مین فسخ کرے اسواسطے کہ شاید اول و آخر روز مین ایسے وقت فسخ واقع ہو کہ جب
اسکے واسطے خیار ہنوز ثابت نہین ہوا ہو یا مدت خیار ختم ہو گئی ہو پس احتیاط اس مین ہی جو ہم نے بیان کیا ہی اور
اگر اجارہ کسی نوع اعمال و صناعات کیواسطے ہو جیسے درزی گری وغیرہ تو اسکو بیان کردے کہ بدین شرط کہ اسکو
کپڑے کے جملہ اقسام کی سلائی و تمام سلائی کی چیزون مین اپنی راے و پسند کے موافق استعمال کرے اور جسکو چاہے
اجرت پر دیوے اور اگر اسکو مسافرت کا اتفاق ہو تو ساتھ لیجاوے ان سب باتون مین اپنی راے پر عمل کرے اور
اگر خدمت و اعمال و صناعات سب کیواسطے ہو تو اس سب کو بیان کردے پھر اجرت کے پیشگی یا میعادی ہونے کو
اور وقت کا بیان کرے اور متعاقدین کا دیکھ بھال لینا تحریر کرے - اور دوسرے مقام پر فرمایا کہ صغیر یا وقف کے
مال محدود کا اسقدر مدت طویلہ کیواسطے اجارہ دینا نہین جائز ہی اسمین صرف مقاطعہ[2] جائز ہی اور وہ یہ ہی کہ یہ تحریر

[1] آیندہ جس کی اختیار سے ۱۲
[2] یعنی ماہواری کرایہ پر دینا ۱۲

بدین مضمون ہو کہ فلان نے بر سبیل مقاطعہ فلان یعنی رب المال سے یا فلان قیم سے جو اصلاح و درستی امور نابالغ فلان کے واسطے قیم مقرر و ثابت القوامہ ہو لیا اور یہ اس چیز کو اس مستاجر سے بدین ولایت و قوامت مذکورہ بعوض ایسی اجرت کے جو امروز اسکا اجر المثل ہے بدون کمی و بیشی کے باجرت مقاطعہ دیتا ہے اور اس معقود علیہ کے حدود بیان کر دے اور تحریر کو آخر تک تمام کرے ۔ اور اگر اجارہ لی ہوئی حویلی کا مقاطعہ قرار پایا ہو جیسا کہ معاملات مین جاری ہو باین طور کہ ایک شخص نے اپنی حویلی بعوض مال معلوم کے اجارہ دی پھر اس موجر نے بر سبیل مقاطعہ باجرت مثل مستاجر سے اجارہ لی اور موجر اول یعنی مالک حویلی اس اجرت کا جسپر دونون نے اتفاق کیا ہو مستاجر کے واسطے ضامن ہو جاوے پھر اجارہ طویلہ پورا لکھکر چاہے اجارہ مقاطعہ تحریر کرے یا چاہے تو کرایہ نامہ طویلہ کی پشت پر تحریر کرے کہ یہ تحریر اجارہ فلان ہو کہ اسنے بر سبیل مقاطعہ فلان یعنی مستاجر سے جس کا نام و نسب استیجارہ اول مین لورہ نامہ یہ حویلی جسکا مقام و حدود اجارہ نامہ اول مین مرقوم ہو - یہ ایسی صورت مین کہ اجارہ طویلہ کے تحت مین تحریر کرے اور اگر پشت اجارہ نامہ مذکور پر تحریر کرے تو لکھے کہ یہ تمام حویلی جسکا موقع و حدود اس تحریر کی بطن مین مذکور ہو مع اسکے حدود و حقوق و مرافق کے جو اسکے حقوق سے ہین بعد از انکہ اس موجر ثانی یعنی مستاجر اول نے جس کا نام و نسب اس کرایہ نامہ طویلہ مین مذکور ہو اس حویلی محدود مذکور مین ایسی زیادتی کر دی ہو جس سے اسکو جو کچھ مزدہ اجرت مین تفاوت ہو وہ زیادتی اجرت حلال ہو گئی ہو ماہواری کرایہ پر از تاریخ فلان عقد اول کی تاریخ سے ایک تاریخ بعد سے تحریر کرنے تا انتہائے اجارہ اول مذکور سوائے ایام مستثنے شدہ کے جو اسمین مذکور ہین اسقدر درم ماہواری بر استیجار صحیح کرایہ پر لی . تاکہ یہ مستاجر چاہے اسمین خود رہے اور چاہے مدت اجارہ مین اسمین دوسرے کو بساوے اور اس موجر ثانی نے بھی جسکا نام و نسب اسمین مذکور ہو اس مقاطعہ کو باین اجرت مذکورہ باجارہ صحیحہ خالی از امور مبطلہ اجارہ پر دی او موقع شرع کے دونون مین باہمی قبضہ جس کا اجارہ اسمین مثبت ہوا ہی پورا ہو گیا پھر بعد از انکہ اس موجر اول مذکور کرایہ نامہ ہذا یعنی اس مستاجر ثانی نے جو مقاطع ہو اس مستاجر اول یعنی اس موجر ثانی کیواسطے جو اس کا اس مقاطع یعنی مستاجر ثانی پر اجرت مذکورہ سے واجب ہوا ہی بضمانت صحیحہ متعلق بلزوم کی ضمانت کر لی اور اس سے مستاجر اول راضی ہوا اور اسکی ضمانت کی اجازت اپنے آپ اسی مجلس ضمانت مین باجازت صحیحہ دیدی دونون اس مجلس سے متفرق ہوئے پھر تحریر کو ختم کرے واللہ تعالیٰ اعلم یہ ظہیریہ مین ہو ۔ قسم دیگر اگر اراضی مزارعت پر دی اور بیج مالک زمین کیطرف سے معین ہین تو لکھے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہو کہ فلان زمیندار نے فلان کاشتکار کو بطریق مزارعت تمام زمین دی جو کہ اتنی جریب زمین قابل زراعت ہو اور اس دینے والے نے بیان کیا کہ یہ اسکی ملک و حق و اسکے قبضہ مین ہو اور وہ فلان گاؤن کی زمین فلان جانب واقع ہو اسکے حدود اربعہ یہ ہین اس زمین کو مع اسکے حدود و حقوق و مرافق کے جو اسکے حقوق سے ثابت ہین اور اسکے ساتھ معین بیجون کو دیا اور یہ بیج سینچے ہوئے پیدا وار کے جید سپید پاکیزہ ہین اور فلان قفیز معروف کے پیمانے سے اتنے قفیز ہین تین سال متواتر کیواسطے ابتدائے تاریخ فلان ماہ فلان سنہ فلان سے آخر تاریخ ماہ فلان سنہ فلان تک بمزارعت صحیحہ جسمین فساد و خیار و مواعدہ نہین ہو دیدی تاکہ یہ کاشتکار اسمین یہ تخم مذکور بووے اور خود مع اپنے

مزدوروں و مددگاروں و بیلوں و آلات کاشتکاری سے اس کام پر قیام کرے اور اس سب میں اپنی رائے پر کام کرے
بدین شرط دی کہ جو کچھ اسمین اللہ تعالیٰ پیدا کرے وہ سب اناج و بھوسہ بیچ اس زمیندار و اس کاشتکار کے درمیان نصفا
نصف یا تین تہائی جسطرح دونوں نے ٹھہرایا ہو مشترک ہو اور اس کاشتکار نے اس زمیندار سے اس عقد مزارعت
کو بقبول صحیح قبول کیا اور اس کاشتکار نے تمام یہ اراضی اور تمام یہ تخم اس زمیندار سے یہ سب اسکے اس کاشتکار کو سپرد
کرنے سے بقبضہ صحیح قبضہ کر لیا اور یہ عقد دونوں نے بقول ایسے عالم کے جو علمائے سلف میں سے مزارعت جائز ہونے کا
قائل ہو واقع ہوا اور پھر دونوں اس مجلس عقد سے بعد اسکے صحیح و تمام ہونے کے بتفرق ابدان و اقوال متفرق ہوئے
زان بعد اس زمیندار نے اس کاشتکار کیواسطے جو کچھ اسمین درک پیش آوے اسکی ضمانت صحیحہ کر لی۔ اور اگر دونوں کو
یہ منظور ہوا کہ یہ حکم اتفاقی ہو جاوے تو اسکے آخر میں حکم حاکم لاحق کر دے پس لکھے کہ قاضیان مسلمین سے ایک
قاضی نے اس مزارعت کی صحت کا حکم دیا بعد ازانکہ دونوں نے اسکے حضور میں خصومت معتبرہ دائر کی تھی
اور دونوں نے اپنے اوپر گواہ کر لیے اور تحریر کو ختم کرے۔ اور ہم نے بھوسے کا ذکر اسواسطے کر دیا کہ اگر دونوں میں سے
کسی نے اسکا ذکر نہ کیا تو ظاہر الروایہ کے موافق وہ بیجوں کے مالک کا ہوگا اور اگر دونوں نے باہم شرط کر لی تو وہ
دونوں میں موافق شرط کے مشترک ہوگا۔ اور علی ہذا اگر کسی کو زمین کسی مدت معلوم کے واسطے اس شرط پر دی کہ اسمین
درخت لگاوے جو اسکی رائے میں آوین اور جو پیداوار ہو وہ دونوں میں نصفا نصف ہوگی تو یہ جائز ہے اور پودے
اسکے ہونگے جسنے پیڑ لگائے ہیں اور پھل دونوں میں نصفا نصف ہونگے اور توقیت یعنی وقت مقرر کرنا ضرور ہے اور
مدت گذرنے پر اسکو حکم کیا جائیگا کہ یہ درخت قطع کرے اور اگر مزارعت مذکورہ میں بیج معین ہوں اور رائے زمیندار
کی ہو تو فقط حقوق بلا کسی خصوصیت کے لکھے اور یہ نہ لکھے کہ اس تعیین کے ساتھ بیج معین دیئے بلکہ یوں لکھے کہ یہ زمین اسواسطے
دی کہ یہ کاشتکار اسکو اس زمیندار کے بیجوں سے موافق رائے اس زمیندار کے خریف و ربیع کا غلہ بوے اور زمین پر قبضہ
کرنیکے ذکر میں بیجوں پر قبضہ کرنا تحریر نہ کرے۔ اور اگر کاشتکار کیطرف سے بیج معین ہوں تو لکھے کہ بدین شرط کہ یہ کاشتکار
اپنے بیجوں سے اسمین زراعت کرے اور وہ ایک کر گیہوں سینچے ہوئے پیداوار کے سپید پاکیزہ جید ہیں اور اتنے
قفیز فلاں قفیز سے ہیں اور زمین کے قبضہ کے ساتھ بیجوں کا قبضہ تحریر نہ کرے اور اگر بیج غیر معین ہوں اور رائے
کاشتکار کے حوالہ ہو تو لکھے کہ یہ زمین مذکور اسکو اسواسطے دی تاکہ یہ کاشتکار اسمین اپنی رائے سے خریف و ربیع کا
غلہ بووے۔ اور اس صورت میں حکم درک دونوں کی طرف راجع ہوگا اسواسطے کہ اگر زمین باثبات استحقاق
لے لیجاوے اور ہنوز زراعت پختہ نہیں ہوئی ہے تو کاشتکار کو اختیار ہوگا چاہے زمیندار کے ساتھ کھیتی کو
اکھاڑ لے اور دونوں نصفا نصف تقسیم کر لیں اور چاہے زمیندار سے اپنے حصہ زراعت کی قیمت لے لے
اور پوری کھیتی زمیندار کی ہو جائیگی اور اگر سوائے زمین کے کھیتی پر استحقاق ثابت ہوا تو زمیندار کیواسطے کاشتکار
پر اپنی زمین کا اجر المثل واجب ہوگا پس ضمان یعنی ضمان درک کا حکم دونوں کی طرف راجع ہوگا پس ضمان درک کے مقام پر لکھے
کہ اس تمام مذکورہ تحریر ہذا میں جو درک ان دونوں میں سے کسی کو لاحق ہوا پس ہر ایک پر دوسرے کے واسطے

وہ سپرد کرنا لازم ہوگا جو ہر ایک کیواسطے دونون مین سے واجب ہوا ہے اور تحریر کو ختم کرے کذا فی المحیط فرمایا کہ اور
اگر زمین دو شریکون مین مشترک ہو پس ایک شریک نے چاہا کہ دوسرے شریک کا حصہ مزارعت پر لے تو لکھے کہ
تحریر بدین مضمون ہے کہ فلان نے فلان کو اپنا تمام حصہ فلان زمین قابل زراعت سے اور وہ نصف شائع دو سہام
مین سے ایک سہم ہے مع اسکے حدود و حقوق کے بمزارعت صحیحہ تین سال متواتر کے واسطے از ابتدائے غرہ ماہ فلان
فلان بدین شرط دی کہ اپنے بیجون و خرچہ و مزدورون و مددگارون سے بوئے پھر جو کچھ اللہ تعالیٰ اسمین پیدا کرے گا وہ
دونون مین تین تہائی ہوگا ایک تہائی دینے والے کی اور دو تہائی بونے والے کی اور تحریر کو بدستور مذکور ختم کرے
اور واجب ہے کہ جب پیداوار دونون مین مشترک ہو کہ جب بیج کاشتکار کیطرف سے ہون اور اگر دینے والے کیطرف
ہون تو مزارعت فاسد ہوگی اور تمام پیداوار بیجون والے کی ہوگی اور اسپر عامل کے کام کا اجر المثل اور نصف زمین
کا اجر المثل واجب ہوگا اسواسطے کہ اس صورت مین یہ لازم آیا کہ اسنے اپنے شریک کو اجارہ پر لیا کہ دونون کے درمیان مشترک زمین مین
زراعت کردے بخلاف اسکے اگر بیج کاشتکار کی طرف سے ہون تو ایسا نہیں ہے بلکہ یہ ہوا کہ اسنے اپنے شریک کا حصہ زمین
بعوض بعض پیداوار کے اجارہ پر لیا اور چیز مشترک کا اجارہ لینا جائز ہے اور یہ ایسا ہوا کہ جیسا مشائخ نے فرمایا ہے کہ
اگر اسنے اپنے شریک کا حصہ بعوض بعض پیداوار کے اجارہ لیا۔ اور اگر ایک شخص نے اپنی زمین بعوض اجرت معلومہ کے
ایک سال کیواسطے اجارہ پر دی پھر مستاجر نے موجر کو یہ زمین مزارعت پر دیدی پس اگر بیج از جانب موجر ہون تو جائز
نہیں ہے اور اگر از جانب مستاجر ہون تو جائز ہے۔ مزارعت کا بیان ہو گیا اب معاملت کا بیان سننا چاہیے کہ جیسے
بیان کردیا ہے۔ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک درختون و درختان انگور و قضبان و بقول و رطاب و اصول
قصب مین معاملہ کرنا اور جو پھل ہنوز برآمد نہیں ہوئے ہین انمین معاملہ کرنا اور اسی طرح ہر چیز مین کہ اگائی اور
کاٹ لیجاتی ہے معاملہ کرنا جائز ہے اور یہ صاحبینؒ کے مذہب کے موافق اگر کسی بطور سابق کے سائل چیز سے بنا کر
بہایا جاتا ہو تو جائز ہونا چاہیے کہ اسمین پانی لانے کی ضرورت ہے اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ قیر و نفط مین معاملہ نہیں
جائز ہے اسواسطے کہ اسمین پانی کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک ان سب چیزون مین بھی معاملہ
جائز ہے کہ جب انکو کیواسطے عامل کے کام کی ضرورت ہو اور اگر انکو کیواسطے ضرورت نہو تو جائز نہیں ہے پھر معاملہ کی تحریر
کی صورت اس طرح ہے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہے کہ فلان نے فلان کو تمام وہ رطبہ قائمہ جو فلان مقام پر واقع ہے
یا تمام باغ چہار دیواری مع تمام درختان خرما و اشجار مثمرہ کے جو اسمین ہین اور اسکے حدود بیان کردے مع اسکے حدود
وحقوق کے ایک سال کامل بارہ مہینے متواتر کیواسطے ابتدائے ماہ فلان سے بمعاملہ صحیحہ جسمین فساد و خیار نہین ہے
معاملہ پر دیا تاکہ اس سب کی پرداخت پر قیام کرے اور اسکو سینچے اور اسکی حفاظت کرے اور تاک انگور کو کوڑے
سے پاک کرے اور درختون کی زرد ڈالیان اور خشک کاٹ ڈالے اور کھاد دے اور درختان خرما کی نر مادی لگادے
و تابیر کرے یہ سب کام اسکے ذمہ ہین اپنے آپ اپنے مزدورون و مددگارون سے انجام دے اور اس سب مین اپنی ا

سلہ تابیر نر مادی لگانا ۱۲ عہ یعنے کاشتکار نے ۱۲ عہ پھلنے والے ۱۲

پر عمل کرے بدین شرط کہ جو کچھ اسمین اللہ تعالی کے فضل سے پیدا وار حاصل ہوگی وہ بدین قرار داد نصفا نصف یا تین تہائی وغیرہ) دونون مین مشترک ہوگی اور اس عامل نے تمام یہ معقود علیہ اس دینے والے کے سب اسکو سپرد کرنے سے اپنے قبضہ مین کرلی پھر ضمان درک کا بیان لکھدے اور تحریر کو بدستور ختم کرے اور اگر چہار دیواری کے باغ مذکور مین چند مزرعہ و درختان خرما و درختان مثمرہ ہون تو لکھے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہے کہ فلان نے فلان کو تمام زمین مشتملہ کردم (جمع کردم ۱۲) و مزارع و درختان خرما و اشجار مثمرہ معاملت و مزارعت پر دو عقد متفرق مین جسمین سے کوئی عقد دوسرے عقد مین شرط نہین ہے دی پھر زمین مذکور کے حدود بیان کرے پھر لکھے کہ پہلے اسکو جو کچھ اسمین کردم و اشجار مثمرہ ہین معاملہ مقاطعہ پر پانچ برس کے واسطے ابتداے ماہ فلان سنہ فلان سے آدھے کی بٹائی پر معاملہ صحیحہ دیے تاکہ اسکی پرداخت بخود و اپنے مزدورون و مددگارون سے آخر تک مثل مذکورۂ بالا تحریر کرے اور قبضہ تحریر کردے پھر لکھے کہ پھر اسکو تمام مزارع جو اس زمین مین ہین دوسرے عقد مزارعت مین پانچ برس کیواسطے بدین شرط کہ اسکی زمین کو اپنے بیجون سے غلہ ہاے ربیع و خریف سے اپنی راے کے موافق کاشت کرے اور شرائط مزارعت موافق مذکورۂ بالا کے سب بیان کردے اور ضمان درک کے بیان مین لکھے کہ پس ان دونون مین سے جسکو اس سب مین یا اسمین سے کسی چیز مین کوئی درک لاحق ہو تو دونون مین سے ہر ایک پر دوسرے کو وہ چیز سپرد کرنا واجب ہوگی جو اس عقد کی وجہ سے اسپر سپرد کرنا واجب ہوگی اور تحریر کو ختم کرے کذا فی الظہیریہ

فصل سیزدہم شرکتون و وکالتون کے بیان مین۔ شرکت عنان کی تحریر کی یہ صورت ہے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہے کہ فلان و فلان نے بتقوی اللہ تعالی و اداے امانت بجہت از منکر و خیانت پوشیدہ و ظاہر و بذل نصیحت از ہر یکے بہر دیگرے باہم شرکت عنان بقدر اپنے اپنے راس المال کے جو مفصل بیان کر دیا گیا ہے قرار دی اور اپنے درمیان اس شرکت موصوفہ کا بشرکت صحیحہ جائزہ جسمین فساد نہین ہے عقد شرکت قرار دیا پس اگر دونون تاجر ہون تو لکھے کہ بدین شرط کہ دونون اس مال سے جو انکی راے مین انواع تجارت سے آوے تجارت کرین اور اس سے اجارہ لین و اجارہ دین دونون متفق ہوکر اور دونون علیحدہ علیحدہ اور دونون اکٹھا ہوکر و متفرق فروخت کرین چاہین نقد و چاہین اُدھار اور جو انکی راے مین آوے متفق ہوکر اور جو ہر ایک کی راے مین آوے متفرق خرید کرین اور بدین شرط کہ دونون اس کو اپنے ذاتی مال سے مخلوط کرین اور لوگون مین سے جسکے مال سے چاہین مخلوط کرین اور جس آدمی کو چاہین مضاربت پر دین اور جسکو ہر ایک چاہے دیدے اور بدین شرط کہ دونون جسکو چاہین ودیعت دین خواہ متفق ہوکر یا علیحدہ تنہا اور چاہین جسکو دونون متفق ہوکر اسکو وکیل کرین یا متفق ہوکر وکیل کرین اور دار الاسلام و دار الحرب مین اور خشکی و تری مین جہان چاہین لیکر اسکو سفر کرین اس مین دونون متفق ہوکر کام کرین اور ہر ایک اپنی راے سے کام کرے بدین شرط کہ جو کچھ اللہ تعالی دونون کو یا ایک کو اس مال مین نفع دے اور بڑھے وہ دونون سے بقدر ہر ایک کے راس المال کے دونون مین مشترک ہو اور جو کچھ اسمین گھٹی ہو وہ بھی اسی حساب سے دونون کے ذمہ ہو اور صحت و تراضی کے ساتھ دونون مجلس عقد سے بابدان متفرق ہوے اور اگر شرکت وجوہ کی شرکت کی اور دونون نے اسکی تحریر چاہی تو صورت تحریر یہ ہے کہ یہ تحریر فلان و فلان کی شرکت ہے کہ دونون نے

بتقوی اللہ تعالی واداے امانت وبدل نصیحت از ہر یکے بحق دیگرے ظاہر وپوشیدہ اپنے بدنون سے شرکت وجوہ بدین شرط
کے ساتھ کی کہ اس شرکت مذکورہ تحریر ہذا مین دونون مین سے کسی کا کچھ راس المال نہین ہے دونون نے ایسی قسم کی
تجارت مین اس شرط سے شرکت کی کہ دونون اپنی معرفت سے وبعوض اس چیز کے جو دونون کے پاس
ہو جاوے دونون کی تجارت دونون کی اس شرکت سے اس تجارت مین سے جو چیز دونون کی راے
مین آوے خریدین اور ہر ایک دونون مین سے جو اسکی راے مین آوے خود یا اپنے وکیلون کے ذریعہ سے خریدے
اور دونون باتفاق اور ہر ایک تنہا اپنی راے سے اسمین عمل کرے اور دونون متفق ہو کر اور ہر ایک تنہا اسکو اپنی
راے کے موافق فروخت کرے اور ہر ایک اپنے وکیل سے فروخت کرادے جسکو اپنی اپنی راے سے وکیل کرے
بدین شرط کہ جسکو دونون فروخت کرین یا ہر ایک دونون مین سے فروخت کرے یا انکے واسطے دونون کا وکیل
یا ہر ایک کا وکیل فروخت کرے اسکا ثمن دونون مین نصفا نصف ہو پھر تحریر کو ختم کرے - اور ایسی صورت مین
دونون مین سے کسی کو نفع زائد یا اسپر گھٹی زائد بہ نسبت دوسرے کے نہو گی - اور اگر دو آدمیون نے کسی خاص
تجارت مین بدون راس المال کی شرکت عنان کا قصد کیا بطور تقبل کے اور اسکو شرکت تقبل بھی کہتے ہین
تو اسکی تحریر کی یہ صورت ہو گی کہ یہ تحریر بدین مضمون ہو کہ فلان وفلان نے شرکت کی کہ دونون نے سلائی کے کام مین
شرکت عنان اس شرط سے کی کہ دونون اپنے ہاتھون سے کام کرین اور دونون متفق وہر ایک تنہا لوگون
سے یہ کام قبول کرے اور اس شرکت مین اجیرون کے دونون ضرورت دیکھکر باتفاق یا ہر ایک اپنی راے پر
اجیر کرے اور دونون باتفاق اور ہر ایک تنہا کام کرے جسکی دونون کو اپنے کام مین احتیاج ہوا ور دونون اسکو
فروخت کرین اور جو کچھ دونون کے ہاتھ مین اسکی متاع سے حاصل ہوا اور جو دونون مین سے ہر ایک کی بیع سے
حاصل ہو پس جو کچھ مجتمع ہو جو اسمین فاضل ہو وہ دونون مین نصفا نصف ہو اور جو گھٹی ہو وہ دونون پر نصفا نصف
ہو پس دونون نے اس طرح پر شرکت کی جس طرح سے اس تحریر مین بیان ہوئی ہے اور دونون نے باہم اس طرح
عقد شرکت مذکورہ قرار دیا اور تحریر کو تمام کرے - اور علی ہذا دھولائی ورنگریزی وغیرہ ہر کام مین یہی طرز ہے اور
علی ہذا اگر ایک کا کام درزی گری اور دوسرے کا کام دھولائی ہو تو لکھے کہ دونون نے اس کام واس کام مین
شرکت کی اور شرکت مین نفع مین ایک کے واسطے بہ نسبت دوسرے کے زیادہ ہو تا جائز ہو سکتا ہے اور یہ تین شرکتین ہین
اور دوسری تین شرکتین انھین وجوہ مین شرکت مفاوضہ ہے پس اگر بشرکت مفاوضہ براس المال ہو تو بجاے شرکت
عنان کے شرکت مفاوضہ در ہر قلیل وکثیر ودر ہر صنعت از اصناف تجارات تحریر کرے اور راس المال بیان کردے
پھر لکھے کہ یہ سب ان دونون کے قبضہ مین ہے اور دونون اس سے نقد وادھار جو دونون کی راے مین آویگا خریدینگے
اور ہر ایک جو اسکی راے مین آویگا ان اصناف تجارات سے دیدیگا اور تحریر کو ختم کرے اور اس صورت مین نہین جائز ہے
کہ نفع کی یا نقصان کی شرط کمی وبیشی کے ساتھ ہو اور نیز یہ بھی نہین جائز ہے کہ دونون مین سے کسی کا راس المال کم وبیش ہو
برابر ہونا چاہیے اور مفاوضہ کی شرکت مین شرکت تقبل وشرکت وجوہ کی تحریر کا بھی یہی طریقہ ہے جیسا شرکت عنان مین وجوہ

دونقل کی شرکت کا طریقہ گذرا ہو فرق یہہ ہو کہ اس صورت مین مفاوضہ بجمیع تجارات لکھنا چاہیے ہے اور ہر شرکت مین شرکت نامہ کی دونقلین تحریر کرے جو دونون مین سے ہر ایک کے پاس رہین۔ اور اگر شرکت کے فسخ کی تحریر چاہی تو لکھے کہ یہ وہ مضمون ہو جسپر گواہان اسمیان آخر تحریر ہذا شاہد ہوئے سب اس بات کے شاہد ہوئے آخر تک مثل سابق اقرار صحیح تحریر کرے کہ فلان و فلان دونون شرکت عنان یا شرکت مفاوضہ کے شریک تھے اور نوع بیان کردے اور دونون اس شرکت پر اتنے برس تک ہے اور فلان کا راس المال اسقدر تھا اور فلان کا اسقدر تھا اور اس سے دونون نے اتنی مدت تک کام کیا پھر دونون نے اس شرکت کے فسخ کرنے اور تمام مال باہم تقسیم کر لینے کا قصد کیا پھر دونون نے اسکو باہم تقسیم کیا اور ہر ایک نے اسمین سے اپنا حصہ وصول کر لیا بعد ازان ہر ایک نے دونون مین سے اپنا حساب جس طرح چاہیے ہو ادا کر دیا اور سمجھا دیا یہان تک کہ دونون مین سے ہر ایک اس حساب سے واقف ہو گیا اور تقسیم اس کو جان گیا پس دونون نے تقسیم صحیح جائزہ جسمین فساد و خیار نہین ہو درحالیکہ تمام مال حاضر تھا اسمین کچھ قرضہ وغیرہ مین مشغول نہ تھا تقسیم کر لیا اور ہر ایک دوسرے سے لیکر قبضہ کرنے اور وصول پانے سے بری ہو گیا پس دونون مین سے کسی کا دوسرے کیطرف بعد اس تحریر کے کچھ دعوی و حق نہ رہا اور تحریر کو تمام کرے اور اگر مضاربت مین تحریر کرانی چاہی تو اسکا بھی یہی طریقہ ہو یہ ظہیریہ مین ہو۔ اور اگر شرکت مفاوضہ یا شرکت عنان کا قصد کیا اور دونون مین سے ایک کے پاس مال نہین ہو تو اسکی صورت یہ ہو کہ جس شریک کے پاس مال نہین ہو وہ دوسرے سے جسکے پاس مال ہو مثل اسکے حصہ کے اس سے قرض لیوے اور وہ اپنا حصہ قرار دے اور شرکت نامہ کی تحریر مین بعد اس فقرہ کے کہ دونون راضی برضا متفرق ہوئے یہ لکھے کہ پھر فلان نے اور وہ اس تحریر کی ترتیب مین دوسرا شریک ہو اپنے جواز اقرار و سب طرح اپنے نفاذ تصرفات کی حالت مین جدید اقرار کیا کہ اسپر اور اسکے ذمہ اسکے شریک فلان کے جو اس تحریر کی ترتیب مین اول مذکور ہو اس قدر دینار قرضہ لازم و حق واجب بسبب قرض صحیح کے ہین کہ انکو اس شریک نے اس مقر کو اپنے ذاتی مال سے قرض دیا ہو اور اس کو دیدیے ہین اور اس نے اس سے لیکر اپنا قبضہ کر لیا ہو اور انکو اس شرکت مین اپنا حصہ قرار دیا ہو اسکا اقرار صحیح کیا جسکی اسکے اس شریک کو یہ فلان نے خطاباً تصدیق کی۔ اور تاریخ تحریر کردے اور اگر حیوان مین شرکت کرنی چاہی جسکو فارسی مین گاؤ نیم سود دادن کہتے ہین اور اسکی صورت یہ ہو کہ ایک شخص کے پاس گائیں یا بکریان ہین اسنے چاہا کہ دوسرے شخص کو شرکت پر دیدے تاکہ انکی حاصلات اور انکے بچے دونون مین برابر مشترک ہون تو اسکا طریقہ یہ ہے کہ گایون و بکریون کا مالک جس سے شرکت کا قصد کرے اسکے ہاتھ ان گایون و بکریون مین سے نصف مشاع بعوض ثمن معلوم کے فروخت کردے پھر سب جانور اسکے سپرد کردے حتی کہ وہ انکی حفاظت کریگا اور انکو چرا دے گا اور جو کچھ ان سے حاصلات ہونگی وہ دونون مین نصفا نصف مشترک ہونگی تو اسکی تحریر کا طریقہ یہ ہو کہ جسکے پاس جانور ہین وہ اسکا اقرار تحریر کرے کہ فلان بن فلان بن فلان نے اپنے جواز اقرار کی حالت مین بطوع خود اقرار کیا کہ میرے پاس چندین گائیں اور چندین بکریان ہین پھر ان سب کے ایک ایک کے حلیے تحریر کرے پھر سب کے حلیے تحریر کرنے سے فارغ ہونے کے بعد

کہ فلان کی گائے الخ

لکھے کہ یہ سب میرے پاس ہین انمین سے نصف بحق ملک ذاتی ہین۔ اور نصف بحق امانت از جانب فلان بن فلان یعنے مالک حیوانات مذکورہ ہین اور جو کچھ اللہ تعالیٰ ان جانورون مین زیادتی کرے گا خواہ متصلہ یا منفصلہ (بچہ وغیرہ ۱۲ / پشم دادن ۱۲) ہو یا دہ دونون مین نصفا نصف ہوگی۔ اور نیز اس فلان نے اپنے جواز اقرار کی حالت مین بطوع خود اقرار کیا کہ مجھپر اور میرے ذمہ واسطے فلان اس مالک جانوران کے اسقدر درم قرضہ لازم وحق واجب بسبب صحیح ہین اور وہ ثمن ان آدھے گاؤن کا ہی جو مین نے اس سے مشاع خریدی ہین موافق شرع اور موافق حکم شرع کے اس سے لیکر اپنیر قبضہ صحیحہ کر لیا ہی اور فلان بائع نے اسکے اس اقرار کی خطاباً (مقسوم ۱۲) تصدیق کی اور تحریر کو ختم کرے[1] کذا فی المحیط

فصل چہاردہم۔ وکالتون کے بیان مین۔

اگر بیع کی وکالت عام تحریر کرنی چاہی تو چاہیے یون لکھے کہ یہ تحریر وکالت ہی اور چاہیے یون لکھے کہ یہ وہ تحریر ہی کہ جسپر گواہ ہوے گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا کہ فلان نے وکیل کیا فلان کو واسطے بیع اپنے دار کے اور دار کے حدود بیان کردے مع اس کے سب حدود و حقوق و مرافق کے مع اسکی زمین و عمارت کے یہ وکالت صحیحہ جائزہ نافذہ بدین شرط کہ یہ وکیل اس مین اپنی راے سے کام کرے اور جسکو چاہے اس معاملہ مین وکیل کردے اور جتنے کو چاہے فروخت کرے اور جو امر اس معاملہ مین کریگا وہ جائز ہوگا اور جب اسکو فروخت کر کے اسکے مشتری کو سپرد کرے اسکا ثمن وصول کر لیگا اور اسکے وصول کرنے کیواسطے جسکو چاہے وکیل کریگا اور اس وکیل نے اس وکالت مذکورہ تحریر ہذا کو اس موکل کیطرف سے قبل دونون کے کسی اور کام مین مشغول ہونیکے اور قبل دونون کے متفرق ہونے کے بالمواجہہ قبول کیا اور اس موکل نامبردہ نے تمام وہ چیز جسکی بیع کیواسطے وکیل کیا ہے جو مفصل مذکور ہوئی ہے اس وکیل نامبردہ کے سپرد کر دیا اور اس وکیل نامبردہ نے اس سے لیکر خالی از مانع و منازع جو قبضہ کی صحت مین مخل ہو اپنا قبضہ کر لیا پس یہ سب بحکم اس وکالت کے اسکے قبضہ مین ہی پھر تحریر کو آخر تک بدستور معلوم ختم کرے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر خرید و فروخت کی وکالت عامہ تحریر کرنی چاہی تو لکھے کہ یہ تحریر وکالت ہے کہ فلان نے فلان کو وکیل کیا۔ پس اسکو تمام اس چیز کے واسطے جو مذکور ہوئی ہی یہ وکالت صحیحہ جائزہ وکیل کیا کہ تمام اموال اس موکل کے اور تمام املاک اسکی جنکی بیع (بیعت) جائز ہو تمام اموال و املاک سونے و چاندی و کپڑے و اسباب و رقیق و حیوان و متاع و عقارات و مشتغلات (عدہ) جملہ مکیل و موزون وغیرہ سب جس کا یہ موکل اس توکیل مذکورہ کے روز مالک ہی اور تمام اسکا جسکا یہ موکل بملک جدید بعد اس وکالت کے تا ابد مالک ہو قلیل و کثیر سے و جسکی ملکیت کسی وجہ سے استفادہ کرے تمام اصناف و اموال مین سے سب اصناف مین سے جسکی خرید و فروخت اسکی راے مین آوے جبتک وہ اس وکالت پر ہی (جیسے میراث وغیرہ ۱۲) اس سب کو موافق اپنی راے کے متاع و مجتمع و متفرق جس طرح چاہے اور جب چاہے اور جس چیز کے عوض چاہے اقسام اموال مین سے خواہ اثمان ہون یا عروض (درم و دینار ۱۲) وغیرہ ہون فروخت کرے جو وہ اس معاملہ مین کریگا سب جائز ہوگا اور جس کو چاہے اسکے فروخت کے واسطے اور قبضہ اثمان کے واسطے وکیل کرے اور جو اسمین سے فروخت کرے اسکو سپرد کر دیگا اور اس سب مین اپنی

---

[1] اسمین ایسے امام کے نزدیک خلل ہے جو جائز نہیں کہتا ہے ۱۲ عہ بیع مین مذکورہ بالا تحریر کرے ۱۲ منہ عدہ کرایہ پر چلانیکی چیزین ۱۲

راے پر عمل کریگا اور اس موکل کے واسطے خرید کرے جسکی خرید اصناف اموال مین سے اسکی راے مین آوے جسطرح چاہے مشاعًا و مقسومًا و مجتمعًا و متفرقًا اور جب چاہے اور جتنے بار چاہے مرةً بعد اخرےٰ بعوض تمام اصناف اموال کے عروض و اثمان وغیرہ سے جنکا ذکر اوپر مفصل ہوگیا ہی خریدے - اور اسمین جو اسکی راے مین آوے نقد و ادھار خرید و فروخت کرے اور اس سب مین اپنی راے سے کام کرے اور اس سب مین جسکے واسطے جسکو چاہے وکیل کرے و معزول کرے جب چاہے اور جس طرح چاہے اور جتنی بار چاہے مرةً بعد اخریٰ اور اسمین سے جو موکل کیواسطے خریدے اس سب کو قبضہ مین کرے اور اسکا سب ثمن مال موکل سے ادا کرے یا اپنے مال سے چاہے ادا کرے بدین طور کہ اس موکل سے واپس کرلے پس اسکو ان سب امور کا وکیل کیا اور اسکو اسپر مسلط کردیا اور اسکو ان وجوہ مذکورہ تحریر ہذا کے موافق تصرف کی اجازت دیدی اور اس وکیل نے اس سے یہ سب اسی مجلس مین بالمواجہہ و بالمشافہہ قبول کیا کذا فی الذخیرہ - اور اگر چاہا کہ کسی کو ہر چیز کا وکیل کرے تو لکھے کہ فلان نے فلان کو وکیل کیا واسطے حفاظت تمام اس چیز کے جو فلان کیواسطے زمین و دور و عقار و مستغلات و امتعہ و رقیق و اوانی وغیرہ صنوف (جمع دار ۱۲) (کرایہ پر چلانیکی چیزین ۱۲) (جمع متاع ۱۲) (جمع اینہ ۱۲) (ظرف برتن ۱۲) اموال سے ہو اور واسطے کرایہ پر دینے اس چیز کے جسکا کرایہ پر دینے کی صورتون مین کرایہ پر دینا اس کی راے مین آوے اور جسکی اسمین سے تعمیر کی ضرورت ہو اسکی تعمیر کیواسطے اور جس کا اسمین سے اجارہ جسکو اجارہ دینا جسکے عوض اجارہ دینا جتنی مدت کے واسطے اجارہ دینا اس کی راے مین آوے اجارہ دے اور جسکا کوئی حق موکل کیجانب ہے یا موکل کا جسکی جانب انمین سے جس سے مصالحہ کرلینا اسکی راے مین آوے اس سے مصالحہ کرے اور جو کچھ چھوڑ دینا اسکی راے مین آوے اسکو چھوڑ دے اور جہان بری کرنا اسکی راے مین آوے اسکو بری کردے اور جسکی میعاد مقرر کردینا اسکی راے مین آوے اسکی میعاد مقرر کردے کذا فی المحیط - اور اسی وکیل کی راے پر چھوڑ دیا کہ اموال فلان موکل کا حوالہ قبول کرے یا جسقدر اسمین سے چاہے حوالہ قبول کرے جسپر حوالہ چاہے قبول کرے اور ان اموال کے عوض رہن کرلے اور جس مال کے عوض اسکی راے مین رہن دینا مصلحت معلوم ہو رہن دیدے کذا فی الظہیریہ اور اسی کو اختیار دیدیا کہ موکل کیواسطے اصناف تجارات مین سے جس چیز کی چاہے تجارت کرے اور تمام لوگون مین سے جسکو چاہے اموال فلان مین شریک کرے اور اسکو اختیار دیدیا کہ تمام لوگون سے جو اس موکل کا خصم ہو جو اسکی طرف کسی حق کا دعوی کرے یا موکل کا اسپر حق ہو اس سے خصومت کرے اور اسکو اختیار دیا کہ تمام لوگون مین سے جسپر یا جس کے پاس یا جسکے ساتھ اس موکل کا حق مالی ہو اسکو وصول کرلے اور اس سب مین خصومت کرے اور اس سب مین جو اسکے واسطے یا اسپر کرے اسکا فعل جائز ہوگا اور فلان وکیل نے اس وکالت میں سب جو کچھ اسکی طرف اسناد کی ہو تمام کے ساتھ اس وکالت کو خطابًا قبول کیا پھر تحریر کو تمام کرے یہ محیط مین ہی - طریق دیگر ایسے وکالت نامہ کی تحریر جو امور مذکورہ اور خصومت وغیرہ کی جامع ہی گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا گواہ ہوے کہ فلان نے فلان کو وکیل کیا کہ اسکا ہر حق جو فی الحال لوگون پر آتا ہی اور جو اسپر آیندہ واجب ہو ان سے طلب کرے اور مال عین و دین و عروض و عقار قلیل و کثیر سے جو کچھ اسکا لوگون کے پاس و لوگون کی جانب و لوگون کے قبضہ مین ہو اسکا مطالبہ کرے اور قاضیان اسلام

وحکام وسلاطین مین سے جسکے حضور مین چاہے اس سب کی نالش وخصومت دائر کرے اور اسکو شرعی حجتون گواہون
کو قائم کر کے ثابت کرے اور جس پر قسم متوجہ ہو اس قسم لیوے اور جسپر قید کرنا واجب ہو اسکو قید کرا دے
اور جسکا قید سے چھوڑا کر پھر قید مین اعادہ کرنا مصلحت دیکھے اسکو اعادہ کرا دے اور جو شخص اس موکل کا زمین وعقار ودور
وبیوت وعروض وحیوان وقلیل وکثیر مین جو بروز اس وکالت کے اسکی ملک ہین اور جو آیندہ اسکی ملک مین آوین
اسمین جو اسکا شریک ہو اور اس سے وکیل مذکور کی رائے مین بٹائی کرا لینا مصلحت ہو اس سے بٹائی کرے اور
برائے خود جو اسکا حصہ اسکے وغیر کے درمیان بقدر دونون کے حقوق کے شائع غیر مقسوم ہو اسپر قبضہ کرے اور جسکی
تقسیم موکل کیواسطے کرائی ہو اس تقسیم سے جو حصہ موکل کیواسطے بحق واجب ہوا ہو اسپر قبضہ کرے اور ان اموال مین
سے جو اسکے واسطے فروخت کرے جسکے ہاتھ فروخت کرے اسکے سپرد کر دے اور جو اس کے واسطے فروخت کی ہو
اسکی تحریر کرا دے اور جسکے ہاتھ فروخت کی ہو اسکے واسطے ضمان درک کا اس فروخت شدہ چیز مین ضامن ہو جاوے
اور آراضی وعقار واملاک ومنقولات وغیرہ مین سے جس چیز کا موکل کیواسطے خریدنا مصلحت دیکھے اسکو جتنی بار
چاہے جب چاہے جسطرح چاہے خریدے اور اسمین سے خرید کردہ چیز کا ثمن جس سے خریدی ہو اسکو ادا کر دے
اور جو چیز اسکے واسطے خریدی ہو اسپر قبضہ کرے اور بیعنامہ بنام اسکے باضافت وقوع خرید برائے موکل اسکے
مشتری سے تحریر کرا لے اور جو چیز فی الحال موکل کی ملک ہو اور آیندہ اصناف اموال قلیل وکثیر سے اسکی ملک مین
آوے اسکی حفاظت کرے اور اسکی پرداخت پر قائم ہو اور املاک کی تعمیر مرمت مین خرچ کرے اور جو لوگ اسکے
کارندہ وپرداخت کنندہ مقرر ہون انکا روزینہ دے اور جو خراج وصدقہ زراعت وثمار اسپر فی الحال واجب ہو یا آیندہ
واجب ہو اسکو ایسے شخص کو جو اسکے وصول کرنے کا متولی ہو ادا کر دے اور جو فی الحال موجود ہین اور جو
آیندہ اسکی ملک مین ممالیک آوین انکے کھانے کپڑے وتمام اخراجات ضروری مین جو موکل مذکور پر انکے
واسطے بسبب انکے مالک ہونے کے واجب ہون خرچ کرے اور جو چیز اجارہ دینے کے لائق زمین وعقار ودور
وقلیل وکثیر سے فی الحال موجود ہو اور جو آیندہ اسکی ملک مین آوے جسکا اجارہ دینا اسکی رائے مین آوے اور جسکو
دینا اور جتنی اجرت پر جتنی مدت طویل یا قصیر کیواسطے اجارہ دینا اسکی رائے مین آوے اجارہ دے اور جو چیز اسمین سے
اسکے واسطے جسکو اجارہ دے اسکے سپرد کرے اور کرایہ نامہ وقبالہ جات اس کے نام سے باضافت تحریر اجارہ
بجانب اسکے تحریر کرا دے اور اسپر گواہ کر دے جسکا گواہ کرنا اسکی رائے مین آوے اور جسکی اجرت معجل ہو اور جسکی
اجرت بعد انقضائے مدت اجارہ جس طرح ٹھہری ہو موکل کیواسطے وصول کرے اور جس چیز مین موکل کا کچھ حق فی الحال
ہو یا آیندہ ہو جاوے اسمین سے جس سے بطریق چھوڑ دینے وبری کر دینے کے جس طور سے مصالحت کر لینا مصلحت
دیکھے اس سے مصالحہ کرے اور جسکو میعاد مقرر کر دینا مصلحت دیکھے اسکو میعاد دیدے اور جو مال موکل کے
فی الحال لوگون پر ہین اور جو آیندہ ہو جاوین انمین سے جسکی بابت جس شخص پر حوالہ قبول کرنا مصلحت دیکھے
اسکا حوالہ قبول کر لے اور اسمین سے موکل کے جس مال سے تجارت کسی قسم کی مصلحت دیکھے اس سے

تجارت کرے اور اسپر گواہ کر دے اور موکل کے جس مال کے عوض جو فی الحال بروز وقوع وکالت موجود ہین اور جو آیندہ ہو جاوت اگر رہن لینا مصلحت دیکھے اس چیز میں موکل کا قرضہ ہی تو رہن لے لے اور جس شخص کا موکل پر قرضہ ہی یا آیندہ واجب ہو جاوے اسکو اموال موکل مین سے جس چیز کا رہن دینا مصلحت دیکھے اسکو رہن دیدے اور جسکو رہن دیا ہی اسکو یہ چیز جو رہن دی ہی سپرد کر دے اور موکل کے اموال موجود فی الحال سے یا جو آیندہ اسکی ملک مین آوین اصناف اموال سے جس سے چاہے جس قسم کی تجارت چاہے جب چاہے موکل کیواسطے تجارت کرے اور جسکو چاہے جس شخص کو چاہے بطور بضاعت موکل کیواسطے دیدے اور جس مال موکل کو جو فی الحال موجود ہی یا جنکا آیندہ مالک ہو جس نفع پر چاہے جسکو چاہے بطور شرکت دیدے اور موکل کے اموال مین سے جو بروز وکالت موجود ہین اور جنکی آیندہ ملک حاصل کریگا جس کو چاہے جس نفع پر چاہے بطور مضاربت دیدے اور جو شخص موکل کی جانب یا موکل پر یا موکل کے پاس یا موکل کے قبضہ مین کسی حق کا دعوی کرے ہر گاہ اسپر دعوی کرے اس سے خصومت کرے اور جو کچھ وہ اس مقدمہ مین کرے وہ موکل مذکور پر جائز ہوگا اور بدین شرط وکیل کیا کہ اسمین جو کچھ موکل مذکور پر حکم حاکم نافذ ہو کر واجب ہو اس کو دیدے اور اس سب مذکور مین اسکو اپنے قائم مقام کیا اور جو کچھ اسکی پیروی سے اسکے واسطے یا اسپر حکم ہو اس سے راضی ہوا اور بدین شرط وکیل کیا کہ جن امور مذکورہ بالا کا اسکو وکیل کیا ہی چاہے خود بذاتہ انکا سرانجام کرے یا دکیا دین مین سے جسکو پسند کرے وکیل کرے اور جب چاہے جسکو چاہے ان وکیلون مین سے تبدیل کرے اسکے امور بدین وکالت مذکورہ موکل کے حق مین جائز ہونگے بدین شرائط مذکورہ مفصلہ بالا اسکو بوکالت مطلقہ عامہ بہمہ وجوہ وکیل کیا اور فلان نے فلان سے تمام اس وکالت مذکورہ کو بالمشافہہ قبول کیا اور تحریر کو تمام کرے یہ محیط مین ہی۔ نوع دیگر وکالت بنکاح کی تحریر اگر عورت نے ایک مرد کو وکیل کیا کہ اسکو کسی مرد سے بیاہ دے تو لکھے کہ مسماۃ فلانہ بنت فلان بن فلان نے فلان بن فلان کو وکیل کرکے اپنے قائم مقام کیا اندرین معاملہ کہ اس مسماۃ مذکورہ کو فلان بن فلان سے اتنے درم مہر معجل اور اتنے درم مہر موجل پر بیاہ دے بوکالت صحیحہ وکیل کیا اور فلان نے اس وکالت کو بقبول صحیح قبول کیا اور یہ بتاریخ فلان واقع ہوا پھر لکھے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ تحریر بدین مضمون ہی کہ فلان نے فلانہ عورت کو اسکے وکیل فلان سے بعوض مہر مذکورہ بالا کے جیسین و چنان ہی نکاح کر دینے سے بنکاح صحیح جائز بحضور ایک جماعت گواہان عادل پسندیدہ کے بیاہ لیا اور تحریر کو ختم کر دے اور درصورتیکہ عورت نے اسکو اسواسطے وکیل کیا کہ اپنے ساتھ نکاح کر لے تو لکھے کہ مسماۃ فلانہ بنت فلان بن فلان نے فلان بن فلان کو اس معاملہ مین وکیل کرکے اپنے قائم مقام کیا کہ اس مسماۃ مذکورہ کو اتنے مہر معجل و موجل پر اپنے نکاح مین لاوے آخر تک بدستور مذکور تحریر کرے پھر لکھے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم فلان وکیل نے اپنی موکلہ فلانہ کو بحکم وکالت مذکورہ بالا سے تحریر ہذا بعوض مہر مذکورہ بالا سے تحریر ہذا بتاریخ صحیح بحضور ایک جماعت گواہان عادل پسندیدہ کے اپنے نکاح مین لیلیا اور تحریر کو ختم کر دے۔ اور درصورتیکہ عورت کسی غیر کی عدت مین ہو اور اسنے وکیل کو اپنے ساتھ نکاح کر لینے کا یا دوسرے مرد سے نکاح کر دینے کا وکیل کیا تو لکھے کہ مسماۃ مذکورہ نے اسکو اس بات مین اپنے قائم مقام کیا کہ اپنے ساتھ اسکا نکاح کرے یا فلان سے اسکا نکاح کر دے بعد از انکہ اسکی عدت جسمین وہ فلان کی جانب سے ہی گذر جاوے

واللہ تعالی اعلم۔ نوع دیگر تمام آدمیون سے خصومت کرنے مین وکیل کرنا۔ یہ تحریر بدین مضمون ہو کہ فلان نے فلان کو وکیل کرکے اپنے قائم مقام کردیا اس امر مین کہ اسکے حقوق جو تمام لوگون مین سے جسکی طرف یا جس کے ساتھ یا جسکے پاس و جسکے قبضہ مین ہین مطالبہ کرے اور ان لوگون سے وصول کرے اور اُن سے انکے واسطے خصومت کرے اور جسپر قسم عائد ہو اس سے قسم لے اور جو مستوجب حبس ہو اُسکو محبوس کراوے اور جسکو چاہے چھڑاوے پھر قید خانہ کی طرف اعادہ کراوے اور جس سے چاہے کفیل لے اسکو وکیل مخاصم کیا کہ خود خصومت کرے اور مخاصم کیا کہ لوگون کے خصومت کی اسپر سماعت کیجاوے کہ یہ خود لوگون پر گواہ قائم کرے اور مدعی لوگ اسپر گواہ قائم کرین سوائے اقرار کے کہ موکل پر اسکا کوئی اقرار جائز نہوگا اور اگر اسنے کسی گواہ کی جسنے موکل پر گواہی دی ہو تعدیل کی تو تعدیل جائز نہوگی اور اس وکیل کو اجازت دی کہ اپنے ماتحت اپنے مثل ان سب باتون کا وکیل کرے اس طرح اسکو یہ وکالت صحیحہ جائزہ نافذہ وکیل کیا اور اس وکیل نے اسی مجلس توکیل مین اس وکالت مذکورہ کو بقبول صحیح قبول کیا اور دونون مجلس عقد وکالت سے بعد اسکے صحت و تمام ہونے کے متفرق ہوے آخر تک واللہ تعالی اعلم۔ نوع دیگر توکیل بخصومت خاصۃً اسکی عبارت بعینہ عبارت خصومت عامہ ہو جو اوپر مذکور ہوئی ہو فقط فرق اسقدر ہو کہ بجاے عام لوگون کے فلان بن فلان جس سے خصومت و وصول کرنے کا وکیل ہو تحریر کرے۔ نوع دیگر بیع دار کے واسطے وکیل کرنیکی یہ تحریر ہو کہ یہ تحریر وکالت ہو کہ فلان نے فلان کو اس امر مین وکیل کرکے اپنے قائم مقام کیا کہ اسکا تمام دار واقع شہر فلان مع حدود وغیرہ سب لکھدے مع اسکے سب حدود و حقوق زمین و عمارت کے اسکے خریدار کے ہاتھ کسی قدر ثمن کو فروخت کرکے اسکا ثمن وصول کرے اور جسکو چاہے اس معاملہ مین وکیل کرے اور درک کا ضامن ہوجاوے اور خریدار کو جو فروخت کی ہو سپرد کرے اس سب کے واسطے اسکو یہ وکالت صحیحہ جائزہ نافذہ وکیل کیا اور اسنے مجلس وکالت مین اس وکالت کو علانیہ بالمشافہہ بقبول صحیح قبول کیا قبل اسکے کہ دونون متفرق یا کسی دوسرے کام مین مشغول ہون اور اس موکل نے تمام وہ چیز جسکے فروخت کرنے کیواسطے وکالت واقع ہوئی ہو اس وکیل کو سپرد کی اور وکیل مذکور نے اس سے لیکر درحالیکہ ہر مانع و منازع سے خالی تھی سب بحکم وکالت مذکورہ قبضہ کرلیا اور اگر مشتری معین اور ثمن بھی مقدار معین ہو تو اسکو بیان کردے کہ اسکو فلان کے ہاتھ بعوض اس ثمن کے فروخت کرے واللہ اعلم۔ نوع دیگر توکیل بحفظ املاک کی تحریر اس طرح لکھے کہ فلان نے فلان کو وکیل کرکے اپنے قائم مقام اس بات مین کیا کہ اسکی تمام املاک و اموال محدودات از قسم اراضی و عقارات و حیوانات و مکیلات و موزونات و غلامان و کنیزان و عروض و جاجہا و سامت و ناطق وغیرہ جمیع اقسام اموال کی حفاظت کرے پس انکی حفاظت کرے اور انکو کرایہ پر چلاوے اور آراضی کی خود زراعت کرے اور چاہے کسی کو مزارعت پر دیدے اور انکے غلات کو وصول کرے اور اسکے اسباب و املاک کی نگہبانی رکھے و تعہد کرے اور تعمیر و درستی بہ اچھی طرح قیام کرے اور جب تعمیر و خرچہ کی ضرورت ہو تو موکل مذکور کے مال سے خرچ کرے اور اسمین سے کوئی چیز فروخت نہ کرے بلکہ رہنے دے اور اسکی حفاظت کرے پس سب کیواسطے اسکو یہ وکالت صحیحہ جائزہ نافذہ وکیل کیا اور اس

وکیل نے اس مجلس عقد وکالت مین اس سے اس وکالت مذکورہ کو علانیہ خطا بالمشافہ قبول کیا اور یہ تاریخ فلان واقع
ہوا۔ نوع دیگر در توکیل خریدیہ تحریر بدین مضمون ہو کہ فلان نے فلان کو وکالت صحیحہ وکیل کیا کہ تمام دار واقع موضع
فلان الی آخرہ کو اسکے واسطے فلان سے خریدے (اور احوط یہ ہو کہ یون لکھے کہ ایسے شخص سے اسکے واسطے
خریدے جس سے اسکی بیع کردینی جائز ہو) پس یہ تمام دار مع اسکی عمارت و زمین و چینین و چیان کے اسکے لیے بسب
انواع اموال و قلیل و کثیر مین سے جسکے عوض خرید نا پسند کرے خریدے اور اسمین اپنی راے سے عمل کرے اور جو
کچھ اسمین کرے وہ جائز تصور ہوگا اور اسکو خرید کر اسکا ثمن اس موکل کے مال سے ادا کرے اور چاہے اپنے مال سے
بدین شرط ادا کرے کہ اسکو موکل کے مال سے واپس لے اور اگر اسمین کوئی عیب پاوے تو اس عیب کیواسطے خصومت
کرے اور اس عیب کیوجہ سے واپس کردے اور اگر اسکو نہ دیکھا ہو تو بخیار رویت اسکو چاہے واپس کردے پس اس
معاملہ خرید مین اسکے قائم مقام ہو اور اس معاملہ کیواسطے جسکو چاہے وکیل مقرر کردے اور جب چاہے اس کو معزول کردے
اور اس وکیل نے اس توکیل کو بالمواجہہ قبول کیا اور تحریر کو تمام کرے نوع دیگر در توکیل باجارہ یہ تحریر بدین مضمون
ہو کہ فلان نے فلان کو وکالت صحیحہ اس امر کا وکیل کیا کہ اس موکل کا تمام دار واقع مقام فلان جسکے حدود چنین و چنان
ہین مع اسکے حدود و حقوق الی آخرہ جتنی مدت کیواسطے لوگون مین سے جسکو چاہے تمام اقسام اموال مین سے
خواہ ثمن ہون یا دوسرا مال ہو جس مال کے عوض چاہے جس طریقے سے چاہے اجارہ پر دیدے اور جو کچھ اس
معاملہ مین کریگا وہ جائز ہوگا اور اس مین رہنے کیواسطے اسکو اجارہ پر دیدے اور جسکو اجارہ پر دے اسکو سپرد کرے
اور جس طرح پر اجرت پسند کرکے قرار دے اسکو وصول کرے اور اس سب مین اپنی راے پر عمل کرے اور چاہے
کسی کو اس معاملہ مین وکیل کرے اور جب چاہے اسکو معزول کرے اور جس طرح چاہے مرۃ بعد اخرے وکیل کرے و
معزول کرے جب تک وہ اس وکالت مذکورہ پر ہو اور دونون کے افتراق سے پہلے اس وکیل نے یہ وکالت مذکورہ
بالمواجہہ قبول کی اور اس وکیل نے تمام یہ دار مذکورہ موکل سے لیکر اس موکل کے اسکو یہ سب سپرد کرنیسے
اپنے قبضہ مین بحکم اس وکالت کے کرلیا پس اس وکیل کو جو درک اس سب مین پیش آویگا اس موکل پر اسکے واسطے
وہ واجب ہوگا جو حکم شرعی ہو اور دونون نے اپنے اوپر گواہ کرلیے واللہ تعالی اعلم نوع دیگر کسی دار معین کے
کرایہ لینے کے واسطے وکیل کرنے کی تحریر اسکو تمام دار واقع موضع فلان محدود وہ بحدود چنین و چنان کو مع اسکے سب
حدود و حقوق الی آخرہ اسکے واسطے فلان سے اور جس سے اسکا اجارہ دینا جائز ہو جب تک یہ وکیل اس
وکالت پر ہو اجارہ لے پس اسکو اس موکل کے رہنے کے لیے جتنی مدت کے واسطے جس اجرت کے عوض جس طرح
چاہے اجارہ پر لے اور جو اس معاملہ مین کرے وہ جائز تصور ہوگا اور اس معاملہ مین اپنی راے پر عمل کرے
اور جسکو پسند کرے اس معاملہ کیواسطے وکیل کرے اور چاہے وکالت سے معزول کرے جب چاہے اور جس طرح
چاہے اور جتنی مرتبہ چاہے مرۃ بعد اخری ایسا کرے اور اپنے وکیلون کو اپنے قائم مقام کرے اور انکے واسطے وہی
اختیارات دیدے جو اسکے واسطے جائز ہین اور جب اسکو اجارہ پر لے تو اس موکل کیواسطے اسپر قبضہ کرلے خواہ

اسکو اجرت معجل لیا ہو یا موجل جس طرح اپنی راے سے کہ موافق لیا ہو پس چاہے اس اجرت کو اپنے ذاتی مال سے ادا کرے تاکہ اس موکل کے مال سے واپس لے اور چاہے اس موکل کے مال سے ادا کردے اس سب مین اپنی راے پر عمل کرے پھر وکیل مذکور کا قبول کرنا اور ضمان درک اور گواہ کرلینا تحریر کرے اور وکالت نامہ کو ختم کرے نوع دیگر دار غیر معین اجارہ لینے کی تحریر کی صورت اسطرح ہو کہ یہ تحریر بدین مضمون ہو کہ فلان نے فلان کو وکیل کیا اسکو تمام اس چیز کیواسطے جو بیان و مذکور ہوئی ہو بوکالت صحیحہ وکیل کیا تاکہ فلان مقام پر جو دار موکل کی سکونت کے لائق دیکھے اسکے واسطے جتنے دنون و برسون و مہینون کے واسطے جس اجرت پر اتمان ... جتنی کو اسکو راے مین آوے جس طرح راے مین آوے اجارہ پر لے اور آیندہ مثل اول کے تحریر کرے نوع دیگر اراضی کو مزارعت پر دینے کے واسطے وکیل کرنیکی صورت تحریر یہ ہو کہ فلان نے فلان کو اپنی تمام اراضی واقع موضع فلان محدود بحدود چنین وچنان جو کہ اراضی قابل زراعت ہی فی الحال صالح زراعت ہو مزارعت پر دینے کیواسطے بوکالت صحیحہ وکیل کیا تاکہ اسکو مع اسکے حدود وحقوق کے جتنی مدت کیواسطے چاہے جس شخص کو چاہے مزارعت پر دیدے بدین کہ جس کو مزارعت پر دے وہ اپنے بیجون سے خریف و ربیع کا جو غلہ چاہے بودے اور وکیل مذکور کو اختیار ہے کہ جس حصہ پیدا وار پر چاہے قلیل سے مزارعت پر دے جو وہ اسمین کریگا وہ جائز منصور ہوگا اور اس سب کیواسطے جسکو چاہے وکیل کرے اور جب چاہے اور جس طرح چاہے مرۃ بعد اخری ایسا کرے اسمین اپنی راے پر عمل کرے اور جسکو چاہے اس معاملہ مین اپنے قائم مقام کرے اور جسکو یہ زمین مزارعت پر دے اسکے سپرد کرے اور اسکی پیداوار مین جو حصہ وحق موکل کیواسطے واجب ہو اسکو وصول کرلے اور فلان نے اسکو وصول کیا اور موکل کا سپرد کرنا اور ضمان درک وگواہی کرادینا سب تحریر کرے اور اگر بیج موکل کیطرف سے ہون تو یون لکھدے تاکہ اسکو اس موکل کے بیجون سے زراعت کرے واللہ تعالی اعلم۔ نوع دیگر زمین کو مزارعت پر لینے کے واسطے وکیل کرنے کی یہ صورت تحریر ہو کہ فلان نے فلان کو اپنے واسطے زمین مزارعت پر لینے کیواسطے بوکالت صحیحہ جائزہ وکیل کیا کہ اسکے واسطے تمام اراضی واقع موضع فلان محدودہ بحدود چنین وچنان اس کے مالک فلان سے اور جسکو اسکی مزارعت پر دینے کا اختیار ہو جتنی مدت کیواسطے چاہے مزارعت پر لے لے تاکہ یہ موکل اسمین اپنے بیجون سے جو غلہ خریف و ربیع کا چاہے زراعت کرے اور جتنے حصہ پر یہ وکیل چاہے لے لے اور اسمین اپنی راے پر عمل کرے اور آگے بطریق سابق تمام کرے اور اگر دینے والے کیطرف سے بیج ہون تو اسکو بیان کردے نوع دیگر باغ انگور معاملہ پر لینے کے واسطے وکیل کرنے کی صورت تحریر یہ ہی کہ فلان نے فلان کو تمام باغ انگور واقع موضع فلان محدودہ بحدود چنین وچنان مع حدود وحقوق معاملہ پر لینے کے واسطے بوکالت صحیحہ جائزہ وکیل کیا کہ اس باغ انگور کو اسکے واسطے اسکے مالک سے یا جسکو اسکا معاملہ پر دینا جائز ہو اس سے جتنی مدت کے لیے جتنے حصہ قلیل وکثیر پر چاہے معاملہ پر لے لے بدین شرط کہ یہ موکل اسکے سینچنے وحفاظت کرنے واس کے تمام مصالح پر قیام کرے اور اس سب کیواسطے جسکو چاہے

جس طرح چاہے اور مرۃ بعد آخری جتنی مرتبہ چاہے وکیل کرکے پنے قائم مقام کردے اور اس سب مین اپنی راے پر عمل کرے اور جو کچھ اس معاملہ مین کردیگا وہ جائز متصور ہوگا اور اس وکالت کے حکم سے جو چیز موکل کیواسطے معاملہ سے پہلے اور اسپر قبضہ کرلے اور وکیل کا قبول کرنا و گواہی کرادینا سب تحریر کرے اور جائز ہی کہ اسمین یون تحریر کرے کہ فلان مقام پر جو باغ انگور اور جو درخت جس حصہ ثنائی پہ چاہے موکل کیواسطے معاملہ پرلے نوع دیگر اثبات نسب و طلب میراث کیواسطے وکیل کرنے کی صورت تحریر یہ ہی کہ فلان نے فلان کو اسواسطے وکیل کیا کہ اسکا ہر حق جو اسکے واسطے بسبب میراث اسکے والد فلان سے ثابت ہی طلب کرے اور اسکا نسب ثابت کرے واسکے والد کی وفات وعدد وارثان ثابت کرے اور اسکے ہر حق کے اس مقدمہ ثابت کرنے کے واسطے اور تا کہ اس سبب مین اسکے واسطے خصومت و منازعہ محکمہ مین دائر کرکے فیصلہ کرادے بدین شرط وکیل کیا کہ اس وکیل کا کوئی اقرار اس موکل پر نہین جائز ہی اور اسسے صلح کرلینا بھی نہین جائز ہی اور جو گواہ موکل پر اسکے ابطال حق کی گواہی دے اسکی تعدیل بھی بحق موکل نہین جائز ہی اور فلان نے اس وکالت کو قبول کیا الی آخرہ - نوع دیگر اگر وکیل حفاظت کو موکل نے بری کیا تو اسکے تحریر کی یہ صورت ہی کہ فلان نے بطوع خود اقرار کیا کہ مین نے فلان کو اپنی تمام آراضی و عقار و اموال و عمارات کی پرداخت اور اس سب کی اصلاح و اتفاق کے واسطے واسکے نوائب ادا کرنے اور اسکے غلات و حاصلات وصول کرنے کے واسطے اور سوا اسکے اور امور متعلقہ کیواسطے بوکالت صحیح وکیل کیا تھا پس اس وکیل نے اتنے برس اسکو عدل و انصاف سے انجام دیا پھر چاہا کہ مین اسکو اس وکالت سے خارج کرون اور جو کچھ اسکے قبضہ مین ہی اسپر قبضہ کرلون پس مین نے اس سے جو کچھ اسکے قبضہ مین تھا سب کا حساب کتاب فلان تاریخ تک مجاسبہ صحیح سمجھ لیا اور اس وکیل نے مجکو جو کچھ اسکے قبضہ مین اس معاملہ مذکور کا باقی تھا سب ادا کردیا اور اسکے دینے سے میرے قبضہ کرنے سے وہ بری ہوگیا اور اب مجھ موکل کا اس وکیل پر کوئی حق و دعوی و خصومت کسی وجہ سے نہین رہا اور اس وکیل نے اسکے اس سب کی بالمواجہہ تصدیق کی اور دونون نے اپنے اوپر گواہ کردیے اور تحریر کو ختم کرے واللہ تعالی اعلم نوع دیگر اور اقرار وکیل بقبضہ دین سے تحریر وہ ہی جسپر گواہ ہوئے تا این قول کہ فلان نے فلان سے تمام وہ چیز جو فلان کی یعنے موکل کی اسپر تھی وصول کرلی بحکم آنکہ اس فلان یعنی موکل نے اس فلان وکیل کو اسکے وصول کرنے کا وکیل کیا ہی اور اسپر قبضہ کرنے پر مسلط کیا ہی بحکم صحیح و تسلیط جائز بدین طور وصول کیا کہ اس موکل کے واسطے تمام و کمال اس مطلوب نے اس وکیل کو تمام و کمال دینے سے وصول کرلیا اور اس مطلوب کو وہ دستاویز جو موکل مذکور کے واسطے بابت مال مذکور کے اس مطلوب نے تحریر کردی تھی مطلوب کو دیدی اور اب اس موکل کیواسطے اس مال کی بابت اس مطلوب کی جانب سے پر اور اسکے پاس اور اسکے ساتھ اور اسکے قبضہ مین اور اسکے سبب سے کسی آدمی کی جانب بعد اس تحریر کے کوئی حق و کوئی دعوی و کوئی مطالبہ کسی وجہ سے اور کسی سبب سے باقی نہین رہا اور اس مطلوب کیواسطے تمام اس درک کو جو موکل مذکور کیطرف یا کسی آدمی کی طرف سے پیش آوے بضمانت صحیح ضامن ہوا کہ اسکو اس درک سے خلاص کریگا یا بقدر اس درک کے جو مال اس سے وصول کیا ہی واپس دیگا پھر تحریر کو بدستور

تمام کرے نوع دیگر ایسے طور پر توکیل کہ بعد وقوع کے باطل نہو سکے۔ ابتدا سے بدستور لکھے پھر توکیل و قبول کے بعد تحریر کرے کہ یہ توکیل بدین شرط ہی کہ جب جب یہ موکل اس وکیل کو اس وکالت سے معزول کرے تو یہ توکیل تام ہو نیکو کا بتوکیل جدید وکیل ہوجائیگا۔ جیسا پہلے تھا یا وکیل کیطرف سے لکھے کہ بدین شرط کہ یہ وکیل ہرگاہ یہ وکالت اس موکل کو رد کردے تو وہ بوکالت جدید تمام امور مذکورہ کیواسطے اسکا وکیل ہوجائیگا اور اگر دونون باتون کو جمع کردیا تو صحیح ہی اور لفظا او رکے ساتھ عطف کرے پس موکل کی طرف سے لکھے کہ بدین شرط کہ ہرگاہ یہ موکل اس وکیل کو ہر وکالت معزول کرے الی آخرہ پھر وکیل کیطرف سے لکھے اور بدین شرط کہ ہرگاہ یہ وکیل اس وکالت کو اس موکل کو واپس کرے الی آخرہ اور اسکے واسطے دوسرا طریقہ یہ ہی کہ وکیل وکالت سے معزول نہو سکے وہ یہ ہی کہ وکالت کو بیک مدت معلوم کے واسطے باجرت معلوم اجارہ کرے پس یون لکھے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہی کہ فلان نے فلان کو ایکسال کامل بارہ مہینہ متواتر از ابتدائے تاریخ فلان ماہ فلان سنہ فلان لغایت تاریخ فلان ماہ فلان سنہ فلان کیواسطے بعوض اتنے درم کے باجارہ صحیحہ اجارہ پر لیا جسمین فساد نہین ہے اسواسطے اجارہ پر لیا کہ یہ موجر اس مستاجر کیواسطے اسکے اصناف اموال ارآضی و عقارات و سائر املاک و اعیان منقول مین سے جنکی بیع جائز ہی جو اسکی راے مین آوے و نیز جن اموال کا مستاجر مذکور اس مدت اجارہ کے اندر مالک ہوجاوے انمین سے جو اسکی راے مین آوے اس مستاجر کیواسطے فروخت کرے اور اس موجر نے تمام اجرت مذکورہ اس مستاجر کے اسکو دینے سے لیکر پوری وصول کر لی۔ اور یہ مستاجر اس سب سے بری ہوگیا پس اس موجر کو اسمین جو درک پیش آوے آخر تک بدستور تحریر کرے[1] نوع دیگر اگر حاضر نے غائب کو وکیل کیا تو اس طرح تحریر کرے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہی کہ فلان نے فلان کو اسواسطے وکیل کیا بدستور معلوم لکھتا جاوے یہانتک کہ وکیل کی طرف سے قبولیت لکھنے کا ذکر آوے تو لکھے کہ فلان اس مجلس توکیل سے غائب ہی اور موکل اس فلان نے اس غائب فلان وکیل کو اس سب کے قبول کا اختیار دیا جب کہ اسکو (یعنی وکیل کو) یہ خبر پہونچے اور اسکو اس سب پر مسلط کردیا اور اپنے اوپر اس سب کے گواہ کردیے اور یہ فلان تاریخ واقع ہوا۔ پھر جب وکیل مذکور کو خبر پہونچی اور اسنے قبول کرلیا تو تحریر کرے کہ گواہ ہوے کہ فلان یعنی وکیل نے بطوع خود اقرار کیا کہ اس کو فلان تاریخ یہ خبر پہونچی کہ اسکو فلان نے تمام اس بات کا جو وکالت نامہ ہذا مین مذکور ہی وکیل کیا ہی اور اس وکالت نامہ کی نقل یہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم پس وکالت نامہ کو اول سے آخر تک نقل کردے اور اس کو ہرگاہ فلان کے وکیل کرنے کی خبر پہونچی اور اسنے یہ سب وکالت بقبول جائز قبول کی تو اس سے وہ فلان کا تمام ان امور مذکورہ کیواسطے وکیل ہوگیا اور تحریر کو ختم کرے۔ نوع دیگر در عزل وکیل۔ گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا گواہ ہوے کہ فلان یعنی موکل نے بطوع خود اقرار کیا کہ اسنے فلان کو تمام ان امور کا جنکو وکالت نامہ ہذا متضمن ہی وکیل کیا تھا اور وکالت نامہ مذکور کی نقل یہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم پس وکالت نامہ کو اول سے آخر تک نقل کردے پھر لکھے کہ اسنے اسکے بعد اسکو فلان روز بتاریخ فلان اسکے اس سب سے معزول کرنے کا خطاب کیا اور اسکو اس سب سے معزول کردیا اور خارج کردیا اور اسکا

[1] اقول اس مین ان اموال پر قبضہ کرنا مذکور نہین ہی اور ضرور چاہیے ہے ۱۲ منہ

ہاتھ اس سب سے کوتاہ کیا بحضوری فلان وفلان فلان کے اور یہ وہ لوگ ہین جنکو اسکے وکیل کرنے پر گواہ کردیا تھا اور انکے کانون سنے اسکا وکالت نامہ سنا تھا اور یہ لوگ اس وکیل اور اس موکل کو اچھی طرح بمعرفت صحیحہ پہچانتے ہین اور ان دونون کے نام ونسب سے واقف ہین اور انھون نے وکالت نامہ مذکور کی تاریخ مین اپنے خطون سے اپنی گواہی اسپر ثبت کی تھی تمام اس معاملہ کی جو وکالت نامہ مذکور مین تحریر ہے - اور اگر معزول کرنا بالمشافہہ نہو بلکہ اسکے پاس خبر دہندہ وآگاہ کنندہ بھیجا - تو بعد اس تحریر کے کہ اسکو اس سے معزول کیا اور اسکا ہاتھ اس سے کوتاہ کیا یون تحریر کرے کہ فلان وفلان کے ذمہ اسنے یہ کام قرار دیا کہ اس وکیل مذکور کو اسکی خبر دین اور اسکو اس سب سے آگاہ کردین اور اپنے اوپر اسکے گواہ کردیے پھر جب اسکو اسکی خبر پہونچے اور وہ معزول ہوجاوے تو لکھے کہ گواہ ہوے کہ فلان یعنی موکل نے فلان وفلان کے سپرد یہ کام کیا کہ دونون فلان یعنی وکیل کو یہ خبر پہونچا دین کہ اسکے موکل فلان نے اسکو تمام اس چیز سے جسکا اسکو وکالت نامہ مین وکیل کیا تھا جسکا یہ نسخہ ہے معزول کیا ہے اور وکالت نامہ کی نقل یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم پس وکالت نامہ کو اول سے آخر تک نقل کردے پھر لکھے کہ فلان وفلان سے یہ خبر و اعلام بحضوری گواہون کے واقع ہوا اور وہ فلان و فلان وفلان ہین اور انھون نے انکو اپنی آنکھون سے دیکھا اور کانون سے انکا کلام سنا بعد ازانکہ اس موکل نے انکو فلان تاریخ اس بات پر گواہ کردیا تھا درحالیکہ وہ بدن وعقل سے صحیح وتندرست تھا کہ مین نے ان دونون کو یہ کام سپرد کیا اور ان دونون کو اپنے قائم مقام کیا اور یہ اس فلان معزول کو بمعرفت صحیحہ پہچانتے ہین اور اسکے نام ونسب سے واقف ہین اور اس فلان معزول نے اسکا معزول کرنا جس طرح اسنے اسکو اپنی وکالت مذکورہ سے معزول کیا ہے قبول کیا اور انھون نے اپنی گواہیان اپنے خط سے آخر تحریر ہذا مین ثبت کردی ہین اور یہ فلان تاریخ واقع ہوا - اور اگر کسی ثابت الوکالت کو معزول کیا جس سے یہ کہا ہے کہ ہرگاہ مین تجھکو اپنی اس وکالت سے معزول کرون تو تو بوکالت جدید مثل سابق میرا وکیل ہے پس آیا اسکا معزول کرنا ممکن ہے یا نہین تو شیخ الاسلام حسن بن عطاء بن حمزہ نے اختیار کیا کہ اس لفظ سے ممکن ہے کہ یون لکھے کہ مین نے تجھ سے کہا تھا کہ تو میرا اس سب کے واسطے وکیل ہے بدین شرط کہ ہرگاہ مین تجھے معزول کرون تو تو میرا اسواسطے بوکالت جدید وکیل ہوجاوے اور مین نے تجھکو اب اپنی تمام وکالتون مطلقہ ومعلقہ سے معزول کیا - اور اسپر سب کا اتفاق ہے کہ اگر یون کہا کہ ہرگاہ تو وکیل ہوجاوے تو مین نے تجھکو اس سے معزول کیا تو صحیح نہین ہے اسواسطے کہ عزل کو شرط کے ساتھ معلق کرنا باطل ہے اور اطلاق صحیح ہے واللہ تعالی اعلم - اور بعضے مشائخ اہل بصرہ کے نزدیک اس لفظ سے سب وکالتون سے معزول نہوگا بلکہ یون لکھے کہ مین نے تجھکو وکالت ثابتہ سے معزول کیا اور اپنی وکالات معلقہ سے رجوع کرلیا پس اس سے سب وکالتین باطل ہوجاوینگی مگر چاہیے ہے کہ وکالت معلقہ سے رجوع مقدم کیا جاوے پھر وکالات ثابتہ سے معزول کیا جاوے اور یہ کتاب الوکالت مین گذر چکا ہے - نوع دیگر اگر قرضخواہ کو وکیل کردیا کہ در صورتیکہ اسکا قرضہ ادا نہ کرے تو قرضخواہ اسکا دار فروخت کردے ایسے طور پر وکیل کیا کہ معزول نہین ہوسکتا ہے تو اسکی تحریر اسطرح ہے

ف مترجم کہتا ہے کہ پھر اگر اس لفظ سے یا ایسے الفاظ سے معزول ہوجائے تو وکالت مطلقہ اور اس وکالت مین فرق نہین رہیگا تامل کرنا چاہیے ۱۲

کہ فلان نے اقرار کیا کہ فلان کے اسپر اور اسکے ذمہ اسقدر درم میعادی بوعدۂ مدت چنین ہین اور اگر یہ قرضدار
مذکور اس قرضخواہ کو یہ مال اسکے ادا کی میعاد آنے پر ادا نہ کردے اور تین رات دن کی تاخیر ہوجاوے تو فلان
نے اس قرضخواہ فلان کو اس بات کا وکیل کیا کہ قرضخواہ مذکور اسکے دار کو جو فلان مقام پر واقع ہی اسکے حدود بیان
کردے جتنے ثمن کے عوض چاہے فروخت کردے یا لکھے کہ بعوض اتنے ثمن کے جس خریدار کے ہاتھ چاہے فروخت
کردے اور اسکا ثمن وصول کرلے اور اس سے اپنا قرضہ لے لے اس بات کیواسطے اسکو توکیل صحیح اس شرط سے
وکیل کیا کہ ہرگاہ اسکو اس وکالت سے قبل یہ قرضہ وصول ہونے اور اپنے بری الذمہ ہونے کے معزول کرے
تو وہ اس وکالت فروخت دار مذکور و وصول ثمن کیواسطے بوکالت جدید مثل سابق کے وکیل ہوجائیگا واللہ تعالی اعلم
کذا فی المحیط اور اگر طلب شفعہ کیواسطے وکیل کیا تو لکھے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہی کہ فلان نے فلان کو بوکالت صحیح
اسواسطے وکیل کیا کہ اسکا حق شفعہ فلان دار محدودہ بحدود چنین وچنان مین طلب کرے اور اسکو شفعہ مین لے لے
اور اس مقدمہ مین اسکی حجتین وگواہیان قائم وثابت کرے اور اس سب مین اسکو اپنے قائم مقام کیا اور اسکی خصومت
ومنازعت دائر کرے اور ثمن اسکو دیدے اور دار مذکور بحق شفعہ اسکے واسطے اپنے قبضہ مین کرلے اور اسکو یہ اختیار
نہین دیا کہ اسکا حق شفعہ جو اس دار مین ہی دیدے اور یہ اختیار نہین دیا کہ اسمین اسپر کچھ اقرار کرے اور یہ اختیار
نہین دیا کہ جو گواہ اس موکل پر ایسی گواہی دے جس سے اسکا کچھ حق باطل ہوتا ہی تو وہ اسکی تعدیل کرے اور فلان نے
اسکو قبول کیا۔ اور اگر مضاربت کیواسطے تحریر لکھنی چاہی تو لکھے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہی کہ فلان نے فلان کو اتنے
درم یا دینار دیے اور اس نقد کا وصف ومقدار اچھی طرح بیان کردے یہ درم ودینار بطریق مضاربت صحیحہ اسکو
دیے تاکہ یہ مضاربت ان درمون یا دینارون سے کار تجارت کرے اور جو چیزین تجارت کی اسکی راے مین آوین
انسے خریدے پھر جو خریدا ہی اسکو نقد ویا ادھار جس طرح چاہے فروخت کرے اور مال مضاربت سے انواع
تجارات مین سے جس قسم کی تجارت چاہے کرے اور چاہے مال مضاربت خریدنے کے واسطے وکیل کرے
اور جسکے ہاتھ یہ مضارب پسند کرے۔ اسکے ہاتھ فروخت کرے اور انواع تجارات مین سے جس قسم کی تجارت
چاہے یہ پسند مضارب اختیار کرے اور اگر مضارب چاہے تو اس مال کے ساتھ دار الاسلام یا دار الحرب کی طرف
سفر کرے اور جب سفر کرے تو اسمین سے بقدر ضرورت اپنے اوپر خرچ کرے اور اس سب مین اپنی راے سے
عمل کرے بدین شرط کہ اللہ تعالی اسمین جو کچھ نفع اور بڑھتی دے وہ دونون مین نصفا نصف ہوگی اور جو کچھ اسمین
خسارہ و ٹوٹا ہوگا وہ رب المال پر ہوگا بشرطیکہ اسمین نفع شامل نہو اور اگر نفع شامل ہو تو خسارہ بجانب نفع راجع
ہوگا اور اس مضارب نے قبول کرکے یہ تمام مال مضاربت بقبضہ صحیحہ وصول کرلیا اور بعد صحت وتمام ہونے اس عقد کے
دونون اس مجلس سے بتفرق ابدان واقوال جدا ہوے اور بطوع دونون نے اسکا اقرار کیا یہ ظہیریہ مین ہے

فصل پانزدہم کفالات کے بیان مین لکھے کہ یہ تحریر وہ ہی جسپر گواہ ہوے تا این قول کہ فلان نے فلان کے
نفس کی کفالت اسکے حکم سے اسکے خصم فلان کیواسطے اس طرح کی کہ ہرگاہ اسکو مانگے گا اور اسکے نفس کے سپرد کرنیکا

مطالبہ کریگا کسی وقت مین رات مین یا دن مین درحالیکہ اسکا مطالبہ بھی خود ممکن ہوگا بدون کسی حائل کے جو دونونکے درمیان حائل ہو اور بدون کسی مانع کے جو اس سے منع کرے تو اسکے سپرد کردیگا اور فلان نے اس کفالت کو بالمشافہہ وبالمواجہہ قبول کیا اور اگر چاہے کاتب یون تحریر کرے کہ فلان نے اقرار کیا کہ اسنے نفس فلان کی اس کے حکم سے واسطے اسکے خصم فلان کی کفالت کی ہے تاکہ اسکو سپرد کرے جبکہ اسکا خصم اس کے نفس سپرد کرنے کا مطالبہ کرے الی آخرہ۔ اور اگر زیادہ مضبوطی چاہے تو یون لکھے کہ بدین شرط کہ ہرگاہ یہ کفیل اس مکفول بہ سے اس مکفول لہ کو دیکر بری ہوجاوے تو جبتک اس مکفول عنہ پر اسکا کچھ قرضہ باقی رہیگا تب تک یہ بحالہ بکفالت جدید کفیل رہیگا اور قرضہ اسقدر ہے جو کہ بتاریخ فلان دستاویز مین تحریر ہوا ہے پس جب اسکو یہ مکفول لہ مانگے اور اسکے نفس کا مطالبہ کرے کسی وقت مین الی آخرہ۔ یہ محیط مین ہے۔ اور اگر نفس و مال دونون کا کفیل ہو تو لکھے کہ فلان نے بحالت جواز اقرار اپنے کے بطوع خود اقرار کیا کہ مین نے نفس فلان کیواسطے اسکے خصم فلان بن فلان کی کفالت کی ہے کہ جب وہ اسکے نفس کا مجھ سے مطالبہ کریگا تو مین اسکو اسکے سپرد کرونگا اور اگر بروز طلب سپرد نہ کرون تو اس مکفول لہ کیواسطے تمام اس مال کا جو اس کا اس مکفول عنہ پر ہے اس مکفول عنہ سے مین ضامن ہونگا اور یہ مال اسقدر درم یا دینار ہین یہ بکفالت صحیحہ کفالت کرلی اور اس سے یہ مکفول لہ راضی ہوا اور اس کفالت کی بنفس خود اس مجلس کفالت مین باجازت صحیحہ اجازت دیدی اور خطا یا اسکے اقرار کی تصدیق کی اور اگر کفالت مین کوئی مدت مقرر ہو تو لکھے کہ واسطے اسکے خصم فلان بن فلان کے کفالت کی تاکہ نفس مکفول عنہ کو اس تاریخ سے ایک مہینہ گذرنے کے بعد جب وہ اسکے نفس کا مطالبہ مجھ سے کریگا اسکے سپرد کرونگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ نوع دیگر تعلیق کفالت بمال بشرط عدم سپردگی نفس مکفول عنہ پس کفالت نفس کی تحریر اسی طور سے لکھے جس طرح مذکور ہوئی ہے پھر قبول لکھنے سے پہلے لکھے کہ بدین شرط کفالت نفس کرلی کہ اگر مکفول عنہ کو فلان روز یا جس وقت مکفول لہ مطالبہ کرے سپرد نہ کرون تو تمام اس مال کا جسکا اس مکفول عنہ پر مطالبہ کرتا ہے کفیل ہونگا اور وہ اسقدر درم ہین اور تمام اس چیز کا جو اسپر از قسم قرضہ ثابت ہوئی ہے اسمین کوئی علت و حجت نہوگی بدین شرط کہ اسکے بعد اس طالب کو اختیار ہوگا کہ چاہے ہر واحد کو فلان کفیل و فلان مکفول عنہ کو تمام اس مال کیواسطے ماخوذ کرے اور چاہے دونون کو اسکے واسطے ماخوذ کرے اور چاہے[1] دونون مین سے ایک کو اس سب کیواسطے ماخوذ کرے جب چاہے اور جسطرح چاہے اور ہرگاہ چاہے ان دونون کیواسطے اس قرضہ سے بریت نہین ہے اور نہ دونون مین سے کسی ایک کیواسطے اس سے بریت ہے یہانتک کہ اس قرضخواہ کو اسکا پورا قرضہ پہونچ جاوے یا کسی سبب سے اس قرضہ سے بریت واقع ہوجاوے اور یہ سب کفالت بحکم فلان یعنی اس مطلوب کے حکم سے واقع ہوئی اور اس سب پر ان لوگون نے گواہ کردیے الی آخرہ۔ اور اگر ایک شہر مین نفس مکفول عنہ سپرد کرنے کی شرط کرلی پھر اس کو دوسرے شہر مین سپرد کیا تو امام اعظم کے نزدیک بری ہوجاویگا بشرطیکہ ایسے

[1] اقوال یہ سب قیود بغرض احتراز مذاہب مختلفہ ہین ورنہ بنظر مذہب حنفیہ انکی کچھ حاجت نہین ہے ۱۲

مقام پر ہو جہان اس سے اپنا انصاف کرا سکتا ہے اور صاحبین کے نزدیک جبتک مقام مشروط مین سپرد نہ کرے تب تک بری نہوگا۔ اسی طرح اگر سپرد کرنے کیواسطے مجلس قاضی کی شرط کی ہو تو اسمین بھی ایسا ہی اختلاف حکم ہے اور اگر مکفول عنہ نے اپنے تئین کفیل کے سپرد کرنے سے انکار کیا تاکہ وہ مکفول لہ کے سپرد کرے پس اگر اسنے اقرار کیا کہ کفیل نے اسکے حکم سے کفالت کی ہے تو اسپر جبر کیا جائیگا کہ اپنے تئین کفیل کے سپرد کرے تاکہ مکفول لہ کے سپرد کرے اسی طرح اگر وہ دوسرے شہر مین ہو تو اسپر جبر کیا جائیگا کہ مکفول لہ کے شہر مین جاوے اور اگر اس نے اپنی اجازت سے کفالت کرنے سے انکار کیا اور قسم کھا گیا اور گواہ موجود نہین ہین تو اسپر جبر نہ کیا جائیگا۔ وجہ دیگر برائے بیان کفالت بمال بر کفالت بنفس کفالت صحیحہ جائزہ اور یہ حق کفیل مین اوجب ہے کہ یون لکھے کہ بدین شرط کہ فلان کو فلان سپرد کرد ہر گاہ کہ فلان اور اگر روز فلان ہر گاہ وہ مطالبہ کرے اور مین سپرد نہ کرون الی آخرہ اسواسطے کہ شاید مکفول لہ اسدن ختم ڈالی جاوے تاکہ مال بر ذمہ کفیل واجب ہو جاوے اسواسطے ہمنے کفیل کے حق مین رعایت رکھی اور شرط مین درج کردیا کہ درصورتیکہ مکفول لہ طلب کرے اور وہ سپرد نہ کرے تو ایسا ہوگا۔ اور اگر ایک جماعت نے ایک شخص کے نفس کی کفالت کی تو اسکو بیان کردے اور یہ بھی تحریر کردے کہ بدین شرط کہ مکفول لہ کو اختیار ہے کہ ان سبکے یا ہر ایک کے نفس مکفول عنہ کا مطالبہ کرے اور بدین شرط کہ ہر ایک انمین سے اس طالب کیواسطے اپنے ساتھیون کے حکم سے انکے نفوس کا بھی کفیل ہے یہانتک کہ فلان کو اس طالب کے سپرد کرین اور تحریر کو ختم کرے نوع دیگر در کفالت بمال۔ یہ تحریر بدین مضمون ہے جسپر گواہ ہوے کہ تا این قول کہ مین نے فلان کیواسطے فلان کی طرف سے اسکی اجازت سے تمام اس مال کی جو فلان پر ہے اور وہ اسقدر ہے ضمانت صحیحہ کرلی پس فلان کیواسطے یہ مال فلان پر بسبب ضمانت مذکورہ کے واجب ہوا پس فلان کو اختیار ہوا کہ فلان کفیل کو اُسکے واسطے ماخوذ کرے اور اسمین سے جسقدر کیواسطے چاہے ماخوذ کرے اور جب چاہے اور جس کیفیت سے چاہے اور ہر گاہ چاہے ماخوذ کرے اور اگر دو کفیل ہون تو لکھے کہ پس اس فلان کو اختیار ہوا کہ دونون کو اسکے واسطے اور اسمین سے جتنے کے واسطے چاہے ماخوذ کرے چاہے ان دونون کو ماخوذ کرے اور چاہے ایک کو اور چاہے ہر ایک کو جس طرح چاہے اور جب چاہے ایک بعد دوسرے کے دونون کو ماخوذ کرے اور فلان طالب کے دونون مین سے ایک کے ماخوذ کرنے سے دوسرے کو کچھ بریت نہوگی یہانتک کہ وہ اپنا پورا قرضہ وصول پاوے اور فلان وفلان مین سے ہر ایک بحکم دوسرے کے دوسرے کی طرف سے وکیل خصومت ہے کہ بمقابلہ فلان طالب کے جس حق کا وہ اسکے موکل پر مطالبہ کرے خصم ہوگا اور دونون مین سے ہر ایک نے دوسرے کی وکالت کو بالمواجہہ قبول کیا اور فلان یعنی طالب نے دونون کی طرف سے اس کفالت کو بالمشافہہ قبول کیا۔ اگر دونون مین سے ایک کی دوسرے کی ملک کی کفالت کرنا شرط کی ہو تو لکھے کہ ان دونون کفیلون مین سے ہر ایک اس مکفول لہ کیواسطے دوسرے کے حکم سے دوسرے کے حصہ کا اس مال مین سے ضامن ہے پس اسکو اختیار ہے کہ دونون سے مطالبہ کرے یا دونون مین سے ہر ایک سے تمام اس مال کا مطالبہ کرے اگر چاہے اور اگر بغیر حکم دوسرے کے ہو تو لکھدے کہ بدون اسکے حکم کے ہے۔ نوع دیگر اگر پسر نے بعد موت پدر کے ضمانت کی تو لکھے کہ یہ تحریر

بدین مضمون ہی گواہ لوگ جنکا نام آخر تحریر مین مذکور ہی گواہ ہوسے تا این قول کہ زید کے اسکے والد فلان پر اسقدر درم قرضہ لازم وحق واجب ہین اور اسکے والد فلان نے وفات پائی اور اسکی میراث اس پسر کے ہاتھ آئی اور وہ اسقدر درم ہین یا اتنی زمین ہی جسکی قیمت سے یہ قرضہ ادا ہو سکتا ہی اور کچھ بچتا ہی اور اس پسر نے اپنے والد کی طرف سے اس زید کیواسطے اس تمام مال کی ضمانت صحیح جائزہ کرلی اور زید نے اس کی ضمانت کو بالمشافہہ قبول کیا پس یہ تمام مال زید کیواسطے اس پسر پر بحکم اس ضمان مذکور کے ہو گیا اس پسر کو یہ مال اس زید کو دینے سے ہرگاہ مطالبہ کرے بسبب ایسے حق کے جو دعوی کرتا ہی گواہی وقسم کچھ انکار نہین ہی اور اسکو کوئی حجت کسی وجہ سے اسکے ابطال مین نہین ہی جسکی اسنے زید کیواسطے ضمانت کرلی ہی اور دونون نے اپنے اوپر اسکے گواہ کرلیے آخر تک۔ اور یہ جو ہمنے لکھدیا کہ اسکے قبضہ مین پدر متوفی کا ترکہ آگیا ہی اسواسطے کہ امام اعظم فرماتے ہین کہ اگر اسنے کوئی ایسا مال نہ چھوڑا اور پسر نے کفالت کرلی تو نہین جائز ہی پس اگر اسنے میراث نہ چھوڑی ہو اور اس کفالت کی ضرورت واقع ہوئی تو لکھے کہ وہ مرگیا اور اسنے کچھ مال نہ چھوڑا اور اس پسر نے چاہا کہ اسکی کھال[1] کو آگ سے چھڑا دے اور اسکا ذمہ فارغ کرا دے پس اسکی طرف سے اسکے حق کی رعایت سے اس مال کی ضمانت کرتا ہی اور ایسے حاکم نے جسکا حکم مسلمانون کے درمیان جائز ہی اس کفالت کی صحت ولزوم کا حکم دیدیا۔ اور تحریر کو ختم کرے اور اگر کفیل نے مکفول عنہ کی طرف سے مال ادا کیا اور مکفول عنہ سے اسکا اقرار بغرض وثاقت تحریر کرانا چاہا تو لکھے گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا گواہ ہوے کہ فلان نے بطوع خود اقرار کیا کہ زید کے اسپر اسقدر درم قرضہ لازم وحق واجب بسبب صحیح تھے۔ اور فلان نے اسکی طرف سے اس قرضہ کی کفالت اسکے حکم سے اس زید کیواسطے بطور صحیح کی تھی اور اس کفیل نے اسکی طرف سے یہ مال تمام وکمال ادا کردیا اور اس کفیل کے واسطے اسپر یہ مال فی الحال واجب الادا ہی اس مقر کو اس سے کچھ انکار نہین ہی اور نہ کسی وجہ سے کوئی دعوی ہی جو موجب اسکے ابطال کا ہووے اور اسکی کسی طرح برأت نہین ہی۔ الا بدین طریق کہ یہ سب مال اسکو ادا کردے اور یہ مقر آج کے روز اسکے ادا کرنے پر قادر ہے اور اس کفیل مقر لہ نے اسکے اس اقرار کی بالمواجہہ تصدیق کی پھر تحریر کو ختم کرے[2] کذا فی المحیط

فصل شانزدہم حوالہ کے بیان مین - یہ تحریر بدین مضمون ہی جسپر گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا سب گواہ ہوے ہین کہ زید نے اقرار کیا کہ عمرو کے بکر پر اسقدر درم حق واجب وقرضہ لازم بسبب صحیح تھے اور بکر نے اس تمام مال کا اس عمرو کیواسطے اس زید پر حوالہ کیا اور زید نے تمام اس مال کا حوالہ اس عمرو کیواسطے بالمخاطبہ اسی مجلس حوالہ مین قبول کیا پس تمام مال مذکور اس زید پر بحکم اس حوالہ مذکورہ کے عمرو کیواسطے ہو گیا اس زید کو عمرو کو یہ مال مذکور دینے سے ہرگاہ اس سے مطالبہ کرے ایسے حق کا جسکا اسپر گواہی وقسم دعوی کرتا ہی کچھ انکار نہین ہی اور کسی وجہ سے اور کسی سبب سے کوئی حجت اس مال مذکور کے ابطال کی نہین ہی اور تحریر کو ختم کرے۔ اور اگر محیل کا محتال علیہ پر مال آتا ہو یعنی حوالہ مقیدہ اس مال کے ہو تو لکھے کہ زید کا عمرو پر اسقدر قرضہ اور عمرو کا بکر پر اسقدر قرضہ ہی پس عمرو نے زید کو

---

[1] کھال الخ اشارہ عذاب قبر کی طرف ہی ۱۲ [2] سے یعنی باقی حسب دستور رکھے ۱۲

بکر پر حوالہ کر دیا اور بکر نے اس حوالہ کو قبول کیا باینکہ بکر اس زید کو یہ قرضہ اس مال سے دیدیگا جو عمرو کا بکر پر آتا ہے اور اگر بکر نے عمرو کی طرف سے بشرط بریت اصیل کفالت قبول کی ہو تو یہ ہمارے نزدیک حوالہ ہے پس اسکو بدستور معلوم لکھکر آخر مین حکم حاکم بعد خصومت صحیحہ لاحق کرے اور اگر قرضہ کے واسطے دستاویز تاریخی ہو تو لکھے کہ قرضہ واجب بسبب صحیح جسکے واسطے دستاویز اقراری مورخہ تاریخ فلان تحریر ہے - اور اگر قرضہ کسی بیع کا ثمن یا کسی مال کی ضمانت یا دوسرے سبب سے ہو اور یہ ثابت ہو گیا ہو تو صحیح ہے اور زیادہ واضح ہوگا - اور اگر حوالہ بمیعاد ہو تو اسکو تحریر کرے اور یہ محیل بری ہو گیا اور اسکے ذمہ سے یہ مال ساقط ہو گیا اور یہ مال محتال لہ کیواسطے بحکم اس حوالہ کے اس محتال علیہ پر میعادی اتنے مہینون کی میعاد پر ابتداے تاریخ تحریر ہذا سے انتہاے تاریخ فلان پر واجب الادا ہوا پس بعد میعاد آجانے کے جب چاہے جسطرح چاہے مطالبہ کرے اس کے واسطے کوئی بریت نہو گی اور اس مال کی ادائی کے وقت اسکو تمام مال کے ادا کرنے سے کوئی انکار نہو گا اور اگر یہ شرط کر لی کہ اگر محتال علیہ عاجز ہوا تو محیل سے رجوع کریگا تو لکھے کہ اگر یہ مال اس محتال لہ کو نہ پہونچا اور وہ اس محتال علیہ سے وصول کرنے سے عاجز ہو گیا بسبب اسکی موت کے یا غائب ہو جانے کے یا اعدام و افلاس کے یا سرکشی کے یا اس حوالہ سے انکار کر جانے کے تو اس محیل سے رجوع کریگا اور اس سے مطالبہ کریگا اور یہ سب اس محیل نے قبول کیا اور ان لوگون مین سے بعض نے بعض کی اس سب مین بالمواجہہ تصدیق کی اور اسمین زیادہ توثیق کیواسطے تحریر کر دی اور اس محیل نے اسکو اسکے وصول کرنے کا اختیار دیدیا اور یہ اختیار دیدیا کہ حکام مین جسکے پاس چاہے نالش دائر کرے اور اس معاملہ مین اسکو توکیل کا اختیار دیا کہ جسکو چاہے وکیل کرے اور معزول کرے مرۃ بعد اُخریٰ یہ توکیل صحیح کذا فی المحیط - نوع دیگر زید نے بطوع خود اقرار کیا کہ اسنے عمرو پر اسقدر درم حق واجب و قرضہ لازم ہے اور اسنے اپنے قرضخواہ بکر کو اس مطلوب پر اس مال کا حوالہ کر دیا تھا اور اسنے اس حوالہ کو قبول کیا تھا پھر اس عمرو نے اپنے قرضدار خالد پر اس مال کا بکر کو حوالہ کر دیا اور اس خالد نے اس حوالہ کو قبول کر لیا پھر یہ خالد غائب ہو گیا اور فلان شہر کو چلا گیا پس بکر کو اس سے اپنا حق وصول نہو سکا اور عاجز ہو کر اسنے محیل سے رجوع کیا اور محیل بھی غائب ہو گیا پس عاجز ہو کر اسنے اسکے محیل سے رجوع کیا اور اس نے حوالہ مین یہ شرط کر لی تھی پس بکر نے یہ تمام مال زید سے وصول پایا پھر جبکہ عمرو شہر فلان سے حاضر ہوا تو بسبب دونون حوالون کے باطل ہونے کے زید نے اس سے اس مال کا مطالبہ کیا اور عمرو سے یہ مال تمام و کمال بھر پایا اور زید نے بطوع خود اقرار کیا کہ مین نے عمرو کے یہ سب مال اسکو ادا کرنے سے سب بھر پایا ہے اور اسکو تمام دعویٰ و خصومات سے بری کر دیا ہے باقرار صحیح اقرار کیا کہ جو تمام دعویٰ و خصومات کا قاطع ہے اور زید کا عمرو کی جانب یا عمرو پر الیٰ آخرہ - کچھ نہین رہا اور عمرو کے واسطے ضمان درک کا بطور صحیح ضامن ہوا اور اس مقرلہ نے اسکے اقرار کی مشافہۃً تصدیق کی اور دونون نے اپنے اوپر گواہ کر لیے واللہ تعالیٰ اعلم کذا فی الذخیرہ - اور اگر محیل کا محتال علیہ پر مال ہو تو لکھے کہ یہ تحریر جسپر گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا سب شاہد ہوے ہین بدین مضمون ہے کہ زید کا عمرو پر اسقدر قرضہ بسبب صحیح حق واجب و دین لازم ہے پس زید نے اپنے قرضخواہ بکر مذکور کو عمرو پر حوالہ کیا اور

عمرو نے یہ حوالہ قبول کیا بدین شرط کہ یہ مال اس مال سے جو عمرو پر آتا ہی ادا کرے گا الی آخرہ کذا فی الظہیریہ
فصل ہفتدہم مصالحات کے بیان مین - اگر تمام دعوی خصومات سے صلح کی تحریر چاہی تو لکھے کہ فلان بن فلان فلانے نے الی آخرہ اقرار کیا کہ مین نے فلان سے اپنے تمام دعوی وخصومات سے جو اسکی جانب ہین اسقدر دینار پر صلح صحیح جو تمام دعوی وخصومات کی قطع کرنے والی ہی صلح کی اور اسنے مجھ سے بقبول صحیح قبول کیا اور مجھکو بدل صلح اسی مجلس صلح مین ادا کردیا اور مین نے اسپر قبضہ صحیح کرلیا اور بعد اس صلح کے میرا اسپر کسی سبب اور کسی وجہ سے کوئی دعوے وکوئی خصومت نہ قلیل مین نہ کثیر مین نہ قدیم مین نہ جدید مین نہ مال صامت مین نہ مال ناطق مین نہ حیوان مین نہ اعیان مین نہ منقول مین نہ محدود مین نہ دراہم مین نہ دینار مین نہ ایسی شے مین جسپر مال وملک کا لفظ بولا جاتا ہی نہین رہی اس سب کا اسنے اقرار صحیح کیا جسکی اس صلح قبول کرنے والے نے تصدیق کی - یہ صورت تحریر تمام صلحنامون مین اصل ہی - اور اگر صغیر کا کوئی دعوی کسی اجنبی پر ہوا اور اس سے صلح واقع ہوئی پس اگر صلح کرنے والا صغیر کا باپ ہو تو لکھے کہ فلان بن فلان نے اقرار کیا کہ مین نے فلان سے ہر خصومت سے جو اسکے فرزند صغیر کے واسطے جسکا نام فلان ہی اور اسکا کوئی لڑکا اس نام کا اسکے سواے نہین ہی اتنے درمون پر صلح کرلی بعد ازینکہ مجھکو اس بات کا یقین ہو گیا کہ یہ صلح اس صغیر کے حق مین اس سے بہتر ہی کہ خصومت طول دیجاوے اسواسطے کہ اس ولد صغیر کیواسطے گواہ عادل نہ تھے جنکو اس صغیر کے حق مین اثبات کے واسطے قائم کیا جاوے اور مدعا علیہ کے پاس قبضہ صحیح موجود تھا اور فلان نے اس صلح کو اس سے بقبول صحیح قبول کیا اور اس صلح کرنے والے نے اس صغیر کے واسطے یہ بدل صلح مجلس صلح مین بقبضہ صحیح وصول کرلیا - اور اگر صلح کرنے والا اجنبی ہوا اور قاضی نے اسکو صلح کرنے کی اجازت دیدی ہو تو لکھے کہ فلان بن فلان جو صغیر فلان کی جانب سے اس مصالحہ کرنیکے واسطے از جانب قاضی فلان بن فلان اس صلح کرنے اور بدل صلح وصول کرنے کا اجازت یافتہ ہی سب طرح اپنے جواز اقرار کی حالت مین بطوع خود اقرار کیا کہ اسنے فلان سے یعنی مدعا علیہ سے ہر خصومت سے جو صغیر فلان کی اسپر تھی باجازت قاضی فلان کے صلح کرلی جبکہ اس صغیر کے واسطے کوئی وصی نہ تھا نہ از جانب پدر نہ از جانب غیر اور یہ صلح بعوض اسقدر درمون کے صلح صحیح کرلی بعد ازانکہ یہ بات بیقین[1] معلوم ہو گئی کہ اس صغیر کیواسطے یہ صلح بہتر ہی اور سب بیان کردے اور آخر تک تحریر کو ختم کرے یہ ظہیریہ مین ہی - اگر صغیر پر یہ دعوی کیا اور مدعی کے پاس گواہ ہین اور اس دعوی سے صلح کرلی تو لکھے کہ فلان بن فلان نے اقرار کیا کہ وہ صغیر مسمی فلان بن فلان پر اسکے والد کے حضور مین یا لکھے کہ اسکے وصی کے حضور مین اسکے روبرو یہ دعوی کرتا تھا کہ یہ سب اسکی ملک وحق بسبب صحیح ہی اور اس باپ یا وصی کے قبضہ مین ناحق ہی اور اس سے مطالبہ کرتا تھا کہ اس سے اپنا ہاتھ کوتا ہ کرکے اس مدعی کو سپرد کردے اور قاضی مذکور اس کے اس دعوی سے منکر تھا اور کہتا تھا کہ اس صغیر کی ملک وحق اسکے باپ یا وصی کے قبضہ مین بحق ہی اور اسپر اس سے اپنا ہاتھ کوتاہ کرکے اس مدعی کے سپرد کرنا واجب نہین ہی حالانکہ اس مدعی کے واسطے گواہان معروف بعدالت

[1] یہ بات شرط ہی کہ صغیر کے حق مین بہتری معلوم ہو ۱۲

وجواز شہادت موجود تھے اور یہ مصالحہ جو اس صلحنامہ مین مذکور ہی اس صغیر کے واسطے خصومت طول دینے سے بہتر تھا
پس دونون نے بجانب صلح میل کیا اور اس قرارداد پر صلح کی کہ باپ اس صغیر کے مال سے اسقدر درم اس مدعی کو
دیدے پس مدعی نے اس سے اس امر پر صلح کر لی اور باپ نے اس صلح کو بالمشافہہ قبول کیا اور مدعی نے یہ بدل صلح
اس باپ کے اسکو مال صغیر سے یہ سب ادا کرنے سے وصول پایا اور اس مدعی کا اس صغیر پر اس چیز مین کچھ دعوی
نرہا نہ اس چیز کے عین مین نہ ثمن مین نہ قیمت مین نہ غلہ مین نہ حق قدیم مین نہ جدید مین اور اسکے اس اقرار کی اس شخص
نے جسکو حق تصدیق حاصل ہی بالمشافہہ و بالمواجہہ تصدیق کی اور تحریر کو ختم کرے بعد ازانکہ آخر مین حکم حاکم لاحق
کردے اور اسکا سبب مکرر بیان ہو چکا ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اگر ایک شخص مرگیا اور اسکی جورو اور اسکے وارثون مین
صلح ہوئی تو اسکی تحریر کی یہ صورت ہی کہ یہ تحریر جسپر گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا شاہد ہوے ہین بدین مضمون ہی کہ فلان
بن فلان اس عورت فلانہ بنت فلان کا شوہر بنکاح صحیح تھا اور وہ مرگیا اور وارثون مین ایک اپنی اس جورو کو
چھوڑا اور اولاد مین فلان و فلان وارثون کے نام و تعداد بیان کردے اور ترکہ مین ان وارثون کے قبضہ مین اراضی
فلان اسکے حدود بیان کردے اور دو دار[1] و بیوت مین چنین و چنین اور اتنی دوکانین اور ان سب کے حدود بیان کردے
اور غلامون مین اتنے غلام انکا نام و حلیہ و جنس و سن بیان کردے اور کپڑون مین اتنے عدد انکی جنس و صفت و قیمت
بیان کردے اور چوپایون مین اتنے چوپایہ ازانجملہ گھوڑے اتنے اور خچر اتنے اور گدھے اتنے اور ہر ہر مال کو ایسی
صفت سے بیان کردے جس سے تمیز ہو جاوے یہ سب ترکہ چھوڑا پس مہر[2] نکالنے کے بعد اس عورت کے واسطے
باقی کا آٹھوان فریضہ ترکہ چاہیے تھا پس اس عورت نے ان وارثون پر باقی مہر اور حصہ ثمین (آٹھوان حصہ ۱۲) کا دعوی کیا اور وہ
اسقدر رہا اور وارثون نے نہ اقرار کیا اور نہ انکار کیا اور صلح انکے واسطے بہتر تھی پس اس عورت نے اس سب
ترکہ کو ایک ایک دیکھ بھال کر اپنے حق و صداق سے صلح کر لی اور اسمین سے کچھ مال کسی شخص پر قرضہ تھا اور میت
پر قرضہ ہونیکی وجہ سے گھرا ہوا تھا اور نہ سواے قرضہ کے وصیت وغیرہ تھی یا لکھے کہ اور جو لوگون پر قرضہ تھا
وہ برآمد ہو کر آگیا اور جو میت پر قرضہ تھا وہ برضامندی تمام وارثون کے ادا کردیا گیا پس اس عورت نے آٹھوین حصہ
میراث و مہر سے اسقدر پر صلح جائز نافذ کر لی جسمین نہ شرط ہی نہ مثنویت نہ فساد نہ خیار اور وارثون سے تمام وہ چیز جسپر
صلح واقع ہوئی ہی وارثون کے اسکو سب دیدینے سے اپنے قبضہ مین کر لی اور جس سے صلح واقع ہوئی ہی اس
سب کو اس عورت نے ان وارثون کو خالی از مانع و منازع سپرد کردیا تمام سب چیزین جو اس تحریر مین مذکور
ہوئی ہین بحدود و حقوق و تمام متاع باندی و غلام و لباس و گھوڑے کی زینین و لگامین اور اسکا اسباب اور
اور خچرون گدھون کے اکاف وغیرہ و باغون و بستانون کے پیش[3] اراضی و اشجار و کھیتیان و پودے اور انکے
تمام غلات ان باقی وارثون کیواسطے بحکم اس صلح مذکور کے ہو گئے کہ اس عورت کا اسمین کچھ حق و دعوی و مطالبہ

---

[1] دور جمع دار یعنے احاطہ جس مین حویلیان وغیرہ ہون ۱۲ [2] مہر نکالنا ایسی صورت مین کہ حسب رواج ادا نہ کیا ہو اور قرضہ برآمد ہو
اس لیے کہ سب کے نزدیک صحیح ہو ۱۲ [3] یعنی باپ نے یا وصی نے پس تنبیہ سبب معلی ہے ۱۲

قلیل وکثیر مین کسی وجہ اور کسی سبب سے نہین رہا اور یہ عورت بعد اسکے جو دعوے ان وارثون کی جانب کرے وہ سب جھوٹی ہوگی اور جو گواہ ان لوگون پر قائم کرے وہ ظلم و عدوان ہوگا اور ان وارثون نے اس عورت سے اس صلح کو بالمواجہہ و بالمشافہہ مجلس صلح مین قبول کیا پس ان وارثون کو جس سے صلح واقع ہوئی اس سب مین یا اسمین سے کسی چیز مین جو درک پیش آوے تو اس فلانہ عورت پر جو ان لوگون کیواسطے اسپر واجب ہوگا اسکا اسپر سپرد کرنا واجب ہوگا حتی کہ انکو یہ سپرد کردیگی اور سب کے سب بطوع خود متفرق ہوگئے کذافی الظہیریہ ۔ اور اگر ترکہ مین کسی پر قرضہ ہو تو ترکہ کے محدودات و اعیان ذکر کرنے کے بعد لکھے کہ اور نیز ترکہ مین فلان و فلان پر اتنا اتنا قرضہ واجب و لازم ہے اور بعد صلح و وصول پانے کے اقرار سے لکھے کہ اس عورت کا کوئی دعوی و خصومت بعد اس صلح کے باقی نہ رہا ۔ کیونکہ اسنے یہ سب وصول پایا سوائے قرضہ کے جنکا اسمین مذکور ہوا ہے کہ وہ اس صلح مین داخل نہین ہوئے ہین پس اگر انھون نے یہ چاہا کہ اسکی خصومت ان قرضون مین بھی نہ رہے تو بعض کے نزدیک قبل گواہ کرنیکے لکھے کہ ان سب میان نے ان قرضون مین اس عورت کا تمام حصہ جو کہ اسقدر ہے اپنے مالون سے ادا کردیا بدون اس کے کہ یہ امر اس صلح مین شرط ہو یہ ان لوگون کی طرف سے تعجیل و تبرع ہے پس اس عورت نے اسکو وصول کرلیا پس اب عورت مذکورہ کا ان قرضون مین کوئی حق و دعوی نہ رہا اور انھون نے اس بات کے گواہ کرلیے الی آخرہ ولیکن یہ بات اچھی نہین ہے اسواسطے کہ قرضدار لوگ اس تعجیل سے بری ہوجاوینگے اور وارثون و اولاد کیواسطے مطالبہ کا استحقاق باقی نہ رہیگا اور اگر یہ شرط کرین کہ جو کچھ قرضدارون پر ہے وہ انکا مال ہوجاوے تو یہ صحیح نہین ہے پس بہتر طریقہ یہ ہے کہ یہ دیکھکر کہ یہ اسکا حصہ اس قرضون مین سے کسقدر ہے پس اگر مثلاً سو درم ہون تو لکھے کہ ان وارثان اولاد نے اس عورت کو اپنے مالون مین سے برابر بشرکت سو درم غطریفیہ[1] سیاہ پورا اپنے جیدہ رائجہ معدودہ جسکے نصف پچاس درم غطریفیہ ہوتے ہین قرض دیے پس اس عورت نے انکو ان سے وصول کرلیا اور ان وارثون کو وکیل کردیا کہ ان قرضدارون سے اسکا حصہ ترکہ سو درم وصول کرین پھر یہ بعوض اس مال کے جو انھون نے عورت مذکورہ کو قرض دیا ہے قصاص ہوجائیگا پس ان وارثان و اولاد نے اس کی اس وکالت کو بالمشافہہ قبول کیا اور سب نے اپنے اوپر گواہ کرلیے اور اگر وارثون مین کوئی نابالغ ہو اور عورت نے اپنے شوہر کے آٹھوین حصہ ترکہ اور اپنے صداق کے دعوے سے صلح واقع ہوئی تو بدستور لکھے یہان تک کہ اس قول تک پہونچے کہ اور یہ عورت ان وارثون پر اسقدر اپنے باقی مہر کا جو اسکے شوہر فلان پر تھا دعوی کرتی تھی کہ اسنے اسمین سے کچھ ادا نہین کیا یہان تک کہ مرگیا اور یہ اسکے ترکہ پر قبضہ ہوگیا اور اسکے پاس گواہ تھے جو اسکے دعوی پر گواہی دیتے تھے اور وارثون کے پاس اسکا دفعیہ اور چھٹکارا نہ تھا پس یہ مصلحت اس صغیر کے حق مین واقع ہوئی کہ لوگ درمیان مین پڑکر مصالحہ کرادین پس لوگ درمیان مین پڑے اور مصالحہ واقع ہوا پس عورت مذکورہ کے اور ان وارثان بالغین و متولی صغیر کے درمیان جو حاکم کی اجازت سے مقرر ہوا ہے عورت مذکورہ کے دعوے مہر سے ہو اسقدر رہے

[1] غطریفیہ درم سیاہ مروجہ بلاد فرغانہ ۱۲

اور اسکے آٹھوین حصہ ترکہ کے دعوے سے اس مقدار پر صلح واقع ہوئی اور اس صلح کو ان بالغ وارثون نے خود اور اس صغیر کی طرف سے جو شخص ولی مقرر ہوا ہی اُسنے بقبول صحیح قبول کیا اور اگر وارثون مین سے ایک وارث نے باقی وارثون سے صلح کی اور سب بالغ ہین تو لکھے کہ فلان نے اقرار کیا الی آخرہ کہ اسنے فلان وفلان اپنے دونون بھائی اور فلانہ اپنی بہن جو سگے سب مان و باپ کے ہین اور اپنی والدہ مسماۃ فلانہ بنت فلان سے ہر خصومت سے جو اسکے انکی جانب اپنے باپ فلان کے ترکہ مین ثابت ہے اور ہر حق سے جو اسکا اس ترکہ مین ہی اسقدر پر صلح کر لی اور ان لوگون نے اس سے بقبول صحیح قبول کیا آخر تک بدستور تحریر کرے۔ اگر دعوی وصیت بحصہ سوم یا چہارم یا ششم سے کسیقدر مال پر صلح واقع ہوئی تو بھی اسی طرز پر لکھے کذا فی الذخیرہ اور اگر ترکہ مین درم و دینار ہون تو بدل صلح بیان کرنیکے وقت بیان کر دینا چاہیے کہ اسکے حصہ درم دینار ترکہ سے یہ بدل الصلح زائد ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ امام محمدؒ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص دوسرے کے دار مین کچھ دعوی کرتا ہی پس اسنے مدعی سے مصالحہ کر لیا اور وہ اسکا اقرار نہین کرتا ہی پس آیا یہ جائز ہی فرمایا کہ ہان اور یہ صلح بر انکار ہی اور یہ ہمارے نزدیک جائز ہی بخلاف شافعی و ابن ابی لیلیؒ کے پس اگر مدعا علیہ نے یہ تحریر چاہی تا کہ اسکے واسطے مدعی پر حجت ہے تو لکھے کہ یہ تحریر فلان کیواسطے یعنی مدعا علیہ کیواسطے از جانب فلان ہی یعنی مدعی ہی کہ مین نے تیرے دار مین دعوی کیا تھا اور یہ دار وہ ہی جو فلان مقام پر واقع ہی اور اسکے حدود یہ ہین پس تو نے مجھ سے اپنے دار کے دعوی سے اتنے درم وزن سبعہ پر صلح کر لی بدین شرط کہ مین تجھے تمام وہ چیز جسکا مین دعوی کرتا ہون سپرد کر دون اور تو اسپر راضی ہو گیا اور مین نے تجھ سے صلح کی اور جسپر صلح واقع ہوئی وہ سب مال تجھ سے لیکر وصول کر لیا اور یہ اتنے درم ہین اور تحریر کو ختم کرے اور ایسا ہی امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ تحریر کرتے تھے اور شیخ یوسف بن خالد اسطرح لکھتے تھے کہ یہ تحریر واسطے فلان کے از جانب فلان بن فلان بدین مضمون ہی کہ مین نے تجھپر تیرے مقبوضہ دار مین جو فلان مقام پر ہی جسکے حدود چنین و چنان ہین دعوی کیا تھا اور یہ نہ لکھے کہ مین نے تیرے دار مین دعوی کیا تھا اور فرماتے تھے کہ اگر یون لکھا کہ اس دار مین جو تیرے قبضہ مین ہی تو یہ امر مدعی کی طرف سے مدعا علیہ کے حق دار کے ملک کا اقرار ہوگا کہ دعوی ملک اپنے واسطے صحیح ہو سکتا ہی پس صلح صحیح ہوگی اور جو امام محمدؒ نے ذکر کیا ہی اسکی وجہ یہ ہے کہ امام محمدؒ نے صورت مسئلہ اس طرح مفروض کی تھی کہ اسکے دار مین کچھ دعوی کیا اور یہ ذکر نہین کیا کہ کس چیز کا دعوی کیا اور جائز ہی کہ دعوی کسی طریق یا مسیل آب مین حق کا ہو پس مدعا علیہ اس سے اس بنا پر صلح کرتا ہی کہ اپنا یہ دعوی چھوڑ دے اور مدعا علیہ کے واسطے ملکیت دار کا اقرار مدعی کیطرف سے اس دعوے سے مانع نہین ہے پس امام محمدؒ کی تحریر اسی توجیہ پر محمول کیجائیگی بنا برین کہ مراد اسکی اس دعوے سے اپنے واسطے کوئی حق ہے نہ دعوی رقبہ دار کذا فی المحیط۔ اور اگر صلح ایسے دو آدمیون مین واقع ہو جن مین سے ہر ایک دوسرے پر دعوی کرتا ہی تو لکھے کہ سب گواہ ہوے کہ زید نے عمرو پر مجلس حکم مین اسقدر درمون کا دعوی کیا اور عمرو نے انکار کیا اور عمرو نے اس زید پر اتنے دینار کا بسبب صحیح دعوی کیا اور زمانہ دراز تک دونون مجلس حکم مین دوڑ و دھوپ کیا کیے

اور دونون مین خصومت بڑھ گئی اور نزاع شدید پیدا ہو گئی پس درمیانی لوگ دونون کے بیچ مین پڑ گئے اور نظر بکتاب اللہ تعالیٰ دونون کو صلح پر آمادہ کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ الصلح خیر پس دونون نے اسکو منظور کیا اور صلح کی اجازت دی پس دونون نے اس طور سے صلح کی کہ فلان کو فلان اسقدر درم دیدے پس اسنے اس سے بالمشافہہ اسکو قبول کیا اور صلح صحیح جائز نافذ قاطع خصومت کر لی اور اس نے اس سے اسکے[1] اسکو یہ سب مال دینے سے لیکر قبضہ صحیح کیا اور دینے والا اس سب سے اُسکے قبضہ کرنے سے بیریت قبضہ و استیفا بری ہو گیا اور اسنے اقرار کیا کہ میری کوئی خصومت اسکی جانب نہین رہی اور اسکو اپنے سب دعوے سے بری کر دیا اور دوسرے نے اسکے قول کی اس سب مین تصدیق کی اور دوسرے نے بھی اسکو ہر دعویٰ سے جو اسپر کرتا تھا بری کر دیا اور دونون مین سے کسی کی دوسرے پر کچھ خصومت و کوئی دعویٰ و کچھ مطالبہ نہ رہا اور بعد اس صلح کے جو دعویٰ ان دونون مین سے کوئی دوسرے پر کرے آخر تک مستور ختم کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اگر وکیل نے دعویٰ ترکہ سے اپنی موکلہ کیطرف سے بعد تقسیم واقع ہونیکے دعویٰ کر کے پھر صلح کی[2] لکھے کہ گواہ لوگ گواہ ہوئے کہ زید نے جو وکیل مسماۃ ہندہ کا اسکی طرف سے تمام دعویٰ و قبضہ و صلح و اقرار و ضمان کیواسطے بوکالت مطلقہ عامہ سب صورتون مین ثابت الوکالت ہے اپنی موکلہ مذکورہ کیواسطے مجلس قضا مین بحضور قاضی فلان بن فلان کے دعویٰ کیا فلان و فلان و فلان وارثون پر کہ اسکی یہ موکلہ ان لوگون کے باپ فلان کی جورو تھی بنکاح صحیح بمہر معلوم اسکی حلالہ تھی اور جب وہ مرا ہے تو یہ موکلہ مذکورہ اسکے نکاح مین تھی اور اسنے ترکہ مین ترکہ چنین و چنان مال چھوڑا اور یہ لوگ تمام اس ترکہ پر ناحق مستولی ہو گئے اور اس عورت نے ان لوگون سے اپنا مہر و میراث آٹھوان حصہ طلب کیا پس ان لوگون نے جواب دیا کہ ہمنے تمام ترکہ حصہ بانٹ کر دیا اور اس عورت کا حصہ اسکو پورا دیدیا ہے پس اس وکیل نے زعم کیا کہ یہ قسمت فاسد واقع ہوئی صحیح نہین ہوئی کیونکہ اسمین خلل رہا اور تفاوت ہو گیا اور غبن فاحش ظاہر ہوا اور ترکہ مین بعض خفیہ چیز ظاہر ہوئی اور ان سب کے درمیان مدت دراز تک خصومت بڑھی پس شہر فلان کے بزرگ و مشائخ علما جمع ہوئے اور انھون نے اس حادثہ مین تامل کرنیکے واسطے ایک مجلس بمقام فلان منعقد کی اور چاہا کہ بحضور ی قاضی فلان کے درمیانی ہو کر باہم صلح کرا دین پس بعد رضامندی فریقین کے سب اس بات پر متفق ہوئے کہ یہ برادر لوگ اس فلانہ موکلہ کو اسکے اس ترکہ مین تمام دعویٰ و خصومات کے عوض اسقدر دیدین پس لوگ باہم راضی ہوئے ہیں اس وکیل نے بحکم وکالت مذکورہ اس عورت کے تمام دعویٰ سے جو مہر و حصہ ہشتمی ترکہ شوہر مین تھے ان اولاد وارثان سے اسقدر مال پر صلح صحیح جائز قاطع خصومات صلح کر لی اور ان لوگون نے اس وکیل سے یہ صلح اسقدر مال پر قبول کر لی اور ان لوگون بطوع خود اس مال یعنی بدل الصلح کا اس موکلہ کیواسطے اس ترکہ مین واجب ہونے کا اقرار کیا اور ان لوگون نے اس عورت کے لیے اس مال کے بدلے تمام دار مشتمل بیوت واقع مقام فلان محدود بحدود چنین و چنان و تمام باغ انگور واقع مقام فلان محدود بحدود چنین و چنان مع سب حدود و حقوق چنین و چنان کے عوض دیا اور قیمت اس دار مذکورہ کی اسقدر ہے اور اس باغ مذکور کی اسقدر ہے اور اس وکیل نے اس سب کو قبول کیا اور ان دونون پر وکیل نے ان وارثون کے

[1] یعنی یون لکھنا ضرور ہے کہ اس کے دینے سے یہ مال لیکر قبضہ مین کیا ۱۲ [2] ع صلح بہتر بات ہے ۱۲

اسکو یہ دونون تمام وکمال فارغ از موانع ومنازع تسلیم کرنے سے لیکر قبضہ کرلیا اور ان وارثون کو بدل الصلح مذکور سے
با برا جائز بری کردیا اور ہمھون نے اقرار کیا کہ یہ ہر دو محدود اس موکلہ کی ملکیت ہین ان وارثون یا ان مین سے
کسی وارث یا کسی اور آدمی کا اسمین کچھ حق د دعویٰ وچنین وچنان الی آخرہ نہین ہے پس ہرگاہ انمین سے کوئی اسمین
کچھ دعوے کرے الی آخرہ - اور ہمھون نے اس عورت کے واسطے ان دونون محدود مین درک کی ضمانت کرلی اور
وکیل نے اپنی موکلہ کیطرف سے اسکے باقی سب ترکہ مین جو ان وارثون کے پاس رہا درک کی ضمانت کرلی اور سب
کی صحت کا قاضیان[1] اسلام مین سے ایک قاضی نے حکم دیدیا اور ہمھون نے گواہ کرلیے الی آخرہ اگر کسی دار معین
مین سکونت کی وصیت سے کسی قدر درمون پر صلح ہوئی تو لکھے کہ گواہان مسمیان گواہ ہوے کہ تا این قول کہ زید نے
دعویٰ کیا کہ عمرو اس مدعا علیہ کے والد نے اس مدعی کے واسطے تمام دار واقع موقع فلان محدودہ بحدود چنین وچنان
کے سکونت کی ہمیشہ کے واسطے جبتک زندہ رہے یا اتنی مدت کیواسطے وصیت کردی تھی اور اس وصیت سے رجوع
وتغیر نہین کیا یہانتک کہ مرگیا حالانکہ یہ دار اسکے تہائی مال سے برآمد ہوتا ہے - اور اس مدعی نے اسکی اس وصیت
کو بعد اسکی موت کے قبول کیا اور مرنے کے بعد اسنے ایک وارث چھوڑا وہ یہی مدعا علیہ ہے اسکے سواے اسکا کوئی وارث
نہین ہے پھر اس سے اس اپنے تمام دعوے سے اسقدر درمون پر صلح جائز قاطع خصومت دافع منازعت کرلی
اور اسنے اس صلح کو اس بدل کے عوض منظور وقبول کیا الی آخرہ - اور اگر دار معین کی سکونت کی وصیت سے دوسرے
دار کی سکونت پر صلح کی تو ابتدا مثل تحریر مذکورۂ بالا کے لکھے پھر بدل الصلح کے ذکر کے وقت لکھے کہ پھر اس سے اپنے
تمام دعوے سکونت دار ہذا سے دوسرے دار کی سکونت پر جو اس ترکہ مین سے ہے اور فلان مقام پر واقع ہے محدود
بحدود چنین وچنان ہے مع حدود وحقوق وچنین وچنان کے ایک سال کامل یا دو سال کامل یا تین سال کے واسطے
از ابتداے ماہ فلان سنہ فلان تا انتہاے ماہ فلان صلح صحیح جائز کرلی اور لے لیا تاکہ اسمین خود رہے اور
جسکو چاہے رکھے اور اسمین اپنی راے پر عمل کرے پھر قبضہ اور بری کرنا اور ضمان ودرک سب تحریر کرے اور یہ
ہمارے اکثر مشائخ کے نزدیک صحیح ہے اور بعضون کے نزدیک نہین جائز ہے جیسے سکونت دار کا اجارہ لینا اور احوط یہ
ہے کہ ایسی صلح کے آخر مین حکم حاکم لاحق کردے اور اگر دعویٰ عین یا دین سے کسی دار کی سکونت یا دوسری منفعت پر صلح
قرار پاوے تو لکھے کہ یہ وہ ہے جسپر گواہ ہوے تا این قول کہ فلان نے فلان پر تمام اس دار کا جو فلان مقام پر واقع ہے ہلا
اسپر ہزار درم غطریفیہ سیاہ کہنہ رائجہ جیدہ معدودہ کا دعویٰ کیا پھر دونون نے اس دعوے سے تمام اس دار کی سکونت
پر جو فلان مقام پر واقع ہے اور اسکے حدود بیان کردے ایک سال کامل تک سکونت رکھنے پر یا اپنی زمین جو فلان
مقام پر واقع ہے اور اسکے حدود بیان کردے اسمین ایک سال کامل ہر طرح ربیعی وخریفی غلہ کی زراعت کرنے پر یا اپنے
غلام مسمی فلان کی ایک سال کامل خدمت پر یا اپنے گھوڑے کی سواری لینے پر اور اسکی جنس وصفت بیان کردے
اور مدت کی ابتدا وانتہا کی تاریخ لکھے بصلح صحیح جائز صلح کی اور دوسرے کی طرف سے قبول وقبضہ کرنا اور رجا نہین سے

[1] قاضیان الخ ہمارے زمانہ مین بے انتہا رواج جعل جانے سے قاضی کا خود نوشتہ ضرور ہوگا ۱۲

ضمانت درک کا ضامن ہونا اور اپنے اوپر گواہ کر دینا سب تحریر کرے۔ اور اگر کسی عورت کے ترکہ مین اسکے شوہر اور باپ کے درمیان صلح ہوئی تو لکھے کہ گواہ ہوے کہ زید یعنی اسکا باپ اور عمرو یعنی اسکے شوہر دونون نے بطوع خود اقرار کیا کہ فلانہ عورت یعنی مسماۃ ہندہ نے وفات پائی اور وارثون مین اپنے شوہر اور اپنے باپ کو چھوڑا اور وہ یہی ہر دو مذکورہ بالا ہین اور اسنے ترکہ چھوڑا جسکے یہ دونون وارث ہوئے اور ان دونون کے سوائے کوئی وارث نہین چھوڑا اور چونکہ وہ لاولد مری ہی اسواسطے اسکا نصف ترکہ اس شوہر کو پہونچا اور چھٹا حصہ اپنے والد کو بحکم فرض اور باقی بحکم عصبیت پہونچا اور اسنے مال مین وہ تمام دار جو فلان مقام پر واقع ہی اور تمام فلان چیز سب بتفصیل بیان کرے چھوڑا ہی اور یہ سب تمام مال متروکہ اسکے اس شوہر کے قبضہ مین ہی اسکے باپ کے قبضہ مین نہین ہی پھر ان دونون نے اس تمام مال کو ایک ایک کر کے دیکھا اور اچھی طرح بمعرفت صحیحہ جان پہچان لیا کہ ان دونون کے نزدیک اس مین کچھ شک نرہا اور نہ کم و بیش کچھ پوشیدہ رہا پھر بعد ازانکہ دونون مین سے ہر ایک نے دوسرے کے قول کی جسکا نام اسمین مذکور ہی اس شوہر نے اسکے اس باپ سے اس باپ کے تمام حق و حصہ سے جو اسکا اپنی بیٹی کے ترکہ مین پہونچتا ہی بعد ازانکہ تمام مال عین سونا اور چاندی زیور جو اسمین مذکور ہی ان دونون کے حضور مین موجود تھا اس طرح کہ دونون اپنے ہاتھ سے اسکو لے سکتے تھے اس حال مین اس بات پر صلح قرار دی کہ منجملہ تمام درمون کے جنپر صلح قرار پائی ہی اتنے درم ان درمون کی صلح مین ہین جو باپ کے واسطے اسکی دختر میت کے ترکہ کے درم مذکورہ مین سے واجب ہوے ہین اور وہ اسقدر ہین اور ان درمون مین سے ان درمون کے جنپر انکے عوض صلح قرار پائی ہی کچھ زیادتی نہین ہی اور اس بات پر صلح قرار دی کہ منجملہ ان درمون کے جنپر یہ صلح واقع ہوئی ہی اتنے درم بعوض اس حق واجب کے ہین جو باپ کیواسطے اپنی دختر میت کے ترکہ سونے اور جواہرات مین سے واجب ہوا ہی اور وہ اسقدر رہی اور اس بات پر کہ منجملہ ان درمون پر کہ جنپر صلح واقع ہوئی ہے اسقدر باقی درم اس باپ کے واسطے بعوض اس حق کے ہین جو باپ کا اپنی دختر میت کے ترکہ کی باقی اشیاے مذکورہ مین واجب ہوا ہی یہ صلح بدین شرط کہ تمام مال جو باپ کے واسطے بحق وراثت اپنی دختر میت کے ترکہ مین واجب ہوا ہی اسکے شوہر کیواسطے بسبب صلح مذکور کے ہوجاوے پس اس شوہر نے تمام یہ صلح مبینہ مذکورہ بالمشافہہ قبول کی اور شوہر نے اس باپ کو تمام بدل صلح ہذا قبل اسکے کہ دونون اس مجلس سے یا بدان متفرق ہون دیدیا اور اس باپ نے اس شوہر کو تمام وہ مال جو اسکے واسطے واجب ہوا تھا بحکم صلح مذکورہ کے سپرد کر دیا اور اس شوہر نے اس باپ سے یہ سب مال بسبب اسی صلح کے اسی مجلس مین جسمین دونون نے یہ صلح قرار دی ہی قبل جدا ہونے کے قبضہ کر لیا اور یہ سب اس باپ اور اس شوہر کے اس اقرار کے بعد ہوا کہ ہم دونون نے یہ سب دیکھ لیا ہی اور یہ وہ ترکہ مذکورہ ہی اور باہمی صلح قرار دینے کے وقت اس سب کو اندر و باہر سے معائنہ کر لیا ہی اور اسی حال پر باہم دونون نے صلح قرار دی ہی اور بعد تمام ہونے اس صلح کے اسپر دونون کی رضامندی کے ساتھ دونون جدا ہوے اور دونون نے اسکے بعد تمام وہ دار جو اس ترکہ مین ہی اسی ہیئت پر دیکھا جیسا اس صلح باہمی واقع ہونے سے پہلے دیکھا تھا اور یہ تمام ترکہ اس شوہر کیواسطے بسبب اس حق میراث کے جو اسکا اپنی اس جورو کے ترکہ مین واجب ہوا تھا اور بسبب اس صلح کے

جو اسنے اس باپ کے ساتھ اسکے تمام حق سے جو اس باپ کا اپنی دختر میت کے ترکہ مین واجب ہوا تھا صلح کی ہر اس
شوہر کا ہوگیا پس جس چیز کا شوہر اس ترکہ مین سے اس باپ کے مالک کرنے سے مالک ہوا ہر اسمین یا اسمین سے
کسی جزو مین یا اسکے حقوق زمین و دار مین سے کسی حق مین کسی آدمی کی طرف سے شوہر مذکور کو کوئی درک پیش آوے
تو جس چیز کا شرع او رحکم فیصلہ کرے اسکا اس باپ پر اس شوہر کو سپرد کرنا واجب ہوگا اور دونون مین سے ہر ایک نے
بطوع خود اقرار کیا کہ اس عورت میت کے ترکہ مین سے اسکا کوئی حق دوسرے کی جانب یا دوسرے پر اور دوسرے
کے پاس اور دوسرے کے قبضہ مین نہین ہو بعد ازانکہ دونون مین سے ہر ایک نے بطوع خود اس بات کو سمجھ لیا کہ اس
سبب سے متعلق اسکا کوئی حق دوسرے کیجانب نہین ہو اور اگر اس عورت وفات یافتہ کے ترکہ کے اموال مذکورہ مین
کسی مال کی نسبت دونون مین کوئی شخص دوسرے کی جانب کچھ دعوے کرے یا اسکی طرف سے کوئی آدمی دعوے
کرے خواہ اسکی حیات مین یا اسکی وفات کے بعد اور گواہ لوگ گواہی دین تو یہ سب باطل و مردود ہوگا پھر بدستور
تحریر کو ختم کرے اور اگر فضولی نے صلح کی تو لکھے کہ گواہ لوگ گواہ ہوے تا این قول کہ زید نے عمرو پر یہ دعوے
کیا تھا پس اس دعوے سے اس مدعی کے ساتھ اس مقر نے براہ تبرع واحسان بدون حکم اس مدعا علیہ کے
اتنے درمون پر صلح کرلی بدین شرط کہ وہ اس مدعی کیواسطے اس مال صلح کا اپنے ذاتی مال سے ضامن ہوا ہو
بدین شرط کہ اس مدعی نے اس مدعا علیہ کو اس دعوے سے بری کیا اور اس مقر نے بدل الصلح اسکو دیدیا اور
بدین شرط کہ مدعی تمام اس چیز کا جو اس مدعا علیہ کو اس باب مین اس مدعی کی جانب سے اور اسکے سبب سے اور کسی آدمی
کیطرف سے کوئی درک پیش آوے تو اس سب کا یہ مدعی ضامن ہو پس ان شرائط مذکورہ پر صلح جائز قاطع خصومت
دونون نے صلح کی اور اس صلح کو جو بقدر اس مال کے ہو اس مدعی نے اسکے صلح کرنے سے قبول کیا اور اس مدعا علیہ
کیطرف سے براہ تبرع واحسان یہ مال مدعی کو مقر کے ادا کرنے سے مدعی نے وصول پایا پس تمام وہ چیز جسکے دعوی سے
صلح واقع ہوئی ہو اس مدعا علیہ کی ملک ہوگئی اس مدعی یا کسی آدمی کی ملک نہ رہی اور یہ ملک بملک
صحیح وحق واجب ہوئی اور اس مدعا علیہ کی جانب اس مدعی کا کوئی حق دعوی نہ رہا پھر تحریر کو بدستور تمام کرے
اور فرمایا کہ اگر ایسی صلح فضولی کی جانب سے اس شرط پر واقع ہو کہ شئی متدعویہ فضولی کی ملک ہو نہ مدعا علیہ کی تو بعد
اس تحریر کے کہ اتنے درمون پر صلح کی یون لکھنا چاہیے کہ بدین شرط کہ یہ دار محدودہ متدعویہ اس صلح کرنے والے
کی ملک ہوئی نہ اس مدعا علیہ کی اور نہ کسی آدمی کی رہی پھر گواہی کرانے سے پہلے لکھے اور اس مدعی نے اس صلح
کرنے والے کو اپنی زندگی مین اپنا وکیل کیا کہ اس سب دار کو اس مدعا علیہ سے اور جسکے قبضے مین پاوے اس سے لیکر
اپنے قبضہ مین کرے اور اس معاملہ مین خصومت اور نالش کرنے کا بھی وکیل کیا باینطور کہ چاہے اس کار وکالت
کو بنفس خود تمام دے یا جسکو چاہے یکے بعد دیگرے وکیل مقرر کرے اور وکیلون مین جسکو چاہے یکے بعد دیگرے تبدیل کرے
اور اس معاملہ مین اپنی رائے پر عمل کرے اور اس مدعی کا قائم مقام ہوگا اور اس معاملہ مین جو کچھ کرے گا جائز ہوگا
اور اس معاملہ مین جسکا اسکو وکیل کیا ہو اپنی وفات کے بعد اس سب کا فقط اسی کو وصی کیا اور لوگون مین سے کسی کو

نہین کیا اور اس صلح کرنے والے نے یہ سب جو مدعی نے اسکے واسطے قرار دیا ہی بالمشافہہ قبول کیا پھر اگر اس دار کو قابض سے لینے پر قادر نہو تو بدل صلح کو مدعی سے واپس کرے پھر تحریر کو تمام کرے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اور اگر صلح از دعوی امانت ہو تو لکھے کہ اسنے اسپر فلان چیز کا جس کو اسنے اسکے پاس ودیعت رکھایا تھا اور اسنے قبضہ کر لیا تھا دعوی کیا بایںطور کہ مالک ودیعت نے اس سے اپنی ودیعت واپس مانگی اور اسنے سرے سے ودیعت رکھنے کا انکار کیا یہانتک کہ یہ امانت اسکے ذمہ مال مضمون ہوگئی کہ اگر وہ مثلی چیزون مین ہو تو اسکے مثل ضمانت اور قیمتی چیزون مین سے ہو تو اسکی قیمت تاوان لازم آئی پس مالک ودیعت نے اسکا دعوی کیا پس مدعا علیہ سے اس دعوے سے اسقدر درمون پر صلح صحیح کر لی اور اسنے اس صلح کو اس عوض پر باوجود اپنے انکار کے بقبول صحیح قبول کیا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر قتل عمد سے کسیقدر مال پر صلح کی تو لکھے کہ زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ عمرو نے اسکے باپ بکر کو لوہے کے ہتھیار سے عمدًا ناحق وظلمًا وعدوانًا قتل کیا اور اس مقتول نے کوئی وارث سوائے اس زید کے نہین چھوڑا اور اس زید کیواسطے اس مدعا علیہ پر قصاص کا استحقاق ہوا اور اس عمرو پر اسکے سامنے اپنی گردن جھکانا اور اپنی جان اسکے سپرد کرنا اور اسکو قصاص حاصل کر لینے دینا واجب ہوا پھر اس زید نے اپنے اس دعوے سے اسقدر مال پر اس سے صلح کر لی پس اس نے اس سے اس صلح کو بالمشافہہ قبول کیا اور یہ صلح ایسی صلح صحیح ہی جو قاطع خصومت ہی اور مدعی نے اس سے یہ بدل صلح مدعا علیہ کے ادا کرنے سے لیکر قبضہ کر لیا اور اسکو اپنے اس تمام دعوی سے بری کر دیا اور اسی کیواسطے تمام اس چیز کی درک کا ضامن ہوا جو اسکو کسی دوسرے وارث کیطرف سے اگر ظاہر ہو اور قرض خواہ موصی لہ اور حاکم اور صاحب سلطنت وغیرہ کے آدمی کیطرف سے لاحق ہو حتی کہ اسکو اس درک سے چھڑاوے گا یا بقدر اس درک کے اس مال صلح مین سے جو اسنے وصول کیا ہی واپس دیگا پس اس درک کی ضمانت صحیحہ جائزہ کر لی پس اس صلح اور بری کر دینے کے سبب سے اسکا کوئی حق ودعوی آخر تک مثل مذکورہ بالا کے لکھے واللہ تعالی اعلم کذا فی المحیط۔ اور اگر جان تلف کرنے سے کم سے[عہ] قصاص سے صلح کی تو لکھے کہ زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ عمرو نے اس کا داہنا ہاتھ ہتھیلی کے جوڑ سے عمدًا ناحق براہ تعدی وظلم کاٹ ڈالا اور وہ بعد اسکے اس زخم سے اچھا ہوگیا اور اسپر اپنے اس ہاتھ کے قصاص کا بسبب اس جنایت کے دعوی کیا پس مدعا علیہ نے اس سے اس دعوے سے اسقدر مال پر صلح کر لینے کی درخواست کی اور اسنے اسکو منظور کر کے اس مال پر اسکے ساتھ صلح کر لی۔ پھر اسکو مثل تحریر اول کے تمام کرے واللہ اعلم۔ قتل خطا سے صلح کر کے تحریر اس طرح لکھے کہ زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ عمرو نے اسکے باپ مسمے فلان کو خطا سے ناحق قتل کیا اور اس سے دیت طلب کی اور اسنے درخواست کی کہ اس دیت سے اسقدر درمون پر تین سال کی میعاد پر اس تحریر کی تاریخ سے اسکی ابتدا ہوگی اس شرط پر صلح کر لی کہ اسکو اپنے اس دعوے سے بری کردے بدین شرط کہ ان تین سالون مین سے ہر سال ان درمون مذکورہ سے ایک تہائی ادا کریگا پس بصلح صحیح صلح کر لی آخر تک بدستور معلوم تحریر کرے اور اس تحریر کے آخر مین حکم حاکم لاحق کرے۔ اور اگر عمدًا غلام قتل کرنے کے دعوی سے صلح کی تو لکھے کہ گواہان مسمیان تا این قول کہ زید نے عمرو پر دعوے

[عہ] یعنی ہاتھ پاؤن وغیرہ کاٹ ڈالا جس سے تلف نفس نہین ہوتی ۱۲

کیا کہ مشتری نے اسکے غلام ترکی یا ہندی مسمی فلان کو یا اسکی ترکی باندی مسماۃ فلانہ کو لوہے کے ہتھیار سے عمداً بیراہ ظلم و تعدی قتل کیا اور بیتر اسیر دعوی کیا کہ قاضی عادل جائز الحکم نے جسکا حکم مسلمانون کے درمیان جاری ہو اس قاتل پر بسبب اس غلام کے قتل کرنے کے بذریعہ گواہون کے جنھون نے اسکے پاس گواہی دی یا بوجہ اقرار مدعا علیہ کے جیسی صورت واقع ہوئی ہو قصاص کا حکم بنابر اختیار قول ایسے عالم کے جو مرد آزاد پر غیر کا غلام قتل کرنے سے قصاص ہونا فرماتا ہو دیدیا پس اُسنے مدعا علیہ سے بذریعہ اپنے اس دعوے کے قصاص مانگا پس مدعا علیہ نے اسکے اس دعوے سے اسقدر درمون پر صلح کرنے کی درخواست کی پس اس نے اس درخواست کو منظور کر کے اسکے ساتھ صلح کر لی آخر تک بدستور سابق تحریر کرے اور اسکے آخر مین حکم حاکم الحق کرے تاکہ ایسے حادثہ مین قصاص کا دعوی بالاتفاق صحیح ہو جاوے پھر حاکم حکم اسکے جائز ہونے کا تحریر کرے کیونکہ یہ دعوی اسکے اقرار کے اسکا وقوع ہوا ہو اور کتاب الشروط مین امام محمدؒ سے روایت ہو کہ اگر ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اسنے میرے بھائی کو عمداً قتل کیا ہو اور مین اسکا وارث ہون میرے سوا اسکا کوئی وارث نہین ہی پھر مدعا علیہ نے اس قصاص سے دیت لینے پر صلح کر لی اور تین سال مین اُسکے ادا کی قسطین مقرر کین تو یہ صلح جائز ہی اسی طرح اگر دیت سے کم پر صلح کی تو بھی جائز ہو لیکن بعض لوگون کے قول کے موافق نہین جائز ہی اور اسکا بیان پہلے گذر چکا ہو اور فرمایا کہ اگر اسکے واسطے تحریر لکھنی چاہے تو ولی مقتول کیواسطے قاتل کی طرف سے لکھے کہ مین نے تیرے بھائی فلان ابن فلان کو قتل کیا اور تو اسکا وارث ہو تیرے سوا اس کا کوئی وارث نہین ہی اور تو نے اپنے بھائی کے خون سے اس قدر پر صلح کر لی ہے پھر تحریر کو بدستور تمام کرے قصاص کا استحقاق وارثان صغیر و کبیر دونون کو حاصل ہو تو بالغون کی صلح بالاتفاق جائز ہے پس امام اعظمؒ کے نزدیک اسی وجہ سے جائز ہے کہ بالغ کو قصاص حاصل کر لینے کا اختیار ہو پس اسکو صلح کا بھی اختیار ہو اور صاحبینؒ کے نزدیک بالغ کی صلح فی نفسہ صحیح ہی پس قصاص ساقط ہو جائیگا اور باقی نابالغون کا حصہ قصاص سے منقلب ہو کر مال پر آجائیگا پس اگر اس صلح کی تحریر لکھنی چاہی تو امام اعظمؒ کے نزدیک بالغ کی طرف سے صلحنامہ تحریر کرے جیسا ہم نے بیان کیا ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک فقط حصہ بالغ کا صلحنامہ تحریر کرے اور اسمین لکھدے کہ بسبب عفو واقع ہونے کے نابالغون کا حصہ منقلب بمال ہوگیا۔ اور اگر کسی نے ایک غلام کو قتل کیا تو امام المسلمین کو اختیار ہو کہ اسکے خون سے قاتل سے صلح کرے اور یہ حکم بھی اتفاقی ہو پس امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک بوجہ یہ ہے کہ اسکو قصاص لے لینے کا اختیار ہے پس صلح کر کے قصاص ساقط کر دینے کا بھی اختیار رہیگا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اسوجہ سے کہ امام مثل وصی کے ہو اور وصی کو صلح کرنے کا اختیار ہوتا ہو پس ایسا ہی امام کو بھی اختیار ہو اسوجہ سے اسمین عامہ مسلمین کے واسطے نفع ہی پس اگر اسکا صلحنامہ لکھنا چاہے تو اسی طور سے لکھے جیسا ہم نے بیان کر دیا ہی یہ ذخیرہ مین ہی خریدی ہوئی چیز کے عیب سے صلح کرنے کی تحریر اس طرح ہے کہ گواہ لوگ گواہ ہوئے کہ فلان و فلان یعنی بائع و مشتری دونون نے بطوع خود اقرار کیا کہ فلان نے فلان سے میرا غلام کہ

فلان ہندی جسکا یہ حلیہ ہی بعوض اتنے درم کے خریدا تھا اور دونون مین باہمی قبضہ واقع ہو گیا پھر یہ مشتری اس غلام کے چہین ونہان عیب پر مطلع ہوا جسکو اُسنے خریدکے وقت نہین دیکھا تھا اور نہ بائع نے اسکے عیوب سے بریت کر لی تھی پھر اسنے بائع سے بحالت موجودگی غلام کے بائع پر اس عیب کی نالش کی پس بائع نے اس عیب کا اقرار کیا اور مشتری کے قول کی تصدیق کی اور ثمن مین سے حصۂ عیب کی مقدار پر دونون نے اتفاق کیا اور وہ اسقدر ہی پھر اسکے بعد دونون نے اس عیب سے ثمن مذکور مین سے اس مقدار پر بدین شرط صلح کر لی کہ یہ بائع اسقدر اس مشتری کو بدین شرط دیدے کہ یہ مشتری اس عیب سے اسکو بری کر دے پس دونون نے ایسا کیا اور باہم صلح صحیح کر لی اور اس مشتری نے اس بائع سے یہ عوض وصول کر لیا اور اسکو بری کر دیا پھر دونون جدا ہوے اور تحریر کو تمام کرے اور صلحنامہ کی دو نقلین بائع اور مشتری کے واسطے تحریر کر دے۔ مجہول سے معلوم پر صلح کرنے کی تحریر اس طرح لکھے کہ گواہ لوگ اس بات پر گواہ ہوے کہ فلان نے بیان کیا کہ اُسکے اور فلان کے درمیان لین دین اور خلط ملط تھا اور اسکا اسپر اس معاملہ مین کچھ مال نکلتا ہی جسکی مقدار نہین معلوم ہی پس اسنے درخواست کی کہ اس سے کسی چیز پر صلح کرے پس دونون نے اتفاق کیا کہ اس سبب سے اسقدر مال پر مصالحہ کیا اور اسنے بالمواجہہ اس صلح کو قبول کیا پھر تحریر کو مثل مذکورہ سابق تمام کرے اور اسکے آخر مین حکم حاکم لاحق کرے اسواسطے کہ مجہول سے صلح کرنا امام شافعیؒ کے نزدیک نہین جائز ہی اور ہمارے نزدیک اگر عوض معلوم ہو تو جائز ہی۔ دعوی رقیت سے صلح کرنے کی تحریر اس طرح لکھے کہ گواہ لوگ گواہ ہوے کہ فلان ابن فلان نے زید ابن عمرو پر جو ایک شخص اپنے نسب سے مجہول ہی کہ سواے اسکے نام کے اسکے نسب سے وقوف نہین ہوتا ہی یہ دعوی کیا کہ یہ شخص ملک صحیح میرا مملوک و مرقوق ہی اور یہ میری تابعداری سے باہر ہو گیا ہی پس بحکم مملوکیت اس سے تابعداری اور فرمانبرداری کا مطالبہ کیا پس مدعا علیہ نے اس دعوے سے کسی چیز پر صلح کر لینے کی درخواست کی پس مدعی نے اسکو منظور کیا اور اس دعوے سے اسقدر مال پر صلح صحیح صلح کی اور اسنے اسکو بالمواجہہ قبول کیا اور تمام بدل پر مدعا علیہ کے اسکے دینے سے لیکر قبضہ کر لیا پس بعد اس صلح کے اس مدعی کا اس مدعا علیہ پر کچھ حق و خصومت و دعوی نرہا۔ اور ایسی صورت مین اگر کسی حیوان پر جسکا وصف بیان کر کے اُسکے ذمہ قرار دیا ہو صلح کرنا جائز ہی اسواسطے کہ یہ مثل مال پر آزاد کرنے کے ہی اور تحریر بدل [illegible] اسواسطے کہ مدعا علیہ نے مملوک ہونے کا اقرار نہین کیا ہی اور بجاے تحریر بدل کے لکھے کہ بعوض ایک غلام ترکی جوان عیب سے پاک کے یا ایک باندی ترکیہ جوان عیب سے پاک کے صلح کی اور نیز اگر کپڑون پر انکا وصف بیان کر کے ذمہ قرار دیکر صلح کی تو بھی جائز ہی لیکن اس صورت مین کپڑون کی جنس اور صفت اور مدت اداے اور مقام اداے بیان کر دے اور اگر دعوے نکاح سے مال پر صلح کی تو صلحنامہ اس طور سے لکھے کہ زید نے ہندہ پر دعوی کیا کہ ہندہ اسکی جورو منکوحہ و حلال بنکاح صحیح ہی اور یہ زید کی فرمانبرداری سے قبل زید کے اسکے ساتھ دخول کرنے کے یا بعد دخول کرنے کے باہر ہو گئی ہی اور اس ہندہ پر طرح طرح کے مالون مین سے چند چیزون کا دعوی کیا اور ہندہ نے اسکے اس دعوے سے جو ہندہ کی جانب کرتا ہی انکار کیا اور اس سے درخواست کی کہ کسی چیز پر صلح کرے

پس اسنے درخواست کو منظور کرکے نکاح اور ان مالون کے دعوی و خصومات سے اسقدر درمون پر صلح صحیح مصالحہ کیا اور
بقبول صحیح اسکو قبول کیا اور اس صلح کا سب معاوضہ ہندہ کے اسکو دینے سے لیکر قبضہ صحیح قبضہ کیا اور اب اس زید
کا ہندہ پر دعوی نکاح اور ان باتون مین سے کسی چیز کا دعوی نرہا پس یہ صورت کتب سلف مین موجود ہو اور ہمارے
بعض مشائخ نے اس صورت کو باطل کر دیا ہو کیونکہ یہ نکاح کا عوض ہو یا بطریق باطل مال کا لینا ہو پس اس کا بطریق شرعی
یہ ہو کہ دعوی مال سے صلح کرے اور بدون درخواست کے طلاق دیدے اور اسکی تحریر کی صورت یہ ہو کہ زید نے ہندہ
پر دعوی کیا کہ اسنے میرے مال سے چنین و چنان مال پر قبضہ کیا ہو اور یہ میری جورو ہو اور یہ میری فرمانبرداری
انکار کرتی ہو اور ہندہ نے اس سب سے انکار کیا پھر دونون نے دعوی مالیہ اور خصومت مالیہ سے اسقدر درمون پر
صلح کی آخر تک تمام اسکے شرائط تحریر کرے اور لکھے کہ زید اسپر نکاح کا دعوی کرتا تھا اور وہ اس کے دعوی سے منکر
ہو اور دوسرے مرد کے نکاح مین ہونے کا اقرار کرتی ہو اور دوسرا مرد مذکور اسکے قول کی تصدیق کرتا ہو پس اس
مدعی نے بدون درخواست ہندہ کے تنزہاً و احتیاطاً ہندہ کو ایک طلاق بائن دیدی پھر تحریر کو ختم کرے صورت
دیگر تحریر صلح دعوی نکاح مع زیادتی دعوی حرمت از جانب عورت زید نے ہندہ پر دعوی کیا کہ یہ میری زوجہ حلالہ
ہو اور اس سے میرا ایک لڑکا مسمی فلان ہو اور یہ میری اطاعت سے باہر ہو گئی ہو اور اس نے ناحق عمرو سے اتفاق
پیدا کیا ہو اور مطالبہ کیا کہ یہ عورت احکام نکاح مین اسکی اطاعت و انقیاد کرے پس ہندہ نے جواب دیا کہ وہ اسکی
جورو حلالہ تھی لیکن اسنے یہ قسم کھائی تھی کہ اگر اسکے پاس سے سفر کر جاوے اور ایک مہینہ غائب رہے
تو اسپر طلاق ثلثہ واقع ہون اور بدون اسکی اجازت کے اس شہر سے باہر نہ جاویگا حالانکہ اس نے بعد اس قسم کے
بلا اجازت سفر کیا اور ایک مہینہ سے زیادہ غائب رہا پس قسم مین جھوٹا ہوا اور عورت مذکورہ اسپر بسبب طلاق حرام
ہو گئی پھر اسکی عدت کے تین حیض گذر گئے پھر اسنے اس عمرو سے نکاح کیا اور اس عورت نے قاضی فلان کے سامنے
یہ حرمت گواہان عادل قائم کرکے ثابت کر دی درحالیکہ قاضی مذکور ضلع فلان کا قاضی تھا اور اس کا حکم قضاء
بروجہ و اشہاد بر قضاے مذکور جاری ہو گیا پھر ان دونون مین اسنے پر صلح واقع ہوئی پھر تحریر کو جس طرح ہمنے
بیان کیا ہو ختم کرے ۔ کذا فی الذخیرہ اگر دعوی ختان مین خطا واقع ہونے سے صلح کر لی تو اسکی تحریر اسطرح ہو
کہ زید بن عمرو نے درحالت جواز اقرار بہمہ وجوہ اقرار کیا کہ اسنے بکر بن خالد پر دعوی کیا تھا کہ اس نے میرے پسر
مسمی شعیب کا جو پانچ برس کا لڑکا ہو اور وہ مجلس دعوی مذکور مین حاضر مشار الیہ تھا بدون اجازت اسکے والد
مذکور کے ختنہ کیا اور استرہ سے اسکا حشفہ کاٹ ڈالا جس سے اسکے عضو کی منفعت بالکل زائل ہو گئی کہ اسکے
عود کرنے کی بظاہر امید نہین رہی ہو اور یہ منفعت احبال و اعلاق و استمساک بول ہو ۔ اور اسکا پیشاب برابر
جاری رہتا ہو منقطع نہین ہوتا ہو اور اسپر حاذق جراحون و حکما معالجین نے جو اس فن مین کامل مشہور ہین
اتفاق کیا ہے کہ اسپر دیت کاملہ بوجہ اس فعل موجود کے واجب ہوئی پس مدعی اس سے اسکے جواب کا

؁ ۱ اقول قول بعض مشائخ اس صورت کو بروجہ احسن واضح جاری ہو واللہ اعلم بالصواب ۱۲ منہ ؁ ۲ احبال حاملہ کرنا ۱۲

مطالبہ قاضی فلان کے حضور مین کرتا تھا اور یہ مدعا علیہ ختنہ کرنیکا مقر تھا اور اپنے فعل سے اس منفعت کے زائل ہونے سے منکر تھا بدین زعم کہ یہ منفعت اسکے فعل کے بعد کسی دوسرے سبب سے زائل ہوئی ہی پس ان دونون مین خصومت دراز ہوئی اور والد صغیر مذکور سے اپنا دعوی اس مدعا علیہ پر ثابت کرنا متعذر ہو گیا پس خصومت کے تمادی وطول دینے سے صلح کرنا بہتر ہوا پس اس سے والد صغیر مذکور نے بولایت پدری اس دعوے سے اتنے وزن خالص چاندی کھری قابل سکہ ڈھالنے پر صلح کرلی اور بعد اس صلح کے اس صغیر کا اس مدعا علیہ پر کوئی دعوے وخصومت قلیل وکثیر مین باقی نہ رہی اور اس مدعا علیہ نے خطاباً اسکی تصدیق کی اور جس شخص کو علم مین مہارت وسمجھ ہو اسکے واسطے اسقدر کافی ہی کذا فی الظہیریہ

فصل ہیزدہم قسمت کے بیان مین ۔ متاخرین مشائخ اس طرح لکھتے ہین کہ تحریر بدین مضمون ہی جسپر گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا گواہ ہوئے ہین کہ فلان وفلان نے اقرار کیا کہ تمام دار مشتملہ بیوت واقع مقام فلان محدودہ بحدود چنین وچنان مع اپنے حدود وحقوق ومرافق وزمین وعمارت وہر قلیل وکثیر کے جو اسمین اسکے واسطے اسکے حقوق سے ثابت ہون ان سب مین مشترک تھا اور ان سب کے قبضہ مین تین تہائی یا جیسا ہو تھا کہ فلان کا اس قدر وفلان کا اسقدر وفلان کا اسقدر پھر ان لوگون نے اسکو ایک قاسم عادل کی تقسیم سے جسکو باہمی رضامندی سے مقرر کیا اور اسکی تقسیم کی اپنے اوپر اجازت دیدی تھی باہم تقسیم کرایا پس اس قاسم عادل نے انکی باہمی رضامندی سے بعدل وانصاف بقسمت تقویم وتعدیل[1] واصلاح اس دار کو انمین تقسیم کردیا پس فلان کے حصہ مین اس جانب کا آیا جو دروازہ سے اندر جانیوالے کے داہنے ہاتھ پڑتا ہی اور اسکا دروازہ بجانب مشرق ہی اور اسمین تین بیوت ہین ایک بیت کا یہ نام اور دوسرے کا یہ نام اور راقی دونون پردہ معروف ہین اور ان دونون کے درمیان ایک صفہ ہی اور انکے آگے صحن ہی جسکا طول ان گزون سے جنسے فلان شہر مین پیمایش کیجاتی ہی اتنے گز اور عرض اتنے گز ہی۔ اور فلان کے حصہ مین اس دار مین سے دروازہ سے اندر جانیوالے کے بائین ہاتھ کیجانب کا کنارہ آیا اور بطریق مذکورہ اسکو بھی مفصل بیان کردے۔ اور فلان کے حصہ مین دروازہ سے اندر جانیوالے کے سامنے کا کنارہ جو منتہائے دار ہی آیا اور نواحی ثلثہ مین سے ہر ایک ناحیہ کے حدود اربعہ یہ ہین پس ناحیہ جانب راست کی ایک حد ازین چنین الی آخرہ ۔ اور ناحیہ جانب چپ کی ایک حد متصل بچنین آخرہ - اور جانب مقابل کی ایک حد ملازق چنین الی آخرہ - پس ہر ایک کے اوپر سے حصہ مین وہ ناحیہ جو اسکے واسطے بیان ہوئی ہی مع اپنے سب حدود وحقوق کے آئی۔ اور لکھدے کہ اس دار کی دہلیز تقسیم سے نکال لی گئی ہی وہ تمام حصص مذکورہ کی گذرگاہ ہی ان سب مین مشترک ہے وجہ دیگر آنکہ اگر ہر ایک نے تقسیم سے اپنا دروازہ بڑے راستے کی طرف یا راہ مشترک کی طرف چھوڑ لیا تو تحریر کردے کہ وہ فلان مقام پر ہی بنا برین تقسیم صحیح جائزہ کرلی جسمین فساد وخیار نہین ہی اور ہر ایک نے اپنا تمام حصہ جو تقسیم مین اسکے حصہ مین آیا ہی اپنے اصحاب کے اسکو یہ سب خالی از منازع ومانع تسلیم کرنے سے اسپر قبضہ کرلیا اور اس تقسیم کی صحت وتمام ہونے کے بعد یہ سب اس قسمت کی مجلس سے بتفرق ابدان بالقوال جدا ہو گئے

[1] تقویم قیمت کرنا و اصلاح درست کرنا ۱۲

بعد ازانکہ ہر ایک نے اس سب کو دیکھ بھال لینے اور اس سے راضی ہو جانے کا اقرار کیا پس انمین ہر ایک جو درک
اس سب مین یا اسمین سے کسیقدر مین یا اسکے کسی حق مین لاحق ہوگا تو ہر ایک حصہ دار پر وہ واجب ہوگا جو
مقتضاے شرع ہو اور ہر ایک کیواسطے اس حصہ مین جو دوسرے کے حصہ مین آیا ہے کوئی حق و دعوے
ومطالبہ نہین ہو اور بعد اسکے جو کوئی انمین سے کچھ دعوے کرے تو وہ مردود و باطل ہو اور سب نے اپنے اوپر
اس امر کے گواہ کر لیے الے آخرہ کذا فی المحیط۔ تقسیم چہار پایان۔ گواہان مسمیان آخر تحریر الی آخرہ سب اس امر کے
گواہ ہوے کہ فلان و فلان و فلان نے انکے سامنے اقرار کیا اور اپنے اقرار پر سبھون نے جو بطوع خود بحالت
صحت ابدان و قیام عقول و جواز تصرفات کے کیا ہو ان سب کو گواہ کر لیا کہ انکا باپ فلان مر گیا اور اسنے
چنین و چنان گھوڑے ان سب مین میراث مشترک چھوڑے اور انکے سواے کوئی وارث نہین چھوڑا اور
یہ سب ان سب کے درمیان موروثی ہو گیا کہ برابر تین تہائی مشترک ہوا اور انکی عمرین و رنگ مختلف ہین
ازانجملہ جذاع[51] اسقدر ہین و ثنیہ اسقدر ہین و قوارح اسقدر ہین ان سب کے شیات بیان کر دے پس ان
وارثون نے اپنے درمیان انکی تقسیم کر لینی چاہی حالانکہ یہ ایسی میراث ہے کہ جسپر کچھ قرضہ نہین ہے اور نہ وصیت ہے پس
ان سب کو حاضر لائے و بعدل و انصاف انکی قیمت اندازہ کرائی پس انکی قیمت اسقدر ٹھہری پھر بدون ظلم و غبن
کے بعدل و انصاف انکے حصے لگائے پس فلان کے حصہ مین یہ آیا ہے اور فلان کے حصہ مین یہ آیا جسکی دانت ایسے
اور قیمت اسقدر ہے اور فلان کو جو اسکے حصہ مین آیا ہے وہ اسکے نصیب مشاع سے ملے مذکورہ تحریر ہذا مین اس تقسیم مذکورہ
سے ملا ہو اور ہر ایک نے اپنا نصیب پورے ترکہ مین سے جان لیا اور جو کچھ بعد تقسیم کے اسکے حصہ مین پڑا ہے
اسکو جان پہچان لیا اور یہ بعد اسکے واقع ہوا کہ سبھون نے باہمی رضامندی سے قرعہ ڈالا ہے۔ اور اگر سبھون
نے باہمی رضامندی سے قرعہ نہ ڈالا ہو تو اسکے لکھنے سے سکوت کرے اور ہر ایک نے تمام وہ حصہ جو تقسیم سے
اسکے حصہ مین آیا ہے اپنے دوسرے شریکون کے اسکو تمام و کمال بدون مانع و منازع کے سپرد کرنے سے لیکر
اسپر قبضہ[52] کر لیا اور ہر ایک نے دوسرے کو اپنے ہر دعوے و خصومت و مطالبہ سے اس سب مین بری کر دیا
اور اقرار کیا کہ اس سب مین اسکا کوئی حق و دعوی بجانب شریکون کے یا کسی شریک کے باقی نہین رہا اور ہرگاہ
وہ کچھ دعوے کرے تو باطل و مردود ہوگا۔ اور سب حصہ دار راضی برضا بتفرق ابدان و اقوال متفرق ہوے
پس جو کچھ درک ان حصہ دارون مین سے کسی اسمین یا اسمین سے کسیقدر مین لاحق ہو تو اسکے شریکون پر اسکو
وہ تسلیم کرنا واجب ہوگا جو مقتضاے شرع ہو اور سبھون نے اپنے اوپر اس بات کے گواہ کر لیے آخر تک بدستور
اور اونٹون و گایون و بکریون وغیرہ کی تقسیم کی تحریر بھی اسی طور ہے اور ہر ایک کے ساتھ اس کے شیات و الوان
و صفات بیان کر دے۔ اور رقیق یعنی غلام و باندی سوا امام اعظم[53] انکی تقسیم مین خیر نہین جانتے ہین یعنی مکروہ جانتے
ہین اور صاحبین رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک جائز ہے پس اگر قاضی نے اسپر جبر کیا اور اپنا حکم قضا ایک مسئلہ

۵۱ جذاع یکسالہ اور ثنیہ دوسالہ اسی ترتیب سے ۱۲ — ۵۲ یعنے دوسرے شریکون کے سپرد کرنے سے قبضہ مین لیا تام و کمال ۱۲ — ۵۳ یعنے انکے نزدیک علیحدہ ہوتا ہے ... ہی جانورون مین شبہہ ہوتا ہے ۱۲

مختلف فیہ مجھکر حکم دیا تو اجماعی ہو جائیگا پس اسکے تحریر کی صورت یہ ہے کہ یہ وہ تحریر ہے کہ گواہ ہوئے تا این قول کہ اور انکے باپ نے چندین انسان و چندین غلام چھوڑے اور ان مین سے ایک غلام کا نام یہ ہے اور اسکی صفت و حلیہ یہ ہے اور دوسرے کا چنین و چنان ہے سب کا بیان کردے اور ایک باندی کا نام و حلیہ و صفت چنین و چنان اور دوسری کا علی ہذا القیاس اور یہ غلام بالغ ہو گئے اور یہ باندیان بالغہ ہو گئی ہین پس ان سبھون نے باہمی رضامندی سے انکی تقسیم چاہی یا لکھے کہ قرعہ ڈال کر چاہی یا لکھے کہ سبھون نے قاضی کے حضور مین مرافعہ کیا یا لکھے کہ پس ایک نے قاضی فلان سے مرافعہ کیا اور درخواست کی کہ باقی وارثون پر تقسیم کیواسطے جبر کرے اور یہ قاضی اسکو جائز جانتا تھا پس اسنے انکو اس تقسیم پر مجبور کیا اور فلان کو بھیجا جسنے ان کو بالضماف اندازہ کیا پس انکی قیمت اسقدر آنکی گئی اور یہ تقسیم ان لوگون مین قرعہ سے تھی پس اسنے ان مین قرعہ ڈالا پس فلان کو چنین پہونچا اور فلان کو چنان پہونچا - اور اگر یہ غلام و باندیان ان لوگون مین سوائے میراث کے بوجہ مشترک خرید وغیرہ کے مشترک ہون تو اسکو بیان کردے اور اگر میراث مین امتعہ ہون یا ظروف ہون یا کیلی یا وزنی چیزین ہون تو اسی قیاس پر جو اوپر مذکور ہوا ہے تحریر کرے لیکن مثلی مین قیمت تحریر نہ کرے - اور اگر میراث مین چند انواع و اقسام کا مال ہو تو اسکے تقسیم کی تحریر اس طرح ہے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہے جسپر گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا سب شاہد ہوئے ہین تا این قول کہ ان کا یہ باپ جسکا نام اس تحریر مین مذکور ہوا ہے مرگیا اور اسنے چند اقسام کا مال ان لوگون مین تین تہائی میراث چھوڑا پس حیوانات مین خیل اسقدر جسمین عربی گھوڑے اتنے جنکا سن و شیہ یہ ہے اور باقی چنین و چنان اور ابل اتنے جسمین اونٹ اتنے اور اونٹنیان اتنی اور خچرون کو بھی اسی طور پر تحریر کرے اور گدھے اتنے اور گائین اتنی اور بکریان اتنی ان سبکے شیات وغیرہ بیان کردے اور عقارات اتنے اسکے مواضع و حدود بیان کردے اور آراضی ودوکانون بھی اسی طرح بیان کردے اور فروش اتنے اور ظروف چنین و چنان سادے رسمی کپڑے اتنے اور نقود چنین و چنان یہ سب ترکہ چھوڑا اور وارثون مین یہی تین پسر چھوڑے اور اسکا ترکہ ان سب مین تین تہائی ہوا اور اگر اسنے مختلف حصص کے وارث چھوڑے مثلاً مادر و پدر و دو پسر و ایک دختر و ایک زوجہ اور انکے مثل تو لکھے کہ اور وارثون مین مادر و پدر فلانہ و فلان و جورو مسماۃ فلانہ و دو پسر فلان و فلان و ایک دختر مسماۃ فلانہ چھوڑی اور یہ سب مال ان سب مین بر فرائض اللہ تعالی میراث ہوا کہ جورو کیواسطے آٹھوان حصہ و مادر و پدر کیواسطے دو چھٹے حصے اور باقی اولاد کے درمیان مرد کو عورت سے دو چند کے حساب سے ہو پس اصل فریضہ چوبیس سہام سے اور اسکی تقسیم ایک سو بیس سہام سے ہوئی جسمین سے جورو کو (۱۵) اور والدین کو (۴۰) ہر ایک کو بیس بیس اور ہر پسر کیواسطے (۲۶) اور دختر کیواسطے (۱۳) سہام ہوئے اور تمام یہ ترکہ ایسے لوگون کے انداز کرنے سے جنکو آنکنے کا ملکہ ہے انداز کرایا گیا تو دو ہزار چار سو درم کا ہوا جسمین سے جورو کیواسطے تین سو درم اور باپ کیواسطے (۴۰۰) چار سو درم اور مان کے واسطے بھی اسیقدر اور ہر پسر کیواسطے پانچسو بیس درم اور دختر کے واسطے دو سو ساٹھ درم ہوئے پس جورو کے اسکے حصہ

کے عوض تمام وہ دار جو فلان مقام پر واقع ہو دیدیا گیا اور باپ کو تمام باغ انگور واقع موقع فلان دیدیا گیا اور
علی ہذا القیاس باقیون کو آخر تک تحریر کرے کذا فی الذخیرہ۔ اگر میراث مین حیوانات کے اعیان وصفات
سبھون نے پسند کیا کہ باہم اسکو رضامندی کے ساتھ تقسیم کر لین بعد ان سب کے ان حیوانات کے اعیان
وصفات وقیمت کی معرفت و انکو دیکھ لینے و نظر کر لینے اور اس سبب سے واقف ہو جانے کے مع خرچ کے
مہر وعدت کے نفقہ کے لگا کر تقسیم کیا اور حال یہ ہے کہ یہ میراث ان لوگون کو بطریق کے قبضہ و وصیت سے خالی
حاصل ہوئی ہے پس ان سبھون نے اسکو باہم تقسیم کیا پس فلان کو اسکے تمام حصہ میراث مین چندین درم اور تمام گھوڑا
سے چنین وتمام چنان حاصل ہوا اور فلان کو اسکے تمام حصہ میراث مین تمام چنین وتمام چنان حاصل ہوا
علی ہذا القیاس یہ سب تقسیم ان کی باہمی رضامندی تقسیمت صحیحہ جائزہ نافذہ اسکے درمیان جاری ہوئی اور کبھی اسی
صورت مین ایسا کرتے ہین کہ گھوڑون کی ایک قسم صحیح قرار دیتے ہین اور علی ہذا پس لکھے کہ انھون نے گھوڑون
کی ایک قسم صحیح قرار دی اور اونٹون کی ایک قسم اور گاؤن کی ایک قسم اور باہم راضی ہوے کہ یہ سب انمین
قرعہ ڈال کر بانٹ دیا جائے پس سب نے اپنے درمیان قرعہ ڈالا پس فلان کو چنان پہونچا اور فلان کو چنان
علی ہذا اور ہر ایک کو جو کچھ پہونچا ہے اسنے تسلیم صحیح از جانب دیگران اسپر قبضہ کر لیا اور ہر ایک نے بریت
کردی کہ اسنے تمام اپنا حصہ ترکہ وصول پایا اب اس کا اپنے شریکون مین سے کسی کی جانب کچھ نہین رہا اور
اپنے ہر دعوے سے اس ترکہ مین بریت کردی اور اس ترکہ مین کسی کا کچھ قرضہ نہ تھا اور اسمین سے کچھ کسی کا
قرضہ نہ تھا اور اگر کبھی وہ اسکی بابت کچھ اسپر دعوے کرے تو باطل و مردود ہوگا اور سب متفرق ہوے اور سب نے
ایک دوسرے کے واسطے درک کی ضمانت کر لی اور گواہ کر لیے اور تحریر کو تمام کرے اور ایک جماعت مشائخ
یعنے ضمانت درک و اشہاد دینا سو معلوم تحریر کرے ۱۲
کے نزدیک یہ امام اعظم و امام محمد و امام ابو یوسف کے قول کے خلاف ہے کہ اصناف مختلفہ مین قرعہ
ڈال کر تقسیم نہین جائز ہے اسواسطے کہ تقسیم مثل بیع کے ہے اور بیع بشرط قرعہ ڈالنے کے مثل کنکری پھینکنے
وغیرہ کے ہے پس چاہیے کہ ایسی تقسیم کے آخر مین حکم حاکم لاحق کیا جاوے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر وارثون کے
درمیان تقسیم واقع ہو اور بعض انمین سے غائب ہو تو لکھے کہ گواہ لوگ گواہ ہوے تا این قول کہ فلانہ عورت
مر گئی اور اسنے وارثون مین ایک شوہر غائب مسمی فلان بن فلان اور ایک پسر صغیر مسمی فلان بھی چھوڑا اور
ترکہ مین چنین وچنان مال جسکی قیمت اندازہ کرنے سے اسقدر ہوتی ہے چھوڑا اور فلان شخص بطریق نظر شرعی کے
از جانب فلان حاکم اس غرض سے نائب مقرر ہوا کہ ترکہ مقسومہ میان وارثان مین سے حصہ غائب پر قبضہ
کرے اور اسکے حاضر ہونے تک اسکی حفاظت کرے اور ترکہ ان وارثون مین بفرائض اللہ تعالی تقسیم کیا گیا
اور تقسیمت صحیحہ تمام محدود واقع موقع فلان اس شوہر غائب اور اس صغیر مذکور کے حصہ مین آیا اور فلان
غائب کے حصہ مین تمام چنین وچنان آیا پس اس نائب نے حصہ غائب مذکور بحکم نیابت مذکورہ بطور صحیح اپنے
قبضہ مین کر لیا اور یہ بتاریخ فلان ماہ فلان سنہ فلان واقع ہوا یہ ذخیرہ مین لکھا ہے

فصل نوزدہم ہبات وصدقات کے بیان مین۔ اہل شروط نے ہبہ وصدقہ کی ابتدا تحریر کرنے مین اختلاف کیا ہی پس امام ابو حنیفہؒ وانکے اصحاب[1] اس طرح لکھتے تھے کہ یہ تحریر فلان بن فلان بخاری کی ہی اور شیخ یوسف بن خالد لکھتے ہین کہ یہ تحریر اسکی ہی کہ ہبہ کیا فلان بن فلان نے اور طحاوی لکھتے تھے کہ ہذا ما وہب فلان بن فلان اور متاخرین اہل شروط اسی طرح لکھتے ہین جس طرح امام طحاوی لکھتے ہین کہ ہذا ما وھب فلان بن فلان انہ وہب من فلان اور امام محمدؒ ہبہ صدقہ مین ہبہ مجوزہ[2] وصدقہ مجوزہ نہین[3] لکھتے ہین اور عامہ اہل شروط اسکو لکھتے ہین اور اسکا لکھنا ضرور ہی اسواسطے کہ ہبہ بدون اسکے کہ مقبوضہ محوزہ ہو ہمارے نزدیک نہین جائز ہی جبھی جائز ہے کہ جب مقبوضہ محوزہ ہوجتی کہ جو چیز محتمل قسمت ہو اسمین ہبہ مشاع ہمارے نزدیک نہین جائز ہی بخلاف قول امام شافعیؒ کے اور صحت ہبہ وصدقہ کے واسطے عامہ علما کے نزدیک قبضہ شرط ہی بخلاف قول ابراہیم نخعی کے کہ وہ فرماتے ہین کہ اگر صدقہ کا اعلام کردیا تو جائز ہی اگرچہ اسپر قبضہ نہوا ہو۔ اور لکھے کہ یہ ہبہ صحیحہ جائزہ پھر اسکے بعد دیکھنا چاہیے کہ اگر ایسا ہبہ جس سے ہبہ کرنے والا رجوع نہین کرسکتا ہی جیسے جو روجو ما دمین سے ایک نے دوسرے کو ہبہ کیا یا اپنے ذی رحم محرم مین سے کسی کو ہبہ کیا جیسے بالغ پسر یا بالغہ دختر یا اپنی مان یا بھائی یا بھائی کے بیٹے یا اپنی بہن کو ہبہ کیا یا تو اقل مشیر کو یا دادا یا دادی یا چچا یا پھوپھی یا ماموں یا خالہ کو ہبہ کیا تو ایسی صورت مین بعد لکھنے ہبہ صحیحہ جائزہ کے لکھے بتۃ وبتلۃ یعنی قطعی ہے اور اس ہبہ سے واہب رجوع نہین کرسکتا ہے اور اگر ایسا ہبہ ہو جس سے رجوع کرسکتا ہی تو فقط بتۃ وبتلۃ لکھے اور اس سے زیادہ نہ لکھے اور شرح شروط الاصل مین لکھا ہی کہ ایسی صورت مین بتۃ وبتلۃ کا لفظ کبھی نہ لکھے۔ صورت تحریر ہبہ بنا بر اختیار متاخرین کے یہ ہو کہ یہ تحریر ہبہ فلان بر ابن فلان ہی کہ فلان نے اسکو تمام دار مشتملہ بیوت واقع مقام فلان و اسکے حدود بیان کردے پس اس واہب مذکورہ تحریر ہذا نے اس موہوب لہ مذکورہ تحریر ہذا کو تمام یہ دار محدودہ مذکورہ مع اسکے تمام حدود وحقوق وزمین وعمارت وسفل وعلو مع اسکے ستون وہر قلیل وکثیر کے جو اسمین اسکے حقوق سے ہی اور مع ہر چیز کے جو اسمین داخل اسکے حقوق سے ہی اور مع ہر چیز کے جو اس سے خارج اسکے حقوق سے ہی ہبہ کیا ہبہ صحیحہ جائزہ نافذہ محوزہ مقسومہ فارغہ جسمین کسی طرح فساد نہین[4] ہی بدون شرط عوض کے براہ صلہ وتبرع از واہب بحق موہوب لہ نہ بر سبیل تلجیہ ومواعدہ ہبہ کیا اور اس ہبہ کو اس موہوب لہ نے بالمواجہہ اسی مجلس ہبہ مین قبول کیا اور اس مجلس ہبہ مین اس موہوب لہ نے اسپر ایسی حالت مین قبضہ کیا کہ اس واہب نے یہ تمام اسکو ہر مانع وشاغل ومنازع سے خالی اسکے سپرد کرکے اسکے قبضہ پر موہوب لہ کو مسلط کردیا پس یہ دار مذکورہ اس موہوب لہ کے قبضہ مین بسبب اس ہبہ مذکورہ کے ہی اور ہبہ نامہ وصدقہ نامہ مین یہ نہین لکھے گا کہ دونون مجلس عقد سے بتفرق ابدان متفرق ہوے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور چاہیے اس طرح تحریر کرے کہ فلان نے بطوع خود اقرار کیا کہ اُسنے فلان کو تمام دار مشتملہ بیوت اسکے حدود بیان کردے ہبہ کیا باین طور

---

[1] محوزہ حوز وحیازت کرکے جمع کرنا ۱۲ [2] محوزہ اپنے تصرف مین کیا ہو ۱۲ [3] یعنی ہبہ خاصہ نہین ہی ۱۲

کہ اسکو ہبہ صحیحہ جائزہ الی آخرہ یہ تمام دار مذکورہ مع اسکے سب حدود و حقوق کے آخر تک بدستور مذکور لکھے واللہ تعالی اعلم۔ اور اگر موہوب باغ انگور ہو تو لکھے کہ مع اسکے سب حدود و حقوق و عمارت و اشجار مثمرہ و غیر مثمرہ و درختان انگور و اوپر کے وادی[1] ہاط و اعراس و انہار و سواقیہ و شرب مع اسکے مجاری و مسائل کے جو اسکے حقوق سے ہین سب ہبہ کیا اور اگر درختون پر پھل موجود ہون یا کسی درخت پر ایسے پتے ہون جنکی قیمت ہوتی ہے جیسے فرصاد کے پتے تو اسکا ذکر کر دینا ضروری ہے اسواسطے کہ بدون ذکر کے داخل نہونگے اور نہ داخل ہونے کی صورت مین ہبہ فاسد ہوگا اسواسطے کہ وہ صحت تسلیم سے مانع ہونگے اور اگر ہبہ بشرط عوض ہو تو لکھے کہ یہ تحریر ہبہ فلان براے فلان بشرط عوض ہے جو اسمین مذکور ہے کہ فلان نے اسکو تمام دار واقع موقع فلان محدود بحدود چنین و چنان ہبہ صحیحہ جائزہ نافذہ محوزہ مقبوضہ بین رجوع بدین شرط ہبہ کیا کہ موہوب لہ اسکو تمام باغ انگور واقع موقع فلان محدود بحدود چنین و چنان تعویض جائزہ نافذہ محوزہ مفرغہ مقبوضہ جس سے رجوع نہین ہے عوض دے پس موہوب لہ نے جسکو دار ہبہ کیا ہے۔ اس دار کے ہبہ کو بدین شرط مذکور قبول کیا اور دونون مین سے ہر ایک نے جو چیز اسکے واسطے اس ہبہ و تعویض مذکور کی وجہ سے ہو گئی ہے دوسرے کے یہ سب اسکو خالی از موانع تسلیم دے کر مسلط[2] کرنے سے اپنے قبضہ مین کر لی پس تمام یہ دار بوجہ اس ہبہ کیواسطے اس فلان کے ہوا اور تمام یہ باغ انگور بوجہ تعویض مذکور کے اس فلان کا ہوا اور دونون مین سے کسی کو دوسرے سے جو چیز اسکے قبضہ مین اس ہبہ و تعویض مذکور سے ہو گئی ہے رجوع کرنے کا اختیار نہین ہے دونون نے اسکا اقرار کیا اور دونون نے اپنے اقرار پر ان لوگون کو گواہ کر دیا جنھون نے اپنا نام اس تحریر کے آخر مین ثبت کیا ہے اور یہ تاریخ فلان از ماہ فلان سنہ فلان واقع ہوا واللہ تعالی اعلم۔ اور اگر ہبہ بدون شرط عوض کے ہو لیکن موہوب لہ نے واہب کو اسکے ہبہ کا عوض دیا تو یون لکھے کہ یہ تحریر اس عوض کی ہے جو فلان نے فلان کو اسکے دار کے بدلے مین دیا ہے جو اسنے اسکو ہبہ کر کے سپرد کر دیا ہے اور اسکی بابت دونون نے ایک تحریر لکھی ہے جسکی نقل یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم پس ہبہ نامہ کو اول سے آخر تک نقل کرے پھر لکھے کہ پھر اس موہوب لہ فلان نے اس فلان واہب کو اسکے اس ہبہ کے عوض یہ مال دیا اور واہب مذکور نے اسکی طرف سے قبول کر کے اسکے سپرد کرنے سے اسپر قبضہ کر لیا پس اس واہب کو اس موہوب مین رجوع کرنے کا اختیار نہ رہا اور اس موہوب لہ کو اس عوض مین جو اسنے دیا ہے رجوع کرنے کا اختیار بھی نہین رہا اور یہ فلان تاریخ واقع ہوا اور اگر موہوب ایسی چیز ہو جو قابل قسمت نہین ہے اور اسمین سے کسیقدر مشاع ہبہ کی گئی جیسے رقیق و حیوان و موتی وغیرہ تو اسکا ہبہ بلاخلاف جائز ہے اور لکھے کہ یہ تحریر یہ فلان براے فلان ہے کہ اسنے فلان چیز کے دو سہام مین سے سہم واحد مشاع اور وہ نصف ہے آخر تک بدستور معلوم تحریر کرے۔ اور اگر قابل قسمت چیز مین سے نصف مشاع مثلاً ہبہ کیا جیسے اراضی و باغ انگور و دار وغیرہ تو ہمارے نزدیک اسکا

---

[1] وہاط زمین پست و گڈھے کو کہتے ہین جیسے غار وکھتے یا ہمہ پست و بلند ۱۲ عبد [2] یعنی مسلط کیا کہ اسپر قبضہ کر لے پس دینا اور مسلط کرنا دونون لکھے ۱۲

ہبہ فاسد ہو بخلاف قول امام شافعیؒ کے کہ انکے نزدیک جائز ہو پس اگر ایسے ہبہ کی تحریر لکھے تو اس کے آخر مین حکم حاکم لاحق کردے کہ فلان حاکم نے حکام مسلمین مین سے بعد خصومت معتبرہ کے جو اسکے سامنے ان دونون متعاقدین کے درمیان واقع ہوئی ہو اس ہبہ کی صحت کا حکم دیدیا ہو اور اگر ایک شخص نے اپنا دار دو آدمیون کو ہبہ کیا تو امام اعظم رحمۃ کے نزدیک خواہ مساوی ہبہ کیا ہو یا بہ تفاوت ہبہ کیا ہو جائز نہین ہو اور امام ابو یوسف رحمۃ کے نزدیک اگر مساوی ہبہ کیا تو جائز ہو اور اگر بہ تفاوت (یعنی نصف نصف ۱۲) ہبہ کیا تو نہین جائز ہو اور امام محمدؒ کے نزدیک دونون طرح جائز ہو اور اسکی تحریر کی صورت یہ ہو کہ یہ تحریر ہبہ فلان برائے فلان و فلان ہو کہ اسنے تمام دار مشتملہ بیوت و حجرات واقع مقام فلان محدودہ بحدود چنین وچنان مع اسکے سب حدود و حقوق کے الی آخرہ بصفقۂ واحدہ (یعنی بجمع یکبارگی ۱۲) نصفاً نصفاً دونون کو ہبہ جائزہ نافذہ محوزہ[۱] مقبوضہ ہبہ کیا اور دونون نے ایک ساتھ اس سے اس دار محدودہ مذکورہ کا ہبہ قبول کیا اور دونون نے ایک ساتھ اس دار محدودہ مذکورہ پر اس واہب کے اس کو ان دونون کو سپرد کرنے اور دونون کو اسپر مسلط کرنے سے مجلس ہبہ مین قبضہ کرلیا پس یہ دار بحکم اس ہبہ کے ان دونون کے قبضہ مین دونون مین نصفاً نصفاً مملوک ہے اور اسکے آخر مین حکم حاکم لاحق کرے۔ اور اگر دو آدمیون نے ایک دار بصفقہ واحدہ ایک شخص کو ہبہ کیا تو لکھے کہ یہ تحریر ہبہ فلان و فلان برائے فلان ہو کہ دونون نے اسکو تمام وہ چیز ہبہ کی جسکی نسبت دونون نے بیان کیا ہو کہ یہ ہماری آدھی آدھی یا برابر یا تین تہائی مملوک ہو کہ تہائی فلان کی اور دو تہائی فلان کی ہو اور یہ چیز تمام دار واقع مقام فلان ہو اس کو ہبہ صحیحہ محوزہ مقبوضہ دونون نے ہبہ کیا اور موہوب لہ نے ان دونون مجموع سے یہ ہبہ قبول کیا اور دونون سے لیکر اس دار مذکورہ پر اس طرح قبضہ کیا کہ دونون نے ایکبارگی یہ دار مذکور اسکو سپرد کیا اور اسپر قبضہ کرنے پر مسلط کیا اور یہ فلان تاریخ واقع ہوا۔ اور اگر کسی نے کسی صغیر اجنبی کو ہبہ کیا تو لکھے کہ یہ تحریر ہبہ فلان برائے صغیر فلان بن فلان ہو کہ اسکو یہ چیز بہبہ صحیحہ جائزہ نافذہ محوزہ مقبوضہ ہبہ کی اور اس صغیر کے باپ فلان بن فلان نے یہ ہبہ واسطے اپنے صغیر پسر مذکور کے بولایت پدری قبول کیا۔ اور اگر اس صغیر کا باپ نہ ہو مان ہو تو لکھے کہ اس صغیر کی مان فلانہ نے یہ ہبہ اپنے اس صغیر کے واسطے جو اسکی پرورش مین ہو اور اسکا باپ مرگیا ہو اور اسکا کوئی وصی نہین ہو قبول کیا اور اگر صغیر کی مان بھی نہو اور وہ اپنے چچا یا مامون کسی قریب کی پرورش مین ہو تو لکھے کہ صغیر کے چچا فلان نے یا مامون فلان نے صغیر کیواسطے یہ ہبہ قبول کیا اور درحال یہ ہو کہ اس کا باپ نہین ہو اور نہ وصی ہو جو اسکے امور کا متولی ہو اور اگر صغیر مذکور عاقل ممیز ہو تو لکھے کہ اس صغیر نے یہ ہبہ قبول کیا درحالیکہ وہ عاقل ممیز ہو اور اسکا باپ مرگیا ہو اور اسکا کوئی وصی نہین ہو جو اسکے امور کا متولی ہو اور نہ اسکا کوئی ایسا قریب ہو جسکی پرورش مین ہو اور اس موہوب لہ نے یہ مال ہبہ اس واہب کے اسکو خالی از مانع و منازع سپرد کرنے سے اپنے قبضہ مین کرلیا اور یہ فلان تاریخ واقع ہوا اگر کسی شخص نے اپنے فرزند صغیر کو ہبہ کیا تو لکھے

[۱] قول اسیطرح نسخہ مین ہو اور اسمین تامل یہ ہو کہ حیازت و اشاعت جمع ہونے کے کیا معنی ہین شاید کل محوزہ ہو ۱۲

کہ یہ تحریر ہبہ فلان واسطے اپنے فرزند صغیر فلان کے ہی کہ اسکو تمام دار واقع مقام فلان محدودہ بحدود چنین وچنان الی آخرہ یہانتک کہ قبضہ کا ذکر آوے تو لکھے کہ اس باپ نے اس صغیر کے واسطے یہ سب بولایت پدری اپنی ذات سے لیکر قبضہ کرلیا اور امام نجم الدین نسفیؒ نے اپنے شروط مین باپ کا قبضہ کرنا ذکر کیا ہی اور امام محمدؒ نے شروط الاصل مین باپ کا قبضہ ذکر نہین کیا ہی اور شیخ (نجم الدین نسفی رحمہ ۱۲) نے فرمایا کہ اسواسطے ذکر کردیا جاوے کہ ہبہ باپ کے قبضہ مین ہے اور باپ کا قبضہ صغیر کے قبضہ کا نائب ہوگا اور ہبۃ الاصل مین فرمایا کہ یہ صورت اور قبضہ اسواسطے ہوتا ہی کہ معلوم ہو جاوے کہ کیا ہبہ کیا ہی اور اسی طرح امام محمدؒ نے اس ہبہ مین باپ کا قبول کرنا بھی ذکر نہین کیا اسواسطے کہ آدمی جو کچھ اپنے فرزند صغیر کو ہبہ کرے اسمین قبول شرط نہین ہی - اور شیخ نجم الدین نے فرمایا کہ اسی طرح اگر مان نے ہبہ کیا اور باپ مرچکا ہو تو قبضہ مان کا ذکر کرے اور کتابت کی یہی صورت ہی واللہ تعالیٰ اعلم - اگر ایک شخص نے اپنا قرضہ قرضدار کے سواے دوسرے کو ہبہ کیا تو لکھے کہ یہ تحریر ہبہ زید براے عمرو ہی کہ زید نے عمرو کو اپنا تمام قرضہ جو اسکا بکر پر آتا ہی جسکی بابت بتاریخ فلان بگواہی فلان وفلان دستاویز لکھی ہی یہ سب قرضہ اس کو ہبہ صحیحہ ہبہ کیا اور عمرو کو مسلط کردیا کہ بکر سے اسکا مطالبہ کرے اور اسکی بابت اس سے مخاصمہ کرے اور اگر وہ منکر ہو تو اسکو اسپر ثابت کرے اور اپنے واسطے اسکو اس سے یا اس شخص سے جو اداے قرضہ مذکور مین بکر کے قائم مقام ہو وصول کرے اور عمرو نے یہ ہبہ اور تمام وہ امور جو اسکی طرف اس ہبہ نامہ مین مسند (منسوب ۱۲) کیے گئے ہین قبول کیے - اور اگر قرضدار کو قرضہ ہبہ کیا تو لکھے کہ یہ ہبہ فلان براے فلان ہی کہ اسکو اپنا تمام قرضہ جو اسپر آتا ہی اور وہ اسقدر ہی ہبہ صحیحہ ہبہ کیا اور فلان نے اس سے یہ ہبہ بقبول صحیح قبول کیا اور اگر عورت نے اپنا مہر اپنے خاوند کو ہبہ کیا تو لکھے کہ فلانہ عورت نے اپنا تمام مہر جو اسکا اسکے شوہر فلان پر ہے اور وہ اسقدر ہی بہبہ صحیحہ بطور صلہ و مراعات حق شوہری بدون شرط عوض کے ہبہ کیا اور اسکو اس سے بابراء صحیح بری کیا پس اسنے اس عورت کا یہ ہبہ اور یہ ابراء بالمواجہہ قبول کیا اور عورت مذکورہ کا اس شوہر پر بعد اس ہبہ وابراء کے اس مہر مین سے کچھ قلیل وکثیر نہین رہا پس اگر بعد اسکے کبھی اسمین سے کچھ دعوے کرے تو اسکا دعویٰ باطل ومردود ہوگا پس شیخ نجم الدین نے اپنے شروط مین اسکی تحریر اسی طریق سے لکھی ہی اور جسپر قرضہ ہی اسکا ہبہ قبول کرنا شرط کیا ہی اور ایسا ہی شمس الائمہ سرخسی نے اپنی شرح مین ذکر کیا ہی اور ایسا ہی واقعات ناطفی مین مذکور ہی اور عامہ مشائخ نے شرح کتاب الکفالت اور شرح کتاب الہبۃ مین ذکر کیا کہ قرضہ اسی قرضدار کو ہبہ کرنا بدون قبول کے تمام ہوجاتا ہے - اور یہ سب حق اصیل مین ہی اور حق کفیل مین بالاتفاق یہ بات ہی کہ جو قرضہ اسپر ہی اگر اسکو ہبہ کیا تو بدون قبول کے ہبہ تمام نہوگا اور اگر اپنا دار یا اور کوئی چیز کسی فقیر کو صدقہ دے تو لکھے کہ یہ تحریر تصدق فلان بر فلان ہی کہ اپنا پورا دار واقع مقام فلان محدودہ بحدود چنین وچنان مع اسکے حدود وحقوق کے بصدقہ صحیحہ جائزہ نافذہ اسکو صدقہ دیدیا جسمین فساد نہین ہی اور نہ رجعت ہی اور نہ شرط عوض ہی خالصۃً لوجہ اللہ تعالیٰ وطلب رضاے اوتعالیٰ وبامید ثواب وخوف عقاب صدقہ دیدیا ہی - اور اس متصدق علیہ نے تمام اس دار محدودہ پر بحکم صدقہ مذکورہ اس متصدق کے سپرد

کرنے سے قبضہ کرلیا اور ہمنے متصدق کے سپرد کرنے سے متصدق علیہ کا قبضہ کرنا شرط کیا اسی وجہ سے جو ہم نے ہبہ کی صورت مین بیان کردی ہی پھر لکھے کہ بعد اس صدقہ وسپرد کرنے کے اس متصدق کا اسمین کوئی حق و دعوے وخصومت ومطالبہ کسی وجہ سے نہین رہا اور بعد اسکے اگر کبھی یہ متصدق اسمین کوئی دعوے کرے تو وہ باطل ومردود ہوگا آخر تک کذا فی الذخیرہ پس صدقہ کی صورت مین وہی تحریر کرے جو ہبہ مین تحریر کرتا ہے اسقدر زیادہ لکھے کہ خالصۃً لوجہ اللہ تعالیٰ وطلب رضاے او تعالیٰ وامید ثواب الٰہی کذا فی الظہیریہ

فصل ہشتم وصیت کے بیان مین۔ وصیت در معنی ہبہ وصدقہ ہی اسواسطے کہ وصیت یا تو فقیر کیواسطے ہوگی یا غنی کے واسطے ہوگی پس اگر فقیر کیواسطے ہو تو بمعنی صدقہ ہوئی۔ اور اگر غنی کیواسطے ہوگی تو بمعنی ہبہ ہوگی پس اسمین دونون کے ساتھ لاحق کیجائیگی پس ہم کہتے ہین کہ اگر وصیت کی تحریر لکھنی چاہی تو اسکا طرز وہی ہے۔ اور امام اعظم رح نے ایک شخص کو جسنے اسکی درخواست کی تھی بالبداہتہ لکھوا دیا تھا اور وہ یہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ تحریر اسکی ہے کہ جسکی وصیت کی کہ فلان بن فلان نے اور وہ شہادت دیتا ہے کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لم یلد ولم یولد ولم یتخذ صاحبۃ ولا ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل وہو الکبیر المتعال وان محمدا عبدہ ورسولہ وامینہ علی وحیہ وان الجنۃ حق وان النار حق وان الساعۃ آتیۃ لا ریب فیہا وان اللہ یبعث من فی القبور یرغب الی اللہ تعالیٰ ان یتم علیہ فی ذلک نعمتہ وان لا یسلبہ ما وہب لہ مما امتن بہ علیہ حتی یتوفاہ الیہ فان لہ الملک وبیدہ الخیر وہو علی کل شیء قدیر۔ اور اس فلان نے اپنی اولاد و اہل قرابت و برادری کو اور جو اسکے حکم کی اطاعت کرے اس چیز کی وصیت کی جسکی حضرت ابراہیم ویعقوب علیہما السلام نے اپنے فرزندون کو وصیت کی تھی کہ اے میرے بیٹو البتہ اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا ہی تمھارے واسطے دین کو پس ہرگز نہ مرنا تم الا درحالیکہ تم مسلمان ہو اور ان سب کو وصیت کی اللہ تعالیٰ سے جیسا ڈرنا چاہیے ہی اس طرح ڈرین اور اپنے پوشیدہ وظاہر معاملات مین اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرین اپنے قول مین اور اپنے فعل مین سب مین اور اسکی فرمانبرداری کو اپنے اوپر لازم کرین اور اسکی نافرمانی سے دور رہین اور دین کو اچھی طرح قائم رکھین اور اسمین متفرق و مختلف نہون۔ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و اسکے حکم کے ساتھ تمسک سے باز نہ رہین اور فلان نے اقرار کیا کہ اسپر فلان کا اسقدر و فلان کا اسقدر قرضہ ہے پس قرضخواہ کا نام اور اسکے باپ و دادا کا نام بیان کردے اور وصیت کی کہ اگر اسکو حادثہ موت پیش آوے تو اسکی تجہیز و تکفین سے فارغ ہونیکے بعد اسکے تمام قرضے ادا کیے جاوین پھر اسکے باقی ترکہ مین سے تہائی مال چنین و چنان مین صرف کیا جاوے پھر بعد قرضہ و انفاذ وصیتون کے جو باقی رہے وہ میرے وارثون کے درمیان میراث ہو اور وہ فلان و فلان ہین انہین پر فرائض اللہ تعالیٰ جو اسنے ہر ایک کیواسطے مقرر کی ہی مشترک ہوگا اور مجھے اختیار ہے کہ تہائی مال مین جو مین نے وصیت کی ہی اسمین تغیر و تبدل کرون اور جو مین چاہون اس سے رجوع۔

ف ۱ ان کلمات سے اظہار ایمان وعقیدہ حق ہی ۱۲ اسکے قال المترجم اس باب مین گاہے بصیغہ متکلم اور گاہے بصیغہ غائب یعنی از موصی واقع ہوئی ہی بنظر تقسیم پس اگر کاتب خود موصی ہو تو بصیغہ متکلم اور اگر دوسرا ہو تو بصیغہ غائب تحریر کرے گا اسکو یاد رکھنا چاہیے ۱۲ منہ

کرون اور اپنی راے کو شکست کر دون اور موصی لہ لوگون مین سے جسکو چاہون بدل دون پس اگر مر جاؤن تو میری وصیتین اسی طور پر نافذ ہونگی جس حال پر چھوڑ کر مرا ہون - اور مین نے فلان کو اپنی وفات کے بعد اپنے تمام امور کیواسطے وصی کیا اور فلان نے اس وصیت کو بالمواجہہ قبول کیا اسکے گواہ کر لیے گئے ہین یہ پوری وصیت کی تحریر ہو کذا فی الظہیریہ - تحریر وصیت جامعہ یہ تحریر اس وصیت کی ہو جو بندہ ضعیف فی نفسہ محتاج رحمت پروردگار مسمے فلان نے اپنی حالت ثبات عقل و بہمہ وجوہ جواز تصرفات مین وصیت کی ہو اور وہ گواہی دیتا ہو کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وہو حی لا یموت بیدہ الخیر وہو علی کل شئ قدیر ولم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد لم یتخذ صاحبۃ ولا ولدا ولم یکن لہ شریک فی حکمہ احد ویشہد ان محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم عبدہ وصفیہ ورسولہ وامینہ وعلی وحیہ وارسلہ بالہدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون اور گواہی دیتا ہو کہ جنت حق ہو اور دوزخ حق ہو اور راہ صراط حق ہو اور قیامت ضرور آنے والی ہو اسمین کچھ شک نہین ہو اور اللہ تعالی قبرون کے مردون کو اٹھا دیگا و انہ قد رضی باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا وبالقرآن اماما وبالکعبۃ قبلۃ وبالمومنین اخوانا علی ذلک یحیی وعلی ذلک یموت - وعلی ذلک یبعث انشاء اللہ تعالی متبتلا الی اللہ ان ینعم علیہ فی ذلک نعمۃ وان لا یسلبہ وما وہب لہ وما انفق بہ علیہ حتی یتوفاہ الیہ فان لہ الملک وبیدہ الخیر وہو علی کل شئ قدیر ویشہد ان یخرج من ہذہ الدنیا الغدارۃ المکارۃ الخداعۃ تائبا الی اللہ تعالی نادما علی ما فرط فیہا متاسفا علی ما قصر فیہ مستغفرا من کل ذنب ذالتہ بدرت منہ موکلا من خالقہ ورازقہ تبارک اسمہ قبول توبتہ واقالۃ عثرتہ راجیا عفوا وغفرانا اذ وعد ذلک عبادہ فیما انزل علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال وہو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفو عن السیات وقولہ صدق ووعدہ حق سبقت رحمتہ علی غضبہ وہو الغفور الرحیم - اور اپنے پس ماندگان وارثان ودوستان واولیا کو اور جو میری بات کو مانے یہ وصیت کرتا ہون کہ تم لوگ اللہ تعالی کی عبادت عابدون مین شامل ہو کر کرو اور اسکی حمد اسکی حمد کرنیوالون مین داخل ہو کر کرو اور جماعت مسلمین کیواسطے خیرخواہی کرو اور ڈرو اللہ تعالی سے جیسا چاہیے ہو اور اپنے درمیان اصلاح رکھو اور اللہ تعالی اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرو اور مومنین امانت دار ہو جاؤ اور رہو تمکو وہی وصیت کرتا ہون جو ابراہیم ویعقوب علیہما السلام نے اپنے فرزندون کو کی تھی کہ اللہ تعالی نے ہمارے واسطے دین برگزیدہ کیا ہو اور وہ اسلام ہو پس تم نہ مرنا الا در حالیکہ تم مسلمان ہو اور مین تمکو وصیت کرتا ہون کہ پوشیدہ و ظاہر و قول و فعل مین اللہ تعالی کی اطاعت کرو اور اسکی فرمانبرداری کو اپنے اوپر لازم کر لو اور اسکی نافرمانی سے باز رہو اور دین کو اور نماز کو اچھی طرح قائم کرو اور دین مین مختلف نہو - اور وصیت کرتا ہون کہ اگر مجھکو حادثہ موت پیش آوے جسکو اللہ تعالی نے اپنے بندون کے درمیان بعدل مقرر کیا ہو اور اپنی مخلوقات پر حتمی کر دیا ہو کسیکو اس سے چھٹکارا و نجات نہین ہو بلکہ اللہ تعالی نے بندہ کے واسطے سب سے بہتر دن وہی رکھا ہو جسدن وہ اپنے پروردگار سے ملیگا تو تم لوگ پہلے میرے ترکہ مین سے تجہیز و تکفین و تدفین کرو اور تین روز تک اہل تعزیت کو بطور

معروف موافق سنت کے بدون اسراف وتبذیر وبخیلی کے نفقہ دو اور پھر لوگون کے جو قرضے مجھپر ہین وہ ادا کردو پھر لوگون سے میرے قرضے وصول کرو اور ودیعتین وامانتین جن لوگون کی میرے پاس ہین سب واپس کردو اور میرے تہائی مال سے میری وصیتین نافذ کرو اور اسمین کچھ تغیر وتبدل نہ کرو فمن[1] بدلہ بعد ما سمعہ فانما اثمہ علی الذین یبدلونہ ان اللہ سمیع علیم اور مین اقرار کرتا ہون کہ مجھپر فلان کا اتنے درم قرضہ بدستاویز قبالہ مورخہ تاریخ فلان ہے اور فلان کا اسقدر قرضہ بغیر قبالہ ہے اور فلان کا اسقدر بدین سبب ہے اور میرے جو قرضے لوگون پر ہین ازانجملہ فلان پر اسقدر بذریعہ دستاویز مورخہ تاریخ فلان ہے و فلان بن فلان پر اسقدر ہے اور اعیان و اموال جو اسکی ملک مین ہین یعنی میری املاک مین ہین پس دار واقع مقام فلان اسکے حدود بیان کردے اور باغ انگور واقع مقام فلان اسکے حدود بیان کردے اور آراضی واقع دیہ فلان اور اسکے حدود بیان کردے اور دوکانین واقع بازار فلان اور انکے حدود بیان کردے اسی طرح تمام عقارات کو بیان کردے اور غلامون مین سے اتنے اور باندیون مین سے اتنی باندیان ان سب کے نام وحلیہ بیان کردے اور سونے وچاندی مین اتنا اتنا اور حیوانات مین چنین و چنان از مال تجارت دوکانون وحجرہ مین اتنا اتنا اور دار مین ظروف پتیلی و برنجی اور خشب کے اتنے اتنے ہین اور فروش وبساط ومتاع بیت وکیلی ووزنی سب بیان کردے پس اسکا تمام مال واعیان مذکورہ مفصلہ ہین انکے سواے نہین ہین پس وصیت کرتا ہون کہ اسمین سے پہلے میرا قرضہ ادا کیا جاے پھر لوگون پر جو میرا قرضہ آتا ہے وہ وصول کیا جاوے پھر مبلغ ترکہ دیکھا جاوے کہ اہل عدل وامانت وصدق مقال مین جو لوگ مشہور ہین کہ انکو اندازہ کرنے کا ملکہ ہے ان سے قیمت اندازہ کرائی جاوے پس اسمین سے پوری تہائی نکالی جاوے یا لکھے کہ اسمین سے اسقدر درم اسکی وصیتون کیواسطے نکالے جاوین پس انمین سے فلان شخص کو جس نے اپنی طرف سے حج وعمرہ کیا ہے دیا جاوے تاکہ وہ موصی کیطرف سے حج وعمرہ بوصف قران ادا کرے یا لکھے کہ حج وعمرہ بوصف تمتع ادا کرے یا لکھے کہ حج وعمرہ بافراد ادا کرے اور اسقدر دیا جاوے کہ موصی کے گھر سے جاکر واپس آنے تک اسکے طعام ولباس وسواری وتمام اخراجات ضروریہ کیواسطے جنکی حاجیون کو ضرورت ہوتی ہے کافی ہووے یا فلان کو دیے جاوین کہ وہ اس موصی کیطرف سے حج کرے پس اگر فلان مذکور اس سے انکار کرے تو وصی کو چاہیے کہ لوگون مین جسکو پسند کرے اس سے یہ کام لے کہ وہ موصی کی طرف سے حج کرے پس ایسا شخص اختیار کرے جو اسکے لائق ہے کہ وہ مرد عفیف ثقہ ہو جسنے حج اور عمرہ ادا کیا ہے پس اسکو آمد ورفت کا خرچہ بطور معروف بدون اسراف وبخیلی کے دیدے اور نفقہ اسقدر درم دے پس اگر اسمین سے کچھ باقی رہجاوے تو وہ اسکے واسطے وصیت نہوگا اور اگر چاہے کہ ماموربحج کو گنجایش دے تو لکھے کہ اور ماموربحج کو اجازت دیدی کہ جب اسکو کوئی مرض یا مانع ایسا پیش آجاوے جو اسکو پورا کرنے سے مانع ہو تو وہ باقی مال ایسے شخص ثقہ کو دیدے جو اس کام کو پورا کر سکتا ہے پس اسکو حکم کرے کہ جو کام اسپر پورا کرنا تھا

[1] سلہ پھر جسنے بعد سننے کے اس وصیت کو بدلا تو انھین پر گناہ ہے جو بدلین آخر تک آیت سورہ بقر ۱۲

وہ پورا کردے اور اسمین اسکو اپنے قائم مقام کردے جو وہ کریگا وہ جائز تصور ہوگا - اور اس کو اجازت دیدے کہ اسکا جی چاہے ان درمون کو اپنے یا اپنے رفیقون کے درمون مین ملا وے یہ امر اسکے تفویض کردے اسپر تنگی نہ کرے - اور اگر موصی پر اتنی مدت نمازہاے فریضہ ہین انمین سے ہر نماز کے واسطے نصف صاع گندم یا ایک صاع شعیر یا ایک صاع خرما یا اسقدر نقد جو انمین سے کسی کی قیمت پوری ہو فی مسلمان مسکینون کو دیدے اور جو اسپر زکوٰۃ باقی ہو اسکے واسطے اسقدر درم فقیرون کو دیدے اور اسقدر درمون سے اتنے رقبات سالم از عیوب خریدے اور انکو موصی کے کفارات قسم یا لکھے کہ کفارات ظہار یا کفارات شکست روزہ رمضان کیواسطے آزاد کرے اگر وصیت کی تعمیر فلان پل مین اسقدر و فلان رباط مین[۲] اسقدر و فلان مسجد کے بوریے وپیال و روغن چراغ کے واسطے اسقدر صرف کیا جاوے اور اتنی بکریان یا گائین یا اونٹ سالم از عیوب خریدے جاوین پس بروز بقرعید ان کی قربانی کردی جاوے اور انکا گوشت و پوست وچربی وسری و پائے واوجھڑی وغیرہ جس سے انتفاع حاصل کیا جاتا ہے فقیر و مسکینون کو صدقہ دیدیے جاوین اور حالب وذابح وسلاخ کی اجرت دیدی جاوے اور وصی کو گنجائش دیدے کہ وصی کو اختیار دیدیا کہ جسکو چاہے دے اور جسکو چاہے نہ دے اور جسکو چاہے زیادہ دے اور جسکو چاہے کم دے بعد از انکہ اسکا قصد بطرز ثواب وحصول ثواب ہو اور وصی کو اختیار رہے چاہے خود اسمین سے بطور معروف کھاوے اور اپنی عیال مین سے جسکو چاہے کھلاوے اور اتنے من روٹیان خریدے اور اسکی وفات کے وقت فقیرون و مسکینون کو صدقہ کردے اور ایام گرما مین ہر جمعہ کے روز فلان سقایہ مین برف کا پانی رکھے کہ راہ گیر و مسافر اس سے پیین اور فلان مدرسہ کے طالبعلمون کو اسقدر درم تقسیم کرے اور وہان کے مدرس کو کم و بیش دینے کا اختیار رہے اور اتنے کپڑے خرید کر فقیرون اور مسکینون کو بانٹ دے اور فلان کو اتنے درم دیدے اور فلان کو اسکا وہ جبہ دیدے جو ایسا ہو اور فلان کو اسکا عمامہ تو زیہ[۳] دیدے اور فلان کو اسکا بچھونا ولحاف دیدے اور جنپر وہ بیٹھا کرتا تھا وہ قالین وغیرہ فلان مسجد مین لیجا کر وقف رکھے تاکہ جس روز فلان وعظ فرماتا ہے منبر پر اسکے نیچے بچھایا جاوے اور اسیواسطے رکھ چھوڑا جاوے اور اس فلان وعظ کے بعد بھی جو شخص اس مسجد مین وعظ فرمانے کے واسطے ہو اسکے لیے رکھا جاوے پس یہ سب صورتین بھی اگر مجتمع ہون تو انکو تحریر کرے اور اگر کوئی بات ان سے زیادہ ہو تو تحریر مین بڑھائی جاوے اور اگر کم ہو تو تحریر مین گھٹائی جاوے اور اسکے عدد[۴] وصایا کے بعد لکھے کہ اس موصی کو اختیار ہے کہ اپنی وصیتون مین جو اسنے تہائی مال مین کی ہین تغیر کرے اور جس سے چاہے رجوع کرے اور جسمین چاہے جسقدر کمی کردے اور جن لوگون کے واسطے وصیت کی ہے انمین سے جسکو چاہے بدلدے پھر اگر گیا تو جس حالت پر چھوڑ کر مرا ہے اسی موافق اسکی وصیتین نافذ کردیجاوینگی اور مال وصیت کے بعد جو کچھ اسکا مال باقی رہجاوے وہ اسکے وارثون فلان و فلان کے درمیان بر فرائض الٰہی تقسیم ہوگا کہ فلان کو اتنا اور فلان کو اتنا یعنی سہام معلومہ ششم

---

[۱] اسکا وصف مفصل بیان کردے ورنہ امام اعظم کے نزدیک جائز ہوگا ۱۲ [۲] توزیہ قسم عمامہ کی اس دیار مین معروف تھی ۱۲ [۳] یعنی اپنے اگر خود کاتب ہو یا اسکے اگر دوسرا کاتب ہے ۱۲

وسوم وچہارم وہشتم ونصف وباقی اور اسنے اس سب کیواسطے اور اپنی وفات کے بعد اپنے تمام امور کیواسطے اور اپنی
اولاد خردسال یا ولد خردسال یا دو فرزند خردسال جیسا ہو اسکے امور کیواسطے فلان شخص کو وصی مقرر کیا جس کی
دیانت وصیانت و امانت وکفایت وشفقت اسکے ذہن نشین ہی اور فلان نے اس سے اس وصایت کو بالمواجہہ
وبالمشافہہ بقبول صحیح قبول کیا اور دونون نے اپنے نفس پر سب کے گواہ کر لیے جنکا نام آخر تحریر مین مثبت ہی اور
لگاہے اس مقام پر یہ عبارت بڑھائی جاتی ہی کہ اور اسکو وصیت کی کہ ان سب مین وہ موصی اور اپنے واسطے نظر
رکھے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اسکے غضب کا خیال رکھے اور اپنے پوشیدہ وظاہر پر اللہ تعالیٰ کو خبردار جانے
اور اس موصی نے جو کچھ اسکی طرف عہد کیا ہی اور جسکا اسکو حکم کیا ہی خلاف نہ کرے اور اس موصی نے بیان کیا کہ یہ
اسکی آخر وصیت ہی اور جو وصیت اسنے اس سے پہلے کی ہو رجوع کیا اور اسکو باطل وفسخ کر دیا اور یہ وصی آخری وصی
ہی جسکو مقرر کیا ہی اسکے سوائے اسکا کوئی وصی نہین ہی اور ہر وصی جو اس سے پہلے ہو مین نے اس کو وصایت سے
خارج کر دیا اور اس موصی نے اقرار کیا کہ اسنے فلان کو اپنے وصی اس فلان پر مشرف کیا ہے حتیٰ کہ بدون اسکے علم
واجازت کے کوئی کام وکوئی تصرف نہ کرے اور اگر اسنے کوئی بات اسکے بدون علم واجازت کے صادر کی تو وہ
باطل ومردود ہوگی اور اس سب کے اپنے نفس پر گواہ کر دئے اور تحریر کو ختم کر دے اور کبھی اسمین مبالغہ کیا جاتا ہی
پس اس طرح لکھا جاتا ہی کہ اسنے اپنی یہ وصیتین بجانب فلان مسند کین اور اسکو بعد اپنی وفات کے اپنے تمام ترکہ کا اور
اسناد کسی کی طرف اضافت ونسبت کرنا ہے ۱۲
اپنے قرضہ وصول کرنے کا اور جو اسپر قرضے ہین انکے ادا کرنے کا اور اپنی وصایائے مذکورہ کے نافذ کرنے کا جنکا نافذ
کرنا انمین سے اسکے ترکہ مین سے واجب ہو اور اپنے ہر خردسال اولاد کے متولی ہونے کا وصی کیا اور جن امور
کی اسکو وصیت کی ہی جنکا ذکر کیا گیا انمین جس طرح اپنی زندگی مین خود ہی بعد وفات اپنی کے اسکو اپنے قائم مقام
کیا اور ان باتون مین سے جس بات کے واسطے چاہے اپنی حیات مین اور اپنی وفات کے بعد جسکو چاہے وکیلون ووصیون
مین سے اپنی پسند رائے پر مقرر کرے اور جب چاہے مقرر کرے جتنی دفعہ چاہے مقرر کرے اور اس سب مین
اسکے امور جائز متصور ہونگے اور بدین شرط کہ جسکو ان امور مذکورہ مین سے کسی امر کی ولایت بعد موت اس
موصی کے حاصل ہوئی وہ از جانب موصی مذکور ہوگی پس وکیلون اور وصیون مین سے جسکو اس وصی نے متولی
مقرر کیا اسکو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے وکیل و وصی مقرر کرے اور اسکو وکیلون و وصیون کے بدل دینے کا بھی
اختیار ہوگا اسکے تصرفات اسیطرح جائز ہون گے جیسے اس وصی کے ہین جسکو اسنے مقرر کیا ہی حتیٰ کہ وہ مابقی قرضہ ادا
کریگا اور لوگون پر جو باقی قرضے رہ گئے ہون گے انکو وصول کریگا اور مابقی ترکہ پر قبضہ کریگا پس اس سب وصیت کو
اس وصی نے بالمواجہہ خطاباً قبول کیا اور تحریر کو تمام کرے - اور اگر کسی شخص کے واسطے وصایت کی کہ اگر اسکا بیٹا
یعنی ان سب امور کا اس سے خطاب کیا ۱۲
فلان بالغ ہونے پر صالح ہو تو وہ وصی ہوگا تو وصی کے اسکو قبول کرنے سے پہلے تحریر کرے کہ وصیت کی کہ
اگر اسکا بیٹا فلان جب بالغ ہو تو صالح ہو اور اس وصایت کی صلاحیت رکھتا ہو کہ اس کا متولی ہو اور اسنے
اس وصایت کو جس طرح اسکے باپ نے وصیت کی ہی قبول کیا تو وہی اس سب کا وصی ہوگا - اور اگر دو شخص وصی

مقرر کیے تو لکھے کہ فلان وفلان کو اُسکا وصی مقرر کیا کہ اُسپر جو قرضے ہین انکو ادا کرین اور اسکی وصیتین نافذ کرین اور اسکے تمام امور کے اُسکی موت کے بعد متولی ہون کہ دونون اکٹھا اس سب کو انجام دین اور تنہا تنہا انجام دین پس ہر ایک ان دونون مین سے جائز الوصیت ونافذ الوصیت ونافذ الامر ان سب مین ہوگا اور اگر کہا کہ دونون اسکو انجام دین پس اگر ایک نے اعیان مین اور دوسرے نے دیون یا ایک نے بعض امور مین اور دوسرے نے بعض امور مین یا ایک نے اس بیٹے کے تولی کا اور دوسرے نے دوسرے بیٹے کے تولی کا کام انجام دیا پس اگر اسنے مطلق چھوڑا ہو تو دونون اسمین وصی ہونگے اور اگر اسنے خصوصیت کر دی تو تخصیص کے موافق ہوگا اور اسکو یون لکھنا چاہیے کہ فلان کو اپنے قرضہ ادا کرنے کیواسطے خاصۃً وصی کیا کہ بعد اسکی موت کے اسکے قرضے ادا کرے سواے دوسرے کامون کے اور فلان کو وصی کیا کہ خاصتًا اسکی وصیتین نافذ کرے سواے دوسرے امور کے تاکہ ہر ایک اس کام مین بعدل و انصاف قیام کرے جبکی اسکو وصیت کی ہے پس دونون نے اس بات کو بالمواجہہ قبول کیا اور فلان کو بعد موت اپنی کے ہر مال عین کی حفاظت کیواسطے اور اسکے مصالح کی پرداخت کیواسطے خاصتہً کیل کیا ہے اسکے سواے دوسرے امور کے لیے۔ اور فلان کو اپنے تمام متروکہ شہر فلان کے عین و دین کیواسطے اور اسپر قبضہ وصول کرنے اور اسکی حفاظت کرنے و اسکی درستی و اصلاح پر قائم ہونے کی وصیت کی اسکے سواے دوسرے امور کی نہین ایسا ہی شیخ نجم الدین نسفی نے ذکر فرمایا ہے اور جاننا چاہیے کہ اگر کسی شخص کو اپنے مال مین وصی کیا تو وہ اسکے مال و اولاد کا وصی ہوگا اور اگر ایک شخص حاضر کو وصی کیا پھر ایک غائب کو جب وہ آوے وصی کیا تو لکھے کہ اسنے فلان کو اپنی موت کے بعد اپنے قرضہ ادا کرنے اور اپنے قرضے وصول کرنے اور اپنی وصیتین نافذ کرنے اور تمام امور کیواسطے وصی کیا تاکہ بعدل و انصاف اسپر قیام کرے یہان تک کہ فلان جگہ سے فلان غائب آجاوے اور جب وہ آجاوے تو وہی وصی ہوگا یہ حاضر نہوگا پس وہی اپنے آجانے کے بعد بعدل و انصاف کام کریگا یہ حاضر نہ کریگا اور اگر وصیت کئی آدمیون مین بہین طور ہو کہ فلان وفلان وفلان کو وصی کیا تاکہ یہ سب جبتک زندہ ہین اسکے ترکہ کے امور مین کام انجام دین اور یہ سب حاضر ہین تندرست ہین اور انہین سے کوئی بدون دوسرے کے کام نہ کرے اور ان مین سے جو کوئی مرجاوے یا مریض ہوکر عاجز ہوجاوے یا سفر کرجاوے تو ان مین سے باقی کو پوری وصیت پوری ولایت تصرف حاصل ہوگی وہ اس سب امور مین بعدل و انصاف کام انجام دے اور سبھون نے اس سے اس وصایت کو قبول کیا۔ نوع دیگر اگر ایک شخص نے حضر مین ایک شخص کو وصی کیا پھر اس موصی نے سفر کیا اور سفر مین مرگیا اور ایک دوسرے شخص کو وصی کیا تو لکھے کہ زید نے بطوع خود اقرار کیا کہ اُسنے حضر مین چند وصیتین کی تھین اور عمر کو اپنی موت کے بعد اپنے تمام امور کے انجام دہی کیواسطے وصی کیا تھا اور اُسنے اس وصایت کو بالمواجہہ قبول کیا تھا اور اس وصایت کا ایک وصیت نامہ بتاریخ فلان بگواہی جماعت گواہان عادل تحریر کیا تھا پھر اسکو سفر پیش آیا اور اپنے وصی مذکور کے پاس سے غائب ہوا اور سفر مین اسکو موت پیش آئی پس اسکو ضرور ہوا کہ کسی دوسرے کو وصی کرے پس اسنے بکر کو وصی کیا کہ اسکو تمام امور متعلقہ سفر ہذا کی درستی مین قیام کرے

اور اسکے قرضہ ادا کرنے کے بعد اسکے اس سفر کے مال سے تہائی مین جو اُس نے وصیت کی نافذ کرے پھر مابقی کی حفاظت
کرے اور اسکو اسکے پہلے وصی کو جسکو حضر مین وصی کیا ہو سپرد کردے تاکہ وصی اول بدون تغیر و تبدیل کے بعدل و
انصاف اسکی وصیت پر قیام کرے اور اس وصی نے اسکو اس سے بالمواجہہ قبول کیا۔ نوع دیگر ایسے دار کے خریدنے کے
بیان مین جسکے خریدنے کیواسطے موصی نے خرید کرکے اسکی طرف سے وقف کردینے کی وصیت کی تھی۔ زید وصی عمرو
جو اسکی موت کے بعد اسکے تمام امور کے واسطے بوصیت صحیحہ ثابتہ وصی ہو اس موصی کے تہائی مال سے اسکی طرف سے
وقف کرنیکے واسطے بحکم اسکی وصایت کے فلان سے تمام چیز مذکورۂ ذیل خریدی تاکہ موصی کی طرف سے اسکو بوجوہ معلومہ
جنکے واسطے اس موصی نے وصیت کی ہو وقف کرے اور وہ تمام دار مشتملہ چنین چنان واقع مقام کذا محدود بحدود کذا
وکذا ہو پس اس مشتری وصی مذکور نے اپنے موصی کیواسطے بحکم اسکی وصیت کے اسکے تہائی مال سے یہ تمام دار محدود مذکور اس
بائع سے مع اسکے حدود و حقوق - یہانتک کہ باہمی قبضہ کے بیان تک پہونچے پس لکھے کہ اور اس بائع نے اس مشتری
تمام ثمن مذکور اس مشتری کے پیسے اپنے موصی کے تہائی مال سے ادا کرنیسے لیکر قبضہ کیا آخر تک بدستور معلوم تمام
کرے اور گاہے اس تحریر مین مشتری کے اقرار سے شروع کیا جاتا ہو کہ گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا سب گواہ ہوے کہ زید نے
عمرو کو اپنی موت کے بعد اپنے تمام امور کیواسطے بوصیت صحیحہ وصی کیا اسنے بطوع خود اقرار کیا کہ اسنے فلان سے تہائی مال
اس موصی سے بوجہ اسکی وصیت کے کہ بوجوہ معلومہ جنکا اسنے اپنے وصیت نامہ مین ذکر کیا ہو وقف کیا جاوے تمام دار
واقع مقام فلان خریدا۔ اور اس وصی نے اقرار کیا کہ مین نے اس بائع سے تمام یہ دار مع اسکے حدود کے تہائی مال اس
موصی سے بوجہ اسکی وصیت وقف کے خریدا اور اس بائع نے ان سب مین اسکی تصدیق کی اور تحریر کو تمام کرے اور کبھی
اس تحریر مین اقرار بائع سے شروع کیا جاتا ہو کہ فلان نے بطوع خود اقرار کیا کہ اسنے تمام دار واقع مقام فلان کو وصی
فلان کے ہاتھ جو اسکی موت کے بعد اسکے تمام امور کا بوصیت صحیحہ وصی ہو فروخت کیا اور اس موصی نے اس وصی کو
وصیت کی تھی کہ یہ دار اسکے تہائی مال سے خرید کرکے اسکی طرف سے اسکو وقف کردے اور تحریر کو ختم کرے وجہ دیگر
آنکہ فلان وصی فلان نے جو ثابت الوصایت ہے اپنے اس موصی کے مال سے بوجہ اسکے حکم کے کہ اسنے اپنی زندگی مین
اسکو حکم دیا تھا کہ اسکی وفات کے بعد اسکی طرف سے اسکو بوقف صحیح دائمی فقیرون پر وقف کرے خرید کیا بنا بر شرط
اس وقف کرنے دار کے جس طرح اسنے اپنے وصیت نامہ مین تحریر کیا ہو بدون اسکے کہ یہ وقف اس بیع مین شرط ہو
فلان سے خریدا پس اس وصی نے اسکو وقف کے واسطے جس طرح ہمنے بیان کیا ہو بدون اسکے کہ یہ وقف اس بیع
مین شرط ہووے تمام دار واقع موقع فلان اور اسکے حدود بیان کردے یہانتک کہ اس تحریر تک پہونچے کہ
اور اس بائع نے تمام یہ ثمن اس مشتری کے اسکو بسبب اس موصی کے مال سے ادا کرنے سے لیکر وصول کرلیا اور
تحریر کو تمام کردے۔ نوع دیگر اگر وصی نے کوئی بردہ واسطے تقرب کے خریدا۔ فلان وصی فلان نے بحکم اپنے موصی
کے جسنے اسکو حکم کیا تھا کہ اسکے تہائی مال سے خریدے فلان سے اسکو خرید کیا اور حال یہ ہو کہ فلان نے اسکو وصیت
کی تھی کہ اسکے واسطے ایک بردہ واسطے ثواب کے غلام یا باندی بعوض اسقدر ثمن کے جو اس مین مذکور ہے

خرید کر کے اسکی طرف سے آزاد کرے پس اس وصی نے فلان سے اس وصیت کی وجہ سے اس غرض سے تمام
مملوک مسمی فلان اور اسکا حلیہ بیان کر دے موصی کے تہائی مال سے خریدا تاکہ اس کو آزاد کر دے پھر باہمی قبضہ
وتفرق وضمان درک تحریر کیسے۔ نوع دیگر وصی کے غلام فروخت کرنے کی تحریر اس طرح ہے کہ زید نے عمرو سے
جو بکر کا وصی ہے اس سے تمام مملوک مسمی فلان خریدا اور یہ مملوک اس موصی کا تھا اور حال یہ ہے کہ اس [illegible]
نے اس وصی کو وصیت کی تھی کہ اسکو بطور تسمیہ عتق فروخت کرے پس اس کو اسکے [illegible] اسی طور پر فروخت
کیا جس طرح کہ اسمین مذکور ہے پس اس مشتری نے اس بائع سے تمام یہ مملوک مسمی معین [illegible]
بیع صحیح مثل بیع مسلمان کے بدست برادر مسلمان خریدا تاکہ اسکو آزاد کرے پھر باہمی قبضہ کا ذکر کرے و تحریر کو ختم
کرے نوع دیگر اگر دار معین کیواسطے شخص معین کی وصیت کی تو لکھے کہ یہ تحریر وصیت فلان برائے فلان بن فلان
اسکے واسطے اپنے تمام دار واقعہ شہر فلان کے متصل مع حدود بیان کر دے مع اسکے تمام حقوق الی آخرہ وصیت
صحیحہ مطلقہ قطعیہ جائزہ خالیہ از شروط مفسدہ و معانی مبطلہ وصیت کی در حالیکہ یہ دار مذکور اسکے تہائی مال سے
برآمد ہے اور ہر طرح کے قرضے سے خالی ہے اور ایسے ہی حق غیر سے خالی ہے حتی کہ اسکی صحت سے مانع ہو اور یہ وصیت
بغرض صلہ قرابت و احسان بجانب موصی لہ و تقرب بہ پروردگار تعالی شانہ بذریعہ ایسے عمل کے جسکے واسطے اسنے
ترغیب کی ہے کہ اقربا کے واسطے وصیت کرے اور بامید حصول ثواب روز قیامت ہے اور اس موصی لہ نے
اس وصیت کو مجلس وصیت ہذا مین بالمشافہہ بقبول صحیح قبول کیا اور حال یہ ہے کہ اگر اس موصی کو امروز موت
آوے تو یہ موصی لہ امروز اسکا وارث نہین ہو سکتا ہے اور اس موصی نے وصی یا وارث کو جو اسکی موت
کے بعد اسکے قائم مقام ہوگا حکم کیا کہ یہ کل دار اس موصی لہ کو بحکم اس وصیت کے تسلیم صحیح سپرد کرے اور اس
بات پر ان لوگون کو گواہ کر دیا جنھون نے آخر تحریر مین اپنی گواہی ثبت کی ہے بعد ازانکہ یہ وصیت نامہ ان کو
ایسی زبان مین پڑھ سنایا گیا کہ انھون نے جان لیا اور اقرار کیا کہ اسکو سمجھ لیا ہے ایسی حالت مین اقرار کیا کہ اسکی
عقل ثابت اور اسکے تصرفات بہمہ وجوہ جائز تھے اور تحریر کو ختم کرے۔ نوع دیگر اگر وصی نے کسی شخص کو مال
دیا کہ میت موصی کی طرف سے حج ادا کرے۔ تو لکھے کہ یہ تحریر وہ ہے کہ جسپر گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا سے شاہد
ہوئے ہین کہ زید وصی عمرو نے جو عمرو کی طرف سے ثابت الوصایت ہے بطوع خود اقرار کیا کہ اس متوفی عمرو نے
اسکو وصیت کی تھی کہ اسکی وفات کے بعد اسکے تہائی مال سے اتنے درم نکال کر ایسے مرد عفیف امین کو دیوے
جسنے اپنے واسطے حج اسلام ادا کیا ہو تاکہ اس موصی کیطرف سے اسکے گھر سے جو فلان مقام پر واقع ہے حج کرے پس ان درمون
مین سے اپنی آمد و رفت مین خرچ کرے۔ اور اس موصی نے اس فلان کو مرد عفیف امین حج ادا کرنے پر قادر پایا
اور یہ اپنے واسطے حج کر چکا ہے پس یہ مال اسکو دیا کہ اس میت کی طرف سے بوصف مذکور حج کرے اور اس فلان حاجی
نے یہ امر اور یہ دینا اسکی طرف سے بقبول صحیح قبول کیا اور اس موصی کے وارثون نے جو فلان و فلان ہین باقرار صحیح اقرار
کیا کہ یہ سب جو اسمین مذکور ہے حق درست ہے اور ان لوگون نے اس فعل کی جو اس موصی میت اور وصی نے کیا ہے حق جانکر

اجازت دیدی اور یہ اقرار کیا کہ یہ مال میت کے تہائی مال سے برآمد ہوتا ہے اور ان سب لوگوں نے اپنے اوپر اس سب معاملہ کے گواہ کر دیے اور تحریر کو تمام کرے۔ وجہ دیگر سب گواہ ہوے کہ زید وصی و عمرو نے جو عمرو کیطرف سے بوصایت صحیحہ ثابت الوصایت ہے اس موصی کے تہائی مال سے اسقدر مال بکر کو دیا اور اس موصی نے ان زید کو وصیت کی تھی کہ اسقدر مال کسی مرد امین عفیف ثقہ کو خود پسند کر کے جس نے اپنی طرف سے حج کیا ہوا اسقدر مال دیدے تاکہ وہ اس موصی کیطرف سے بروصف مذکور حج ادا کرے اور یہ موصی اسی وصیت پر مر گیا اور تا دم مرگ اس سے رجوع نہیں کیا اور نہ اسمیں کچھ تغیر کیا اور اسقدر درہم اسکے تہائی مال سے برآمد ہوتے ہیں پس اس وصی نے اس شخص کو جسکو یہ درم دیے ہیں پسند کیا کیونکہ اسکو اسنے اسی صفت کا پایا جو مذکور ہوئی ہے پس اسکو یہ درہم دیے کہ اس موصی کیطرف سے فلاں شہر سے حج کرے اور یہ شہر اس موصی کا وطن ہے جسمیں وہ مرا ہے پس ان درموں میں سے اپنی آمد و رفت میں اس شہر تک بطور معروف بدون اسراف و بخیلی کے اپنے کھانے پینے و لباس و سواری و جملہ ضروری چیزوں میں خرچ کرے اور میقات سے احرام باندھے اور تمام مناسک حج موافق فریضہ اللہ تعالیٰ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ادا کرے بدین شرط کہ اگر اسنے اس قرار داد سے مخالفت کی تو بقدر مخالفت کے اسمیں سے ضامن ہوگا پس اسنے اسی شرط پر اس سے لیکر ان درموں پر قبضہ کر لیا اور بدین شرط کہ اگر ان درموں میں اس کو اس موصی کے قرضخواہ یا کسی وصی یا وارث یا حاکم یا کسی زبردست وغیرہ کسی آدمی کی طرف سے کوئی درک پیش آوے تو اس وصی پر واجب ہے گا کہ اسکو اس سے خلاص کرے یا بقدر اس درک کے اسکے واسطے ضامن ہو بضمانت صحیحہ ضمانت کر لی اور بدین شرط کہ اگر یہ حاجی بسبب دشمن یا مرض وغیرہ کے جو سبب احصار کے ہوتے ہیں کسی سبب سے محصور ہوا تو اس وصی پر واجب ہے گا کہ ایسی صورت میں جس طرح ہدی وغیرہ بھیجکر چھڑاتے ہیں چھڑاوے تاکہ امر واجب سے ذبح کر کے خلاص ہو جاوے اور اس حاجی پر اللہ تعالیٰ کا عہد و میثاق ہے کہ اپنی طرف سے خیرخواہی کے ساتھ کوشش کرے کہ یہ حج بروصف مذکور ادا ہو جاوے پھر دونوں نے قبل افتراق و اشتغال بکار دیگر کے ہر ایک نے دوسرے کے مواجہہ میں یہ ضمان درک پوری قبول کی پس یہ تمام درم اس حاجی کے قبضہ میں بدین وجہ مذکور ہیں بدین شرط کہ اگر ان درموں میں سے اس حاجی کے فارغ ہو کر اس شہر تک واپس آنے کے بعد کچھ باقی رہا تو اس وصی کو واپس دیگا کہ وہ میت کی طرف سے میراث میں داخل ہوں گے اور اگر ان درموں میں اس حاجی کے نفقہ میں کمی پڑے تو اپنے مال سے بدین شرط خرچ کریگا کہ اس موصی کے تہائی مال میں سے اس وصی سے واپس لے گا اور تحریر کو تمام کرے۔ اور اگر بچے ہوے درم حاجی کے واسطے کر دیے ہوں تو لکھے کہ جو کچھ ان درموں میں سے اس حاجی کے واپس آنے کے بعد باقی رہیں وہ موصی مذکور کی طرف سے اس حاجی کیواسطے بطور وصیت ہونگے اور اگر اس حاجی کے واسطے وصی کی طرف سے اسکے حکم سے کسی نے کفالت کی تو لکھے کہ فلاں اس وصی کیطرف سے اسکے حکم سے اس حاجی کیواسطے تمام اس چیز کا جو بوجہ درک مذکور اس وصی پر واجب ہو ضامن ہے بدین شرط کہ ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی طرف سے دوسرے کے حکم سے تمام اس درک کا بضمانت صحیحہ ضامن ہوا

جسمین فساد وخیار نہین ہی بدین شرط کہ اس حاجی کو اگر یہ دیں پہونچے تو چاہے دونون کو اس سب کے واسطے ماخوذ کرے اور چاہے دونون مین ہر ایک کو جس طرح چاہے اور ہر گاہ چاہے مرۃ بعد اخریٰ ان دونون مین کسیکو برئیت نہو گی الا جبکہ یہ سب اس حاجی کو پہونچ جاوے اور ہر ایک نے دوسرے سے قبل افتراق بدن سب ایک دوسرے کے مواجہہ مین یہ سب قبول کیا۔ اور اگر حاجی کی طرف سے کوئی شخص ضامن ہوا در صورتیکہ حاجی مذکور خلاف شرط کرے تو لکھے کہ اس حاجی کیطرف سے اسکے حکم سے اس وصی کے واسطے فلان شخص تمام اس چیز کا جو بوجہ مخالفت مذکورہ کے اس حاجی پر واجب ہو بضمانت صحیحہ جائزہ جسمین فساد و خیار نہین ہی ضامن ہوا بدین شرط کہ ان دونون مین سے ہر ایک دوسرے کی طرف سے بحکم اسکے اس سب کا کفیل ہی آخر تک بدستور اول تحریر کرے۔ اور اگر میت کی طرف سے حج قران ادا کرنے کا حکم دیا ہو تو اپنے موقع پر لکھے تاکہ اس میت کی طرف سے حج وعمرہ دونون کا قران کرکے ادا کرے اور اپنی ذات پر آمد ورفت مین خرچ کرے اور میقات سے دونون کا احرام باندھے اور پہلے افعال عمرہ اسکے طریق پر ادا کرے پھر مناسک حج بطریق شریعت الٰہی پورے کرے اور قران کے شکریہ مین جو ہدی اسکو میسر آوے اپنے مال سے بکری گائے یا اونٹ ذبح کرے۔ اور اگر میت کیطرف سے حج تمتع کا حکم کیا تو لکھے کہ اور اس موصی نے وصیت کی تھی کہ جس شہر مین اس کا مکان ہی یہان سے (یعنی دہنیہ ۱۲) اسکی طرف سے کوئی شخص عمرہ وحج ادا کرے اور ایام حج مین ان دونون کو اسکی طرف سے تمتع ادا کرے پس پہلے عمرہ تنہا ادا کرے پھر بعد اسکے تنہا حج ادا کرے اور اسکے واسطے یہ وصی کوئی مرد صالح امین ثقہ جسنے اپنی طرف سے حج وعمرہ ادا کیا ہو پسند کرے پس اسکے وصی نے اس فلان کو پسند کیا اور اس کو یہ مال دیا تاکہ اس میت کی طرف سے عمرہ کا احرام باندھ کر ادا کرکے پھر حج ادا کرے اور ایام حج مین عمرہ سے بجانب حج سود مند ہوا اور اسمین سے اپنی رفت و آمد مین اپنے کھانے پینے ولباس وغیرہ حوائج ضروریہ مین بطور معروف بدون اسراف وبخیلی کے خرچ کرے پس جب میقات تک پہونچے تو وہان سے تنہا عمرہ کا احرام باندھے اور اسکے افعال اسکے طریق پر ادا کرے پھر اس احرام سے حلال ہوکر اسکی طرف سے تنہا حج کا احرام باندھے اور موافق شریعت اللہ تعالیٰ کے اسکے مناسک ادا کرے اور تمتع حاصل ہونے کے شکریہ مین اسکو جو قربانی میسر آوے اس کی قربانی کا اسکو اختیار دیا جاتا ہی چاہے اپنے مال سے قربانی کرے یا اپنے رفیقون وساتھیون کے مال سے۔ اور اگر دوسرے کو اس حج وعمرہ کے ادا کرنے کی اجازت دینے کا اختیار دیا ہو تو تحریر کرے اور اس میت کی طرف سے اس حج کرنے والے کو اس وصی نے اجازت دیدی کہ اگر اسکو مرض یا آفت یا ایسا کوئی سبب پیش آیا جس سے وہ اس کام کو پورا کرنے سے عاجز ہوا تو اسکو اختیار ہی کہ جو مال مذکور اسکو دیا گیا ہو اسمین سے جو باقی رہا ہو وہ معینہ یا جو کچھ اسکے عوض کپڑا وغیرہ اپنی ضروریات مین سے خریدا ہو وہ سب ایسے شخص کو دیدے جو اس لائق ہو جسکو وہ پسند کرے کہ وہ میت کی طرف سے حج وقران وتمتع ادا کر سکتا ہی پس اسکو دیکر حکم کرے کہ وہ ادا کرے اور اسکو اپنے قائم مقام کردے اور اسکو اجازت دیدے کہ بروصف مذکور اپنی ذات پر خرچ کرے اور

اس شخص نے اس سب کو بالمواجہ منظور و قبول کیا اور تحریر کو تمام کردے کذا فی المحیط

فصل بست و ہفتم۔ عاریتوں و التقاط لقطہ کی تحریرات مین۔ اگر زید نے عمرو سے ایک دار مستعار لیا اور عمرو نے چاہا کہ لکھکر اپنی مضبوطی کرے تو امام محمدؒ نے کتاب الاصل مین اسکی صورت یون تحریر فرمائی ہی کہ یہ تحریر ہے فلان بن فلان یعنی معیر مسمی زید بن خالد از جانب عمرو بن بکر مستعیر کے بدین مضمون ہی کہ تو نے مجکو اپنے گھر مین بعاریت لیا یا ہی کہ تیری ملک واقع شہر فلان محدودہ بحدود چنین و چنان ہی ایسا ہی امام ابو حنیفہؒ اور انکے اصحاب تحریر فرماتے تھے اور امام خصاف اور طحاوی یون لکھتے تھے کہ تو نے مجھے اپنے دار عاریت دیا بدین شرط ساکن کیا کہ مین خود اسمین ہون اور دوسرے کو بساؤن۔ اور فرمایا کہ اجنبی مستعیر کو دوسرے شخص کے ساکن کرنے کا اختیار بالاجماع حاصل ہو جاوے اسواسطے کہ معیر نے اگر مستعیر سے یہ نہ کہا کہ تجھے اختیار ہی کہ دوسرے کو بسا وے تو امام شافعیؒ کے نزدیک اسکو دوسرے کے بسانے کا اختیار نہوگا اسواسطے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک مستعیر کو بدون اجازت معیر کے غیر کو عاریت دینے کا اختیار نہین ہوتا ہی اور ہمارے نزدیک اگر عاریت مطلقہ ہو مثلاً کہا کہ مین نے تجھے عاریت دیا اور یہ نہ کہا کہ تو ہی اس سے انتفاع حاصل کرے تو مستعیر کو اختیار ہوگا چاہے خود انتفاع حاصل کرے اور چاہے غیر کو عاریت دیدے کہ وہ انتفاع حاصل کرے خواہ مستعیر ایسی چیز ہو کہ اس سے انتفاع حاصل کرنے مین لوگون کا حال متفاوت ہو یا سب لوگ اس سے ایک ہی طور سے نفع حاصل کرتے ہون اور عاریت مقیدہ ہو مثلاً اس سے کہدیا کہ تاکہ وہ اس سے انتفاع حاصل کرے پس اگر مستعار ایسی چیز ہو جس سے لوگ ایک ہی طور سے نفع حاصل نہ کرتے ہون بلکہ مختلف طور سے سواری و کپڑا پہننا وغیرہ تو مستعیر کو دوسرے کو عاریت دینے کا اختیار نہ ہوگا اور اگر ایسی چیز ہو جس سے ایک ہی طور سے انتفاع حاصل کرتے ہین تو مستعیر کو اختیار ہوگا کہ دوسرے کو عاریت دیدے جیسے سکونت[1] دار وغیرہ۔ پس جبکہ مسئلہ مین اس طرح اختلاف ٹھہرا تو امام خصاف و طحاویؒ نے اس طرح لکھنا اختیار کیا تاکہ مسئلہ اجماعی ہو جاوے پھر امام محمدؒ نے فرمایا کہ لکھے کہ تو نے مجھے دیا اور مین نے تجھ سے لیکر قبضہ کرلیا اور یہ قبضہ بتاریخ فلان ماہ فلان سنہ فلان واقع ہوا پس امام محمدؒ نے تحریر مین قبضہ کے وقت سے ذکر تاریخ لکھا اور اسواسطے ایسا کیا کہ حکم عاریت مین علما مختلف ہین پس ہمارے علما کے نزدیک عاریت امانت ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک مضمون ہی پس وقت قبضہ سے تاریخ تحریر کرے تاکہ اگر ایسے قاضی کے سامنے مقدمہ پیش ہو جسکے نزدیک عاریت مضمون ہوتی ہی تو اسکو معلوم ہو جاوے کہ کس وقت سے یہ چیز اسکی ضمانت مین داخل ہوئی تھی۔ اور اگر مستعیر نے چاہا کہ معیر سے اپنی سکونت کے واسطے تحریر کرالے جو اسکے پاس رہے تو کیونکر تحریر کریگا سو مشائخؒ نے فرمایا کہ مستعیر کو تحریر کی حاجت فقط اس غرض سے ہوتی ہی کہ معیر اسپر یہ دعویٰ نہ کرے کہ تو بدون عقد کے اسمین ساکن ہوا ہی اور دونون ایسے قاضی کے سامنے مرافعہ کرین جس کا مذہب یہ ہو کہ بدون عقد کے بھی منفعت کی تقویم ہوتی ہی یعنے ان کی قیمت لگائی جاتی ہے پس وہ مستعیر پر اجر المثل کا حکم دیدے اسی طرح اگر اسکی سکونت سے منہدم ہوا تو مالک اس سے ضمان لیگا اگر اسکی سکونت سے منہدم ہوا ہی

[1] قولہ سکونت اقول اسمین بھی تامل ہی اسلیے کہ لوہار و گندھی کے رہنے سے مکان کو نقصان پہونچتا ہی کاتب و محرر سے نہین پہونچتا جسکا بیان اجارات مین گذر چکا ہے

عــہ [illegible] ضمان واجب ہوئی ۱۲

پس اس تحریر کی صورت یہ ہے کہ تحریر از جانب فلان بن فلان یعنی معیر کی طرف سے فلان بن فلان یعنی مستعیر کیواسطے بدین مضمون ہے کہ مین نے تجکو اپنے اس دار مین جو فلان محلہ مین واقع ہے جس کے حدود اربعہ یہ ہین بعاریت اس شرط پر ساکن کیا کہ تو خود اسمین رہے اور جو چاہے جس کو ساکن کرے اور مین نے تیرے سپرد کیا اور تو نے مجھ سے لیکر قبضہ کر لیا فلان تاریخ فلان ماہ فلان سنہ مین قبضہ ہوا اور بعض اہل شروط لکھتے ہین کہ یہ تحریر وہ ہے جسپر گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا سب شاہد ہوئے ہین کہ فلان نے فلان سے تمام دار واقع موضع فلان محدودہ بحدود چنین وچنان ایک سال کامل غرہ ماہ فلان سنہ فلان تا آخر ماہ فلان سنہ فلان تک کے واسطے اس غرض سے مستعار لیا کہ اس دار مذکورہ مین یہ مستعیر خود رہے اور جو چاہے اپنی چیزین رکھے اور اپنے عیال اور اپنے مملوک و نوکرون کو بساوے اور اپنے مہمانون کو رکھے اور سوائے انکے سب لوگون مین سے جسکو چاہے رکھے یہانتک کہ یہ مدت مذکورہ منقضی ہو جاوے پس فلان مالک نے اسکو یہ سب اس شرط مذکورہ پر مستعار دیا اور فلان مستعیر مذکور نے یہ سب فلان معیر کے اسکو خالی از ہر مانع سپرد کرنے سے اسپر قبضہ کر لیا پس یہ عاریت کا مال اس مستعیر کے قبضہ مین اسی عاریت مذکورہ کے سبب سے ہو گیا بدون اسکے کہ یہ مستعیر اس عاریت کی وجہ سے اس دار محدودہ مین معیر پر کسی حق کا مستحق ہوا اور معیر مذکور نے اسکے اقرار کی تصدیق کی اور تحریر کو ختم کرے اور اگر کسی نے دوسرے سے گھوڑا مستعار لیا تو مالک کیواسطے تحریر کرے کہ فلان یعنی مستعیر نے بطوع خود اقرار کیا کہ اسنے فلان یعنی معیر سے ایک گھوڑا موصوف بدین صفت مستعار لیا تا کہ اسپر سوار ہو کر بروز فلان از مقام فلان تا مقام فلان جاوے اور واپس آوے بدین شرط کہ اسکو سالم از آفات معیر کو جب اپنے وطن مین واپس آویگا اور اس سے فارغ ہو جائیگا واپس دیگا پس فلان نے اسکو اس شرط سے مستعار لیا اور مستعیر نے اسپر قبضہ کر لیا پس اسکا قبضہ بحکم عاریت ہوا اور رہا لیکن وہ اس معیر کی ملک ہے واللہ تعالی اعلم کذا فی الذخیرہ اور اگر کسی کی دیوار سے لکڑیان رکھنے کی جگہ یعنی دھنیان یا کھپریل کے بانس وغیرہ رکھنے کی جگہ مستعار لی اور مستعیر نے اسکی تحریر چاہی تو لکھے کہ یہ تحریر استعارہ ہے کہ زید نے عمرو سے اسکے دار کی دیوار سے بیس لکڑیان رکھنے کی جگہ مستعار لی اور دار کے حدود بیان کر دے اور بیان کرے کہ یہ دیوار اسکے دار مین سے ملاصق دار مستعیر واقع ہے اور یہ دیوار اسکے دار کے داہنی جانب کی دیوار ہے اور یہ دیوار ان دونون مین حاجز ہے اور اسکی بگہ کذا اور طول دیوار کذا اور بلندی اسکی کذا ہے اور تمام یہ دیوار اپنی زمین وتعلیت سمیت اس فلان معیر کی ملک و حق ہے اسمین مستعیر کا کچھ حق نہین ہے سوائے حق عاریت کے کہ اسپر اتنی جگہ اپنی یہ لکڑیان رکھیگا اور جب تک چاہے گا رہنے دیگا بدین شرط کہ اسکو اس سے اس دیوار مین کچھ استحقاق حاصل نہ ہوگا بلکہ وہ اس کے قبضہ مین بعاریت ہوگی اسکا اسمین کچھ حق و دعوی نہوگا اور نیز ان لکڑیون کے رکھنے کی جگہ مین بھی کچھ دعوی نہ ہوگا۔ اور علی ہذا اگر کوئی راستہ مستعار لیا یا آراضی کو سینچنے کیواسطے شرب مستعار لیا تو بھی یہی صورت ہے کذا فی الظہیریہ۔ یہ تحریر وہ ہے جسپر گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا سب شاہد ہوئے کہ زید نے انکے حضور مین انکی آنکھ کے سامنے فلان

مقام پر لقطہ اٹھایا اور وہ اسقدر ہی اور یہ لوگ اس سے واقف ہوے اور اسکو پہچان لیا ہی اور زید نے انکو اپنی صحت بدن و ثبات عقل و جواز تصرفات کی حالت مین گواہ کر لیا کہ اسنے اسکو اسواسطے اُٹھایا ہی کہ اسکی تعریف کراوے اور اسکو اسکے مالک کو واپس کر دے اگر اسکو پاویگا اور اس کا اعلان کریگا اور اسکا چھپانا جائز نہ رکھے گا اور اسکی تعریف و شناخت کرانے مین حکم شرع کی پابندی کریگا اور اسکو استعمال نہ کریگا اور نہ ضائع کریگا اور اسکی حفاظت ترک نہ کریگا اور اسکو بلند آواز سے لوگون کے مجمع مین پکار دیا اور اس بات پر ان لوگون کو گواہ کر لیا جنھون نے آخر تحریر ہذا مین اپنی گواہی ثبت کی ہی اور یہ فلان روز واقع ہوا کذا فی المحیط

فصل بست و دوم - ودائع کے بیان مین - ودیعت کی صورت مین تحریر کرے کہ فلان نے بطوع خود بہمہ وجوہ اپنے جواز اقرار کی حالت مین اقرار کیا کہ زید نے اسکے پاس چنین ودیعت رکھی بدین شرط کہ یہ مودع اپنے بیت مین اسکی حفاظت خود کرے اور اپنے عیال مین جسپر اعتماد ہو اس سے حفاظت کراوے اور کسی اجنبی کو نہ دے اور اسکو اپنے قبضہ سے خارج نہ کرے اور مقام غیر مضبوط و محفوظ کیطرف بلا ضرورت منتقل نہ کرے بدین شرط کہ اگر اسکو تلف کر دیا یا ضایع کر دیا یا اسمین مخالفت کی تو وہ ضامن ہوگا اور اسنے تمام یہ ودیعت اسکی اسکو بطریق حفاظت سپرد کرنے سے اسپر قبضہ کر لیا اور بدین شرط کہ جب یہ مودع اسکو طلب کرے گا تو اسکو بعینہ واپس دیگا چاہے جسوقت طلب کرے خواہ دن یا رات مین کوئی تعلل نہ کریگا اسکو واپس ہی دیگا اور یہ بتاریخ فلان ماہ فلان واقع ہوا واللہ تعالےٰ اعلم کذا فی الذخیرہ

فصل بست و سوم - اقاریر کے بیان مین - اس فصل مین چند انواع شامل ہین اول آنکہ دین مطلق حال ہی کا اقرار و زید نے بطوع رغبت خود اپنی صحت و ثبات عقل و بہمہ وجوہ از تصرفات کی حالت مین جب کہ اسکو کوئی مرض و علت وغیرہ مانع صحت اقرار نتھا یہ اقرار کیا کہ اسپر واسکے ذمہ عمرو کے اسقدر درم یا دینار جس کے نصف اسقدر ہوتے ہین قرضہ لازم و حق واجب بسبب صحیح حالہ غیر موجلہ ہین کہ انکا جب چاہے جس طرح چاہے مطالبہ کرے زید کو ان سے کوئی برأت نہوگی الا اسی طرح کہ یہ مال مذکور زید کیطرف سے اس عمرو یا جو اسکے قائم مقام ہو وکیل یا وصی یا وارث کو پہونچ جاوے اور زید کی کوئی حجت جس سے اسکے ذمہ سے اس مال کا دفعیہ ہو سماعت نہ کیجائیگی الا اسوقت کہ زید کی طرف یہ مال مذکور بطور مذکور عمرو کو حاصل ہو جاوے اور اس مقرلہ نے اسکے اس اقرار کی تصدیق صحیح بالمواجہہ و بالمشافہہ کی اور یہ فلان تاریخ واقع ہوا یا اس طرح تحریر کرے اور اسکی طرف سے اس مقرلہ نے یہ اقرار اسکے واسطے اس مال مذکور کا بقبول صحیح قبول کیا اور دونون نے اپنے اوپر اس سب کے وہ لوگ گواہ کر لیے جنھون نے اپنا نام آخر تحریر ہذا مین ثبت کیا ہے بعد از آنکہ یہ مضمون انکو ایسی زبان مین پڑھ سنایا گیا جسکو انھون نے جان لیا اور اقرار کیا کہ ہم دونون نے اسکو سمجھ لیا ہی اور اچھی طرح اسکو جان گئے ہین اور یہ بتاریخ فلان واقع ہوا اور اگر بیان سبب لکھنا چاہا تو کاتب اسکو تحریر کر دے او

سلہ قال المترجم دین - قرضہ - دین حالہ جو فی الحال واجب الادا ہو دین موجلہ جسکی میعاد ہو ۱۲ عہ شناخت جسطرح حکم لقطہ مین مذکور ہی ۱۲

سبب بہت ہوا کرتے ہین از انجملہ یہ مال ثمن کسی دار یا فرس یا متاع یا غلام کا ہو جس کو قرضدار نے اُس سے خریدا ہو تو قرضہ لازم و حق واجب لکھنے کے ساتھ لکھے کہ یہ ثمن فرس یا دار یا غلام ہو جس کو اس مقر نے اس مقرلہ سے بعوض صحیح خرید کر اس سے لیکر قبضہ کر لیا ہو اور اُسکو دیکھ لیا ہو اور اُسپر راضی ہو گیا ہو اور اسپر ثمن مقرر ہو گیا ہو اور اسکو اچھی طرح دیکھ بھال لینے کے بعد اپنے بائع کو تمام عیوب مبیع سے بری کر دیا ہو یہ ثمن بلا تاخیر حالہ ہو۔ اور اگر ثمن موجل ہو تو لکھے کہ موجل تا ماہ فلان یا تا سال فلان یا تا دو سال کامل قمری جب وہ واقع ہو اور اس مقرلہ کو یہ اختیار نہین ہو کہ اس میعاد کے اندر اس سے مطالبہ کرے اور بعد میعاد آجانے کے اسکو اختیار ہو کہ جب چاہے جس طرح چاہے مطالبہ کرے اس مقر کو اس سے کسی طرح بریت الی آخرہ۔ اور اس مقر نے اس مقرلہ سے اس مبیع کو جسوقت عقد بیع واقع ہوئی ہو بلا تاخیر وصول کر لیا اور قبضہ کر لیا اور بسبب عقد بیع واقع ہونے کے وقت قبضہ مبیع[1] واقع ہونے کا تذکرہ اسواسطے لکھدیا کہ امام اعظمؒ کا مذہب ہو کہ اگر کسی نے کوئی چیز کسی قدر درمون کے عوض بوعدہ ایک سال خریدی اور رسال معین نہ کیا تو میعاد کا اعتبار اُسی وقت سے شروع ہو گا جسوقت مبیع پر قبضہ واقع ہو اگرچہ قبضہ ایک سال کے بعد واقع ہو وقت بیع کے واقع ہو۔ اور اگر ثمن قسط وار ادا کرنا ٹھہرا ہو تو اس کو تحریر کر دے مثلاً لکھے کہ موجل شش ماہ چھ قسطون پر کہ ہر قسط پر بائع کو اسقدر ادا کریگا۔ اور اگر یہ چاہا کہ کسی قسط مین تاخیر ہونے کے وقت باقی مال فی الحال واجب الادا ہو جاوے تو لکھے کہ بدین شرط کہ ہرگاہ کسی قسط کے ادا کا وقت آیا اور اسنے تاخیر کی اور ایک قسط کو دوسری قسط مین داخل کر دیا تو سب مال اسپر فی الحال واجب الادا ہو جائیگا اور قسط بندی باطل ہو جائیگی اور یہ لکھدے کہ بدون اسکے کہ یہ بات بیع مین شرط ہو اسواسطے کہ بیع مین اگر ایسی شرط ہو تو بیع کو فاسد کریگی[2] اور منجملہ اسباب کے قرض ہو پس لکھے کہ قرضہ لازم و حق واجب بسبب قرض صحیح کے کہ مقر نے اس سے یہ مال قرض لیا اور مقرلہ نے اسکو اپنے مال سے یہ اسکو دیا اور اسکے سپرد کر دیا اور مقر نے یہ مال اس سے لیکر اپنے قبضہ مین کر لیا اور اسکو اپنی ضرورت مین صرف کیا اور اس مقرلہ نے خطاً یا اسکی تصدیق کی اور قرض کی صورت مین موجل ہونا تحریر نہ کرے اسواسطے کہ قرض میعاد کو قبول نہین کرتا ہو کذا فی المحیط۔ سوائے ایک مسئلہ کے جسکو طحاوی نے ذکر کیا ہو کہ اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ میری موت کے بعد فلان بن فلان کو ہزار درہم بوعدہ ایک سال قرض دیے جاوین تو اس مدت کا تقرر صحیح ہے کذا فی الظہیریہ۔ اور منجملہ اسباب کے غصب ہو تو لکھے کہ قرضہ لازم و حق واجب بسبب غصب کے کہ اس مقرلہ سے مثل ان درمون کے غصب کیے تھے۔ اور از انجملہ حوالہ و کفالت ہو پس حوالہ کی صورت مین لکھے کہ بسبب قبول حوالہ فلان کے جسنے اس مقر پر اسقدر مال اس مقرلہ کیواسطے حوالہ کیا تھا اور کفالت مین لکھے کہ بسبب اس کے کہ اس

---

[1] اقول صورت مذکورہ مین سال معین ہو پس اسکی حاجت نہین ہو اور لکھنا بے فائدہ رہا ۱۲ [2] اقول صحت بیع کے واسطے میعاد کا تعین شرط ہو پس اس صورت مین بیع فاسد ہونی چاہیئے فتامل ۱۲ منہ

مقر نے اس مقر لہ کیواسطے فلان کی طرف سے جسپر اس مقر لہ کا قرضہ تھا کفالت کی ہے۔ اور اگر عورت کے باقی مہر کا اقرار تحریر کیا تو لکھے کہ اس عورت کا قرضہ لازم و حق واجب بسبب اس عورت کے باقی اس مہر کی جسپر اس سے نکاح کیا ہے اور کچھ تھوڑا ادا کیا ہے کہ یہ عورت اس مقر سے اسکا مطالبہ کریگی ہرگاہ کہ شرعاً اس عورت کا اس مال کا مطالبہ اس مقر پر متوجہ ہو۔ اور اگر مقر نے اس مال کے عوض اعیان منقولہ کو رہن بھی کیا ہو تو بعد اقرار مقر و تصدیق مقر لہ کے تحریر کرے کہ اور اس مقر نے اس قرضہ کے عوض اس مقر لہ کو اپنے اعیان مال سے ایک مندیل بغدادی جسکا طول اسقدر و عرض اسقدر و قیمت اسقدر ہے اور ایک تختہ دیبا جسکا طول اسقدر و عرض اسقدر و نقش ایسا اور قیمت اسقدر ہے اور مفقودی اسکا طول اسقدر و عرض اسقدر و رنگ ایسا و قیمت اسقدر ہے یہ سب چیزین رہن دین اور مقر لہ کو سپرد کر دین اور اُسنے ان سب پر قبضہ کر لیا پس یہ سب چیزین بعوض اسکے اس قرضہ کے اسکے پاس رہن ہین کہ انکو تا استیفاء قرضہ مذکور روک رکھے گا اور یہ سب ان گواہون کی آنکھ کے سامنے واقع ہوا جنکا نام آخر تحریر مین ثبت ہے۔ اور اگر اُسنے مقر سے اس قرضہ کی بابت کوئی کفیل لیا ہو تو اقرار قرضہ و تصدیق مقر لہ کے بعد تحریر کرے کہ اور فلان نے اس مقر کی طرف سے تمام اس مال مذکور کی اس مقر لہ کیواسطے کفالت صحیحہ جائزہ نافذہ کر لی جسکی اس مقر لہ نے اس مجلس کفالت مین اجازت دیدی اور قبول کیا بدین شرط کہ اس مقر لہ کو اختیار ہے چاہے بحکم کفالت کے اس کفیل سے مطالبہ کرے اور چاہے اس اصیل سے بحکم اصالت مطالبہ کرے۔ اور اگر صغیر پر مہر کی تحریر چاہی پس اسپر اس مہر کے اقرار کی تحریر صحیح نہین ہے پس نکاح کی حکایت تحریر کرے پس اس سے مہر اس صغیر کے ذمہ قرضہ ہو جائیگا اور اسکی صورت یہ ہے کہ تحریر مین مضمون ہے کہ فلان بن فلان نے اپنی دختر صغیرہ کا نکاح بولایت پدری ساتھ صغیر مسمی فلان بن فلان کے گواہان عادل کے سامنے نکاح صحیح کر دیا اور اس صغیر فلان کے باپ مسمی فلان نے اپنی[1] اس صغیر کیواسطے نکاح بولایت پدری بقبول صحیح قبول کیا پس یہ صغیرہ اس صغیر کی جورو ہو گئی اور یہ مہر اس صغیرہ کے واسطے اس صغیر پر لازم ہو گیا۔ نوع دیگر دو آدمیون نے ایک شخص کیواسطے قرضہ کا اقرار کیا اور دونون مین سے ہر ایک دوسرے کی طرف سے اس مال کا کفیل ہوا۔ تو تحریر کرے کہ زید و عمرو نے بطوع و رغبت خود اپنی صحت ابدان و ثبات عقول و بہمہ وجوہ جواز تصرفات کی حالت مین درحالیکہ دونون کو یا دونون مین سے کسی کو کوئی مرض و علت وغیرہ ایسی نہ تھی جو دونون کی صحت اقرار سے مانع ہے یہ اقرار کیا کہ ان دونون پر اور ان دونون کے ذمہ بکر کیواسطے اسقدر درہم قرضہ واجب و حق لازم ایسے سبب صحیح سے ہین جسکو دونون کوئی جانتے ہین اور دونون پر بکر کیواسطے ایسا اقرار لازم آیا ہے اور یہ دونون آسودہ بھرے خوش حال مالدار ہین اسقدر اعیان و اموال کے مالک ہین جس سے یہ قرضہ بھرپور ادا ہو کر زیادہ باقی رہتا ہے بدین شرط کہ ہر ایک دونون مین سے اس سب قرضہ کا

سه۱ یونہی کتب مین موجود ہے ۱۲ سه۲ عجب کہ نکاح مین مہر کا بیان نہین ہے اور شاید مقصود اقرار نکاح کا نوشتہ ہے اور مہر نامہ کی تحریر جداگانہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ عـه یعنی مہر معجل نکالنے کے بعد باقی مہر ۱۲ منہ عـه مال منقولہ عین ۱۲ منہ

ضامن وکفیل ہی اور اس مقرلہ کو اختیار رہیگا چاہے دونون کو اس مال کیواسطے ماخوذ کرے اور چاہے تنہا ہر ایک کو بعد دوسرے کے ماخوذ کرے یہانتک کہ یہ سب مال وصول کرلے اور دونون مین سے کسی کو بدون مقرلہ کو ادا کرنے اس سب مال کے وقت مطالبہ اس مقرلہ کے کسی طرح بریت وخلاص نہین ہی اور دونون کے اس مقرلہ نے اس سب مین بالمواجہ تصدیق کی اور تحریر کو ختم کرے - نوع دیگر اگر دستاویز مین قرضہ بنام ایک شخص کے ہو پس اُسنے چاہا کہ اقرار کردے کہ یہ قرضہ درحقیقت فلان شخص کا ہی اور میرا نام اسمین عاریتہً ہی تو اسکی تحریر کی یہ صورت ہی کہ گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا سب شاہد ہوئے کہ زید نے بطوع خود اقرار کیا کہ بنام سے عمرو پر اسقدر مال بذریعہ دستاویز ہی جس کی نقل یہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم پھر اس دستاویز کو اول سے آخر تک مع تاریخ تحریر نقل کردے پھر لکھے کہ فلان نے اقرار کیا کہ یہ سب مال جو میرے نام سے عمرو پر اس دستاویز مین تحریر ہی وہ یہ بکر کا ہی میرا نہین ہی اور نہ تھا اور سب آدمیون مین سے کسی کا ہی - اور اگر اسمین تھوڑا بکر کا ہو تو لکھے کہ اس سب قرضہ مین سے اسقدر درم بکر کے ہین میرے نہین ہین اور نہ تمام آدمیون مین سے کسی اور کے ہین اتنے درم مذکور بکر کے بملک صحیح وحق ثابت بسبب حق لازم واجب ہین جسکا زید جانتا ہی کہ اسکے ذمہ اسکا اقرار لازم آیا اور یہ مال ہمیشہ سے بکر کا اور اُسکی ملک ہی اور اس زید کا نام اسمین بطور عاریت وبغرض معونت بکر ہی اور اقرار کیا کہ زید کے واسطے جو کچھ عمرو نے دستاویز مین بوصف مذکور اقرار کیا ہی اسکا عمرو پر کچھ حق ودعوی ومطالبہ کسی وجہ سے نہین ہی اور یہ بکر اس مال مین تصرف کا مستحق ہی نہ زید یا تمام لوگون مین سے کوئی اور مستحق نہین ہی اور بکر ہی کو استحقاق ہی کہ اس سے بری کردے اور اسکو وصول کرے اور اسکے عوض کچھ خریدے اور اسکو ہبہ کردے یا صدقہ دیدے اور عمرو کو مہلت دیدے اور وہی اُسپر مسلط ہی اور وہی اسکا ماذون ہی اور اسمین خصومت کرنے کا ماذون ہی اگر مطلوب منکر ہوجاوے خواہ اس مقر کی زندگی مین یا اسکی وفات کے بعد اور بکر کو اختیار رہیگا چاہے اسمین بذات خود تصرف کرے اور چاہے کسی غیر کے ذریعہ سے تصرف کرے اور جسکو پسند کرے اس کام کے واسطے وکیل کرے اور جسکو چاہے اسواسطے مقرر کرے اسمین اپنی راے کے موافق عمل کرنے کا مختار ہی جو چاہے کرے سب اسکو روا ہی جب چاہے جسطرح چاہے اور ہر گاہ چاہے مرۃً بعد اخری تصرف کرے اس مقر کا اس سب مین یا اسمین سے کسی جزو مین کوئی حق نہین ہی اور اس مقر کو اسکے بری کرنے ووصول کرنے وہبہ کرنے وغیرہ کسی بات کا اختیار نہین ہی اور نہ کسی وجہ سے کوئی قدیم وجدید دعوی ہی اور جو تصرف اسمین مقر کیطرف ثابت ہوا ہو وہ باطل ومردود ہی اور مطلوب پر قرضہ مذکور بحالہ ثابت ہوگا اور اگر اس قرضہ مذکور یا اسمین سے کسی جزو پر استحقاق ثابت ہو تو یہ مقر اس مقرلہ کے واسطے ضامن ہوگا اسواسطے کہ استحقاق اسمین جبھی ہوسکتا ہی کہ اس مقر کیطرف سے کوئی سبب حادث ہوا ہو اور بکر نے اسکے اس سب اقرار کی بالمواجہ تصدیق کی اور تحریر کو تمام کردے نوع دیگر اقرار وصولیابی قرضہ۔ فلان نے بطوع خود اقرار کیا کہ اُس کا فلان پر اسقدر حق واجب بسبب صحیح تھا اور

ہم دونون نے اسکے واسطے ایک دستاویز فرزین بگواہی گواہان عادل بدین مضمون اسپر گواہ کردینے کے واسطے لکھی تھی اور وہ اسکے پاس تھی اور اس نے اس فلان سے تمام یہ مال جو اسمین مذکور تھا تمام وکمال پورا پورا بھر پایا بدین طریق کہ اس قرضدار نے اسکو یہ سب مال تمام وکمال دیدیا اور اسنے قبضہ کرلیا اور بعد اس وصول پانے کے قرضدار مذکور بالکل بری ہوگیا اور دستاویز اس مال کی جو اسکے پاس اس مال کی اس شخص کی اقراری تھی اسکے پاس سے ضائع ہوگئی ہے پس اگر اسکو کبھی کسی وقت نکالے تو وہ باطل ہوگی اسکے ذریعہ سے اسکے واسطے اس فلان پر کوئی حجت نہوگی اور اگر اسنے کسی وقت کبھی یا اسکے وکیل یا وصی یا وارث نے اس دستاویز کے ذریعہ سے اس مال کا یا اسمین سے کچھ مال کا اسکا اس فلان پر دعوی کیا تو یہ خود اس دعوی میں یا وہ جو اسکے قائم مقام ہو اس دعوی میں اس فلان کی جانب بذریعہ دستاویز کے مبطل اور جھوٹا ہوگا اور فلان بن فلان نے مقر کے اس سب قرار و ابراء کی مقر کے اسکو اس سب کے ساتھ خطاب کرنے کی حالت مین بقبول جائز قبول کیا اور تحریر کو تمام کرے۔ نوع دیگر اگر دو قرضدارون مین سے ایک سے وصول پانیکا اقرار کیا حالانکہ دونون مین سے ہر ایک دوسرے کا کفیل ہے تو لکھے کہ زید نے بطوع خود اقرار کیا کہ اسکا عمرو و بکر پر اسقدر دینار برابر قرضہ تھا اور ہر ایک دونون مین سے دوسرے کے حکم سے دوسرے کا کفیل اس پورے قرضہ کا تھا اور اسکے حکم سے زید کے واسطے اسکا ضامن ہوا تھا بدین شرط کہ زید کو اختیار ہے کہ دونون مین سے ہر ایک کو اس پورے قرضہ کیواسطے ماخوذ کرے اور چاہے دونون کو ماخوذ کرے ایک کو یا دونون کو جب چاہے جس طرح چاہے ہر گاہ چاہے مرۃً بعد اخری ماخوذ کرے اور فلان نے یعنے عمرو نے یا بکر نے یہ پورا قرضہ جو دونون پر واجب تھا ادا کیا حالانکہ وہ دوسرے کی طرف سے اسکے حصہ کا کفیل تھا پس یہ قرضہ دونون کے ذمہ سے ساقط ہوگیا اور دونون اس سے بری ہوگئے اور زید کا اس شخص پر جسنے ادا کیا ہے اور اسکے ساتھی دوسرے پر اس قرضہ مذکورہ مین سے قلیل وکثیر کچھ باقی نہین رہا اور نہ ان دونون کی جانب اس قرضہ کے تھوڑے یا سب کی بابت قدیم وجدید کوئی دعوی نہین رہا اور اس مقر لہ نے زید کے اس اقرار کی بالمواجہہ تصدیق کی اور دونون نے گواہ کرلیے اور اگر دونون مین سے ایک نے فقط اپنا حصہ ادا کیا ہو تو لکھے کہ دونون مین سے ایک فلان نے فقط اپنا حصہ ذاتی ادا کیا اور وہ اس سے بری ہوگیا اور اسکا ساتھی بھی اسکی کفالت نفس سے بری ہوگیا اور اس قرضخواہ کے واسطے اسکے ساتھی پر اسقدر اسکا حصہ ذاتی باقی رہ گیا اور اس ادا کرنے والے پر بھی اس جہت سے رہا کہ اسنے اسکی طرف سے کفالت کی ہے واللہ اعلم۔ نوع دیگر در اقرار گندم زید نے اقرار کیا کہ عمرو کے اسپر اور اسکے ذمہ اتنے قفیز گندم سپید سینچے ہوئے پیداوار کے پاکیزہ جید صافیہ خریفیہ[1] بہ پیمانہ قفیز عشاری متعارف اہل بخارا سے قرضہ لازم و حق واجب بسبب صحیح ہین اور چاہیے سبب متعین کردے کہ بسبب اسکے کہ زید نے عمرو سے انکو قرض لیا تھا اور عمرو نے اسکو یہ گیہون قرض دیے تھے یا لکھے کہ بسبب بیع سلم صحیح کے جو مستجمع شرائط صحت

---

[1] اس ملک کی رسم کے موافق ۱۲ منہ

واقع ہوئی اور اتنا اور ڈھائی دس کہ موجل بمیعاد کذا بدین شرط کہ بمقام فلان ان کو ادا کرے - اور اس مقر لہ نے
اقرار کی بالمواجہ تصدیق کی اور تحریر کو ختم کرے - اور علی ہذا باقی مکیلات و موزونات و عددیات متقاربہ کے
اقرار کی تحریر اسی طور پر ہے جیسے ہم نے گیہون میں بیان کی ہے اور جس چیز کے قرضہ ہونے کا اقرار کیا ہے اسکا
وصف وقدر بخوبی بیان کردے چنانچہ چنبہ دانہ میں لکھے کہ اتنے من چنبہ دانہ درمیانی سرخ پاکیزہ موزون
بوزن اہل بخارا یا اتنے من چنبہ دانہ درمیانی سپید پاکیزہ موزون بوزن اہل بخارا اور وزہ[1] کی صورت میں
لکھے کہ اتنے من گاورس درمیانی پاکیزہ موزون بوزن اہل بخارا - اور تل کی صورت میں لکھے کہ اتنے من
سیاہ تل پاکیزہ یا اتنے (چینوان ۱۲) من سپید تل درمیانی پاکیزہ اور روئی کی صورت میں لکھے کہ اتنے من روئی درمیانی
صاف مع دراہم موزون بوزن اہل بخارا اور آٹے کی صورت میں لکھے کہ مثلاً اتنے من گندم سپید کا آٹا چکی
کا پسا ہوا موزون بوزن اہل بخارا اور اگر چھنا ہوا ہو تو لکھے کہ چھنا ہوا معروف بیک ویز موزون بوزن
اہل بخارا اور کتابون میں مہملہ ہے اور برہان قاطع میں معجمہ ہے - اور کنج میں لکھے کہ اتنے من کنج ترش درمیانی
موزون بوزن اہل بخارا اور صابون میں لکھے کہ اتنے من صابون درمیانی ساختہ روغن کنجد موزون
بوزن اہل بخارا اور انگور میں لکھے کہ اتنے من انگور رزجمی سرخ یا سپید یا حرمانی سرخ یا سپید موزون بوزن
اہل بخارا یا طائفی سرخ یا سپید موزون بوزن اہل بخارا - اور دوشاب عنبی میں لکھے کہ دوشاب انگوری شیریں
صاف ساختہ از انگور کذا درمیانی از راہ رقت و صورت موزون بوزن اہل بخارا اور اسی طرح اتنے من روغن
جلانے کا سرسون یا السی سے نکالا ہوا موزون بوزن اہل بخارا اور روغن قرطم میں لکھے کہ اتنے من روغن قرطم
خوشبودار درمیانی موزون بوزن اہل بخارا اور علی ہذا القیاس باقی مکیلات و موزونات میں بھی اسی طور سے
تحریر کرے - نوع دیگر عورت نے اقرار کیا کہ اسکے شوہر نے اسکے واسطے اسکے مہر کے عوض چیزیں خریدی ہیں
ہندہ نے بطوع خود اقرار کیا کہ وہ زید کی جورو حلالہ بنکاح صحیح ہے کہ زید نے اس سے گواہان عادل کے سامنے
اسقدر دینار پر بنکاح صحیح نکاح کیا ہے اور زید نے اسکے واسطے اس کے تمام مہر مذکور کے عوض متفرق
اقسام کی چیزیں خریدی ہیں اور ان چیزون کو ایک ایک کرکے بیان کردے اور ہندہ نے اس کو ان چیزون
کو خریدنے کیواسطے بوکالت صحیحہ وکیل کیا تھا اور ہندہ نے ان چیزون کو زید سے لیکر اسی ہیأت کے ساتھ
جس طرح اس زید کے اس خریدنے و قبضہ کرنے کے روز تھیں قبضہ میں کر لیا ہے اور اس زید کے اس کو یہ سب
سپرد کرنے سے لیکر قبضہ کرنے سے یہ سب اسکے قبضہ میں ہوگئی ہیں - ایسا ہی شیخ نجم الدین عمر والنسفی رحمہ نے
ذکر کیا ہے اور اسمیں اعتراض ہے اسواسطے کہ اسکا حاصل یہ ہے کہ جورو نے اپنے شوہر کو بعوض اس مہر کے جو جورو کا
اسپر ہے خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور جو شخص کسی قرضدار کو وکیل کرے کہ میرے واسطے اس قرضہ کے
عوض جو میرا تجھپر ہے خرید دے تو بنا بر قول امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے توکیل جائز نہ ہوگی الا اس صورت میں کہ

[1] وزہ فارسی میں گاورس ہے اور ہندی میں چینوان ہے اور لغات میں مابعد اقسام میوہ جات ہیں ۱۲

بائع کو معین کر دے مثلاً یون کہے کہ میرے واسطے کپڑا فلان سے خرید دے یا مبیع معین کر دے بایں طور کہ میرے واسطے یہ غلام خرید دے اور بنا بر قول امام ابو یوسف و امام محمد کے ہر حال مین وکالت جائز ہو پس بنظر قول امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے احتیاط اسمین ہو کہ تحریر مین کچھ بڑھایا جاوے پس لکھے کہ ہندہ کیواسطے بعوض اسکے اس تمام مہر کے فلان بن فلان بائع سے خریدی یا لکھے کہ اور حال یہ ہو کہ ہندہ نے اسکو ان چیزون کو فلان بن فلان سے خریدنے کیواسطے وکیل کیا تھا یا لکھے کہ حال یہ ہو کہ ہندہ نے اسکو ان معین چیزون کے خریدنے کیواسطے وکیل کیا تھا کہ بعوض اسکے اس مہر کے بعینہ یہ چیزین خرید دے - نوع دیگر دو آدمیون مین قرضہ کے لین دین کا معاملہ تھا ان دونون نے طرفین سے اپنے حقوق بھر پانے کا اقرار کیا - اسکی صورت تحریر یہ ہو کہ سب گواہ ہوے کہ زید و عمرو دونون نے بطوع خود اقرار کیا کہ ان دونون مین سے کسی کے واسطے دوسرے پر یا اسکے پاس یا اسکی جانب یا اسکے ساتھ یا اسکے قبضہ مین یا اسکے نام سے یا بعد اسکے وکسی وکیل کے نام سے یا کسی کی جانب اسکے سبب سے اس تمام معاملہ مین جو دونون کے درمیان تھا اسکے سبب طرف سے کوئی حق نہین رہا اور نہ کوئی دعویٰ اور نہ کوئی خصومت اور نہ مطالبہ نہ کسی وجہ وکسی سبب سے خواہ قدیم ہو یا جدید ہو نہین رہا بلکہ حال یہ ہو کہ اس معاملہ مین ہم دونون مین سے جسکا حق جو کچھ تھا اسنے دوسرے سے اپنا سب حق بھر پایا بدین طور کہ دوسرے نے یہ سب حق بھر پور تمام وکمال دیدیا پس ہرگاہ ان دونون مین سے کوئی دوسرے پر یا اسکی جانب یا اسکے پاس یا اسکے قبضہ مین یا اسکے سبب سے کسی اور کی طرف یا اسکے نام سے یا اسکے وکیل کے نام سے کچھ دعویٰ کرے وحق کا خواستگار ہو یا سب وجوہ مین سے کسی وجہ سے قدیم یا جدید کوئی مطالبہ کرے جس طرح بیان کیا گیا ہو اور سوا اسکے اور وجہون سے مطالبہ کرے خواہ قسم طلب کرے یا اسکے گواہ قائم کرے اور اسمین سے کسی چیز کی وجہ سے اسکی جانب کے حق کا دعویٰ کرے بعد اس تحریر کے تو وہ زور[1] و باطل و ظلم ہو اور جسپر دعوے کریگا اسکا ساتھی ان سب سے بری ہو اور وہ دنیا وآخرت مین حلت مین ہو اور دونون مین سے ہر ایک نے برأت مذکورہ دوسرے سے قبول کی اور اسکی دو نقلین تحریر کرے اور دونون مین کچھ تفاوت نہو تاکہ ہر ایک کے پاس ایک نقل رہے اور اگر ان دونون مین سے ایک کا دوسرے پر قرضہ ہو اور حال یہ ہو کہ اسنے سب بھر پایا تو بدین الفاظ تحریر کرے ولیکن دونون جانب مین ایک جانب فلان نے بطوع خود اقرار کیا کہ مین نے دوسرے سے دوسرے کے دینے سے تمام اپنا قرضہ وحق سب جو کچھ تھا وصول پا یا پس اسکا اسپر یا اسکے پاس یا اسکی جانب یا اسکے قبضہ مین یا اسکے سبب سے کسی اور پر الی آخرہ - اور اگر اسنے بدون وصول کرنے کے اسکو بری کر دیا ہو تو لکھے کہ اور فلان نے فلان کو اپنے ہر حق سے جو اسکی جانب یا اسکے پاس الی آخرہ - یا برأ صحیح بری کر دیا اور فلان نے اس برأ کو بالمواجہ بقبول صحیح قبول کیا اور اگر تھوڑا وصول کر لیا اور تھوڑے باقی کو معاف کر دیا تو لکھے کہ اسنے فلان سے

[1] زور گڑھا ہوا جھوٹ ۱۲

اس تمام مین سے جو اسکے پاس یا اسکی جانب یا اسپر الی آخرہ اسقدر بھر پایا اور باقی سے اسکو بری کردیا اور فلان نے اس ابراء کو قبول کیا - اور اگر تھوڑا وصول پایا اور باقی کی مدت مقرر کردی تو لکھے کہ اور اس کا فلان پر اسقدر تھا پس اس سے اتنا وصول پایا پس اسکا اقرار کیا اور باقی کے واسطے جو اسقدر ہی فلان وقت تک بطور صحیح میعاد دیدی اور فلان نے اس مہلت کو قبول کیا اور اگر تھوڑے قرضہ کو معاف کردیا اور باقی کی مدت مقرر کردی تو لکھے کہ اور اسکو تمام اس مال مین سے جو اسکا اس فلان پر تھا اور وہ اسقدر تھا اسقدر معاف کردیا یا لکھے کہ تمام اس مال سے جسکا اسپر دعوی کرتا تھا اور وہ اسقدر ہی اسمین سے اسقدر معاف کردیا اور باقی اسقدر کے واسطے اتنی مدت مقرر کردی پس یہ باقی مال مذکور اسپر اس میعاد پر واجب الادا ہوگا اسمین سے کچھ بھی مقدار معاف شدہ مین داخل نہین ہوا ہی واللہ تعالی اعلم - نوع دیگر در اقرار انسان بعقار[۱] زید نے اقرار صحیح کیا کہ تمام دار واقع مقام فلان محدود بحدود چنین وچنان مع اسکے حدود و حقوق و جملہ مرافق کے جو اسکے حقوق سے ہین اور جملہ ان چیزون کے جو اسکی جانب اسکے حقوق سے منسوب ہین واسطے عمرو کے ہی بملک ثابت و حق واجب و لازم پس یہ اس عمرو کا ہی نہ زید کا اور نہ تمام آدمیون مین سے اور کسی کا ہی اور یہ عمرو اسمین تصرف کا مستحق ہی نہ زید اور نہ زید کے سواے سب آدمیون مین سے کوئی اور آدمی اور اس زید کا اسمین حق نہین ہی اور نہ اسکی جانب زید کے واسطے کوئی راہ ہی اور نہ کسی وجہ و کسی سبب سے کوئی حق ہی اور نہ مطالبہ اور نہ خصومت ہی آخر تک بدستور مذکور لکھے اور فلان یعنی عمرو نے اسکے سب اقرار کی تصدیق کی اور تحریر کو ختم کرے - اور اگر چاہے تو مع اسکے حدود و حقوق و مرافق الی آخرہ کے بعد لکھے کہ یہ سب ملک عمرو و اسی کا حق ہی اور اس مقر کے قبضہ مین بطریق عاریت ہی اور عمرو مقر لہ فقط از راہ ملک و قبضہ و تصرف اسکا مستحق ہی اس مقر اور اسکے سوا اور دوسرے کا اسمین کچھ حق نہین ہی سواے اس مقر لہ عمرو کے اور مقر لہ عمرو نے اسکے اس سب اقرار کی بالمواجہہ تصدیق کی اور علی ہذا اگر کسی دوسری محدود چیز مین اس طرح کا اقرار واقع ہو تو یونہی تحریر کرے - اور اگر کسی دار یا زمین کا اقرار کیا اور یہ اقرار کیا کہ یہ مقر کے قبضہ مین ہی اور چاہا کہ یہ بیان کردے کہ مقر لہ کو اسکا تسلیم کرنا مقر پر واجب ہی تو لکھے کہ تمام یہ دار یہ زمین اس مقر کے قبضہ مین ہے اور اس مقر کے قبضہ مین اس طرح ہی کہ فلان کے واسطے اسکی ضمان اس مقر پر واجب ہی یعنی بطور امانت اسکے قبضہ مین نہین ہی اور مقر پر اسکا تسلیم کرنا مقر لہ کو واجب ہی و لازم ہی بسبب واجب و حق کے کہ جسکو یہ مقر جانتا ہی اور جسکے سبب سے مقر پر ایسا اقرار کرنا لازم آیا ہی یہ اسوقت تک مضمون ہی کہ جبتک فلان کو سپرد نہ کرے پس اسپر یہ مضمون ہی یہانتک کہ اسکو مع اسکے سب حدود و حقوق کے بتسلیم صحیح بدون مانع و منازع کے فلان کو دیدے و سپرد کردے - تو یہ جائز ہی اور مقر پر اسکا تسلیم کردینا واجب ہوگا پس اگر اسنے

[۱] عقار مال غیر منقول از قسم مکان و زمین وغیرہ اور درخت تابع زمین ہوتے ہین ۱۲

سپرد کیا تو خیر ورنہ مقر پر اسکی قیمت واجب ہوگی اور قیمت بیان کرنے مین مقر کا قول قبول ہوگا[ع] - اور اگر اقرار
مین اسکی قیمت بیان کردے مثلاً یون لکھے کہ مقر پر اسکا تسلیم کرنا واجب ہے پس اگر مقر نے اسکو سپرد کر دیا تو خیر ورنہ
مقر پر اسکی قیمت واجب ہوگی اور وہ سب اسقدر ہے تو یہ احوط و اصوب ہے - اور اگر دار مذکور اسکے قبضہ مین
نہوا اور اسنے یون تحریر کرنا چاہا کہ مقر پر اس دار کا فلان کو سپرد کرنا واجب ہے یا اسکی قیمت سپرد کرنا واجب ہے بشرطیکہ
عین دار سپرد کرنے سے عاجز ہو تو یہ بھی جائز ہے لیکن اس صورت مین یہ نہ لکھے کہ دار مذکور اسکے قبضہ مین ہے
اور اگر ایسے اقرار مین مقر نے اپنی جانب اور اپنے سبب یا کسی شخص کیطرف یا خاص خاص چند آدمیون
کیطرف سے جنکے نام بیان کردیے ہون درک کی ضمانت کرلی تو لکھے کہ فلان کے واسطے فلان نے تمام
اس درک کی جو اس دار محدودہ مین یا اسمین سے کسی چیز مین اسکی جانب یا اسکے سبب یا فلان کی جانب
اور اسکے سبب سے پیش آوے ضمانت صحیحہ کرلی کہ فلان کو اس سبب سے چھڑا دیگا اور اس سب دار مذکور کو اسکے سپرد
کر دیگا یا اسکو اس دار کی قیمت واپس دیگا اور فلان نے تمام اس اقرار و ضمان کو قبول کیا - اور اگر اُس نے تمام
لوگون کی طرف سے درک پیش آنے کی ضمانت کرلی تو طحاوی نے عیسیٰ ابن آبان سے روایت کی ہے کہ عیسیٰ
بن آبان نے فرمایا کہ ہمکو ایک عقار کی بابت جو ہمارے قبضہ مین تھا ایک شخص کے واسطے اقرار کرنا پڑا پس
اُسنے ہم سے ضمانت درک طلب کی پس ہمنے اس کو اپنی جانب اور اپنے سبب سے ضمانت درک کو لینا قبول کیا
مگر اُسنے اس سے انکار کیا اور اسی پر جم گیا کہ ہم سب لوگون کی طرف سے ضمانت درک کے ضامن ہون پس
مین نے امام محمد بن الحسن سے ذکر کیا تو فرمایا کہ اگر تم نے اسکو منظور کیا اور اسکے کہنے کے موافق ضامن ہوے
تو ضمان باطل ہوگی اور شیخ خصاف تمام لوگون کی طرف سے درک کا ضامن ہونا جائز رکھتے تھے پس
یون لکھے کہ از جانب مقر و اُسکے سبب سے اور تمام سب آدمیون کی طرف سے درک کا ضامن ہوا -
اور اگر دار مذکور اسکے پاس ودیعت ہو تو لکھے کہ یہ دار محدودہ اس مقر کے پاس اس مقر لہ کی
طرف سے ودیعت ہے کہ جب وہ طلب کریگا اس کو سپرد کرنے گا مقر کو اس سے کچھ انکار نہ ہوگا
اور اگر اپنے فرزند کے واسطے عقار کا اقرار کیا پس اگر بیٹا جوان یعنے بالغ ہو تو اس صورت مین
بھی اسی طرح لکھے جس طرح اجنبی کی صورت مین تحریر کرتا ہے اور اگر لڑکا صغیر ہو تو لکھے کہ یہ دار
محدودہ مذکورہ مقر کے فرزند صغیر مسمے فلان کے جو اتنے برس عمر کا ہے ملک وحق ہے اور اس مقر
کا قبضہ بولایت پدری بغرض حفاظت ہے کہ اسکی طرف سے یہ مقر لہ تا اس کے بلوغ و صلاح کار
ہونے کے حفاظت کرتا ہے اور اس اقرار مین اس مقر کی اس شخص نے تصدیق کی جس کی تصدیق
کرنے کا استحقاق ہے - نوع دیگر اگر دار کا مع اس سب چیز کے جو اس مین کسی کے واسطے اقرار کیا -
تو ابتداسے مثل مذکورہ بالا تحریر کرنے کے بعد دار کے مع حدود و ذکر کرنے کے وقت لکھے کہ یہ دار

ع اور اگر مقر لہ نے زیادہ قیمت کا دعوے کیا تو وہ گواہ لاوے ۱۲ منہ

مع سب حدود و حقوق کے اور مع کپڑون و امتعہ[1] و عروض و مکیل و موزون و فروش و بساطہا و اثاث البیت اور بیوت کی لوٹن و سونا و چاندی کے و مع ظروف پیتلی و برنجی و تانبے و جست و مٹی و شیشہ کے اور مع آٹے و حیوانات وغیرہ سب اقسام اموال کے کثیر و قلیل کے جو اس دار مین ہی واسطے فلان کے ہی اور تحریر کو تمام کرے اور علی ہذا اگر باغہاے انگور و آراضی مزروعہ کا جسمین انگور و زراعت موجود ہی کسی شخص کیو اسطے اقرار کیا تو حیل اقرار ایسے دار کے ہی جسمین اسباب موجود ہی کہ زراعت و پھلون کو مفصل بیان کرنا چاہیے اسو اسطے کہ باغہاے انگور و اراضی کا اقرار کرنے مین کھیتی و پھل نہین داخل ہوتے ہین جیسے کہ دار کے اقرار مین متاعہاے دار داخل نہین ہوتی ہین - پس اگر اصل آراضی و باغہاے انگور کا اقرار ہو تو اسیطرح تحریر کرے جیسے اصل دار کا اقرار تحریر کیا جاتا ہی اور اگر آراضی و باغہاے انگور کا مع اس چیز کے جو اسمین موجود ہی اقرار کیا تو اس طرح لکھے جیسے دار مع اسکی متاع کے اقرار کرنے مین تحریر ہوا ہی اور اگر اس چیز کا جو دار مین ہی بدون دار کے اقرار کیا تو لکھے کہ دار واقع مقام فلان محدودہ بحدود چنین و چنان کے اندر بجملہ اقسام اموال مین کپڑے و عروض و امتعہ و فروش و بساط و سونا و چاندی و باندی و غلام و گاے و بکری و اونٹ و کیلی و وزنی و اطعمہ و اشربہ و حویلی گری ہوئی کا لوٹن و پیتل و تانبے و کانسے و شیشے وغیرہ کے برتن یہ سب فلان کی ملک و حق ہی اسیطرح اگر باغہاے انگور کے پھلون کا سواے اصل باغ کے اقرار ہوا اور اگر زمین کی زراعت کا بدون زمین کے اقرار ہو تو کھیتی کی صورت مین تحریر کرے کہ آراضی واقع مقام فلان محدودہ بحدود چنین و چنان مین سے اتنی جریب مین جو زراعت گندم ہی اور اسمین بالیان آگئی ہین قریب کاٹے جانے کے ہی یا لکھے کہ وہ کھیتی کاٹ لی گئی ہی اور گندم جو اس زمین مذکور محدودہ مین ہی وہ سب فلان کی ملک و حق ہی بدون رقبہ اراضی مذکورہ کے اور تحریر کو تمام کرے اور پھلون کی صورت مین لکھے کہ باغہاے انگور واقع مقام فلان محدودہ بحدود چنین و چنان مین تمام پھل جو اس باغ کے درختان سے پیدا ہو کر انھین درختون پر موجود ہین فلان کی ملک و حق ہین بدون درختان انگور باغہاے مذکورہ و بدون آراضی باغہاے مذکورہ کے اور تحریر کو ختم کرے واللہ تعالی اعلم - نوع دیگر اگر اموال اعیان یا جنکی اضافت مکان کی طرف نہین کی ہی اقرار کیا تو چاہیے کہ ایسی صورت مین ان اموال اعیان کی فہرست ایک کاغذ مین اوپر تحریر کرے اور کیلی کا کیل و وزنی کا وزن اور ذرعی[2] کا طول و عرض و پیمایشی گز اور قیمتی[3] کی قیمت تحریر کرے اور جو مثلی ہی اسکی مثل ذکر کرنے کی حاجت نہین ہی پھر اس فہرست سے فارغ ہو کر تحریر کرے بسم اللہ الرحمن الرحیم - فلان بن فلان نے اپنے جواز اقرار و بہمہ وجوہ نفاذ

---

[1] امتعہ جمع متاع جسکو ہم لوگ اسباب کہتے ہین اور عروض و متاع مین فرق یہ ہی کہ عروض مین کپڑے و زیور وغیرہ سب شامل ہین اور عقار کا مقابل ہی اور متاع مین تمتع کے معنی یعنے نفع لینے کے معنی معتبر ہین یعنی اثاثہ خانہ داری اگرچہ فرق بکثرت ہی مکیل کیل سے ناپنے کی چیزین موزون وزنی فروش مانند چٹائی کے اور بساط بچھونا ۱۲ ع[2] جو گزون سے ناپا جاتا ہی ۱۲ منہ ع[3] جو چیزین قیمت پر ہوتی ہین ان کا مثل تاوان وغیرہ مین مقرر نہین ہی ۱۲ منہ س[4] یعنی خواہ اسکے واسطے یا اسکے اوپر اقرار تصرف ہو ۱۲ منہ

تصرفات کی حالت مین بطوع خود و رغبت خود اقرار کیا کہ یہ تمام اعیان[1] مذکورہ بالا سے تحریر اقرار ہذا جنکے صفات و مقدار و پیمایش طولی و عرضی بیان کردی گئی ہو اور قیمتی کی قیمت تحریر کردی گئی ہے فلان کی ملک و حق ہین وہی ان چیزون کا مالک و مستحق تصرف ہے یہ مقر یا کوئی آدمی تمام سب آدمیون مین سے انکا کسی وجہ و کسی سبب سے مستحق نہین ہو اور تحریر کو تمام کردے نوع دیگر دار مین سے ایک حویلی کا اقرار کرتا - یون تحریر کرے کہ دار معروضہ[2] کذا محدودہ بحدود کذا و کذا مین ایک حویلی جو اس دار مین جانے والے کے دائین ہاتھ یا بائین ہاتھ یا سامنے پڑتی ہو جسمین بیوت سرمائی یا گرمائی ہو جسکی ایک حد ملازق صحن دار ہذا ہو اور دوسری حد اس دار کی بیت سرماوی یا گرماوی سے ملازق ہو اور تیسری اس دار کی صفہ سے ملازق ہو اور چوتھی اس دار کی متوضی[3] سے متصل ہو یہ تمام منزل حویلی مع اپنے سب حدود و حقوق و زمین و عمارت و سفل و علو کے اور مع اپنے راستہ کے دہلیز دار ہذا سے تا دروازۂ کلان اس دار کی ہو اور مع اپنے ہر قلیل و کثیر کے جو اسمین اسکے حقوق سے ہو فلان کی ملک و حق ہو اور تحریر کو تمام کرے اور اگر دار کی منزل کے علو کا اقرار کیا تو لکھے کہ تمام دار مشتملہ بہ بیوت واقع کوچۂ فلان محدود بحدود چنین و چنان کے بیت گرماوی یا سرماوی جس کے حدود چنین و چنان جو دار مین جانے والے کے دائین ہاتھ پڑتا ہو اسپر ایک غرفہ واقع ہے پس اس مقر نے اقرار کیا کہ یہ تمام غرفہ مذکورہ بدون اسکی اسفل کے ملک فلان ہو اور تحریر کو تمام کرے - اگر زید نے اپنے اور عمرو کے درمیان مشترک دار کے ایک بیت کا اقرار کیا تو جس طرح ہم نے بیان کیا ہو تحریر کرے پھر لکھے کہ اگر بعد تقسیم کے یہ اراس مقر کے حصہ مین آیا تو بیت مذکور اس مقر لہ کو سپرد کیا جائیگا اور اگر عمرو کے حصہ مین آیا تو زید اس مقر لہ کے واسطے اپنے حصہ مین سے بقدر اسکے حق کے ضامن ہوگا اور یہ اس طرح ہوگا کہ امام اعظم کے قول کے موافق اور امام ابو یوسف کے قول کے موافق بنا بر دونون روایتون مین سے ایک روایت کے تمام حصہ مقر مین بقدر دار کے گزون مین سے نصف تعداد کے اور مقر لہ بقدر بیت مذکور کے گزون کے شریک کیا جائیگا پس جسقدر مقر لہ کے حساب مین آوے اسقدر مقر کے حصہ مین سے لیگا اور امام محمد نے فرمایا کہ دار کے گزون مین سے نصف گزون کی تعداد سے مقر اور نصف بیت مذکور کی تعداد سے مقر لہ شریک کیا جائیگا نوع دیگر اگر مقر نے اپنے دار مین سے دوسرے کے واسطے راہ کا اقرار کیا تو لکھے کہ زید نے اقرار کیا کہ اسکے مقبوضہ و مملوکہ دار واقع مقام فلان محدودہ بحدود چنین و چنان مین ایک راستہ ہو اور یہ راستہ اس دار مین فلان موقع پر مابین کذا الی کذا ہو اور مبدا اس راستہ کا فلان جگہ سے تا دروازہ کلان اس دار کے اسی دار مین ہو اور مبدا سے تا دروازہ کلان اس راستہ کا طول اتنے گز اور عرض اتنے گز ہو اس راستہ مین ہوکر فلان شخص اپنے دار سے جو اس زید کے دار سے ملاصق ہو اس دار کے فلان مقام سے نکل کر اس راستہ سے

[1] اعیان جمع عین جو دین یعنی از قسم نقد غیر معین نہو ۱۲ [2] معروضہ یعنی واقع محلہ فلان از شہر فلان و اگر نام ہو تو بیان کرے ۱۲
[3] متوضی جہان منہ دھونے و وضو وغیرہ کرنے کا پانی ڈالا جاتا ہو موافق رسم اس ملک کے ہے ۱۲ منہ

ہوکر دار زید کے دروازہ کلان سے ہو کر شارع عام مین آنکلتا ہو پس زید نے اقرار کیا کہ یہ تمام راستہ مذکورہ مع اپنے حدود وحقوق کے فلان کی ملک ومقبوضہ ہو اور وہی اس راستہ کا مستحق ہو مقر یا کوئی آدمی تمام سب آدمیون سے اسکا مستحق نہین ہو اور تحریر کو ختم کرے اور اگر یہ راستہ دونون مین مشترک ہو تو تحریر مین دونون مین مشترک ہونا بڑھا دے - نوع دیگر کسی کے واسطے دیوار کا اقرار کیا تو تحریر مین اس دیوار کے واقع ہونے کی جگہ اور اسکا طول وعرض واونچائی تحریر کرے اور یہ بھی لکھنا واجب ہو کہ یہ دیوار بحدودہ مع اپنی زمین وعمارت کے ملک فلان الی آخرہ کیونکہ تعمیر دیوار کی بابت دو روایتین مختلف بیان کردی ہین کہ دیوار نام ہے عمارت و زمین کا یا فقط عمارت کا نوع دیگر اگر نہر وکاریز کا اقرار کیا تو لکھے کہ نہر واقع مقام فلان موسوم بکذا جسکا مبتدا فلان جگہ سے اور اسمین فلان نہر سے پانی آتا ہو اور فلان مقام پر یہ نہر گرتی ہو اور یہ نہر اپنے پانی آنے کی جگہ سے گرنے کی جگہ تک اتنے گز ہو فلان گزون کے حساب سے اور عرض اسکا اتنا ہو اور اس نہر کی پوری لمبائی مین دونون جانب پانچ پانچ گز حریم ہو پس مقر نے اقرار کہ یہ سب نہر مع اپنے حریم وسب حدود وزمین وہر حق کے جو اسمین داخل اور اس سے خارج ہو اس مقر لہ کی ہو اور تحریر کو تمام کرے اور کاریز مین اتنا زیادہ کرے کہ مع اپنی زمین وتعمیر کے نوع دیگر اگر مشتری نے اقرار کیا کہ خرید شدہ دوسرے کی ملک ہو اور مشتری اس غیر کی طرف سے خرید کیواسطے وکیل تھا پس اگر بیعنامہ کی پشت پر اسکو لکھنا چاہا تو لکھے کہ مشتری نے اقرار کیا کہ خرید شدہ غیر کی ملک ہو اور مشتری اس غیر فلان کی طرف سے جسکا نام ونسب اس تحریر کے باطن کی جانب بیعنامہ مین تحریر ہو وکیل خرید تھا پس جو اسنے اقرار وہمہ وجوہ نفاذ تصرفات کی حالت مین بطوع خود اقرار کیا کہ اسنے تمام زمین محدودہ مذکورہ روے تحریر ہذا یا تمام دار محدودہ مذکورہ روے تحریر ہذا بائع مذکورہ سے بعوض ثمن مذکور کیواسطے فلان بن فلان کے خرید کیا کہ اسکو اسکے مال سے مقر کو اپنا وکیل مقرر کرنے سے مقر نے اسکے واسطے خریدا اور اپنے موکل کے مال سے ثمن نقد ادا کیا اور اس معقود علیہ پر اسی کیواسطے قبضہ کرلیا اور یہ تمام دار ویہ زمین ملک فلان واسکا حق ہو اور اس مقر کا نام جو روے بیعنامہ مین مذکور ہے عاریۃً وکالۃً ہے استحقاقاً واصالۃً نہین ہو اور اسکا موکل فلان اس معقود علیہ مذکور مین سب تصرف کرنے کا مستحق ہو اور یہ مقر واسکے سواے تمام سب لوگون مین سے کوئی اسکا مستحق نہین ہو اور اس مقر کو اس سب مین یا اسمین سے کسی جزو مین کچھ دعوی نہین ہو اور اگر اس سب کا یا تھوڑے کا کبھی اس مقر نے دعوی کیا یا مقر کے قائم مقام نے مقر کی زندگی یا موت کے بعد دعوی کیا تو اسکا دعوی باطل ہوگا اور مقر لہ مذکور نے اسکے اس سب اقرار کی بالمشافہ تصدیق کی کہ واقع تاریخ فلان اور اگر وکیل مذکور کا اقرار علیحدہ ابتداءً لکھا گیا تو لکھے کہ زید نے اقرار کیا کہ اسنے کبر سے ایک دار واقع مقام فلان محدود بحدود ذہنین وجنبان بعوض اسقدر ثمن کے خریدا اور اسکے واسطے ایک بیعنامہ لکھا گیا جسکا نسخہ یہ ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم پس نقل بیعنامہ آخر تک تحریر کردے پھر لکھے

عہ تنا ہی یا انگریزی مثلاً ۱۲ عہ ۱۰ اوپر سے پیش ہوتی ہوئی ہو اس سے تعمیر عمارت لی ہو ۱۲ منہ

کہ اقرار کیا کہ اُسنے یہ معقود علیہ مذکور فلان بن فلان کیواسطے خریدا تھا باقی اُسی طور سے تحریر کردے جسطرح ہمنے بیان کیا ہی۔ اور اگر نصف اپنے واسطے اور نصف دوسرے کیواسطے خریدنے کی تحریر چاہی تو لکھے کہ بطوع خود اقرار کیا کہ ہر گاہ اُسنے تمام دار واقع مقام فلان خریدا تو اسمین سے نصف شائع اپنے واسطے اور نصف شائع فلان کیواسطے اسکے حکم سے اور اسکے اس مقر کو اسواسطے وکیل کرنے کی وجہ سے خریدا پس یہ تمام دار مذکورہ اس مشتری اور اس فلان کے درمیان بسبب ایسی خرید کے نصفا نصف مشاع دونون کے قبضہ مین ہی اور اس تمام ثمن مذکورہ کا نصف اس فلان کے مال سے ادا کیا گیا ہی اور اس مقر لہ نے اسکے اقرار کی بالمشافہہ تصدیق کی اور اگر وصی نے یتیم کیواسطے خرید کر کے اقرار کرنا چاہا کہ خرید شدہ یتیم کے واسطے خریدا ہی تو لکھے کہ زید نے جو عمرو کیطرف سے اسکے فرزند صغیر مسمی بکر کا وصی ہی اقرار کیا کہ اسنے تمام حویلی جو فلان بائع سے بعوض ثمن مذکور خریدی ہی وہ اس یتیم کیواسطے بحکم اپنی ولایت کے جو اسپر بحکم اسکے پدر فلان کی جانب سے اسکے وصی ثابت ہونے کیوجہ سے ثابت ہی خریدی ہی کیونکہ اسکے خریدنے مین اسکے مال کی احتیاط اور اس کے حق مین حفاظت و امید حصول نفع مالی و زیادتی و توفیر سمجھی ہی اور اسنے اسکا ثمن بحکم اپنی ولایت مذکورہ کے اسکے مال سے اس بائع کو ادا کیا ہی (یعنے بطریق یقین غالب) اور اس یتیم کے واسطے جو چیز اس بیع سے خریدی ہی قبضہ کر لیا ہی پس یہ یتیم اس خرید شدہ کا مستحق ہی یہ مقر یا کوئی دوسرا وصی تمام سب آدمیون مین سے اسکا کچھ مستحق نہین ہی اور اس مقر کا نام بیعنامہ مین بطور عاریت ہی اور اس مقر کا اس سب مین یا اسمین سے کچھ کسی جزو مین کوئی حق نہین ہے اور اس وصی نے یہ امر اس یتیم کے اوپر رکھا کہ بعد بالغ ہونے کے صلاحکاری ظاہر ہونے اور اپنے مال پر قبضہ کرنے کا مستحق ہونے پر مختار ہی کہ جو چیز اس وصی نے اسکے واسطے خریدی ہی اسپر قبضہ کر لے اور جو شخص اسمین خصومت کرے اسکے ساتھ خصومت کرے الی آخرہ۔ نوع دیگر اگر کسی نے اقرار کیا کہ وہ بعاریت فلان کی خرید شدہ مین رہتا ہی تو لکھے کہ فلان نے بطوع خود اقرار کیا کہ وہ معدم ہی دنیا کے مال سے کسی چیز کا مالک نہین ہی نہ روئے زمین پر اور نہ زمین مین گڑا ہوا مال رکھتا ہی سوائے ان کپڑون کے جو اس کے بدن پر ہین جنکی قیمت چند درم ہی اور وہ فلان کی عیال مین ہی جو اسکو نفقہ دیتا ہی اور وہ دار منسوبہ بفلان شخص مین بطور عاریت رہتا ہے اور فلان کے قبضہ مین اسکا کچھ مال و ملک صامت و ناطق نہین ہی اور نہ ایسی کوئی چیز ہی جسپر لفظ مال اطلاق کیا جا سکے (باندی غلام وغیرہ) اور فلان نے اسکے اس اقرار کی تصدیق کی نوع دیگر اگر محدود خریدنے کے بعد مشتری و بائع مین مفاسخہ ہوا اور اسکا اقرار مشتری نے تحریر کرنا چاہا تو لکھے کہ زید نے بطوع خود اقرار کیا کہ اُسنے عمرو سے برضا و رغبت و بطوع خود بیع جو ان دونون مین بابت تمام دار واقع مقام فلان محدودہ بحدود چنین و چنان کے جاری ہوئی تھی باہم فسخ کیا اور عقد کو جو ان دونون مین اس دار مذکور کی بابت رہن و وثیقہ بحال وغیرہ کا ثابت ہوا ہو باہم توڑ دیا اور یہ مفاسخہ بطور صحیح جائز کیا جسمین فساد و خیار نہین ہی اور نہ کوئی ایسی بات ہی جو اسکے بطلان کی موجب ہو اور زید مذکور نے تمام یہ دار بحکم اس مفاسخہ مذکورہ اس عمرو کو بہ رد صحیح واپس دیا اور اسنے عمرو

مذکور سے اپنا ہر حق جو بحکم مفاسخہ مذکورہ وغیرہ کے مقر لہ عمرو مذکور پر واجب ہوا تھا تمام و کمال وصول کر لیا
اور عمرو مذکور اسکو دیکر یا براء صحیح بری ہو گیا پس اس مقر کا یا کسی دوسرے کا اس مقر لہ پر یا اسکی جانب
یا اسکے پاس یا اسکے قبضہ مین کوئی حق اور عین و دین کچھ نہیں رہا اور نہ اس دار مین بیع رہن و وثیقہ بمال وغیرہ
کسی عقد سے کچھ دعوی رہا اور اس مقر لہ نے بالمشافہہ اسکی تصدیق کی - نوع دیگر اقرار مفاسخہ مین - زید نے
بطوع خود اقرار کیا کہ باغ انگور واقع مقام فلان محدود بحدود چنین و چنان اسکے قبضہ مین از جانب عمرو رہن
تھا بعوض ایسے مال کے جو زید کا اس عمرو پر تھا جسکے عوض زید مذکور کے پاس اس نے رہن کیا تھا اور اس عمرو
نے یہ تمام قرضہ مذکورہ اس زید کو ادا کر دیا اور اس مقر نے اسکے ساتھ اس باغ انگور کے رہن کا مفاسخہ کر دیا
اور اسکو واپس کر دیا اور اس نے رہن سے چھڑا کر واپس لیکر قبضہ کر لیا پس اس مقر کا اس مقر لہ پر کچھ قرضہ نہیں رہا
اور نہ اس مقر لہ کا اس مقر کے پاس کوئی مال عین رہا اور نہ دونون مین سے ایک کی دوسرے پر کچھ خصومت رہی
اور ہر ایک نے دونون مین سے دوسرے کی اس سب مین تصدیق کی اور دونون نے گواہ کر لیے واللہ تعالی اعلم
نوع دیگر اقرار فسخ بیع و گم شدگی بیعنامہ زید نے بطوع خود اقرار کیا کہ اسنے عمرو سے تمام دار واقع مقام فلان محدود
بحدود چنین و چنان بطریق بیع الوفاء و وثیقہ کے نہ بر سبیل قطعی و حقیقی کے بعوض اتنے درم کے خریدا تھا اور طرفین سے
باہمی قبضہ دونون چیزون مین واقع ہو گیا تھا اور اس سے اس طرح وفا کرنے کا اقرار کیا تھا کہ ہر گاہ وہ اسکو
مثل اس ثمن کے نقد دیگا اور اسکے فروخت کر دینے کا مطالبہ کریگا اور ثمن لیکر مبیع مذکور سپرد کر دینے کا مطالبہ
کریگا تو اسکی درخواست کو منظور کریگا پھر عمرو مذکور نے اس ثمن مذکور کے مثل اس زید کو نقد دیا اور اس زید سے
اسکے فروخت کر دینے کا مطالبہ کیا پھر زید نے یہ دار مذکور اسکے ہاتھ فروخت کر دیا اور ثمن پر قبضہ کر لیا اور دار
خریدشدہ اسکو واپس کر دیا اور عمرو نے اس سے بیعنامہ طلب کیا پس وہ بیعنامہ دینے سے عاجز ہو گیا اور
کہا کہ وہ گم ہو گیا ہے پس اسنے مضبوطی کیواسطے اقراری تحریر مقر سے مانگی پس اس مقر نے بطوع خود اقرار کیا
کہ اسنے فلان بائع سے یہ تمام ثمن اور وہ اسقدر ہے بائع مذکور کے اسکو یہ سب دینے سے وصول کر لیا اور اسکے
وصول و بھر پانے سے بائع مذکور اسکو دیکر بری ہو گیا اور اس مقر نے اسکو تمام وہ چیز جو تحت بیع داخل ہوئی
ہے سپرد کر دی - اور یہ سب بعد اسکے ہوا کہ اس مقر نے اسکے ساتھ اسکو فروخت کیا اور اس بائع نے اس سے
یہ مبیع خرید لی - اور اس مشتری نے اس سب مین اس بائع کیواسطے ضمانت درک کر لی اور اقرار کر لیا کہ اس مقر لہ
کا اس بائع پر اس سب مین کوئی دعوی و کچھ خصومت نہیں رہی نہ اصل محدود مین اور نہ اسکے کرایہ مین اور
نہ اسکے ثمن مین اور نہ اسکی قیمت مین اور یہ تمام دار مذکور اس بائع کی ملک ہے وہی اسکا مستحق ہے یہ مقر یا کوئی
دوسرا آدمی تمام سب آدمیون مین سے اسکا مستحق نہیں ہے اور اگر یہ مقر کبھی اس بیعنامہ کو نکالے تو وہ بیکار رہے
اور وہ اس بات پر اپنے گواہ قائم کرنے و ثمن طلب کرنے مین مبطل ہوگا اور اس مقر لہ نے اس اقرار مین اسکی
تصدیق کی و تحریر کو تمام کرے واللہ تعالی اعلم - نوع دیگر اگر ایک شخص نے اپنی دختر کی تجہیز کی اور باپ

وشوہر نے سب جہیز کا اسکے واسطے اقرار کیا. تو لکھے کہ گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا سب گواہ ہوئے کہ فلان بن فلان نے اپنی دختر فلانہ کو اپنے خالص مال سے بطور صلہ و تعطف و احسان اور اسکے مہر و عطیہ سے جو اسکے شوہر نے اسکے واسطے روانہ کیا ہی بعد از انکہ دونون کے درمیان نکاح صحیح موافق شرع کے مستجمع جمیع شرائط صحت جاری ہوگیا تھا تمام جہیز مذکورہ ذیل وقت اسکے اپنے اس شوہر کے گھر جانے کے دیا ہی اور سپرد کیا ہی جمع اللہ تعالیٰ[سلہ] بینہما بالخیر والبرکۃ واکثر لہما الذریۃ الطیبۃ ۔ اسکے شوہر کے کپڑے اسکے سپرد کردے اور انکی تفصیل بیان کردے اور ہر ایک کی صفت بیان کردے اور قیمتی چیزون کی قیمت بیان کردے اور جو کپڑا گزون کی ناپ ہو اسکی ناپ گزون سے بیان کردے اور زنانہ اس عورت کے کپڑے سپرد کردے اور ہر ایک قسم کی تفصیل بیان کردے اور زیور و موتی و جواہرات کی تفصیل و صفت و قیمت بیان کردے اور علی ہذا فروش و بچھونے اور علی ہذا پیتل و تانبے و جست و لوہے وغیرہ کے ظروف ۔ اور ممالیک مین تفصیل کرے کہ رومی باندی جسکی قیمت اسقدر و ترکی غلام جسکی قیمت اسقدر و ہندی باندی جس کی قیمت اسقدر ہے و باغ انگور واقع دیہہ فلان محدود بحدود چنین و چنان و تین دوکانین واقع بازار فلان محدود بحدود چنین و چنان اس سب کی تفصیل فہرست تحریر کرنے کے بعد لکھے بسم اللہ الرحمن الرحیم فلان بن فلان (یعنی باپ نے ۱۲) نے بطوع خود اقرار کیا کہ تمام اموال مذکورہ جسکی اجناس و انواع و صفات و قیمت فہرست بالا مین مذکور ہی اسمین سے سوائے جامہائے پوشیدنی اس شوہر کی مذکور فہرست کی ملک اسی فلانہ کی اور اسکا حق ہی اور اسکے قبضہ و تحت تصرف مین ہی اور اس مقر کا اسمین کچھ حق نہین ہی اور یہ مسماۃ مذکور اس کی مستحق ہی یہ مقر یا تمام سب آدمیون مین سے کوئی اس کا مستحق نہین ہی اور اگر کبھی اس نے اس کا یا اس مین سے کسی چیز کا دعوی کیا کہ یہ اسکی ملک ہی اور اس مسماۃ کے پاس اسکی طرف سے عاریت ہے تو اسکا دعوی باطل و مردود ہوگا اور اسکے واسطے اپنے اوپر ان لوگون کو گواہ کردیا جنھون نے آخر تحریر مین اپنے نام ثبت کیے ہین اور تحریر کو تمام کردے پھر گواہ لوگ اپنے اپنے نام تحریر کرین پھر بعد تحریر اسمائے گواہان کے شوہر کا اقرار اسمین تحریر کرے بسم اللہ الرحمن الرحیم فلان بن فلان نے بطوع خود اقرار کیا کہ تمام اموال مذکورہ فہرست پیشانی کاغذ ہذا سوائے جامہائے تن مقر جو اسکی طرف مضاف کیا گیا ہی باقی سب اسکی اس زوجہ مسماۃ فلانہ کی ملک و حق ہی اور اسکے قبضہ و تحت و تصرف مین ہی اور اس سب کو وہ اس مقر کے گھر اس طرح لیے جاتی ہو جیسے عورتین اپنے شوہرون کے گھر لیجاتی ہین بدون اسکے کہ اس مقر کا اس سب مین یا اسمین سے کسی چیز مین کچھ دعوی یا ملک یا حق ہو اور اقرار کیا کہ اگر یہ مقر کبھی ان مین سے کسی چیز مین سوائے اپنے تن کے کپڑون کے جو اسکی طرف مضاف کیے گئے ہین دعوے کرے تو اس کا دعوی باطل و مردود ہوگا اور اقرار کیا کہ اس عورت کے واسطے اس مقر پر اسکے باقی مہر کا اسقدر حق واجب و دین لازم ہے کہ جب شرع سے

سلہ اللہ تعالیٰ دونون مین خیر و برکت کے ساتھ موافقت رکھے اور انکی پاکیزہ اولاد مین کثرت دے ۱۲

اسکا مطالبہ اس شوہر پر متوجہ ہو تو مطالبہ کریگی الا اپنے اوپر اس سب اقرار کے گواہ کر دیے پھر اس کے بعد
گواہ لوگ اپنے اپنے نام تحریر کریں واللہ تعالیٰ اعلم - اور اگر دختر نے اپنے جہیز کا اپنے باپ یا ماں کے واسطے
اقرار کیا اور اسکی چند صورتیں ہیں اول آنکہ فہرست جہیز مثل مذکورہ بالا کے پیشانی کاغذ پر تحریر کر کے پھر لکھے
بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ فلانہ بنت فلان نے بطوع خود اقرار کیا کہ تمام اموال جو جنس وصفت و اقسام و قیمت
کے ساتھ پیشانی کاغذ ہذا میں تحریر ہیں اسکے باپ اس فلان کی ملک وحق بسبب صحیح ہیں جسکو مقرہ بخوبی جانتی
ہے اور اسکا اقرار اسکے واسطے یہ لازم آیا ہے اور اس مقرہ کے قبضہ میں بطریق عاریت کے ہیں اور اسکے اس
اقرار کی اسکے باپ اس فلان نے بالمشافہہ تصدیق کی اور دونوں نے گواہ کر لیے وجہ دوم آنکہ فلانہ نے
بطوع خود اقرار کیا کہ اقسام ثیاب کتیب و امتعہ و فروش و بچھونے و زیور سونے و چاندی و جواہر و موتیوں و
ظروف برنجی و پیتلی و شیشے و لوہے و مٹی وغیرہ کے و اقسام امتعہ و اثاث البیت وغیرہ ہر قلیل و کثیر جو اسکے
جہیز کے کاغذ میں مذکور ہیں اور یہ سب فی الحال اسکے شوہر فلان کے گھر میں موجود ہیں اس کے باپ فلان کی
بسبب صحیح و لازم ملک ہیں جسکو یہ مقرہ اچھی طرح جانتی ہے کہ جس سے اسکو یہ اقرار کرنا لازم آیا اور اسکے اقرار
کی اسکے باپ اس فلان نے مشافہۃً تصدیق کی اور دونوں نے اپنے اوپر گواہ کر لیے اور دوسرا طریقہ یہ
ہے کہ اسکا باپ اسکو جہیز دینے کے وقت اس جہیز کی فہرست لکھکر اس امر پر گواہ کرے کہ میں نے یہ چیزیں
اسکو بطریق عاریت دی ہیں اور صدر الشہید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ احوط یہ ہے کہ جو کچھ اس فہرست میں لکھا ہے
اس سب کو اسکا باپ بعوض ثمن معلوم کے خرید لے پھر اسکی دختر اپنے باپ کو اس ثمن سے بری کر دے اور
میرے نزدیک احوط وہی ہے جو میں نے اولاً تحریر کیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم - نوع دیگر در اقرار حیوان - اولاً پیشانی
کاغذ پر حیوانات کے نام و صفات و شیات جیسے ہوں تحریر کرے پھر فہرست کے بعد اقرار کا بیان اسیطرح
لکھے جس طرح ہم نے بیان کیا ہے یا لکھے کہ فلان بن فلان نے الی آخرہ اقرار کیا کہ اسنے فلان کے ہاتھ اتنی عدد
بکریاں معین انکے اوصاف و شیات بیان کردے اتنے درموں کے عوض فروخت کیں اور اسنے یہ بکریاں اس
مقر سے خریدیں اور مقر نے انکا ثمن مذکور سب وصول پایا اور مبیع مذکور اسکے سپرد نہیں کی اور جب وہ
طلب کریگا تو یہ فلان بکریاں اسکے سپرد کر دیگا اور مقر لہ نے اسکی تصدیق کی نوع دیگر اگر عورت نے اقرار کیا
کہ میں نے اتنی مدت کا نفقہ و کپڑا اپنے شوہر سے وصول پایا - تو لکھے کہ فلانہ بنت فلان نے بطوع خود
اقرار کیا کہ میں نے اپنے شوہر فلان سے اپنا تمام چھ مہینے کا کھانا و کپڑا جو مقرہ کے واسطے اس شوہر پر واجب تھا
جیسا کہ ایسی عورتوں کا ہوتا ہے فلان تاریخ سے فلان تاریخ تک چھ مہینے کا بقبضہ صحیح و استیفائے کامل وصول
پایا اور اسکے شوہر فلان نے اسکے اقرار کی بالمشافہہ تصدیق کی اور تحریر کو تمام کرے واللہ اعلم - نوع دیگر غلام
نے اپنے مولے کے واسطے اپنے رقیق ہونے کا اقرار کیا تو لکھے کہ فلان ہندی نے اپنے جواز اقرار کی
حالت میں بطوع خود اقرار کیا کہ وہ فلان کا غلام مملوک ہے اور فلان مذکور اس کے رقبہ کا مالک صحیح

جائز ثابت مالک ہو اور فلان کی خدمت واطاعت اس مقر پر واجب ہے اور اگر فلان اس سے خدمت لے یا فروخت کرے تو اسکو فلان کے امر سے کچھ انکار نہین ہو اور فلان پچ اس باب مین کسی حق کا دعوے کرکے اسکی ملک سے خارج ہو جانے کا بالکل مستحق نہین ہو اور اس مقر کا فلان کی جانب کوئی دعوے وحق ومطالبہ کسی وجہ سے اور کسی سبب سے نہین ہو اور فلان نے اسکے اس سب اقرار پر بعد از انکہ اسکو ایسی زبان مین پڑھ سنایا گیا اور اسنے سمجھ لیا وجان لیا گواہ کر لیے پس اگر اس کا کوئی سبب ہو تو اسکو تحریر کروے اور یہ صحت اقرار کا مانع نہوگا اور اس اقرار مین صحت بدن ہونا شرط نہین ہے اس واسطے اسکا حکم صحت ومرض دونون حالتون مین یکسان ہو مختلف نہین ہو - نوع دیگر باندی کا اقرار کہ وہ اپنے مولی کی ام ولد ہی یون لکھے کہ فلانہ ترکیہ یا ہندیہ نے اقرار کیا اسکا حلیہ بیان کردے بطوع خود اقرار کیا کہ وہ فلان بن فلان کی ام ولد تھی اور اسکے قبضہ وتحت وتصرف مین بملک صحیح کامل تھی اور وہ اس سے ایک بیٹا مسمے فلان یا دختر مسماۃ فلانہ جنی کہ وہ فرزند اس مقرہ کی گود مین موجود ہے اس کے مالک مذکور سے ثابت النسب ہے اور یہ مقرہ اس مولی سے بچہ جننے کی وجہ سے اسکی ام ولد ہو گئی اور اس مقرہ پر اسکی خدمت اطاعت واجب ہو اور اسکو اس بات سے کوئی انکار نہین ہو جبتک یہ مولی زندہ ہو اور اسکے مولی فلان مذکور نے بالمشافہہ اسکی تصدیق کی واللہ تعالی اعلم - اور اگر مولی کیطرف سے اسکے ام ولد ہونیکا اقرار ہو تو اسکی صورت تحریر ہم فصل امہات الاولاد مین ذکر کر چکے ہین اسکا اعادہ نہ کرینگے - اور اگر پسر نے اقرار کیا کہ میرے باپ کی باندی میرے باپ کی ام ولد ہو اور اسکی موت سے آزاد ہو گئی ہو - تو لکھے کہ فلان بن فلان نے بطوع خود اپنی صحت بدن وثبات عقل وبہمہ وجوہ جواز تصرفات کی حالت مین اقرار کیا کہ فلانہ ترکیہ یا ہندیہ اسکے باپ فلان کی مملوک وباندی تھی اور اسکے قبضہ وتصرف مین تھی کہ اسکا بملک صحیح مالک تھا اور اسکے باپ فلان نے اپنی زندگی مین اسکو ام ولد بنایا اور وہ اس کے باپ فلان سے ایک بیٹا ثابت النسب مسمی فلان جنی یہ بچہ جننے سے یہ باندی اسکی ام ولد ہو گئی اور اسکے باپ فلان نے بھی اپنی زندگی مین اسکے ام ولد ہونے کا اقرار کیا ہو اور یہ باندی اسکے باپ فلان کے مرنے سے اسکے تمام مال سے آزاد ہو گئی اور اس مقر کا اس باندی مذکورہ پر کچھ دعوی وحق نہین ہو سوائے استحقاق ولاء کے کہ بعد اپنے باپ کے اسکی ولاء اس مقر کے واسطے ہو اور اس باندی نے بالمشافہہ اسکی تصدیق کی - اور اگر پسر نے کسی غلام کے مدبر ہونے کا اقرار کیا کہ اسکے باپ نے اسکو مدبر کر دیا ہو اور وہ اسکے باپ کی موت سے آزاد ہو گیا تو لکھے کہ فلان بن فلان نے حالت جواز اقرار مین بطوع ورغبت خود اقرار کیا کہ غلام ہندی مسمی فلان اسکے باپ مسمے فلان کی ملک وحق تھا کہ بسبب صحیح اسکا کامل مالک تھا اور اسکے باپ نے اپنی زندگی مین اس غلام کو بتدبیر مطلق صحیح اپنے خالص مال سے مدبر کر دیا اور ایسا ہی اسکے باپ نے اپنی زندگی مین اقرار کیا اور اسکا باپ مر گیا اور یہ غلام اسکے ترکہ کے تہائی سے برآمد ہونے کی وجہ سے آزاد ہو گیا

اور اس پسر کو اس غلام پر کوئی استحقاق نہین ہو سوائے راہ ولا کے اور بجہت میراث اس کا اس غلام پر کوئی دعوے نہین ہی اور سعایت کرانے کے واسطے اسکے ساتھ کوئی خصومت نہین ہی اور اس غلام نے اسکے اقرار کی بالمواجہہ تصدیق کی - نوع دیگر اگر وارث نے قرضدار سے قرضہ وصول پانے کا اقرار کیا تو لکھے کہ زید بن فلان نے بطوع خود اقرار کیا کہ اسکا باپ فلان مرگیا اور اُسکا عمرو پر اتنے درم قرضہ واجب و حق لازم تھا اور اسکی موت سے یہ مال اسکے بیٹے اس زید کے واسطے میراث ہوگیا کہ اس کے سوائے اس کا کوئی وارث نہین ہے اور عمرو نے یہ اُس کو ادا کر دیا اور پورا دیدیا پس زید نے اس سب کو بھرپور کامل وصول کر لیا اور وصول پانے کے ساتھ اُسکو ابراء صحیح اس سے بری کر دیا اور عمرو مذکور کیواسطے اس معاملہ مین ہر طرح کے درک کی اس سب مین ہو یا اسمین سے کسی جزو مین ہو ضمانت صحیحہ جو شرع مین لازم ہوتی ہی کر لی اور عمرو نے اسکے اس اقرار کو بالمواجہہ قبول کیا اور تصدیق کی - اور اگر ایسا اقرار از جانب موصی لہ ہو تو لکھے کہ زید نے اقرار کیا کہ عمرو نے اپنی زندگی مین اپنی صحت عقل و بہمہ وجوہ جواز تصرفات کی حالت مین زید کے واسطے اپنے تمام ترکہ کی اپنی وفات کے بعد وصیت کی تھی اور اسکا کوئی وارث براہ قرابت یا بجہت زوجیت نہ تھا اور اسکو اس شہر کا وصی کیا تھا کہ اسکا ترکہ جہان ہو جسکے پاس ہو اور جسپر ہو طلب کرے اور اسواسطے اسکو بوصایت صحیحہ وصی کیا تھا اور اس زید نے اسکی وصیت کو جو زید کے واسطے تھی اور اسکی وصایت کو کہ زید کو وصی مقرر کیا تھا قبول کی تھی اور زید نے بحجت شرعیہ فلان پر اتنے درم اس متوفی کے واسطے قرضہ لازم و حق واجب ہونا ثابت کیے اور بحکم اس وصایت ثابتہ کے اس سے اس مال کا مطالبہ کیا پس اس فلان نے یہ سب اسکو دیدیے اور اس مقر نے یہ سب وصول کر لیے اور بھرپور اس سے وصول پائے الی آخرہ واللہ تعالیٰ اعلم - نوع دیگر اگر وصی نے اپنے پاس مال یتیم ہونیکا اقرار کیا تو لکھے کہ زید نے جو حفاظت ترکہ عمرو متوفی اور اسکے صغیر فلان کے درستی امور کا وصی بتقرری از جانب قاضی شہر فلان ہے اپنی صحت بدن کی حالت مین بطوع خود اقرار کیا کہ بحکم وصایت صغیر کا مال اسکے قبضہ مین ہی اور وہ اتنے درم نقد و چندین اعیان اموال ہین ان کو بیان کردے اور ان کا وصف بیان کرے اور انپر اس وصی نے قبضہ کیا ہے تاکہ انکی حفاظت کرے اور صغیر مذکور کے بالغ ہونے پر اور جب کہ اس سے آثار صلاحیت ظاہر ہون بدون عذر و تعلل کے اسکو واپس دے اور وہ اس اقرار مین بطوع شرعی تصدیق کیا گیا اور تحریر کو ختم کرے واللہ تعالیٰ اعلم - نوع دیگر بالغ ہونے کے بعد یتیم کا اقرار کہ اسنے وصی سے مال وصول پایا ہی لکھے کہ زید نے مجلس حکم مین بطوع خود اقرار کیا کہ اسنے عمرو سے جو اسکے باپ فلان متوفی کی طرف سے حفاظت ترکہ و صلاح امور اس مقر کے واسطے اسکی حالت صغر مین وصی مقرر تھا تمام وہ مال جو اس عمرو کے پاس از منقول و عقار و آراضی و حیوان و غلہ و نقد و اثمان و حاصلات باغ انگور وغیرہ اقسام اموال سے تھا اس وصی کے یہ سب اسکے سپرد کرنے سے لیکر بقبضہ جائزہ اپنے قبضہ مین کر لیا پس اب اس مقر کا اس وصی پر کوئی دعوے

وخصومت نہ رہی پھر اگر اسکے بعد اس مقر نے اس وصی پر عین یا دین کا دعویٰ کیا یا جو اس کے قائم مقام ہو اسکی حیات میں یا وفات کے بعد وکیل یا وصی یا نائب ہو اس نے ایسا دعویٰ کیا تو یہ سب باطل و مردود ہوگا اور تحریر کو تمام کرے واللہ اعلم نسخہ دیگر اندرین مضمون - زید نے بطوع خود اقرار کیا کہ اسکا باپ عمرو مرگیا اور اسنے قبل اپنی وفات کے بکر کو وصی کیا تھا کہ اسکے تمام ترکہ کی حفاظت کرے اور متوفی مذکور کے قرضے ادا کرے اور متوفی کے قرضے جو لوگون پر ہین انکو وصول کرے اور اسکی وفات کے بعد اسکی وصیتین نافذ کرے اور اسی وصایت پر مرگیا اس سب سے یا اسمین سے کسی بات سے رجوع نہین کیا اور میرے سوا سے کوئی وارث نہین چھوڑا پھر اس وصی نے ان تمام کامون کو جنکی بابت اسکو وصیت کی تھی انجام دیا اور ان امور مین موافق اقتضاے حکم شرعی کے تصرف کیا کہ قرضے ادا کیے اور وصول کیے اور تہائی مال سے وصیتین نافذ کین اور بسبب صغر سن اسکے مال سے اسکے کھانے وکپڑے واوڑھنے وبچھونے مین بطور معروف خرچ کیا اور اس مقر نے یہ بھی اقرار کیا کہ وہ مردون کی حد تک پہونچ گیا ہے اور اسکی اصلاح کاری ظاہر ہوگئی ہے اور اپنے اموال پر قبضہ کرنے اور اپنے حقوق حاصل کر لینے کا مستحق ہوگیا ہے اور اس مقر نے اپنا تمام مال جو اس وصی کے قبضہ مین اسکے باپ فلان متوفی کے ترکہ کا تھا بحکم ارث وصول کر لیا اور یہ سب تمام وکمال اس وصی کے دینے سے بھرپایا بعد ازانکہ تمام ترکہ باجناس وانواع ایک ایک کرکے جان پہچان لیا بدون اسکے کہ انمین سے کوئی چیز اسپر پوشیدہ رہی ہو اور اس سب سے بخوبی واقف ہوگیا اور اس مقر نے اس وصی مذکور کو اپنے تمام دعوے وخصومات سے بری کر دیا پس اگر اسکے بعد یہ مقر یا اسکے مثل اس وصی مذکور پر دعوے کرے کہ اسکے پاس یا اسکے قبضہ مین اس مقر کے پدر متوفی فلان کے ترکہ مین سے قلیل وکثیر قدیم وجدید کچھ ہے یا کوئی اور اسکی طرف سے ایسا دعوے کرے تو یہ سب باطل مردود ہے اور جو گواہ اس وصی پر اس مقدمہ مین قائم کرے یا جس قسم کی حجت پیش کرے یا اس سے قسم طلب کرے اور اس سے اس بات مین منازعہ کرے تو یہ سب بہتان ودروغ ہوگا اور یہ وصی مذکور اس سب سے بری ہوگا اور یہ وصی دنیا وآخرت مین اس سے حلت مین ہے اور اس وصی نے اسکا یہ اقرار بالمواجہ قبول کیا - نوع دیگر یتیم کا اقرار کہ اسنے اپنا مال دوسرے کو دینے کی اجازت دی تھی - زید نے بطوع خود اقرار کیا کہ اس کی عمر کے اٹھارہ برس پورے ہوگئے اور انیسوان شروع ہوگیا اور اسکو احتلام ہوا اور وہ مردون کی حد تک پہونچ گیا اور اسکی طرف احکام شرعی امر ونہی متوجہ ہوئے اور اس مقر نے اقرار کیا کہ اس نے فلان وصی کو جو اسکے باپ کے ترکہ کی حفاظت اور اسکی صغر سنی مین اسکی پرداخت کیواسطے وصی تھا حکم کیا کہ اسکا تمام مال جو اس وصی پر اور وصی کے پاس اور وصی کی جانب اور وصی کے قبضہ مین ہے اور اسکا حصہ اسکے باپ کی میراث کا سب جو کچھ ہو اسکی مان فلانہ بنت فلان کے سپرد کرے تاکہ اسکی مان اس مال کی تاوقت اسکی حاجت کے حفاظت کرے اور اس وصی نے تمام اسکا مال جو وصی کے ذمہ یا وصی کے پاس تھا سب اسکی مان کو دیدیا اسپر اس مقر کا اسکے وصی کے ذمہ یا وصی کے پاس کچھ مال اسکے باپ کے ترکہ کا نہ رہا اور اس مقر کی مان فلانہ بنت فلان نے اقرار

کیا کہ اسنے یہ سب مال وصول پایا۔ اگر زمیندار نے اپنے کاشتکارون کو گیہون یا جو بطریق قرض دیے تاکہ وہ لوگ بیج بودین اور چاہا کہ انسے اسکا اقرارنامہ لکھواے تو اسکی صورت یہ ہو کہ کاتب پہلے صدر کاغذ پر اسامی وار فہرست لکھے کہ ان مین سے ایک اسامی کا نام و اسکے باپ دادا کا نام لکھکر اسکے مقابل گیہون یا جو وغیرہ جو اناج اس نے قرض لیا ہو اسکی تعداد لکھدے علی ہذا القیاس دوسرے وتیسرے وچوتھے وغیرہ سب کو اسیطرح لکھے پھر اسکے بعد اقرارنامہ شروع کرے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اسامیان مذکورہ فہرست بالا نے اقرار کیا کہ فلان بن فلان بن فلان کہ ان مین سے ہر ایک پر اسقدر گیہون یا جو یا چنا جو اسکے نام کے آگے تحریر ہو قرضہ لازم وحق وواجب بسبب صحیح قرض کے ہو کہ اس زمیندار نے ان مین سے ہر ایک کو یہ غلہ قرض دیا ہو تاکہ یہ لوگ اسکی زمین واقع دیہ فلان مین اپنی اپنی زراعت کرین اور ان لوگون نے اس سے لیکر قبضہ کر لیا ہو اور مقرلہ نے انکے اقرار کی خطاباً تصدیق کی اور یہ فلان تاریخ واقع ہوا واللہ تعالیٰ اعلم۔ نوع دیگر اقرار استاد بحق طفل صغیر جو اسکو تعلیم عمل کیواسطے سپرد کیا گیا ہو اور نفقہ ولباس کا تذکرہ یہ تحریر اقرار استاد فلان ہے جسنے اپنے جواز اقرار کی حالت مین بطوع خود اقرار کیا کہ عمرو نے اپنے پسر صغیر زید کو بولایت پدری اسکو سپرد کیا بعد ازانکہ اس شخص عمرو نے اپنے بیٹے کو اسکے پاس بولایت پدری تین سال متواتر کیواسطے اجارہ پر دیا کہ ابتداء ان تین سال کی ابتداء ماہ فلان سنہ فلان ہو اور انتہا اسکی آخر ماہ فلان سنہ فلان ہو اس غرض سے اجارہ پر دیا کہ استاد مذکور کیواسطے یہ کام بعوض اتنے درم کے کرے بدین شرط کہ یہ صغیر یہ کار مذکور اس استاد کیواسطے دن مین کرے نہ رات مین اور نہ ایام جمعہ مین اور نہ ایام عیدین مین بقدر اپنی طاقت کے کرے جس طرح اس کام کو اسکا استاد اسکو حکم دے اور یہ استاد اسکو نمازون کو اپنی اوقات پر ٹھیک طرح سے ادا کرنے سے نہ روکے بدین شرط کہ اس صغیر کے کام کی اجرت اول سال مین ماہواری اسقدر درم اور دوسرے سال مین اسکے کام کی اجرت ماہواری اسقدر درم اور تیسرے سال اسقدر درم یعنی دوسرے وتیسرے سال اس کام مین اسکی مہارت وہوشیاری زیادہ ہوجانے سے اجرت مین زیادتی ہوگئی بدین شرائط باجارہ صحیحہ اسکو اجارے پر دیا ہو اور اس صغیر کے باپ فلان نے اسکے اس اقرار کی بالمشافہہ تصدیق کی پھر صغیر کے باپ کا اقرار تحریر کرے کہ صغیر کے والد نے اس استاد کو اجازت دیدی کہ سال اول مین جو اجرت اسکی واجب ہو اسکو اس صغیر کے کھانے پینے ولباس وباقی مصالح مین بطور معروف بدون اسراف وبخیلی کے خرچ کرے اور دوسرے سال اسکی اجرت مین سے بقدر سال اول کی اجرت کے اسکے کھانے پینے ولباس وباقی مصالح مین صرف کرے اور جو باقی رہے وہ اس صغیر کے والد کو دیدے اسی طرح تیسرے سال کی اجرت مین سے بقدر سال اول کے اسکے کھانے پینے ولباس ومصالح ضروریہ مین خرچ کرے اور جو باقی رہے وہ اس کے والد کو دیدے اور اس مستاجر استاد نے والد صغیر کی طرف سے یہ اجازت قبول کی اور صغیر مذکور کو اسکے والد کے سپرد کرنے سے لیا پھر اس مجلس عقد سے بتفرق ابدان واقوال جدا ہوگئے اور یہ فلان تاریخ واقع ہوا واللہ تعالیٰ اعلم۔ نوع دیگر اقرار ہبۂ دار لکھے کہ فلان نے بطوع خود اقرار کیا کہ اسنے زید کو تمام دار مشتملہ بر بیوت

محدودہ بحدود چنین وچنان مع سب حدود وحقوق وچنین وچنان کے ہبہ جائزہ نافذہ مشتمعہ[1] شرائط صحت مجوزہ مقبوضہ فارغہ کے ہبہ کیا جس مین فساد نہین ہو و نہ خیار رہا اور نہ اشتراط عوض ہو اور نہ تلجیہ ہو اور نہ مواعدہ ہو اور اس موہوب لہ نے اس ہبہ کو مجلس ہبہ مین قبل دونون کے افتراق واشتغال بکار دیگر کے بقبول صحیح قبول کیا اور بمعائنہ گواہون کے اسپر قبضہ صحیحہ کرلیا بدین طور کہ واہب مذکور نے اس کو یہ ہبہ پورا بتسلیم صحیح فارغ از ہر مانع ومنازع سپرد کیا پھر دونون متفرق ہوے اور دونون نے اپنے اوپر گواہ کرلیے واللہ تعالے اعلم

فصل بست وچہارم

بریتون کی تحریر مین - بریت ہر ایسے مال سے جسکے واسطے دستاویز تحریر ہو امام اعظم رحمہ اللہ وان کے اصحاب وسمتی وہلال رازی ایسی بریت کی ابتدا اس طرح لکھتے تھے کہ یہ تحریر واسطے فلان بن فلان بن فلان کے یعنی جسپر قرضہ ہو از جانب فلان بن فلان بن فلان ہو وہ شخص جسکا قرضہ ہو اور سمتی (یعنے ابو یوسف بن خالد ۱۲) وہلال اسکے آگے اتنا اور بڑھاتے تھے کہ اسکو واسطے فلان کے تحریر کیا ہو اور ابو زید شروطی اس طرح لکھتے تھے کہ یہ تحریر جسپر گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا سب شاہد ہوے ہین بدین مضمون ہو کہ فلان بن فلان یعنی قرضخواہ نے انکے نزدیک اقرار کیا کہ اسکا فلان پر اسقدر قرضہ تھا اور بعضے اہل شروط اس طرح لکھتے ہین کہ یہ براءت واسطے فلان بن فلان کے ہو اور متاخرین نے یہ اختیار کیا کہ یہ تحریر جسپر گواہان تا این قول کہ اسکا فلان پر اسقدر درم قرضہ تھا اور قرضدار مذکور نے اسکو ادا کیا اور تمام وکمال پورا دیدیا پس اس سے لیکر تمام وکمال وصول کرلیا بقبضہ صحیح اور قرضدار مذکور اس قرضہ سے اسکو دیکر یہ بریت قبضہ واستیفا بری ہوگیا اور اسکا اسپر اس سبب سے کچھ دعویٰ نہین رہا اور ہرگاہ وہ اسکی جانب یا اسکے سبب سے کسی اور آدمی کی جانب اسکا یا اسمین سے کسی چیز کا دعویٰ کرے تو اپنے دعوے مین مبطل ہوگا کہ اسکے گواہون کی سماعت نہوگی اور نہ اسکے واسطے مدعا علیہ سے قسم لیجائیگی اور اسکا خصم اس سے بری ہوگا اور دنیا وآخرت مین اس سے بری ہوگا اور اقرار کیا کہ اسکے پاس اس قرضہ کی دستاویز تھی اور اس ادا کرنے اور بری کرنے سے وہ بیکار ہوگئی اور وہ ضائع ہوچکی ہو اور اسکے ہاتھ نہین آئی تاکہ قرضدار بری شدہ کو واپس دے پس ہرگاہ اس دستاویز کو نکالے تو وہ معطل ہوگی اس سے کچھ حجت نہوگی اور مقرلہ نے اس سب اقرار کی بالمشافہہ تصدیق کی اور دونون نے اپنے اوپر گواہ کرلیے آخر تک بدستور مذکور لکھے اور علی ہذا دین مہر کی بھی یہی صورت - براءت از سفتجہ دار وہ یہ تحریر جسپر گواہان تا این قول کہ فلان اس سفتجہ کو فلان کے پاس لایا جو از جانب فلان واسطے اسقدر درم کے تھا اور اسنے خط کو اس سے قبول کیا اور یہ مال اسکو دیا اور اسکے سب یہ مال اسکو دینے سے اسنے بقبضہ صحیحہ قبضہ کرلیا اور اسکے واسطے (یعنے سفتجہ ۱۲) ہر درک کی جو صاحب سفتجہ کیطرف سے دہندہ کو لاحق ہو بدین شرط ضمانت کرلی کہ اسکے دعوے سے اسکو چھڑا دیگا یا جو کچھ وصول کیا ہو وہ واپس دیگا بضمانت صحیحہ ضامن ہوا اور دونون نے اپنے اوپر اسکے گواہ کرلیے الی آخرہ - جن دو آدمیون مین باہم لین دین تھا

---

[1] مشتمعہ یعنی سب شرائط کو جامع ہو مجوزہ اپنے حوزہ تصرف مین لیا ہوا - تلجیہ ظاہر مین دکھلانے کو ایسا کرنا - مواعدہ خفیہ قرارداد کرنا ۱۲

ان دونون کے حق مین بریت جامعہ اس طرح تحریر کرے کہ یہ تحریر جسپر گواہان مسمیان تا این قول کہ زید نے اسکے سامنے اقرار کیا کہ زید وعمرو کے درمیان معاملات لین دین از قسم خرید و فروختہا وحوالات وکفالات واجارات وودائع وبضائع ومضاربات وسفتجہا وقرضہا بذریعہ دستاویز وغیر دستاویز بذریعہ رہن وغیر رہن وضمانات وامانات اور انکے سوائے معاملات از وجوہ مختلفہ واسباب متفرقہ جاری ہوئے اور زید نے اس سے محاسبہ سچے و راست طور پر سمجھ لیا اور زید کا جو کچھ اسپر نکلا وہ اسکے بتمامہ ادا کرنے سے لیکر تمام وکمال بقبضہ صحیحہ وصول کر لیا اور عمرو اسکو دیکر ببریت قبضہ واستیفاء بری ہو گیا پس زید کا اسکے اوپر اور اسکی جانب اور اسکے پاس و اسکے قبضہ مین و اسکے ساتھ کوئی دعوے و کوئی مطالبہ وخصومت وغیرہ کسی وجہ اور کسی سبب سے نہین رہی پس اگر زید یا زید کیطرف سے کوئی شخص اسپر الی آخرہ - اور اگر بریت بدون قبضہ کے ہو تو قبضہ تحریر نہ کرے بلکہ یون تحریر کرے کہ زید نے اس سے محاسبہ سچے و راست طور پر سمجھ لیا اور اس سے اسکو با براء صحیح جائز تمام وکمال قاطع دعوی وخصومات سے بری کر دیا بعد ازانکہ سب حساب ایک ایک کر کے خوب سمجھ لیا اور اسکا اسپر اسمین سے کچھ باقی نہین رہا آخر تک بدستور تحریر کرے اور اگر اسپر کچھ باقی رہا ہو تو تحریر کرے کہ پس زید کا اسپر و اسکے ساتھ و اسکے پاس کچھ باقی نہین رہا الا اسقدر - پس جو اسپر عین یا دین باقی رہا ہے اسکو بیان کر دے ابراء مطلق فلان بن فلان بن فلان نے اقرار کیا کہ اسنے فلان بن فلان بن فلان کو ہر خصومت سے جو اسکی جانب اسکے اور اسپر تھی خواہ خصومت مالیہ ہو یا غیر مالیہ سب سے با براء صحیح کامل قاطع ہمہ خصومات بری کر دیا اور بعد اس ابراء کے اسکا اسپر کچھ نہ رہا دعوی وخصومت نہ قلیل مین نہ کثیر مین نہ قدیم نہ جدید نہ مال صامت مین اور نہ مال ناطق مین نہ محدود مین نہ منقول مین نہ کیلی چیز مین نہ وزنی چیز مین نہ فروش مین نہ ظروف مین نہ کسی چیز مین جسپر لفظ مال اطلاق ہو سکے کسی وجہ اور کسی سبب سے نہین رہا اسکا اقرار باقرار صحیح کیا اور اس مقرلہ نے اسکی خطاباً تصدیق کی اور تحریر کو تمام کر دے ایک شخص نے دوسرے کو ناحق عمداً گھونسا مارا پس وہ مر گیا پس وارثان مضروب نے ضارب پر دیت کا دعوی کیا پھر اس کو اپنے دعوے سے بری کر دیا تو لکھے کہ فلان و فلان و فلان نے جو اولاد فلان ہین درحالت جواز اقرار خود بالطوع خود اقرار کیا کہ ان مقران نے فلان بن فلان کو ہر دعوی وخصومت سے جو انکا اسپر اور اسکی جانب تھا خصوصاً دعوے دیت پدر سے بری کیا کیونکہ یہ لوگ اس فلان پر دعوے کرتے تھے کہ اسنے انکے باپ فلان کو عمداً ناحق گھونسا مارا جس سے وہ مر گیا اور اس ضارب پر انکے واسطے انکے باپ کی دیت واجب ہوئی اور وہ ان لوگون کے درمیان میراث ہو گئی اور فلان مدعا علیہ انکے اس دعوے سے منکر تھا پس ان لوگون نے اسکو اس دعوے اور تمام دعوے سب خصومات سے با براء صحیح بری کر دیا اور اسنے انکی ضمانت سے با براء بقبول صحیح قبول کیا اور تحریر کو تمام کر دے اور اگر مدعا علیہ نے وارثان میت ہذا پر دعوے کیا کہ ان لوگون نے اسکو ناحق ماخوذ کیا بوجہ اس دعوی کرنے کے پھر انکو اپنے اس دعوے سے بری کیا تو لکھے کہ فلان نے بحال جواز اقرار بطوع خود اقرار کیا کہ اسنے فلان و فلان

وفلان کو اپنے دعوے سے جو انکی جانب کرتا تھا کہ ان لوگون نے اسکو محض دعویٰ کر کے ناحق ماخوذ کیا ہی بری کر دیا اور بات یہ تھی کہ ان لوگون نے اس مقر پر دعوے کیا تھا کہ اسنے انکے باپ فلان کو عمدًا ناحق گھونسا مار کر مار ڈالا اور اسپر دیت واجب ہوئی اور یہ دیت ان لوگون مین میراث ہو گئی اور ان کے اس دعوے پر جو اس مقر پر کرتے تھے کوئی حجت انکے پاس قابل اعتماد موافق دعوے کے نہ تھی پس ان لوگون نے عمرگان سلطانی کو بہت درہم وغیرہ دیکر اسکو ماخوذ کیا پس اس مقر نے ان لوگون کو اپنے اس دعوے سے بابرا صحیح بری کر دیا اور ان لوگون نے اسکے ابرا کو بقبول صحیح قبول کیا اور تحریر کو تمام کرے قرضخواہ ترکہ نے بری کیا تو لکھے کہ یہ تحریر جسپر گواہان تا این قول - کہ اس مقر کے فلان پر اسقدر درم قرضہ تھے اور وہ مرگیا اور وارثون مین فلان و فلان و فلان کو چھوڑا کہ انکے سوائے اسکا کوئی وارث نہین ہی - اور ان وارثون مین سے فلان نے یہ مال اپنے پاس سے بدین شرط ادا کر دیا کہ وہ اپنے باپ کے ترکہ مین سے واپس لیگا مقر نے یہ مال تمام و کمال اس وارث مذکور کے اسکو دینے سے لیکر بھرپور وصول پایا اور فلان نے اپنے باپ کے ترکہ مین سے یہ مال اسکو ادا کر دیا تاکہ اپنے باپ کے ترکہ سے واپس لے اور یہ مقر اسکے واسطے ہر درک کا جو اس سبب سے اسکی جانب سے یا اسکی وجہ سے دوسرے کسی جانب سے لاحق ہو بدین شرط ضامن ہوا کہ اس فلان کو اس درک سے چھڑا دیگا یا مقبوضہ مین سے جس طرح حکم شرعی جاری ہوگا اسکو واپس دیگا اور اس مقر کا ترکہ فلان مین کوئی دعویٰ نہین رہا اور تحریر کو تمام کرے - اور اگر اس وارث نے اس سے پانچسو درم پر صلح کی اور قرضہ ہزار درم ہو تو ترکہ مین سے فقط پانچسو درم واپس لیگا اور اگر پانچسو درم قیمت کے اسباب پر صلح کر لی تو ترکہ مین سے ہزار درم پوری مقدار قرضہ لے سکتا ہو بشرطیکہ ہزار درم لے لینے کی شرط کر لی ہو اور اگر اسنے براہ تطوع ادا کر دیا ہو یا کچھ شرط نہ کی ہو پھر کہا کہ مین نے اسواسطے ادا کیا تھا کہ ترکہ سے واپس دونگا تو اسکی تصدیق نہ کیجائیگی اور وہ متبرع ہوگا - اور اگر قرضخواہ نے وصی سے وصول کیا اور وصی نے ترکہ مین سے ادا کیا تو بھی اسی طرح لکھے کہ جس طرح صورت اول مین بریت تحریر ہوئی ہو قتل عمد سے بری کرنا اس طرح تحریر کرے کہ یہ تحریر جسپر گواہان مسمیان[1] تا این قول کہ زید نے دعوے کیا کہ عمرو نے اسکے باپ بکر کو عمدًا لوہے کے ہتھیار سے ناحق براہ ظلم قتل کیا پس عمرو پر قصاص واجب ہوا اور مقتول نے سوائے اس زید کے کوئی وارث نہین چھوڑا پھر اس زید نے اسکو یہ خون عفو کیا اور اپنے باپ فلان کے خون سے اسکو بری کر دیا اور جو چیز اس زید کے واسطے عمرو و اسکے باپ کے قتل کرنے سے واجب ہوئی تھی اس سے بری کر دیا پس زید کا اسپر اور اسکی جانب اس سبب سے کوئی حق و دعوے و مطالبہ کسی وجہ اور کسی سبب سے نہین ہی پس ہرگاہ اسپر کوئی دعویٰ الی آخرہ[2] - اور قتل خطا کی صورت مین لکھے کہ اسکو خطا سے قتل کیا عمدًا قصدًا قتل نہین کیا پس اس عمرو اور اسکی مددگار برادری پر دیت واجب ہوئی

---

[1] اس اختصار سے یہ غلل ہی کہ کچھ ثابت نہوا کہ اسنے میت کی زندگی مین کچھ لیا تھا یا نہین اور یہ ثابت نہوا کہ کس سبب سے ثابت کیا اور دیت کا کس پر حکم کیا شاید یہ مقصود ہو یا اقرار مفید ہو واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ [2] لیعنی بدستور معہود ۱۲ [3] آخر تک جسطرح معلوم ہو چکا ۱۲

اور مقتول نے سواے اس زید کے کوئی وارث نہین چھوڑا پھر اس زید نے اس عمرو کو اور اس کی مددگار برادری کو عفو کیا الی آخرہ اور قتل نفس سے کم مین مثلاً ہاتھ وغیرہ کاٹا تو لکھے کہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا یا اس کی آنکھ پھوڑ دی یا اسکا سر زخمی کیا اور اسپر چنین وچنان واجب ہوا پس اسکو اس واجب سے عفو کر کے بری کر دیا۔ اور چوری سے ہاتھ کاٹنے کا عفو تحریر نہ کرے بلکہ یون لکھے کہ اسپر دعوی کیا کہ اسنے میری حرز سے اسقدر درم یا اسقدر چاندی چرائی پس اسپر یہ واجب ہوا پھر اسکو یاد آیا کہ مدعی نے اسکو اپنے دار مین داخل ہونے کی اجازت دیدی تھی لیس اسپر ہاتھ کاٹا جانا واجب نہین ہوا یا لکھے کہ اُسنے اقرار کیا کہ مقر نے اس کو باتہام باطل متہم کیا اور اسنے اسکا کچھ نہین چرایا ہے اور وہ اس سے بری ہے جو اسپر دعوی کیا تھا۔ پس ہرگاہ اسپر دعوی کرے الی آخرہ مال محدودہ کے دعوے سے بریت اس طرح لکھے کہ یہ تحریر اقرار فلان ہے کہ اس نے اقرار کیا کہ اسکا فلان کی جانب تمام زمین مشتملہ چنین وچنان کی بابت دعوی تھا اور زمین مذکور کی جگہ وحدود بیان کر دے پھر بیان کر دے کہ یہ زمین مع اپنے سب حدود وحقوق کے مدعی کی ملک ہے وحق ہے اور فلان کے قبضہ مین ناحق ہے اور مدعا علیہ بحق اس دعوے کے مدعی کو سپرد کرنا واجب ہے پھر مدعی نے اسکو اس زمین کے بعینہ دعوی سے بری کر دیا پس بعد اس ابراء کے اس مدعی کا اس زمین مین بعینہ کچھ حق نہین رہا اور نہ خصومت رہی اور اگر کبھی یہ مدعی یا کوئی اسکا قائم مقام الی آخرہ اور تحریر کو تمام کرے۔ واللہ تعالی اعلم کذا فی الذخیرہ

فصل بست وپنجم رہن کے بیان مین۔ زید نے بطوع خود اپنی صحت وثبات عقل وبہمہ وجوہ جواز اقرار کی حالت مین درحالیکہ اسکو کوئی ایسا مرض وعلت نہ تھی جو اسکے صحت اقرار سے مانع ہو اقرار کیا کہ عمرو کے اسکے ذمہ چندین درم قرضہ حالہ یا ثمن فلان چیز جو اس سے خریدی ہے یا بوجہ غصب یا ودیعت[1] مستہلکہ یا ضمان اتلاف فلان چیز یا بوجہ حوالہ فلان یا از کفالت فلان ہین اور زید نے اس قرضہ کے عوض اس قرضخواہ کو تمام دار واقع مقام فلان محدودہ بحدود چنین وچنان مع سب حدود وحقوق کے برہن صحیح مفوض محوز فارغ از مانع ومنازع رہن دیا اور اسکو دیدیا اور عمرو مذکور نے اس سے لیکر مع اسکے تمام حقوق ومرافق کے قبضہ کر لیا پس یہ دار مذکور اسکے قبضہ مین بعوض اس قرضہ کے محبوس ہے اس راہن کو جب تک اس قرضے مین سے کچھ باقی ہے اسکے چھڑا لینے کا اختیار نہین ہے اور اس مقر نے اسکے سب اقرار کی بالمشافہہ تصدیق کی اور دونون سے گواہ کر لیے اور اگر اس رہن مین مرتہن کو اسکے فروخت کرنے کا وکیل وامین کر دیا ہو تو بعد قبضہ کے تحریر کرے اور بدین شرط کہ اگر اس راہن نے یہ قرضہ اس مرتہن کو ادا نہ کیا اور نہ اسکو یہ قرض وصول ہوا تو غرہ ماہ فلان سنہ فلان مین یہ مرتہن اسکی بیع کا ازجانب راہن مذکور وکیل ہوگا کہ اسکو فروخت کرنے اور جا ہے جسقدر ثمن سے فروخت کرے اور جا ہے جسقدر ثمن کے عوض فروخت کرے اور اسکا ثمن اپنے قرضہ کی ادائی مین لے لے اگر اسکے قرضہ کے برابر ہو اور اگر ثمن مین کچھ زیادتی ہو تو راہن کو واپس دے اور اگر ثمن مین کچھ کمی ہو تو اسکو

[1] یعنے جس امانت کو مجہول چھوڑا اور اتلاف تلف کرنا ۱۲

قرضہ مین سے لے اور جسقدر قرضہ باقی رہا وہ بذمہ راہن رہیگا کہ اس سے اس کا مطالبہ کرے - اور اگر اسکی بیع کا اختیار کسی شخص غیر کو سوائے مرتہن کے دیا ہو تو لکھے کہ اور بدین شرط کہ فلان بن فلان اسکی بیع کا فلان وقت پر وکیل یا امین ہو کہ اسکو یا اسمین سے کسی جزو کو جس طرح چاہے فرخت کرکے اسکا ثمن وصول کرکے اس مرتہن کا قرضہ ادا کردے پس اگر اسمین زیادتی ہو تو الی آخرہ مثل اول کے تحریر کرے - اور اگر اسمین یہ شرط ہو کہ مال مرہون کسی درمیانی عادل کے پاس رکھا جاوے تو بعد اس قول کے کہ برہن صحیح مقبوضہ محوز[1] مفرغ رہن کیا اس طرح لکھے کہ پھر یہ راہن اور یہ مرتہن دونون اس امر پر راضی ہوے کہ یہ رہن فلان بن فلان کے قبضہ مین رکھا جاوے وہ ان دونون کے درمیان عادل ہوا اور اسکے قبضہ کرنے مین امین ہوا اور اس راہن نے یہ مال مرہون اس عادل کو دیدیا پس عادل مذکور نے اس راہن کے اسکو یہ مال مرہون فارغ از ہر مانع و منازل سپرد کرنے سے اسپر قبضہ کرلیا اور یہ مرتہن ضامن ہوا پس یہ عادل ان دونون کے درمیان اس بات مین امین ہی - اور اگر رہن مین عادل مذکور کی بیع کی شرط ہو تو اس مقام پر تحریر کرے اور دونون نے اس کو اس بات مین امین کیا کہ غرّہ ماہ فلان مین اس رہن کو فروخت کردے اور اگر قرضہ میعادی ہو تو اس مقام پر لکھے کہ وقت میعاد آنے کے فروخت کرے بدین شرط کہ اسکو فروخت کرے اور اسکا ثمن وصول کرے اور فلان کو اسکے قرضہ کی ادائی مین دیدے اور اگر ثمن مین زیادتی ہو تو زیادتی اس[2] موکل کو واپس دے اور اگر ثمن مین کمی رہے تو باقی قرضہ اس راہن پر بحالہ قرضہ رہیگا کہ مرتہن مذکور اس کا اس راہن سے مطالبہ کریگا واللہ تعالیٰ اعلم - تحریر رہن نامہ دار بعوض قرضہ بسبیل اختصار یہ تحریر بدین مضمون ہی کہ فلان نے فلان کے پاس اپنا تمام دار واقع مقام فلان محدودہ بحدود چنین و چنان مع اپنے حدود و حقوق کے بعوض اتنے درمون کے قرضے جو اس مرتہن کے اس راہن پر واجب ہین وحق لازم بسبب صحیح ہین برہن جائز و نافذ رہن ویا جسمین فساد و خیار نہین ہی اور قبضہ و اشہاد تحریر کردے واللہ تعالیٰ اعلم ایسی صورت مین مرتہن کی جانب سے تحریر کی صورت یہ ہی کہ یہ تحریر بدین مضمون ہی کہ زید نے عمرو سے تمام دار عمرو واقع مقام فلان تا این قول کہ بعوض ایسے قرضہ کے جو اس مرتہن کا اس راہن پر بسبب صحیح واجب و لازم ہی اور وہ اسقدر درم ہین بار تہان صحیح جائز نافذ رہن لیا الی آخرہ - اور اور اگر رہن مین از جانب راہن اجازت انتفاع مرتہن کو دی گئی ہو تو لکھے کہ اور اس راہن نے اس مرتہن کو اجازت دیدی کہ اس دار مرہون مین خود رہے اور چاہے دوسرے کو بسا دے اور جس طور سے چاہے اس سے نفع اٹھاوے اور یہ اجازت اس عقد رہن مین شرط نہین تھی اور مرتہن کو یہ انتفاع راہن نے مباح کیا بدین شرط کہ ہرگاہ اس کو اس انتفاع مذکور سے منع کرے تو وہ باجازت جدید ایسے انتفاع کا اجازت یافتہ ہو جائیگا - تاوقتیکہ راہن مذکور اس رہن پر اپنا قبضہ نہ کرے اور اس مرتہن سے اس کو یہ قرضہ مباح کردیا اور اس مرتہن نے اس سے یہ امر بالمواجہہ قبول کیا اور تحریر کو تمام کردے اور اقرار برہن

سلہ قولہ محوز یعنی گھیری ہوئی ہے لگاو جس سے کسی کا تعلق نہین رہا ۱۲ عسہ یعنے اگر قرضہ مین مرتہن ہو یا نہو ۱۲

مال منقول زید نے بطوع خود اقرار کیا کہ اُسنے اپنا غلام فلان جبس کی صفت چنین وچنان وقیمت اسقدر ہو فلان کو بعوض اسکے قرضہ کے جو اس راہن پر واجب ہو اور وہ اسقدر ہو برہن مقبوض رہن دیا بدین شرط کہ یہ مرتہن اس مال مرہون کو اپنی حفاظت مین اور اپنے عیال مین سے جسکو امین جانتا ہو اس کی حفاظت مین اپنے قرضہ کے عوض محبوس رکھے اور اسکو کام نہ لگا دے اور نہ اسکو اپنے قبضہ سے خارج کرے اور نہ اسکو تلف کرے اور اگر اسکو تلف کردیا یا ان مین سے کوئی فعل کیا (روک رکھے ۱۲) تو اسپر اسکی ضمان واجب ہوگی اور اسکے قرضہ مین سے بقدر اس کے ساقط ہو جائیگا اور مرتہن نے اس سب مین تصدیق صحیح کی اور تحریر کو ختم کرے یہ ذخیرہ مین ہے

فصل بست وششم اوقاف (جمع وقف ۲) کے بیان مین

اور اس فصل مین چند انواع ہین - نوع اول مسجد بنانے مین جاننا چاہیے کہ اگر مسلمان نے اپنے دار کو مسلمانون کے واسطے مسجد بنایا اور یہ مسجد متولی کو سپرد کر دی اور لوگون کو اسمین داخل ہونے اور نماز پڑھنے کی اجازت عام دیدی اور اسمین ایک قوم نے بجماعت نماز ادا کی تو ہمارے اصحاب کے نزدیک وہ بالاتفاق مسجد ہو جائیگی بخلاف اسکے جو امام ابو حنیفہ باقی اوقاف مین فرماتے ہین چنانچہ اسکا بیان اپنے مقام پر ہو گیا اور متولی کو سپرد کرنا اور اُسکا قبضہ کرنا مسجد ہو جانے کیواسطے امام اعظم رح وامام محمد رح کے نزدیک شرط ہو اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک نہین شرط ہو لیکن امام اعظم وامام محمد کے نزدیک قبضے کے دو طریقے ہین ایک یہ کہ متولی کو سپرد کردے دوم آنکہ اسمین نماز ادا کیجاوے پھر ظاہر مذہب امام ابو حنیفہ کا یہ ہو کہ اگر اسمین وقف کرنے والے نے نماز پڑھی یا غیر نے پڑھی خواہ جماعت سے پڑھی یا بغیر جماعت پڑھی تو وہ مسجد ہو جائیگی اور امام محمد کے نزدیک مسجد نہوگی جبتک کہ اسمین جماعت سے نماز نہ پڑھی جاوے اور امام ابو یوسف کے نزدیک جب اسکو بہیأت مسجد کردیا تو مسجد ہو جائے گا اور کسی دوسری چیز کی ضرورت نہ ہوگی ایسا ہی بعضے مشائخ نے اپنی شرح مین ذکر کیا ہو اور امام نجم الدین نسفی نے اپنی شروط مین ذکر کیا کہ امام اعظم کے نزدیک مسجد ہو جانے کے واسطے متولی کے سپرد کرنا یا جماعت سے اسمین نماز پڑھنا شرط ہو اور صاحبین رح کے نزدیک اگر اسکو مسجد کی ہیأت پر کردیا تو وہ مسجد ہو گئی پس اگر لوگون نے اسکی تحریر لکھوانی چاہی تو کیونکر لکھنی چاہیے تو ہم کہتے ہین کہ امام محمد نے شروط الاصل مین اس نوع کی صورت تحریر نہین فرمائی ہو اور امام طحاوی وخصاف اس طرح تحریر فرماتے تھے کہ یہ تحریر بدین مضمون ہو کہ فلان بن فلان نے اپنی صحت عقل وبدن وجواز امور کی حالت مین بطوع خود ورغبت خود اپنا تمام دار جو اسکی ملک واسکے قبضہ مین ہو اور ابو زید شروطی اس طرح تحریر فرماتے تھے کہ یہ تحریر جسپر گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا سب شاہد ہین - اور بعضے متاخرین نے فرمایا کہ بنا بر قیاس قول امام ابو حنیفہ کے یون لکھنا چاہیے کہ یہ تحریر از جانب فلان ہو باینکہ اسنے زمین کو مسجد بنایا پس زمین کو اس نے آزاد غیر مملوک کردیا پس غلام آزاد کرنے پر قیاس کیا جائیگا اور غلام کے آزاد کرنے مین ہم تحریر کر چکے ہین کہ امام اعظم رح وامام ابو یوسف رح وامام محمد اس طرح تحریر فرماتے تھے کہ یہ تحریر از جانب فلان ہے پس اس صورت مین بھی اسی طرح لکھنا چاہیے ہو

اور بہت سے متاخرین اس طرح لکھتے ہین جس طرح شیخ ابو زید نے تحریر کیا کہ یہ تحریر جس پر گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا کے
شاہد ہوے کہ فلان نے انکے نزدیک اقرار کیا اور انکو اپنے اقرار پر جو بحالت صحت بدن و ثبات عقل وہمہ وجوہ
جواز تصرفات مین درحالیکہ اسمین کوئی ایسی علت و مرض نہ تھا جو اسکی صحت اقرار کا مانع ہو صادر ہوا ہی گواہ
کر لیا کہ اسنے اپنی تمام زمین یا دار جو اسکی ملک و قبضہ و تحت و تصرف مین ہی اسکو البتہ بہ ہیأت مسجد کر دیا اور
وہ شہر فلان محلہ فلان کوچہ فلان مین واقع ہی جسکے حدود اربعہ چنین و چنان ہین پس اس بقعہ محدودہ مذکورہ کو مع
اسکے حدود و عمارت موجودہ کے درحالیکہ وہ ہر طرح کی مشغولیت سے خالی ہی خالصۃً لوجہ اللہ تعالی و طلب
ثواب و گریز از عذاب او تعالی مسجد بنایا اور اپنی ملک سے نکالکر اسکو اللہ تعالی کیواسطے کر دیا پس اسکو خانہ خدا
کیا اور اسکے بندون کے نماز گذارنے کی جگہ بنایا کہ اسمین بندگان خدا اپنی نمازہاے فریضہ و نوافل ادا کرین
اور آناء اللیل ع و اطراف نہار مین اللہ تعالی کی یاد کرین اور اسمین اعتکاف اور قرآن مجید کی تلاوت کرین اور
اسمین علم کا درس ہو جو لوگ اسکی اہلیت رکھتے ہین اسمین درس و تدریس کرین اور اس مسجد و لوگون کے
درمیان تخلیہ ۱ کر دیا کہ اسکا دروازہ روکنے کیواسطے بند نہ کیا جائیگا اور لوگون کے اور اس مسجد کے درمیان
آمد و رفت مین کوئی حایل ۱۲ نہوگا اور لوگون کو اس سب کی اجازت عام دیدی اور بعد اسکی اس اجازت کے
ایک جماعت مسلمانون کی اس مسجد مین داخل ہوئی اور انھون نے اذان و اقامت کے ساتھ گواہان
مذکورہ کی موجودگی و علم و چشم دید مین جماعت سے اپنی نماز فریضہ ادا کی پس یہ تمام بقعہ مذکورہ خانہ خدا تعالی
اور اسکے بندون کیواسطے سجدہ و عبادتگاہ ۱۲ مسجد ہو گیا اس مقر کی اسمین کچھ ملک و حق نہ رہا اور اسمین سے کسی چیز مین
کچھ ملک و حق نہ رہا اور نہ اس مقر کے سواے کسی دوسرے کا کچھ حق و ملک نہ رہا نہ اسکی اصل زمین مین اور نہ
اسکی عمارت مین اور اس مقر کو یا اسکے وارثون مین سے کسی کو اسکے ابطال یا تغیر کا کچھ اختیار نہ رہا اور اس مقر نے
اپنے اقرار پر ان لوگون کو گواہ کر دیا جنھون نے آخر تحریر مین اپنے اپنے نام ثبت کیے ہین اور یہ فلان تاریخ
واقع ہوا - اور اگر اس تحریر مین اسنے لوگون کا جماعت سے نماز پڑھنا تحریر نہ کیا بلکہ یون لکھا کہ اس صدقہ کرنیوالے ع
نے تمام یہ مسجد اپنے قبضہ سے نکالکر فلان متولی کے قبضہ مین دیدی اور متولی مذکور نے اسپر مسلمانون کیواسطے
قبضہ کر لیا تاکہ اسکے قبضہ مین اسی طور سے رہے جس طرح اس متصدق نے قرار دیا ہے درحالیکہ اس متصدق
نے اسکو ہر طرح خالی از ہر نوع سپردگی سپرد کیا ہی پس یہ تمام مسجد اس متولی کے قبضہ مین اسی قرارداد
پر ہی جو اس صدقہ کرنیوالے نے قرار دیا ہی اور کسی کیواسطے اس مسجد پر کوئی راہ الی آخرہ لیکن جس طرح پہلے
لکھا گیا ہی وہ احوط و اصح ہی - نوع دیگر سیاح و مسافرون کے اترنے کیواسطے رباط بنانے کی صورت سو ہم
کہتے ہین کہ ظاہر مذہب امام ابو حنیفہ کا یہ ہی کہ یہ جائز نہین ہی یعنے لازم نہین ہی حتی کہ وقف کرنے والے کو
اختیار رہیگا کہ جب چاہے اس سے رجوع کرلے جیسا کہ باقی اوقاف مین ہی اور بنا بر قول امام ابو یوسف ع

۱ تخلیہ یعنی روک ٹوک اٹھادی ۱۲ ع یعنی رات و دن مین اپنے اوقات پر چاہین ۱۲ منہ ع یعنی اس مسجد بنانے والے نے ۱۲ منہ

وامام محمدؒ کے جائز ہی اور اگر اسکی تحریر کرنی چاہی - تو اس طرح لکھے کہ یہ وہ ہی کہ وقف کیا اور صدقہ کیا - یا یہ تحریر بدین مضمون ہی کہ وقف کیا اور صدقہ کیا - یا لکھے کہ یہ تحریر جسپر گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا سب شاہد ہوے ہین بدین مضمون ہی کہ فلان نے تمام رباط جسمین منازل (جمع منزل) وغرفہ وصحن ومرابط[۱] ہین جو فلان جگہ واقع ہی صدقہ موقوفہ مقبوضہ صحیحہ جائزہ نافذہ کردیا تاکہ اللہ تعالی کی قربت ورضامندی حاصل کرے اور اس صدقہ کرنے مین کسی وجہ سے فساد نہین ہی اور نہ رجعت[۲] ہی اور نہ مثنویت[۳] ہی اور نہ تلجیہ ہی اور نہ مواعدہ ہی اور نہ فروخت کیا جاسکتا ہی اور نہ ہبہ کیا جاسکتا ہی اور نہ میراث ہوسکتا ہی اور نہ کسی وجہ سے مملوک ہوسکتا ہی اور نہ کسی وجہ سے تلف کیا جاسکتا ہی یہ اپنے اصول پر قائم ہی اور اپنی راہ پر جاری ہی یہانتک کہ اللہ تعالے کہ ایسا وارث ہی جو ذات پاک کہ زمین کا اور جو زمین پر ہی سب کا وارث ہے اور وہی بہترین وارثان ہے اور بدین شرط اسکو صدقہ کیا کہ اس رباط مین جو منزلین ومسکن ہین وہ سیاحون اور راہگیرون ومسافرون کیواسطے ہین بدین شرط کہ انکے اترنے والے کے اترا رہنے دینے کی رائے ہر وقت وہر زمانہ مین اس کے قوام یعنی کارکنون کارندون کے اختیار مین ہی جسکو چاہین رہنے دین اور جسکو چاہین نکال دین بدین شرط کہ جو اس صدقہ کے بہتر وموافق تر ہو وہ کرین اور اسمین تخصیص جائز ہوسکتی ہی چنانچہ اگر وقف کنندہ نے شرط کردی کہ اسمین کافر نہ اترین اسمین فقط مسلمان ہی اترا کرین تو لکھدے کہ بدین شرط کہ یہ فقط مسلمانون کے اترنے کیواسطے ہی اسمین کفار نہین اتر سکتے ہین - اور اگر فقط اہل علم کے اترنے کے واسطے مخصوص کردیا تو لکھے کہ بدین شرط کہ یہ رباط فقط اہل علم کی سکونت کیواسطے ہی خواہ پڑھانے والے ہون یا پڑھنے والے ہون دوسرا کوئی نہین اتر سکتا ہی اور اگر حافظان قرآن مجید یا قاریون کے اترنے کی تخصیص کردی تو بھی اسی قیاس پر تحریر کرے پس اگر وقف کنندہ نے شکست وریخت تعمیر رباط مذکور کیواسطے کوئی دوسرا وقف کیا ہو تو تحریر کردے اور اگر اسکے واسطے دوسرا وقف نہ کیا ہو تو لکھے کہ کارندون کو ہمیشہ اختیار ہی کہ اس کی منزلین ومرابط بیچ[۴] اسقدر کرایہ پر دیدین کہ جسکے کرایہ سے اسکی تعمیر ہوجاوے اور جب تعمیر پوری ہوجاوے تو پھر اسکو اسی حال پر چھوڑ دین جسکے واسطے وقف کنندہ نے اسکو وقف کیا ہی بدین شرط کہ مقدار کرایہ ومدت اجارہ وغیرہ کا اختیار کارندونکو ہی اور اگر وقف کنندہ نے اسکی شرط نہ کی ہو تو جو شخص اسمین رہے وہی اسکی تعمیر کرے اسی پر لازم ہوگی پھر تحریر کرے کہ اس وقف کرنیوالے نے اس مال موقوف مذکور کو اپنے قبضہ سے نکالا اور اپنے مال سے الگ کیا اور فلان کو متولی کرنے کے بعد اسکے قبضہ مین دیدیا تاکہ وہ اس وقف کی شرائط پر جبتک چاہے اس کا متولی رہے اور جو اسکے لائق ہو اسمین سے جسکو چاہے متولی کردے اور جسکو چاہے اسکو وصیت کردے یعنی وصی مقرر کردے پس یہ سب وقف مذکور خالی از ہر مانع ومنازع اس وقف کرنے والے کے اس متولی کو سپرد کرنے سے متولی نے اسپر قبضہ کرلیا پس یہ صدقہ اس متولی کے پاس بر شرائط مذکورہ وقف ہی پس کسی والی ملک

[۱] مثنویت یعنی استثناء نہین ہی ۱۲ [۴] جمع مربط جانور باندھنے کی جگہ ۱۲ منہ [۲] رجوع نہین ہی ۱۲

اور قاضی اور کارکن اور صاحب حکومت کو اسکا متغیر کرنا اپنی راہ سے یا اسکی کسی شرط کا تبدیل کرنا نہین جائز ہی اور جو ایسا کریگا وہ گنہگاری مین پڑیگا اور اپنے پروردگار کے غضب کا نشانہ ہوگا اللہ تعالیٰ اسکو جزا و سزا اسے کامل دہندہ ہی اور وقف کرنے والے کو اپنی نیت و عمل کے موافق ثواب ملیگا۔ اور اس مقدمہ مین اس وقف کرنے والے اور ایک خصم کے درمیان اس وقف مین جھگڑا ہوا اور وہ بحضور حاکم عادل جائز الحکم[1] میان مسلمانان کے مجلس قضا مین پیش ہوا پس اسنے ایسے صدقہ کے جائز و لازم ہونے کا حکم دیدیا کہ جس طور پر ہی جائز ہی اور لازم ہی خصم کے حضور مین برخواست ایسا حکم دلایا اور اس حکم مین اپنے اجتہاد و رائے پر عمل کیا اور اسپر ایک جماعت گواہان عادل کو جنھون نے اپنے نام آخر مین ثبت کیے ہین گواہ کرلیا اور یہ فلان تاریخ واقع ہوا۔ نوع دیگر مقبرہ بنانے مین۔ ہم کہتے ہین کہ ظاہر مذہب امام اعظمؒ یہ ہی کہ نہین جائز ہے یعنی لازم نہین ہی حتی کہ وقف کنندہ کو اس سے رجوع کرلینے کا اختیار ہوتا ہی اور حسنؒ نے امام اعظمؒ سے روایت کی ہی کہ جس صورت مین کہ اسمین کوئی میت دفن کی گئی ہو تو رجوع نہین کرسکتا ہی اور اگر ایسا نہوا ہو تو رجوع کرسکتا ہی اور حاکم ابونصر مہرویہ سے منقول ہی کہ مین نے نوادر مین امام اعظمؒ سے یہ روایت پائی کہ امام نے مقبرہ و راہ کے وقف کو جائز رکھا ہی بخلاف باقی اوقاف کے۔ اور بنا بر قول امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے مقبرہ کا وقف کرنا جائز ہی اور اسکو سپرد کردینے کی شرط ہونی سو اسمین ویسا ہی اختلاف ہی جو مسجد کی صورت مین گذرا اور اسکا سپرد کرنا بدین طور ہی کہ یا تو متولی کو سپرد کردے یا اسمین مردہ دفن کیا جاوے پھر اگر اسکا تحریر کرنا چاہا تو لکھے کہ فلان نے اپنی زمین کو اسکی جگہ و حدود بیان کردے صدقہ موقوفہ بوقف صحیح جائز نافذ کردیا تا این قول کہ وہی بہترین وارثان ہی پس اسکو مسلمانون کیواسطے مقبرہ کردیا کہ جسوقت اور جب چاہین ہمیشہ اسمین اپنے مردون کو مدفون کیا کرین انکو ممانعت نہ کیجائیگی اور اسنے لوگون کو اذن عام دیدیا کہ اسمین اپنے مردے دفن کرین پس مسلمانون مین سے ایک جماعت نے اسکے حال سے واقف ہونے کے بعد اپنے مردے اسمین دفن کیے اور وقف کنندہ نے ان کو دفن کی اجازت دی پس یہ زمین مسلمانون کے واسطے مقبرہ مقبوضہ ہوگئی بنا برآنکہ اس وقف کرنے والے نے وقف کیا ہی۔ اور اگر مسلمانون کا اپنا مردہ دفن کرنا تحریر نہ کیا بلکہ یہ لکھا کہ اس صدقہ کنندہ نے یہ زمین اپنے قبضہ سے نکال کر متولی فلان کے قبضہ مین دیدی تاکہ اسکے قبضہ مین انھین شرائط پر رہے جس طرح واقف نے وقف کیا ہی تو یہ کافی ہے جیسا کہ ہمنے بیان کردیا ہی اور اسکے آخر مین حکم حاکم لاحق کردے تاکہ اجماعی ہوجاوے کیونکہ اسمین اختلاف ہی پس بعد حکم حاکم لاحق ہونے کے کوئی اسکے ابطال پر قادر نہوگا اور حاکم کے پاس مرافعہ کرنے کا طریقہ یہ ہی کہ جس شخص نے اسمین اپنا مردہ دفن کیا ہو اسکو حاکم کے حضور مین لیجاوے اور قاضی سے درخواست کرے کہ اسکو حکم دے کہ اسکی زمین خالی کردے اسواسطے کہ یہ وقف لازمی نہین ہی پس حاکم اس وقف کنندہ کو حکم دیگا کہ اس سے اپنا ہاتھ کوتاہ کرے

[1] جائز الحکم جس کا حکم دینا شرع مین جائز ٹھہرا ہے ۱۲ [2] مثل مذکورہ بالا ۱۲

اور اس وقف کے صحیح ہونے اور لازم ہونے کا حکم دیگا پس کاتب تحریر کردے کہ ایک حاکم و عادل نے جسکا حکم مسلمانون کے درمیان نافذ ہے اس صدقہ کے لازم و صحیح ہونے کا جس طور پر ہے حکم دیدیا بعد از آنکہ اس وقف کنندہ وارثان دفن کنندگان مین سے ایک کے ساتھ اس کے حضور مین خصومت[1] معتبرہ واقع ہوئی جبکہ اس وقف کنندہ نے اپنے وقف سے رجوع کرنے کا قصد کیا بنا بر قول ایسے عالم کے جو ایسے وقف کو لازم نہین فرماتا ہو پس حاکم موصوف نے اس وقف کنندہ پر اسکے رد پر اسکے خصم کے حضور مین اس وقف کے لازم ہونے کا حکم دیدیا کیونکہ اس کا اجتہاد اسی حکم پر موودے ہوا پھر لکھے کہ کسی والی ملک یا قاضی الی خرہ - نوع دیگر اگر یہ زمین مین عام مسلمانون کیواسطے رستہ بنایا - تو ہم کہتے ہین کہ ظاہر مذہب کے موافق اسمین بھی اختلاف ہو - اور موافق روایت حاکم ابو نصر کے جو امام اعظم سے روایت کی ہو ظاہر ہوتا ہو کہ اسمین اتفاق ہو - اور اسکی تحریر لکھنے کا وہی طریقہ ہے جو ہم نے بیان کیا ہو صرف فرق اسقدر ہو کہ راستہ کی صورت مین یون لکھے کہ اسنے اپنی زمین کو وقف کر کے عام لوگون کا راستہ کردیا اسمین کافر بھی شامل ہوگئے اسواسطے کہ راہ سے گذرنے مین کافر و مسلمان دونون یکسان ہین اور اس حکم مین رباط و راہ یکسان ہین بخلاف مقبرہ کے کہ وہ خاص مسلمانون کے واسطے ہوگا اسواسطے کہ کافر و مسلمان ایک مقبرہ مین جمع نہ کیے جاوینگے اور اسکے آخر مین حکم حاکم لاحق کردے کذا فی المحیط نوع دیگر قنطرہ بنانے کی تحریر اس طرح لکھے کہ یہ تحریر جسپر گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا سب شاہد ہوے ہین بدین مضمون کہ فلان نے جو قنطرہ فلان نہر پر یا فلان وادی پر بنایا ہو - اور یہ تحریر کردے کہ باجازت سلطان وقت کے بنایا ہو بشرطیکہ یہ وادی یا نہر عظیم ہو - اور اگر کسی خاص قوم کی ہو تو لکھے کہ باجازت فلان و فلان سب کا نام لکھدے اور اگر کسی شخص معین کی ہو تو اسکی اجازت تحریر کرے - اور یہ بھی بیان کردے کہ وہ لکڑی کا ہو یا پختہ اینٹ کا اور یہ بھی بیان کردے کہ اکہرا ہو یا دو درجہ کا یا تین درجہ کا تاکہ عام لوگ اس قنطرہ کے اوپر سے آمد و رفت رکھین آخر تک موافق مذکورہ بالا تحریر کرے واللہ تعالی اعلم یہ ذخیرہ مین لکھا ہے - نوع دیگر اگر اپنے گھوڑے و اسکا سامان و ہتھیار فی سبیل اللہ تعالی کردے تو تحریر کرے بعد ابتدا اسے تحریر بدستور مذکورۂ بالا کے کہ اُسنے اپنے گھوڑون کو اور وہ اتنے عدد چنین و چنان ہین اور تمام اپنے ہتھیار اور وہ چنین و چنان ہین ان سبکو بوقف دائمی و حبس جائز کہ اپنے حال پر قائم رکھے جاوین اللہ تعالی کی راہ مین جہاد کیواسطے وقف کیا ہے جو لوگ اللہ تعالی کی راہ مین جہاد کرتے ہین ہر وقت و ہر زمانہ مین جہاد مین استعمال کرین بدین شرط کہ جو لوگ اس وقف کے قوام ہون ان کو اختیار ہو کہ جسکو چاہین جسطرح چاہین جتنی دفعہ چاہین جہاد کرنے والون مین سے دین اور جس سے چاہین لے لین جب چاہین جس طرح چاہین واپس لین اور بیان کردے کہ ہمیشہ اسکا قیم

[1] یعنی نالش حاکم کے پاس صحیح طور پر پیش ہوے تب اسنے حکم دیدیا کہ وقف لازم ہوگیا ۱۲ منہ [2] یا کسی حاکم و صوبہ دار وغیرہ کو یا مراد انہین یہ ہو کہ اسکو نزول کرے ۱۲ منہ [3] جیسے دجلہ و فرات و گنگا جمنا وغیرہ ۱۲ منہ [4] اسکے حلیہ و اوصاف بیان کردے ۱۲

وہی شخص مقرر ہو جو نیکو کار و پرہیزگار مشہور ہو اور بدین شرط کہ جب ان مین سے کوئی چیز بسبب بیماری یا خراب ہو جانے کے یا بڈھے ہو جانے کے یا شکستہ وغیرہ ہو جانے کے جہاد کے کام کی نہ رہے تو قیم اسکو فروخت کرکے دوسری اسکے بجائے لائق کار جہاد بدل لے اور ہر وقت و زمانہ مین جو قیم ہو وہ ایسا کرے کہ جب لائق جہاد کے نہ رہے تو اسکے بجائے اسی طور سے دوسری بدل لے (یعنے خرید کرکے اس جگہ دوسری قائم کرے ۱۲) اور اسکو اپنے پاس رکھے کہ ہر وقت حاجت موافق شرائط جہاد کرنے کو دیا کرے اور اسی طور پر یہ جاری رہے اور تحریر کو ختم کرے اور اسکے آخر مین حکم حاکم لاحق کرے اور علیٰ ہذا بیل و اونٹ وغیرہ چوپایہ جانور اگر اہل جہاد کی باربرداری و پانی لانے و کھینچنے وغیرہ کے کام کیواسطے وقف کیے تو انمین بھی اسی طرح تحریر کرے اور علیٰ ہذا اگر غلامون کو اہل جہاد کی خدمت کیواسطے وقف کیا تو بھی اسی طرح تحریر کرے اور یہ سب امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہیں تا این قول کہ بدین شرط کہ یہ وقف اپنے حال پر بدستور رکھا جاوے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ مین سامان جہاد ہے کہ غازی لوگ اسپر اپنا بار لادین اور پانی کھینچنے و لانے کیواسطے اگر وقف کیے ہین تو تحریر کرے کہ فی سبیل اللہ تعالیٰ وقف کیے کہ انکے ذریعہ سے اہل جہاد کو پانی پہنچایا جاوے[۱] اور غلامون کی صورت مین لکھے کہ تاکہ یہ غلام اہل جہاد کی خدمت گزاری کرین۔ اور اسکے آخر مین حکم حاکم لاحق کردے اور اگر مثل اونٹنیان و گائین و بکریان وغیرہ کے بدین شرط فی سبیل اللہ تعالیٰ وقف کردین کہ انکا دودھ و بچہ و اون اللہ تعالیٰ کیواسطے صدقہ کیا جاوے تو حاکم احمد سمرقندی نے اپنی شروط مین ذکر کیا کہ انکے وقف مین کوئی قول اہل علم کا مسموع نہین ہوا اور مشائخ نے ذکر کیا ہو کہ امام محمدؒ کے قول پر جائز ہونا چاہیے اور فرمایا کہ سیر کبیر مین مذکور ہو کہ اگر وصیت کی کہ اس چیز کی جو اسکی بکریون کے پیٹ مین ہو یعنی بکریون کے بچون کی وصیت کی یا انکے دودھ یا اون کی وصیت کی تو وصیت باطل ہو اور ان چیزون کی وصیت مثل وصیت غلہ باغ وغیرہ (فائدہ باغ ۱۲) واشباہ انکے نہین ہو اور فرمایا کہ یہ مسئلہ اس بات کی دلیل ہو کہ چوپاؤن مذکورہ کا اس غرض سے وقف کرنا کہ انکا دودھ[۱۲] و اون و بچہ صدقہ کیے جاوین جائز نہین ہو۔ اور فتاوی ابو اللیث مین ہو کہ اگر اپنی گائے ایک رباط مین وقف کردی کہ جو اسکا دودھ و مسکہ نکلے وہ مسافرون کو دیا جاوے تو ہمارے بعض مشائخؒ نے فرمایا کہ اگر ایسے مقام پر یہ امر ہو کہ لوگون کے وقف بیشتر ایسے ہون تو مجھے امید ہو کہ یہ جائز ہوگا اور بعض نے اسکو مطلقاً جائز رکھا ہو اسواسطے کہ یہ تمام بلاد اسلام مین متعارف ہو اور اسکی تحریر کی یہ صورت ہو کہ یہ تحریر بدین مضمون ہو کہ فلان نے اتنی عدد اونٹنیان یا گائین یا اتنی عدد بکریان بوقف دائمی جائز نافذ وقف کردین جس وقف مین کوئی فساد و رجعت و مثنویت نہین ہو اور یہ مال وقفی فروخت نہ کیا جائیگا اور نہ ہبہ کیا جائیگا الیٰ آخرہ۔ بدین شرط کہ جو کچھ ان کا دودھ و بچہ و اون حاصل ہو وہ مسافرون کو صدقہ مین

[۱] خواہ کنوئین سے ڈول وغیرہ ان بیلون سے کھینچا جاوے یا دریا سے اپنے کھال لادلائی جاوے ۱۲ منہ [۲] یہ اسواسطے اختیار کیا گیا تاکہ وقف کنندہ کا مقصود اچھی طرح حاصل ہو تاکہ شرط کیوجہ سے جانورون کی کل اولاد کا صدقہ کرنا لازم آوے جس سے بعد کچھ مدت کے جانور ہی باقی نہ رہین کیونکہ بجائے انکے کچھ بچے نہین رہے تو وقف اب ہی منقطع ہو گیا اور تحریر کے موافق متولی قدر ضرورت رکھ لیگا فافہم ۱۲ منہ [۳] اور نہ میراث ہوگا الیٰ آخرہ ۲

بدین شرط دیجاوے کہ اس معاملہ مین کو اختیار ہوگا کہ جس مسافر کو چاہے اور جسقدر چاہے دے اور یہ سب اس وقف کنندہ نے فلان کو متولی کرکے سپرد کرین اور اسکے آخر مین حکم حاکم لاحق کردے - نوعدیگر در وقف عقارات اور اس کی بہت صورتین ہین از انجملہ آنکہ اگر اسنے ارادہ کیا کہ اپنی زندگی مین اپنا دار مسکینون کیواسطے صدقہ کردے اور اسی بیان کو امام محمد نے بھی شروط الاصل کے باب الوقف مین پہلے شروع کیا ہو اور فرمایا کہ مین نے امام ابو حنیفہؒ سے کہا کہ ذرا توجہ فرمایئے کہ اگر ایک شخص نے اپنی زندگی مین چاہا کہ اپنا دار مسکینون کے واسطے صدقہ کردے تو یہ جائز ہو تو فرمایا کہ اگر وہ شخص ایسے حال مین مرا کہ یہ دار اسکے قبضہ مین ہو تو یہ اسکے وارثون کیواسطے میراث ہوجائیگا اور یہ نہین فرمایا کہ یہ جائز نہین ہو اور جائز نہین ہو اسواسطے نہ فرمایا کہ امام اعظمؒ کے نزدیک وقف اسکو کہتے ہین کہ اصل چیز وقف کنندہ کی ملک رہے اور اُسکا غلّہ و پھل و منفعت دار و آراضی صدقہ کی جاوے پس مثل عاریت کے ہوا اور عاریت جائز ہو مگر لازم نہین ہوتی ہو چنانچہ اگر معیر مرگیا اور یہ وقف موجود ہو تو اسکے وارثون کی میراث ہوجائیگا پس ایسا ہی حال امام اعظمؒ کے نزدیک وقف کا ہو - تب مین نے کہا کہ آیا اس باب مین کوئی حیلہ ہو کہ یہ صدقہ جائز ہوجاوے اور کوئی اسکو باطل نہ کرسکے تو فرمایا کہ یون کہدے کہ اگر وارث یا سلطان کوئی اس صدقہ کو باطل کرنا چاہے تو یہ میرے تہائی مال سے وصیت ہو کہ فروخت کرکے اسکا ثمن مسکینون کو صدقہ کردیا جائے پس اس سے صیانت[1] حاصل ہوجائیگی اسواسطے کہ جو شخص اسکو توڑنا چاہیگا اسکو معلوم ہوگا کہ مجھے اسکے باطل کرنے سے کچھ حاصل نہوگا پس وہ باطل بھی نہ کریگا - پس امام اعظمؒ نے حیلہ کی تعلیم مین یہ فرمایا کہ یون کہے کہ یہ میرے تہائی مال سے وصیت ہو کہ فروخت کرکے اسکا ثمن مسکینون کو صدقہ دیا جاوے اور یہ نہین فرمایا کہ یون کہے کہ یہ میری وفات کے بعد وقف و صدقہ ہو کہ اگر وقف مضاف بما بعد زمانہ موت انکے نزدیک جائز لازم ہو جب کہ تہائی مال سے برآمد ہو تو وقف مضاف بجانب زمانہ بعد موت کے وصیت کے معنی مین ہوگا حالانکہ اس مین شیخ ابن ابی لیلیٰ کا یہ مذہب ہے کہ غلہ و پھلون کی وصیت جائز نہین ہو پس شاید اسکا مرافعہ ایسے قاضی کے حضور مین ہو جو مذہب ابن ابی لیلیٰ کا قائل ہو پس وہ اسکو باطل کردیگا اسی واسطے جو کچھ امام اعظمؒ نے فرمایا ہو وہ اسی قول سے احتراز ہونے کے واسطے فرمایا ہو - پھر مین نے کہا کہ پھر اسکو کیونکر لکھے تو فرمایا کہ یون لکھے کہ یہ تحریر اُس عہد کی ہو جو فلان نے اپنی زندگی مین عہد کیا کہ اسنے اپنا دار واقع محلہ مسمی فلان کو اللہ تعالیٰ عزوجل کیواسطے صدقہ موقوفہ کردیا ایسا ہی امام اعظمؒ و انکے اصحاب تحریر کرتے تھے اور طحاویؒ و خصافؒ یون لکھتے تھے کہ یہ تحریر اس تصدق کی ہے جو فلان بن فلان نے صدقہ کیا اور شیخ ابو زید شروطی یون لکھتے تھے کہ یہ تحریر جسپر گواہان مسمیان آخر تحریر ہذا سب شاہد ہوئے ہین کہ فلان نے اپنا پورا دار صدقہ کیا اور بعضے متاخرین لکھتے ہین کہ یہ تحریر از جانب فلان ہو - اور اکثر متاخرین

[1] صیانت مضبوطی اور مرافعہ نالش دائر کرنا ۱۲

لکھتے ہین کہ یہ تحریر وقف و صدقہ ہو۔ اور یہ سب عنوان جائز او ز اچھے ہین۔ اور امام محمدؒ نے اپنی تحریر مین دار صدقہ شدہ کو بوصف فارغ تحریر نہین کیا۔ اور طحاوی و خصاف لکھتے تھے کہ یہ دار فارغ ہو۔ اور یہ اچھا ہو اسواسطے کہ اگر دار وقف شدہ خالی و فارغ نہوگا تو جسکے نزدیک متولی کو سپرد کرنا صدقہ موقوفہ کی صحت کیواسطے شرط ہو جائز نہوگا پس اتنا زیادہ کرنا ضرور ہو تا کہ اس قول سے احتراز ہو جاوے پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے واسطے صدقہ موقوفہ کردیا اور یہ اسواسطے فرمایا تاکہ یہ صدقہ دوسرے صدقہ مقیدہ سے ممتاز ہو جاوے اور طحاوی و خصاف یون لکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے واسطے صدقہ موقوفہ موبدہ محرمہ محتسبہ تبۃً بتیلۃً محفوظا بشروط خویش مسبلہ یعنی اپنے وجوہ مذکورہ تحریر ہذا پر ہر وقت جاری رہے نہ فروخت کیا جاوے اور نہ ہبہ کیا جاوے اور نہ کسی وجہ ملک سے مملوک کیا جاوے اور نہ کسی طرح تلف کیا جاوے اپنے حال پر قائم رہے اور نہ میراث ہووے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ ہی اسکا وارث ہو جسکے واسطے آسمان و زمین کی میراث ہو اور وہی بہترین وارثان ہو۔ پھر فرمایا کہ بدین شرط کہ سال بسال اجارہ پر دے اسواسطے کہ اسنے اسکی آمدنی صدقہ کردینے کی وصیت کی ہو اور آمدنی صدقہ کرنا بدون اجارہ دینے کے نہین ہو سکتی ہو پس امام محمدؒ نے اجارہ کو مطلقاً ذکر فرمایا اور یہ اسوقت ٹھیک پڑیگا کہ جب متصدق نے اجارہ مطلقہ کا قصد کیا ہو اور اگر یہ قصد کیا ہو کہ سال بسال اجارہ پر دیا جاوے تو تحریر مین لکھنا چاہیے کہ بدین شرط کہ سال بسال اجارہ پر دیا جاوے اس سے زیادہ مدت کیواسطے نہ دیا جاوے اور جب ایک سال منقضی ہو جاوے تو دوسرے سال کا اجارہ منعقد کیا جاوے پھر لکھے کہ اسکا کرایہ مساکین کو صدقہ دیدیا جاوے تاکہ مصرف بتصریح معلوم ہو جاوے پس ضرور ہو کہ یون تحریر کرے کہ اور اسکا کرایہ ہمیشہ مساکین کو تقسیم کیا جاوے اسواسطے کہ صحت وقف کے واسطے سب کے نزدیک دوام شرط ہو سوائے قول امام ابو یوسفؒ کے۔ اور اگر اسنے یہ نہ لکھا کہ اس کا کرایہ مساکین کو صدقہ دیا جاوے تو عام مشائخ کے نزدیک جنھون نے وقف مذکور کو جائز رکھا ہے (یعنی ایسا وقف ۱۲) وقف جائز ہوگا اور بنا برقول یوسف بن خالد کے جائز نہ ہوگا اسواسطے کہ لفظ صدقہ اس امر پر دلالت نہین کرتا ہے کہ اسنے تمام مسکینون کو مراد لیا ہو پس مسکین واحد پر صدقہ کردینا جائز ہوگا حالانکہ اگر مسکین واحد پر وقف کرے تو یہ وقف جائز نہین ہو سکتا ہو اسواسطے کہ یہ (ایک مسکین ۱۲) ہمیشہ نہین رہ سکتا ہو (کیونکہ وہ مرجائیگا ۱۲)۔ اور عامہ مشائخ کے نزدیک جنھون نے ایسا وقف جائز رکھا ہو ایسی صورت مین یہ ہو کہ لفظ صدقہ دلالت کرتا ہو۔ کہ اسنے جنس مساکین کو مراد لیا ہو کیونکہ اسنے مطلق کہا ہو اور کسی ایک کو معین نہین کیا ہو پس ایسا ہو گیا کہ گویا اسنے تصریح کردی آیا تو نہین دیکھتا ہو کہ قولہ تعالیٰ صدقۃ یعنی میرا مال صدقہ ہو اور قولہ مالی صدقۃ فی المساکین

سلہ اقول امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی مراد اجارہ متعارف ہے اور رہا مدت کثیرہ کے واسطے چنانچہ باجارہ طویلہ اجارہ دینا سو یہ احداث متاخرین ہو حتے کہ انکے جواز مین کلام طویل ہو پس یہ کلام مؤلفؒ بیان حال ہو نہ اعتراض فتامل ۱۲ منہ عہ یعنی دار فارغہ خالیہ از تعلقات ۱۲ منہ عہ اسکا توڑنا حرام ہو ۱۲ سے کہ اسی طور سے اسکا مصرف ہو ۱۲ منہ

یعنے میرا مال مسکینون پر صدقہ ہو ان دونون قولون مین کچھ فرق نہین ہو - لیکن ہرگاہ اس مسئلہ مین اختلاف ٹھہرا تو مساکین کے لفظ سے تصریح کرنا ضرور ہوا تاکہ حد اختلاف سے نکل جاوے - اور اگر صدقہ کرنے والے نے چاہا کہ مسلمان فقیرون و مسافرون پر صدقہ کیا جاوے تو لکھے کہ اسکا کرایہ و آمدنی مسلمانون مین سے فقیرون و مسکینون اہل حاجت کو ہمیشہ صدقہ دیا جاوے بدین شرط کہ جو اسوقت مین اس کا متولی ہو وہ اپنی راے مین چاہے ان لوگون برابر تقسیم کرے اور چاہے بعض کو زیادہ اور بعض کو کم دے لیکن اسکا مقصد اس صورت مین فضیلت وطلب مزید ثواب ہو - اور امام محمد نے اس تحریر مین ذکر نہین فرمایا کہ اسکی حاصلات سے متولی پہلے اسکی شکست و ریخت و مرمت و اصلاح کریگا اور جو اسکی آمدنی سے بڑھا ہو اسکی درستی کریگا اور قیم کی اجرت دیگا اور تمام اسکی ضروریات مین خرچ کریگا پھر جو باقی رہیگا وہ مسکینون کو صدقہ دیگا - اور عامہ اہل شروط تحریر کرتے ہین کہ جو کچھ اسکی آمدنی حاصل ہو پہلے اسمین سے اسکی مرمت و عمارت و اصلاح مین اور جو اسکی آمدنی سے بڑھا ہو اسکی اصلاح مین اور جو لوگ اسمین کارندہ ہین ان کی اجرت دینے مین خرچ کرے پھر اس سے جو بچے وہ مسلمان فقیرون و مسکینون کو ہمیشہ تقسیم کیا جاوے اور امام محمد رحمہ اللہ تعالی نے جو اسکو تصریح ذکر نہین کیا ہو سو اسواسطے نہین ذکر کیا کہ اقتضائیہ ثابت ہو اسواسطے کہ فرمایا کہ اس کی آمدنی ہمیشہ مساکین کو صدقہ تقسیم کیجاوے حالانکہ ہمیشہ اسکا کرایہ مساکین کو تقسیم کرنا بدون اسکے ممکن نہین ہو کہ پہلے اسکی تعمیر و مرمت کیجاوے کہ قابل آمدنی کے ہوجاوے اور جو بات بدلالت اقتضائ ثابت ہو وہ مثل صریح ثابت ہونیکے ہو لیکن عامہ اہل شروط کہتے تھے کہ جو بات صریح ثابت ہو وہ اقتضائ ثابت ہونے والی سے اقوے ہو اور متاخرین اہل شروط آراضی و باغ کے وقف مین یون تحریر کرتے ہین کہ بعد ادائے خراج و مؤنت ضروری کے اسواسطے کہ آمدنی حاصل ہونا بدون اسکے ممکن نہین ہو - اور دار و دوکانون کی صورت مین تحریر کرتے ہین - کہ بعد ادائے مؤنت کے اور نوائب سلطانیہ موظفہ کے اسواسطے کہ یہ نوائب موظفہ بمنزلہ[1] خراج کے ہوگئے ہین پھر اسکے بعد تحریر کرے کہ کسی شخص کو جو اللہ تعالے اور روز قیامت پر ایمان لایا ہے یہ حلال نہین ہو کہ اس صدقہ کو رد کردے اور باطل کردے اور طحاوی و خصاف رحمہ اللہ تعالے اس عبارت پر تاکیداً زیادہ تحریر کرتے تھے کہ کسی شخص کو جو اللہ تعالی و روز قیامت پر ایمان لایا ہو خواہ سلطان ہو یا حاکم ہو یا کوئی اور آدمی ہو حلال نہین ہو کہ اس صدقہ مذکورہ تحریر ہذا مین تغییر و تبدیل کرے یا اسکو باطل کرے یا اسکے باطل کرنے پر کسی آدمی کی مدد کرے پھر اگر کسی نے ایسا کیا تو وہ اپنے گناہ مین پھنسے گا اور صدقہ کرنے والے فلان کا ثواب و مزدوری موافق اسکی نیت صدقہ و ثواب کے اللہ تعالے کے فضل و کرم پر ہے - اور بعض نے فرمایا کہ قولہ اور کسی شخص کو جو اللہ تعالی اور روز قیامت پر ایمان لایا ہو حلال نہین ہو کہ یہ صدقہ رد کردے یہ عبارت نہ لکھنی چاہیے اسواسطے کہ بنا بر قول امام اعظم رح کے اس

---

[1] قولہ بمنزلہ الخ اگرچہ اکثر خلاف عدل شرع کے ظلم ہین ۱۲ ع ۵ جو لگان بندھ گیا ہو ۱۲

صدقہ کا توڑ دینا جائز ہے اور جب توڑ دیا گیا تو مالک کی ملک مین ہو جائے گا جس طرح پہلے تھا اور توڑنے والا گنہگار نہو گا۔ پس بنا بر قول امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہ کلمات دروغ ہونگے اور درصورتیکہ یہ امر وقف مین شرط کیا جاوے تو اس سے وقف باطل ہو جاویگا۔ پھر اسکے بعد تحریر کرے کہ اور فلان صدقہ کرنیوالے نے یہ دار مذکور فلان متولی امور صدقہ مذکور کے سپرد کیا اور فلان متولی نے اس سے لیکر اسپر قبضہ کر لیا اور متولی کے سپرد کرنے کا ذکر کرنا ضروری ہے اسواسطے کہ متولی کا سپرد کرنا صحت وقف کے واسطے امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک ضروری ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس تحریر کے آخر مین یہ نہین لکھا کہ اس متولی کو اختیار ہے کہ دوسرے وکیلون و وصیون کو مقرر کرے اور بجائے ان کے اگر چاہے تو دوسرون کو تبدیل کرے۔ حالانکہ اسکا تحریر کر دینا چاہیے اسواسطے کہ بعضے لوگ کہتے ہین کہ وصی و متولی کو یہ اختیار نہین ہے کہ دوسرے کو وکیل کرے الّا اس صورت مین کہ جب صدقہ کرنے والے نے اسکو یہ اختیار دیا ہو جیسا کہ حالت زندگی کے وکیل کے حق مین حکم ہے اور اگر اس کو وکیل کرنے کا اختیار دیا اور اسنے دوسرے کو وکیل کیا تو اسکو معزول نہین کر سکتا ہے الّا اس صورت مین کہ معزول کرنے کا اختیار اسکو دیا گیا ہو اور فرمایا کہ پھر لکھے کہ پس اگر سلطان وغیرہ نے اسکو رد کیا یا کسی طعن کرنے والے نے طعن کیا تو یہ صدقہ اسکے تہائی مال متصدق[۱۲] سے وصیت ہے کہ فروخت کیا جاوے اور اسکا ثمن مسکینون کو صدقہ دیا جاوے یہ تحریر اسواسطے ہے کہ یہ وقف اس امر سے محفوظ رہے کہ کوئی اسکو توڑ دے جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔ اور نیز اگر اسکے آخر مین کسی حاکم کا حکم لاحق کر دیا جاوے کہ اُسنے اس وقف کی صحت و لزوم کا حکم دیا ہے جس طرح ہمنے پہلے بیان کیا ہے تو اس سے بھی صیانت حاصل ہو جائے گی۔ صدر تحریر وقف جسکو شیخ نجم الدین نسفی رحمہ اللہ نے ایجاد کیا ہے یہ تحریر اس وقف کی ہے جسکو وقف کیا (یعنی ابتدائی تحریر[۱۲]) اور صدقہ کیا بندہ گنہگار بیشمار بامید قوی امیدوار عفو و رحمت پروردگار فلان بن فلان نے خالصۃً لوجہ اللہ تعالیٰ و طلب ثواب او تعالیٰ و بامید رضائے الٰہی و نجات از عذاب شدید و عقاب او تعالیٰ ہرگاہ اسنے نعمتہائے الٰہی سے اپنے آپ کو گرانبار[۱] پایا اور اس کی بخششون کا اپنے پاس انبار پایا درحالیکہ او تعالیٰ شانہ نے اس ضعیف بندہ کو وہ نعمتین عطا فرمائی ہین جس سے اسکی نظرا (جمع نظیر) و اشکال (جمع شکل) محروم ہین اور وہ ثروتین بخشی ہین جس سے اسکے ابنائے جنس ہین سب (جمع قرن) قرنا و امثال (جمع مثل مانند) محروم ہین اللہ تعالیٰ نے اسکو عزت و وجاہت مین پیدا کیا اور فراخی و عیش اور وجاہت اور بلند نامی و مکنت مین اسکی عمر گذاری اور اُسکا مرتبہ بلند کیا اور اسکا ہاتھ کشادہ رکھا پھر اب وہ اپنے نفس کو شکستہ پاتا ہے اور رجا اس مین کندی پاتا ہے۔ کہ اسکے پاؤن پھرتے ہین کام نہین دیتے ہین اسکی قوتین جاتی رہین اور قبض کی چیزین ٹوٹ گئین اور شکرگذاری کم ہوئی اور شکایتین بڑھ گئین اسکے بال سپید ہو گئے اور کمر جھک گئی زوال کا

[۱] اس صفحہ کے لغات مین سے گرانبار بوجھل یعنی نعمتون سے لدا ہوا نظرا جمع نظیر یعنے اسکے مانند لوگ۔ اشکال جمع شکل لوگ یعنی اسکے ہمسر وہم قوم وغیرہ جیسے قرنا و امثال بھی کہتے ہین۔ مکنت دسترس و قدرت ۔ قولہ قبض یعنے قوت ہاتھ وغیرہ کی [۱۲]

وقت آگیا اور کوچ کا وقت نزدیک ہؤا اور اسپر واجب ہوا کہ اپنی دنیا سے آخرت کا سامان کر لے اور عاقبت کا توشہ یہان سے ساتھ لے اور کل کے روز کیواسطے اپنے پاس کی چیزون سے اچھی چیز پہلے پہونچا رکھے تاکہ اسکی حاجت کے وقت کا ذخیرہ ہو اور اسکے فقر وفاقہ کا سامان ہو جاوے اور اللہ تعالی نے فرمایا کہ لن تنالوا البر حتے تنفقوا مما تحبون یعنے ہرگز نیکوکاری کے مرتبہ کو نہ پہونچوگے یہانتک کہ جنکو محبوب رکھتے ہو اُن سے خرچ کرو۔ اور ہرگاہ اسکو آثار واخبار سے ثابت ہوا کہ جنت کے دروازے پر تین سطرین لکھی ہین۔ اول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دوم بلدہ پاکیزہ ہی اور رب غفور ہی۔ سوم آنکہ جو ہمنے کیا تھا وہ پایا اور جو پہلے بھیجا تھا اس سے نفع اُٹھایا اور جو چھوڑ آئے وہ خسارہ رہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کہتا ہی کہ یہ میرا مال وہ میرا مال حالانکہ تیرا ابھی کچھ مال ہی سوا اسکے جو تونے کھا لیا سو فنا کردیا جو تونے پہن لیا سو پرانا کر ڈالا یا صدقہ کردیا سو وہ باقی بھیجدیا ہی۔ اور حضرت عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکا حاصل یہ کہ قیامت کے روز مومن کیواسطے اسکا صدقہ اسکا سایہ ہوگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکا حاصل یہ کہ صدقہ پروردگار کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہی پس یہ بندہ ضعیف جو کچھ اسکو اللہ تعالی نے دیا ہی اسمین سے اسکی رضامندی کیواسطے ابھی سے خرچ کرتا ہی بدین امید کہ اللہ تعالی اسکو آیندہ ایسے وقت مین عطا فرماوے کہ جب وہ بے دست و پا آخرت مین محتاج ہو جاوے کہ یہ خرچ کیا ہوا اُسوقت آڑے آوے اور بدین امید کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وعدہ فرمایا ہی وہ اس ضعیف کو بھی حاصل ہو چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکا حاصل یہ ہی کہ آدمی اپنی موت کے بعد جو کچھ چھوڑتا ہی اسمین سے تین چیزین بہتر ہین ایک اولاد صالح جو اسکے واسطے مغفرت کی دعا کرے اور دوسرا صدقہ جاریہ کہ برابر جاری ہی اور اسکا ثواب اس صدقہ کرنے والے کو پہونچتا رہتا ہے اور تیسرا علم کہ اسکے بعد والے اسکے سکھلانے پر عمل کرتے ہین۔ پس اس بندۂ ضعیف نے تہ دل سے چاہا کہ یہ بھی منجملہ ان لوگون کے ہو جاوے جنکے عمل منقطع نہین ہوتے ہین اگرچہ موت آجاوے پس اسنے اپنے خالص مال اور حلال کمائی سے فلان چیز وقف کردی الی آخرہ واللہ تعالی اعلم۔ وقف نامہ قدیم طویل مدرسہ بنانے اور اسکے خرچ کیواسطے وقف کرنے کے بیان مین۔ یہ تحریر اس وقف مین ہی کہ جسکو حسبۃً للہ تعالی خاقان اجل سید ملک مظفر مؤید عدل عماد الدولہ تاج الملۃ طمغاج بغیر افراخان ابو اسحاق ابراہیم بن نصر سیف خلیفۃ اللہ تعالی امیر المومنین اعلی اللہ تعالی امرہ وعز نصرہ نے بغرض تقرب بسوے رب جلیل وطلب ثواب جزیل وگریز از عقاب وتنکیل ورغبت در وعدہ جمیل کہ محکم تنزیل سے واضح ہی یعنے قول اللہ تعالی سے کہ وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ عند اللہ ہو خیرًا واعظم اجرًا یعنے جو نیک چیز اپنی ذات کے واسطے تم لوگ پہلے بھیج رکھو اسکو اللہ تعالی کے پاس اس سے بہتر اور برتر پاؤگے اور اخبار مین نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی

کہ جب آدمی مرجاتا ہی تو اس سے اسکے اعمال منقطع ہو جاتے ہین الا تین صورتون مین ایک ولد صالح جو اسکی وفات کے بعد اسکے حق مین دعاے خیر کرے اور صدقہ جاریہ کہ برابر جاری ہو اور اس کا ثواب صدقہ کرنے والے کو پہونچے اور تیسرا علم جسپر لوگ عمل کرین پس اسنے پسند کیا کہ مین بھی ان لوگون مین مندرج ہون جنکے عمل منقطع نہین ہوتے ہین اور اپنے نفس کیواسطے کوئی چیز بھیج رکھون جو اللہ تعالے کے نزدیک پاؤن اور آخرت کا توشہ ہو اور قیامت کا ذخیرہ ہو جس روز ہر نیکو کار اپنا کار خیر آنکھون کے سامنے پاویگا پس ایک مدرسہ بنانے کا حکم دیا کہ مجمع اہل علم و دین ہو متصل بمشہد ہو مشتمل بمسجد وجا ہاے درس اور مکتب تعلیم قرآن شریف ہو اور ایک جگہ ایسی ہو جہان لوگ قرآن کی تلاوت کرین اور ایک جگہ مؤدب کے واسطے ہو جہان وہ لوگون کو علم ادب سکھلاوے اور چند دارہاے صغیرہ ہون اور صحن ہو اور باغ ہو اور اسنے ایسے جو امور موافق علم کے ایسے صدقات کی صحت کیواسطے بروجوہ مذکورہ چاہیے ہین سب جمع کر دیے اور یہ سب شہر سمرقند کے اندر ایک جگہ پر جسکو باب الحدید کہتے ہین واقع ہی اور اسکے حدود اربعہ مین ایک حد شارع عام ہی دوم ملازق میدان منسوب بہ خاتون ملکہ بنت طرخان ملک و ملازق فارقین ہی جو انکے مشہد پر وقف ہی اور سوم ملازق ایک منزل کے جو طالب علمون پر وقف ہی اور ملازق منزل احمد المقصص و ملازق منزل ابو القاسم بن عطاء و متصل بکار وانسراے منسوب بہ خاتون ملکہ ہی اور چہارم ملازق منزل منسوب بسحاؤلی الجملتاشی و ملازق خانقاہ منسوب بامیر نظام الدولہ و ملازق منزل منسوب بہ خاتون ملکہ ترکان خاتون و ملازق طریق ہی اور اسی طرف سے اسمین داخل ہونے کا دروازہ ہی پس اسنے چاہا کہ یہ خیر اسکی طرف سے برابر ہوں جاری رہے بذریعہ اوقاف صحیحہ کے جو اس مدرسہ پر اور سبیل خیر اور نیک کامون پر وقف ہین پس اسکی نیت خیر و ارادۂ دلی کے موافق جاری رہے پس اسنے تمام یہ مدرسہ محدودہ مع اسکی متصلات کے جن کے حدود اس تحریر مین مذکور ہین واسطے کارہاے خیر کے جو اسمین انجام پاوین اور تمام سراے خالص جسمین دارہاے خرد و اصطبلات ہین اور گھانس رکھنے کی جگہین ہین اور جو صفہاے خورد ہین و حجرات و غرفہ و چار دوکانین اس سے متصل جنمین تین دوکانین اسکے اندر جانے والے کے بائین جانب پڑتی ہین اور ایک دوکان داہنی جانب پڑتی ہی اور یہ سراے معروف بسراے نعیم بلاس نزد بازار سعد سمرقند در محلہ زرکوبان بکوچہ مفلس ہی۔ اور تمام سراے خالص جو مشتمل ہی پانچ دارہاے خورد و تین حجرات و تین غرفات اور پانچ بیوت الخلا اور تین دوکانین ہین جو اسکے دروازہ سے متصل ہین۔ بازار سعد سمرقند سے داہنی جانب محلہ راس الطاق کے کوچۂ معروف بکوچہ شیر فروشان مین واقع ہی اور تمام سراے خالص جو مشتمل ہی آٹھ دارہاے خرد و دارہاے کلان اور پندرہ غرفات اور بیوت الخلا پندرہ عدد اور دو بیت الخلا اور چار دوکانین متصل سراے مذکور واقع بازار سعد سمرقند بمحلہ راس الطاق کوچہ عباد مین ہی اور تمام دارہاے کبیرہ مع سفل و علو کے جو سراے معروف بسراے خانسامانی مین ہی جو بازار سعد سمرقند کے محلہ راس الطاق مین شارع درب منارہ مین واقع ہے

اور یہ دارہاے مذکورہ اس سراے کے اندر جانے والے کے دائین ہاتھ پڑتے ہین اور تمام جو اسکے اوپر واقع ہین اور پانچ حجرے یک دریہ جو اسکے وسط مین ہین جو متصل بسراے مذکور ہین اور تمام حجرات کبیرہ یکدریہ جو اس سراے سے متصل ہین اور اسکے اوپر چڑھنے والے کے بائین ہاتھ پڑتے ہین اور تمام حمام معروف بحمام مردان واقع بازار سعد سمرقند محلہ راس قنطرہ عاہرہ کوچہ حماد اور تمام خانہاے کاشتکاران و بیت الطراز و باغ انگور و مستاجرہ و مزارع و مداسات جو کہ سب قریہ حرمجد پرگنہ انبارگر شہر سمرقند مین واقع ہین اور تمام آراضی جو اس دیہ کے کھیتون کے ٹیکرون سے متصل ہے اور یہ سب شہر سمرقند کے پرگنہ انبارگر کے نواح مین واقع ہین پس سراے معروف نیم بلاس کی ایک حد اور دوسری و تیسری و چوتھی چنین و چنان اور علی ہذا سب محدودات کے حدود اربعہ بیان کردیے گئے ہین پس جناب خاقان الی آخر القابہ موصوف تحریر ہذا نے اپنی زندگی و وفات کے بعد تمام یہ محدودات مذکورہ تحریر ہذا مع اسکے سب حدود و حقوق و مرافق کے جو اسکے حقوق سے ہین اور مع اسکے راستون و مسالک راہون کے ساتھ جو اسکے حقوق سے ہین و مع آراضی سراہاے مذکورہ و دوکانہاے مذکورہ و توابیت ترکیبہ و بیوت اہواء و بیوت الخلا و دارہاے خود و حجرات و غرفات و انکی عمارتین و لکڑی و دیوارین و انکا سفل و علو و چھتین و دھنیان و چھانیین و اسطوانات و دروازے کواڑ و خشتہاے پختہ و زمین حمام و بیوت و اسکی چھتین و لکڑیان و اسکی دیوارین و پختہ اینٹین و پانی کی دیگین و انبوبہ جات و راکھ ڈالنے کی جگہ و مزبلہ اور جہان اسکا پانی گرتا ہے و اسکا حوض اور اسکے پانی بہنے کے مجاری جو اسکے حقوق سے ہین۔ اور کاشتکارون کے گھرون کی زمین و عملہ اور عقارات مین جو درخت قائم ہین و درختان انگور و اغراس اور باغ و آراضی کی نہرین و سواقی و انکا شرب مع مجاری کے جو اسکے حقوق سے ہین و مداسات (جہان غلہ کوٹا اور روندا جاتا ہے ۱۲) منسوبہ بجانب آراضی و باغ مذکور جو اسکے حقوق سے ہین اور پانی کے جاری ہونے کی راہین جو اسکے حقوق سے ہین اور مع ہر قلیل و کثیر کے جو ان محدودات مین اور انکی جانب منسوب ہی جو اسکے حقوق سے ہی اسمین داخل ہی اور اس سے خارج ہی یہ سب بصدقہ صحیحہ نافذہ واجبہ تبہ تبلہ موبدہ محرمہ محتبسہ ای حسبۃً للہ عز و جل صدقہ کیا ان مین سے کسی چیز مین اس صدقہ کرنے والے کو رجوع نہین ہی اور نہ یہ سب چیزین فروخت کیجاوین اور نہ ہبہ کیجاوین اور نہ رہن کیجاوین اور نہ مملوک کیجاوین اور نہ کسی وجہ تلف سے تلف کیجاوین بلکہ اپنے حال پر و اپنی اصل پر قائم و جاری رہین اور اپنے مصارف و وجوہ مذکورہ تحریر ہذا کے طور پر انکا عملدرآمد ہوتا رہے اور نہ انکا کوئی وارث ہوسکے یہانتک کہ اللہ تعالی ہی جو وارث زمین و اسلیے روے زمین کا ہی انکا وارث ہو اور وہی بہترین وارثان ہی بدین شرط صدقہ کیا کہ یہ سب چیز جو صدقہ کی گئی ہی جس طرح کہ اس تحریر مین مفصل مذکور ہی اچھے اچھے طریقون سے کرایہ پر چلائی جاوے اور مقاطعہ پر اور مساقات و مزارعت پر دیجاوے جس سے آمدنی حاصل ہو خواہ ماہواری یا سالانہ لیکن ان مین سے کوئی چیز ایک سال سے زائد کیواسطے نہ دیجاوے اور کوئی عقد مزارعت اٹھارہ مہینے

سے زائد کا قرار ہویا جاوے نہ ایک عقد سے اور نہ کئی عقد سے اور بدون اس مدت کے گذرنے کے اسپر کوئی عقد جدید نہ کیا جاوے اسی طرح اسکا کام برابر جاری رہے اور کبھی کسی ذی شوکت وحشمت کو جسکی طرف سے اس صدقہ کے ابطال کا یا اسکے وجوہ مشروطہ تحریر ہذا سے متغیر کرنے کا خوف ہو اجارہ پر نہ دیا جاوے پس جو کچھ اللہ تعالی اسکی حاصلات روزی کرے اسمین سے پہلے اسکے انواع تعمیر و قابل مرمت کی مرمت و مستزاد آمدنی واداے مؤنات مین اور موافق راے قیم صدقہ ہذا کے جدید پودے ان عقارات مین لگاے جائین اور گرما مین مدرسہ مذکورہ تحریر ہذا کیواسطے بوریہ و چٹائیان اور سرما مین پیال و گھاس وغیرہ خریدنے مین جسقدر کی ضرورت ہو صرف کیا جاوے اور درختان عقارات داخلہ صدقہ ہذا مین سے جن درختون کے کاٹنے کی اس مدرسہ مذکورہ یا کسی اور محدود مذکورہ صدقہ ہذا کی تعمیر مین ضرورت ہو بنا بر راے قیم صدقہ ہذا کے کاٹے جا سکتے ہین اور جو درخت اسکے خشک ہو جاوین یا خراب ہونے پر ہون وہ فروخت کیے جاوین اور انکا ثمن بھی اسکی باقی آمدنی مین شامل ہو کر بموافق شروط مذکورہ صدقہ ہذا کے براے قیم اسکے مصارف مین صرف کیا جاوے پھر باقی آمدنی حاصلہ مین سے ہر شخص کو جو اس صدقہ کے کامون کا کارندہ ہو اسکو سالانہ ہزار درم مویدیہ عدلیہ اسمیہ نقد شہر سمرقند جو اس صدقہ کے واقع ہونے کے روز ہے دیے جاوین اور جو شخص فقیہ عالم اس مدرسہ مین حنفی مذہب ہو اور واسطے تعلیم مذہب حنفیہ کے بیٹھے اسکو سالانہ اسی نقد مذکور سے تین ہزار چھ سو درم کہ ماہواری تین سو درم ہوے دیے جاوین اور اس مدرسہ کے طالبعلمون کے لیے جو مذہب حنفی کی تعلیم چاہین اس نقد مذکور سے سالانہ اٹھارہ ہزار درم کہ ماہواری ایک ہزار پانچسو درم ہوے نکالے جائین جنکو مدرس مدرسہ مذکور اپنی راے سے ان طالبعلمون مین تقسیم کرے چاہے مساوی ہر ایک کو دے یا بعض کو زیادہ اور بعض کو کم دے یا بعض کو دے اور بعض کو محروم رکھے لیکن ان سب صورتون مین کسی طالبعلم کو ماہواری تیس درم مذکور سے زائد نہ دیوے اور جو شخص یہ وظیفہ ان طالبعلمون کو تقسیم کرنے پر مامور ہو اسکو سالانہ چھ سو درم مذکور کہ ماہواری پچاس درم ہوے دیے جاوین جو شخص اس مدرسہ مین تعلیم علم ادب کیواسطے بیٹھے اور وہ ادیب لائق پسندیدہ ہو کہ طالبعلمون کو ادب کی تعلیم کرے اسکو اس نقد مذکور سے سالانہ بارہ سو درم کہ ماہواری سو درم ہوے دیے جاوین اور اس مدرسہ کے مکتب مین جو شخص قرآن شریف کی تعلیم کیواسطے ہو اور وہ لوگونکو قرآن مجید کی تعلیم کرے اسکو سالانہ بارہ سو درم کہ ماہواری سو درم ہوے دیے جاوین و مقری عالم بقرآن و روایات جو لوگون کو اس مدرسہ مین تعلیم قرآن عزیز کرے اس نقد سے سالانہ ڈیڑھ ہزار درم دیے جاوین کہ ماہواری قسط ایک سو پچیس درم ہوے اور چار قاریون کو جو اس مشہد مذکورہ تحریر ہذا مین قرآن شریف پڑھین اس نقد سے سالانہ تین ہزار درم کہ ہر ایک کو سالانہ ساڑھے سات سو درم ہوے دیے جاوین اور اس مدرسہ اور مسجد و مشہد و طالب علمون کے حجرات و بیت الخلا مین چراغ و قندیلین روشن کرنے کیواسطے تیل خریدنے مین اس نقد مذکور سے سالانہ سات سو درم خرچ کیے جاوین اور اس مدرسہ کے برف پلانے کے سقایہ مین

برف خریدنے مین ہر گرمی مین چارسو درم صرف کیے جاوین اور اس مدرسہ مین ہر سال کے رمضان شریف کی شبہائے رمضان مین ضیافت کیواسطے روٹی و گوشت خریدنے مین اس نقد مذکور مین سے تین ہزار تین سو پچاس درم صرف کیے جاوین اور ہر سال کے ایام قربانی مین اضحیہ خریدنے کے واسطے اس نقد مذکور مین سے ہزار درم خرچ کیے جاوین جسمین سے پانچسو درم سے ایسی گائین جو قربانی کے لائق ہین جسقدر اتنے دامون سے ممکن ہو سکین خریدی جاوین اور اس صدقہ کنندہ مذکورہ تحریر ہذا کی طرف سے نیت کرکے قربانی کردی جاوین اور انکا سب گوشت وغیرہ فقیرون و محتاجون کو بانٹ دیا جاوے اور باقی پانچسو درم کے عوض جتنی بکریان لائق قربانی کے خریدی جاسکین خرید کر اس صدقہ کنندہ کے والدین کیطرف سے نیت کرکے قربانی کردیجاوین اور انکا گوشت و پوست وغیرہ مسکینون و محتاجون کو بانٹ دیا جاوے اور ہر عاشورا مین اس نقد مذکور سے پچاس نفر محتاجان و مسکینون کا کپڑا خرید دیا جاوے اور اس مدرسہ مین روز عاشورا کے شام کی ضیافت کے لیے روٹی و گوشت وغیرہ خریدا جاوے اور اس مین ہزار درم صرف کیے جایا کرین اور دو شخص ایسے مامور کیے جاوین جو مدرسہ مذکور و مسجد و مشہد مذکور کی خدمت کرین کہ دروازہ بند کیا کرین و کھولا کرین اور جھاڑو دیا کرین اور جہان مٹی بھرنے کی ضرورت ہو وہان پاٹ دین اور بوریہ و چٹائیان بچھاوین و لپیٹا کرین اور پیال و گھاس ڈالین اور جب اُٹھانے کی حاجت ہو تو اسکو اٹھا ڈالین اور بیت الخلا کو پاک کرین اور سحر گاہ و شام چراغ و قندیلین روشن کیا کرین جہان جہان جسوقت حاجت ہو اور ان دونون کو سالانہ اس نقد سے بارہ سو درہم ہر ایک کو چھ سو درم سال دیے جاوین اور اس مدرسہ کے مدرّس کی پسند سے ایک شخص اہل فقہ و صلاح و امانت مین سے ایسا مقرر کیا جاوے کہ اسکو اس مدرسہ کے مشہد کے امور کی اصلاح سپرد ہو کہ وہ اسکی نگہبانی کرے اور اس مدرسہ کے کتب خانہ کی حفاظت کرے اور اسکی دیکھ بھال و غور و پرداخت رکھا کرے اور جو اس مدرسہ و مشہد کی خدمت کیواسطے مامور و متعین ہو اس کو اس نقد سے سالانہ بارہ سو درم کہ ماہواری سو درم ہوے دیے جاوین اور اگر مدرّس مدرسہ کی راے مین آوے کہ اس کام کے واسطے دو آدمی مقرر ہون کہ ایک اسکے کتب خانہ کی غور و پرداخت کرے اور دوسرا باقی امور کی اصلاح کرے اور دونون اس مدرسہ مین رہا کرین تو اس کا اختیار اس مدرسہ کے مدرّس کو ہوگا اور وظیفہ مذکورہ بارہ سو درم باستصواب راے مدرّس موصوف ان دونون کو برابر یا کم و بیش دیا جاوے گا - اور اس نقد کی قیمت جو اس تحریر مین مذکور ہے بروز وقوع وقف ہذا ہر سینتالیس درم ایک مثقال سونا ابریز خالص ہے پھر اگر کسی زمانہ مین اس نقد مین کمی و بیشی کا تغیر ہو جاوے تو نقد جدید کو دیکھکر جسقدر نقد جدید بمعاوضہ ہر ایک مصرف کے نقد مذکور کے ان مصارف سے جو اس تحریر مین مذکور ہین پڑتا ہو اسقدر ان جدید درمون سے دیا جاوے پھر اگر ان مصارف مین اس وقف کی آمدنی خرچ کرنے کے بعد کچھ بچتا ہو تو جو شخص اس وقف کا قیم ہو وہ اپنی راے

سے اراضی و باغات وغیرہ آمدنی کی چیزین اس وقف مین خرید کرکے بڑھاوے اگر اسکی راے مین یہ امر قرین صواب ہو پھر اس زیادت خرید شدہ کی آمدنی کا مصرف اسی طریق سے ہوگا جو اصل صدقہ کی آمدنی کا مصرف ہے اور اگر کسی سال کی آمدنی مین ان وجوہ مصارف کے صرف سے کمی ہوئی تو بقدر کمی کے ہر ایک مصرف سے حصہ رسد کمی کردیجاوے اور باوجود اچھی تلاش و جستجو کے ان لوگون مین سے جو اس تحریر مین کور ہین بعضے نہ پائے گئے تو جو مال اسکے واسطے بیان کیا گیا ہو وہ باقی مصارف کی مقدار بیان کردہ پر حصہ رسد پھیلا دیا جائیگا اور اگر قیم وقف ہذا کی راے مین آیا کہ اس سے اور اور ایسے اسباب پیدا کرے جن کی آمدنی اس اصل صدقہ کی آمدنی کے موافق اسمین شامل ہوکر خرچ ہوا کرے تو وہ اس مقدار سے ایسا ہی کرے پس اس صدقہ کا کام برابر اس طرح جاری رہے اسمین کچھ تغیر نہ ہو یہانتک کہ اللہ تعالی ہی اسکا وارث ہو جو زمین و روے زمین کی چیزون کا وارث ہے اور وہی بہترین وارثان ہے اور اگر کسی وقت مین اس مدرسہ کی ضرورت نہ رہے اور اسکا اعادہ بحال اول ممکن نہو تو اسکا خرچہ سمرقند کے محتاج طالبعلمون کو جو معتقد مذہب امام ابوحنیفہ ہون تقسیم کیا جاوے اور اگر طالبعلمون مین ایسے نہ پائے گئے جنکے صرف مین یہ حاصلات آوے تو ایسی صورت مین ہمیشہ محتاج مسلمانون کو تقسیم کیا جاوے اور البتہ اس صدقہ کنندہ نے یہ سب مال اپنے قبضہ سے نکالکر ابوطاہر عبدالرحمن بن الحسن الغزالی کے قبضہ مین دیدیا اور اسکو اس صدقہ کے امور کا قیم بنایا اور اسکو نصیحت کی کہ اس معاملہ مین تقوے اللہ تعالی اپنا شعار کرے اور اداے امانت اپنا دثار کرے اور خیر خواہی اپنا حصار کرے اور اسکو مقرر کیا کہ اس صدقہ کے امور کو اسکے شرائط و طریقہ کے موافق انجام دے اور اسکے ذمہ شرط لگادی کہ ان امور مذکورہ مین کچھ تغیر و تبدیل نہ کرے اور اس قیم مذکور نے اس سب پر قبضہ صحیحہ خالی از موانع تسلیم و قبضہ کے قبضہ کر لیا۔ پھر اگر یہ قیم داصل بحق تعالی ہوا یا بجاے اسکے دوسرے قیم کے قائم کرنے کی ضرورت کسی وجہ سے پیش آئی تو اسکا اختیار اس مدرسہ کے فقیہ مدرس کو ہے کہ اہل علم کے مشورے سے جنکے قول پر سمرقند مین مدار فتوی ہے کسی مرد پرہیزگار صالح کو مقرر کردے اور اگر اس مدرسہ مین کوئی مدرس فقیہ نہ ہو تو قاضی سمرقند کے سپرد یہ کام ہے اور سلطان کو یا کسی قاضی کو یا حاکم ذی اختیار کسی کو حلال نہین ہے الی آخرہ اور گواہون کی گواہی تحریر ہے آخر تک ختم کرے نوع دیگر اپنی اولاد پوتے و پروتے وغیرہ پر وقف کرنے کی صورت تحریر۔ اگر کسی شخص نے چاہا کہ اپنی اولاد پر وقف کرے تو اسمین چند صورتین ہین ایک یہ کہ اسنے یون کہا کہ یہ میری زمین میری اولاد پر صدقہ موقوفہ ہے پس ایسی صورت مین اس وقف کے مستحق لوگ اسکی پہلی پشت ہوگی یعنی اسکی اولاد[عہ] صلبی اس وقف کی حاصلات کو پاوے گی اور دوسری پشت اسمین داخل نہوگی یعنے اولاد[عہ] پسر کو نہ ملیگی پس جبتک اسکی اولاد صلبی مین سے کوئی باقی رہیگا تب تک اسکی آمدنی اسی کو ملیگی اور جب کوئی نہ رہیگا تو اسکی آمدنی فقیرون کو تقسیم ہوگی اور دوسری پشت والون کو

[عہ] اسکی پشت سے جو اولاد ہو ۱۲ [عہ] پوتے پروتے وغیرہ ۱۲

اسمین سے کچھ نہ ملے گا اور اگر پہلی پشت والا کوئی نہ تھا اور دوسری پشت والے پائے گئے تو اسکی حاصلات دوسری پشت والون کو ملے گی اور اس سے نیچے کی پشتون کو کچھ نہ ملیگا اور دوسری پشت والون اور اس سے نیچون کے درمیان وہی حال ہوگا جو پشت اول و پشت دوم کے درمیان مذکور ہوا ہے اور اگر پشت اول و دوم مین کوئی نہ تھا اور تیسری اور چوتھی و پانچوین پشت پائی گئی تو تیسری کے ساتھ اسکے نیچے والی چوتھی پشت و پانچوین پشت وغیرہ اگرچہ کثیر ہون سب شریک ہون گے اور وجہ دوم آنکہ اسنے کہا کہ میری یہ زمین میری اولاد اور میری اولاد کی اولاد پر صدقہ موقوفہ ہے اور ایسی صورت مین پشت اول و دوم اسکے ساتھ شریک ہوگی اور پشت دوم سے پسر کی اولاد مراد ہے اور ان دونون کے ساتھ تیسری پشت شریک نہوگی اور وجہ سوم آنکہ اسنے کہا کہ میری یہ زمین میری اولاد اور میری اولاد کی اولاد اور میری اولاد کی اولاد کی اولاد پر صدقہ موقوفہ ہے اور ایسی صورت مین قیاس یہ ہے کہ اس وقف مین بھی تین پشتین شریک ہون خاصۃً اور استحساناً سب پشتین داخل ہوجائینگی اگرچہ^{عہ} کتنی ہی نیچی ہون۔ اور وجہ چہارم آنکہ اس نے کہا کہ میری یہ زمین میری اولاد پر صدقہ موقوفہ ہے حالانکہ اسکی پشت سے کوئی ولد موجود نہین ہے اور اسکے پسر کی اولاد ہے تو ایسی صورت مین اسکی حاصلات اسکے پسر کی اولاد مین صرف کی جائیگی پھر اگر اسکی پشت سے کوئی اولاد پیدا ہوگئی تو آیندہ سے اسکی حاصلات اسکی خاص اولاد کو ملے گی اور وجہ پنجم آنکہ اسنے کہا کہ میری یہ زمین میری اولاد و میری اولاد کی اولاد اور اُن اولاد کی اولاد پر نسلاً بعد نسل ہمیشہ کیواسطے جبتک انکی اولاد باقی رہے صدقہ موقوفہ ہے اور ایسی صورت مین اس وقف مین ہر اسکی اولاد داخل ہوگی جو بروز وقف موجود تھی اور ہر اولاد جو بعد وقف کے حاصلات پیدا ہونے کے^{پیدا ہوئی ۱۲} موجود ہوئی ہین۔ اور جو شخص انہین سے حاصلات پیدا ہونے کے پہلے مرگیا اسکا حصہ ساقط ہوجائیگا اور جو بعد اسکے مرا ہے اسکا حصہ اسکے وارثون کیواسطے میراث ہوگا اور بطن اعلیٰ اور بطن اسفل اسمین یکسان ہونگے لیکن اگر اسنے کہا کہ بدین شرط کہ پہلے بطن اعلیٰ سے شروع کیا جائے پھر اسکے بعد جو بطن اس سے ملا ہوا نیچے ہے پس اگر ایسا کہا تو جب تک بطن اعلیٰ مین سے کوئی موجود رہیگا تب تک نیچے والے بطن کو حاصلات مین سے کچھ نہ ملے گا اور اس جنس کے مسائل بہت ہین جنکو مین نے کتاب الوقف مین تحریر کردیا ہے۔ پھر جبکہ یہ ارادہ کیا کہ اپنی اولاد و اولاد اولاد پر نسلاً بعد نسل وقف کرے تو وقف نامہ مین اس طرح نہ لکھے کہ اسنے اپنی اولاد و اولاد اولاد پر نسلاً بعد نسل ہمیشہ کیواسطے وقف کیا ہے بعد ازآنکہ یہ مرجاوے اسواسطے کہ ایسی صورت مین اسکی اولاد صلبی کیواسطے وقف جائز نہوگا کیونکہ یہ بمنزلہ اسکے ہوگیا کہ اسنے وارث کیواسطے وصیت کی حالانکہ وارث کے واسطے جو وصیت ہو وہ بدون اجازت باقی وارثون کے جائز نہین ہوتی ہے لیکن اولاد کی اولاد کیواسطے یہ وقف جائز ہوگا اسواسطے کہ پسر کا پسر بحالت زندگی پسر کے یعنی اپنے باپ کے وارث نہین ہوتا ہے بلکہ یون لکھنا چاہیے کہ اسنے اپنی اولاد و اولاد کی اولاد کیواسطے وقف کیا یعنی بدون اسکے کہ اضافت وقف بزمانہ مابعد موت ہو اور بدون اس کے کہ

عہ یعنی کتنی ہی نیچے کی پشت ہون ۱۲

اسکے واسطے وصیت ہو پس ایسی تحریر سے یہ وقف بنا بر قول ایسے امام کے جو اولاد صلبی کے واسطے وقف کو جائز فرماتا ہی بدون اضافت بزمانہ بعد موت کے و بدون وصیت کے جائز ہوگا اور یہ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کا قول ہی اسواسطے کہ صاحبینؒ کے قول پر اسکا پسر صلبی وقف کنندہ کی زندگی مین مستحق حاصلات ہی حالانکہ زندگی کی حالت مین استحقاق بطریق وصیت نہین ہوسکتا ہی پس اسپر وقف صحیح ہوگا اور بسبب وقف کنندہ کی موت کے باطل نہوگا اور رہا بنا بر قول امام اعظمؒ کے وقف بدون اضافت بزمانہ بعد موت کے جائز نہین ہی یا بعد موت کے اسکے حق مین وصیت ہوا اور بنا برین یہ وقف وارث کے حق مین وصیت ہوگیا پس امام کے نزدیک ولد صلبی پر یہ وقف بالکل صحیح نہ ہوگا لہذا ضرور ہی کہ اسکے آخر مین حکم حاکم لاحق کرے پھر جو ہم نے ذکر کیا کہ اُسنے اپنی اولاد صلبی و اولاد اولاد پر اپنی زندگی مین وقف کیا تو اولاد اولاد کو پوری حاصلات نہ دیجائیگی جبتک کہ اولاد صلبی موجود ہی اسواسطے کہ وقف کنندہ نے اولاد اولاد کیواسطے پوری حاصلات نہین کی ہی جبتک کہ اولاد صلبی موجود ہی بلکہ سالانہ حاصلات تعداد اولاد صلبی اور تعداد اولاد اولاد پر تقسیم کیجائیگی پس جو کچھ اولاد اولاد کے حصہ مین آئیگا وہ انکے واسطے بوجہ وقف کے ہوگا اور جو اولاد صلبی کے حصہ مین آئیگا جو انکے واسطے بطریق میراث ہوگا حتے کہ انکے ساتھ وارثان دیگر مثل شوہر یا جورو وغیرہ کے شریک ہونگے اسواسطے کہ میراث کے ساتھ خصوصیت کسی وارث کی نہین ہوتی ہی پھر اگر اولاد صلبی سب مر گئی تو تمام حاصلات اولاد اولاد کیواسطے بوجہ وقف کے ہوجائیگی ایسا ہی ہلالؒ نے اس مسئلہ کو ذکر کیا ہی اور مشائخؒ نے فرمایا کہ یہ جواب ایسے امام کے قول پر مستقیم ہی جو کسی وقت مین وقف سے خالی ہونا جائز رکھتا ہی حتی کہ فرمایا کہ اگر اسنے اپنی ذات پر اور بعد اسکے فقرا پر وقف کیا تو وقف جائز ہی۔ اور بنا بر قول ایسے عالم کے جو وقف سے خالی ہونا کسی وقت جائز نہین فرماتا ہی یہ وقف جائز نہ ہوگا حتی کہ اسنے اس مسئلہ مین فرمایا کہ فقیرون پر وقف جائز نہوگا اور چاہیے کہ پوری حاصلات بعد موت اولاد صلبی کے اولاد اولاد پر وقف ہو جاوے اسواسطے کہ اولاد صلبی کو جو اسکی حیات مین پہونچتا ہی وہ وقف نہین ہی اور وقف تبھی ہوگا کہ جب وہ مر جاوے کہ اُسکے مرنے پر اولاد اولاد کیواسطے وقف ہوجائیگا پس ایک زمانہ ایسا رہا کہ جس مین وہ وقف ہونے سے خالی رہا اور اگر اسنے اپنی اولاد پر حالت زندگی و بعد وفات کے وقف کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک اولاد پر وقف صحیح نہین ہی اور یہ ظاہر ہی کیونکہ امام اعظمؒ کے نزدیک حالت زندگی مین وقف کرنا لغو ہی اسواسطے کہ امام کے نزدیک حالت زندگی مین وقف صحیح ہوتا ہی نہین ہی پس حالت زندگی مین وقف کرنا خارج ہوگیا اور باقی رہا بعد وفات کے وقف کیا سو یہ وارث کیواسطے وصیت ہوگئی اور یہ ناجائز اور بنا بر قول صاحبینؒ مشائخؒ نے اختلاف کیا ہی بعض نے کہا کہ وقف نہین جائز ہی اسواسطے کہ وقف بعد موت کے وصیت ہی اور بعض نے کہا کہ جائز ہی اسواسطے کہ صاحبینؒ کے موافق بعد وفات کے وقف کہنا لغو ہی اسواسطے کہ اسکا وہی فائدہ ہے جو مطلق وقف سے ثابت ہی اور اسکا بیان یہ ہی کہ صاحبین کے نزدیک حالت زندگی مین وقف مذکور لطریقہ

صحیح لازم واقع ہوا کہ واقف کی موت سے وہ باطل نہوگا جیسا کہ اس سے پہلے بیان ہوچکا ہی پس اسکا یہ کہنا کہ بعد وفات کے وقف کیا محض اس امر کی تاکید ہی جو مطلق وقف سے ثابت ہوا ہی پس موجب بطلان وقف نہوگا واللہ تعالی اعلم۔ نوع دیگر اگر اپنا نصف دار یا نصف زمین بطور شائع غیر مقسوم وقف کی تو بنا بر قول امام ابو یوسفؒ کے جائز ہی اور بنا بر قول امام محمدؒ کے جائز نہین ہی پس اسکے آخر مین حکم حاکم لاحق کرنا ضرور ہی۔ اور اگر زمین وقف کی اور تا حین حیات اپنی اسکی تمام حاصلات اپنے واسطے شرط کی یا بعض حاصلات اپنے واسطے شرط کی اور بعد کو واسطے فقیرون کے وقف کیا تو امام محمدؒ کے نزدیک وقف باطل ہے اور امام ابو یوسفؒ کے موافق وقف صحیح ہی اس اختلاف کو ایسے طور سے اکثر مقامات مین بیان کیا ہے اور فقیہ ابو جعفر نے ذکر کیا کہ اگر اس نے شرط کی کہ حاصلات خود کھائے گا تو امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہی پس تحریر مین اس طرح لکھے کہ اس واقف نے شرط کی کہ جبتک زندہ ہی تب تک حاصلات خود کھائیگا اور اسکے آخر مین حکم حاکم لاحق کرے اور اگر چاہا کہ جبتک زندہ ہی خود ہی اسکا متولی رہے تو لکھے کہ اس واقف کو اختیار ہی کہ جبتک زندہ رہے خود ہی اسکا متولی ہو۔ اور اسکی حاصلات کو کارہائے خیر و ثواب مین موافق اپنی پسند کے صرف کرے تو یہ اختیار اسی کو ہی دوسرے کسی کے واسطے نہوگا جس طرح چاہے اور ہرگاہ چاہے زندگی بھر ایسا کرے حالانکہ یہ محدود بحال خود صدقہ موقوفہ ہوگا پھر جب وہ مرجاوے تو یہ صدقہ بشرائط مذکورہ جاری رہیگا اور اسکے آخر مین حکم حاکم لاحق کرے اور اگر اُسنے چاہا کہ اس صدقہ کو یا اسمین سے تھوڑے کو بحالت مصلحت فروخت کرسکے کہ اسکی قیمت سے دوسری چیز کہ زیادہ نافع ہی وقف کے واسطے خرید دے تو لکھے کہ اور اس واقف کو اختیار ہی کہ اس وقف مذکور کو فروخت کردے یا اسمین سے جسقدر چاہے فروخت کردے بشرطیکہ اسکی بیع کو بہتر جانے اور اسکا ثمن دوسری چیز کی خرید مین صرف کرے جو وقف کیواسطے زیادہ نافع ہووے پس اسکو خرید کر اسکے بجائے قائم کرے اور اسکے آخر مین حکم حاکم لاحق کرے اور اگر اسکی راے مین آوے کہ اسکو اسمین تغیر و تبدل کرنے کا اختیار حاصل رہے تو لکھے کہ واقف کو اختیار ہی کہ اس وقف کے مصارف مین سے جسکے حق مین چاہے کمی کردے اور جسکو چاہے اسمین بڑھاوے اور جسکو چاہے اسمین سے خارج کردے اور اسکی جگہ جسکو چاہے داخل کرے اور اختیار ہی کہ جسکو نکالا ہی اسی کو پھر اعادہ کردے اسمین اپنی راے سے عمل کرے اور جو شخص اس وقف کا قیم ہوگا اُسکو یہ اختیارات نہونگے کہ ان مین اپنی راے سے عمل کرے سواے اس وقف کنندہ کے کہ اسکو تا حین حیات اپنے یہ اختیارات ہین اور اگر وقف کنندہ کو حادثہ موت پیش آیا حالانکہ اُسنے اسمین سے کسی کے حق مین کوئی کمی یا زیادتی نہین کی ہی اور نہ کسی کو داخل و نہ کسی کو خارج کیا ہے اور نہ اس مین کسی امر مین کچھ تغیر و تبدل کیا ہی تو ایسی صورت مین یہ وقف ایسی حالت پر وقف رہے گا جسپر اُسنے وقف کرنے کے وقت اسکو وقف کیا ہی اور کسی کو پھر یہ اختیار نہوگا کہ اسمین کچھ تغیر و تبدل کرے اور اگر وقف کنندہ نے اسمین کچھ تغیر و تبدل کردیا پھر اسکو حادثہ موت پیش آیا

توجس حالت پر چھوڑ کر مرا ہے اسی پر حال پر یہ وقف ہوگا۔ اور صحت وقف کے واسطے حکم حاکم تحریر کرنے کی صورت یہ ہے کہ وقف نامہ کی پشت پر تحریر کرے بسم اللہ الرحمن الرحیم قاضی فلان جو متولی کار قضاء و احکام و اوقاف شہر فلان و اسکے نواح کا ہے اور اس ضلع کے لوگون میں اسکا حکم قضا نافذ و جاری و قطعی ہے ادام اللہ تعالی توفیقہ کہتا ہے کہ میں نے اس وقف کی صحت کا جو اس کاغذ کے رو کی طرف تحریر ہے اور اس وقف کے جائز و لازم و نافذ ہونے کا حکم دیدیا کہ یہ صدقہ تمام اس چیز کے حق میں جسکا موضع و حدود بیان کیے گئے ہیں از دو کانہائے و رباط و سرایہائے و حمام وغیرہ مع تمام اس چیز کے جو اس میں سے شامل ہے از عمارت زیرین و بالائی از حجرات[1] و منازل و غرف و مرابط و صحن وغیرہ کے اپنے وجوہ و شرائط مذکورہ مفصلہ مشرحہ کے موافق صحیح و جائز و لازم و نافذ ہے بنا بر اختیار قول ایسے امام کے علمائے سلف اور ائمہ دین میں سے جو ایسے صدقہ کو جسکے وجوہ و شرائط مفصل تحریر ہوئے ہیں جائز فرماتا ہے اور یہ میرا حکم دینا بعد خصومت صحیحہ معتبرہ کے واقع ہوا کہ اس وقف کنندہ کے اور ایسے شخص کے درمیان جسکو شرعاً خصومت کا استحقاق ہے میرے رو برو دونوں میں اسکی صحت جواز میں خصومت معتبرہ واقع ہوئی اور اسنے اسکی صحت و لزوم سے انکار کرکے بجانب فساد میل کیا پس میں نے حکم دیدیا اور اسکو مبرم کر دیا اور نافذ کر دیا اور اسکے واسطے حکم مذکور جائز کیا اور اس وقف پر اسکے رو برو اسکے خصم کے رو برو اسکا احکام بعد ازانکہ میں نے مواقع اختلاف کو جان لیا ہے پھر میرا اجتہاد اسی امر پر واقع ہوا۔ اور میں نے اس وقف کنندہ کو حکم دیا کہ ان سب محدودات سے اپنا ہاتھ کوتاہ کرے اور اس متولی مذکور کے سپرد کرے اور ایسا کوئی تعرض نہ کرے جو جواز وقف و صحت صدقہ ہذا کے مقتضا کے خلاف ہو اور یہ سب میری مجلس قضا واقع شہر فلان میں واقع ہوا اور میں نے اس وقف نامہ کی پشت پر اس سجل کی تحریر کا حکم دیا کہ اس معاملہ میں صحت رہے اور اسپر اپنے حاضرین مجلس کے ثقات لوگوں کو گواہ کر دیا اور یہ بتاریخ فلان واقع ہوا واللہ تعالی اعلم کذا فی المحیط

فصل بست و ہفتم در رسوم حکام بسبیل اختصار پس اللہ تعالی کی توفیق پر بیان کرتے ہیں کہ رسوم حکام میں سے اول جو بات شروع کیجاوے وہ تحریر منشور ہے چنانچہ اسمعیل بن عباد سے اگر کوئی شخص کسی کام کو طلب کرتا تھا تو اسکے سامنے کاغذ سپید ڈالدیتے تھے اور کہتے تھے کہ اسپر عہد عمل تحریر کرے پس اگر وہ تحریر پر قادر ہوا تو اسکو مقرر کیا ورنہ اپنی مجلس سے دور کر دیا۔ شیخ حاکم سمرقندی نے فرمایا کہ تحریر منشور اس طرح لکھی جاوے کہ یہ تحریر اس عہد کی ہے جو فلان نے فلان سے عہد لیا در حینیکہ اس کے علم و دیانت و نزاہت و صیانت سے آگاہ ہوا اور اسکو چند روز امتحان کیا اور معرفت احکام میں آزمایا پس اسکو بہیر و راہ اختیار و ابرار پایا اس سے کوئی زلت ثابت نہوئی اور خلل معلوم نہوا پس اسپر اعتماد کرکے اسکو حاکم شہر فلان مقرر کیا اور اسکو حکم کیا کہ ظاہر و باطن اللہ تعالی سے ڈرے اور خفیہ و اعلان خوف خدائے تعالی کرے کہ یہ سب سے بہتر توشہ ہے

[1] حجرات جمع حجرہ و منازل جمع منزل و غرف جمع غرفہ و مرابط جمع مربط ۱۲

جواسنے قبر مین اپنے آگے روانہ کیا ہو اور ذخیرہ عقبی جمع کیا ہو اور اللہ تعالی وتبارک فرماتا ہو کہ ان اللہ
مع الذین اتقوا یعنی اللہ تعالی پرہیزگاروں ونیکوکاروں کے ساتھ ہو اور اسکو حکم کیا کہ تلاوت قرآن شریف
پر مواظبت رکھے کہ اسکی حجتہاے ظاہرہ ودلیلہاے باہرہ مین تدبر وتامل کرے اسواسطے کہ قرآن مجید
ستون حق ہو وراہ وسیع صدق ہو ومژدہ رسان ثواب وترسانندہ از عذاب ہو اچھی باتون کا کھولنے والا
اور اندھیری وتاریکی کا روشن کرنے والا ہو اور اللہ تعالی فرماتا ہو کہ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل
من حکیم حمید یعنی قرآن شریف محکم وپاکیزہ ہو کہ اسکے داہنے بائین کسی جانب سے دروغ کی راہ نہین ہو
دانائے مطلق وستودہ برحق کامل نے نازل فرمایا ہو۔ اور اسکو حکم دیا کہ آثار وسنن رسول اللہ تعالی صلی اللہ
علیہ وسلم اپنی دراست مین لاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث واخبار کا تعاہد کرے اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم وصایا کا سامان اپنے واسطے جمع کرے اور آنحضرت پاک صلی اللہ
علیہ وسلم کے اخلاق شریفہ وسجایاے مرضیہ سے اپنے آپ کو حتی الامکان آراستہ کرے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی ذات شریف نے لوگون کو ہدایت کی راہ بتائی کہ کبھی انسانی خواہش کے موافق ان اشرف البشر
صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات صادر نہین ہوتی تھی سو جو شخص ان کی فرمانبرداری کریگا وہ بہت غنیمت
لےگیا اور جو انکی ممانعت کی باتون سے باز رہا اسنے صحیح وسالم نجات پائی اور البتہ اللہ تعالی نے ان کی
فرمانبرداری کو قرآن مجید مین اپنی فرمانبرداری کے ساتھ ملایا ہو اور انکے فرمان ذی شان کی تعمیل کو مثل
اپنے حکم عالی کے قرار دیا ہو۔ اور اسکو حکم کیا کہ اہل علم ودین کے ساتھ مجالست رکھے و اہل فقہ والیقین کے ساتھ
مدارست ومشاورت کرے ان امور مین جنکو وہ لازم وجاری کرنا چاہتا ہو اسواسطے کہ سہو وغلط سے بالکل
پاک رہنا وزلل وسقط سے تمام وکمال مامون ہونا مقتضاے بشر نہین ہو اور مشورے سے عقل کی بات
سوجھی پیدا ہوتی ہو اور چند آراے سلیمہ سے دریافت کرنے مین راہ صواب دریافت ہوتی ہو اور آدمی کو
اپنی راے مین مدد لینا پختگی کی بات ہو اور اپنے بھائی مسلمان کی عقل سے روشنی لینا ہوشیاری کی
تدبیر ہو حالانکہ اللہ تعالی نے اپنے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جنکی شان حصول صواب تھی پھر بھی یہ
حکم دیا چنانچہ فرمایا کہ وشاورہم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین اور اسکو
حکم کیا کہ دروازہ کھلا رکھے اور درمیان مین حاجب نہ رکھے اور خصوم کے واسطے باہر ظاہر رہے اور
علی العموم انسے قریب متصل رہے اور مدعی ومدعا علیہ دونون پر یکسان نظر رکھے اور فیصلہ کے وقت انہین
انصاف کرے اور کسی خصم کو اسکے خصم پر نظر توجہ وکلام التفات سے فضیلت نہ دے اور کسی قول وفعل
سے ایک کو دوسرے پر تقویت نہ دے کہ اللہ تعالی عزوجل نے حکم کو ترازوے عدل وانصاف قرار دیا اور
باب انقباض وانبساط اور اس مین دنی وشریف کو برابر کیا اور ضعیف کے لیے قوی سے مواخذہ کیا

سے قال وفی بعض النسخ بالسورۃ اسے تیزی سے نظر کرے وعندی انہ غلط الکاتب ۱۲ منہ

چنانچہ فرمایا کہ یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض الآیہ۔ اور اُسکو حکم کیا کہ جب مدعی و مدعا علیہ اسکے روبرو مرافعہ کرین تو اس قضیہ کا حکم پہلی کتاب اللہ تعالیٰ کی نص سے تلاش کرے پس اگر نہ پاوے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت صحیحہ سے تلاش کرے پس اگر نہ پاوے تو اجماع مسلمین رضی اللہ عنہم سے تلاش کرے پس اگر نہ پاوے تو اپنی کوشش بلیغ حکم صواب حاصل کرنے مین صرف کرکے اپنی رائے سے حکم دے کیونکہ جس نے کتاب عزیز کے موافق حکم دیا اسنے ہدایت پائی اور جسنے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی اسنے نجات پائی اور جسنے بالاجماع کو لیا وہ خطا سے بچا اور جسنے خود اجتہاد کیا وہ معذور ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا الآیۃ اور اسکو حکم دیا کہ حدود کے معاملات مین تثبت کے ساتھ کام کرے اور گواہوں کی تعدیل سے استظہار حال اور عجلت سے اپنے آپ کو بچاوے جو موقع صحیح سے حکم کا مزاحم ہوتا ہے اور ریش سے دور ہے جو باوجود ظہور کے روکتا ہے حتے کہ اشتباہ کے وقت بتوقف کام کرے اور ظہور کے وقت حکم نافذ کردے ولیکن بدین یقین کہ اسنے حکم اللہ تعالیٰ پورا کیا ہے اور یہی ہے اپنا منظور نہین ہے اور ہرگز ایسا نہ کرے کہ تعجیل کرکے کسی بری کو ماخوذ کرے جس سے خفت اٹھاوے اور ایسا نہ کرے کہ کسی مجرم کو ترس کھا کر چھوڑ دے چنانچہ اللہ تعالیٰ کتاب عزیز مین فرماتا ہے کہ ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ہم الظالمون۔ اور اسکو حکم کیا کہ جو شخص اسکے سامنے گواہی دے اسکے حال کی تفتیش کرے پس ایسے شخص کی گواہی قبول کرے جو لوگون مین پرہیزگار معروف و خوش سیرت شرعی مشہور ہو عفیف و لطیف شرعی معروف ہو طامع نہو۔ اور اسکو حکم کیا کہ یتیمون کے اموال مین بہت احتیاط رکھے کہ انکی حفاظت و نگہداشت کے واسطے ثقات لوگون کو جو عفیف و صاحب حفاظت و اہتمام ہون انکو مقرر کرے۔ اور اسکو حکم کیا کہ اوقاف کے انتظام کیواسطے ایسے لوگون کو متولی کرے جو اس کے مصالح و انضباط کو بحسن تدبیر انجام دے سکین اور اسکے کام مین کفایت کرین اور اس وقف کے فروع و اصول کے حق مین امانت دار سمجھے جاوین اور پسند کرین کہ اسکی حاصلات بطور حلال آوے اور اسکے مصارف مین خرچ کیجاوے اور وقف کرنیوالون نے جس طرح مزارعات و اجارات مین شرط کی ہے اسی کی پابندی کرین اور انھین کے حکم استقلال و عمارات کے موافق کاربند ہونا پسند کرین اور باینہمہ انکو بالکل مطلق العنان نہ چھوڑے بلکہ خود انکے چال چلن اس معاملہ مین دیکھ بھال کرتا ہے اور اسکو حکم کیا کہ یتیم اور بیوہ و بے خاوند عورتون کو انکے ہم کفو مردون کے ساتھ نکاح کردے بشرطیکہ انکے اولیاء موجود نہون اور اسکو حکم کیا کہ کسی کاتب کو پسند کرے جو محاضر و سجلات سے واقف ہو اور دعوی و قضاء کے علم سے ماہر ہو حفاظت شروط و عہود امور مذکورہ کو اچھی طرح کر سکے اور عقود کی تحریرات سے آگاہ ہو اور اسکو حکم کیا کہ اپنے مخصوص اعمال دیوان قضاء کو کسی عادل متدین کے سپرد کرے مع اسکے جو اسمین وثیقہ جات و محاضر و سجلات و وکالت و اسماے محبوسین ہین اور خزانون مین سے اپنے تفرس سے جسمین صلاحیت و پرہیزگاری دیکھے اسکو اسپر موکل کرے پھر کاتب لکھے کہ یہ عہد فلان تیری

جانب نافع اور تجھپر ہی کہ تجھے راہ راست بتاتا ہی اور سیدھی راہ چلاتا ہی کہ اس نے اعداد و انذار و تقریب و تحذیر
سب کردی ہی پس اسکو اپنا پیشوا کرے کہ امور قضا مین تیرا مقتدا ہو۔ اور اپنی اقتدا کے واسطے آئینہ بنالے
اور اللہ تعالی واحد پر اپنا توکل مقدم رکھ اور اُسی کی توفیق پر بھروسا کر کہ اس سے ہمیشہ اپنی توفیق کے
واسطے دعا کر اور نعمت طلب کر کہ وہ تجھکو زیادہ عطا فرمائے گا انشاء اللہ تعالی پھر جو امر اس سے متصل ہے
وہ یہ ہی کہ جو شخص قاضی مقرر ہوا ہی وہ پہلے قاضی کا دیوان اپنے قبضہ مین لے اور اجارات و رقاع کو
مرتب کرے اور یہ بات محاضر و سجلات کے حق مین اچھی طرح قبضہ کرنے و رکھنے کے واسطے ہی اور خصاف
کے ادب القاضی مین ہی کہ پھر جو اس سے متصل ہی یہ ہی کہ قاضی کو پیشانی اور آخر تحریرات حجت کا لکھنا
موافق اسکے رسم کے معلوم ہوا اور اسکے چھ انواع ہین ایک وہ کہ جو توقیعات سجل پر کتب تزویج و اختیار و ام
و تحریرات توسط و تقلیدات و ذکر حجر و اطلاق و فصل و تفلیس و احضار پر ہوتے ہین اور یہ قاضیون مین سے
اپنی اپنی پسند ہی پھر ایک اپنی پسند کے لائق توقیع اختیار کرلیتا ہی نحو اعتصم بما یعتصم و نقتی باللہ تقی آمن
منہم من آمن باللہ الحق مفروض والباطل مرفوض الحمد ثمر الجنۃ والشکر قید النعمۃ التثبت طریق الاصابۃ الطمع
قرین الندامۃ ہلا انفاس خطے العباد الغضب فصد العقل۔ قاضی نے ایک عورت کے واسطے اسکے
مرد پر نفقہ مقرر کیا کیونکہ قاضی کو اختیار ہی کہ مرد پر اسکی جورو کیواسطے نفقہ مقرر کرے پس قاضی اسکو حاضر
کریگا اور اسکو حکم دیگا کہ اسکا نفقہ دیا کرے اور اسکی اولاد کا نفقہ دیا کرے اور اگر قاضی کو معلوم ہوا کہ یہ مرد اسکو
ماریگا اور اسکو نفقہ نہ دیگا تو اسکے واسطے اسکی ماہواری خرچہ کے موافق جسقدر اپنی عورتون کا کھانے سے
خرچہ ہوتا ہی اندازکرکے اسکی قیمت کے درم لگاکر یہ درم اس مرد پر ماہواری مقرر کردیگا۔ پھر اگر اسکی تحریر
چاہے تو لکھے کہ قاضی فلان بن فلان کہتا ہی کہ مین نے فلانہ عورت کے واسطے اسکے شوہر فلان پر اسکے ردرو
اسقدر درم مقرر کردیے اور اسکو حکم دیا کہ یہ درم برابر ماہ بماہ اسکو دیا کرے جسوقت اسکا ادا کرنا واجب ہو
اسوقت دیدے اور یہ مین نے اس عورت کیواسطے اس مرد پر مقرر کردیا اور اس عورت کو اجازت دیدی
کہ اگر یہ شخص دینے مین تاخیر کرے تو اسکے اوپر قرض لے لے اور وہ اس عورت کا اس مرد پر قرضہ ہوگا
کہ اس سے واپس لیوے اور مین نے اس عورت کے لیے حجت ہونے کیواسطے یہ تحریر لکھنے کا حکم کیا
اور اگر شوہر غائب ہوا اور عورت نے آکر نفقہ کی نالش کی اور بیان کیا کہ اسکا شوہر اسکے پاس سے غائب
ہوگیا ہی اور کچھ نفقہ نہین رکھ گیا ہی اور قاضی سے درخواست کی کہ اسکے واسطے نفقہ مقرر کردے اور گواہ
قائم کیے کہ وہ فلانہ بنت فلان بن فلان ہی اور اسکا شوہر فلان بن فلان غائب ہی تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ
مین غائب پر حکم نہ دونگا اور امام ابویوسف نے فرمایا کہ مین غائب پر نکاح کا حکم نہ دونگا ولیکن اس عورت
کیواسطے نفقہ فرض کردونگا پھر اگر شوہر نے نکاح کا اقرار کیا تو عورت مذکورہ اس سے اپنے نفقہ کا مواخذہ

ع کسی کو حکم کے واسطے مقرر کرنا ۱۲ عہ حجر توڑنا ۱۲ عہ مفلس کا حکم ۱۲

کر لیگی اسی طرح اگر اس نے انکار کیا مگر عورت نے اسپر نکاح کے گواہ قائم کر کے ثابت کیا تو بھی نفقہ کا مواخذہ کر لیگی پھر فرمایا کہ بنا بر قول امام ابو یوسف رحمہ کے اگر اسکے واسطے نفقہ فرض کرو یا تو عورت مذکورہ کو اختیار ہوگا کہ قرضہ لے لے اور اگر خود قاضی نے اسکو قرضہ لینے کی اجازت دی تو یہ بنا بر اصل ثانی کے احوط ہے۔ اور فرمایا اگر اسکی تحریر لکھنی چاہئے تو لکھے کہ قاضی فلان بن فلان کہتا ہے کہ بعد تقدیر نفقہ کے جس طرح ہم نے اوپر لکھا ہے یون تحریر کرے کہ مین نے یہ تقدیر کو راس غائب مذکور پر اسکی جورو فلانہ کے واسطے مفروض کیا اور اس عورت کو اختیار دیدیا کہ اسکے مال سے اسقدر تناول کرے یا اس غائب پر اسقدر قرضہ لے بشرطیکہ اسکے مال سے اپنی جنس حق سے نہ پاوے اور اُسکے واپس آنے پر اس سے واپس لیگی اور یہ حکم مین نے بنا بر قول ایسے امام کے جاری کیا ہے جو اسکو جائز فرماتا ہے اور مین نے اس عورت کو اس معاملہ مین اللہ تعالے سے ڈرنے و پرہیزگاری کا اور اداے امانت کا حکم کیا پس مین نے اس عورت کو بشروط وفاے عہد مذکور مختار کیا اور مین نے اس عورت کیواسطے حجت ہونے کیلئے اس تحریر کے لکھنے کا حکم دیا اور یہ فلان تاریخ واقع ہوا۔ اور اسی طرح اور نفقات فرض کرنے مین بھی یہی صورت ہے۔ اور اگر وقف کیواسطے قیم مقرر کرنے کی تحریر لکھے تو لکھے کہ قاضی فلان بن فلان کہتا ہے کہ میرے پاس وقف منسوب بفلان کا مرافعہ کیا گیا کہ اُسکا کام خراب و پریشان و تباہ ہو رہا ہے اور اسکی آمدنی اسکے مصارف مشروطہ سے کم پڑتی ہے کیونکہ اسکا کوئی قیم نہین ہے جو اسکی آمدنی کی فکر و درستی کرے یا اُسکا فلان قیم نالائق ہے یا بدخصلت ہے کہ اُسنے اپنی بے تدبیری سے خراب کر رکھا ہے اور اسوقت ایسے قیم کی حاجت پیش آئی جو اسکے کام کی درستی و اصلاح و حفاظت و ضبط و توفیر مین کوشش کرے اور صدقہ کنندہ کے شروط کو جاری رکھے اور ایک جماعت ثقات نے مجھے خبر دی کہ بات یہی ہے جو مجھسے مرافعہ مین بیان کی گئی ہے۔ پس اس امر پر راے جمی کہ فلان شخص اسکا قیم مقرر کیا جاوے کہ اسکی صلاحیت و سداد کے اوصاف بیان کیے گئے پس مین نے اسکو اس وقف کا قیم مقرر کیا بدین شرط کہ اسکی حفاظت و تعہد کرے اور اس کی آمدنی مین بڑھادے اور آمدنی کی صورتین نکالے اور اسکی آمدنی کو اسکے وجوہ و مصارف مین صرف کرے اور جو زمین اسمین سے مردہ ہو گئی ہو تو اسکو زندہ کرے اور جو عمارت مندرس ہو گئی اسکو تعمیر کرے اور اسکی آمدنی مین جسمین کچھ باقی ہو اس سے وصول کرے اور جو قیم اسمین پہلے ہون مین نے اسکو برطرف کر دیا اور اس قیم مامور کو تقوی اللہ عزوجل کا حکم دیا و وصیت کی الی آخرہ۔ وصی و قیم پر مشرف مقرر کرنے کی تحریر کی یہ صورت ہے قاضی فلان بن فلان کہتا ہے کہ میرے سامنے فلان بن فلان قیم وقف فلان یا وصی ترکہ فلان پیش کیا گیا اور مرافعہ کیا گیا کہ یہ ترکہ کسی مشرف کا محتاج ہے کہ جو اس وصی یا قیم کی نگہداشت اور اسکا تفقد کرے پس مین نے ایک جماعت ثقات کی خبر دہی سے بات یہی پائی جو میرے سامنے مرافعہ مین بیان کی گئی ہے کہ اس قیم یا وصی کیواسطے کسی مشرف کی ضرورت ہے کہ اسکے احوال کا تفقد کرتا رہے تاکہ اس ترکہ مین

دست طمع دراز نہ کرنے پاوے بس رائے فلان شخص کے مشرف مقرر کرنے پر قرار پائی کیونکہ اسکی فطانت و ذکاوت و امانت و سداد معلوم ہوئی ہے پس مین نے اسکو جو پسند کیا گیا ہے اس قیم یا وصی پر مشرف مقرر کیا اور نافذ کر دیا کہ اس قیم یا جو قیم اسمین ہون سب پر یہ شخص مشرف ہے اور ہر قیم و وصی کو جو اس ترکہ مین ہے ممانعت قطعی کر دی کہ کسی تصرف کی بدون رائے اس مشرف کے مباشرت نہ کرے اور اس قیم یا وصی کو حکم دیا کہ ترکہ کے امور مین کسی طرح کا حل و عقد بدون دریافت رائے اس مشرف کے نہ کرے اور مین نے حکم کیا کہ ہمین صحت ہونے کے واسطے یہ تحریر لکھدی جاوے اور اس مشرف کو مین نے تقوی اللہ عز و جل کی وصیت کر دی - اور شیخ ابو نصر صفار فرماتے تھے کہ قاضی ان سب مین یہ نہین لکھے گا کہ مین نے اسکو تقوے اللہ عز و جل و امانت کی وصیت کی بلکہ یون لکھے گا کہ مین نے اسکو بشرط تقوے اللہ عز و جل و ادائے امانت کے مقرر کیا یہ ظہیریہ مین ہے

فصل بست و ہشتم مقاطعات کے بیان مین - واضح ہو کہ ان تحریرات مذکورہ مین جب کوئی تحریر لکھی جاوے تو اسکے آخر مین تاریخ لکھنی ضرور ہے تاکہ اشتباہ و التباس نہونے پاوے اور جاننا چاہیے کہ ہر مملکت و اہل ملت کے واسطے ایک ایک تاریخ ہے اور ایسے وقت مین تاریخ کو شمار کرتے ہین جب ان مین کوئی حادثہ مشہورہ عامہ واقع ہوا ہو اور اہل روم کیواسطے تاریخین متفرقہ تھین بنابر وقائع و حوادث کے جو انمین وقتاً فوقتاً واقع ہوے یہانتک کہ پھر انکی تاریخ اس بات پر قرار پائی کہ جب سے سکندر ذو القرنین مرا ہی اسوقت سے انھون نے تاریخ کا شمار کیا اسی طرح اہل فارس کا حال ہے چنانچہ منقول ہے کہ موبد نے جو زمانہ متوکل مین تھا یہ بیان کیا کہ فارسی لوگ اپنے زمانے مین اپنے درمیان جو سب سے زیادہ عادل بادشاہ ہوتا تھا اسکے حساب سے تاریخ لکھتے تھے یہانتک کہ انکی تاریخ آخر کار یزدگرد بادشاہ کے ہلاک پر قرار پائی جو سب سے آخر اُن کا بادشاہ تھا اور عرب لوگ عام تفرق کی تاریخ لکھا کرتے تھے یعنے جس سال اولاد اسمٰعیل علیہ السلام متفرق ہوئی اور مکّہ سے خارج ہوئی پھر انھون نے سال عذر سے تاریخ لکھنی شروع کی اور اسکا قصہ معروف ہے پھر عام الفیل سے تاریخ لکھنی شروع کی پھر اسکے بعد انکی تاریخ اس بات پر قرار پا گئی کہ اول سال ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تاریخ لکھتے ہین اور اسکی ابتدا کرنے والے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے اور وجہ یہ پیش آئی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیطرف سے یمن مین جو عامل تھا وہ تشریف لایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ لوگ اپنی تحریرات مین تاریخ نہین تحریر فرماتے ہین پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ روز بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تاریخ قرار دین پھر کہا کہ بلکہ وقت وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تاریخ قرار دین پھر سب کی رائے یہ ہوئی کہ ہجرت کے وقت سے تاریخ قرار دیجاوے کہ اسی وقت سے اسلام ظاہر ہونا شروع ہوا ہے پھر بعضون نے ماہ رمضان سے شروع کی پھر سبھون نے محرم سے سال شروع کیا اور تواریخ عربیہ بحساب لیالی اور باقی فرقون کی تاریخین روز پر ہین اور وجہ یہ ہے کہ لوگون نے شمسی حساب رکھا ہے اور وہ روز کے حساب سے ہوا

اور عرب نے قمری حساب رکھا ہو - وقف نامہ جسکے مال وقف کے مصارف بوجوہ متفرقہ ہین - اس کی صورت یہ ہو کہ یہ تحریر بدین مضمون ہو کہ فلان بن فلان نے وقف وصدقہ اللہ تعالیٰ کی راہ مین حبس کیا ہو بدین غرض کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقرب حاصل کرے اور اپنے خالق و رازق کی جناب مین توسل پیدا کرے اور اسکے واسطے حشر و نشر کے لیے ذخیرہ ہو جسدن سب لوگ جناب احدیت جل شانہ مین پیش ہونگے اور جسدن مال و اولاد کچھ کام نہ آویگی سوائے قلب سلیم کے کہ جسکے پاس ہوگا وہ نجات پاوے گا پس اسنے سلطان جلیل کی بارگاہ مین کوچ کرکے حاضر ہونے کا قصد کیا اور سفر دور دراز کا توشہ تیار کیا اور دنیا مین[له] ایسا تھا جیسے سرائے مین مسافر ہوتا ہو پس اسنے مبادرت و اجتہاد و سعی و کوشش سے نہایت خوشی کے ساتھ چاہا کہ یہ بندہ بھی ان لوگون مین شامل ہو جنکے مرگ کے بعد انکے اعمال خیر منقطع نہین ہوتے ہین جیسا کہ سید البشر وصاحب اللواء فی المحشر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حاصل آنکہ جب آدمی مرتا ہو الی آخر الحدیث اور اسنے اپنی آسانی کے وقت بحضور اللہ تعالیٰ عزوجل کے وسیلہ حاصل کیا تاکہ جنت کی طرف لیجانے مین اسکے لیے ذریعہ ہو بنابرآنکہ خالد بن معدان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی جسکا حاصل یہ ہو کہ قیامت کے روز معروف و منکر اپنی صورت پر آوینگے پس معروف یعنی امور ثواب اپنے لوگون کو لیکر جنت کی طرف جائیگا اور منکر اپنے لوگون کو لیکر دوزخ کی طرف جائیگا اور جو لوگ دنیا مین اہل معروف ہین وہی آخرت مین اہل معروف ہین اور جو لوگ دنیا مین اہل منکر ہین وہی آخرت مین اہل منکر ہین لہذا اس بندہ ضعیف نے تمام چنین و چنان بہ نیت خالص وصدق طویت آخر تک بدستور مذکور جیسا کہ ہمنے کتاب الوصایا و کتاب الوقف مین تحریر کیا ہو تحریر کرے لیکن[۱۲] ہم اس مقام پر ایسی باتین تحریر کرتے ہین جو وہان نہین لکھی ہین تاکہ کاتب کو اسکے تحریر کی قدرت و قوت حاصل ہو اور اسکے حق مین نافع ہون پس ہم کہتے ہین کہ اگر وقف کرنے والے نے چاہا کہ یہ وقف اسکی اولاد پر ہو تو جس طرح ہو تا وہان تحریر کیا اسی طرح برابر تحریر کرے یہان تک کہ اس تحریر تک پہونچے کہ پھر جو کچھ اسکی آمدنی بچے وہ اس وقف کرنے والے کی اولاد کے مصرف مین لایا جاوے کہ وہ فلان و فلان ہین اور انکے حاصلات باقی برابر انکے مصرف مین نسلاً بعد نسل صرف کیا جاوے لیکن جب تک اولاد بطن اعلےٰ مین سے زندہ ہین تب تک انھین کو مرد کو عورت سے دو چند کے حساب سے دیا جاوے اور اگر وقف کرنے والے نے مذکر و مؤنث کے درمیان برابر حصہ رکھنا شرط کیا تو یون تحریر کرے کہ مذکر و مؤنث اس حصہ کے استحقاق مین یکسان ہونگے کہ مذکرون کو مؤنثون پر فضیلت نہ دی جاوے گی ولیکن تحریر اول اقرب الصواب ہو اور اسمین اچھا ثواب ہو - پھر اسکے بعد لکھے کہ اگر یہ پشت سب گذر گئی اور کوئی اُن مین سے باقی نہ رہا تو جو حاصلات انکو دیجاتی تھی وہ مسلمانان فقیرون و محتاجون کو دی جاینگی اور اس وقف کرنے والے نے یہ وقف صدقہ اپنے قبضہ سے نکال کر اور اپنی باقی املاک و اسباب سے جدا کر کے فلان متولی

[له] بہتر یہ ہے کہ ایسا نہ لکھے تا کہ جھوٹ نہ ہو ۱۲

کو بہ تسلیم صحیح سپرد کر دیا بعد از انکہ فلان متولی مذکور نے اسکی طرف سے اسکا متولی اور قیم ہونا بقبول صحیح قبول کیا آخر تک بدستور مذکور لکھے - اور اگر بیچی ہوئی حاصلات اولاد کے مصرف مین دینے مین اسی طرح تفصیل کی کہ بدین شرط جو شخص ان اولاد مین سے مالدار ہو وہ اس حصّہ سے محروم رہے پھر اگر وہ محتاج ہو جاوے تو اُسکا حصّہ اسکو دیا جاوے تو یہ بہتر ہو - اور اگر اُسنے اپنی اولاد پر وقف کرنا نہ چاہا بلکہ یہ شرط کی کہ جو کچھ بچے وہ اسکی ذات کیواسطے رہے جیسا کہ ہمنے پہلے بیان کیا ہو اور چاہا کہ اسکی موت کے بعد اسکی طرف سے کوئی نیک مرد حج کرے اور وجوہ متفرقہ مین صرف کیا جاوے تو یون تحریر کرے کہ پھر اگر اس کو حادثہ موت پیش آوے کہ جس سے کسی کو نجات و چھٹکارا نہین ہو تو یہ فاضلات جو اسکی زندگی مین اسکے صرف مین آتی تھی وہ اس طرح صرف کیجاوے کہ پہلے اسمین سے کسی نیک مرد کو جو اسکی طرف سے اسکے گھر سے جا کر حج کرے اسقدر دیا جاوے جو اسکی آمد و رفت کیواسطے کافی ہو پھر جو کچھ بچے اسمین سے اتنی بکریان قربانی کیواسطے خریدی جاوین کہ انمین سے ایک بکری از جانب سید اولاد آدم رسول رب العالمین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم قربانی کی جاوے اور دوسری اس وقف کرنے والے کے والد فلان مرحوم کیطرف سے اور تیسری اس وقف کرنے والے کی والدہ فلانہ بنت فلان مرحوم کیطرف سے اور چوتھی اس وقف کرنے والے کیطرف سے قربانی کیجاوے پس اسکی وفات کے بعد ہر سال ایام قربانی مین یہ سب بکریان اسی طرح قربانی کی جایا کرین تاکہ وسیلہ نجات حاصل ہو اور ذبح کرنے والے اور کھال کھینچنے والے کی اجرت اسی فاضلات مین سے دیجاوے اور ان قربانی کے جانورون کا گوشت و پوست اور چربی اور پائے مسلمان فقیرون اور محتاجون کو صدقہ دیدیا جاوے پھر جو کچھ اس فاضلات مین سے باقی رہے اسی مین سے رسوم یوم عاشورا مین جس طرح تو انگرون مین معروف ہو کہ روٹی اور حلوا اور برف وغیرہ خریدتے اور پلاتے ہین بطور معروف خرید کرکے اسکے حق مین اس قسم کو گنجایش دیجاوے پھر جو کچھ اس سے باقی رہے اسمین سے اس صدقہ کرنیوالے کے اتنی نمازہاے فرض اور اتنی زکوۃ ہاے فریضہ کی قضا اور اسکی نذر و کفارات مین صرف کیا جاوے اور جو شخص اسکا متولی ہو اگر وہ اسمین سے خود کھاوے اور جسکو چاہے کھلاوے تو بطور معروف ایسا کرنے مین کچھ مضائقہ و گناہ نہین ہے پھر جو کچھ باقی رہے اسمین سے فلان سقایہ کی اصلاح مین جو فلان محلہ مین واقع ہو اور اسکے واسطے برف خریدنے مین اور سقّون کی اجرت دینے مین صرف کیا جاوے اور ایام گرما مین اسی برف کا پانی رکھا جاوے اور جو کچھ اسمین ضرورت ہو اُسکے واسطے صرف کیا جاوے پس یہ صدقہ پیوستہ ہو گیا کہ زمانہ گذرنے سے اسمین کوئی خرابی نہو گی بلکہ تاکید و تشدید ہو گی اور قاضیان و حکام اور والیان ملک وغیرہ مین سے جو شخص اللہ تعالی و روز قیامت پر ایمان لایا ہو یہ حلال نہین ہو کہ اسکی کسی شرط مین کچھ تغیر تبدل کرے یا اسکو باطل و بیکار کردے اور اگر اس سے آگاہ ہونے کے بعد اسکو کوئی شخص تبدیل کرے گا گناہ اسی پر ہو گا جسنے تبدیل کیا ہو اور اسپر اللہ تعالی کی لعنت و فرشتون و تمام لوگون کی لعنت ہو گی اور

اسمین احوط یہ ہو کہ اسکے آخر مین کسی حاکم اسلام کا حکم لاحق کردے تاکہ اختلاف جاتا رہے اور حکم جاری کرنے کی تحریر کی صورت یہ ہو کہ اس وقف نامہ کی پشت پر یون لکھے کہ قاضی فلان بن فلان جو شہر فلان واس کے نواح کیواسطے کار قضا و احکام کا متولی ہوا اور اس شہر و نواح کے لوگون مین اسکا حکم قضا نافذ و جاری ہے کہتا ہو کہ مین نے اس وقف کا مع اسکی محدودات کے صحیح و لازم ہونے کا حکم دیدیا کہ جو کچھ اس وقف مین دوکانین و رباطات و سراہاے و حمامات وغیرہ مع اپنے شاملات کے از عمارات زیرین سفلی و علو و حجرات بالاخانہ۱۲ و منازل و صحن و مرابط وغیرہ کے بیان کیے گئے ہین سب کا وقف صحیح و لازم ہو اور یہ حکم مین نے بنابر اختیار قول ایسے عالم کے علماے سلف مین سے دیا ہو جو ایسے وقف کو باین شروط مفسرہ و وجوہ مذکورہ وقف نامہ ہذا جائز فرماتا ہو اور یہ حکم مین نے بعد اسکے دیا کہ جب میرے سامنے اس وقف کنندہ اور ایسے شخص کے درمیان جسکو اس وقف کی صحت و جواز مین خصومت کرنے کا استحقاق ہو خصومت واقع ہوئی اور مدعاعلیہ نے صحت جواز وقف مذکور سے انکار کیا اور بجانب فساد میل کیا پس مین نے اس وقف کنندہ کے روبرو اور اسکے خصم کے روبرو اس وقف کنندہ پر حکم مبرم و قضاے نافذ اسکی صحت و جواز کا جاری کردیا بعد ازانکہ مین نے مواضع اختلاف کو جان لیا ہو پھر بھی میرے اجتہاد مین یہ آیا کہ یہ صحیح و نافذ ہو پس مین نے اس وقف کرنے والے کو حکم دیا کہ ان محدودات سے اپنا ہاتھ کوتاہ کرکے یہ سب اس قیم مذکور کے سپرد کرے اور اسکی بابت اس قیم سے کوئی تعرض نہ کرے اور یہ مین نے بطریق شہرت و اعلان کیا نہ بطور خفیہ پوشیدگی۱۲ و کتمان اور مین نے اس سجل کی تحریر کا حکم دیا کہ اس وقف نامہ کی پشت پر لکھا جاوے تاکہ اس مقدمہ مین حجت رہے اور اپنی مجلس کے حاضرین ثقات کو گواہ کردیا یہ بتاریخ فلان واقع ہوا کذا فی الظہیریہ

کتاب الحیل

اور اس مین چند فصلین ہین

فصل اول حیل کے جواز و عدم جواز کے بیان مین۔ ہمارے علماء[۲] کا مذہب یہ ہو کہ ہر حیلہ جسکو آدمی اسواسطے کرتا ہو نہ اس سے حق غیر باطل ہو جاوے یا اسمین کوئی شبہہ پیدا ہو جاوے یا بغرض تمویہ[۱۲] باطل کرتا ہو تو وہ مکروہ ہو اور ہر حیلہ جسکو بدین غرض کرتا ہو کہ حرام سے خلاص ہو یا اسکے وسیلہ سے حلال تک پہونچ جاوے یعنی حلت حاصل ہو تو یہ روا ہو اور اس قسم حیل کے جواز کیواسطے اصل یہ ہو جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خذ بیدک ضغثا[۱] فاضرب بہ ولا تحنث یعنی اپنے ہاتھ مین ایک ضغث[۳] لیکر ایک بار مار دے۔ اور قسم مین جھوٹا نہو

[۱] ضغث لغت مین اسکے معنی ایک مٹھی گھاس تر او خشک ملی ہوئی کے ہین اور اس آیت کریمہ مین سو تیلیان خرما کے درخت کی ہین[۱۲]

[۲] امام ابوحنیفہ و انکے اصحاب ۱۲ منہ [۳] یعنی پتلی پتلی تیلیان ۱۲ منہ

اور یہ حضرت ایوب علیٰ نبینا وعلیہ السلام کیواسطے تعلیم تھی کہ اپنی قسم مین جھوٹے نہ ہونے پاوین کہ اُنھون نے قسم کھائی تھی کہ اپنی جورو کو سو چوب مارونگا - اور عامہ مشائخ کے نزدیک اسکا حکم منسوخ نہین ہو اور یہی مذہب صحیح ہے کذا فی الذخیرہ ٥

یعنے اس آیت کا ۱۲

دوسری فصل - مسائل وضو و نماز مین - ایک خندق کا طول دس گز شرعی سے زیادہ ہو لیکن اسکا عرض دس گز شرعی سے کم ہو اور اسمین پانی ہو تو بقول بعض مشائخ کے اس خندق کے پانی سے وضو کرنا جائز نہین ہو پس ان مشائخ کے قول کیواسطے حیلہ یہ ہو کہ خندق کے قریب ایک چھوٹا گڑھا کھود دے پھر خندق و اس گڑھے کے درمیان پتلی سی نہر کھود دے کہ خندق سے اس گڑھے مین پانی جاری ہو جاوے پس پانی خندق کا اب جاری ہو جائیگا پھر چاہے خندق سے وضو کرے یا اس پتلی نہر سے وضو کرے - اور اگر کسی شخص نے وضو کیا پھر دیکھا کہ اسکے ذکر سے تری بہتی ہو اور شیطان اُسکو بسا اوقات ایسا دکھلاتا ہو تو اس وسوسے کے قطع کرنے کا حیلہ یہ ہو کہ پانی چھڑک دے پھر جب اسکو شیطان ایسا وسوسہ دلاوے تو اس تری کو پانی کی تری پر محمول کرے لیکن یہ حیلہ جبھی نافع ہوگا کہ جب تھوڑی دیر ہوئی اور پانی کی نمی خشک نہوئی ہو اور اگر یہ نمی خشک ہو گئی ہو پھر اسنے اپنے ذکر پر تری پائی تو وضو کا اعادہ کرے اسواسطے کہ اسکو پانی کی نمی پر محمول نہین کر سکتا ہے - اگر موزہ یا جوتہ مین ایسی نجاست لگ گئی جسکا جرم نہین ہو جیسے پیشاب و شراب وغیرہ تو اسکا دھونا ضروری خواہ خشک ہو یا تر ہو اور اسکا حیلہ یہ ہو کہ اگر نجاست تر ہو تو مٹی یا ریگ مین چلے حتی کہ بعض اسمین سے مٹی سے ملکر خشک ہو جاوے پھر اسکو زمین مین رگڑ ڈالے تو پاک ہو جائیگا ایسا ہی فقیہ ابو جعفر نے امام اعظم سے روایت کی ہو اور ایسا ہی امام ابو یوسف سے مروی ہو الا آنکہ امام ابو یوسف نے خشک ہوجانا[1] شرط نہین کیا ہو - ایک شخص مسجد مین گیا اور تین رکعات نماز فرض ظہر پڑھ چکا تھا کہ اتنے مین موذن نے اقامت کہی اور اس مصلی کو معلوم ہوا کہ ہنوز مین جماعت کی نماز نہین ہوئی ہو پس اس نے چاہا کہ مین امام کے ساتھ فرض ادا کرون اور میرے فرض وہی ہون جو امام کے ساتھ ادا کرون اور یہ بات اسنے مکروہ جانی کہ یہ نماز جسکو پڑھتا ہو یہ باطل برباد ہو جاوے تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ چوتھی رکعت کے بعد قعدہ نہ کرے بلکہ پانچوین رکعت پڑھنے کو کھڑا ہو جاوے پس پانچوین و چھٹی دو رکعات پڑھ لے حتی کہ یہ نماز اسکی امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک نفل ہو جاوے پس اپنی فرض نماز کو امام کے ساتھ ادا کرے یہ شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا ہو[2] - اور اگر چاہا کہ فریضہ فجر ادا کرنے کے قبل

---

[1] قول ظاہر یہی ہو اسواسطے کہ دوسری روایت مین خشک ہو جانا شرط ہو تو دھو ڈالنا اور یہ دونون یکسان ہو گئے پس ظاہر مراد خشک ہو جانے سے یہ ہو کہ یہ ریگ وغیرہ اسکو جذب کر لے واللہ اعلم ۱۲ منہ

[2] قول ہمارے زمانہ مین ایسی جزئیات مین اختلاف شدید پیدا ہو گیا ہو اور اکثر مسجد مین اسکی بابت مناقشات ہوتے ہین اور باہمی اتفاق و الفت جو باعث رحمت الٰہی ہو اور جمعہ و جماعات کے امور توفیق ہے کے سوائے یہی فائدہ ہو کہ لوگ وقتاً فوقتاً مجتمع ہو کر باہم مستانس و متفق ہون سو یہان اسکے برعکس ظاہر ہوتا ہو اللہ تعالی رحم فرماوے بہرحال صورت یہ ہو کہ احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ نماز فجر ہونیکے وقت اور کوئی نماز نہ پڑھنی چاہیے لیکن متاخرین مشائخ نے سنت فجر پڑھکر جماعت مین داخل ہونیکی اجازت دیدی اور اگر وہ شخص سنت کو چھوڑکر فرض مین داخل ہو گیا تو احادیث صحیحہ کے موافق نماز فجر کی ایسی نماز نہین پڑھ سکتا ہو اور اس مسئلہ مین اجتہادی تقریرین بہت دراز ہین اور اہل زمانہ کی سستی امور دین مین ظاہر ہو پس اگر اہل فقہ اول قول پر فتوی دیتے ہین و سنت بالکل ترک ہو جاوے تو خلاف فقاہت حالانکہ تسبیح و حنفیت یکسان مقلد شمار کرنا دین ہی کا ہو لہذا اگر اللہ پاک توفیق عطا فرماوے تو اہل ایمان و سلام کو چاہیے کہ اگر بغیر اتفاق نہین کرتے ہین تو ان دونون حیلون مین سے کوئی حیلہ اختیار کرین ۱۲

طلوع آفتاب کے بدون کراہت کے سنت فجر پڑھے یعنے مکروہ نہو تو اسکو چاہیے یہ حیلہ کرے کہ پہلے سنت شروع کرے پھر اسکو فاسد کرکے جماعت نماز فرض مین امام کے ساتھ شریک ہو جاوے پھر جب امام نماز فرض سے فارغ ہو تو اسکو قبل طلوع آفتاب کے پڑھ لے اور مکروہ نہوگی اسواسطے کہ اسکو فاسد کرنیسے وہ اس شخص کے ذمہ قرضہ ہو گئی یعنی اسکا قضا کرنا واجب ہوا اور جسکا قضا کرنا اسکے ذمہ واجب ہوا اسکا ایسے وقت قضا کرنا مکروہ نہین ہے ایسا ہی شیخ امام جلیل ابوبکر محمد بن الفضل سے منقول ہے اور مشایخ نے فرمایا کہ یہ بات جب ہے کہ اسنے ایسی عادت نہ کرلی ہو بلکہ گاہ گاہے ایسا کرے اور اگر اسنے عادت پکڑلی تو یہ بھی مکروہ ہے اور بعضے متاخرین مشایخ نے فرمایا کہ ایسی حالت مین ایک حیلہ اس سے بہتر ہے کیونکہ اس حیلہ مذکورہ مین ایک کا ثواب آخرت شروع کرکے فاسد کرنا پڑتا ہے حالانکہ یہ خود مکروہ ہے چنانچہ اللہ تعالی نے منع فرمایا کہ ولا تبطلوا اعمالکم یعنی اپنے کامون کو باطل مت کردیں احسن یہ ہے کہ سنت شروع کرے پھر دوبارہ فرض کے واسطے تکبیر کہے پس اس تکبیر سے سنت سے خارج ہوکر فریضہ نماز کا شروع کرنے والا ہو جائیگا اور عمل کا فاسد کرنے والا بھی نہوگا بلکہ ایک عمل سے دوسرے عمل کی طرف تجاوز کرنے والا ہوگا کذا فی المحیط

تیسری فصل مسائل زکوۃ مین ایک شخص کے پاس اسکی ملک کے دوسو درم ایسے شرائط کے ساتھ موجود ہین کہ اسپر زکوۃ واجب ولازم آتی ہے اور اسنے چاہا کہ مجھپر زکوۃ لازم نہ آوے تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ سال پورا ہونے سے ایک روز پہلے ایک درم صدقہ کردے تاکہ سال کے تمام ہونے پر نصاب ناقص ہو یا سال تمام ہونیسے ایک روز پہلے ایک درم اپنے فرزند صغیر کو ہبہ کردے یا اپنے سب درہم اپنے فرزند صغیر کو ہبہ کردے یا اپنے بعض دراہم اپنی اولاد پر پھیلا دے پس زکوۃ واجب نہوگی اور شیخ امام خصاف نے فرمایا کہ ہمارے بعض اصحاب نے اسقاط زکوۃ کیواسطے حیلہ کرنے کو مکروہ جانا ہے اور بعض نے رخصت دی ہے اور شیخ شمس الائمہ حلوائی نے بیان کیا کہ جسنے مکروہ جانا ہے وہ امام محمد بن الحسن ہین اور جس نے اجازت دی ہے وہ امام ابو یوسف ہین اور خصاف نے حیلہ اسقاط زکوۃ ذکر کیا اور فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ زکوۃ واجب ہونے نہ پاوے اور یہ مراد نہین ہے کہ واجب ہوکر ساقط ہو جاوے

قال المترجم اور نیز امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے اسقاط شفع وحیلہ دفع ربوا وغیرہ بھی منقول ہین ولیکن حیلہ اسقاط زکوۃ مین صدر الشریعۃ وغیرہ مشایخ کبار نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ پر تشنیع کی ہے مگر حق یہ ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ بڑے پایہ کے آدمی ہین اور مجتہد پر تشنیع کرنا بیکار ہے اگرچہ یہ ضرور نہین ہے کہ جو بات مجتہد کے خلاف صریح نصوص پاوے اسکو خواہ مخواہ اختیار ہی کرے اور تقلید بیجا کو فرض جانے اور اس سے ظاہر ہے کہ جمہور مشایخ نے امام محمد کا قول اختیار کیا ہے اور حیلہ دفع زکوۃ کو مکروہ جانا ہے اور یہی مختار مترجم عفا اللہ عنہ ہے اگرچہ وہ یہ بھی پسند نہین کرتا ہے کہ امام ابو یوسف پر طعن کیا جاوے

عــه اور مراد امام محمد کی لفظ مکروہ سے حرام ہے اور یہی قول اصوب ہے اور جماہیر علماے اسلام وایمان کے موافق ہے ۱۲ منہ

عــه یہ نیت خود محل تامل ہے اور واجب ہوکر ساقط ہو جانے کے واسطے سود مند حیلہ کیا جاسکتا ہے ۱۲ منہ

کیونکہ تجویز مجتہد نظر بکمال کوشش و اجتہاد صحیح و حق و صدق ہے امید ہے کہ ثواب ملے گا و نظر برین مؤید اسکے وہ حکایت ہے جو افضل علماے زمانہ خود و اکمل عارفان عصر خویش شیخ زین الملۃ والدین ابوبکر تائبادی رحمہ اللہ سے حکایت کی گئی ہے کہ انھون نے خواب مین دیکھا کہ ایک عالم شافعی مذہب نے سید عالم فخر آدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس شریف مین ابو یوسف رحمہ اللہ پر طعن کیا کہ ابو یوسفؒ نے حیلہ اسقاط زکوٰۃ کو جائز رکھا ہے تو حضرت افضل البشر صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو ابو یوسفؒ نے جائز رکھا وہ حق یا صدق ہے ہکذا ذکر القہستانی واللہ اعلم بالجملہ قول امام ابو یوسف مختار نہین ہے اور ہمارے مشائخ نے امام محمد رحمہ اللہ کا قول اختیار کیا ہے تاکہ فقیرون سے مضرت دور رہے کیونکہ درصورت جواز ایسے حیلہ کے انکو نقد یا غیر نقدی کسی مال و اسباب کی زکوٰۃ میسر نہ آوے گی اسواسطے کہ جس کے پاس چرائی کے چوپائے ہون گے وہ سال تمام ہونے سے ایک روز پہلے انکو انکی جنس یا غیر جنس کے جانورون سے بدل لینے سے کچھ بھی عاجز نہوگا پس سال کی تمامیت کا حکم منقطع ہو جائیگا یا اس نصاب کو کسی ایسے آدمی کو ہبہ کردیگا جس پر اسکا اعتماد ہوگا پھر سال کے دن پورے ہونے کے بعد اپنی ہبہ سے رجوع کرلیگا پس سال کا شمار اسی وقت سے ہوگا جسوقت اس نے رجوع کر کے قبضہ کرلیا ہو اور جتنے ایام پہلے گذرے ہین انکا اعتبار نہ رہیگا اسی طرح دوسرے سال بھی کرلیگا کہ جب سال ختم ہونے کو ہوگا تب بھی ایک دو روز پہلے ایسا ہی کریگا علیٰ ہذا ہر سال ایسا ہی کریگا پس اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ فقیرون کو ضرر پہونچے ۔ اور شیخ امام شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الایمان مین دو مسئلہ ذکر کیے ہین اور دونون مین حیلہ کی راہ بتائی ہے باوجود آنکہ دونون مین حیلہ سے حق شرع ساقط ہوتا ہے ایک یہ ہے کہ ایک شخص پر کفارۂ قسم عائد ہوا اور اسکے پاس ایک خادم ہے تو اسکو روا نہین ہے کہ روزے رکھکر قسم کا کفارہ ادا کرے پھر فرمایا اور اگر اسنے خادم کو فروخت کیا یا ہبہ کردیا پھر کفارہ کے روزے رکھے پھر بیع کا اقالہ کرلیا یا ہبہ سے رجوع کرلیا تو روزے سے اسکا کفارہ ادا ہوگیا اور خادم اسکی ملک مین باقی رہا پس امام محمد رحمہ اللہ تعالےٰ نے وہ حیلہ کی راہ بتائی دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص پر قسم کا کفارہ ہے اور اسکے پاس اسقدر اناج ہے کہ جس سے کفارہ پورا دے سکتا ہے اور اسپر قرضہ بھی ہے تو اسکو کفارہ قسم روزے رکھکر ادا کرنا جائز نہین ہے اسواسطے کہ یہ مستحیل ہے کہ اسکے پاس طعام موجود ہو اور وہ کفارہ کے واسطے روزے رکھے اور نیز مستحیل ہے کہ کھانا دیکر کفارہ سے نجات پاوے حالانکہ اسپر قرضہ ہے پھر فرمایا کہ اگر اسنے اناج کو پہلے اپنے قرضہ مین دیدیا پھر کفارۂ قسم کے روزے رکھے تو جائز ہے پس اس مین حیلہ کی راہ بتائی پس اگر یہ امر امام محمد کی طرف سے حیلہ کی اجازت ہو تو باب زکوٰۃ مین امام محمد سے دو روایتین ہو جاوینگی ۔ ایک شخص پر کچھ مال ایک فقیر کا آتا ہو پس

سلہ یعنی ایک روایت کے موافق حیلہ اسقاط زکوٰۃ ناجائز اور دوسرے کے موافق جائز ہوگا مترجم کہتا ہے کہ میرے نزدیک مراد یہ ہے کہ [illegible] وقوع ہوا اجازت حیلہ بدلیل [illegible] کرنا اور اصل توفیق مین اختلاف کیون ہے اور کلام طویل ہے ۱۲

قرضخواہ نے چاہا کہ جسقدر اسپر آتا ہو اُسی قدر اپنے مال کو زکوٰۃ مین سے اسکو دیا تصور کرکے اپنی زکوٰۃ مین محسوب کرے یعنی تصور کرے کہ جو اسپر قرضہ ہو وہ میرے مال کی زکوٰۃ ہو گیا تو ہمارے اصحاب سے معروف ہے کہ زکوٰۃ مال عین کی دین سے ادا نہو گی اور نہ دوسرے دین کی زکوٰۃ اس دین سے ادا ہو گی مگر اسکا حیلہ یہ ہو کہ قرضخواہ اسکو مال عین یعنی نقد اسی قدر مال جسقدر اسپر آتا ہو بہ نیت اپنے مال کے زکوٰۃ کے دیدے پھر جب قرضدار مذکور اسپر قبضہ کرکے پھر اسکو اس قرضہ کی ادائی مین جو اسپر آتا ہو اس قرضخواہ کو دیدے تو جائز ہی اور نوادر مین مذکور ہو کہ امام محمدؒ سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ دوسرے کو دینے سے اسکا دینا افضل ہو اور ہمارے مشائخ متقدمین اپنے مفلس قرضدارون کے ساتھ اس حیلہ کا برتاؤ کرتے تھے اور اسمین کچھ مضائقہ نہین سمجھتے تھے اور اگر اسکو یہ خوف ہو کہ اگر اسنے قرضدار کو بقدر قرضہ کے زکوٰۃ مین سے دیا اور اسنے ادائے قرضہ سے انکار کیا تو کیا کریگا تو ایسا خوف نہین چاہیئے کیونکہ وہ ہاتھ بڑھا کر اسی وقت اس سے یہ مال اپنے قرضہ کی ادائی مین لے سکتا ہو اسواسطے کہ اسنے اپنے حق کی جنس پر قابو پایا ہو اور اگر قرضدار نے اسکو روکا اور نہ لینے دیا تو اسی دم قاضی کے پاس مرافعہ کر سکتا ہو کہ قاضی اسکو ادائے قرضہ پر مجبور کریگا اور دوسرا حیلہ یہ ہو کہ قرضدار مذکور سے پہلے ہی سے کہے کہ تو میرے خادمون مین سے کسی کو اپنا وکیل کردے کہ وہ تیرے واسطے میرے مال کی زکوٰۃ مجھ سے وصول کرلے اور اسکو وکیل کردے کہ وہ تیرا قرضہ مجھے ادا کردے پس جب وکیل مذکور قبضہ کریگا تو یہ مال مقبوض اسکے موکل یعنے قرضدار مذکور کی ملک ہوجائیگا اور وہی وکیل واسطے قرضہ کے بھی وکیل ہو پس بحکم وکالت کے یہ مال اپنے موکل کے قرضخواہ کو ادا کردے گا اور شیخ امام شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ سب سے بہتر قول اصل اس حیلہ مین یہ ہو کہ قرضدار کو اپنے مال عین مین سے زکوٰۃ مین اسقدر دے کہ جسقدر اسپر قرضہ ہو اس سے کچھ زیادہ ہو تا کہ وہ قرضہ پورا ادا کرے اور اسکے پاس کچھ باقی رہجاوے جس سے وہ اپنا کام چلاوے پس اسکے دل مین یہ بدگمانی نہ آوے گی کہ وعدہ کو وفا نہ کرے اور اگر اس قرضہ مین دو شریک قرضخواہ ہون مثلاً دو آدمیون کا ایک شخص پر ہزار درم قرضہ ہوا اور ایک قرضخواہ نے اپنے حصہ مین اسی حیلہ مذکور کا برتاؤ کرنا چاہا اور قرضدار مذکور سے وصول کیا پھر دوسرے شریک نے چاہا کہ شریک مذکور نے جو کچھ وصول کیا ہو اسمین سے اپنا حصہ رسد بٹالے تو اسکو بٹا لینے کا اختیار ہوگا۔ پھر اگر شریک نے چاہا کہ ایسی صورت نکلے کہ شریک دیگر اس کے وصول یافتہ مین بٹائی نہ کر سکے تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ قرضدار کو بقدر قرضہ کے اپنے مال عین سے زکوٰۃ کی نیت کرکے دیدے پھر قرضدار کو قرضہ مین سے اپنا حصہ صدقہ دیدے پھر قرضدار مذکور اسکو جو کچھ اسنے وصول کیا ہو ہبہ کردے پس یہ صحیح ہوگا اور جو کچھ شریک نے وصول کیا ہو اسمین دوسرے شریک کو شرکت کرنے کا استحقاق نہوگا۔ اور دوسرا طریقہ یہ ہو کہ قرضدار کسی شخص سے بقدر حصہ اس شریک کے مال قرض لے اور قبضہ کرکے اس شریک کو ہبہ کردے پھر قبضہ کرکے یہ شریک اسکو اس قرضدار کو اپنے مال کی زکوٰۃ کی نیت کرکے دیدے پھر اس

قرضدار کو یہ شریک اپنے حصہ قرضہ سے بری کردے پس دوسرے شریک کو اسکی جانب کوئی راہ نہوگی مسئلہ اگر ایک شخص پر زکوٰۃ ہو اسنے چاہا کہ مال زکوٰۃ سے کسی میت کا کفن دیدے تو یہ جائز نہین ہو اور اسکا حیلہ یہ ہو کہ میت مذکور کے اہل مین سے جو فقیر ہو اسکو زکوٰۃ کا مال کہ وہ اس سے میت کو کفن دیدیگا پس اس شخص کو ثواب زکوٰۃ ہوگا اور جسنے کفن دیا ہو اسکو تکفین میت کا ثواب ہوگا اور علی ہذا جتنے امور خیر ایسے ہین جنمین تملیک نہین پائی جاتی ہو یعنی زکوٰۃ کا مال صرف کرنے مین دوسرے کا مالک کردینا نہین پایا جاتا ہو جیسے عمارت مساجد و پلہا خرد و رباطات وغیرہ اور بسبب تملیک نہونے کے زکوٰۃ کا مال صرف کرنا جائز نہین ہوتا ہو کہ زکوٰۃ ادا نہین ہوتی ہو تو ان سب مین یہی حیلہ ہو کہ بقدر زکوٰۃ کے کسی فقیر کو دیدے پھر اسکو ان کامون مین خرچ کرنے کا حکم کرے[1] پس دینے والے کو ثواب زکوٰۃ ہوگا اور اس فقیر کو مسجد و پل وغیرہ بنانے کا ثواب ہوگا اور فتاوی ابو اللیث مین ہو کہ کنارہ جیحون پر زمین موات ہو اسکو ایک قوم نے زندہ کیا (جو بنا ہوا) تو سلطان کو اختیار ہوگا کہ اسکے غلات مین سے عشر (دسوان حصہ) لے اور یہ حکم فقط امام محمد کے قول پر ٹھیک آتا ہی اسواسطے کہ جیحون کا پانی انکے نزدیک عشری ہو اور پانی ہی حاصلات لینے کا مدار ہو اور اگر وہان کوئی رباط ہو اسکے واسطے سلطان نے اسمین سے کچھ مباح کیا تو جائز نہین ہو اور متولی کو یہ اختیار ہوگا کہ اسکو رباط مین صرف کرے اور حیلہ یہ ہو کہ جسقدر رباط کیواسطے مباح کرتا ہو اس مقدار کو فقیرون کو دیدے پھر فقیر لوگ اسکو متولی کو دیدین پھر متولی اسکو رباط مین صرف کرے یہ ذخیرہ مین ہو

چوتھی فصل

درمسائل روزہ۔ اگر کسی نے پے درپے دو[2] مہینے کے روزے اپنے اوپر لازم کرلیے اور رجب شعبان دونون مہینے پے درپے روزے رکھے پھر ناگاہ آخر شعبان مین ایکدن گھٹ گیا تو اس مین حیلہ یہ ہو کہ بقدر مسافت سفر کے سفر کرے پس پہلا روزہ ماہ رمضان کا اپنے دو ا جب لیے ہوے روزون مین شامل کرکے بہ نیت نذر روزہ رکھے۔ اگر ایک شخص نے چاہا کہ اپنے باپ کے روزون یا نمازون کا جو قضا ہو گئی ہین (وہ مر گیا ہے) فدیہ ادا کردے لیکن یہ شخص فقیر ہو تو اسکو چاہیے کہ دو سیر گیہون[3] ایک فقیر کو دے پھر اس سے بطور ہبہ مانگ لے پھر یہی گیہون دوسرے روزہ یا نماز کی قضا مین اسکو دیدے پھر اس سے ہبہ مانگ کر تیسرے روزہ یا نماز کیواسطے دے علی ہذا القیاس یہانتک کہ سب روزے و نمازین قضا کو پورا کردے یہ فتاوی سراجیہ مین ہو عیون مین ہو کہ ایک شخص زید نے قسم کھائی کہ اگر زید اس رمضان مین روزے رکھے تو اسکی جورو پر تین طلاق ہین پھر اسنے چاہا کہ قسم مین حانث نہو تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ اس ماہ مین برابر سفر کرے اور افطار کرے (اور نماز قصر کے پڑھا ورے) یہ تاتارخانیہ مین ہے

---

[1] مگر یہ حکم ماننا اس فقیر پر واجب نہین ہو چاہے مانے اور چاہے نہ مانے ۱۲ منہ [2] یعنے دو مہینے تیس تیس روز کے پے درپے روزے رکھنے کی نیت کی مگر آخر شعبان مین چاند انتیسوین کا ہو گیا تو ایک روزہ گھٹ گیا ۱۲ منہ [ ] جیسا کہ پانی ہو ویسی ہی حاصلات لی جاتی ہو اگر عشری ہو تو عشر اور اگر خراجی ہو تو خراج ۱۲ منہ [ ] بطور نذر واجب کرلیے ۱۲ منہ [ ] جس مین نماز قصر ہوتی ہو ۱۲ منہ [3] کچھ کم دو سیر گیہون انگریزی سیر سے ہوے ۱۲

پانچوین فصل ۔ مسائل حج مین ۔ اگر آفاقی یعنے سوا مکہ کے کسی اور جگہ کے رہنے والے نے یہ چاہا کہ مکہ معظمہ مین بدون احرام کے داخل ہو کہ میقات سے بغیر احرام باندھے مکہ مین داخل ہو تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ حرم شریف کے باہر کسی ایسی جا کسی کام کیواسطے جانے کا قصد کرے جو میقات سے آگے ہے جیسے بستان بنی عامر وغیرہ کہ بستان بنی عامر ایسی جگہ ہے جو میقات سے آگے ہے اور حرم سے خارج ہے پس ایسی ہی کسی جگہ کا قصد کر کے کسی کام کیواسطے داخل ہو پھر جب اس جگہ پہونچ جاوے تو وہان سے بغیر احرام باندھے مکہ معظمہ مین داخل ہو سکتا ہے ۔ یہ ذخیرہ مین ہے

چھٹی فصل ۔ مسائل نکاح مین ۔ ہندہ نے زید پر دعوے کیا کہ اسنے میرے ساتھ نکاح کیا ہے اور زید اس سے منکر ہے اور عورت مذکورہ کے پاس گواہ نہیں ہین اور امام اعظمؒ کے نزدیک نکاح مین قسم نہیں لیجاتی ہے اور عورت مذکورہ نے قاضی سے کہا کہ مین نکاح نہین کر سکتی ہون اسواسطے کہ یہ شخص میرا خاوند ہے مگر نکاح سے انکار کرتا ہے پس آپ اسکو حکم کرین کہ یہ مجھے طلاق دیدے تاکہ مین دوسرا نکاح کر لون اور زید اسکو طلاق نہین دے سکتا ہے اس واسطے کہ طلاق دینے سے وہ اس امر کا مقر ہوا جاتا ہے کہ اس نے نکاح کیا ہے پس ایسی صورت مین کیا کیا جائیگا تو امام زاہد علی بزودی سے منقول ہے کہ قاضی اسکے شوہر سے یون کہے کہ تو اس عورت سے کہدے کہ اگر تو میری عورت ہے تو تجھپر تین طلاق ہین کہ اس تقدیر پر شوہر اسکے نکاح کا مقر نہوگا پس اسپر کچھ لازم نہ آئیگا اور اگر وہ اسکی جورو ہوگی تو اسکے نکاح سے باہر ہو جائیگی اور اسکو اختیار حاصل ہوگا کہ اپنا نکاح کر لے یہ ذخیرہ مین ہے ۔ زید نے ہندہ پر نکاح کا دعوی کیا اور قاضی نے بنا بر قول امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے ہندہ سے قسم لینی چاہی تو ہندہ کیواسطے اپنی ذات سے یہ قسم دور کرنے کا حیلہ یہ ہے کہ ہندہ مذکورہ کسی دوسرے شخص سے اپنا نکاح کر لے کیونکہ جب اس نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا ہے تو مدعی کیواسطے قسم نہ لیجائیگی اس لیے کہ قسم لینے کا فایدہ یہ ہے کہ وہ بوجہ قسم سے نکول کرے کہ جس سے مدعی کے واسطے اسکا اقرار نکاح ثابت ہو حالانکہ دوسرے شوہر سے نکاح کر لینے کے بعد اگر اسنے مدعی کیواسطے نکاح کا اقرار کیا تو اسکا اقرار صحیح نہین ہے پس قسم نہ لیجائیگی اسواسطے کہ اسکا کچھ فایدہ نہوگا ۔ اگر ایک شخص نے چاہا کہ اپنی جورو کے نکاح کی تجدید کرے یعنی باوجودیکہ نکاح دونون مین ہے مگر اسنے مکرر دوسرا ایجاب و قبول کے ساتھ تجدید نکاح چاہی مگر اس طرح کہ اسپر دوسرا مہر جدید بلا خلاف لازم نہ آوے تو کیا کرنا چاہیے سو جاننا چاہیے کہ اگر زید نے مثلاً ہندہ سے کسی قدر مہر معلوم پر نکاح کیا پھر دوبارہ اس سے دوسرے مہر پر نکاح کیا تو اسکے ذمہ دوسرا مہر واجب ہونے مین اختلاف ہے اور یہ مسئلہ کتاب النکاح مین گذر چکا ہے پس اگر اسنے چاہا کہ اس طرح نکاح کی تجدید کرے کہ بلا خلاف اسکے ذمہ دوسرا مہر لازم نہ آوے تو یہ کرنا چاہیے کہ نکاح کی تجدید کرے یعنی ایجاب و قبول کرے اور مہر کا ذکر نہ کرے یا یون کرے کہ مہر اول ہی پر تجدید نکاح کرے پس اسکے ذمہ دوسرا مہر لازم نہ آویگا ۔ اگر باپ نے اپنی دختر کا نکاح کسی مرد کے ساتھ کیا اور شوہر والون نے باپ سے یہ درخواست کی کہ کسی قدر مہر کے وصول پانے کا اقرار کرے تو وصول پانے کا اقرار

یعنی دختر کے باپ ۱۲

کرنا باطل ہی اسواسطے کہ مجلس نکاح کے لوگ جانتے ہین کہ یہ بات درحقیقت جھوٹ ہی اور اگر ہبہ کرنیکی درخواست کی پس اگر دختر مذکورہ بالغہ ہی اور باپ نے کہا کہ مین اپنی دختر مذکورہ کی اجازت سے اسقدر مہر ہبہ کرتا ہون پھر شوہر کیواسطے دختر کی طرف سے درک کا ضامن ہو یعنی یون کہے کہ اگر دختر مذکورہ نے ہبہ کی اجازت دینے سے انکار کیا اور تجھ سے پورا مہر لے لیا تو مین بقدر ہبہ کے اسکی جانب سے تیرے واسطے ضامن ہون تو یہ ضمانت صحیح ہوگی بسبب اسکے کہ یہ ضمانت بجانب سبب وجوب مضاف ہی - اور اگر دختر مذکورہ صغیرہ ہو تو (بالغہ ہو ۱۲) ایسی صورت مین ہبہ کے ذریعہ سے حیلہ نہین ہو سکتا ہی لیکن چاہیے کہ تھوڑا مہر جس قدر ہبہ وغیرہ سے ساقط کرنا منظور تھا اسقدر مہر کو شوہر اپنی جورو کے واسطے اس دختر کے باپ پر اتارا دے اور جو ادا کر دے بشرطیکہ دختر کا باپ بہ نسبت شوہر کے توانگر ہو پس شوہر کا ذمہ چھوٹ جاویگا یا یہ کرنا چاہیے کہ جسقدر مہر کا ہبہ وغیرہ سے ثابت کرنا منظور تھا اسقدر اصل مہر سے کم کر کے باقی پر عقد نکاح قرار دین جیسا کہ اگر پانچسو درہم مین سے سو درہم کے ہبہ واقع ہونے (یعنے مہر مثل ۱۲) پر اتفاق کیا تو چاہیے کہ اصل مین ابتدا سے مہر فقط چارسو درہم قرار دین - اور اگر ایک شخص نے اپنی دختر بالغہ کے مہر مین سے تھوڑا معجل[عسہ] اور تھوڑا موجل (میعادی ۱۲) اور تھوڑا ہبہ قرار دیا جیسا کہ معہود ہی اور شوہر والون نے باپ سے ضمانت طلب کی اور باپ کا ارادہ یہ ہی کہ اسکے ذمہ کچھ لازم نہ آوے تو اسکو یون کہنا چاہیے کہ مین اسقدر مہر ہبہ کرتا ہون پھر اگر دختر مذکورہ نے ہبہ کی اجازت نہ دی تو یہ مجھ پر ہوگا - اور یون نہ کہے کہ مین دختر مذکورہ کی اجازت سے ہبہ کرتا ہون جیسا کہ ہم نے مسئلہ اولی مین ذکر کیا ہی پس ایسا کرنے سے اسکے ذمہ کچھ لازم نہ آویگا - ایک شخص کا ایک غلام ہی اسنے درخواست کی کہ باندی یا آزاد عورت سے اسکا نکاح کر دے اور مولے کو خوف ہوا کہ اگر اسکے ساتھ نکاح کر دیا تو یہ مولی کے کام مین سستی کریگا یا کوئی مشتری اس کے بعد اس کی خریداری کی رغبت نہ کریگا تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ اس سے یہ کہے کہ مین نے اپنی یہ باندی یا یہ عورت آزاد تیرے نکاح مین بدین شرط دی کہ اس عورت کے طلاق کا اختیار میرے ہاتھ مین ہی جب چاہونگا اس کو طلاق دیدونگا پس اگر غلام نے اسکو قبول کر لیا تو مولی اسکی طلاق کا مختار ہو جاویگا جب چاہے گا اسکو طلاق دے سکیگا ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کرنا چاہا اور عورت کو یہ خوف ہوا کہ اسکو شہر سے باہر لیجاویگا یا اسکے روبرو دوسرا نکاح کریگا پس عورت مذکورہ نے سواے قسم کے دوسرے طور پر اس امر کی مضبوطی کرنی چاہی تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ عورت مذکورہ اپنے تئین کسی قدر مہر مسمی پر اسکے نکاح مین بدین شرط دے کہ اسکو اس شہر سے باہر نہ لیجاوے اور اگر لیجاوے تو اسکو اسکا پورا مہر مثل دیدے اور شوہر اس امر کا اقرار کرے کہ اسکا مہر مثل ایک لاکھ درہم مثلاً ہین یعنے اتنے درہم مقدار بیان کر دے جو درواقع اس کے مہر مثل سے بہت زائد ہی اور وہ شوہر مذکور پر گران ہی اور اپنے اقرار پر گواہ کر لے پس جب شوہر اس عورت کو

عسہ یعنے تم کو واپس دونگا ۱۲ عسہ فی الحال نقد لینا ۱۲ سہ لڑکی کے باپ ۱۲

شہر سے باہر دوسرے مقام پر لیجانے کا قصد کرے تب ہی اس سے پورے مہر مثل کا مواخذہ کرنے کی اور قاضی ابو علی نسفیؒ فرماتے تھے کہ شوہر کی طرف سے یہ اقرار جبھی صحیح ہوگا کہ جب اسقدر مہر کثیر اسکا مہر مثل ہونا محتمل ہو اور اگر یہ امر محال ہو یعنی عادتاً ایسا نہیں ہو سکتا ہو تو یہ اقرار صحیح نہو گا۔ اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ صورت مذکورہ بالا اُسی امام کے قول کے موافق حیلہ ہو سکتی ہو جو یہ فرماتا ہو کہ شرط دوم مثل شرط اول کے جائز ہو اور بنا بر قول ایسے امام کے جو شرط دوم کو جائز نہیں فرماتا ہے اسکے نزدیک اگر شوہر اسکو لیکر اسی شہر میں رہا اور باہر لے گیا تو عورت مذکورہ کو صرف اسکا مہر المثل ملے گا زیادہ کچھ نہ ملے گا اور یہ حیلہ ٹھیک نہ ہوگا۔ پھر درصورتیکہ ایسا اقرار جائز ہو اور ایسی شرط موافق قول ایسے امام کے جو اسکو جائز فرماتا ہو جائز ٹھہری حالانکہ وہ عورت بخوبی جانتی ہو کہ جسقدر مہر مثل کا شوہر نے اقرار کیا ہے وہ درحقیقت مہر مثل سے بہت زائد ہو اور شوہر نے اسکو باہر لیجانا چاہا تو عورت مذکورہ کو حکم قضا کے موافق اس مہر اقراری کا شوہر سے لینے کا اختیار ہوگا ولیکن فیما بینہما وبین اللہ تعالیٰ از راہ دیانت اسکو مہر مثل سے زائد لینا جائز نہوگا الّا اس صورت میں کہ شوہر مذکور اسکو بخوشی خاطر اس مقدار زائد کو دیدے۔ اور اگر عورت مذکورہ نے اسکے ساتھ بدون حیلہ مذکورہ کے نکاح کیا پھر شوہر نے چاہا کہ اس کو اس شہر سے باہر لیجاوے پس عورت مذکورہ نے ایسا حیلہ چاہا جس سے شوہر مذکور اسکو اس شہر سے باہر نہ لیجا سکے تو اس کی صورت یہ ہو کہ عورت مذکورہ اپنے باپ یا بیٹے یا بھائی وغیرہ کیواسطے جس شخص پر اس کو اعتماد ہو اپنے اوپر اسکے بہت سے قرضہ کا اقرار کردے اور اسپر گواہ کرادے حتیٰ کہ جب شوہر یہ چاہے کہ اسکو اس شہر سے باہر لیجاوے تو جسکے واسطے قرضہ کا اقرار کیا ہو وہ اسکو باہر چلنے سے مانع ہوگا ولیکن یہ حیلہ امام ابو یوسفؒ کے قول کے موافق حیلہ ہو سکتا ہو اور امام محمدؒ کے قول کے موافق یہ حیلہ کچھ مفید نہیں ہو اسواسطے کہ امام محمدؒ کے نزدیک عورت مذکورہ کا قرضہ کا اقرار مذکور صرف اس عورت کے حق میں صحیح ہو اور شوہر کے حق میں کچھ موثر نہیں ہو حتیٰ کہ جسکے واسطے قرضہ کا اقرار کیا ہو وہ شوہر کو اس امر پر مانع نہیں ہو سکتا ہو کہ اس عورت کو اپنے ساتھ باہر نہ لیجاوے پھر بنا بر قول امام ابو یوسفؒ کے جب یہ حیلہ درست ہوا اور مقرلہ کو خوف ہوا کہ شاید شوہر اسکو قسم دلاوے کہ تو قسم کھا کہ درحقیقت اس عورت پر میرا اسقدر قرضہ ہو تو کیونکر جھوٹ قسم کھا سکتا ہو تو اسکا یہ حیلہ ہے کہ مقرلہ مذکور اسی عورت کے ہاتھ اسقدر قرضہ کے عوض ایک کپڑا فروخت کردے حتیٰ کہ اسکے بعد اگر قسم کھا جائیگا تو گنہگار نہو گا۔ اور اگر اُسنے چاہا کہ ایسا حیلہ کرے جو سب کے قول کے موافق درست ہو تو اسکی صورت یہ ہو کہ جس شخص پر اس عورت کو اعتماد ہو اس سے کوئی چیز بہت گران ثمن کے عوض خریدے یا کسی معتمد علیہ کی طرف سے اسکے حکم سے

سلہ مثلاً انتہا درجہ ایسی عورتوں کا مہر دو ہزار درم ہو اور شوہر نے اسکا مہر مثل ایک لاکھ درم اقرار کیا تو یہ صحیح نہیں ہے ۱۲ منہ

یا بدون اسکے حکم کے کفالت کرے تو بالغ و مکفول لہ کو اختیار ہوگا کہ سب اماموں کے قول کے موافق اس عورت مذکورہ کو باہر جانے سے منع کرے یہانتک کہ اسکا ثمن یا قرضہ ادا کردے اور اگر عورت مذکورہ نے کفالت کا اقرار کردیا تو بھی سب کے نزدیک مکفول لہ کو اختیار ہوگا کہ اسکو باہر جانے سے منع کرے پس سب کے نزدیک یہ بھی حیلہ صحیحہ ہوجائیگا۔ اور حاصل یہ ہی کہ جس صورت مین عورت مذکورہ اقرار کریگی اور اس مقر بہ کا کوئی سبب بیان کریگی تو اسکا اقرار سب کے نزدیک مقر لہ وغیرہ کے حق مین صحیح ہوگا حتے کہ مقر لہ کو بالاتفاق اختیار ہوگا کہ عورت مذکورہ کو شوہر کے ساتھ باہر جانے سے منع کرے اور جس صورت مین اقرار کریگی اور مقر بہ کا سبب بیان نہ کرے گی تو شوہر کے حق مین اسکا اقرار موثر ہونے مین ویسا ہی خلاف ہوگا جیسا ہمنے اوپر بیان کیا ہی اور اگر کسی شخص نے اپنے غلام کے ساتھ اپنی دختر کو بیاہ دیا پھر مولی مر گیا تو نکاح فاسد ہوجائیگا اسواسطے کہ دختر مذکورہ اگر تنہا وارث ہوئی تو پورے رقبۂ غلام مذکور کی مالک ہوگئی اور اگر اسکے ساتھ دوسرا کوئی وارث ہو تو حصۂ غلام کی مالک ہوئی اور بہرحال کسی طرح ہو مالک ہونے سے نکاح فاسد ہوجائیگا پھر اگر مولی نے چاہا کہ اسکے مرنے کے بعد نکاح فاسد نہ ہونے پاوے تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ غلام مذکور کو پہلے کسی قدر مال پر مکاتب کردے پھر اسکے ساتھ اپنی دختر کا نکاح کرے پس مولی کے مرنے سے اسکا نکاح فاسد نہوگا یہ محیط مین ہی۔ ایک مرد نے ایک عورت سے درخواست کی کہ اسکے ساتھ نکاح کرے پس عورت نے اسکو منظور کیا لیکن عورت نے اس امر کو مکروہ جانا کہ یہ بات اسکے ولی لوگون کو معلوم ہو پس عورت مذکورہ نے اپنے نکاح کرادینے کا اختیار اسی مرد مذکور کے ہاتھ مین دیدیا تو اسکا یہ نکاح جائز ہوگا۔ اور اگر شوہر نے اس امر کو مکروہ جانا کہ گواہوں کے حضور مین اسکا نام لے تو اس کا کیا حیلہ ہی سو امام خصافؒ نے فرمایا کہ جب عورت نے اپنے نکاح کرادینے کا اختیار اس مرد کو دیا اور دونون نے باہم کسی قدر مہر پر اتفاق کیا تو شوہر خود گواہوں کے حضور مین آکر ان سے کہے کہ مین نے ایک عورت سے اپنے ساتھ نکاح کرنے کو کہا اور اسکو اسقدر مہر دیا پس وہ اس امر سے راضی ہوئی اور اسنے اپنے اس کام کا اختیار مجھے دیا کہ مین اسے نکاح کرلون پس مین تمکو گواہ کرتا ہون کہ مین نے اس عورت سے جس نے اپنے نکاح کا اختیار اسقدر مہر پر مجھے دیا ہی نکاح کیا پس دونون کے درمیان نکاح منعقد ہوجائیگا بشرطیکہ مرد مذکور اسکا کفو ہو ایسا ہی امام خصافؒ نے اس حیلہ کو ذکر فرمایا ہے اور شیخ اجل شمس الائمہ حلوائیؒ نے کہا کہ امام خصافؒ نے جواز نکاح کیواسطے اسی قدر شناخت پر اکتفا کیا ہی اور بعضے مشائخ فرماتے تھے کہ یہ خصاف رحمہ اللہ کی رائے ہی اور ایسے نکاح کے جائز ہونے مین کلام ہی اسوجہ سے کہ عورت مذکورہ اتنی بات سے شناخت مین نہین آتی ایسا ہی مشائخ بلخ سے منقول ہے اور شمس الائمہ حلوائیؒ نے فرمایا کہ امام خصافؒ علم کی کان ہین اور وہ ایسے شخص ہین کہ انکی پیروی صحیح ہی یہ ذخیرہ مین ہے۔ فرمایا کہ امام ابو حنیفہؒ سے دریافت کیا گیا کہ دو بھائیون نے دو بہنون سے نکاح کیا پھر شب عروسی مین

لوگون سنے نادانستگی مین ہر ایک کی جورو کو دوسرے پاس بھیجدیا اور آگاہ ہوے یہانتک کہ صبح ہو گئی تو یہ معاملہ امام اعظم ابو حنیفہ کے پاس پیش کیا گیا تو فرمایا کہ دونون مین سے ہر ایک مرد اپنی منکوحہ کو ایک طلاق بائن دیدے پھر دونون مین سے ہر ایک اس عورت سے نکاح کرلے جسکے ساتھ اسنے دخول کیا ہی اور مناقب ابو حنیفہ مین اس مسئلہ کا ذکر ہی ایک حکایت کے ساتھ کہ کوفہ کے بعضے اشراف لوگون مین یہ سانحہ واقع ہوا تھا حالانکہ انھون نے طعام ولیمہ کی دعوت مین اُس زمانہ کے علماء کو بلایا تھا اور ان مین امام ابو حنیفہ بھی تھے اور اس زمانہ مین امام رحمہ اللہ نوجوان[سلہ] آدمیون مین شمار تھے پس سب علماء دسترخوان پر بیٹھے تھے کہ ناگاہ عورتون کا غل غپاڑا سنائی دیا تو دریافت کیا گیا کہ ان لوگون کو کیا سانحہ پیش آیا پس لوگون نے بیان کیا کہ شب زفاف مین لوگون نے غلطی کھائی کہ دونون بھائیون مین سے غلطی سے ہر ایک کی منکوحہ دوسرے کے پاس بھیجدی اور ہر ایک نے اس عورت سے دخول کیا جو اسکے پاس بھیجی گئی تھی اور لوگون نے کہا کہ عالم لوگ اسوقت دسترخوان پر تشریف رکھتے ہین ان سے یہ مسئلہ دریافت کرنا چاہیے پس ان سے دریافت کیا گیا تو امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایسی صورت مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ حکم دیا ہی کہ دونون شوہرون مین سے ہر ایک پر اس عورت کا مہر لازم آیا جسکے ساتھ اسنے دخول کیا ہی اور ہر ایک عورت پر عدّت واجب ہی پھر جب عدّت گذر جاوے تو اسکا شوہر اسکے ساتھ دخول کرے اور امام ابو حنیفہ دسترخوان کے کونے پر اپنی انگلی مارتے تھے اور خاموش تھے جیسے کوئی شخص متفکر ہوتا ہی پھر اتنے مین جو شخص امام ابو حنیفہ کے پہلو مین بیٹھا تھا اُسنے یہ حالت دیکھکر ان سے کہا کہ اگر آپ کے پاس اس معاملہ مین کوئی اور حکم ہو تو اسکو ظاہر کیجیے تو امام سفیان ثوری یہ بات سنکر غضبناک ہو گئے اور فرمایا کہ معاملہ وطی شبہہ مین حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ کے حکم کے بعد انکے پاس کیا حکم ہوگا پھر امام ابو حنیفہ نے کہا کہ دونون شوہرون کو میرے پاس بلاؤ پس دونون بلائے گئے پس دونون سے پوچھا کہ آیا تجکو وہ عورت پسند ہی جس سے تو نے زفاف کیا ہی تو ہر ایک نے کہا کہ ہان پھر ہر ایک سے کہا کہ تو اپنی منکوحہ کو طلاق بائن دیدے پھر اسکے بعد ہر ایک کے ساتھ اسی عورت کا نکاح کر دیا جس کے ساتھ اس نے دخول کیا تھا اور کہا کہ اپنی اپنی مدخولہ جورو کے پاس جاؤ اللہ تعالے تمہین برکت کرے پھر سفیان ثوری نے کہا کہ تم نے یہ کیا کیا تو ابو حنیفہ نے فرمایا کہ مین نے ایسی بات کی کہ جو سب سے بہتر ہی کہ جس سے باہمی اچھی محبت برادرانہ باقی رہے گی اور کسی طرح کی عداوت نہ ہوگی تم یہ نہین دیکھتے ہو کہ اگر دونون مین سے ہر ایک اس امر پر صبر کرتا کہ عدّت گذر جاوے پھر اسکو اپنی جورو بناوے تو کیا اسکے دل مین

[سلہ] قولہ نوجوان الخ اور بعض نے اس مقام پر یہ بھی زیادہ کیا کہ سفیان ثوری بوڑھے تھے اور یہ تاریخ سے جہل ہے کیونکہ سفیان رح امام سے چھوٹے ہین فافہم ۱۲

یہ خیال نہ رہتا کہ میری اس جورو کے ساتھ میرے بھائی نے دخول کیا ہی سو مین نے یہ کیا کہ ہر ایک سے اسکی منکوحہ کو طلاق دلوادی - اور چونکہ اسنے اپنی منکوحہ کے ساتھ دخول نہین کیا اور نہ خلوت واقع ہوئی اور نہ اسپر طلاق کی عدت لازم آئی پھر مین نے ہر ایک کو اسی عورت کے ساتھ تزویج کیا جس سے اسنے دخول کیا ہی اور وہ اسکی معتدہ ہی اور اسکی عدت اسکے نکاح سے مانع نہین ہی پس ہر ایک اپنی جورو کو لیکر خوش خوش چلا گیا پس اہل علم نے امام ابوحنیفہ کی فطانت اور حسن تامل سے تعجب کیا اور اس حکایت مین اس مسئلہ کی فقاہت کا بیان ہی جسپر کتاب کو ختم کیا ہی کذا فی المبسوط

ساتوین فصل

درطلاق - ایک مرد نے اپنی جورو کو لکھا کہ میری ہر جورو سواے تیرے اور سواے فلانہ عورت کے مطلقہ ہی پھر فلانہ عورت کا ذکر محو کیا اور خط کو اپنی جورو کے پاس روانہ کیا تو فلانہ عورت مطلقہ نہوگی - اور مطلقہ ثلثہ کیواسطے یہ حیلہ جیدہ ہی کہ جب ایسی عورت کو جس کو تین طلاق دیگئی ہین یہ خوف ہوا کہ حلالہ کرانے مین دوسرا شوہر اسکو رکھے گا اور طلاق نہ دیگا تو جس مرد سے تحلیل یعنے حلالہ کرانا منظور ہی اس سے قبل نکاح واقع ہونے کے کہا جاوے[ل] کہ تو کہہ کہ اگر مین تجھ سے نکاح کرون اور ایک دفعہ تیرے ساتھ وطی کرون تو پھر تجھپر تین طلاق ہین پس جب ایسا کہے گا تو بعد نکاح اور ایک مرتبہ وطی واقع ہونے کے بعد ہی وہ مطلقہ ہو جاویگی اور چھٹکارا حاصل ہوجائیگا اور دوسرا حیلہ[ل] اصل مسئلہ مین یون ہی کہ عورت مذکورہ مرد حلالہ کرنے والے سے کہے کہ مین نے اپنے تئین تیرے نکاح مین اس شرط سے دیا کہ میری طلاق کا اختیار میرے ہاتھ مین ہے جب چاہونگی اپنے آپ کو طلاق دیدونگی پھر وہ مرد اسکو قبول کرے تو عورت مذکورہ کو اختیار طلاق حاصل ہوجائیگا جب چاہے گی اپنے آپ کو طلاق دیدیگی - اور اگر محلل یعنے حلال کرنے والے مرد نے ابتدا سے یون کہا کہ مین نے تجھ سے اس شرط سے نکاح کیا کہ تیرا کار طلاق تیرے اختیار مین ہی جب چاہے تو اپنے تئین طلاق دیدے پس عورت نے اسکو قبول کیا تو کار طلاق اس عورت کے اختیار مین نہوگا لیکن اگر شوہر محلل نے اس طرح کہا کہ مین نے تجھ سے اس شرط سے نکاح کیا کہ تیرا کار طلاق تیرے اختیار مین بعد میرے تجھ سے نکاح کرنے کے ہی جب چاہے تو اپنے آپ کو طلاق دیدے پس عورت نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو عورت مذکورہ کا کار طلاق اسکے اختیار مین ہوجائیگا - ایک عورت نے جس کو تین طلاق دیگئی ہین چاہا کہ حلالہ کراکر پہلے خاوند کے پاس جاوے مگر اسکو یہ امر گران گذرتا ہی کہ کسی مرد سے نکاح کرے اور یہ مشتہر ہو کہ یہ وہی عورت ہی جسنے حلالہ کرایا ہی تو اسکے واسطے حیلہ یہ ہی کہ اگر اس عورت کے

[ل] لیکن ایسے حلالہ کرنے والے پر شرع مین نفرین آئی ہی بلکہ بہتر یہ ہی کہ مرد سے اختیار دلوایا جاوے کہ جب کبھی وہ چاہے اسکا امر اسکے ہاتھ ہے ۱۲ [ل] یہ حیلہ اس زمانہ مین ایسے لوگون کیواسطے بہت مفید ہی جو نکاح کرکے چند روز کے بعد مفقود ہوجاتے ہین اور وہ عورت نہایت متحیر ہوتی ہی پس اگر نکاح کے وقت یہ طے کرلیا جاوے تو ایسے وقت مین عورت اپنے آپکو طلاق دے سکے ۱۲ منہ

پاس مال ہو تو اس مال مین سے ایک مملوک کا ثمن کسی ایسے شخص کو جسپر اسکو اعتماد ہو ہبہ کر دے پھر موہوب کہ اس ثمن کے عوض ایک غلام صغیر قریب ببلوغ جو عورت سے جماع کرنے کے لائق ہو خریدے پھر وہ اس غلام کو اس عورت مذکورہ کے ساتھ نکاح کی اجازت دے اور یہ عورت اسکے ساتھ دو گواہان عادل کے سامنے نکاح کرے پھر جب یہ غلام اسکے ساتھ دخول کرے تو مولاے غلام مذکور اس غلام کو اسی عورت کو ہبہ کرے اور یہ عورت اسکو قبول کر کے قبضہ کر لے پس نکاح ٹوٹ جاویگا پھر جب عدت پوری ہو جاوے تو نکاح صحیح کر کے اپنے خاوند اول کے پاس واپس جاوے اور اس غلام کو کسی دوسرے شہر مین واپس دو کھیجدے کہ وہان فروخت کیا جاوے پس اسکا بھید پوشیدہ رہیگا ایسا ہی اس حیلہ کو امام خصاف رح نے ذکر فرمایا ہے اگر ایک شخص نے چاہا کہ اپنی جورو کو طلاق دے مگر طلاق واقع نہو تو اسکو چاہیے کہ طلاق مین استثنا کرے یعنے انشاء اللہ تعالے کہے ولیکن یہ چاہیے کہ لفظ استثنا زبان سے کہے اور طلاق کے الفاظ سے ملا ہوا کہے (یعنے تجھپر طلاق ہے انشاء اللہ تعالے) جدا کر کے نہ کہے کہ جدا کیا ہوا استثناء کار آمد نہین ہوتا ہے جیسے کہ اگر اسنے اپنے دل مین پوشیدہ رکھا تو وہ کار آمد نہین ہے اور استثنا کا مسموع ہونا آیا شرط ہے یا نہین ہے سو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا کہ شرط نہین ہے صرف یہ شرط ہے کہ حروف ٹھیک ہون اور الفاظ زبان سے بر آمد ہون اور بعضون نے کہا کہ مسموع ہونا شرط ہے اور یہ مسئلہ کتاب الطلاق مین مذکور معروف ہے پھر جب کہ طلاق یا عتاق کے ساتھ لفظ استثنا کو متصل کیا تو جس عورت کو طلاق دی یا جس مملوک کو آزاد کیا ہے اُس کو طلاق دہندہ یا آزاد کنندہ کہا جائیگا یا نہین عہ اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے حالانکہ بالاتفاق طلاق یا عتاق کا واقع ہونا ثابت نہین ہوا پس اگر ایک شخص نے قسم کھائی کہ واللہ مین آج کے روز اپنی جورو کو ایک طلاق یا تین طلاق دونگا پس اُسی روز اس عورت سے کہا کہ تجھپر تین طلاق ہین انشاء اللہ تعالے یا کہا کہ تجھپر تین طلاق بعوض ہزار درم کے ہین پس عورت نے کہا کہ مین نہین قبول کرتی ہون تو اس شخص کی قسم پوری ہو جائیگی اور اپنی قسم مین جھوٹا نہو گا اور اسی کو مشائخ بلخ نے اختیار کیا ہے اور ایسا ہی امام ابو حنیفہ سے مروی ہے حتے کہ امام اعظم سے صریح اس طرح مروی ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ واللہ آج کے روز اپنی جورو کو تین طلاق دونگا یا کہا کہ ایک طلاق دونگا تو اسمین حیلہ یہ ہے کہ اس سے کہے کہ تجھکو طلاق ہے اگر اللہ تعالے چاہے یا کہے کہ تجھپر تین طلاق بعوض ہزار درم کے ہین اور عورت اسکو قبول نہ کرے پس وہ مرد اپنی قسم مین جھوٹا نہو گا اور اسکی قسم پوری ہو جائیگی اور اسی طرح اگر فروخت کرنے کی قسم کھائی تو بطور بیع فاسد فروخت کر دے کہ قسم اُتر جائیگی پس اُسکا فروخت کنندہ ہونا اور موجب ملک ہونا اعتبار کیا جائےگا اگرچہ ملک ثابت نہین ہوئی پس ایسا ہی طلاق مین استثنا ہونے کی صورت مین بھی وہ طلاق دہندہ اعتبار کیا جائیگا اگرچہ اس سے طلاق واقع نہو گی اور ہمارے مشائخ فرماتے ہین کہ وہ طلاق دہندہ نہو نگا اور اسکو

عہ یعنی وہ شخص ایسا کرنے والا ہوگا یا نہو گا ۱۲ منہ

اُنھون نے ظاہر الروایۃ کا حکم قرار دیا ہی اور نیز مسئلہ متقدمہ مین فرمایا کہ قسم کھانے والا اپنی قسم مین ظاہر الروایۃ کے موافق سچا نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین آج تجھے تین طلاق نہ دون تو تجھپر تین طلاق ہین تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ اس سے کہے کہ تجھپر تین طلاق بعوض اسقدر مال کے ہین اور عورت اسکو قبول نہ کرے پس ایک روایت کے موافق امام اعظم سے مروی ہی کہ طلاق واقع نہ ہوگی اور اسی پر فتوی ہی- اگر ایک شخص نے اپنی جورو کو طلاق بائن دیدی پھر اس سے انکار کیا تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ عورت مذکورہ ایسے گھر مین داخل ہو جہان اسکا شوہر ہی پس اس کے شوہر سے کہا جاوے کہ تو نے ایک عورت سے نکاح کیا اور وہ اس گھر مین ہی پس وہ کہے گا کہ میری کوئی جورو اس گھر مین نہین ہے پس اس سے کہا جاوے کہ تیری ہر عورت جو اس دار مین ہو اسکو طلاق ہی پس جب وہ ایسا حلف کرلے تو عورت مذکورہ ظاہر ہو جاوے پس اسکی طلاق ظاہر ہو جائیگی- اگر ایک شخص نے قسم کھائی کہ فلان شخص سے کلام نہ کریگا اور اگر اس سے کلام کرے تو اسکی جورو پر تین طلاق ہین تو اسمین حیلہ یہ ہی کہ جورو کو ایک طلاق بائن دیدے اور اسکو چھوڑدے یہانتک کہ اسکی عدت گذر جاوے پھر فلان شخص سے کلام کرے پھر اسکے بعد اس عورت سے نکاح کرلے یہ سراجیہ مین ہے

آٹھوین فصل- خلع[عہ] کے بیان مین- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تجھپر تین طلاق ہین اگر تو مجھ سے خلع کی درخواست کرے اگر مین تجھ سے خلع نہ کرون- اور عورت مذکورہ نے اپنے مملوکون کے آزاد ہو جانے پر اپنے مال کے صدقہ کی قسم کھائی اگر اس سے رات ہونے سے پہلے خلع نہ مانگے پس مرد مذکور امام ابوحنیفہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اسنے دریافت کیا تو امام رحمہ اللہ نے عورت مذکورہ سے فرمایا کہ تو اس سے خلع کی درخواست کر پس اسنے اپنے شوہر سے کہا کہ مین تجھ سے درخواست کرتی ہون کہ تو مجھے خلع کردے پس امام ابوحنیفہ نے اسکے شوہر سے فرمایا کہ تو کہہ کہ مین نے تجھے ہزار درم پر خلع دیا کہ تو ان ہزار درم کو مجھے دے پس اسکے شوہر نے یون ہی کہا پھر امام ابوحنیفہ نے عورت مذکورہ سے فرمایا کہ تو کہہ مین اسکو نہین قبول کرتی ہون پس عورت مذکورہ نے اس سے کہا کہ مین اسکو نہین قبول کرتی ہون پھر امام رحمہ اللہ نے دونون سے فرمایا کہ تم دونون میان بیوی جاؤ تم دونون کی قسم اُتر گئی - اور دوسرا حیلہ جبکہ عورت مذکورہ نے اپنے مملوکون کے آزاد ہو جانے اور اپنے مال کے صدقہ کی قسم کھائی ہی تو عورت مذکورہ کیواسطے حیلہ یہ ہی کہ عورت مذکورہ اس سبکو ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کرے جسپر اسکو اعتماد[سہ] ہو پھر وہ تمام دن گذر جاوے اور رات ہونے سے پہلے شوہر سے خلع کی درخواست نہ کرے یہانتک کہ جب رات آوے گی تو اسکی قسم اُتر جاویگی مگر قسم کی جزا کچھ نہوگی اسواسطے[عہ] کہ اسکی ملک مین کچھ مال ہی نہین ہی پھر اس کے بعد مشتری سے بیع کا اقالہ کرلے یہ محیط مین ہے -

عہ اور قسم کا کفارہ ادا کریگا ۱۲ عہ یعنی مسائل خلع مین حیلہ کرنے کے بیان مین ۱۲ منہ سہ یعنی یہ اعتماد ہو کہ وہ بیع کا اقالہ کردیگا ۱۲ منہ

نوین فصل قسمون کے بیان مین - ایک مرد نے قسم کھائی کہ کوفہ مین تزوج نہ کریگا تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ مرد مذکور اور عورت کا ولی دونون کوفہ سے باہر جا کر عقد نکاح قرار دین اور ایجاب و قبول مع گواہون کے پورا ہو جاوے پس وہ مرد اپنی قسم مین حانث نہوگا - اور دوسرا حیلہ یہ ہو کہ مرد مذکور کسی مرد کو وکیل نکاح کر دے پھر وکیل اور عورت دونون کوفہ سے باہر چلے جاوین اور وہان جا کر عقد نکاح قرار دین تو موکل مذکور اپنی قسم مین حانث نہوگا اور معتبر اس باب مین وکیل کا حانث ہوتا ہو نہ موکل کا - اگر ایک مرد نے قسم کھائی کہ بخارا مین اپنی عورت کو طلاق نہ دیگا تو بقیاس مسئلہ نکاح مذکورہ بالا کے یہ حیلہ ہو کہ خود بخارا سے باہر جا کر اسکو طلاق دیدے یا کسی کو وکیل کر دے کہ وہ بخارا سے باہر جا کر اسکو طلاق دیدے پس قسم کھانے والا حانث نہوگا - ایک شخص نے سفر کا قصد کیا پس اسکی جورو نے اس سے قسم چاہی کہ ہر باندی جسکو وہ خریدے وہ آزاد ہو پس اگر عورت مذکورہ نے اسکو اس طور پر قسم دلائی تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ قسم کے جواب مین کہے کہ ہان اور اس ہان کہنے سے دل مین کوئی خاص شہر یا گانون مراد لے پس جب اس طرح ارادہ نیت مین کر لیا پس اس شہر یا گانون کے سوائے دوسری جگہ باندی خریدے تو وہ آزاد نہوجائیگی اور اس مسئلہ سے یہ اشارہ نکلتا ہو کہ اگر کسی نے دوسرے کو قسم دلائی اور اس دوسرے نے اسکے جواب مین کہا کہ ہان تو یہ کافی ہو اور یہ شخص اس قسم کے ساتھ جو اسکو دلائی ہو قسم کھانیوالا ہو جائیگا حالانکہ یہ صورت ایسی ہو کہ اسمین متاخرین مشائخ نے اختلاف کیا ہو بعضون نے کہا کہ ہان کر دینا کافی نہین ہو بلکہ قسم کی تصریح کرنی ضرور ہو اور بعضون نے کہا کہ ہان کر دینا کافی ہو اور یہی مسئلہ مذکورہ اسپر دلیل ہو اور یہی صحیح ہو یہ ذخیرہ مین ہو ایک شخص نے قسم کھائی کہ اگر مین ایسا کرون تو میرا غلام آزاد ہو اور تمام میرا مال جس کا مین مالک ہون سب صدقہ ہو تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ یہ سب مال اپنے شخص کو جسپر اسکو اعتماد ہو ہبہ کر دے اور اسکے سپرد کر دے پھر اس فعل کو کرے پھر جسکو ہبہ کیا ہو اس سے ہبہ رجوع کر کے واپس لے - ایک شخص نے یہ چاہا کہ اپنی باندی کو مکاتب کر دے اور اس سے وطی بھی کرے تو وہ شخص اس باندی کو اپنے فرزند صغیر کو ہبہ کر دے پھر اس سے نکاح کرے بشرطیکہ اسکے نکاح مین کوئی عورت حرہ نہو پھر اس سے جو اولاد پیدا ہو گی وہ آزاد ہو گی یہ سراجیہ مین ہو - اور عیون مین لکھا ہو کہ اگر ایک شخص نے چاہا کہ اپنے غلام کو مدبر کرے لیکن اس طرح مدبر کرے کہ اسکو اس غلام کے فروخت کا بھی اختیار رہے تو اس غلام سے یون کہے کہ اگر مین ایسی حالت مین مرون کہ تو میری ملک مین ہو تو تو آزاد ہو تو یہ جائز ہو اور جب وہ مر گیا تو غلام مذکور آزاد ہوگا ایسا ہی حسن بن زیاد نے امام اعظم رحمہ سے روایت کی ہو کہ ایسے مدبر کی بیع جائز ہو یہ تاتارخانیہ مین ہو

سلہ قال المترجم یعنی علما کے نزدیک قسم کا مدار قسم دلانے والے کی نیت کے موافق ہوتا ہو اور میرے نزدیک تفصیل ارجح ہو یعنی ظالم ہو تو مظلوم کی نیت پر ہو اور مظلوم ہو تو اسکی نیت پر ہو واللہ اعلم ۱۲ منہ ۵ اور وکیل نے اس صورت مین قسم نہین توڑی کہ باہر چلا گیا ہو ۱۲ منہ ۵ یعنی عورت کا مطلب یہ ہو کہ وہ کوئی باندی نہ خریدے شاید کہ اسکو ام ولد بنا دے ۱۲ منہ

اگر زید کے عمرو پر سو درہم قرضہ ہوں پس زید نے کہا کہ اگر میں آج کے روز ان سو درہم کو متفرق لوں تو میرا غلام
آزاد ہے تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ سو درہم مذکورہ میں سے کوئی ٹکڑا متفرق لے یا اکٹھا لے لے۔ اور اگر اسنے کہا اگر میں
آج کے روز ان سو درہم کو سوائے اکٹھا کے وصول کیا تو میرا غلام آزاد ہے پھر اس سے اکٹھا سو درہم وصول
کیے لیکن اسمیں کوئی درہم ستوق پایا اور چاہا کہ اسکو بدل لے اور قسم جھوٹی نہو تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ اسکو دوسرے
روز بدلے پس قسم جھوٹی نہ ہوگی اسی طرح اگر اسنے بالکل تبدیل ہی نہ کیا تو بھی قسم جھوٹی نہ ہوگی اور اگر
اسنے اسی روز اس درہم کو بدل لیا تو قسم جھوٹی ہوجائیگی۔ اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں سے اپنا حق لے لیگا
یا وصول کرلیگا پھر اسکو یہ مصلحت پیش آئی کہ خود اس سے نہ وصول کرے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ کسی دوسرے
کو وکیل کردے کہ وہ اس سے وصول کرے پس قسم جھوٹی نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر اس کو یہ مصلحت پیش آئی کہ
جس فلاں سے لینے کی قسم کھائی ہے اسکے ہاتھ سے وصول نہ کرے تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ اس فلاں کے وکیل
کے ہاتھ سے وصول کرلے تو بھی قسم جھوٹی نہ ہوگی اسی طرح اگر اسنے ایسے شخص کے ہاتھ سے وصول
کیا جسنے فلاں مذکور کی طرف سے اسکے حکم سے مال مذکور کی کفالت کی ہے یا ایسے شخص سے وصول کیا
جسپر فلاں مذکور نے یہ مال اُترا دیا ہے تو بھی قسم پوری ہوگی ایسا ہی امام قدوریؒ نے ذکر فرمایا ہے اور
عیون میں ایک مسئلہ مذکور ہے جو اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اسکی قسم جھوٹی ہوجائیگی اور اسکی صورت یوں
مذکور ہے کہ زید نے قسم کھائی کہ آج کے روز اپنا قرضہ اپنے قرضدار عمرو سے وصول نہ کریگا پھر اسی روز عمرو
کے وکیل سے وصول کیا تو قسم جھوٹی ہوجائیگی اور اگر متطوع[ع] سے وصول کیا تو جھوٹی نہ ہوگی اسی طرح اگر
قرضدار کے کفیل سے یا ایسے شخص سے جسپر قرضدار نے اترا دیا ہے وصول کیا تو بھی قسم جھوٹی نہوگی اور
قدوری میں لکھا ہے کہ اگر قرضدار نے قسم کھائی کہ میں فلاں شخص کو اسکا حق[ع] دیدونگا پس اسنے اپنے وکیل کو ادا
کرنے کا حکم دیا یا کسی پر اُترا دیا جس سے قرضخواہ نے وصول کرلیا تو قرضدار مذکور کی قسم پوری ہوجائیگی اور
اگر قرضدار مذکور کی طرف سے کسی شخص نے بطور احسان ادا کردیا تو قرضدار مذکور کی قسم جھوٹی ہوجائے گی اور اگر
اسنے کہا کہ میری یہ مراد تھی کہ فعل بنفس خود کرونگا تو قضاءً و دیانۃً اسکے قول کی تصدیق کی جائیگی اور نیز قدوری
میں لکھا ہے کہ اگر قرضدار نے قسم کھائی کہ اسکو نہ دیگا پھر اس کو ان صورتوں میں سے کسی صورت سے دیا تو حانث
ہوجائیگا اور اگر اسنے کہا کہ میری یہ مراد تھی کہ میں خود بنفسہ اسکو نہ دونگا تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی
اور دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ اسکی تصدیق کیجائیگی اور کوئی تفصیل نہیں فرمائی اور صحیح وہی ہے جو ہم نے پہلے
بیان کیا ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے سے کوئی اسباب چکایا اور بائع نے بارہ درہم سے
کم کے عوض دینے سے انکار کیا پس مشتری نے کہا کہ اسکا غلام آزاد ہے اگر وہ بارہ درہم کو خریدے پھر مشتری
مذکور کی رائے میں آیا کہ اسکو خریدے تو یہ حیلہ کرنا چاہیے کہ اسکو گیارہ درم اور ایک دینار کے عوض خریدے یا بائع

سئلہ کوئی غیر احسان کرنیوالا ۱۲ منہ عسہ یعنی اپنے بطور احسان عمرو کا قرضہ ادا کردیا ۱۲ منہ عسہ یعنی آجکے روز مثلاً ۱۲ منہ عسہ یعنی اگر بائع نے قسم کھائی ۱۲

اسکو گیارہ درم و ایک کپڑے کے عوض فروخت کرے اور قسم مین حانث نہوگا اور یہ جو مذکور ہوا یہ جواب قیاس ہی اور موافق حکم استحسان کے وہ شخص حانث ہوجائیگا چنانچہ امام محمدؒ نے ذکر فرمایا ہے کہ اگر ایک شخص نے قسم کھائی کہ اپنا غلام دس درم کو فروخت نہ کریگا الا جبکہ دس سے اکثر یا زائد کے عوض ہو پھر اسکو نو درم و ایک دینار کے عوض فروخت کیا تو قیاساً حانث نہوگا اور استحساناً حانث ہوگا اور اس صورت مین امام محمدؒ نے یہ صورت ذکر نہین فرمائی کہ اگر اسنے نو درم اور ایک کپڑے کے عوض فروخت کیا تو کیا حکم ہی اور ہمارے مشایخ نے فرمایا کہ قیاساً و استحساناً قسم مین حانث ہوگا اسواسطے کہ درم و کپڑا قیاساً و استحساناً دو جنس مختلف ہین پس کپڑے کے ساتھ ملانے سے درمون مین زیادتی نہو جائیگی پس ایسی بیع قسم مذکور سے مستثنیٰ نہ ہوگی بلکہ قیاساً و استحساناً قسم کی تحت مین داخل ہوگی۔ اور اگر یون قسم کھائی کہ اپنا غلام دس درم کو فروخت نہ کریگا حتیٰ کہ زیادہ کیا جاوے پھر اسکو ضرورت پیش آئی کہ غلام مذکور کو فروخت کرے اور اسنے کوئی ایسا مشتری نپایا جو اسکو دس درم سے زیادہ دے تو فرمایا کہ اسکو چاہیے کہ نو درم کے عوض فروخت کرے اور قسم مین حانث نہوگا۔ حالانکہ چاہیے یہ ہی کہ حانث ہوجائے اسواسطے کہ اسنے اپنی پوری قسم یہ ٹھہرائی ہی کہ دس درم سے زائد کے عوض فروخت کریگا حالانکہ یہ غایت پائی نہین گئی پس قسم باقی رہی پس واجب ہوا کہ حانث ہوجاوے جیسے کہ دس درم کے عوض فروخت کرنے کی صورت مین ہی لیکن اسکا جواب یہ ہی کہ حانث ہونا بقاے قسم پر نہین آتا ہی بلکہ شرط حانث ہونے کی جب پائی جاوے تو حانث ہوتا ہی لیکن اس شرط کا پایا جانا بھی ایسی حالت مین ہونا چاہیے کہ جب قسم باقی ہو پس درصورتیکہ اسنے نو درم کے عوض فروخت کیا ہو تو حانث ہونے کی شرط نہ پائی گئی جیسا کہ اوپر بیان گذرا پس حانث ہونے کی شرط نہ پائی جانے کی وجہ سے حانث نہوگا اور یہ وجہ نہین ہی کہ قسم نہین باقی رہی ہے اور درصورتیکہ اسنے دس درم کے عوض فروخت کیا تو حانث ہونے کی شرط پائی گئی درحالیکہ قسم بھی باقی ہے پس حانث ہوگا اور یہ سب جامع سے منقول ہی اور اسمین سے مسئلہ اخیرہ کو ہشام نے اپنی نوادر مین امام ابو یوسف سے روایت کیا ہی اور فرمایا کہ قیاس یہ ہی کہ حانث نہو اور ہم قیاس ہی کو اختیار کرتے ہین یہ محیط مین ہی اور اگر یہ قسم کھائی کہ فلان شخص کے ہاتھ یہ کپڑا ثمن کے عوض تا ابد فروخت نہ کریگا تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ فلان مذکور اور کسی دوسرے[عہ] کے ہاتھ فروخت کرے پس اپنی قسم مین حانث نہوگا یعنی ۱۲ اور دوسرا حیلہ یہ ہی کہ کسی اسباب کے عوض فروخت کرے اور حیلہ دیگر یہ ہی کہ کسی شخص کو وکیل کردے کہ وہ وکیل اسکو اس شخص کے ہاتھ جس کے ہاتھ فروخت نہ کرنے کی قسم کھائی ہی فروخت کرے تو حانث نہوگا چنانچہ ایمان[سلہ] الاصل مین مذکور ہے کہ اگر ایک شخص نے قسم کھائی کہ خرید و فروخت نہ کریگا پس اسنے دوسرے آدمی کو وکیل کردیا کہ خرید و فروخت کرے تو حانث نہوگا لیکن اگر یہ شخص قسم کھانے والا سلطان ہو کہ ایسے امور کا بہ نفس خود متولی نہین ہوا ہی تو وکیل کرکے خرید و فروخت کرنے سے بھی حانث ہوجائیگا اور یہ مسئلہ معروف ہی۔ اور حیلہ دیگر آنکہ جسکے ہاتھ فروخت

[سلہ] قال المترجم باب قسم مین جو کچھ مذکور ہی وہ ٹھیک ہی اور اس حیلہ مین تامل ہی واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ [عہ] دونون کے ہاتھ ۱۲

نہ کرنے کی قسم کھائی ہو اسکے ہاتھ کوئی فضولی فروخت کرے پھر مالک کو خبر دے پھر مالک یعنی قسم کھانیوالا اسکی بیع کی اجازت دیدے تو بھی قسم مین حانث نہوگا یہ ذخیرہ مین ہو ۔ اگر کسی نے کہا کہ اگر مین نے یہ غلام خرید کیا تو وہ آزاد ہو پھر اسکی راے مین یہ آیا کہ اس غلام کو خرید کرنا چاہیے تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ اس شرط سے خریدے کہ اس بیع مین بائع کو خیار حاصل ہو پس قسم مین حانث نہوگا اور حیلہ دیگر بنا بر قول امام اعظم کے یہ ہو کہ اس شرط سے خریدے کہ مشتری کو تین دن خیار ہو کیونکہ امام اعظم کے نزدیک خیار مشتری اس امر سے مانع ہوتا ہو کہ مبیع ملک مشتری مین داخل ہو پس محض خرید کرتے ہی غلام مذکور مشتری کی طرف سے آزاد نہ ہو جائیگا مگر قسم عہ اُترجائیگی کذافی المحیط ۔ اور ایسا ہی امام خصاف رحمہ اللہ نے اس حیلہ کو بیان کیا ہے مگر اسمین ایک طرح کا شبہہ ہو کیونکہ امام محمدؒ نے جامع صغیر مین بیان فرمایا ہے کہ اگر ایک شخص نے قسم کھائی کہ اگر مین اس غلام کو خریدون تو یہ آزاد ہو پھر اسکو اس شرط سے خریدا کہ اسکو خیار حاصل ہو تو آزاد ہو جائیگا اور اسمین کوئی اختلاف بیان نہین فرمایا اور ہمارے مشائخؒ نے سب امامون کے نزدیک مسئلہ مذکورہ مین یہی حکم نکالا ہو کہ وہ آزاد ہو جائیگا چنانچہ مشائخؒ نے فرمایا کہ صاحبین کے نزدیک ظاہر ہو کہ آزاد ہو جائیگا کیونکہ انکے نزدیک مشتری کا خیار ہونا اس امر سے مانع نہین ہوتا ہو کہ مبیع ملک مشتری مین داخل ہو پس شرط عتق ایسی حالت مین پائی گئی کہ غلام خرید کرنے سے بڑھکر اسکی ملک مین بھی موجود ہو اور امام اعظم کے نزدیک اسوجہ سے آزاد ہو جائیگا کہ مشتری کا خیار شرط اگرچہ مبیع ملک مشتری مین داخل ہونے سے مانع ہو لیکن آزاد ہونا ملک پر معلق نہین ہو بلکہ خریدنے پر معلق کیا گیا ہو اور جو چیز کسی شرط عہ پر معلق ہو وہ شرط پائی جانے کے وقت ایسی ہی ہو جیسے بدون شرط کے محض مرسل للعہ آزاد کیا مثلاً پس گویا اسنے یہ کہا کہ بعد خرید کے یہ غلام آزاد ہے اور حیلہ دیگر آنکہ کسی دوسرے آدمی کے ساتھ شریک ہوکر اس غلام کو خریدے ۔ اور حیلہ دیگر آنکہ اس غلام کے سو حصّون مین سے ننانوے اپنے واسطے خریدے اور باقی ایک حصّہ اپنے فرزند صغیر کے واسطے یا اپنی جورو کے واسطے جورو کے حکم سے خریدے یا اسمین سے ننانوے حصے اپنے واسطے خریدلے اور باقی حصّہ کی نسبت بائع اقرار کردے کہ یہ حصّہ اس مشتری کی ملک ہو ۔ اور علی ہذا اگر کسی دار کی نسبت یون ہی کہا کہ اگر مین اس دار کو خریدون صہ تو چنین وچنان ہو پھر اس دار کے سو حصّون مین سے ننانوے حصّے اپنے واسطے خریدے اور باقی ایک حصّہ اپنے فرزند صغیر یا جورو کیواسطے خرید دے تو بھی حانث نہوگا ۔ اور اگر حصّہ باقی اسکو ہبہ کیا گیا تو غلام وغیرہ کے مانند چیزون مین جو محتمل تقسیم نہین ہین یہ ہبہ صحیح ہو جائیگا اور جو محتمل تقسیم ہین جیسے دار وغیرہ یہ ہبہ صحیح نہوگا ولیکن دونون صورتون مین وہ شخص اپنی قسم مین حانث نہوگا یہ ذخیرہ مین ہو ۔ نوع دیگر کھانے کی صورتون مین ۔ اگر ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے اس گردنان

عہ یعنے جو وکیل وغیرہ نہین ہو ۱۲ منہ عسہ پھر جب خرید کی اجازت دیگا تو اسوقت قسم ہی باقی نہوگی پس آزاد نہوگا ۱۲ منہ مہ یعنے آزاد ہونا بشرط خرید ۱۲ للعہ یون ہی آزاد کیا کسی شرط وغیرہ سے معلق نہ کیا ۱۲ صہ یعنے اس کا غلام آزاد ہو اور اسکا مال صدقہ وغیرہ ۱۲

مین سے کھایا تو تجھے طلاق ہی تو ایسا حیلہ کہ وہ عورت اس گردہ تان کو کھاوے اور اُس پر طلاق واقع نہو امام اعظم رحمہ سے اس طرح روایت کیا گیا ہی کہ عورت مذکورہ کو چاہیے کہ اس روٹی کو چور کرکے شوربے مین ڈالکر خوب بھگاوے کہ بالکل اسمین ملجاوے یعنی مثل لیٹی کے ہوجاوے پھر اسکو کھاوے تو مرد حانث نہوگا اور قدوری مین ایک اور حیلہ بتلایا ہی کہ اگر اسکو خشک کرکے چور کر ڈالے پھر پانی کے ساتھ پی جاوے تو مرد حانث نہوگا اور اگر لیسنے پر کرکے اسکو کھالیا تو حانث ہوگا۔ اور اگر ایک شخص نے قسم کھائی کہ فلان شخص مثلاً زید کا اناج نہ کھاؤنگا پھر قسم کھانے والے کو ضرورت پیش آئی کہ اسکا اناج کھاوے تو چاہیے کہ یہ حیلہ کرے کہ زید اس اناج کو جو مہیا کیا تھا اس حالف کے ہاتھ فروخت کردے پھر حالف اس کو کھاوے تو حانث نہوگا اسی طرح اگر زید نے اسکو ہبہ کردے دیا پھر حالف نے اسکو کھایا تو بھی حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ بیع کردینے اور ہبہ دیدینے سے یہ اناج اسکی ملک ہوگیا پس اسنے اپنا اناج کھایا ہے۔ اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ امام خصاف رح نے اس مقام پر اناج کی بیع مطلقاً جائز فرمائی ہی حالانکہ یہ بیع اسی طور سے جائز ہی کہ یہ اناج مشارالیہ ہو یا بائع کسی مقام کی طرف اشارہ کرے کہ فلان اس خرمن کا یا اُس کھیت کا اناج یا اس کے مثل کسی طور سے اسکو معرفہ کردے اور اگر اسنے مطلقاً رکھا تو بیع جائز نہ ہوگی ایک شخص نے ایک لقمہ اُٹھاکر اپنے منہ مین لیا تاکہ اسکو کھاوے پس زید نے قسم کھائی کہ اگر تو نے یہ لقمہ کھالیا تو زید کی جورو پر طلاق ہی اور عمرو نے یون قسم کھائی کہ اگر تو نے یہ لقمہ اگل ڈالا تو عمرو کی جورو پر طلاق ہے تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ تھوڑا لقمہ کھالیوے اور تھوڑا اگل دے پس دونون قسم کھانے والون مین سے کوئی حانث نہوگا اور اگر لقمہ منہ مین لینے والے نے ہنوز کچھ نہ کیا ہو یہانتک کہ بکر نے آکر اسکے منہ سے لقمہ نکال کر زمین پر ڈالدیا پس اگر بکر نے زبردستی نکال لیا ہی اور جسکے منہ مین ہی وہ اسکو منع کرتا ہی اور روکے جاتا ہے حتے کہ بکر اسپر غالب آیا اور اُسنے نکال لیا تو بھی دونون قسم کھانے والون مین سے کوئی حانث نہوگا محیط مین ہی۔ نوع دیگر زید نے قسم کھائی کہ اگر وہ اس عورت کو نفقہ دے تو اسپر طلاق ہی تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ اس عورت کو کچھ مال ہبہ کردے تاکہ وہ اسمین سے اپنے نفقہ مین خرچ کرے یا اسکے ہاتھ مال فروخت کردے یا اس سے کسی چیز کو بعوض مال کے خریدے یا کوئی چیز اس سے کرایہ لے اور مال کرایہ دیدے کہ وہ اس مال کو اپنے نفقہ مین خرچ کرے پس زید حانث نہوگا اسی طرح اگر اسکو کوئی دوکان مثلاً ہبہ کردی جسکے کرایہ سے وہ اپنا گزارہ کرے یا بہت تھوڑے کرایہ پر اسکو وہ دوکان کرایہ دیدی تاکہ اسنے دوکان کو کرایہ پر چلا کر اسکے کرایہ سے اپنا نفقہ چلایا تو بھی حانث نہوگا اور وجہ دیگر آنکہ عورت مذکورہ اپنے شوہر کو اجارہ پر مقرر کرے کہ اسقدر ماہواری اسکو دیگی اور شوہر اسکے واسطے انواع تجارت مین

سلہ یا کسی دوسری عورت کو نفقہ دینے پر اپنی عورت کی ولادت کی قسم کھائی ۱۲ منہ عسہ یعنی اشارہ کرکے معین کیا گیا ہو ۱۲

عسہ یعنے دوسرے کی چیز ہزار روپیہ کو خریدے ۱۲ منہ

کوشش کرے پس شوہر کی کمائی تجارت کی اس عورت کی ہوگی کہ جس مین سے اپنے نفقہ مین اور اپنے شوہر کے نفقہ مین خرچ کریگی اور یہ حیلے ظاہر ہین۔ اور مسائل نفقہ کی جنس سے وہ مسئلہ جو حیل الاصل مین مذکور ہی کہ زید نے عمرو کو مال دیا پھر زید نے کہا کہ اگر تو اس مال کو سواے اپنے اہل وعیال کے خرچ کرے تو زید کی جورو پر طلاق ہی پھر عمرو نے چاہا کہ اس مال سے اپنا قرضہ جو اسپر آتا ہو ادا کرے اور باقی اپنے اہل وعیال کے خرچہ مین صرف کرے پس آیا زید حانث ہوگا یا نہوگا سو نسر مایا کہ نہین حانث ہوگا جبتک کہ عمرو کل مال مذکور کو اہل وعیال کے سواے دوسری جگہ خرچ نکرے یہ محیط مین ہے
شیخ الاسلام ابوالحسن سے دریافت کیا گیا کہ زید کی دو جورو ہین ایک ہندہ اور دوسری صالحہ پس ایک نے مثلاً ہندہ نے اس سے کہا کہ صالحہ کو طلاق دیدے اور زید کو بہت تنگ کیا کہ زید نہایت مجبور ہوا حالانکہ زید کی نیت مین نہین ہی کہ وہ صالحہ کو طلاق دے تو اس کا طریقہ یہ ہی کہ صالحہ کے نام کی دوسری عورت سے نکاح کرے پھر ہندہ سے کہے کہ مین نے اپنی جورو صالحہ کو طلاق دی۔ اور اس سے مراد وہ عورت لے جس سے بالفعل نکاح کیا ہی اور وجہ دیگر یہ ہی کہ اس عورت اور اسکے باپ کا نام اپنی بائین ہتھیلی پر لکھے پھر اپنے دائین ہاتھ سے اس لکھے ہوے کی طرف اشارہ کرے اور کہے کہ مین نے اس فلانہ بنت فلان کو طلاق دی پس ہندہ کو وہم ہوگا کہ اسنے اسی عورت کو طلاق دیدی جسکی طلاق کی ہندہ نے درخواست کی تھی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر ایک جماعت چند آدمیون کی ایک شخص کے پاس گھس گئی اور اسکا سب مال لے لیا اور اسکو قسم دلائی کہ کسی کو انکے نام کی خبر نہ دے تو نامون سے آگاہ کرنے کا یہ طریقہ ہی کہ اس شخص سے کہا جاوے کہ ہم تیرے سامنے بہت سے نام والقاب بیان کرتے ہین پس جو شخص ان چورون مین سے نہو اسکے نام پر تو نہین کرنا اور جب ہم چور کا نام لیتے تو خاموش ہو جاتا یا کہنا کہ مین کچھ نہین کہتا ہون پس اس طریقہ سے بھید ظاہر ہو جائیگا اور وہ شخص اپنی قسم مین حانث نہوگا۔ ایک شخص کو معلوم ہوا کہ امیر شہر کا ارادہ ہی کہ اس سے قسم لے کہ وہ سلطان کی مخالفت[1] نہ کریگا تو اسکو چاہیے کہ اپنی بائین ہتھیلی پر وہ بادشاہ کو لکھے پھر جب اس سے قسم لی جاوے کہ اگر تو اس بادشاہ کی مخالفت کرے تو تیرے مملوک آزاد ہین یا تیری عورتون پر طلاق ہی تو اسکو چاہیے کہ اپنی قسم کھانے کے وقت اس بادشاہ کی طرف اشارہ کرے جو اسکی بائین ہتھیلی پر لکھا ہی[12] اور اپنے دونون ہاتھون کو جیب کی آستین مین اندر رکھے اور کہے کہ مین اس بادشاہ کی مخالفت نہ کرونگا یہ سراجیہ مین ہی دو آدمیون مین سے ہر ایک نے قسم کھائی کہ مین دوسرے سے پہلے اس دار مین قدم نہ رکھونگا تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ دونون ساتھ ہی معاً اندر قدم رکھین اسی طرح کلام کرنے مین قسم کھانے کی صورت مین بھی یہی حیلہ ہی کہ اگر دونون مین سے ہر ایک نے قسم کھائی کہ دوسرے سے پیشتر مین کلام کرنے مین ابتدا نہ کرونگا تو چاہیے کہ دونون ایک ساتھ کلام کرین

[1] قال اس حیلہ سے یہ غرض ہی کہ امور غیر مشروع مین ایسی قسم عائد نہو ورنہ سلطان عادل سے مخالفت کرنے مین حیلہ کرنا گناہ ہو ۱۲

پس دونون مین سے کوئی حانث نہوگا اور اگر ایک شخص نے قسم کھائی کہ زید کے دار مین داخل نہوگا پس وہ زبردستی داخل کیا گیا تو حانث نہوگا لیکن یہ اس صورت مین ہو کہ جب اسکو کسی دوسرے نے لاد کر مکان کے اندر داخل کردیا ہو اور اگر اسپر جبر کیا کہ اندر داخل ہو یہانتک کہ وہ مجبور ہو کر اندر داخل ہوا تو ہمارے نزدیک حانث ہوجائیگا اگر زید نے قسم کھائی کہ عمرو کے پاس داخل نہوگا یعنی عمرو وہان ہووے تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ زید پہلے وہان داخل ہوجاوے پھر اسکے بعد اسکے پیچھے عمرو داخل ہو تو زید[1] حانث نہوگا یہ محیط مین ہو۔

دسوین فصل عتق وتدبیر وکتابت مین

(آزاد کرنا، مدبر کرنا، ومکاتب کرنا ۱۲)

ایک مرد کی ایک باندی ہو اسنے باندی مذکورہ کے سامنے عتق و تدبیر کو پیش کیا مگر اسنے اسکو مکروہ جانا اور کہا کہ میرے نزدیک بیع نسمہ پسند ہو اور بیع نسمہ یہ ہو کہ ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کیجاوے جو اسکو آزاد کرنے کے واسطے خریدنا چاہتا ہو پس مولی نے چاہا کہ یہ وصیت کردے کہ یہ باندی ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کیجاوے جو اسکو بیع نسمہ خریدنا چاہتا ہو اور یہ معلوم ہو کہ ثمن مثل سے کسی قدر گھٹانا ضرور ہو کہ مشتری اسکے خریدنے مین رغبت کرے حالانکہ اگر مولی اس طرح وصیت کرتا ہو کہ فروخت کیجاوے اور اسکے ثمن سے مشتری کے ذمہ سے کچھ گھٹا دیا جاوے تو یہ وصیت صحیح نہین ہو اسواسطے کہ یہ وصیت مجہول[2] کیواسطے ہو اور مجہول کیواسطے وصیت جائز نہین ہو تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ مولی اس طرح وصیت کرے کہ اس باندی کو ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کرو جسکو یہ باندی پسند کرے اور اس شخص کے ذمہ سے اسکے ثمن مین سے ہزار درم کم کردو پس جب یہ باندی پسند کریگی کہ اس مرد مثلاً زید کے ہاتھ فروخت کی جاوے اور اسکو معین کریگی تو وہی وصیت مذکورہ کیواسطے متعین ہوجائیگا کہ بیع مین اسی کے ساتھ محابات کیجائیگی پس اس شخص سے کہا جائیگا کہ فلان شخص نے اس امر کی وصیت کی ہو کہ یہ باندی تیرے ہاتھ بطور بیع نسمہ کے اسکے ثمن مثل کے عوض فروخت کیجاوے اور تیرے ذمہ سے اسکے ثمن سے اسقدر درم (مثلاً ہزار ۱۲) گھٹا دیے جاوین پس اگر تجھکو منظور ہو تو تیرے ہاتھ فروخت کیجاوے۔ زید کی ایک باندی ہو اسنے اپنے مولی سے درخواست کی کہ مجھکو آزاد کرکے اپنے ساتھ مجھ سے نکاح کرے اور زید نے اسکو مکروہ جانا مگر یہ چاہا کہ اسکا دل خوش کردے تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ اسکو کسی مرد معتمد کے ہاتھ اسکے خریدنے سے فروخت کرے یا اسکو ہبہ کردے اور موہوب لہ مذکور اسپر قبضہ کرے پھر وہ شخص اسکو ہبہ یا بیع کے گواہون کے سامنے آزاد کردے پھر زید انھین کے سامنے اسکے ساتھ نکاح کرے پھر جسکے ہاتھ فروخت کی ہو اس سے کہے کہ میرے ساتھ اسکی بیع کا اقالہ کرے پھر جب وہ بیع کا اقالہ کرلیگا تو نکاح فسخ ہوجائے گا اور باندی مذکورہ (باندی سے خفیہ ۱۲) اسکی ملک مین آجائیگی پس اسکو اختیار ہوگا کہ اس سے ملکیت کی وجہ سے وطی کرے اور باندی انمین سے کسی بات سے واقف نہوگی پس باندی کا دل خوش ہوجائیگا حالانکہ باندی مذکورہ اسکی ملک ہوگی یہ محیط مین ہو۔ ایک غلام زید وعمرو کے

---

[1] قال المترجم یہ حیلہ اگر قسم بزبان عربی ہو کہ لا یدخل علی فلان تو بلاشک درست ہو اور قسم بزبان اردو یا فارسی ہو تو اس حیلہ کی صحت مین تامل ہو واللہ تعالی اعلم بہرحال بہتر ہو کہ ایسی حالت مین اس حیلہ سے درگذرے ۱۲ منہ

[2] موصی یعنی مشتری مجہول ہے ۱۲

درمیان مشترک ہو انمین سے ایک شریک نے مثلاً زید نے اپنا حصّہ مکاتب کیا تو امام ابو یوسف و امام محمدؒ کے
نزدیک پورا غلام مکاتب ہو جائیگا اور عمرو اسکے شریک کو اختیار ہوگا کہ چاہے پورے غلام کی کتابت کو
باطل کردے اور چاہے زید سے اپنے حصّہ کی قیمت سے لے پس اگر ہر ایک نے چاہا کہ ہر ایک کا حصّہ غلام
مکاتب ہو جاوے اور کوئی اپنے شریک کیواسطے ضامن نہو تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ دونون ایک شخص کو وکیل
کردین تو دونون کا حصّہ ایک ہی کلمہ کے ساتھ معًا مکاتب کردے پس وکیل مذکور اس غلام سے کہے گا
کہ مین نے تجکو تیرے دونون مولاؤن کی طرف سے اسقدر مال پر مکاتب کیا پس اگر غلام نے اسکو
قبول کرلیا تو دونون مولاؤن کی طرف سے مکاتب ہو جائیگا اور صاحبینؒ کے نزدیک اور نیز امام ابو حنیفہؒ
کے نزدیک دونون مین سے کوئی مولی اپنے شریک کے واسطے کچھ ضامن نہوگا پھر جب کوئی مولی اس کے بدل
کتابت مین سے کچھ وصول کریگا تو اس وصول شدہ مین دوسرا شریک اس سے بٹائی کرسکتا ہے خواہ دونون
مولاؤن کی کتابت کا عوض ایک ہی جنس سے ہو یا مختلف جنس سے ہو۔ پھر اگر دونون نے چاہا کہ باوجود اسکے
کہ ہر ایک کا حصّہ مکاتب ہو جاوے یہ بھی ہو کہ مکاتب سے وصول کردہ مال مین دوسرا شریک
بٹائی نہ کرسکے تو یہ حیلہ ہے کہ دونون ایک شخص کو وکیل کرین کہ وہ اس غلام کو مکاتب کردے اور
وکیل مذکور اس غلام کے ذمہ دونون مین سے ہر ایک کے حصّہ مین تفصیل کردے خواہ معاوضہ کتابت مین
دونون کا یکسان حصہ بیان کرے یا مختلف بیان کرے پس وکیل اس غلام سے کہے گا کہ مین نے تیرے
دونون مولاؤن کی طرف سے تجکو ایک ہزار پانچسو درم پر مکاتب کیا جسمین سے حصّہ زید ہزار درم ہوا اور
حصۂ عمرو پانچسو درم ہوا اور غلام کہے کہ مین نے اس سب کو قبول کیا یا وکیل مذکور کہے کہ مین نے تجکو ایک ہزار
درم و پچاس دینار پر مکاتب کیا جسمین سے ہزار درم حصّہ زید اور پچاس دینار حصّہ عمرو ہین اور غلام کہے
کہ مین نے اس سب کو قبول کیا پس جبکہ وکیل نے اس طرح کیا تو اسنے مضبوطی کردی اور دونون مین کوئی
دوسرے کے واسطے کچھ ضامن نہوگا جو کچھ ایک مولی وصول کریگا اسمین دوسرا مولی شریک نہین ہوسکتا ہے
اور شرکت و بٹائی نہ کرسکنے کے حق مین ایسا ہوگیا کہ جیسے اسنے مکاتب کرنے مین جدا جدا مکاتب کیا ہو یہ
تاتارخانیہ مین ہے۔ زید کا ایک غلام ہے اُسنے چاہا کہ اس غلام کو آزاد کردے[سلہ] مگر زید بیمار ہے اور اسکو یہ خوف ہے
کہ باوجودیکہ یہ غلام اُسکے تہائی مال سے برآمد ہوتا ہے لیکن اُسکا وارث اسکی وفات کے بعد ترکہ سے انکار کریگا
حتی کہ یہ غلام تہائی سے برآمد نہوا اور وہ اس غلام کو ماخوذ کرے کہ بقدر حق[سہ] وارث کے وارث کو سعایت کرکے
ادا کرے تو امام خصافؒ نے فرمایا کہ اسکا حیلہ یہ ہے کہ غلام مذکور کو اسی کے ہاتھ بعوض مال کے فروخت کردے

سلہ یعنے اس بات کا حیلہ کہ غلام مذکور آزاد ہو جاوے اگرچہ اسپر مال کا مواخذہ ہوسکے اسواسطے کہ اگر مریض نے غلام مذکور کو اسکے مثل
داموں کے کم پر فروخت کیا تو محابات مین سے بھی بقدر تہائی کے جائز ہوگی اور زائد کیواسطے ماخوذ ہوگا لیکن اس طرح ماخوذ ہوگا کہ وہ آزاد ہے مگر قرضدار
ہے ۱۲ منہ عہ مثلاً درم ہون ۱۲ عہ مثلاً درم و کپڑے ہون ۱۲ منہ سہ مثلاً بالکل ترکہ سے انکار کیا تو دو تہائی قیمت سعی کرکے اسکے ترکہ ۱۲

اور گواہون کے سامنے یہ مال وصول کرے پس جب غلام نے اپنے آپ کو خرید کیا تو اُسی وقت آزاد ہو جائیگا اور مال سے اسوجہ سے بری ہو جائے گا کہ مولے نے اسکو اس سے وصول کر لیا ہے۔ اور شیخ شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ امام خصافؒ نے یہ شرط لگائی کہ مولیٰ ان گواہون کے سامنے مال پر قبضہ کرے حالانکہ اسکی ضرورت جبھی ہے کہ جب مولیٰ پر حالت صحت کا قرضہ ہووے کہ حالت مرض مین مولیٰ کا اقرار استیفائے ثمن جو غلام پر واجب ہوا ہے صحیح نہووے اور اگر مولیٰ پر حالت صحت کا قرضہ نہوا اور اُسنے مرض مین یہ اقرار کیا کہ مینے وہ ثمن جو غلام پر واجب ہوا ہے بھر پایا تو اسکا اقرار صحیح ہوگا۔ اور اصل مسئلہ یہ ہے کہ اگر اپنے غلام کو اپنے مرض مین مکاتب کیا پھر بدل کتابت وصول پانے کا اقرار کر لیا حالانکہ اسپر قرضہ صحت نہین ہے تو اسکا اقرار صحیح ہوگا ولیکن تہائی مال سے معتبر ہوگا یعنے اگر اسقدر مال کتابت جسکے وصول پانے کا اقرار کیا ہے تہائی مال متروکہ ہوگا تو مکاتب بری ہو جائیگا بخلاف اُسکے اگر مریض نے حالت مرض مین اسکو فروخت کیا پھر استیفائے ثمن کا اقرار کیا تو اسکا اقرار صحیح ہے اور پورے مال سے معتبر ہوگا پھر واضح ہو کہ اگر غلام مذکور کے پاس کچھ مال نہو تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ مولیٰ کچھ مال اسکو بقدر ثمن کے پوشیدہ دیدے کہ اس سے وارث لوگ خبردار نہون پھر غلام مذکور گواہان بیع کے سامنے یہی مال اپنے مالک کو دیدیگا پس آزاد ہو جائیگا اور وارثون کو اس سے مواخذہ کرنے کی کوئی راہ نہوگی اسواسطے کہ وے لوگ یہ نہین جانتے ہین کہ مولیٰ نے اس غلام کو کچھ دیا ہے اور یہی مسئلہ حیل الاصل مین ذکر کر کے فرمایا کہ اسکا حیلہ یہ ہے کہ مولیٰ اس غلام کو کسی مرد معتمد کے ہاتھ فروخت کر کے گواہون کے سامنے ثمن وصول کرے پھر مشتری اسکو آزاد کر دے اور اسکا آزاد کرنا صحیح ہوگا پھر مریض یہ ثمن مشتری مذکور کو خفیہ ہبہ کر دے پس وارثون کو غلام یا مشتری سے مواخذہ کرنے کی کوئی راہ نہوگی یہ ذخیرہ مین ہے۔

گیارھوین فصل وقف کے بیان مین۔ اگر کسی نے چاہا کہ اپنا دار یا زمین مسکینون کیواسطے صدقہ وقفی قرار دے کہ اسکی زندگی اور اسکی وفات کے بعد یونہی رہے اور اسکو خوف ہوا کہ شاید اسکا مرافعہ ایسے قاضی کے حضور مین ہو جو امام ابوحنیفہ کے مذہب کا قائل ہے پس وہ یہ صدقہ اور یہ وقف باطل کر دے پس اسنے اسکے واسطے کوئی حیلہ چاہا تو جاننا چاہیے کہ امام اعظمؒ کے نزدیک وقف مضاف بسوے زمانہ بعد موت نہین صحیح ہے الا بطریق وصیت ایسا ہی امام خصافؒ نے امام اعظمؒ کا مذہب ذکر کیا ہے اور ہمارے نزدیک اس طرح محفوظ ہے کہ اگر مضاف بسوے زمانہ بعد موت ہو یا اسکی وصیت ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک صحیح ہے پس اسکا حیلہ یہ ہے کہ وقف کنندہ نے جو وقف کیا ہے وہ کسی شخص کو سپرد کر کے اس کو اس وقف کا قیم قرار دے پھر یہ وقف کنندہ اسکے حاصلات کو مسکینون کے خرچ مین لانے سے انکار کرے یا کسی مشتری کے ہاتھ اس وقف کو فروخت کر کے سپرد کرے پس درصورت بیع کے مشتری کے ساتھ اور درصورت انکار صرف حاصلات

سلہ ۱ قول لیکن یہ اقرار درصورتیکہ مریض نے وصول نہ کیا ہو باطل دروغ ہوگا اور مرض الموت مین جھوٹ بولنا کیا ضرور ہے اسی واسطے خصافؒ نے اسکو ذکر کیا مگر یہ شرط نہین ہے ۱۲ منہ سلہ ۲ قال یہ حکم اسوقت ہے کہ مشتری نے بعوض ثمن مثل کے یا زیادہ کے خرید ا ہو ۱۲ منہ

یہ مصارف مساکین کے وقف کنندہ کے ساتھ یہ شخص متولی خصومت کرے یعنی مشتری واقف پر متولی نالش کرے اور اسکو ایسے قاضی کے پاس لیجاوے جسکے نزدیک ایسا وقف صحیح ہے پس یہ قاضی اس وقف کی صحت کا حکم دیگا اور یہ حکم قضا صحیح ہوگا کیونکہ مدعی کیطرف سے دعوے اور مدعا علیہ کی طرف سے خصومت پائی گئی پھر بعد اس حکم کے کسی قاضی وغیرہ کو یہ اختیار نہ رہے گا کہ بحکم شرعی اسکو باطل کر سکے اسواسطے کہ قاضی مذکور نے ایک مسئلہ مجتہد فیہ مین یعنی جسمین مجتہدون کا اختلاف رائے بجانب جواز و عدم جواز حکم دیا ہے پس اسکی قضا نافذ ہوکر اجماعی ہوجاویگی یہ محیط مین ہے۔ زید کیواسطے کچھ مال ایک وقف سے ... مثلاً عمرو وغیرہ پر بھی وقف کیا گیا ہے اور زید پر قرضہ واجب ہوا پس اسنے چاہا کہ اپنے قرضخواہ کو اس امر کا وکیل کردے کہ ہر سال اس وقف کی حاصلات مین سے جو کچھ اسکے واسطے ہوا کرے اسکو اپنے قرضہ کی ادائی مین لے لیا کرے پس قرضخواہ نے کہا کہ مجھے اس بات سے اطمینان نہیں ہے کہ تو مجھے اپنی وکالت سے خارج کردے پس مین چاہتا ہون کہ مجھے اس طرح وکیل کردے کہ تا ادائی میرے قرضہ کی جو تجھپر ہے تو مجکو اپنی وکالت سے خارج نہ کرسکے تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ قرضدار مذکور اس امر کا اقرار کرے کہ وقف کنندہ نے اپنی ذات کیواسطے یہ شرط لگائی تھی اس اصل وقف مین سے کہ جبتک وہ زندہ ہے اسکی ذات اور اسکے اہل و عیال کیواسطے اس وقف کی حاصلات مین سے اس قدر سالانہ نفقہ دیا جاوے اور اسکی وفات کے بعد پہلے اسکے قرضے کی ادائی اس وقف سے کیجاوے پھر باقی حاصلات ان لوگون کے واسطے ہو جنپر یہ وقف ہے اور اس فلان بن فلان یعنے اپنے قرضخواہ کا فلان بن فلان یعنے وقف کنندہ پر اس قدر درم قرضہ صحیحہ ہے اور مین نے اس قرضخواہ کیواسطے اسکی طرف سے اس تمام مال کی ضمانت صحیحہ جائزہ قطعیہ قبول کرلی تھی اور اس وقف کنندہ نے اس فلان بن فلان یعنی قرضخواہ کو اپنی زندگی مین اس وقف کا متولی کیا تھا کہ اس وقف کی آمدنی سے اپنا قرضہ سب وصول کرلے اور جب سب بھر پاوے تو پھر اسکے بعد یہ کچھ متولی نہ رہیگا اور نیز تحریر کرے کہ مین نے اس قرضخواہ کو وکیل کیا کہ اس وقف مین سے میرا حصہ حاصلات برابر وصول کرے یہانتک کہ تمام وہ مال جسکی مین نے وقف کیطرف سے اسکے واسطے ضمانت کی ہے بھر پاوے پس جب اسنے اس طور سے اقرار کیا تو بعد اسکے اسکو یہ اختیار نہ رہیگا کہ قرضخواہ مذکور کو وکالت سے خارج کرے اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ اس حیلہ مین ایک نوع کا اشتباہ ہے اسواسطے کہ اسنے کہا کہ وقف کنندہ نے یہ شرط لگائی ہے کہ پہلے اس وقف کی حاصلات سے اسکا اور اسکے عیال کا نفقہ دیا جاوے اور اسکے قرضون کی ادائی مین صرف کیا جاوے پس یہ کسی قدر وقف کا اپنے واسطے استثنا کرلینا ہوا اور یہ امام ابو یوسف کے نزدیک جائز نہیں ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہے پس یہ بھی لکھنا چاہیے کہ اس قرضدار نے اقرار کیا کہ کسی قاضی[1] نے اس وقف کی صحت کا حکم دیدیا ہے تاکہ متفق علیہ ہوجاوے پھر اس حیلہ مین فرمایا کہ اس فلان یعنی قرضخواہ کیواسطے

[1] یعنے موافق شرط وقف کے ایک قاضی سے یہ حکم حاصل کرکے لکھوا دے تاکہ جھگڑا نہو اور وقف لازمی ہوجاوے ۱۲

فلان یعنی وقف کنندہ پر اسقدر مال قرضہ واجب ہو پس یہ باقرار اس مقر کے صحیح ہے اسواسطے کہ وہ غیر کے مقدم ہونے کا اقرار کرتا ہو پس اس اقرار مین اسکی تصدیق کی جاوے گی جیسے وارث نے اگر اپنے مورث کے قرضہ کا اقرار کیا تو اسی وجہ سے صحیح ہوتا ہو کہ اسنے تقدیم حق غیر کا اقرار کیا ہے اور صاحب قرضہ بہ نسبت وارث کے مقدم کیا جاتا ہو پس ایسا ہی اس صورت مین ہو گا پھر اس حیلہ کے اقرار مین فرمایا کہ مین نے اس تمام مال کی بضمانت صحیحہ ضمانت کر لی تھی اور اسمین بھی ایک طرح کا شبہہ ہو کیونکہ ضمانت مذکورہ جبھی صحیح ہو گی کہ جب وقف کنندہ بحالت توانگری مر گیا ہو اور اگر بحالت مفلسی مرا ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک ایسی ضمانت صحیح نہو گی پس اسکے واسطے بھی حکم حاکم لاحق کرے تاکہ متفق علیہ[1] ہو جاوے پھر اس حیلہ مین فرمایا کہ اس وقف کنندہ نے اس صدقہ کا متولی ہونا اس فلان یعنی قرضخواہ کے سپرد کیا اور یہ زمین اس فلان کے قبضہ مین دیدی - اور یہ اقرار بھی اس مقر کی طرف سے صحیح ہوا اسواسطے کہ اسنے اپنے ذاتی حق پر حق غیر کو مقدم کیا ہو پس اقرار صحیح ہو گا پھر تحریر کیا اور جب یہ قرضخواہ اسقدر اپنا قرضہ کامل وصول کر چکے تو پھر اسکے واسطے اسکی ولایت کچھ نہ رہے گی یہ بدین غرض تحریر کیا تاکہ وہ اپنے قبضہ مین ہونے کی وجہ سے اسپر اپنے استحقاق کا مدعی نہ ہو جاوے یہ ذخیرہ مین ہے

بارھوین فصل شرکت کے بیان مین - زید و عمرو نے چاہا کہ باہم شرکت کرین اور ایک کے پاس مثلاً زید کے پاس سو دینار ہین اور دوسرے عمرو کے پاس ہزار درم ہین تو شرکت جائز ہو اگرچہ دونون مال مخلوط نہ ہونگے اور یہ جواز اس وجہ سے ہوا کہ ہمارے علماے ثلثہ کے نزدیک مخلوط ہو جانا شرط نہین ہو اور یہ مسئلہ کتاب الشرکت مین مذکور معروف ہو پھر اگر دونون مالون مین سے کوئی مال قبل اسکے کہ خرید واقع ہووے ضائع ہو گیا تو اسی مالک کا مال گیا اور یہ بھی معروف ہو پس اگر دونون نے چاہا کہ قبل خرید واقع ہونے کے ہر دو مال مین سے کسی مال کے ضائع ہونے کی صورت مین نقصان دونون کے حق مین عائد ہو تو اسکا حیلہ کیا ہو تو امام خصافؒ نے فرمایا کہ اسکا حیلہ یہ ہو کہ دینارون کا مالک اپنے نصف دینار درمون والے کے ہاتھ اس کے نصف درمون کے عوض فروخت کر دے پس دونون مال دونون کے درمیان مشترک ہو جاوینگے پھر اسکے بعد دونون عقد شرکت قرار دین جس طرح انکی باہمی قرارداد ہو - اور اگر ایک شریک کے پاس متاع اسباب الخ اور دوسرے کے پاس مال نقد ہو اور دونون نے شرکت چاہی تو یہ شرکت بعروض ہو گی اور یہ جائز نہین ہو اور امام خصافؒ نے فرمایا کہ اسکا حیلہ یہ ہو کہ متاع والا اپنی نصف متاع[2] کو مال نقد والے کے نصف مال نقد کے عوض فروخت کر دے پس مال و متاع دونون مین مشترک ہو جاویگی پھر دونون اپنی مراد کے موافق عقد شرکت قرار دینگے اور شمس الائمہ حلوائیؒ نے فرمایا کہ امام خصافؒ کا فرمانا کہ پھر دونون اپنے ارادے کے

---

[1] یعنی سب کے نزدیک جائز ہو اور اختلاف نہ رہے کیونکہ قاضی سے بالاتفاق اختلاف اٹھ جاتا ہو ۱۲ منہ [2] قولہ متاع الخ اقول نصف متاع سے خود یہی مراد ہو کہ اندازہ قیمت سے نصف ہو پس تکلیف بیکار ہے ۱۲ منہ

موافق عقد شرکت قرار دینگے یہ امر نقد کے حق مین ٹھیک ہی کہ اگر نقد کے حق مین ارادہ یہ کیا کہ نفع کمی و بیشی کے ساتھ شرط کرین تو جائز ہی اور اگر راس المال اس متاع کو قرار دیا تو نفع مین کمی و بیشی شرط کرنا جائز نہین ہے بلکہ نفع بقدر راس المال کے ہوگا پس امام خصافؒ کا قول نقدی مال کے حق مین محمول کیا جائیگا نہ متاع کے حق مین یعنی انھون نے اس قول سے حصہ نقد مراد لیا ہی نہ متاع - اور اگر دونون کے پاس متاع ہو اور دونون نے شرکت کرنی چاہی تو امام خصافؒ نے فرمایا کہ اسکا حیلہ یہ ہی کہ دونون مین سے ہر ایک اپنی نصف متاع کو بعوض دوسرے کی نصف متاع کے دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دے پھر دونون اپنے ارادے کے موافق باہم عقد شرکت قرار دین اور یہ حکم اسوقت ہی کہ ایک کی متاع کی قیمت دوسرے کی متاع کی قیمت کے برابر ہو اور اگر ایک کی متاع کی قیمت بہ نسبت دوسرے کے زائد ہو مثلاً ایک کی متاع کی قیمت چار ہزار درم ہون اور دوسرے کی قیمت ہزار درم ہون تو کم قیمت والا اپنی متاع کے چار پانچوین حصے دوسرے کی متاع پانچوین حصے کے عوض فروخت کر دیگا پس تمام متاع ان دونون کے درمیان پانچ حصون پر مشترک ہوگی اور جو کچھ نفع حاصل ہوگا وہ بھی دونون مین بقدر راس المال کے مشترک ہوگا - دو شخص زید و عمرو مین سے زید کے پاس ہزار درم اور عمرو کے پاس دو ہزار درم ہین پس اگر دونون نے اس طرح شرکت چاہی کہ نفع دونون مین نصفا نصف اور گھٹی دونون پر نصفا نصف ہو تو یہ جائز نہین ہی اسواسطے کہ گھٹی بقدر راس المال کے ہوگی جیسا کہ کتاب الشرکت مین معلوم ہو چکا ہی اور امام خصافؒ نے فرمایا کہ اسکا حیلہ یہ ہی کہ عمرو اپنے ہزار درم زائد مین سے نصف یعنی پانچسو درم زید کو قرض دیدے تاکہ دونون کا راس المال برابر ہو جاوے پس ایسی حالت مین گھٹی کی اسطرح شرط کرنا روا ہو جائیگی - اسی طرح اگر ایک کے پاس مال ہو اور دوسرے کے پاس کچھ مال نہو اور دونون نے اسطرح شرکت چاہی کہ مال والے کے مال سے دونون کام کرین تو یہ جائز نہین ہے اور اسکا بھی یہی حیلہ ہی کہ مال والا اپنے مال مین سے کسی قدر مال دوسرے کو قرض دیدے تاکہ جائز ہو جاوے - اگر دو شریکون مین سے دوسرے کے غائب ہونے کی حالت مین ایک نے شرکت کو توڑنا چاہا تو جائز نہین ہے اور امام خصافؒ نے فرمایا کہ اسکا یہ حیلہ ہی کہ جو شرکت توڑنا چاہتا ہی وہ غائب کے پاس کوئی ایلچی یا خط بھیجدے کہ اسکو خبر کر دے کہ شریک نے شرکت توڑ دی یا کسی شخص کو وکیل کر دے کہ وہ جا کر شریک سے شرکت توڑ دے اور شیخ شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ وکیل کو معزول کرنے اور غلام ماذون کو محجور کرنے و مضاربت فسخ کرنے وغیرہ ہر عقد مین جو لازم نہین ہوتا ہے یہی حیلہ ہی - یہ محیط مین ہی

تیرھوین فصل - خرید و فروخت کے بیان مین - ایک شخص کے پاس دار یا زمین ہی وہ چاہتا ہی کہ اسکو ایک مشتری کے ہاتھ فروخت کرے مگر وہ مشتری کے سپرد نہین کر سکتا ہی پس اس نے چاہا کہ ایسا حیلہ نکالے کہ اگر ممکن ہو تو مشتری کو سپرد کر دیگا ورنہ مشتری کو اسکا ثمن واپس کر دیگا اور مشتری یہ نہ کر سکے کہ خواہ مخواہ بائع کو مبیع سپرد کرنے پر ماخوذ کرے تو اسکا یہ حیلہ ہی کہ مشتری اس امر کا اقرار کرے کہ بائع نے جسوقت

اس زمین کو فروخت کیا ہو اسوقت یہ زمین ایک ظالم کے قبضہ مین تھی جس نے اُسکو غصب کر لیا تھا اور وہ غصب کا اقرار کرتا ہے اور یہ مبیع بائع کے قبضہ مین ہر وجہ سے نہ تھی اور اس اپنے اقرار کے گواہ کر دے پھر بیعنامہ تحریر کیا جاوے اور اسمین مبیع پر قبضہ کرنے کا ذکر نہ کرے اور یہ تحریر کرے کہ بائع نے ثمن وصول پانے کا اقرار کیا پس اگر مبیع سپرد کرنے پر قادر ہوا تو اسکو مبیع سپرد کر دے گا ورنہ مشتری کو اسکا ثمن واپس دیگا اور یہ اس صورت مین ہی کہ غصب کرنے والا غصب کا مقر ہوا ور اگر غاصب اپنے غصب کا مقر نہو بلکہ منکر ہو تو اسی مقام پر ذکر کیا کہ بیع باطل ہو گی اور اسکو بھاگے ہوے غلام کی بیع پر قیاس کیا ہی پھر خصاف رحمہ اللہ نے اس حیلہ کی تعلیم مین فرمایا کہ مشتری اقرار کرے کہ یہ زمین مبیعہ ایسے غاصب کے قبضہ مین تھی جو اسکے غصب کرنے کا اقرار کرتا ہی اور یہ اسوجہ سے کہ اگر مشتری نے ایسا اقرار نہ کیا تو شاید وہ بائع سے اس مبیع کے سپرد کر دینے کا مطالبہ کر کے قاضی سے درخواست کرے کہ یہ قید کیا جاوے تو قاضی اسکو قید کریگا اور اگر قاضی کو یہ معلوم ہو جائیگا کہ مشتری نے ایسا اقرار کیا کہ اسنے زمین مغصوبہ خریدی ہی تو قاضی اسکے بائع کو قید نہ کریگا اسواسطے کہ مشتری کی طرف سے قبضہ کرنے مین تاخیر دینا تا وقت امکان تسلیم ثابت ہوا پھر فرمایا کہ بائع اسکے اقرار پر گواہ کر لے تاکہ بوقت انکار مشتری گواہوں کے ذریعہ سے قاضی کے سامنے بائع پر اسکو ثابت[1] کر سکے یہ ذخیرہ مین ہی۔ زید نے چاہا کہ عمرو سے اسکا دار خرید کرے مگر اسکو اطمینان نہین ہی کہ شاید عمرو نے اس بیع سے پہلے اس دار مین کوئی اور معاملہ کر رکھا ہو یعنی مثلاً پہلے کے ہاتھ بیع وغیرہ کر چکا ہو پس زید نے چاہا کہ یہ شرط کرے کہ اگر یہ دار مبیعہ اسکے پاس سے استحقاق مین لے لیا گیا تو وہ بائع سے اپنے ثمن کا دوچند واپس کر لے گا اور یہ اسکو حلال بھی ہو تو اسکا حیلہ کیا ہی تو فرمایا کہ عمرو کے ہاتھ مشتری اپنا ایک کپڑا مثلاً سو دینار کو فروخت کرے پھر اس سے دار مذکور کو بعوض سو دینار کے خریدے اور اسکو اور سو دینار کو جو جامہ مذکور کا ثمن ہی اسکو دیدے پس دار کا ثمن دو سو دینار ہو جائے گا پس اگر دار مذکور استحقاق مین لیا گیا تو بائع سے دو سو دینار واپس لے گا اور یہ اسکو حلال ہون گے اور دوسری صورت یہ ہی کہ دار کا خریدار اپنا ہزار درم کا کپڑا مالک دار کے ہاتھ بعوض دو ہزار درم کے فروخت کرے اور کپڑا اسکو دیدے پھر دار کا خریدار بائع دار سے اسکا دار جو ہزار درم کا ہی دو ہزار درم کو خریدے اور دار پر قبضہ کر کے دونون مقاصہ[2] کر لین کہ ہر ایک پر جو دوسرے کا واجب ہوا ہے اسکا قصاص کر لین پس جب دونون نے ایسا کیا پھر کسی نے گواہون سے دار پر اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لیا تو دار کا خریدار اسکے بائع سے دو ہزار درم واپس لے گا حالانکہ جسکے عوض اسکو دار حاصل ہوا ہی یہ اسکا دوچند ہی اور امام محمدؒ نے یہ مسئلہ کتاب الاصل کی حیل مین ذکر کر کے فرمایا کہ اسکا حیلہ یہ ہی

[1] قولہ ثابت کر سکے اس لیے کہ اسکا اقرار اس کی ذات پر حجت ہے چاہے درحقیقت صحیح ہو یا غلط ہو ۱۲ [2] مقاصہ باہم قصاص یعنے ادلا بدلا کر لینا ۱۲

کہ بائع دار مشتری کے ہاتھ اپنا دار بعوض ہزار درم کے فروخت کرے پھر پورے ثمن کے عوض مشتری ایک کپڑا پانسو درم قیمت کا بائع کے ہاتھ فروخت کرے اور بائع دار اسپر قبضہ کرے پھر بائع دار اس کپڑے کو مشتری مذکور کے ہاتھ پانسو درم کے عوض فروخت کر دے پھر اگر دار مذکور استحقاق میں لیا گیا تو مشتری اپنے بائع سے اپنے دیے ہوئے درمون کا دوچند واپس لے گا کیونکہ اسنے بائع کو در اصل فقط پانسو درم دیے ہین اور وقت استحقاق کے اس سے ہزار درم واپس لیگا اور یہ اسکو حلال ہوں گے۔ ایک شخص نے چاہا کہ اپنا دار یا باندی یا کوئی دوسری چیز فروخت کرے اور چاہتا ہے کہ اسکے ہر عیب سے بریت کر لے الا چوری یا جزیہ سے ولیکن بائع کو اطمینان نہین ہو کہ شاید مشتری اسکو واپس دے اور کہے کہ عیب کا نام نہین لیا اور اسپر ہاتھ نہین رکھا اور ایسے قاضی کے پاس مرافعہ کرے جو تمام عیوب سے بریت کا قائل نہین ہو جب تک کہ بریت کے وقت اسپر ہاتھ نہ رکھے اور بیان نہ کرے تو اسکا حیلہ کیا ہو تو جاننا چاہیے کہ اگر کسی نے کوئی غلام وغیرہ فروخت کیا اور اسکے عیوب سے بریت کر لی تو یہ جائز ہو اور اسکے سب عیوب سے بری ہو جائے گا اگرچہ اسنے عیوب کا نام نہ لیا ہو اور بعضے لوگون نے کہا کہ جب تک عیوب بیان نہ کرے تب تک جائز نہین ہے اور بعضون نے کہا کہ عیوب کو بیان کرنے کے باوجود یہ بھی شرط ہو کہ عیب کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر یون کہے کہ مین اس عیب سے بری ہوتا ہون جسکو مین نے بیان کیا اور اسپر اپنا ہاتھ رکھدیا ہو اور بدون اسکے بریت صحیح نہین ہو اور یہی ابن ابی لیلی کا قول ہو پس اگر اسنے عیوب کو بیان نہ کیا اور عیب کی جگہ ہاتھ نہ رکھا تاکہ اسکو عیبون کے نامون سے اطلاع نہو یا تمام عیوب جو مبیع مین ہین اسکو معلوم نہون اور اسکو خوف ہوا کہ شاید مشتری اسکا مرافعہ ایسے قاضی کے پاس کرے جو بدون بیان عیوب و بدون محل عیب پر ہاتھ رکھنے کے بریت کر لینا صحیح نہین جانتا ہو اور اسنے اس امر کا حیلہ طلب کیا تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ مبیع کا مالک کسی مرد مسافر کو حکم کرے کہ وہ اس مبیع کو مشتری کے ہاتھ فروخت کر دے بدین شرط کہ مالک مبیع مشتری کے واسطے اسکے ہر طرح کے درک[1] کا اور چوری اور جزیہ کا ضامن ہو پھر مرد مسافر بعد بیع کرنے کے جہان چاہے چلا جاوے پس بائع کو وثوق حاصل ہو جائے گا اسواسطے کہ اگر مشتری نے سوائے چوری و جزیہ کے کوئی عیب پایا تو واپس کرنے کے واسطے وہ مالک عین سے خصومت نہین کر سکتا ہو اسواسطے کہ عقد بیع کے حقوق بجانب عاقد راجع ہونگے اور مالک عین اسکا عاقد نہین ہو بلکہ عاقد مرد مسافر ہو اسکا پتہ نہین معلوم ہے اور ایسا ہی امام محمد نے اس حیلہ کو حیل الاصل مین بنا بر روایت ابو حفص ذکر فرمایا ہو اور ابو سلیمان کی روایت مین اس طرح ہو کہ امام محمد نے فرمایا کہ اسکا حیلہ یہ ہو کہ مالک باندی کسی مرد مسافر کو جسنے بائع سے یہ باندی خریدی ہو حکم کرے کہ اسکو مشتری کے ہاتھ فروخت کر دے بدین شرط کہ باندی کا مولی ہر طرح کے درک[1] و زردی و جزیہ کا

[1] ضمان درک کا بیان کتاب البیوع مین مفصل مذکور ہو اور خلاصہ یہ کہ اگر کوئی بات ایسی پیش آوے کہ مبیع اسکو مسلم نہین رہ سکتی تو ثمن حاصل کرنا ضامن سے ممکن ہو ۱۲

خاصۃً مشتری کیواسطے ضامن ہی پھر مرد مسافر غائب ہو جاوے پس اگر مشتری نے ان دونون عیبون کے سوا سے اسمین کوئی عیب پایا تو وہ مشتری اول یعنی مرد مسافر کو واپس نہین کر سکتا ہی اسواسطے کہ وہ غائب ہے اور مشتری اول کے بائع کو بھی واپس نہین دے سکتا ہے اسواسطے کہ مشتری نے اس سے نہین خریدی ہی پس بائع کا مقصود حاصل ہو جاوے گا۔ اور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ جس طرح روایت ابو سلیمان مین مذکور ہی وہ مولاے باندی کے حق مین زیادہ مضبوطی کے ساتھ ہی اسواسطے کہ روایت ابو حفص کے موافق اگر اسکو وکیل کر کے فروخت کرائے تو حقوق عقد اگرچہ ہمارے نزدیک وکیل کی جانب راجع ہوتے ہین لیکن بعضے علماء کے نزدیک موکل کیجانب راجع ہوتے ہین پس شاید مشتری ایسے قاضی کے حضور مین مرافعہ کرے جو ایسی صورت مین موکل کو واپس دینا جائز سمجھتا ہی پس مالک بیع کا مقصود حاصل نہوگا۔ ایک شخص نے چاہا کہ اپنی باندی کو ایک شخص کے ہاتھ بطور بیع نسمہ[1] فروخت کرے مگر بائع کو یہ خوف ہوا کہ شاید مشتری اسکو آزاد نہ کرے اور اگر بائع بذمہ مشتری اس بیع مین یہ شرط کرتا ہی کہ اسکو آزاد کرے تو بیع فاسد ہوئی جاتی ہی تو اس کا کیا حیلہ ہی سو فرمایا کہ بائع اس مشتری سے یہ کہے کہ تو اپنے اوپر اس امر کے گواہ کرلے کہ اگر تو اس باندی کو خریدے تو یہ آزاد ہی پس اگر مشتری نے ایسا کیا تو خریدنے کے بعد مشتری کیطرف سے آزاد ہو جائیگی اور یہ جائز ہی اسواسطے کہ آزادی کو جانب خرید مضاف کرنا ہمارے نزدیک جائز ہی۔ اور اگر مشتری نے کہا کہ یہ امر مجھے گران گزرتا ہی کہ مین اس کو اپنی حین حیات آزاد کر دون بلکہ مجھے یہ ضرورت ہی کہ وہ میری خدمت کرے مگر مین اسکو فروخت نہ کرونگا پس بائع نے اسکے واسطے بھی مضبوطی چاہی تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ مشتری یون کہے کہ اگر مین اسکو خریدون تو یہ میری موت کے بعد آزاد ہی یا یون لکھے کہ اگر مین اسکو خریدکرون تو یہ مدبرہ ہی پس اگر اسکو مشتری نے اس کہنے کے بعد خرید کیا تو یہ مدبرہ ہو جائیگی پس زندگی بھر اس سے خدمت لے اور اسکو فروخت نہین کر سکتا ہی اسواسطے کہ مدبر کی بیع بدون حکم قاضی کے جائز نہین ہوتی ہی پس بائع و مشتری دونون کا مطلب حاصل ہو جائیگا زید نے عمرو کی زمین غصب کرلی اور اسکو واپس دینے سے انکار کرتا ہی اور کہتا ہی کہ اسکو میرے ہاتھ فروخت کر دے مگر پوشیدہ یہ کہتا ہی اور علانیہ اس سے انکار کرتا ہی پس عمرو کو منظور ہوا کہ اس سے کسی حیلہ سے اپنی زمین نکالے پس عمرو کو چاہیے کہ کسی معتمد آدمی کے ہاتھ خفیہ یہ زمین فروخت کر کے اُسپر گواہ کرلے پھر اسکو غاصب کے ہاتھ فروخت کر لے اور دونون بیع مین زیادہ مدت قرار دے جو اسقدر ہو کہ دونون بیع کی تاریخ گواہون پر مشتبہ نہووے پس جب ایسا کریگا تو مشتری اول آکر اپنے گواہ قائم کریگا کہ میرا خریدنا اس سے پہلے واقع ہوا ہی پس وہ غاصب سے لے لیگا اور ایسے مغضوب کی خرید مین جسکا غاصب منکر ہووے دو روایتین مختلف ہین منجملہ دونون کے روایت نادر کے موافق جائز ہے[2] پس روایت نادر مذکورہ کے موافق اس صورت مین بھی یہ حیلہ ہو سکتا ہے۔ اور اگر کوئی باندی خریدے تو لازم ہے کہ اسکا استبراء کرا دے یعنی حیض مقررہ کے ساتھ معلوم کرے کہ اسکو حمل نہین ہی۔ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک

[1] نسمہ انسان اور اصطلاح مین مراد یہ کہ اسکو خرید کر آزاد کرے گا ۱۲ [2] خلاف روایت ظاہر ۱۲

اس استبراء کے ساقط کرنے کے لیے حیلہ کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی[1] اور امام محمدؒ اسکو جائز نہین فرماتے ہین اور مختار یہ ہی کہ جس صورت مین یہ معلوم ہو کہ بائع نے اس باندی سے اس طہر مین جماع نہین کیا ہی تو امام ابو یوسفؒ کا قول لیوے اور جس صورت مین معلوم ہو کہ بائع نے اس سے اس طہر مین قربت کی ہو تو امام محمدؒ کا قول لیوے یعنے امام ابو یوسفؒ کے قول کے موافق حیلہ نہ کرے اور وہ حیلہ یہ ہے کہ جبکہ مشتری کے نکاح مین کوئی حرہ عورت نہو تو قبل خریدنے کے اس سے نکاح کر لے پھر اسکو خرید لے اور اگر اسکے نکاح مین کوئی آزاد عورت ہو تو حیلہ یہ ہو کہ بائع یا قبضہ سے پہلے مشتری اسکا نکاح کسی ثقہ کے ساتھ کر دے پھر اسکو خرید کر اُسپر قبضہ کرے پھر شوہر مذکور اُسکو طلاق دیدے پس استبراء ساقط ہوگا اسواسطے کہ وجود سبب کے وقت یعنی مالک ہوکر قبضہ حاصل کرنے کے وقت جب کہ اُسکی فرج اسکو حلال نہ تھی تو اسکا استبراء اسپر واجب نہوا اگرچہ اسکے بعد حلال ہوگئی کیونکہ معتبر وہی وقت ہی جسوقت سبب پایا گیا ہی جیسا کہ غیر کے معتدہ ہونے کی صورت مین ہی یہ ہدایہ مین ہی ایک شخص نے ایک باندی خریدی اور چاہا کہ اُسپر اسکا استبراء کرانا لازم نہ آوے تو اسکا کیا حیلہ ہو تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ بائع اسکو کسی معتمد ثقہ کے ساتھ بیاہ دے جسکے نکاح مین کوئی عورت آزاد نہو پھر اسکو مشتری کے ہاتھ فروخت کرے پس اسپر مشتری قبضہ کرے پھر اسکا شوہر اسکے ساتھ دخول کرنے سے پہلے اسکو طلاق دیدے پس مشتری کے ذمہ استبراء واجب نہوگا اسواسطے کہ استبراء واجب ہونے کا سبب یہ ہوتا ہی کہ ایسی وطی حلال بملک یمین حاصل کرنے کے حاصل کرے خواہ بذریعہ خرید کے یا اور کسی سبب سے ملک یمین حاصل کرے پھر خریدنے کے وقت اس باندی کی فرج اُسکو حرام تھی پس اس حالت مین اسپر اسکا استبراء کرانا واجب نہ تھا پس اسکے بعد بھی واجب نہوگا لیکن یہ شرط ہی کہ اسکے مولی نے جسنے اسکا نکاح کر دیا ہی پہلے ایک حیض سے اسکا استبراء کرا کے تب نکاح کیا ہو کیونکہ اگر اسنے ایسا نہ کیا تو یہ لازم آویگا کہ ایک ہی طہر مین دو مرد[2] وطی ایک عورت سے اجتماع کیا۔ اور اسی طرح اگر ایک شخص نے اپنی باندی سے وطی کی پھر چاہا کہ کسی مرد سے اسکا نکاح کر دے تو چاہیے کہ ایک حیض سے استبراء کرا دے پھر اسکا نکاح کر دے تاکہ دو منیون کا اجتماع لازم نہ آوے ایسا ہی خصاف نے ذکر فرمایا ہی اور جامع صغیر مین لکھا ہی کہ اگر بائع نے قبل اسکا نکاح کر دینے کے اس کے ساتھ وطی کی ہے پھر اسکا نکاح کر دیا تو شوہر کو روا ہی کہ اسکا استبراء کرانے سے پہلے اس سے جماع کرے یہ امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہی اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ مجھے پسند نہین ہی کہ قبل استبراء ایک حیض کے اسکے ساتھ وطی کرے پھر واضح ہو کہ خصافؒ نے حیلہ مذکورہ مین یون فرمایا کہ مشتری اسپر قبضہ کرے پھر شوہر اسکو طلاق دیدے پس قبضہ کے بعد طلاق ہوتا اسواسطے شرط کیا کہ اگر مشتری کے قبضہ سے پہلے اسنے طلاق دیدی پھر مشتری نے قبضہ کیا تو مشتری پر

---

[1] قولہ نہین الخ کیونکہ استبراء ایک حق شرعی ہی پس حیلہ سے ساقط نہ کرے اور امام ابو یوسفؒ نے اکثر سلاطین کی بے پروائی کے خیال سے سہل کیا ۱۲ [2] اور مردون سے مراد بائع و مشتری ہی اور دو منی سے یہ غرض کہ اول نے جماع کیا تو شاید حاملہ ہو ۱۲

استبراء واجب ہوگا چنانچہ امام محمدؒ سے دو روایتون مین سے اصح روایت یہی ہو اسوجہ سے کہ قبضہ مشابہ عقد کے ہو اور اسی پر احکام کا دارومدار ہو خصوصاً ایسے احکام جنکی بنا احتیاط پر ہو پس اگر مشتری ایسی حالت مین اسکو خریدے تو اسپر استبراء واجب ہی پس جب ایسی حالت مین قبضہ کیا جو مشابہ عقد خرید کے ہو تو بھی استبراء لازم ہو البتہ بعد قبضہ کرنے کے طلاق شرط کیا گیا - اور بیوع الاصل مین لکھا ہو کہ اگر شوہردار باندی خریدی حالانکہ شوہر نے اسکے ساتھ دخول نہین کیا ہو پھر قبل قبضہ مشتری کے شوہر نے اسکو طلاق دیدی - تو مشتری پر لازم ہو کہ ایک حیض سے اسکا استبراء کرا دے اور حیل الاصل مین لکھا ہو کہ مشتری پر استبراء واجب نہین ہو پس روایت حیل مین وقت خرید کا اعتبار کیا کہ اسوقت باندی مذکور مشغول بحق غیر تھی اور روایت بیوع مین قبضہ کا وقت اعتبار کیا کہ اسوقت وہ حق غیر سے فارغ تھی اور یہی صحیح ہو پس اگر بائع نے بیع سے پہلے اسکا نکاح کر دینے سے انکار کیا تو کیا حیلہ ہو تو فرمایا کہ اسکا حیلہ یہ ہو کہ مشتری اسکو خرید کر کے ثمن دیدے اور باندی پر قبضہ نہ کرے ولیکن کسی معتمد ثقہ[ع] کے ساتھ جسکے نکاح مین عورت آزاد نہو اسکا نکاح کر دے پھر نکاح کر دینے کے بعد اسپر قبضہ کرے پھر بعد قبضہ مشتری کے شوہر مذکور اسکو طلاق دیدے تو مشتری پر استبراء واجب نہوگا اسواسطے کہ جسوقت اسکی ملک مین متأکد ہوئی ہو اسوقت اسکی فرج اس مشتری پر حرام تھی اور جس وقت حلال ہوئی ہو اسوقت کوئی ملک جدید حادث نہین ہوئی پس استبراء واجب نہوگا لیکن ہمارے مشائخ نے فرمایا ہو کہ امام محمدؒ سے دو روایتون مین سے ایک روایت کے موافق ایسی صورت مین مشتری پر استبراء واجب ہو اسواسطے کہ جسوقت اسنے باندی مذکور کو خریدا ہو اسوقت حکماً اسپر استبراء واجب ہوا تھا کیونکہ ملک حادث ہوئی تھی پس یہ استبراء واجب اس سے پیچھے اسکا نکاح کر دینے سے ساقط نہوگا اور جب شوہر نے اسکو طلاق دی تو استبراء واجب ہوگا لیکن اگر بعد نکاح کے قبل طلاق کے مشتری کے پاس اسکو ایک حیض آگیا ہو تو ایسی صورت مین بالاتفاق استبراء واجب نہوگا اسواسطے کہ استبراء ایک دفعہ ہو چکا ہے پھر اگر مشتری کو یہ خوف ہو اکہ شاید شوہر اسکو طلاق نہ دے تو اسکا کیا حیلہ ہو تو حیلہ ہو کہ اسکا نکاح اس شوہر کے ساتھ اس شرط سے کرے کہ اس باندی کا امر طلاق بعد اسکے نکاح کر دینے کے اس شوہر کے ساتھ اسکے مولی کے ہاتھ مین ہو جب چاہے اسکو طلاق دیدے پس جب اس شرط سے اس مرد کے ساتھ اسکا نکاح کر دیا تو اسکے طلاق کا اختیار اسکے مولی کے قبضہ مین رہیگا اور واضح ہو کہ جب چاہے اسکو طلاق دیدے اس کو اختیار ہو یہ شرط اسواسطے کی ہو کہ اگر اسنے یہ کہا کہ جب چاہے تو صرف اختیار مذکور اسی مجلس تک رہیگا جیسا کہ اپنے مقام پر معلوم ہو چکا ہو پس شاید ایسا اتفاق پیش آوے کہ اسی مجلس مین دو طلاق نہ دے سکے تو اختیار مذکور اسکے ہاتھ سے نکل جائیگا اسواسطے یہ لفظ اختیار کیا تاکہ یہ خرابی پیش نہ آوے اور جب چاہے طلاق دے سکے - اور اگر مشتری نے خود اس باندی سے نکاح کر لیا پھر اسکے بعد اسکو خریدا اور قبضہ کر لیا

ع یعنے جسپر اعتماد ہو کہ وہ باندی مذکورہ سے وطی نہ کریگا اور بعد قبضہ مشتری کے طلاق دیگا ۱۲ منہ

تو اسپر باندی مذکورہ کا استبراء لازم نہ آئیگا اسواسطے کہ نکاح کی وجہ سے اسکو باندی کے تحت مین لانے کا استحقاق حاصل ہوا اور جب اسکو خریدا ہو تب وہ اسکے فراش کے استحقاق مین تھی اور فراش کا استحقاق اسپر ثابت ہونا اسکے رحم کی نطفہ غیر سے بری ہونے کی شرعًا دلیل ہے - یہ ذخیرہ مین ہے -

چودھوین فصل ہبہ کے بیان مین - ایک عورت حاملہ نے چاہا کہ اپنے شوہر کو اپنا مہر اس شرط سے ہبہ کردے کہ اگر ولادت مین مرجاوے تو شوہر اسکے مہر سے بری ہوا اور اگر زندہ رہے اور بچہ جننے سے صحیح سالم بچ جاوے تو اسکا مہر اس کے شوہر پر عود کرے تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ شوہر سے ایک کپڑا بہت کم قیمت بعوض اپنے مہر کے جو شوہر پر ہو خریدے اور عورت مذکورہ اسکو نہ دیکھے پھر اگر وہ اپنے بچہ جننے مین مرگئی تو اسکا شوہر اسکے مہر سے بری ہوگیا اور اگر صحیح وسالم رہی تو بخیار رویت یہ کپڑا اپنے شوہر کو واپس دے پس اسکا مہر اسکے شوہر پر عود کریگا - اور مشائخ نے فرمایا کہ اسی طرح اگر ایک قرضخواہ نے جسکا دوسرے پر قرضہ آتا ہو غائب ہونا یعنے سفر کو جانا چاہا اور اسکو منظور ہو کہ اگر اپنے سفر سے واپس نہ آوے تو اسکا قرضدار قرضہ سے بری ہوجاوے اور اگر واپس آوے تو قرضہ بحال خود اُسپر عود کرے اور وہ قرضدار سے وصول کرے تو اسکا بھی یہی حیلہ ہو کہ قرضدار سے بعوض قرضہ کے کوئی چیز خریدے اور اسکو کسی عادل کے قبضہ مین رہنے دے پس اگر واپس آوے تو بخیار رویت اپنے بائع کو واپس دے پس اسپر قرضہ بحال خود عود کریگا اور اگر مرگیا تو بیع مذکور لازم ہوجاویگی اور قرضدار مذکور اسکے قرضہ سے اسقدر قلیل قیمت کے کپڑے کو فروخت کرکے بری ہوجائیگا اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ یہ صورت حیلہ جبھی ٹھیک پڑے گی کہ جب وہ کپڑا اپنے حال پر باقی رہے تو اسکو واپس کرسکتی ہے اسواسطے کہ خیار رویت کے واسطے کوئی مدت مقررہ نہین ہی اور اس خیار کی وجہ سے واپس کرنے سے خرید فروخت مذکور جڑ سے فسخ ہوجاوے گی پس مہر اسپر عود کریگا جیسا کہ پہلے واجب تھا لیکن اسمین یہ خدشہ ہو کہ شاید کپڑا اسکے پاس عیب دار ہوجاوے یا تلف ہوجاوے تو پھر اسکو واپس نہ کرسکے گی تو اسکی راہ یہ ہے کہ کپڑے کو خریدے اور اسپر گواہ کرلے بدون اسکے کہ اسکو شوہر سے لیکر اپنے قبضہ مین لاوے تاکہ جب ولادت مین صحیح سالم بچ جاوے تو کسی وجہ سے اسکو واپس کرنا متعذر نہو - زید نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اپنا مہر آج کے روز مجھے ہبہ نہ کردے تو تجھپر تین طلاق ہین پس عورت مذکورہ نے اپنے باپ سے اسکا مشورہ لیا پس اسکے باپ نے کہا کہ اگر تو نے اپنا مہر اسکو ہبہ کیا تو تیری مان کو تین طلاق ہین تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ عورت مذکورہ اسی روز اپنے شوہر سے ایک چیز کسی کپڑے وغیرہ مین لپٹی ہوئی بعوض اپنے مہر کے خریدے اور شوہر سے لیکر اس چیز پر قبضہ کرے پھر جب یہ روز گذر جاوے تو قسم کا وقت گذر گیا اور ایسی حالت مین گذرا کہ شوہر کے ذمہ اسکا مہر کچھ نہ تھا پس قسم ساقط ہوجاویگی اور زید حانث نہوگا

ع یعنے اس کپڑے کو ۱۲ ع یعنی اصل مسئلہ مین ۱۲ منہ

کہ اس نے ہبہ نہ کیا پھر اس خریدی ہوئی چیز کو کھولے اور خیار[1] رویت کے حکم سے واپس کردے پس اس کا مہر اسکے شوہر پر عود کرے گا۔ اور اسکی ماں پر بھی طلاق واقع نہوگی اسواسطے کہ اسنے اپنا مہر ہبہ نہیں کیا یہ محیط میں ہے

پندرھوین فصل - معاملہ کے بیان مین - زید نے عمرو سے مثلاً آٹھ سو درم طلب کیے اور عمرو نے انکار کیا لیکن اس طور سے دینا منظور کیا کہ اسکو دو سو درم نفع حاصل ہو پس عمرو نے چاہا کہ زید کے ہاتھ کوئی چیز بعوض ہزار درم کے ایک سال کے وعدہ پر فروخت کرے پھر اس سے یہی چیز بعوض آٹھ سو درم کے خرید کرکے فی الحال اسکا ثمن ادا کردے پس زید کو آٹھ سو درم حاصل ہوجاوینگے اور عمرو کے زید پر ہزار درم قرضہ رہینگے پس دونون کا مقصود حاصل ہوجائیگا تو ہم کہتے ہین کہ یہ جائز نہین ہی اسواسطے کہ ایسی صورت مین عمرو نے جو چیز زید کے ہاتھ فروخت کردی تھی اسی چیز کو جو اپنے حال پر باقی ہی زید سے قبل زید کے اسکے دام ادا کرنے کے بعوض کم داموں کے خریدنے والا ہوا جاتا ہی اور یہ جائز نہین ہی جیسا کہ کتاب البیوع مین خوب معلوم ہوچکا ہی - پھر اگر دونون نے اسکا حیلہ طلب کیا تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ زید اس چیز مین خفیف نقصان کردے پھر عمرو کے ہاتھ اسکو بعوض آٹھ سو درم کے فروخت کردے پس ثمن کی کمی بمقابلہ اس نقصان جزو کے ہوگی جو مشتری کے پاس سے جاتا رہا ہے پس بیع جائز ہوجائیگی اگرچہ یہ جزو قلیل ہو کیونکہ جزو قلیل کے مقابلہ مین ثمن کثیر ہونا جائز ہو سکتا ہے ایسا ہی امام خصافؒ نے اس حیلہ کو بیان فرمایا ہی اور یہ امر خصافؒ کی طرف سے ایک طرح کی آسانی کردینی ہی کہ انھونؒ نے جزو قلیل کے مقابلہ مین بہت سا ثمن قرار دیا ہی اور ایسا اسوجہ سے کیا کہ جو چیز فروخت کی ہی اسکا ثمن وصول پانے سے پہلے اسکو کم داموں پر خریدنے مین علماء کا اختلاف ہی کہ یہ جائز ہی یا نہین جائز ہی پھر جب ادنی سی علت پائی گئی کہ مشتری کے نزدیک اسکا کوئی جزو جاتا رہا ہے تو اسی پر حکم کی بنیاد قرار دی اور اسی پر تکیہ کیا - اور دوسرا حیلہ یہ ہی کہ مشتری اس متاع مین سے تھوڑا سا جزو رکھ لے اور باقی کو خریدکردہ داموں پر فروخت کردے اور یہ جائز ہی اور نقصان ثمن بمقابلہ اس جزو کے قرار دیا جائیگا جو مشتری کے پاس رہگیا ہی اور اگر مبیع ایسی چیز ہو جسکا عیب دار کردینا ممکن نہو یا اسمین سے کوئی جزو رکھ چھوڑنا ممکن نہو مثلاً مبیع ایک موتی ہی یا ایک غلام ہی یا ایک گھوڑا ہی تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ بائع اس چیز کے ساتھ کوئی کم قدر چیز ملاکر فروخت کردے پھر مشتری یہ کم قدر چیز رکھ لے اور متاع مذکور کو بائع کے ہاتھ کم داموں فروخت کردے اور نقصان ثمن بمقابلہ اس کم قدر چیز کے ہوگا پس بیع مذکور جائز ہوگی اور حیلہ دیگر یہ ہی کہ مشتری تمام اس

[1] قال اصل مین مذکور ہی کہ خیار شرط کے حکم سے ولیکن ظاہر سیاق چاہتا ہی کہ خیار رویت کا لفظ ہو ورنہ خیار شرط کی صورت مین حیلہ صحیح نہوگا علے الاختلاف الذی مر فے البیع اور نیز ملفوظ ہونا بیکار رہی ۱۲ منہ [2] قال المترجم جزو کا فوت ہونا اسواسطے اختیار کیا کہ اوصاف کے مقابلے مین ثمن بدون اسکے حکم عین پا جانے کے نہین ہوتا ہی اور مع ہذا اسمین اختلاف ہی کہ بعضون کے نزدیک اوصاف کے مقابلہ مین کچھ نہین ہوتا ہی لہذا وصف چھوڑ کر جزو لینا ضرور ہی ۱۲ [3] یعنے آٹھ سو جو مذکور ہوے ۱۲

چیز کو جو اسنے خریدی ہی بائع کے فرزند کو ہبہ کر دے یا کسی معتمد علیہ کو ہبہ کر دے اور موہوب لہ اسکو بائع کے ہاتھ قبضہ کرنے کے بعد فروخت کر دے اور جس ثمن کو مشتری نے خریدی تھی اس سے کم پر فروخت کرے پس بیع جائز ہو جائے گی اسواسطے کہ عقد کنندہ مختلف ہو گیا اور ملک بھی مختلف ہو گئی پس اسمین بیچی ہوئی چیز کا کم دامون پر خریدنے کا کچھ دخل ہی نہ ہو گا یہ محیط مین ہی

سولھوین فصل - مدائنات[1] کے بیان مین - زید کا عمرو پر کچھ مال آتا ہی مگر اسکے گواہ نہین ہین پس عمرو نے اسکے اسقدر مال اپنے اوپر ہونے کا اقرار کرنے سے انکار کیا لیکن یہ کہا کہ اگر میعاد مہلت مثلاً سال دو سال کی دیدے تو اقرار کرتا ہون یا مجھ سے کسی[4] قدر حصۂ مال لے لینے پر صلح کرے اور زید نے چاہا کہ ایسا حیلہ کرے جس سے وہ اس مال کا مقر ہو جاوے اور مہلت دینا اور صلح کرنا جائز ہو جاوے تو جاننا چاہیے کہ اگر قرضدار نے قرضخواہ سے کہا کہ مین تیرے مال کا اقرار نہ کرونگا یہانتک کہ تو مجھے میعاد دیدے یا تیرے واسطے اقرار نہ کرونگا یہانتک کہ تو مجھ سے صلح کرلے یا تیرے واسطے اقرار نہ کرونگا یہانتک کہ جسقدر تو دعوے کرتا ہے اس سے کچھ ساقط کر دے پس آیا ایسا اقرار اسکی طرف سے اقرار مال ہی یا نہین ہی سو بعضے علماء کے نزدیک اقرار مال ہی پس بنابرین قرضخواہ کو کسی حیلہ کی احتیاج نہین ہی اور امام محمد نے اس مسئلہ کو کتاب الاقرار مین ذکر کر کے فرمایا کہ یہ اقرار نہو گا پھر اگر قرضخواہ نے ایسا حیلہ چاہا کہ جس سے وہ بالاتفاق مقر ہو جاوے اور قرضخواہ کا مہلت دینا اور صلح کرنا صحیح ہونے پاوے تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ قرضخواہ مثلاً زید کسی اپنے معتمد علیہ مثلاً خالد کے واسطے اس مال کا اقرار کر دے اور اپنے اوپر اس امر کے گواہ کر دے کہ اس قرضہ مین میرا نام عاریتی ہی در اصل یہ مال اس خالد کا ہی پھر اس خالد کو اس مال کے وصول کرنے کا وکیل کر دے جس طرح ہمنے سابق مین بیان کیا ہی پھر خالد مذکور قاضی کے پاس حاضر ہو اور زید کو بھی ساتھ لیجاوے اور کہے کہ عمرو پر میرا مال اس زید کے نام سے اسقدر ہی پھر جب زید نے قاضی کے حضور مین اسکا اقرار کر لیا تو خالد بعد اسکے قاضی سے کہے کہ اس زید کو اس مال کے وصول کرنے سے منع کر دے اور اس امر سے بھی ممانعت فرماوے کہ یہ اس مال مین کوئی تصرف جدید نہ کرنے پاوے یا اسکو اس معاملہ مین محجور[2] فرماوے اور یہ درخواست اسواسطے کرنی پڑی کہ زید ہی اسکے وصول کرنے کا اختیار رکھتا ہی چنانچہ اسکے بعد انشاء اللہ تعالیٰ بیان ہوگا پس اسکے محجور[3] و ممنوع کرانے کی ضرورت ہوئی ہی کہ قاضی اسکو محجور کر دے پس جب اسنے قاضی سے اس امر کی درخواست کی تو قاضی اسکو محجور کر دیگا اور اسکے وصول کرنے سے منع کر دیگا اور ہر قسم کے تصرف سے منع کر دیگا - پھر زید مذکور اسکے بعد عمرو قرضدار کے پاس آوے اور اس سے صلح کرلے یا اسکو مہلت دیدے حتیٰ کہ وہ اس قرضہ کا مقر ہو جاوے اور گواہ لوگ سن لین پھر جب اسکے قرضہ کا اقرار کرلے

---

[1] مدائنات جمع مداینہ باہمی اودھار و قرض کا معاملہ کرنا ۱۲ [2] محجور یعنے تصرف سے ممنوع کیا ہوا ۱۲ [3] اور جو ثمن وصول کرے وہ ہبہ کرنے والے کو ہبہ کر دے ۱۲ منہ [4] مثلاً ہزار درم مین سے سات سو درم لے کر صلح کر لے ۱۲

پھر خالد مذکور قاضی کے حضور مین حاضر ہوکر اس ماجرے کے جو پہلے گذرا ہی گواہ قائم کرے اور زید کے ساتھ اسکا صلح کرنا یا مدت مہلت دینا سب باطل کراکے اس مال کو فی الحال اس سے لے لے اور یہ مسئلہ مبسوط مین نہین پایا جاتا ہی بلکہ امام خصافؒ[1] کی جانب سے مستفاد ہوا ہی اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ اس حیلہ مین ایک طرح کا اعتراض ہی اور وہ یہ ہی کہ قاضی کو چاہیے تھا کہ زید کو مجبور نہ کرتا اس واسطے کہ زید کو مجبور کرنے مین عمرو کے حق کا ابطال ہی اسواسطے کہ زید کو عمرو قرضدار حق ادا کرنے اور اسکے بری کرنے سے یا مہلت دینے سے مستحق بریت وتاجیل ہی پس اس حجر کے جائز ہونے مین مطلوب قرضدار ۱۲ کے حق کا ابطال ہی اور قاضی ایسے موقع پر مجبور نہین کرتا ہی اور شاید خصافؒ نے اس حکم کو اس مسئلہ سے لیا جواب اعتراض[2] ہی جسکو امام محمدؒ نے کتاب الحجر کے آخر مین ذکر کیا ہی کہ اگر قاضی نے کسی شخص کو تصرف کی اجازت دی پھر جب اسنے تصرف کیا اور لوگون سے لین دین قرض اُدھار کا معاملہ کیا تو وہ مفسد یعنی تباہ کار ہوگیا تو امام محمدؒ کے نزدیک مجبور ہو جائیگا اگرچہ قاضی نے ہنوز اسکو مجبور نہ کیا ہو اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک بدون قاضی کے مجبور کرنے کے مجبور نہوگا اور جب قاضی نے اسکو مجبور نہ کیا تو مجبور ہو جائیگا اور قاضی کا مجبور کرنا صحیح ہوگا حالانکہ ایسی صورت مین بھی اسکا قرضدار اس مجبور کو ادا کرنے اور اس مجبور کے بری کرنے سے بری ہونا چاہیے پس اسکو مجبور کرنے مین اسکے مدیون کے حق کا ابطال ہی اور باوجود اسکے اسکو جائز رکھا ہی اور کتاب الحجر مین ایسی دلیلین بہت پائی جاتی ہین پس اس مقام پر بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے ہی پھر خصافؒ نے اسکے بعد فرمایا کہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ جسکے نام سے یہ مال ہی اسکے اقرار کرنے کے بعد بھی اس کو اختیار ہی کہ مال مذکور وصول کرے اور اسکا مہلت دینا اور بری کرنا اور ہبہ کرنا اور ہر طرح کا تصرف جو کچھ کرے سب جائز ہی اور اس قول مین امام ابوحنیفہ کی خصوصیت اسوجہ سے کی ہی کہ امام اعظمؒ مجبور کرنے کو جائز نہین[3] جانتے ہین پس جب اُنکے نزدیک مجبور کرنا صحیح نہوا تو مجبور کرنے کے بعد بھی ویسا ہی حال رہیگا جیسا مجبور کرنے سے پہلے تھا اور قبل مجبور کیے جانے کے اسکے تصرفات اس قرضہ اقراری کی بابت جائز تھے اور کتاب الاقرار مین معلوم ہوچکا ہی کہ اگر کسی نے اقرار کیا کہ جو قرضہ اسکا لوگون پر ہی وہ فلان شخص کا مال ہی تو اسکا اقرار صحیح ہوگا اور وصول کرنے کا استحقاق اسی مقر کو ہوگا کیونکہ اس قرضہ کا معاملہ اسی مقر نے کیا ہے اور عقد معاملہ قرار دینے والے یعنے عاقد کو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک یہ اختیار ہوتا ہی کہ وہ مہلت دے اور بری کردے اور یہ مسئلہ معروف ہی - زید کا عمرو پر مال آتا ہی پھر عمرو نے چاہا کہ یہ مال جو زید کا اسپر آتا ہی یہ تحویل[4] ہوکر بکر کا ہو جاوے تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ عمرو اس شخص بکر سے کہے کہ تو اپنا غلام یا کوئی متاع زید کے ہاتھ بعوض اسکے ہزار درم قرضہ کے جو زید کا مجھپر آتا ہی فروخت کردے پس جب بکر اپنا غلام زید کے ہاتھ بعوض اس قرضہ کے جو عمرو پر

[1] یعنی خصاف نے نکالا ہی اور وجہ اعتراض کا خلاصہ یہ ہی کہ مجبور کرنے مین دوسرے کا حق باطل ہوتا ہی اور وہ بھی مستحق ہی کہ مدت و مہلت پاوے ۱۲

[2] یعنی کسی حیلہ سے بدل کے یہ مال بکر کا ہو جاوے اور وہ قرضخواہ ہو جاوے ۱۲ [3] یعنی آزاد بالغ کو مجبور کرنے کو ۱۲ منہ

آتا ہو فروخت کردیگا اور زید اس بیع کو بکر سے قبول کرے گا تو قرضہ تحویل ہو جائیگا یعنی یہ قرضہ مذکورہ زید سے تحویل ہو کر بکر کے واسطے اس عمرو پر ہو جائیگا کیونکہ بیع کا تعلق اسی قرضہ سے نہوگا اسواسطے کہ دراہم و دینار عقد مین متعین نہین ہوتے ہین خواہ بطریق دین ہون یا بطریق عین ہون بلکہ تعلق عقد ایسے درم و دینار سے ہوتا ہے جو ذمہ پر ثابت ہوتے ہین پس ایسا ہو گیا کہ گویا اُسنے بکر سے یون کہا کہ اپنا غلام زید کے ہاتھ بعوض مثل اس قرضہ کے جو زید کا مجھپر آتا ہو فروخت کردے پھر اسکا ثمن اس قرضہ کے ساتھ جو اسکا مجھپر آتا ہو قصاص کردے اور یہ جائز ہو پس ایسی حالت مین یہ مال تحویل ہو کر بکر کیواسطے ہو جائیگا اور اس مسئلہ کو جامع صغیر مین ذکر کیا ہو اور اسکے دو حیلہ ذکر فرمائے ہین پس ایک تو یہی ہے جو ہمنے بیان کیا اور دوسرا یہ ہو کہ قرضدار عمرو مذکور اس شخص بکر کو حکم کرے کہ زید سے اس قرضہ کے عوض جو اسکا مجھپر آتا ہو اپنے اس غلام پر صلح کرے پس جب اسنے ایسا کیا تو جو مال عمرو پر ہو وہ اس بکر کے واسطے ہو جائیگا لیکن فرق یہ ہو کہ اس حیلہ صلح کی صورت مین غلام کی قیمت واپس لینے کا مستحق ہوگا اور اسکی وجہ یہ ہو کہ صلح کا وقوع اس غلام پر ہوا ہو بدل صلح پر نہین ہوا ہو کیونکہ صلح جب مضاف بعین ہوئی تو اسکا تعلق بعین ہوتا ہو نہ بمثل جو دین ہو کر بذمہ واجب ہو اسی واسطے اگر دین پر صلح کی پھر دونون نے ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ اسپر قرضہ نہ تھا تو صلح باطل ہو جاتی ہو اور جب صلح غلام پر واقع ہوئی تو ادائی قرضہ بعین غلام ہوئی پس قرضدار اس ادا کرنے والے سے اسکے غلام کا قرض لینے والا ہو گیا اور غلام کا قرضہ لینا اس غلام کی قیمت کو جب کرتا ہو اور حیلہ بیع کی صورت مین عقد بیع متعلق بدین دین نہین ہوا بلکہ اسکے مثل سے متعلق ہوا جو اسکے ذمہ دین واجب ہوا اسی واسطے اگر طالب نے مطلوب سے اپنے قرضہ متروبہ کے عوض کوئی چیز خریدی پھر دونون نے باتفاق اقرار کیا کہ اس مطلوب پر کچھ قرضہ نہ تھا تو بیع باطل نہ ہوگی پس ہرگاہ حالت یہ ٹھہری تو مامور اپنے غلام کے ثمن سے اس قرضدار حکم دہندہ کا قرضہ ادا کرنے والا ہو گیا گویا اسنے غلام کو درمون کے عوض فروخت کرکے پھر اسکے ثمن کو قرضہ مذکورہ کا جو مشتری کا قرضدار حکم دہندہ پر تھا قصاص کردیا پس جب ایسی حالت ہووے تو مامور مذکور اپنے حکم دہندہ سے اپنے غلام کا ثمن واپس لیگا اور وہ مثل قرضہ کے ہو پس ایسا ہی یہان بھی ہو اور اگر قرضدار نے ایسا نہ چاہا بلکہ طالب نے ایسا چاہا تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ قرضخواہ مالک غلام یا متاع سے اسکا غلام یا متاع بعوض ہزار درم کے مطلقاً خریدے اور یہ نہ کہے کہ بعوض ان ہزار درم کے جو اسکے فلان قرضدار پر ہین اسواسطے کہ اگر ایسا کہے گا تو لازم آئیگا کہ اُسنے قرضہ کا مالک ایسے شخص کو کیا جسپر قرضہ نہین ہو یعنے سوائے قرضدار کے دوسرے کا قرضہ کا مالک کردیا اور یہ جائز نہین ہو پس وہ مطلقاً ہزار درم کے عوض خریدے پھر بائع کو اس ثمن کی اترائی اپنے قرضدار پر کرا دے پس یہ قرضہ اس بائع کا ہو جائیگا پھر اگر قرضدار نے اس حوالہ کو قبول نہ کیا تو آیا تمام ہوگا تو فرمایا کہ نہین اسواسطے کہ مطالبہ و تقاضا کرنے مین لوگون کی عادتون مین فرق ہے

کوئی سخت تقاضا کرتا ہو اور کوئی آہستگی سے مطالبہ کرتا ہو اور مطالبہ کی تحویل واترائی غیر شخص بدون اسکی رضامندی کے نہین ہو سکتی ہو پس اگر اسنے چاہا کہ ایسا کوئی حیلہ نکلے کہ بدون حوالہ کے یہ مال اس بائع کا ہو جاوے تو اسکی صورت وہی ہو جو ہم نے بیان کر دی کہ قرضخواہ مذکور اس قرضہ کا اقرار اس بائع کے واسطے کر دے اور بائع کو اسکے وصول کرنے کا وکیل کر دے جس طرح کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہو پھر مالک غلام اسکو اپنے غلام کے ثمن سے بری کر دے اور اگر بائع مقرلہ کو یہ خوف ہوا کہ شاید یہ شخص مشتری مقر مجکو اپنی وکالت سے معزول کر دے تو اسکی مضبوطی کی صورت حیلہ بھی سابق مین ہم نے بیان کر دی ہے اور نیز بات یہ ہو کہ مقرلہ یعنی بائع نے اگر مقر کو اپنے غلام کے ثمن سے بری کر دیا تو اسکو کیا اطمینان ہو سکتا ہو کہ مقر اس سے کہے کہ تو اس قرضہ کے وصول کرنے مین میرا وکیل ہو اور اس سے اس امر پر قسم لے تو کیونکر قسم کھا سکتا ہو تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ مقر سے اپنے واسطے اس قرضہ کے اقرار کا اقرارنامہ لکھوا لے جسکی صورت ہم نے پہلے بیان کر دی ہو اور نیز اس تحریر مین یہ بھی لکھے کہ طالب یعنی مقر نے اقرار کیا کہ مین نے قاضیان اسلام مین سے ایک قاضی کے سامنے اس مقرلہ پر یہ دعویٰ کیا تھا کہ تو اس قرضہ کے وصول کرنے مین میرا وکیل ہو اور مین نے اس سے قسم لی تھی پھر اسکے بعد اس دعوے مین میرے اسپر قسم عائد نہین ہو پس جب اسنے اس طور سے اقرار کر کے اقرارنامہ تحریر کر دیا تو پھر اس مقر کے واسطے اس مقرلہ پر اور اس قرضدار پر اس مال کی بابت کوئی راہ نہو گی۔ زید کا عمرو پر مال آتا ہی پس عمرو نے زید سے درخواست کی کہ فلان وقت معلوم تک مجھے اسکے ادا کرنے کی مہلت دے یا اسکی قسط مقرر کر دے اور زید نے اسکو منظور کیا مگر عمرو کو خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ زید اس امر مین یہ حیلہ نکالے کہ اس مال کا کسی شخص غیر کے واسطے پہلے اقرار کر دے پھر مجھے مہلت دے یا قسط مقرر کر دے پس بنا بر قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالےٰ کے اسکا مہلت دینا یا قسط مقرر کرنا صحیح نہ ہووے پس اسنے ایسا حیلہ طلب کیا جس سے اسکا مہلت دینا یا قسط مقرر کرنا بالاتفاق سب کے نزدیک صحیح ہو جاوے تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ طالب یعنی زید سے اقرار کرا دے کہ یہ مال جب سے عمرو پر واجب ہوا ہو تب سے اسی طور سے واجب ہوا ہو کہ اسکی میعاد ادائی فلان مدت تک ہو اور اگر اسکی قسط بندی چاہتا ہو تو اس سے اقرار کرا دے کہ یہ مال جب سے واجب ہوا ہو تب سے اسی طور سے واجب ہوا ہو کہ اسکی میعاد ادائی تا وقت فلان بطور قسط بندی ہو اور قسطون کی تعداد و وقت ادائی وغیرہ سب مفصل بیان کر دے اور اس طرح تحریر کرانے کی وجہ یہ ہو کہ علماء نے باہم اختلاف کیا ہو کہ جو شخص بیع کے واسطے وکیل ہو وہ بیع تمام ہو جانیکے بعد مہلت دینے یا قسط بندی کرنے کا مختار ہو یا نہین ہو لیکن سب نے اس امر پر اتفاق کیا ہو کہ اسکو یہ اختیار ہو کہ بیع کرتے وقت ادھار میعادی ثمن یا ثمن قسط بندی کے ساتھ ادا کرنے کی شرط پر فروخت کرے۔ پس چاہیے کہ اس سے اسی طور سے اقرار کرا دے چنانچہ امام ابو یوسف نے فرمایا ہو کہ قرضہ مطلقاً ثابت ہونیکے بعد مہلت دینا و قسط مقرر کرنا جائز نہین ہو اور امام ابو یوسف نے یہ جائز رکھا ہو کہ دوسرے سے یہ اقرار

کرے کہ یہ مال میعادی یا قسط بندی پر ادا کرنے کے ساتھ ہی واجب ہوا ہی اور یہ نظیر اس مسئلہ ذیل کی ہی کہ انھون نے فرمایا کہ اگر قرضہ کے دو قرضخواہ شریک ہون پس ایک قرضخواہ نے اپنے حصے کے واسطے مہلت دینی چاہی اور دوسرے نے انکار کیا تو ایسی مہلت دینا بالکل جائز نہوگا - اور اگر دونون مین سے ایکنے کہا کہ یہ قرضہ جسوقت واجب ہوا ہی تبھی سے میعادی واجب ہوا ہی اور دوسرے نے اس سے انکار کیا تو مقر کے حصہ کے حق مین مہلت ثابت ہو جائیگی اسی طرح حد القذف کی صورت مین اگر حد قذف کسی تہمت لگانے والے پر واجب ہوئی پھر جسکو تہمت لگائی ہی اسنے چاہا کہ اسکو معاف کردے تو معاف کرنا کچھ کارآمد نہوگا اور اگر تہمت زدہ نے اس طرح اقرار کیا کہ مین اپنے دعوے مین مبطل تھا تو حد ساقط ہو جائیگی پس اس سے ظاہر ہوا کہ اگر کسی شخص نے کسی چیز کے سبب کا اقرار کیا تو اسکا ثبوت اسی طور سے ہوگا جس طرح اسنے اقرار کیا ہو اور اگر کسی شخص نے اپنے اقرار سے کسی سبب کے بدل ڈالنے کا جو ثابت ہو چکا ہی قصد کیا تو اسکا اقرار کارآمد نہوگا پس ایسا ہی ہمارے اس مسئلہ مین ہی شمس الائمہ حلوائی رح نے فرمایا کہ یہ سب اس صورت مین ہی کہ جب اسنے ایسی مدت کا اقرار کیا جو لوگون مین متعارف ہی اور اگر اسنے ایسی مدت کی مہلت کا اقرار کیا جو لوگون کے عرف و رواج کے خلاف ہی تو امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے نزدیک اسکا یہ اقرار صحیح نہوگا اور یہ مسئلہ کتاب الوکالۃ مین مذکور معروف ہی کہ وکیل بیع نے اگر مبیع کو میعادی ادھار فروخت کیا تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک صحیح ہی چاہے جیسی میعاد قرار دی ہو اور صاحبین کے نزدیک ویسی ہی میعاد صحیح ہوگی جو لوگون مین رائج و معروف ہی اور نیز یہ بھی چاہیے کہ طالب اس مطلوب کیواسطے اسطرح ضمانت کرے کہ اس مطلوب کو جو کچھ اس معاملہ مین درک پیش آوے اس طالب کی جانب یا سبب سے بطریق اقرار و تلجیہ[1] و ہبہ و تملیک و توکیل کے یا کسی تصرف کی وجہ سے جو اس نے اس مال مین اس طرح کیا ہو جسکے سبب سے اس مطلوب کی مہلت میعادی جسکا وہ مستحق ہوا ہی باطل ہوتی ہو تو یہ طالب اسکا ضامن ہی کہ اس مطلوب کو اس سے خلاص کرائے گا جو کچھ اسپر لازم آئے گا وہ اس مطلوب کو واپس دیگا پس اگر دونون نے اس طرح حیلہ کر لیا پھر ایک شخص ثالث آیا جسکے واسطے اس طالب نے اس مطلوب کو مہلت دینے سے پہلے اس مال کا اقرار کیا ہی پس اسنے مطلوب سے مال کا مواخذہ کیا اور مہلت دینے مین اسکی تکذیب کی تو امام ابو یوسف رح کے موافق مہلت ثابت نہوگی ولیکن مطلوب کو یہ استحقاق حاصل ہوگا کہ وہ طالب سے اس چیز کیواسطے جسکا وہ ضامن ہوا ہی رجوع کرے اسواسطے کہ اُسنے ضمانت کر لی تھی کہ جو کچھ اسکو درک لاحق ہو گا اسکا مین ضامن ہون پس اسکو یہ درک لاحق ہوا پس مطلوب اس سے رجوع کریگا پھر یا تو طالب اُسکو چھڑائے گا یا جو کچھ اسکے واسطے ضمانت کی ہی اسقدر مال اسکو دیدیگا کہ وہ مطلوب پر تا میعاد مذکورہ و قسطہائے مقررہ قرضہ رہیگا زید کا عمرو پر مال آتا ہی پھر عمر مر گیا اور اسکے وارث نے زید سے درخواست کی کہ تو اس مال کیواسطے فلان

[1] تلجیہ فقط ظاہر مین عقد بیع یا قیمت کا خفیہ مواضعہ ہوتا ہی کتاب البیوع دیکھو ۱۲ ع [2] یعنی کسی کے حصہ مین جائز نہوگا ۱۲ ع [3] یعنی فلان وقت تک ۱۲

وقت تک مہلت دیدے تو فرمایا کہ یہ مہلت ناجائز ہی اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ یہ مسئلہ امام خصاف کی جانب سے مستفاد ہی اور اسکا ذکر مبسوط مین نہین ہی ولیکن مبسوط مین اسقدر مذکور ہی کہ اگر قرضدار مرگیا تو اسکے مرتے ہی میعاد جاتی رہیگی اور قرضہ فی الحال واجب الادا ہو جائیگا اور اسمین حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل فرمائی ہی اور اس صورت کو اس مقام پر ذکر نہین فرمایا ہی اور خصاف نے فرمایا کہ وارث کے حق مین قرضہ کی میعاد جو مقرر تھی ثابت نہوگی اسواسطے کہ قرضہ اسپر نہ تھا پس اسکے حق مین میعاد بھی ثابت نہوگی پھر اسکے بعد اگر میعاد ثابت ہو تو یا میّت کے واسطے ثابت ہوگی یا مال قرضہ کے حق مین ثابت ہوگی ولیکن میّت کے حق مین ثابت نہین ہو سکتی کہ اسکی موت سے قرضہ اسکے ذمہ سے ساقط ہو گیا پس اسکی موت کے بعد اسکے حق مین ابتدائً کیونکر میعاد ثابت ہوگی اور مال کے حق مین بھی مہلت ثابت ہونا جائز نہین ہی اسواسطے کہ وہ عین ہی اور اعیان میعادون کو قبول نہین کرتے ہین اسی واسطے ہم نے کہا ہی کہ مہلت میعادی ثابت نہوگی اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ جو کتاب مین مذکور ہی یہ امام محمد کا قول ہی اور بنابر قول امام ابویوسف کے مہلت ثابت ہونی چاہیے اور اسکا مرجع انھون نے مسئلہ ذیل قرار دیا ہی اور وہ یہ ہی کہ قرضخواہ میّت نے اگر میّت کو اپنے قرضہ سے بری کردیا اور وارث نے اسکو رد کردیا تو وارث کا رد کرنا امام محمد کے نزدیک کام مین کچھ خلل انداز نہوگا اسواسطے کہ قرضہ اسپر نہین ہی اور امام ابویوسف کے نزدیک اسکا رد کرنا خلل انداز ہوگا اسواسطے کہ قرضہ کا مطالبہ اب اسی سے ہے پس جبکہ اس کا رد کرنا خلل انداز ہوا اور ایسا قرار دیا گیا کہ گویا قرضہ اسی پر ہے تو میعاد بھی اسکے حق مین کارآمد ہوگی پس اس کے واسطے میعاد ثابت ہوگی پس ایسا ہی ان مشائخ نے فرمایا ہی ولیکن صحیح یہ ہی کہ جو کتاب مین مذکور ہی وہ اتفاقی[عه] حکم ہی۔ پھر جب کہ وارث کے حق مین میعاد ثابت نہوگی تو اسکا حیلہ کیا ہی تو فرمایا کہ اسکا حیلہ یہ ہی کہ وارث یہ اقرار کرے کہ مین نے میّت کی زندگی مین میّت کی طرف سے اس قرضخواہ کے واسطے اس مال کی ضمانت اس طور سے کرلی تھی کہ فلان وقت کی میعاد تک اس کی ادائی کا مین ضامن ہون اور قرضخواہ مذکور یہ اقرار کرے کہ یہ مال اس میّت پر اور اسکے اس کفیل پر فلان مدت تک میعادی تھا اور نیز قرضخواہ مذکور یہ بھی اقرار کرے کہ اس وارث کو مال میّت کچھ نہین ملا ہی پس جب اس طرح اقرار دونون کا پایا گیا تو ایسی حالت مین یہ مال مذکور اس وارث پر میعادی اُدھار رہے گا اور یہ اسواسطے ہوا کہ مدت میعادی اگرچہ اصیل کے حق مین اسکی موت کی وجہ سے ساقط ہو گئی ہی لیکن کفیل کے حق مین ساقط نہوگی پس وارث کے حق مین میعادی قرضہ ہیگا ایسا ہی ظاہر الروایۃ مین مذکور ہی اور یہ جو کتاب مین فرمایا کہ قرضخواہ اس امر کا اقرار کرے کہ اس وارث کو مال میّت کچھ نہین ملا ہی وہ اسواسطے ہی کہ اصیل پر یہ قرضہ بسبب اسکی موت کے فی الحال واجب الادا ہو گیا پس اسکو اختیار ہوا کہ اسکا مال فروخت کرادے اور جہان کہین پاوے وصول کرلے پس اس سے اس طرح کا اقرار کرالیا تاکہ وہ وارث سے رجوع[عه] نہ کرسکے اور نیز کتاب مین فرمایا کہ یون اقرار نہ کرے کہ یہ میّت قرضدار مفلس

عه یعنی دونون اماموں کا اتفاق ہی ۱۲ منہ عه یعنی صاحب محیط رحمہ اللہ ۱۲ منہ

مر گیا اور وارث نے اسکے بعد اسکی طرف سے ضمانت کی ہو بلکہ یون اقرار کرے کہ اُسنے میت کی زندگی مین اس کی طرف سے ضمانت کی تھی کیونکہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہو کہ مفلس کی طرف سے قرضہ کی کفالت کرنا صحیح نہین ہو پس اس قول سے احتراز ہونے کے واسطے اسی طور سے اقرار کرے جس طرح ہم نے بیان کیا ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو

سترھوین فصل - اجارات کے بیان مین - امام محمد نے اجارات اصل مین فرمایا کہ زید نے عمرو سے ایک حمام اجارہ پر لیا اور مالک حمام عمرو نے زید کے ذمہ حمام کی مرمت کی شرط لگائی تو اجارہ فاسد ہوگا اسواسطے کہ مقدار مرمت داخل اجرت ہوگی حالانکہ وہ مجہول ہو پس اگر اسکے واسطے حیلہ چاہا تو اُس کا حیلہ یہ ہے کہ دیکھنا چاہیے کہ مرمت مین کسقدر خرچ ہوگا پس اسکا اندازہ کرکے یہ مقدار اسکی اجرت مین بڑھا وے پھر اُسکو حکم دے کہ اجرت مین سے اسقدر مال اسکی مرمت مین خرچ کرے چنانچہ اگر کرایہ کی مقدار دس درم ہو اور مرمت کیواسطے خرچہ کی مقدار ضروری بھی مثلاً دس درم ہو تو مالک حمام اسکو بیس درم کے عوض اجارہ پر دے پھر اسکو حکم کرے کہ اسمین سے دس درم اسکی مرمت مین خرچ کرے پس مستاجر اسکی طرف سے اسکے حمام کی مرمت اسکے مال سے کرنے کا وکیل ہو جاویگا اور یہ معلوم ہو پس جائز ہوگا اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ یہ حیلہ بنا بر قول صاحبین کے ٹھیک ہو اور بنا بر قول امام اعظمؒ کے ٹھیک نہین ہو اسواسطے کہ اجرت قرضہ ہو حالانکہ اسکو ایک مجہول چیز مین صرف کرنے کا حکم کیا ہو اور یہ مانع جواز ہو اسواسطے کہ مرمت و اُجرت امام اعظمؒ ہی کے قول پر مانع جواز وکالت ہو جیسے کہ اگر مدیون سے قرضخواہ نے کہا کہ جو میرا تجھپر ہو اسکو فلان چیز کی بیع سلم مین دیدے یا کہا کہ میرے واسطے فلان چیز بعوض اسکے جو میرا تجھپر ہو خرید دے اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ ایسا نہین ہو بلکہ یہ حیلہ بالاتفاق سب کے قول کے موافق ٹھیک ہو لیکن باہم اس امر مین اختلاف کیا کہ وجہ جواز کیونکر ہو سو بعض نے کہا کہ وکیل کرنے کے وقت اُجرت واجب نہ تھی تا کہ یہ لازم آوے کہ اس نے مجہول چیز مین قرضہ کے صرف کرنے کا حکم دیا ہو جو کہ جواز وکالت سے مانع ہے آیا تو نہین دیکھتا ہو کہ اگر اسکو قبل اجارہ کے اس امر کا وکیل کرے تو وکالت جائز ہو پس اسی وجہ سے جائز ہو جو ہم نے بیان کردی ہو بخلاف مسئلہ سلم کے کہ اس صورت مین وقت وکالت کے قرضہ واجب تھا پس جب اسنے اس امر کیواسطے وکیل کیا اور مسلم الیہ کو معین نہ کیا تو اسکو اس امر کا وکیل کیا کہ جو قرضہ اسپر واجب ہے اسکو مجہول کی جانب صرف کرے اور یہ جائز نہین ہو جیسے اگر یون کہا کہ جو میرا تجھپر ہو اس کو کسی کو دیدے تو یہ جائز نہین ہو اور اس مسئلہ مذکورہ بالا مین اسکے برخلاف ہو حتیٰ کہ اگر وقت وکیل کرنے کے اجرت واجب ہوتی تو بنا بر قول امام اعظمؒ کے جائز نہوتی تا وقتیکہ وہ اینٹون و فروشندۂ آلات کو معین نہ کرتا جیسے کہ مسئلہ سلم مین ہو اور بعضون نے کہا کہ امام اعظمؒ قرضہ خرچ کرنے کا وکیل کرنا جبھی نہین جائز کہتے ہین کہ جب وہ چیز جسکی طرف صرف کیا جاوے یعنی محل صرف مجہول ہو اور اگر معلوم ہو تو ناجائز نہین

فرماتے ہین آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر کسی نے دوسرے سے ایک گھوڑا یا غلام کرایہ پر لیا اور موجر نے مستاجر کو وکیل کیا کہ اس اجرت مین سے اسقدر اس جانور یا غلام کے دانہ و خوراک مین صرف کرے تو جائز ہے اسواسطے کہ محل صرف یعنی گھوڑا یا غلام معلوم ہی اور اس صورت مین بھی محل صرف یعنی مرمت حمام معلوم ہی بخلاف مسئلہ سلم کے کہ اسمین محل صرف یعنی مسلم الیہ مجہول ہی حتی کہ اگر وہ معلوم ہو مثلاً یون کہے کہ جو میرا تجھپر آتا ہی اسکو فلان شخص کو فلان شخص کی بیع سلم مین دیدے یعنی مسلم الیہ کو معین کردے تو امام اعظمؒ کے نزدیک بھی جائز ہی - پھر اگر مستاجر نے کہا کہ مین نے اتنے مال سے اس حمام کی مرمت کی ہی تو بدون حجت کے اسکا قول قبول نہوگا اسی طرح اگر مالک حمام نے اس امر پر گواہ کردیے کہ مستاجر اسکی مرمت مین خرچ کرنے مین جو کچھ دعوے کرے اسکی تصدیق ہوگی تو بھی مستاجر کا قول بدون حجت کے قبول نہوگا یعنی اگر اجارہ دینے کے وقت اور مستاجر کے ذمہ حمام کی مرمت کی شرط کرنے کے وقت مالک حمام نے اس امر کے گواہ کردیے کہ اسکے بعد یہ مستاجر جو کچھ دعوی کریگا کہ مین نے اسکی مرمت مین اسقدر خرچ کیا ہی تو اسکے قول کی تصدیق کی جائے گی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ مستاجر مذکور اس مرمت کے خرچہ کے دعوے مین اس امر کا مدعی ہی کہ جو اجرت اسپر واجب ہوگئی تھی وہ اسنے ادا کردی ہی اور مالک حمام اس سے منکر ہے پس اسی کا قول قبول ہوگا لیکن اگر مستاجر اپنے دعوے پر جس طرح دعوی کرتا ہی گواہ قائم کرے تو اسکا دعوی ثابت ہوگا جیسے کہ اگر اسنے حقیقۃً ادا کرنے کا دعوی کیا تو یہی حکم ہی - پھر اگر مستاجر نے چاہا کہ ایسا حیلہ کرے کہ جس سے بدون حجت کے اسکی مرمت مین صرف کرنے کا قول قبول ہو تو یہ حیلہ ہی کہ بقدر مرمت کے مستاجر مذکور اس موجر کو پیشگی دیدے پھر مالک حمام اسکو وصول کرکے مستاجر کو دیدے اور اسکو حکم کرے کہ اسکو مرمت حمام مین خرچ کرے پس اسکے خرچ کرنے مین مستاجر امین کا قول قبول ہوگا کچھ گواہون کی ضرورت نہوگی اسواسطے کہ پیشگی ادا کرنے سے جو کچھ ادا کیا ہی وہ مالک حمام کی ملک ہوجائے گی پھر جب وصول کرکے اسکو دیدیگا تو اسکے بعد مستاجر مذکور اسمین اسکا امین ہوگا اور امانت کو امانت کی جگہ صرف کردینے مین امین کا قول قبول ہوتا ہی اور حیلہ دیگر بدین غرض کہ مستاجر کے ذمہ سے گواہ ساقط ہون یہ ہی کہ بقدر مرمت کے خرچہ کے کسی درمیانی عادل کے پاس رکھے حتے کہ جسقدر خرچ ہو اسکی مقدار کی بابت اسی عادل کا قول قبول ہوگا اسواسطے کہ عادل مذکور امین ہوگا - اگر ایک شخص نے دوسرے سے میدان دار بعوض اجرت معلومہ کے مدت معلومہ تک کرایہ لیا اور اسکو مالک دار نے حکم دیا کہ اسمین ایسی عمارت بنوادے اور اسکا خرچہ اسکے کرایہ سے محسوب کرلے تو یہ جائز ہی آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالی نے ذکر فرمایا کہ اگر ایک شخص نے دوسرے سے ایک حمام کرایہ پر لیا اور مالک حمام نے اسکو حکم دیا کہ اس حمام کی شکست و ریخت کی مرمت کرے اور اسکے کرایہ مین سے محسوب کرے تو جائز ہی پس جب امر جائز ٹھہرا اور اسنے عمارت مین خرچ کیا تو کرایہ مین سے بقدر خرچہ کے محسوب کریگا اسواسطے کہ اسنے مالک دار کے

حکم سے عمارت بنوائی ہو اور کرایہ اس مستاجر کے ذمہ قرضہ ہے پس دونون کی مقدار اگر برابر ہو کچھ کمی بیشی نہ ہو
تو قصاص کر لینگے اور اگر کمی وبیشی ہوگی تو بقدر اسکے ایک دوسرے سے واپس لیگا اور عمارت اس دار
کے مالک کی ہوگی اور اگر مالک حمام نے یہ ذکر نہ کیا کہ عمارت کا خرچہ اس کے کرایہ مین سے محسوب کرے
بلکہ فقط یہ حکم کیا کہ اسمین ایسی ایسی عمارت بنوا دے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا کہ جو کچھ تو اسمین صرف کرے
وہ کرایہ مین محسوب کرے پس اُسنے عمارت بنوائی تو یہ عمارت کس کی ہوگی سو اسمین مشائخ نے اختلاف
کیا ہے بعضون نے فرمایا کہ عمارت اُسی شخص کی ہوگی جسکی زمین ہے اور اسکی دلیل اُس سے نکالی جو امام محمدؒ
نے ضمان الاجارات مین ذکر کیا ہے کہ اگر ایک شخص نے دوسرے کو ایک حمام کرایہ پر دیا اور مستاجر کو
حکم دیا کہ اسکی شکست وریخت کی اور ضروری چیز کی تعمیر کرے اور اس نے ایسا ہی کیا تو یہ عمارت مالک
حمام کی ہوگی اور بعضون نے کہا کہ یہ عمارت اس مستاجر کی ہوگی اور اسکی دلیل اس سے نکالی جو کتاب العاریۃ
مین مذکور ہے کہ اگر ایک شخص نے دوسرے سے ایک دار عاریت لیا اور اسمین عمارت بنائی حالانکہ مالک دار
کے حکم سے بنائی ہے تو یہ عمارت اس مستعیر کی ہوگی۔ پس بنا بر قول ایسے عالم کے جو کہتا ہے کہ اس صورت
مین عمارت مذکورہ مستاجر کی ہوگی مستاجر کو یہ اختیار نہوگا کہ جو کچھ اُس نے تعمیر مین خرچ کیا ہے وہ موجر سے
واپس لے پس اگر مستاجر کو خوف ہوا کہ اگر اسنے عمارت بنائی اور ان سالون کے تمام ہونے سے پہلے مدت
اجارہ گزر گئی تو شاید اسکا مرافعہ ایسے قاضی کے حضور مین ہو جو ایسی صورت مین بنا بر قول بعضے مشائخ
کے مستاجر کے واسطے موجر سے خرچہ واپس لینے کا استحقاق جائز نہین جانتا ہے پس اسکا خرچہ جاتا رہیگا
اور اسکو ضرر پہونچے گا پس اسنے اسکے واسطے حیلہ طلب کیا تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ مالک دار سے یون کہے
کہ وہ جب اجازت عمارت دیتا ہے تو اسکے ساتھ یہ بھی کہے کہ مین تیرے خرچہ تعمیر کا حساب اسکے کرایہ سے
کر دونگا پس جب اسنے ایسا کیا تو ہر گاہ ان سالون کے تمام ہونے سے پہلے اجارہ ٹوٹ جائے گا تو اسکو
اختیار حاصل ہوگا کہ جو کچھ اُسنے خرچ کیا وہ موجر سے واپس لے اور حیلہ دیگر یہ ہے کہ اس خرچہ کی مقدار
کو دیکھا کہ اسقدر تخمینہ سے ہوتی ہے اسکو دار مذکور کے آخر سال کے کرایہ مین ملا دے اور اس کو ملا کر اس کا
آخر سال کا کرایہ قرار دے پھر مالک دار اس امر کا اقرار کرے کہ مستاجر نے مجکو اس دار کے کرایہ مین سے سال
آخرہ کا کرایہ اس قدر پیشگی دیا ہے اور مین نے اسکو مستاجر سے وصول پایا ہے حتےٰ کہ اگر اس مدت کے گزرنے
سے پہلے اجارہ منقضی ہوا تو مستاجر مذکور اسقدر مال جسکی بابت موجر نے اقرار کیا ہے کہ مین نے بابت کرایہ سال
اخیرہ کے وصول کیا ہے موجر سے واپس لیگا اور اگر اجارہ مذکورہ اپنی پوری مدت تک رہا تو اجارہ کا مقصود
حاصل ہو جائے گا اور پھر مستاجر کو اس موجر سے یعنے مالک دار سے اسکے واپس لینے کی کوئی راہ نہوگی یہ
ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر مستاجر کو خوف ہوا کہ شاید موجر اس سے قسم لے کہ تو قسم کھا کہ مین نے اسکو اس قدر

سلہ قصاص سے مراد برابری کا ادلا بدلا ہے ۱۲

اجرت بابت سال اخیرہ کے پیشگی دی ہو تو وہ قسم نہ کھا سکے گا پس کوئی دوسرا حیلہ چاہیے ہے تو اس کا حیلہ یہ ہو کہ مستاجر مذکور اس موجر کے ہاتھ کوئی چیز کم قدر بعوض اسقدر مال کے فروخت کر کے موجر کو حوالہ کر دے پس اگر اس مدت مقررہ کے گزرنے سے پہلے اجارہ فسخ ہوا تو مستاجر مذکور اس سے اس چیز کا ثمن واپس لے سکتا ہو اور وہ اس امر پر قسم کھا سکتا ہو کہ اس موجر پر میرا اسقدر مال واجب ہو اور اگر ایک شخص نے چاہا کہ اپنی زمین جسمین کھیتی ہو کسی کو اجارہ پر دے تو اسمین کوئی حیلہ نہین نکل سکتا ہو سوائے ایک صورت کے اور وہ یہ ہو کہ کھیتی اسکے ہاتھ فروخت کر کے زمین اسکو اجارہ پر دیدے اسواسطے کہ جواز عقد اجارہ کی شرط یہ ہو کہ بعد عقد اجارہ کے مستاجر اس زمین سے انتفاع حاصل کر سکے اور جب اسکے ہاتھ کھیتی فروخت کی پھر زمین اسکو اجارہ پر دیدی تو وہ زمین مذکور سے انتفاع حاصل کر سکتا ہو کہ اسمین اپنی کھیتی کی تربیت کریگا اور اگر کھیتی اسکے ہاتھ فروخت نہ کی تو مستاجر اس زمین سے انتفاع حاصل نہین کر سکتا ہو کیونکہ وہ موجر کی کھیتی مین پھنسی ہو اور نیز مستاجر کو سپرد نہین کر سکتا ہو بدون اسکے کہ اپنی کھیتی اسمین سے اکھاڑ لے اور اسمین اسکے حق مین کھلا ہوا ضرر ہو اسواسطے عقد[اجارہ ۱۲] فاسد ہوگا اور علی ہذا اگر زمین مین درخت یا کوئی عمارت ہو اور چاہا کہ زمین کرایہ پر دیدے تو بھی چاہیے کہ درخت و عمارت پہلے اسکے ہاتھ فروخت کر دے پھر زمین کو اجارہ پر دے یہ مبسوط مین ہو۔ زید نے چاہا کہ عمرو کی زمین جس مین عمرو کی کھیتی ہو اجارہ پر لے تو جائز نہین ہو اور مشائخ نے اسکے عدم جواز کی وجہ بیان کرنے مین اختلاف[ف۲] کیا ہو بعضون نے کہا کہ اسوجہ سے جائز نہین ہو کہ اسنے ایسی زمین اجارہ پر دی ہو جسسے مستاجر انتفاع نہین حاصل کر سکتا ہے پس عقد اجارہ ایسا ہوا کہ گویا اسنے ایسی زمین اجارہ پر دی جو لونیا[ع۵] ہو یا ایسی زمین اجارہ پر دی جس مین سے پانی رستا ہو اور بعضون نے کہا کہ یہ وجہ ہو کہ اسپر حکماً مالک زمین کا قبضہ قائم ہو اس واسطے کہ اس مین اسکی کھیتی[یعنی مالک کی ۱۲] موجود ہو پس اسنے ایسی چیز اجارہ پر دی جسکو سپرد نہین کر سکتا اور ایسا اجارہ صحیح نہین ہوتا ہے پس اگر اسنے اسکے جواز کا حیلہ چاہا تو حیلہ یہ ہو کہ جس کو اجارہ پر دینا چاہتا ہے اس مستاجر کے ہاتھ پہلے اپنی کھیتی فروخت کر دے پھر اس کے بعد یہ زمین اجارہ پر دیدے تو اجارہ جائز ہوگا اسواسطے کہ کھیتی مذکور بوجہ مستاجر کے خریدنے کے اسکی ملک ہو جائے گی پس مستاجر اس زمین سے انتفاع حاصل کر سکے گا اس طرح کہ اسکی کھیتی اس زمین مین تربیت پاویگی پس اس صورت مین ایسا ہوگا کہ اسنے ایسی چیز اجارہ پر دی جس سے مستاجر انتفاع حاصل کر سکتا ہو اور اس وجہ سے کہ جب کھیتی مذکور مستاجر کی ملک ہو گئی تو زمین سے موجر کا قبضہ حکمی و حقیقی سب دور ہو گیا پس ایسی چیز اجارہ پر دی جسکو بخوبی سپرد

ف۱ یہ اسوقت ہو کہ جب تمام زمین جو درختون وغیرہ مین پھنسی ہوئی ہو سب اجارہ پر دی اور اگر فقط خالی زمین دیدی تو اسکی کچھ حاجت نہین ہے ۱۲ منہ ف۲ قولہ اختلاف قال المترجم کچھ اختلاف نہین بلکہ ہر دو امر عدم جواز کے لیے مستقل ہین غایت انکہ کسی نے کوئی اور دوسرے نے دوسرا بیان کیا ۱۲ منہ ع۵ یعنی زمین شور ۱۲

کر سکتا ہی پس اجارہ صحیح ہوگا اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ اس حیلہ سے اس زمین کا اجارہ جبھی صحیح ہوگا کہ جب اسنے اپنی کھیتی کو بہ بیع رغبت وجد[1] فروخت کیا ہو اور اگر بطور بیع ہزل وتلجیہ فروخت کیا ہو تو اجارہ جائز نہوگا کیونکہ جب بیع ہزل ہوگئی تو زراعت مذکور ملک بائع سے خارج نہوگی پس بعد بیع کے بھی وہی حال رہیگا جو بیع سے پہلے تھا اور بیع رغبت وجد کی پہچان یہ ہے کہ زراعت مذکور بعوض اتنے دامون کے فروخت کیجاوے جو اسکی قیمت کے برابر یا زیادہ ہین یا اسقدر کم کہ جسقدر لوگ اپنے اندازہ مین خسارہ اُٹھا لیتے ہین اور بیع ہزل ہونے کی پہچان یہ ہے کہ زراعت کے دام اتنے ہون جو قیمت زراعت سے اسقدر کم ہین کہ لوگ اپنے اندازہ مین ایسا خسارہ نہین اُٹھاتے ہین اور بعضے مشائخ کے نزدیک اگر بیع مذکور بعوض اتنے دامون کے ہو جو اسکی قیمت سے اسقدر کم ہین کہ جسقدر لوگ اپنے اندازے مین خسارہ نہین اُٹھاتے ہین تو وہ بھی امام اعظمؒ کے نزدیک بیع رغبت ہی پس اجارہ جائز ہوگا اور صاحبینؒ کے نزدیک بیع ہزل ہی پس اجارہ جائز نہوگا اور بعضون نے فرمایا کہ اگر یہ بیع قیمت سے کم دامون کے عوض ہو تو بھی باتفاق بیع جد و رغبت ہی پس جواز اجارہ سے مانع نہوگی اور اسکا بیان یہ ہی کہ دونون نے اس بیع سے عقد اجارہ کا صحیح ہونا چاہا ہے اور صحت اجارہ بدون اسکے نہین ہوسکتی ہی کہ پہلے زراعت فروخت کیجاوے اور یہ بیع رغبت وجد فروخت کیجاوے پس ظاہر یہی ہی کہ اپنی غرض پوری کرنے کے واسطے دونون نے بہ بیع رغبت وجد بیع کی ہی - اگر زید نے اپنی زمین عمرو کو اجارہ پر دی اور عمرو کے ذمہ باوجود کرایہ کے اسکا خراج بھی شرط کیا تو یہ جائز نہین ہی اسواسطے کہ اُجرت مجہول ہوجاتی ہی بدین وجہ[2] کہ خراج کبھی بڑھ جاتا ہی اور کبھی گھٹ جاتا ہی یہ بمنزلہ ایسی صورت کے ہی کہ زید نے عمرو کو اپنا دار ایک سال کے واسطے اجرت معلومہ پر بدین شرط اجارہ دیا کہ اسکی مرمت اپنے مال سے کرے تو یہ نہین جائز ہی اسواسطے کہ خرچہ مرمت مجہول ہے پس اجرت معلومہ مذکورہ بھی مجہول ہوجاویگی اور بدین وجہ کہ خراج زمین بذمہ مالک زمین ہوتا ہی پس جب مالک نے یہ خراج بذمہ مستاجر شرط کیا تو تقدیراً گویا اُس نے یون کہا کہ مین نے تجھے اپنی یہ زمین اس سال کیواسطے اتنے درمون پر بدین شرط اجارہ پر دی کہ جو خراج سلطان کا میرے ذمہ امسال عائد ہوگا اس کا تو حوالہ قبول کرلے حالانکہ ایسا کہنے مین عقد اجارہ صحیح نہین ہوتا ہی اسواسطے کہ اس عقد اجارہ مین حوالہ شرط ہے پس عقد اجارہ فاسد ہوگا - پھر اس امر کا حیلہ کہ ایسا اجارہ جائز ہوجاوے فاسد نہونے پاوے یہ ہے کہ اسکو یہ زمین کسی قدر اجرت معلومہ پر اجارہ پر دے اور اس اجرت مین جسقدر اندازے سے خراج لازم آتا

---

[1] جد یعنی عمداً قصد بیع ہو ہزل نہو اور رغبت ہو اور تلجیہ ظاہری نہو ۱۲

[2] یہ توجیہ خراج بٹائی مین چلتی ہی جو پیداوار سے جزو معین ہوتا ہی کہ وہ کبھی کم و کبھی زیادہ ہوسکتا ہی لہذا آیندہ یہ عبارت لکھی بدین وجہ کہ خراج بذمہ مالک ہے الخ باوجودیکہ توجیہ دوم خود مستقل ہے ۱۲ منہ

فقط آوے بڑھادے اور اس سب کے عوض اسکو اجارہ پر دیکر مستاجر کے واسطے گواہ کرادے کہ موجر نے اسکو اجازت دی ہی کہ وہ اس زمین کا خراج اس زمین کی اُجرت مین سے اس قدر درمون تک ادا کرے اور فرمایا کہ یہ بات ویسی ہی جیسی ہم نے پہلے ذکر کردی ہی لہذا اجارہ جائز ہوجائے گا اسواسطے کہ اجارہ بعوض اجرت معلومہ واقع ہوا ہی پس صحیح ہوگا پھر موجر نے مستاجر کو اجرت مین سے ادا ے خراج کی اجازت دی ہی پس مستاجر مذکور اُجرت واجبہ مین سے اس طرح ادا کرنیکا موجر کیطرف سے وکیل ہوجائیگا پس یہ وکالت بھی صحیح ہوگی جس طرح علما رنے مرمت دار مین فرمایا ہی کہ اگر اپنا دار ایک شخص کو باجرت معلومہ اجارہ پر دیا اور موجر نے اسکو حکم دیا کہ اس سال اسکی قابل مرمت چیز کی مرمت اسی اُجرت مین سے کرے تو یہ توکیل وعقد اجارہ صحیح ہی اسی طرح یہ بھی صحیح ہے لیکن بات یہ کہ یہ حیلہ ضعیف ہی اسواسطے کہ موجر ومستاجر نے اگر خراج کے ادا کرنے مین اختلاف کیا اور مستاجر نے کہا کہ مین نے اس زمین کا خراج وپیداوار مین سے ادا کردیا ہی اور موجر نے اسکی تکذیب کی یا دونون نے حقدار ادا کرنے مین اختلاف کیا تو قول موجر کا قبول ہوگا اور مستاجر اپنے دعوی ادا ے خراج ہاے زمین مذکور مین تصدیق نہ کیا جائے گا اسواسطے کہ مستاجر مذکور ضمین ہی امین نہین ہی پس وہ اس دعوے سے یہ چاہتا ہی کہ ضمانت اجرت سے بری الذمہ ہوا اور موجر اس سے منکر ہی کہ اسکے حق مین بھر پایا ثابت ہوا ہی پس اس منکر کا قول قبول ہوگا اسی طرح مرمت دار مین بھی درصورت اختلاف کے موجر ہی کا قول قبول ہوگا جیسا کہ ہمنے پہلے بیان کردیا ہی پس قوی ومضبوط حیلہ یہ ہی کہ مستاجر اسکو تمام اجرت پیشگی ادا کردے پھر مالک زمین اسکو وصول کرکے اسی مستاجر کو دیدے اور اسکو وکیل کردے کہ میری طرف سے والی خراج کو خراج ادا کردے پھر اگر مستاجر نے دعوے کیا کہ مین نے خراج ادا کردیا ہی تو موجر اس سے گواہ طلب نہین کرسکتا ہی بدون گواہون کے اسکے قول کی تصدیق کی جائیگی اسواسطے کہ ہرگاہ مستاجر نے اجرت پیشگی ادا کردی تو اجرت سے بری کردیا پھر اسکے بعد جب اسکو مالک زمین نے یہ اجرت کا مال دیا اور اسکو وکیل کیا کہ میری طرف سے والی خراج کو خراج ادا کردے تو مستاجر اس ادا کرنے مین امین و وکیل ہوا پس جب وہ کہے گا کہ مین نے ادا کردیا ہی تو مانند اور امینون کے اس امین کے قول کی بھی تصدیق کیجائے گی اور ایسا ہی جواب مرمت دار مین ہی کہ اگر مستاجر نے کرایہ پیشگی ادا کردیا پھر موجر نے اسکو دیدیا کہ اس اجرت مقبوضہ مین سے دار جہان جہان لائق مرمت ہو اسکی مرمت کرے اور مستاجر نے کہا کہ مین نے مرمت کردی ہی اور اسقدر خرچ کیا ہی تو بدیں وجہ مذکور اسکے قول کی تصدیق کیجائیگی۔ پھر واضح ہو کہ امام محمد نے یہ شرط لگائی ہی کہ والیان خراج کو خراج ادا کردے یعنی نائب سلطان کو یا جو شخص سلطان کیطرف سے تحصیل خراج کیواسطے

سلہ قال سابق مین ذکر کیا ہی کہ بقدر خراج کے پیشگی ادا کردے اور ظاہر اسی قدر کافی ہی واللہ تعالی اعلم ۱۲ سکہ یعنے مثل مذکورہ سابق اس مین بھی کرے ۱۲ منہ سکہ اور مستاجر کو گواہ لانے چاہییے ہین ۱۲

مقرر ہوا اسکو ادا کرے اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ اگر متاجر مذکور یا کسی ایسے شخص نے جسپر خراج ہے اہل دیہ مین سے کسی آدمی کو خراج دیدیا تو بری نہوگا اور دوبارہ ضامن ہوگا اسی طرح اگر حالی دیہ یا امین دیہ کو ادا کردیا تو بھی یہی حکم ہے اسواسطے کہ وہ از جانب سلطان مقرر نہین ہے اور نہ اُسکا نائب ہے پس اسکو ادا کرنے سے بری نہوگا الا اس صورت مین کہ شخص حالی نائب سلطان ہو یا سلطان کی طرف سے مامور ہو تو ایسی صورت مین اسکو ادا کرنے سے بری ہو جائیگا۔ اور از جنس مسئلہ خراج ایک دوسرا مسئلہ ہے جسکو امام محمدؒ نے حیل الاصل مین ذکر فرمایا ہے جسکی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک گھوڑا اجارہ لیا اور موجر نے کرایہ کے ساتھ متاجر کے ذمہ اس کا دانہ گھاس بھی شرط کیا تو یہ جائز نہین ہے اور اسکا حیلہ یہ ہے کہ دیکھنا چاہیے کہ اسکے دانہ گھاس مین کتنے درم خرچ ہون گے انکا تخمینہ کرکے یہ مقدار بھی اجرت مین ملائی جاوے پس اس مجموعہ کے عوض اسکو کرایہ پر لے پھر موجر اسکو وکیل کردے کہ اس مقدار زائد کردہ سے اسکا دانہ چارہ دے لیکن ایسی صورت مین متاجر کے دعوے خرچہ کی تصدیق بدون گواہون کے نہوگی تو احتیاط یہ ہے کہ بقدر زیادہ کردہ کے موجر کو پیشگی دیدے پھر موجر اسکو متاجر کو دیکر گھوڑے کے دانہ چارہ مین خرچ کرنے کا حکم دے اسی طرح اگر کسی نے ایک شخص کو مزدور کرلیا اور اسکا کھانا دینا متاجر کے ذمہ شرط کیا گیا تو یہ نہین جائز ہے اور اسکا حیلہ یہ ہے کہ مقدار طعام کو دیکھکر اُسکا تخمینہ کرکے اجرت مین ملایا جاوے جیسا کہ مذکور ہوا ہے۔ زید نے ایک مکان ماہواری کرایہ لیا اور متاجر کو خوف ہوا کہ اگر وہ اسمین مہینہ سے زیادہ دو مہینہ رہا تو جب دوسرے مہینے کا ایک روز یا دو روز گذر رہینگے درحالیکہ وہ اسمین ساکن ہوگا تو اسپر اس تمام مہینے کا کرایہ لازم آوے گا تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ مکان مذکور کو یومیہ کرایہ پر لے کہ روزانہ اسقدر کرایہ پر ہے پس جب چاہے گا اسکو خالی کردیگا اور اسپر اسی قدر کرایہ لازم آئے گا جتنے دن وہ رہا ہے اور واضح ہو کہ اس قول سے کہ جب دوسرے مہینہ کا یا ایک دو روز گذرین گے تو اسپر تمام اس مہینہ کا کرایہ لازم آویگا یہ مراد نہین ہے کہ حقیقۃً کرایہ لازم آویگا اسواسطے کہ کرایہ درحقیقت تو بعد مہینہ پورا ہونے کے واجب ہوگا لیکن یہ مراد ہے کہ جب مہینہ آجائے گا اور ایک دو روز گذر جاوینگے تو اس مہینہ کا اجارہ اسکے ذمہ لازم آجائے گا۔ او جامع الفتاویٰ مین ہے کہ اگر ایک زمین اجارہ پر لی اور چاہا کہ موجر کی موت سے اسکا اجارہ نہ ٹوٹے تو موجر اس امر کا اقرار کرے کہ یہ آراضی دس برس تک فلان شخص کی ہے اسمین جو چاہے زراعت کرے اور جو کچھ پیدا ہوگا وہ اسی کا ہوگا۔ اور وجہ دیگر آنکہ متاجر اقرار کرے کہ مین اسکو ایک مرد مسلمان کے واسطے اجارہ لیتا ہون اور موجر اقرار کرے کہ مین اسکو ایک مرد مسلمان کی وکالت سے اسکی طرف سے اجارہ پر دیتا ہون پس ان دونون مین سے کسی کی موت سے اجارہ مذکور منتقص نہوگا۔ اور اگر زمین اجارہ مین نفط یا قیر کا چشمہ ہوا اور متاجر نے چاہا کہ یہ مجھے ملے تو مالک زمین اس امر کا

عہ اگر خراج نہ پہونچا ہو ۱۲ منہ عسہ پدھان ونمبردار وغیرہ ۱۲ منہ سہ اگر موجر نے انکار کیا ۱۲ للعہ پس اگر بیچ مین خالی کیا تو اسکو خالی نہ کرے گا یا خالی کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا ۱۲

اقرار کرے کہ یہ چشمہ مستاجر کا ہو دس برس تک بعنے آنکہ اس کو دس برس تک انتفاع کا استحقاق حاصل ہو تو جائز ہوگا اور سراجیہ مین لکھا ہو کہ اگر اپنی زمین اجارہ پر دی اور اسمین درختان خرما ہین اور چاہا کہ اسکے پھل مستاجر کو دیدے تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ درخت مستاجر کو معاملہ پر دے بدین شرط کہ اسکے پھلون کے ہزار حصون مین سے ایک حصہ مالک کا ہو اور باقی مستاجر کے ہین اور عیون مین لکھا ہو کہ اگر ایک شخص نے دوسرے سے ایک مکان کرایہ لیا اور مالک مکان نے اسکو حکم کیا کہ اسکے کرایہ سے اسکی مرمت مین خرچ کرے پس اگر اسنے خرچ کیا تو بدون گواہون کے صرف اسکا قول قبول نہوگا کہ مین نے خرچ کیا ہو پس اسنے چاہا کہ مین اس امر مین امین ہو جاؤن تو چاہیئے کہ اجرت پیشگی دیدے پھر مالک مکان اس اجرت کو وصول کرکے اسی مستاجر کو دیدے اور حکم کردے کہ اسکو اسکی مرمت مین خرچ کرے تو وہ اسمین امین ہو جائے گا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے

اٹھارہوین فصل دعوے کے دفعیہ مین۔ زید کے قبضہ مین ایک اراضی یا مکان وغیرہ ہے اسکی بابت کسی شخص نے دعوے کیا حالانکہ مدعی ظالم ہو ناحق دعوے کرتا ہو اور مدعا علیہ قسم کھانے کو مکروہ جانتا ہے پس اسنے حیلہ دفع قسم کا چاہا تو فرمایا کہ اسکا حیلہ یہ ہو کہ اس چیز متدعویہ کا اپنے فرزند صغیر یا معتمد اجنبی کیواسطے اقرار کردے تو اسکے ذمہ سے خصومت و قسم دفع ہو جائیگی ایسا ہی امام خصاف نے اپنی حیل مین ذکر فرمایا ہو اور رحمہم نے ادب القاضی مین ذکر کیا ہو کہ مشائخ نے اس مسئلہ مین اختلاف کیا ہو بعضون نے اسی طرح فرمایا جیسا امام خصاف نے ذکر فرمایا ہو اور بعضون نے فرزند صغیر کے واسطے اقرار کرنے اور اجنبی کیواسطے اقرار کرنے دونون صورتون مین تفصیل و فرق بیان کیا ہو کہ اگر اسنے اپنے فرزند صغیر کیواسطے اقرار کردیا تو اسکے ذمہ سے قسم دور ہو جائیگی اور اگر اجنبی کیواسطے اقرار کیا تو قسم دفع نہوگی اور بعضون نے فرمایا کہ چونکہ ایسی صورت مین حیلہ جاری ہو سکتا ہو اسواسطے اس حیلہ کے دور کرنے کے واسطے اسکے ذمہ سے قسم دونون صورتون مین دور نہوگی۔ پھر امام خصاف رح نے فرمایا کہ اگر مدعی نے کہا کہ ہر گاہ مدعا علیہ نے اس اراضی کا اپنے فرزند صغیر یا اجنبی کیواسطے اقرار کردیا تو اسنے میرے حق و مال کو تلف کردیا اور میرے واسطے اسپر قیمت واجب ہوئی کہ مین اس سے یہ قسم لے سکتا ہون کہ واللہ تیرے واسطے مجھپر اس زمین کی قیمت واجب نہین ہوئی تو فرمایا کہ بنا بر قول امام اعظم و دوسرے قول امام ابو یوسف کے اسپر قسم عائد نہوگی اور بنا بر اول قول امام ابو یوسف رح اور قول امام محمد رح کے اسپر قسم عائد ہوگی ایسا ہی امام خصاف نے ذکر فرمایا ہو اور وجہ یہ ہو کہ بنا بر قول امام ابو یوسف و قول امام اعظم کے عقار کا غصب کرنا موجب ضمان نہین ہوتا ہے اور بنا بر قول امام محمد و اول قول امام ابو یوسف کے موجب ضمان ہوتا ہو پھر ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ یہ اختلاف محض غصب مین ہو اور درصورتیکہ منکر ہو جاوے تو بالاتفاق ضمان واجب ہوئی ہو اور بعضون نے کہا کہ منکر ہو جانے کی صورت مین امام اعظم سے دو روایتین ہین اور اکثر مشائخ کا یہ قول ہو کہ سب مین اختلاف یکسان ہو اور چاہیے کہ اس صورت مذکورہ مین بالاتفاق ضمان واجب ہووے

اسواسطے کہ یہ صورت تو یہ ہی کہ اُسنے عقار کو تلف کردیا اور عقار تلف کرنے سے بالاتفاق ضمان واجب ہوتی ہی آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر کسی گواہ نے دوسرے گواہ کے ساتھ کسی مدعی کیواسطے عقار کی گواہی مدعاعلیہ پر دی پھر اپنی گواہی سے رجوع کیا تو بالاجماع ضامن ہوگا کیونکہ اُسنے ملک کو تلف کردیا ہی۔ اور اگر چیز مدعو بہ کوئی اسباب یا باندی وغیرہ مال منقول ہو عقار نہو تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ مدعاعلیہ اس چیز مدعو بہ کو ایسی جگہ سے رکھے کہ مدعی اسکو نہ پہچانے پھر اس مدعی کے سامنے پیش کرے تا کہ مدعی مذکور اسکے خریدنے کیواسطے چکا دے پس اسکا دعوے باطل ہوجائے گا کیونکہ جب کہ اُسنے چکایا تو یہ مدعی کیطرف سے اس امر کا اقرار ہو گیا کہ اس مین مدعی کی کچھ ملک نہین ہی پس اسکا دعوے باطل ہوجائے گا یہ ذخیرہ مین ہی

انیسوین[19] فصل وکالت کے بیان مین۔ اگر زید نے عمرو کو وکیل کیا کہ زید کے واسطے فلانہ باندی معینہ بعوض ہزار درم یا سو دینار کے خریدے پس وکیل نے اس وکالت کو قبول کیا پھر جب اس باندی کو دیکھا تو چاہا کہ اپنے واسطے خریدے پس حیلہ یہ ہی کہ جس جنس کے عوض موکل نے اسکو خریدنے کا حکم دیا ہی اسکے خلاف جنس سے خریدے مثلاً اسکو ہزار درم کے عوض خریدنے کا حکم دیا ہی تو اسکو سو دینار کے عوض خریدے اور اگر اسکو دیناروں کے عوض خریدنے کا حکم کیا تو درموں کے عوض خریدے یا جس جنس سے خریدنے کا حکم کیا ہے اسی جنس سے خریدے لیکن بڑھا کر خریدے مثلاً سو دینار سے خریدنے کا حکم کیا تو ایک سو پانچ دینار کے عوض خریدے تا کہ اسکے حکم کے برخلاف کرنے والا ہوجائے پس یہ بیع بحق وکیل نافذ ہوجائیگی اور موقوف نہ رہیگی اسواسطے کہ خرید وکیل متوقف نہین رہتی ہی جیسا کہ اپنے مقام پر معلوم ہوچکا ہی۔ اور اگر وکیل مذکور نے اسی جنس سے جسکے عوض خریدنے کا حکم کیا ہی اور اسی قدر سے جسقدر کا حکم دیا ہی خریدی اور خریدنے مین تصریح کردی کہ اپنے واسطے مین نے خریدی ہی پس اگر موکل کی موجودگی مین ہو تو اپنے واسطے خریدنے والا ہوگا اور اگر موکل کی غیبت مین ہو تو اپنے واسطے خریدنے والا نہوگا اسواسطے کہ جو شخص کسی معین چیز کے خریدنے کا وکیل ہی وہ اپنے واسطے نہین خرید سکتا ہی الا بعد اسکے کہ اپنے آپ کو وکالت سے معزول کرے اور موکل کی غیبت مین اپنے آپ کو معزول نہین کرسکتا ہی اسواسطے کہ یہ عزل قصدی ہے پس اسمین حضور موکل شرط ہی پس جب وہ معزول نہوا تو موکل کیواسطے خریدنے والا ہوجائیگا اسی طرح اگر اُسنے قبل خریدنے کے اس امر پر گواہ کرلیے کہ مین اسکو اپنے واسطے خریدتا ہون پھر اسی دم اسکو خرید لیا اور کچھ نہ کہا پس اگر اس کا موکل مجلس اشہاد مین حاضر ہو تو وہ اپنے واسطے خریدنے والا ہوگا اور اگر مجلس مذکور سے غائب ہو تو اگر موکل کو اسکا علم ہوگیا کہ وکیل نے ایسا ایسا کہا اور گواہ کرلیے ہین قبل اسکے کہ باندی مذکورہ کو خریدے تو وکیل مذکور اپنے واسطے خریدنے والا ہوجائے گا اور اگر اسکو گفتگوے وکیل و اشہاد سے آگاہی نہ ہوئی یہانتک کہ وکیل نے خریدی تو وہ موکل کے واسطے خریدنے والا ہوگا۔ اور اس مسئلہ مین امام محمدؒ نے درم و دینار کو

حاشیہ: لیعنی علم موکل ۱۲ — اختیاری

سے[1] اشہاد گواہ کرلینا ۱۲ عسہ[5] اور اگر کمی سے خریدا تو مخالف ہوگا لیکن خلاف بخیر ہوگا اسواسطے بیع بحق موکل نافذ ہوگی ۱۲ منہ عسہ[5] یعنی موکل کے علم کے ساتھ ۱۲ منہ

دو جنس مختلف قرار دیا ہی اور جنس واحد نہین قرار دیا اسواسطے کہ اگر دونون کو ایک جنس قرار دیا ہوتا تو درصورتیکہ موکل نے درمون سے خریدنے کا حکم کیا اور وکیل نے دینارون سے خریدی یا اسکے برعکس کیا تو وہ اپنے موکل کیواسطے خریدنے والا ہوجاتا اور شرح جامع کے باب المساومة مین مذکور ہی کہ حکم ربوا کے حق مین از روے قیاس درم و دینار دو جنس مختلف قرار دیے گئے ہین حتی کہ ایک کی بیع بعوض دوسرے کے زیادتی کے ساتھ جائز ہی اور سواے حکم ربوا کے استحساناً دونون ایک جنس قرار دیے گئے ہین حتی کہ باب زکوٰة مین ایک سے دوسرے کا نصاب پورا کیا جاتا ہی اور نیز تلف کردہ شدہ چیزون مین قاضی مختار کیا گیا ہی چاہے درمون سے اسکی قیمت اندازہ کرادے یا دینارون سے اور نیز جو شخص بعوض درمون کے فروخت کرنے پر مجبور کیا گیا اور اُسنے دینارون کے عوض مجبوراً فروخت کیا یا اسکے برعکس کیا تو یہ بیع باکراہ رہیگی اور نیز درمون کے حقدار نے اگر اپنے قرضدار کے دینارون پر قابو پایا تو اسکو اختیار ہی کہ اپنی جنس حق مین نے لے جیسے اسنے درمون پر قابو پایا مگر ایک روایت شاذہ امام محمدؒ سے اسکے برخلاف مروی ہی اور نیز اگر درمون کے عوض کوئی چیز فروخت کی پھر مشتری کے ثمن ادا کرنے سے پہلے اسکو دینارون سے خرید لیا یا اسکے برعکس کیا حالانکہ ثمن اول کی بہ نسبت دوسرا ثمن کم ہی تو استحساناً بیع[۱] فاسد ہوگی ولیکن جو ہمنے اس مقام پر مذکور پایا ہی اس سے ظاہر ہوا کہ ماسواے حکم ربوا کے درم و دینار دو جنس مختلف بھی اعتبار کیے گئے ہین اسی طرح باب شہادت مین بھی دونون دو جنس مختلف اعتبار کیے گئے ہین حتی کہ اگر ایک گواہ نے درمون کی گواہی دی اور دوسرے نے دینارون کی گواہی دی اور مدعی درمون کا یا دینارون کا مدعی ہی تو گواہی مقبول نہوگی اسی طرح باب اجارہ مین بھی دونون دو جنس مختلف اعتبار کیے گئے چنانچہ اگر ایک نے دوسرے سے درمون کے عوض اجارہ لیا اور دوسرے کے ہاتھ دینارون کے عوض اجارہ پر دیدیا یا اسکے برعکس کیا اور دوسرے نقد کی قیمت بہ نسبت اول کے زائد ہی تو مستاجر کو یہ زیادتی حلال ہوگی پس جو حکم شرح جامع مین مذکور ہی کہ ماسواے حکم ربوا کے یہ دونون ایک ہی جنس قرار دیے گئے ہین یہ علی الاطلاق صحیح نہین ہے اور حیلہ دیگر یہ ہی کہ اس باندی کو بمثل اس چیز کے جسکے عوض خریدنے کا حکم دیا ہی اور بچیز دیگر اُس کے خلاف جنس کے دونون سے خریدے مثلاً اسکو ہزار درم کے عوض خریدنے کا حکم کیا تو وکیل اسکو ہزار درم اور ایک کپڑے کے عوض خریدے یا کپڑے کے مانند کوئی اور چیز ملا دے پس اس صورت مین وکیل مذکور اپنے واسطے خریدنے والا ہوجائے گا۔ اور اگر موکل نے اسکو خریدنے کا حکم کیا اور کچھ ثمن اس سے بیان نہ کیا تو ہمارے علماے ثلثہ کے نزدیک اگر وکیل نے اسکو درم یا دینار مین سے کسی کے عوض خریدا تو موکل کے واسطے خریدنے والا ہوگا اور اگر ان دون کے سواے کسی چیز کے عوض خریدا تو اپنے واسطے خریدنے والا ہوگا

---

[۱] قولہ بیع فاسد کیونکہ قبل ادائے ثمن کے اسی جنس سے کم دامون پر خریدنا جائز نہین ہے پس درم و دینار جنس واحد قرار پائے ۱۲

اور مشائخ نے فرمایا کہ اس مسئلہ مین ایک دوسرا حیلہ اور بھی ہے کہ وکیل مذکور کسی دوسرے شخص کو وکیل کردے کہ وہ اس وکیل کیواسطے اس باندی کو خریدے پس وہ وکیل کی غیبت مین وکیل کیواسطے اسکو خریدے اور جاننا چاہیے کہ اس مسئلہ کی دو صورتین ہین کہ موکل نے وکیل اول سے یا تو یہ لفظ کہا ہوگا کہ اسمین اپنی رائے سے کام کر اور جو کچھ تو اسمین کریگا وہ میرے حق مین جائز ہوگا یا یہ لفظ نہین کہا ہوگا پس اگر کہا ہے تو بھی اسمین دو صورتین ہین کہ یا تو وکیل دوم نے بحضوری وکیل اول اس باندی کو خرید کیا پس اس صورت مین اگر وکیل دوم نے اس باندی کو اسی جنس سے خرید کیا جسکے عوض خریدنے کا اسکے موکل نے حکم دیا ہے خواہ اسی قدر کے عوض جسقدر کا حکم دیا ہے خریدی یا اس سے کم مین خریدی تو یہ خرید بحق موکل یعنی موکل اول نافذ ہوگی اور اگر اسکو اس جنس کے برخلاف دوسری جنس کے عوض خرید کیا یا اسی جنس کے عوض اس مقدار سے زائد کے عوض خرید کیا تب بھی اسکے موکل کے حق مین بیع نافذ ہوگی اسواسطے کہ دوسرے وکیل کا بحضوری وکیل اول خریدنا بمنزلہ وکیل اول کے خود خریدنے کے ہے اور اگر وکیل اول نے اسکو خود خریدا تو اسکا حکم اسی تفصیل سے ہے جو ہمنے پہلے بیان کردی ہے۔ اور اگر وکیل دوم نے وکیل اول کی غیبت مین اسکو خرید کیا پس اگر وکیل اول نے وکیل دوم کو مقدار ثمن بیان نہین کردی ہے تو دوسرا وکیل پہلے وکیل یعنی اپنے موکل کیواسطے خریدنے والا ہوگا اسواسطے کہ یہ خرید پہلے موکل کے حکم کے تحت مین داخل نہین ہوئی بدینوجہ کہ حکم موکل اول مشروط بحضوری رائے وکیل اول تھا اور اس خرید مین استطلاع رائے وکیل اول نہین ہوئی ہے اور اگر وکیل اول نے وکیل دوم کو کوئی مقدار ثمن بیان کرنے کے ساتھ حکم دیا ہے پس اس ثمن کے عوض وکیل دوم نے بغیر موجودگی وکیل اول کے خرید کیا تو اسمین دو روایتین ہین[1] ایک روایت مین یہ خرید بحق موکل اول نافذ ہوگی اور دوسری روایت مین بحق وکیل اول نافذ نہ ہوگی۔ زید نے عمرو کو وکیل کیا کہ اسکی باندی فروخت کردے اور عمرو نے وکالت کو قبول کرلیا پھر وکیل نے چاہا کہ اسکو اپنے واسطے خریدے تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ عمرو زید سے یون کہے کہ مجھے اس باندی کے فروخت کرنے کا وکیل کردے اور اسکے معاملہ مین میری رائے و کام اور جو کچھ مین کرون سب جائز کردے پس جب زید نے ایسا کیا تو عمرو کو چاہیے کہ کسی شخص کو اس باندی کے فروخت کرنے کے لیے وکیل کردے پھر وکیل اول اس وکیل دوم سے اپنے واسطے خریدلے پس خرید جائز ہوگی اسوجہ سے کہ مالک باندی نے فعل وکیل اول کو جائز کیا ہے اور توکیل بھی اسکا فعل ہے پس اسکا وکیل کرنا بھی جائز ہوا پس دوسرا وکیل ازجانب مولاے کنیز مذکورہ وکیل ہوگیا نہ ازجانب وکیل اول آیا تو نہین دیکھتا ہے کہ اگر مولاے کنیز مذکورہ مرجاوے تو دونون وکیل معزول ہوجاوینگے اسی طرح اگر مولاے کنیز مذکورہ دونون کو معزول کردے تو دونون معزول ہوجاوین گے اور اگر فقط دوسرے کو معزول کرے تو معزول ہوجائیگا اور اگر وکیل اول نے وکیل دوم کو معزول کیا تو بنابر روایت کتاب الحیل و ادب القاضی مصنفہ امام خصاف

[1] دونون روایتون مین سے ایک کی توجیہ مجھے ظاہر نہوئی اور بظاہر خرید بحق موکل نافذ ہوگی واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ ○ بشرطیکہ درم یا دینار سے خریدے ۱۲

کے معزول ہو جائیگا مگر اسوجہ سے نہین معزول ہوا کہ وہ پہلے وکیل کا وکیل تھا بلکہ اسوجہ سے کہ موکل مذکور نے وکیل اول کے فعل کو جائز کر دیا ہی اور وکیل دوم کا معزول کرنا بھی اُسکا فعل ہی اسواسطے نافذ ہو جائیگا پھر جب دونون وکیل مولاے کنیز مذکورہ کے وکیل ہو گئے تو دوسرے وکیل کو اختیار رہا کہ وہ پہلے وکیل کے ہاتھ فروخت کرے جیسے کہ اگر خود مولاے کنیز مذکورہ نے باندی مذکورہ کو وکیل کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز ہی۔ اور اگر مالک کنیز نے وکیل کے فعل کو جائز نہ کیا تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ وکیل مذکور اس باندی کو کسی مرد معتمد علیہ کے ہاتھ اُسکی قیمت کے برابر دامون پر خرید کرے تاکہ بیع بالاتفاق جائز ہو جاوے اور اسکو مشتری کے سپرد کرے پھر اس سے بیع کا اقالہ کرے تو یہ اقالہ بحق وکیل خاصۃً نافذ ہوگا یا مشتری مذکور سے درخواست کرے کہ میرے ہاتھ بطور بیع تولیہ فروخت کر دے یا درخواست کرے کہ ابتدائً میرے ہاتھ فروخت کر دے پس یہ باندی اس وکیل کی ہو جائیگی۔ زید نے جو شہر دہلی مین ہے عمرو کو جو اس شہر کے سواے دوسرے شہر مین ہی خط لکھا کہ میرے واسطے فلان قسم کی متاع جس کا وصف ایسا ایسا ہو خرید دے حالانکہ عمرو کے پاس اس جنس کی متاع موجود ہی خواہ اسی کی ملک ہی یا کسی دوسرے کی ملک ہی جسنے اسکو حکم دیا ہی کہ اسکو فروخت کر دے تو وہ کیا حیلہ کرے کہ جس سے یہ متاع اس زید کی ہو جائے تو فرمایا کہ یہ حیلہ ہی کہ عمرو اس متاع کو کسی مرد معتمد علیہ کے ہاتھ بطور بیع صحیح فروخت کر کے اسکے سپرد کرے پھر اس سے یہ متاع اس زید کے واسطے خرید لے اور یہ اسوجہ سے کرنا پڑا کہ وہ خود اس متاع کو اس شخص زید کے واسطے نہین خرید سکتا ہی اسواسطے کہ ایک ہی شخص دونون طرف سے عقد بیع کا متولی نہین ہو سکتا ہی پس وہ اسی طور پر کرے جیسے ہم نے بیان کیا ہی پس بیع جائز ہو جائیگی اسواسطے کہ عقد بیع دو آدمیون کے درمیان جاری ہوا ہی زید نے عمرو کو وکیل کیا کہ میرے واسطے ایک گھر یا متاع وغیرہ خرید دے پس وکیل نے چاہا کہ اس متاع کا ثمن اسکے بائع کا مجھپر کسی میعاد معلوم تک اُدھار ہو اور موکل پر اسکا ثمن فی الحال واجب ہو کہ اس سے فی الحال وصول کر لے حالانکہ بائع اس وکیل کو اس طرح اُدھار دینے پر راضی ہی تو اسکا کیا حیلہ ہی تو فرمایا کہ اسکا حیلہ یہ ہی کہ وکیل اس چیز کو جس ثمن کے عوض خریدنا چاہتا ہی خرید لے پھر جب دونون نے عقد بیع کو باہم واجب کر لیا تو بائع کا ثمن وکیل پر واجب ہوا اور وکیل کا موکل پر واجب ہوا کہ اس سے فی الحال وصول کر لے پھر بائع مذکور اس وکیل کو مدت معلومہ تک مہلت و تاخیر دیدے پس وکیل کے حق مین مہلت مذکورہ جائز ہوگی اور وکیل کو اختیار ہوگا کہ موکل سے فی الحال ثمن لے لیوے اسوجہ سے کہ مطلق بیع سے فی الحال ثمن واجب ہوا ہی اور وکیل کو اختیار ہوتا ہی کہ بائع کو ثمن ادا کرنے سے پہلے اپنے موکل سے لے لے پس وکیل کا قرضہ اپنے موکل پر فی الحال واجب الادا ہوا اور بائع کا وکیل کو مہلت و تاخیر دینا متعدی بحق موکل نہوگا اسواسطے کہ تاخیر دینا ابرار موقت ہی جو بمنزلہ ابرار مؤبد ہے اور ابرار مؤبد کی صورت مین مثلاً بائع نے وکیل کو ثمن سے بالکل بری کر دیا یا اسکو ثمن ہبہ کر دیا تو یہ

ابراء[1] بحق موکل متعدی نہین ہوتا ہی پس ایسا ہی ابراء موقت بھی متعدی بحق موکل نہوگا بخلاف اسکے اگر بائع نے بعض ثمن وکیل کے ذمہ سے کم کردیا یہ متعدی بحق موکل ہوگا کہ اس قدر موکل کے ذمہ سے بھی ساقط ہوجائیگا اسواسطے کہ ثمن مین سے کم کردینا اصل[2] عقد سے لاحق ہوتا ہے پس ایسا ہوجاتا ہے کہ گویا اسی قدر باقی پر عقد واقع ہوا ہی اور پورے ثمن سے بری کردینا ملتحق باصل عقد نہین ہوتا ہی جیسا کہ اپنے مقام پر معلوم ہوچکا ہے پس یہ بحق موکل متعدی نہین ہوتا ہی اور یہ حکم نظیر اس مسئلہ ذیل کی ہی کہ اگر بائع نے مشتری کو پورے ثمن سے بری کردیا تو شفیع دار مشفوعہ کو بعوض پورے ثمن کے لیگا اور اگر بائع نے مشتری کے واسطے کچھ ثمن کم کردیا ہو تو جو کچھ باقی ثمن ہے اسکے عوض مین شفیع لیگا پس یہان بھی ایسا ہی ہی۔ وکیل بیع نے اگر وہ چیز جسکی فروخت کیواسطے وکیل کیا گیا ہی فروخت کی اور مشتری نے چاہا کہ وکیل اسکے ثمن مین سے کچھ کم دے اور وکیل نے اسکی خواہش کے موافق کیا تو یہ جائز ہی اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہی کہ ان دونون امامون کا یہ مذہب ہی کہ اگر وکیل بیع نے مشتری کو ثمن سے بری کیا یا ثمن اسکو ہبہ کردیا یا ثمن مین سے اسکے واسطے کچھ گھٹا دیا تو صحیح ہی اور اسکے مثل اپنے موکل کو اپنے مال سے تاوان دیگا اور بنا بر قول ابو یوسف کے اسمین سے کچھ جائز نہین ہی پس اگر اسنے ایسا حیلہ چاہا کہ بالاتفاق یہ بات جائز ہوجاوے تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ جسقدر مال ثمن کا ہبہ کرنا یا گھٹانا چاہتا ہی اسقدر اپنے مال سے وکیل اس مشتری کو درم یا دینار ہبہ کردے اور مشتری کو دیدے پھر مبیع اسکے ہاتھ فروخت کرے جتنے ثمن کے عوض فروخت کرنا چاہتا ہی پھر جو کچھ مشتری نے بحکم ہبہ وصول کیا ہی وہ ثمن کی ادائی مین اس وکیل کو واپس دیدے اور یہ امر مشتری کے حق مین بمنزلہ ثمن گھٹا دینے کے ہوجائیگا اور دونون کا مقصود حاصل ہوجائیگا۔ پھر واضح ہو کہ اگر وکیل بیع نے مشتری کو اس سے ثمن وصول کرلینے سے پہلے پورے ثمن سے یا تھوڑے ثمن سے بری کیا یا پورا ثمن یا تھوڑا ثمن اسکو ہبہ کردیا تو امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ کے نزدیک صحیح ہی اسی طرح ثمن وصول کرنے سے پہلے مشتری کیواسطے تھوڑا ثمن گھٹا دینا بھی دونون امامون کے نزدیک صحیح ہی ولیکن سب ثمن وصول کرنے سے پہلے پورا ثمن مشتری کے ذمہ سے گھٹا دینا امام ابوحنیفہ و امام ابو یوسف[3] کے نزدیک صحیح نہین ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک صحیح ہی کہ وہ بمنزلہ ہبہ کردینے کے قرار دیتے ہین اور زید نے عمرو کو وکیل کیا کہ میرے واسطے جہان کہین شہر مین ایسی متاع پاوے خریدلے پس وکیل کو بعد خریدنے کے خوف ہوا کہ اگر وہ اس متاع کو کسی دوسرے کے ہاتھ بھیجتا ہی تو ضامن ہوگا تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ اپنے موکل سے یہ اجازت لے لے کہ جو کچھ یہ وکیل کرے وہ جائز ہی پس جب موکل نے ایسی اجازت دیدی تو دوسرے کے ہاتھ

---

[1] یعنی موکل کے حق مین یہ مہلت اپنا اثر نہین کریگی ابراء موقت سے وقت معین تک بری کرنا اور دوام یہ ہمیشہ کے لیے براءت ہو ۱۲

[2] اصل عقد یعنی گویا اصل عقد ہی اس کمی کے ساتھ تھا چنانچہ کتاب البیوع دیکھو ۱۲ [3] کیونکہ امام ابو یوسف کے نزدیک تھوڑا یا سب کچھ بھی گھٹانا صحیح نہین ہی ۱۲ [4] اسواسطے کہ پورا ثمن گھٹا دینا امر مہمل ہے ۱۲ منہ

بھیج سکتا ہی اور ضامن نہوگا اسواسطے کہ وہ ایسا امین ہوگیا جسکے افعال بحق موکل جائز ہین اسی طرح اگر اُسنے چاہا کہ خریدی ہوئی متاع کو کسی غیر کے پاس ودیعت رکھے اور ضامن نہو تو اُسکا بھی یہی حیلہ ہی یہ ذخیرہ مین ہی

بیسوین فصل شفعہ کے بیان مین شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ امام خصافؒ نے اس فصل مین بہت سے مسائل جمع کیے ہین جنمین سے بعضے اس امر کا حیلہ ہین کہ شفعہ کا وجوب ساقط ہوجاوے اور بعضے بدین غرض ہین کہ شفعہ کی رغبت کم ہوجاوے ازانجملہ یہ مسئلہ ہی کہ بائع اس دار کو مشتری کو ہبہ کردے اور اسپر گواہ کرے پھر مشتری مال ثمن اپنے بائع کو ہبہ کردے اور گواہ کرے اور حیل الاصل مین مذکور ہی کہ پھر مشتری اسکو بقدر ثمن کے عوض[عــہ] دیدے پھر جب دونون نے ایسا کرلیا تو شفع واجب نہوگا اسواسطے کہ حق شفع مختص بمعاوضات ہی اور ہبہ جب کہ بشرط عوض نہو تو اسکے وقوع کے بعد پھر عوض دینے سے معاوضہ نہو جائیگا اسی واسطے ایسے ہبہ مین احکام مبادلہ ثابت نہین ہوتے ہین جیسے موہوب کا بوجہ عیب کے واپس کردینا وغیرہ اور جب یہ مبادلہ نہوا تو محض ہبہ ٹھہرا پس اس مین حق شفعہ واجب نہوگا لیکن یہ حیلہ ایسا ہی کہ اُسکو بعضے لوگ کرسکتے ہین اور بعضے نہین کرسکتے ہین اسواسطے کہ اسمین تبرع ہی اور بعضے لوگ جو خریدار ہوتے ہین وہ تبرع نہین کرسکتے ہین جیسے صغیر کے واسطے اسکے باپ یا وصی نے خریدا یا ان دونون کے سوائے وکیلون کا بھی یہی حکم ہی اور اگر ہبہ دار بشرط عوض[عــہ] ہو تو اس مین دو روایتین مختلف ہین چنانچہ شفعۃ الاصل اور چند مقامات مبسوط مین مذکور ہی کہ یہ بمعنے بیع کے ہے کہ اس مین شفیع کیواسطے حق شفعہ ثابت ہوتا ہی اور بعض روایات نوادر مین مذکور ہی کہ ایسا ہبہ بمعنی بیع نہین ہی اور بعض جگہ مذکور ہی کہ ہبہ بشرط عوض کی صورت مین امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے درمیان اختلاف ہی پس جبکہ مسئلہ مین اختلاف ٹھہرا یا دو مختلف روایتین پائی گئین تو یہ ابطال شفعہ کیواسطے حیلہ نہین ہوسکتا ہے لیکن ایسے ہبہ سے ایک حیلہ یہ نکل سکتا ہی کہ شفیع کے حق مین تاخیر ہوجاوے بدین طور کہ مشتری سوائے ایک جزو کے اس دار پر قبضہ کرے یعنی اسمین سے ایک جزو پر قبضہ نہ کرے اور نیز ثمن مین سے بھی ایک جزو کے سوائے باقی ثمن سپرد کردے پس شفیع کو بحق شفع لے لینے کا اختیار نہوگا اسواسطے کہ ہبہ بشرط عوض جبھی بمعنے بیع ہوجائیگا کہ جب پورے معقود علیہ پر قبضہ ہوجاوے اور بدون قبضہ تمام معقود علیہ[عــہ] کے وہ بمعنی بیع متحقق نہوگا حتی کہ امام محمدؒ سے مروی ہی کہ امام محمدؒ نے فرمایا کہ ہبہ بشرط عوض مین جب تک موہوب لہ پورے معقود علیہ پر قبضہ نکرلے تب تک واہب کو اختیار ہی کہ بدون حکم قاضی اور بدون رضامندی موہوب لہ کے اپنے ہبہ سے رجوع کرلے اور منجملہ حیل کے یہ حیلہ ہے کہ مالک دار اس دار کو جسکو فروخت کرنا چاہتا ہی مشتری کو صدقہ دیدے پھر مشتری اسکے ثمن کے مثل اس بائع کو صدقہ دیدے جیسا کہ ہمنے ہبہ مین بیان کیا ہی اور ہبہ اور صدقہ مین فقط فرق یہ ہی کہ ہبہ مین رجوع کرسکتا ہی اور سوائے

عــہ تمام معقود علیہ جسپر عقد ہبہ واقع ہوا ہی اور اس سے معلوم ہوا کہ ثمن دینا بطور مذکور فقط اطمینان ہی ورنہ ضرورت نہین ہی ۱۲

عــہ یعنی بلا شرط عوض ۱۲ عــہ یعنی مشتری کو ہبہ کرنا ۱۲

اسکے دونون کا حکم سب باتون مین یکسان ہی اورنجملہ حیل کے یہ ہی کہ بائع دار اس دار کا واسطے اس شخص کے
جو خریدنا چاہتا ہی اقرار کردے کہ یہ دار اسکا ہی پھر مشتری اس ثمن کا اس بائع کیواسطے اقرار کردے پس اسمین
شفیع کو حق شفعہ حاصل نہوگا اور یہ امام محمدؒ سے مروی ہی لیکن بات یہ ہی کہ یہ اقرار سچا نہین ہی اور جب اقرار
سچا نہوا تو آیا ملک منتقل ہوتی ہی یا نہین ہوتی ہی سو اس مین اختلاف ہے چنانچہ کتاب الاقرار مین مذکور ہے
پس یہ حیلہ بنا براسی کے رہیگا۔ اورنجملہ حیل کے یہ حیلہ ہی کہ دار مذکورہ مین سے کوئی جگہ جدا کرے اور وہان علامات
اور نشان خط کاٹ دے اور اتنا ٹکڑا مع اسکے راستہ کے مشتری کو صدقہ دیدے یا ہبہ کردے پھر مشتری
باقی دار کو خریدلے پس شفیع کیواسطے حق شفعہ حاصل نہوگا اور یہ جو فرمایا کہ علامات و نشان خط کاٹ دے
یہ اسواسطے فرمایا[1] کہ یہ نہو کہ یہ ہبہ مشاع غیر مقسوم ایسی چیز مین ہی جو قابل تقسیم ہی اور اس صورت مین
شفیع کیواسطے حق شفعہ اسواسطے ثابت نہوا کہ مشتری اس دار کا شریک ہو گیا اور شریک کا استحقاق بہ نسبت
پڑوسی کے مقدم ہوتا ہی اور یہ شرط کہ مع راستہ کے صدقہ دیدے اسواسطے لگائی کہ اگر مع راستہ کے اسکو صدقہ
نہ دیا تو متصدق علیہ اس دار کا پڑوسی قرار دیا جائیگا پس وہ دوسرے پڑوسی سے مقدم نہ ہوگا
ولیکن یہ حیلہ ایسا ہی کہ اس سے پڑوسی کا حق شفعہ ثابت نہوسکیگا اور جو شخص اس دار کا خلیط ہے
یعنی شریک ہی اسکے حق کو باطل نہین کرسکتا ہی۔ اورنجملہ حیل کے یہ ہی جو امام محمدؒ سے مروی ہی کہ انھون نے
فرمایا کہ جس شخص کے ہاتھ وہ بیچنا چاہتا ہی اسکو دار مین سے ایک جزو شائع غیر مقسوم ہبہ کردے درحالیکہ
وہ دار ایسا ہو کہ قابل قسمت ہو پھر دونون ایسے قاضی کے حضور مین مرافعہ کرین جو قابل قسمت چیز
مین ہبہ مشاع جائز جانتا ہی پس وہ اسکو جائز کردیگا پھر اسکے بعد دوسرا قاضی اسکو باطل نکرسکیگا اور نہ
حکم قاضی کی ضرورت ایسی ہی چیز مین ہی جو محتمل قسمت ہی حتی کہ اگر ایسی چیز ہو جو محتمل قسمت نہین ہی جیسے
بیت صغیر و دوکان تو اسمین قضاے قاضی کی حاجت نہین ہی پس ایک جزو شائع خریدار کو ہبہ کردے
پھر باقی اسکے ہاتھ فروخت کردے پس شفیع کو حق شفعہ حاصل نہوگا۔ پھر ایسا حیلہ ذکر کیا جس سے شفیع کی بحق
شفعہ لینے کی رغبت کم ہوجاوے چنانچہ فرمایا کہ پہلے عمارت کو ہلکے دامون کو خریدے پھر میدان زمین کو
بھاری دامون کے عوض دوسرے صفقہ مین خریدے پس شفیع کو عمارت مین حق شفعہ حاصل نہوگا اسواسطے
کہ وہ مال منقول ہی اور آراضی کی خرید مین رغبت نہ کریگا کیونکہ اُسکا ثمن گران ہی اور اگر مشتری نے عمارت کو
مع اصل و بنیاد کے خرید کیا حتی کہ جو زمین زیر دیوار ہی وہ اسی کی ہو گئی تو وہ دار مین شریک ہوجائیگا پس
پڑوسی کو حق شفعہ حاصل نہوگا پس یہ حیلہ پڑوسی کے حق شفعہ واجب ہونے سے مانع ہوجائیگا اورنجملہ حیل
کے یہ ہی کہ اگر مشتری کو عمارت مع اسکی بنیاد اصل کے پہلے ہبہ کردی پھر اسکے بعد اس نے آراضی خریدی تو

[1] قال اسواسطے کہ یہ مشتری اس دار مین شریک ہوگیا پس اسکا شفعہ سب سے مقدم ہی اور مشاع غیر مقسوم اور مرافعہ نا اثر
ہے ۱۲ منہ [2] یعنی اسی دامون کے عوض جتنے کو پورا دار خریدنا چاہتا تھا ۱۲ منہ

شفیع کے واسطے حق شفعہ ثابت نہوگا کیونکہ جب اُسنے عمارت مع اصل کے اسکو ہبہ کردی تو جو زمین زیر عمارت ہے وہ موہوب لہ کی ہو گئی پس وہ شریک دار ہو گیا پس وہ پڑوسی سے استحقاق مین مقدم ہوگا اور باغہای انگور و کھیتون کی فروخت مین اگر وجوب شفعہ سے مانع ہونے کا حیلہ چاہا تو پہلے درختون کو مع اصل کے فروخت کردے یا درختون کو مع اصل کے ہبہ کردے پس وہ شریک ہو جائے گا پھر اسکے ہاتھ باقی کو فروخت کردے۔ اور اگر چاہا کہ شفیع کی رغبت جاتی رہے تو پہلے ان درختون کو ہلکے دامون کے عوض فروخت کردے پھر مشتری اس سے آراضی کو بھاری دامون کے عوض خریدے۔ حیلہ دیگر آنکہ دار مین سے ایک سہم بھاری دامون کے عوض خریدے پھر دوسرے صفقہ مین باقی دار کو ہلکے دامون کے عوض خریدے پس پڑوسی کو دوسرے صفقہ مین حق شفعہ حاصل نہوگا اسواسطے کہ دوسرے صفقہ کی بیع کے وقت شریک دار ہے ولیکن پہلے صفقہ مین اسکو حق شفعہ حاصل ہوگا مگر وہ اسکے لینے مین رغبت نہ کریگا اسواسطے کہ مشتری نے اسکو بھاری دامون کے عوض خریدا ہے۔ پھر اگر مشتری نے کہا کہ مجھے اس امر کا خوف ہے کہ اگر مین نے اس سے یہ سہم بعوض بھاری دامون کے خرید کیا تو شاید باقی کو بائع میرے ہاتھ فروخت نہ کرے تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ بائع مذکور مشتری کیواسطے ہزار سہام مین سے ایک سہم مشاع غیر مقسوم کا اقرار کردے پھر مشتری اس سے باقی کو خریدے اور شیخ ابو بکر خوارزمیؒ اس مسئلہ اقرار مین امام خصاف کا تخطیہ[۱] کرتے تھے کہ امام خصاف سے اس مسئلہ مین خطا ہوئی ہے کہ وہ ایک سہم مشاع کے بائع کے مشتری کے واسطے اقرار کرنے سے شفیع کا شفعہ باطل کہتے ہین اور خود فتوی دیتے تھے کہ پڑوسی کا حق شفعہ واجب ہوگا اسواسطے کہ شرکت سوائے بائع کے اقرار کے اور طرح ثابت نہین ہوئی اور کسی شخص کا اقرار دوسرے کے حق مین حجت نہین ہوتا ہے اور اپنے قول کی دلیل مین وہ مسئلہ پیش کرتے تھے جسکو امام محمدؒ نے ذکر کیا ہے کہ اگر مالک دار نے اقرار کیا کہ جو دار میرے قبضہ مین ہے وہ فلان شخص کا ہے تو مقر لہ ایسے اقرار کی وجہ سے مستحق شفعہ نہوگا اور اسکا طریقہ وہی ہے جو ہمنے پہلے بیان کیا ہے۔ اور اگر بائع نے کہا کہ مجھے خوف ہے کہ وہ میرے اقرار سے میرا شریک ہو جاوے پھر مجھ سے باقی کو نہ خریدے تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ دونون اپنے درمیان مین ایک تیسرے مرد ثقہ کو جسپر دونون کو اعتماد ہو ڈالین اور یہ اقرار اسی درمیانی ثقہ کیواسطے ہو پھر یہ مقر لہ باقی دار کو خریدے تو دونون کو مضبوطی حاصل ہو جائے گی اور حیلہ دیگر آنکہ اگر اسکو دار کی خریداری بعوض سو درم کے منظور ہے تو ظاہر مین اُسکو بعوض ہزار درم کے خریدے یا اس سے زیادہ کے عوض خریدے پھر بائع کو بعوض ان ہزار درم کے ایک کپڑا دیدے جسکی قیمت سو درم ہے یا دس دینار دیدے جسکی قیمت سو درم ہے پھر جب شفیع آویگا تو وہ نہ لے سکے گا لیکن اسی ثمن ظاہر کے عوض لے سکتا ہے مگر ظاہر ثمن چونکہ بہت گران ہے اسواسطے اسکے لینے مین رغبت نہ کریگا۔ حیلہ دیگر آنکہ مشتری اس شفیع سے کہے کہ اگر تجکو پسند آوے تو

[۱] تخطیہ غلطی کی طرف نسبت کرنا ثقہ جسپر بھروسا ہو۔ بیع تولیہ کتاب البیوع مین دیکھو ۱۲

مین نے جسقدر داموں کو خریدا ہی اسی قدر کے عوض تجکو بطور بیع تولیہ دیدون پس اگر شفیع نے کہا کہ ہان مین اسکو بطور بیع تولیہ لینا چاہتا ہون تو اسکا حق شفعہ باطل ہو جائیگا - اسواسطے کہ اسنے شفعہ سے اعراض کرکے خریدنا چاہا کیونکہ اسنے بطور بیع تولیہ لینا چاہا ہی حالانکہ بحق شفعہ لینا پہلی خرید پر ہوتا ہی اور تولیہ دوسری خرید ہی پس جب شفعہ سے اعراض پایا گیا تو بحق شفعہ لینا باطل ہو جائیگا اسی طرح اگر مشتری نے شفیع سے کہا کہ اگر تو پسند کرتا ہی تو مین تجکو اگر چاہے تو پہلے ثمن سے کم داموں کے عوض فروخت کردون پس اگر اسنے کہا کہ ہان مین چاہتا ہون تو اسکا شفعہ باطل ہو جائیگا اور عیون مین لکھا ہی کہ چاہے ایسا فعل طلب شفعہ سے پہلے کیا یا اسکے بعد کیا ہو بہر حال شفعہ باطل ہو جائیگا - اسی طرح اگر مشتری نے شفیع کے پاس ایک ایلچی بھیجا جسنے شفیع سے یہی پیغام دیا اور شفیع نے اسکے جواب مین اسی طرح کہا کہ ہان مجھے منظور ہی تو اسکا حق شفعہ باطل ہو جائیگا - اور حیلہ دیگر آنکہ بائع و مشتری دونون باتفاق اس امر کا اقرار کرین کہ یہ بیع بطور فاسد یا تلجیہ تھی یا بائع کے واسطے اس مین خیار مشروط تھا پس دونون کا قول قبول ہوگا[عہ] اور جب ہم نے دونون کا قول قبول کیا تو شفیع کے واسطے شفعہ واجب نہوگا کیونکہ معلوم ہو چکا ہی کہ ثبوت حق شفعہ کے واسطے ملک بائع بسبب صحیح زائل ہونا[عہ] مقدم ہی اور یہ بات پائی نہین گئی حیلہ دیگر آنکہ مشتری کسی شخص سے کہے کہ تو شفیع سے کہہ کہ مین نے یہ دار اسکے بائع سے قبل اس مشتری کے خریدنے کے خرید کیا ہے پس جب شفیع نے اسکے جواب مین کہا کہ آپ نے درست فرمایا تو اسکا حق شفعہ باطل ہو جائیگا کیونکہ جب اس نے یہ اقرار کیا کہ مشتری کی خرید اس مقر کی خرید کے بعد واقع ہوتی ہی تو یہ اقرار کیا کہ خرید مشتری صحیح نہین ہوئی پس بطلان شفعہ کا مقر ہو گیا کیونکہ حق شفعہ[للعہ] چاہتا ہی کہ خرید صحیح واقع ہو - اسی طرح اگر ایک شخص نے شفیع سے کہا کہ یہ دار تیرا ہی فلان بائع کا نہ تھا پس شفیع نے کہا کہ ہان تو اسکا شفعہ باطل ہو جائیگا اس واسطے کہ وہ اس امر کا مقر ہوا کہ خرید مشتری صحیح نہین ہوئی ہی پس اپنے شفعہ کے باطل ہونے کا مقر ہوا - اسی طرح اگر مشتری نے کہا کہ مین نے یہ دار بعوض سو دینار کے خریدا ہی پس اگر تجکو پسند ہو تو مین اسکے ثمن سے دس دینار گھٹا دون پس شفیع نے کہا کہ اچھا مجھے پسند ہی تو اسکا شفعہ باطل ہو جائیگا اور شیخ ابو علی نسفی فرماتے تھے کہ اسکا شفعہ جبھی باطل ہوگا کہ جب اسنے اس طور سے کہا کہ اگر تو چاہے تو تیرے واسطے اسکے ثمن سے دس دینار گھٹا دون اور تیرے ہاتھ اسکو نوے دینار کو فروخت کردون اور شفیع نے جواب دیا کہ ہان مجھے منظور ہی کیونکہ جب اسنے سو دینار سے کم عوض خریدنے کی رغبت کی تو بحق شفعہ لینے سے اعراض کرنے والا ہوا اور اگر اسنے یون نہ کہا کہ (اور تیرے ہاتھ نوے دینار کو فروخت کردون) تو اسکا شفعہ باطل نہوگا کیونکہ بحق شفعہ لینے سے اعراض کرنا اسکی طرف سے پایا نہین گیا کیونکہ جائز ہی کہ اسنے یہ قصد کیا ہو کہ دس دینار گھٹا کر بعقد اول اسکو شفعہ مین لے لے

[عہ] یعنے شرعاً قول متعاقدین قبول ہوگا ۱۲ منہ [عہ] مسائل ذیل مین بھی ایسا ہی ہے ۱۲ [عہ] یعنے کسی لفظ سے اس کی تصدیق کرے ۱۲ منہ [للعہ] اپنے ثبوت کے واسطے ۱۲ منہ

اور اسی طرح اگر شفیع نے مشتری سے کہا کہ میرے لیے دس درم گھٹا دے پس اگر اسکے بعد کہا کہ اور باقی نوے دینار کے عوض میرے ہاتھ فروخت کردے تو اسکا شفعہ باطل ہو جائیگا ورنہ نہیں اور وجہ دیگر آنکہ مشتری خریدے اور شفیع کو اس بیع میں ثمن کا عہدہ بیع کا کفیل کردے تو اس کو شفعہ نہ ملیگا یہ تاتارخانیہ میں ہے

اکیسوین فصل - کفالت کے بیان مین - زید نے چاہا کہ عمرو سے ایسا کفیل لے جو کفالت کو سپرد کرنیکے بعد کفالت سے بری نہو جاوے - تو فرمایا کہ اسکا حیلہ یہ ہے کہ کفیل یون کہے کہ مین نے تیرے واسطے نفس عمرو کی کفالت بدین شرط کی کہ ہرگاہ مین اسکو تیرے سپرد کرون تو پھر مین اسکے نفس کا کفیل بکفالت جدیدہ ہون تو یہ جائز ہے اور یہ حسن بن زیاد سے مروی ہے اور ہمارے اصحاب یعنی امام اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد سے اسمین کوئی روایت نہیں ہے اور وکالت مین اسکی نظیر مین مشائخ اہل شروط کا اختلاف ہے یعنی اگر کسی کو کسی معاملہ مین وکیل کیا اور وکیل سے کہا کہ ہرگاہ مین تجھکو معزول کرون تو تو بوکالت جدیدہ میرا وکیل ہے پس بنا بر قول عامہ مشائخ کے وکالت جدیدہ ثابت نہو گی اور ابو زید شروطی نے فرمایا کہ وکالت جدیدہ ثابت ہو گی اور کفالت کا قیاس اسی پر ہے واللہ تعالی اعلم یہ تاتارخانیہ مین ہے

بائیسوین فصل - حوالہ کے بیان مین - ایک شخص کا دوسرے پر مال آتا ہے مثلاً زید کا عمرو پر مال آتا ہے اور عمرو نے چاہا کہ زید کو یہ مال بکر پر اُترا دے بدین شرط کہ اگر بکر مفلس مرجاوے تو زید کو عمرو سے یہ مال لینے کا اختیار نہ رہے تو اسکی صورت یہ ہے کہ عمرو زید کو ایک شخص مجہول پر یہ مال اترا دے اور کتابت الحوالہ مین اسکو تحریر کرے پھر لکھے کہ اس محتال علیہ یعنے مجہول نے اس زید کو یہ مال اس بکر پر اُترا دیا پس جب اس طرح سے کرینگے پھر بکر مفلس مرگیا تو زید کو عمرو سے رجوع کرنے کا اختیار نہو گا اسواسطے کہ عمرو نے اسکو بکر پر یہ مال نہیں اُترایا تھا بلکہ دوسرے شخص پر اُترایا تھا اور اسکا مفلس مرنا ثابت نہیں ہوا - اور اگر عمرو قرضدار نے چاہا کہ زید قرضخواہ کو مال کے واسطے اپنے قرضدار بکر پر اُترائی کردے پس زید نے کہا کہ میرے نزدیک تجھپر مال رہنے مین بہ نسبت بکر کے زیادہ اعتماد ہے بلکہ بکر پر اترائی کرنے مین مجھے خوف ہے کہ شاید میرا مال ڈوب جائے پس زید نے ایسا حیلہ چاہا کہ جس سے اصیل یعنے عمرو بری الذمہ نہونے پاوے تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ بکر از جانب عمرو اس مال کی جو عمرو پر ہے زید کے واسطے ضمانت کرلے پس اصیل کبھی بری نہو گا اور زید کو اختیار رہیگا کہ دونون مین سے جس سے چاہے مواخذہ کرے پس دونون کا مقصود حاصل ہو جائیگا اور اس مین دوسری صورت یہ ہے کہ عمرو اپنے قرضخواہ زید کو اپنے قرضدار بکر سے اپنا قرضہ وصول کرنے کا وکیل کرے اور کہدے کہ بعد وصول کرنے کے اسکو اپنے قرضہ مین قصاص کرلے تو یہ جائز ہے کیونکہ قرضہ وصول کرنے کی وکالت تو ظاہر ہے کہ جائز ہے اور رہا وصول شدہ مال کا اپنے قرضہ مین قصاص کرلینا سو یہ بھی ظاہر ہے کہ جائز ہے اسواسطے کہ ادائے قرض کا

ف از جانب مشتری ۱۲ ع یعنے ضمان درک کا از جانب بائع ۱۲ س پس عامہ کے نزدیک مجدد نہو گی اور ابو زید شروطی کے قول پر ہو گی ۱۲ ل یعنے تحریر حوالہ ۱۲ ح کیونکہ وہ خود ہی معروف نہیں ہے ۱۲

یہ طریقہ ہی جیسا کہ اپنے مقام پر معلوم ہو چکا ہی پھر اگر عمرو نے کہا کہ مجھے یہ خوف ہی کہ شاید زید میرے قرضدار بکر سے قرضہ وصول کرکے یہ کہے کہ قبل اسکے کہ مین اسکو اپنے قرضہ کا قصاص کرون وہ میرے پاس سے ضائع ہو گیا اور اس دعوی مین قول اسی کا قبول ہوگا اور اس مسئلہ کے معنی یہ ہین کہ جب عمرو نے زید کو اپنے قرضدار بکر سے اپنا قرضہ وصول کرنے کا وکیل کیا اور یہ نہ کہا کہ اپنے واسطے وصول کرے تو زید کا وصول کرنا پہلے واسطے عمرو کے واقع ہوگا پھر زید کو اپنے اد سے قرضہ مین لینے کے واسطے جدید قبضہ کرنا پڑیگا تاکہ یہ مقبوضہ مال زید کا ہو جاوے اور اسکی وجہ یہ ہی کہ زید نے جب پہلے وصول کیا تو بطور امانت اسکے قبضہ مین رہا اور اسکا ذاتی قبضہ کرنا قبضہ ضمان ہی اور ایک قبضہ دونون کیواسطے کافی نہین ہو سکتا ہی اسواسطے کہ قبضہ امانت نائب قبضہ ضمانت نہین ہوتا ہی اسواسطے اسکو اپنے واسطے جدید قبضہ کرنے کی ضرورت ہوگی پس اگر اسنے دعوی کیا کہ مال مقبوضہ قبل اسکے کہ مین اسپر اپنے واسطے قبضہ کرون تلف ہو گیا ہی تو اسنے سبب ضمانت پیدا ہونے سے پہلے امانت کا مال تلف ہو جانے کا دعوی کیا پس قول اسی امین کا معتبر ہوگا پس جب اس مسئلہ کی کیفیت مفصل معلوم ہو چکی تو ہم کہتے ہین کہ اس خوف کے دفع کرنیکا حیلہ یہ ہی کہ عمرو اپنے قرضدار بکر کو حکم دے کہ زید کیواسطے عمرو کی طرف سے اس مال کی ضمانت کرلے بدین شرط کہ زید مختار ہی کہ دونون مین سے جس سے چاہے وصول کرے پس جب بکر نے ایسا کیا تو مال مذکور ان دونون پر ہو گیا پھر اگر زید اس مال کو سب یا تھوڑا بکر سے وصول کریگا تو اپنے واسطے لینے والا ہوگا پھر اگر بعد وصول کے اسکے پاس تلف ہوا تو اسی کا مال تلف ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی

تیئیسوین فصل صلح کے بیان مین

امام محمد نے حیل الاصل مین فرمایا کہ زید کے عمرو پر ہزار درم قرضہ ہین کہ اسنے اس سے اس شرط سے باہم صلح کی کہ زید کو فلان مہینہ مثلاً فلان کا چاند دیکھنے پر سو درم ادا کردے اور اگر اسنے ایسا نہ کیا تو اسپر دو سو درم ہونگے تو ایسی صلح ہمارے[غ] قول اور امام ابو یوسف کے قول مین جائز ہی پس یہ مسئلہ اس صورت و وضع کے ساتھ امام محمد نے کتاب الصلح مین ذکر نہین فرمایا بلکہ یہ بخصوص کتاب الحیل مین مذکور ہی اور اس مسئلہ کا حکم یہ ہی کہ اگر عمرو نے اسوقت مشروط پر یہ سو درم ادا کردیے تو باقی سے بری ہو جائیگا اور اگر اسنے ادا نہ کیے تو اسپر دو سو درم واجب ہونگے اور کتاب الصلح مین اس جنس کی تین صورتین مذکور ہین اول آنکہ زید کے عمرو پر ہزار درم قرضہ ہین پس زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے تیرے ذمہ سے پانچ سو درم گھٹا دیے تاکہ تو پانچسو درم کل کے روز مجھے ادا کردے یا کہا پس تو پانچسو درم مجھے کل کے روز ادا کردے اور عمرو نے اسکو قبول کیا تو فرمایا کہ صلح کرنا و ساقط کرنا جائز ہی خواہ عمرو اسکو کل کے روز پانچسو درم ادا کردے یا نہ کرے - دوم آنکہ زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے تیرے ذمہ سے پانچ سو درم بدین شرط ساقط کیے کہ تو مجھے پانچ سو درم فی الحال دیدے اور اگر تو نے فی الحال نہ دیئے تو ہزار درم تجھپر اپنے حال پر ثابت رہین گے اور عمرو نے اسکو قبول کیا تو فرمایا کہ اگر عمرو نے پانچسو درم فی الحال ادا کردئے تو باقی پانچسو درم سے بری ہوگا اور اگر فی الحال ادا نہ کیے

غ یعنے امام ابو حنیفہ و امام محمد خود ۱۲ منہ

تو ہزار درم اُسپر بحال خود ثابت رہین گے اور یہ استحسان ہی اور قیاس یہ ہی کہ ہزار درم اسپر بحال ثابت رہین خواہ پانچ سو درم فی الحال ادا کرے یا نہ کرے اور بعضے لوگون نے قیاس ہی کو اختیار کیا ہے۔ سوم آنکہ اُس نے کہا کہ مین نے تیرے ذمہ سے پانچسو درم بدین شرط ساقط کیے کہ تو پانچسو درم فی الحال ادا کردے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو فرمایا کہ اسمین اختلاف ہی امام اعظمؒ کے قول کے موافق اگر اس نے پانچسو درم فی الحال ادا کیے تو باقی پانچسو درم سے بری ہوگیا اور اگر ادا نہ کیے تو ہزار درم اسپر بحال خود رہین گے اور صلح باطل ہوجاویگی اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ صلح باطل نہوگی اور قرضدار پر پانچسو درم ہون گے خواہ فی الحال پانچسو درم ادا کیے یا نہ کیے پس اس سب کو امام محمدؒ نے کتاب الصلح مین بیان کیا ہی۔ اب ہم مسئلہ کتاب کی طرف رجوع کرتے ہین تو اسکی صورت و حکم تو ہم نے بیان کردیا ہی اور امام محمدؒ نے اس مسئلہ[عہ] مین امام ابو یوسفؒ کا قول بتصریح اسواسطے بیان کردیا ہی کہ ظاہر ہوجاوے کہ یہ مسئلہ اتفاقی ہی اسمین اختلاف نہین ہی جیسے کہ مسئلہ کتاب الصلح مین ایسی صورت مین ہی لیکن مسئلہ کتاب الحیل مین خلاف بھی ہی سو بعض نے کہا کہ خلاف زفر رحمہ اللہ ہی اور بعض نے کہا کہ خلاف ابن ابی لیلی رحمہ اللہ ہی پس اگر دونون نے ایسا حیلہ چاہا کہ بلا خلاف جائز ہوجاوے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ جسکی طرف امام محمدؒ نے اشارہ کیا ہی چنانچہ فرمایا کہ قرضخواہ اپنے قرضدار کے ذمہ سے آٹھ سو درم ساقط کردے اور رہے اسپر دو سو درم سوان دو سو درم سے صلح کرے کہ اتنے پر صلح ہی اگر بوقت فلان ادا کرے اور اگر ایسا نہ کیا تو دونون مین صلح نہین ہی اور ایسی صلح بلا خلاف جائز ہی اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ یہ حیلہ مین اعتراض ہی اسواسطے کہ اسمین سو درم سے زائد دو[عہ] سو درم تک کی بریت کی تعلیق بھی ہی۔ اور شیخ الاسلام نے شرح کتاب الحیل مین ذکر کیا کہ ایسی صلح بالاتفاق جائز ہی۔ اور واقعات سمرقندیہ مین لکھا ہی کہ اگر ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم قرضہ ہون اُسنے اس سے سو درم پر ایک مہینہ تک ادا کرنے پر صلح کی مگر اس طرح کہ اگر ایک مہینہ تک سو درم نہ دیدے تو اُسپر دو سو درم ہونگے تو یہ صلح جائز نہین ہی اگرچہ یہ صلح بحط[۳] ہی یعنی ساقط کرنے پر صلح ہی اور وجہ یہ ہی کہ مقدار محطوط یعنی ساقط کردہ کی مقدار مجہول ہی کیونکہ اگر اسنے ایک مہینہ تک ادا کیے تو مقدار محطوط نو سو (۹۰۰) درم ہی اور اگر ادا نہ کیے تو مقدار محطوط آٹھ سو (۸۰۰) درم ہے اور محطوط کا مجہول ہونا صحت حط کا مانع ہی پس مسئلہ کتاب الحیل مین ایسا ہی جواب ہونا چاہیے اسواسطے کہ دونون مسئلون مین کچھ فرق نہین ہی پس اس مسئلہ مین دو روایتین ہوگئین۔ ایک شخص مرگیا اور اسنے اپنا پسر و جورو وارث چھوڑے اور ان دونون کے قبضہ مین ایک گھر ہے پھر ایک شخص نے آکر دعوے کیا کہ یہ میرا دار ہی پس دونون نے اسکے دعوی سے کسی قدر مال پر صلح کرلی تو اس مسئلہ مین دو صورتین ہین اگر دونون نے اسکے دعوے کا اقبال نہین کیا اور صلح کرلی ہی تو مال صلح دونون پر آٹھ[۵] حصے ہوکر واجب ہوگا اور دار مذکور بھی دونون ہین

[۱] اگر فی الحال پانچسو درم دیدے تو باقی پانچسو درم اسپر رہے قیاساً ۱۲ منہ [۳] کچھ ساقط کرکے صلح کرنا ۱۲ [عہ] یعنی مسئلہ کتاب الصلح مین ۱۲
[عہ] یعنے اگر سو درم دیدیئے تو باقی دو سو درم تک جو سو درم ہین ان سے بدین شرط بری ہی ۱۲ [۵] یعنی عورت کا ایک حصہ اور پسر پر سات حصے ۱۲

آٹھ حصے ہوگا اور اگر دونون نے باقبال دعوی مدعی صلح کی ہو تو دار مذکور دونون مین نصفا نصف ہوگا اور مال صلح دونون پر نصفا نصف ہوگا پھر اگر دونون نے ایسا حیلہ طلب کیا کہ صلح باقرار دعوی ہو اور دار مذکور دونون مین آٹھ حصے ہو اور مال صلح دونون پر آٹھ حصے ہوکر واجب ہو تو فرمایا کہ اسکا حیلہ یہ ہو کہ کوئی مرد اجنبی ان دونون کی طرف سے باقبال دعوی صلح کرے بدین شرط کہ عورت کو آٹھوان حصہ ملے اور پسر کو سات حصے ملین تو اس طور پر صلح واقع ہونا صحیح ہو اور دار مذکور دونون مین آٹھ حصے ہوگا پھر اگر دونون نے اس اجنبی کو صلح کی اجازت دی ہو تو وہ بدل صلح ان دونون سے آٹھ حصے کرکے واپس لے گا اور یہ بسبب اسکے ہوا کہ اجنبی کا اقرار ان دونون کے حق مین صحیح نہوا اور اسکا صلح کرنا دعوے مدعی کا ساقط کرنے والا ہوا ہے پس جب مدعی کا دعوے ساقط ہوگیا تو دار مذکور بوجہ میراث کے ان دونون کا مملوک رہا پس دونون مین آٹھ سہام پر مشترک ہوگا اور بدل صلح بھی ایسا ہی رہا اور شمس الائمہ حلوائی نے شرح حیل الاصل مین یہ مسئلہ ذکر کیا اور فرمایا کہ اسکا حیلہ[1] یہ ہو کہ دونون اس مدعی کے واسطے اس دار کا اقرار کرکے پھر دونون اس سے کسی قدر مال معین پر اس شرط سے صلح کرین کہ عورت کے واسطے دار مذکور کا آٹھوان حصہ اور پسر کیواسطے سات حصے ہون پس جب دونون اس امر کی تصریح کر دینگے تو دار مذکور دونون مین دونون کی تصریح کے موافق مشترک ہوگا اور بدل الصلح بھی اسی حساب سے واجب ہوگا بمنزلہ اسکے کہ گویا دونون نے ایک دار کو بدین شرط خریدا کہ ایک کیواسطے آٹھوان حصہ اور دوسرے کیواسطے سات حصے ہون۔ ایک شخص مرگیا اور درم و دینار یا عروض ترکہ چھوڑا پس اسکی جورو سے اسکے وارثون نے جورو کے ترکہ کے حصے سے درم یا دینار پر صلح کرنی چاہی تو جاننا چاہیئے کہ یہ مسئلہ دو صورتون سے خالی نہین ہو اول آنکہ ترکہ مین قرضہ نہو اور شوہر نے دراہم و عروض چھوڑے اور درمون پر صلح واقع ہوئی پس اگر عورت مذکورہ نے اپنے حصہ ترکہ کے درمون سے زیادہ درمون پر صلح کی تو جائز ہو اور بدل الصلح کے درمون مین جسقدر درم اسکے حصہ کے واجبہ مین اسقدر اسکے مقابلہ مین برابر برابر مساوی قرار دیے جاینگے اور باقی درم بمقابلہ حصہ عروض کے ہونگے لیکن جسقدر درم بدل الصلح کے بمقابلہ دراہم حصہ کے ہین اسقدر مین شرط بیع صرف مرعی ہوگی کہ ہر دو بدل کا مجلس صلح مین قبضہ ہونا ضرور ہوگا بشرطیکہ وارث لوگ مقر ترکہ ہون وجورو کے حصہ ترکہ سے مانع نہون اسواسطے کہ جورو کا حصہ ترکہ ایسی حالت مین تو وارثون کے قبضہ مین بطور امانت ہوگا اور قبضہ امانت نائب قبضہ ضمانت نہین ہوتا ہو اور اگر اسکا حصہ ترکہ وارثون پر مضمون ہوگیا مثلاً اسکے حصہ ترکہ سے

---

[1] اقوال اس حیلہ کے تمام ہونے مین احتمال ہو کیونکہ جب دونون نے دعوے مدعی کا اقرار کیا تو صلح بمنزلہ خرید کے ہے جیسا خود ہی بیان کیا ہے پس محتمل ہو کہ مدعی اس صلح کو منظور نہ کرے اسواسطے کہ اسکو کوئی دباؤ نہین بخلاف صلح اجنبی کے کہ اجنبی کا اقرار ان دونون کے حق مین موثر نہین ہے پس شاید مدعی الصلح خیر پر عمل کرے کہ ہنوز مناقشہ باقی ہو اور ابراء بری کرنا تصادق باہم تصدیق کرنا ۱۲ منہ

منکر ہو گئے یا منکر نہوے اقرار کیا لیکن اسکے ترکہ کے دینے سے انکار کیا تو ایسی حالت مین مجلس صلح مین ہر دو بدل پر قبضہ کرنے کی حاجت نہوگی اسواسطے کہ قبضہ غصب نائب قبضہ ضمانت ہوتا ہے بلکہ فقط بدل الصلح کے قبضہ کی ضرورت ہوگی اور اگر عورت مذکورہ نے اسی قدر درمون کو لیا جو اسکے حصہ کے برابر ہین تو صلح جائز نہوگی اسواسطے کہ حصہ عروض عوض سے خالی رہا جاتا ہے اسی طرح اگر کم درم لیے تو بھی جائز نہین ہے۔ اسواسطے کہ عروض مع بعض درمون کے بغیر عوض رہے جاتے ہین پس یہ صلح بطریق معاوضہ نہین ہوسکتی ہے اور نیز بطریق ابراء بھی نہین ہوسکتی ہے کہ باقی سے اسنے بری کر دیا کیونکہ ترکہ مال عین ہے اور عین سے بری کرنا باطل ہے اور حاکم ابو الفضل نے فرمایا کہ عورت مذکورہ کے حصہ دراہم کے برابر عوض پر صلح جبھی باطل ہوگی کہ جب صلح بحالت تصادق ہو اگر حالت انکار مین صلح کی تو صلح جائز ہوگی اسواسطے کہ حالت انکار مین مال دینے والا اسی غرض سے مال دیتا ہے کہ منازعت دور ہو جاوے اور اسکی قسم کا فدیہ ہو جاوے پس ربوا کی گنجائش نہوگی اور اسی طرف امام محمد نے کتاب الصلح مین اشارہ کیا ہے اور اگر عورت مذکورہ کے شوہر کے ترکہ سے درمون کے حصہ کی مقدار معلوم نہوئی تو صلح جائز نہوگی اسواسطے کہ یہ صلح دو وجہ سے فاسد اور ایک وجہ سے صحیح ہوتی ہے پس جانب فساد کا اعتبار ہوگا اور اگر عورت مذکورہ سے عروض یا دیناروں پر صلح کی گئی تو جائز ہے اگرچہ بدل صلح قلیل ہو کیونکہ خلاف جنس سے صلح کرنے مین سود متمکن نہین ہوتا ہے اور یہی اس باب مین حیلہ ہے۔ اور اگر ترکہ شوہر دینار و عروض ہون پھر اس سے دیناروں پر صلح کی گئی تو اسمین وہی صورتین ہین جو ہم نے درم کی صورت مین بیان کر دی ہین اور اگر بعوض درمون کے صلح کی گئی تو ہر حال مین جائز ہے۔ اور اگر ترکہ شوہر مین درم و دینار و عروض ہون پس اس سے درمون پر یا دیناروں پر صلح کی گئی تو جائز نہین ہے الا اس صورت مین جائز ہوگی کہ جس بدل پر صلح کی ہے اس کی مقدار اسکے حصہ کی اسی جنس کی مقدار سے زائد ہو حتی کہ اس نقد مین سے جسقدر اسکا حصہ ہے اسکا مثل اس بدل مین آجاوے پس مثل بمثل ہو جاوے اور جو باقی رہا وہ بمقابلہ دوسرے نقد و عروض کے ہو اور اگر صلح مین درم و دینار دونون دے تو ہر حال صلح جائز ہے اور ہر جنس کو اسکے برخلاف جنس کے معاوضہ مین رکھا جائیگا اور یہی اس باب مین حیلہ ہے لیکن واضح رہے کہ جو کچھ بدل دراہم حصہ کا دینار سے اور دینار کا دراہم سے ہے اس مین بیع صرف کے شرائط مرعی ہونگی پس مجلس صلح مین ہر دو بدل پر قبضہ ہونا شرط ہوگا اور جو کچھ بمقابلہ عروض کے ہے وہ بیع صرف کے معنی مین نہونگے پس اسمین ہر دو بدل پر مجلس مین قبضہ شرط نہوگا۔ مگر یہ حیلہ ہمارے علماے ثلثہ رحمہم اللہ تعالی کے قول کے موافق ٹھیک ہے کہ ہر جنس کو اسکے برخلاف جنس کے مقابلہ مین ڈالتے ہین مگر شیخ زفر کے قول کے موافق نہین ٹھیک پڑتا ہے کیونکہ وہ ایک جنس کو اسکے برخلاف جنس کی جانب راجع نہین کرتے ہین چنانچہ مسئلہ الاکراہ مین معلوم ہو چکا ہے پس سب علماون کے قول کے موافق مضبوطی

ف یعنے وارث لوگ مقر و غیر منکر ہون ۱۲ منہ ؎ یعنی اس معاوضہ مین ۱۲

چاہے تو حیلہ یہ ہی کہ وارث لوگ تمام ترکہ شوہر سے اُسکے پورے حصّہ سے ایک عرض واحد معین پر صلح کرلین پھر جس موضع مین یہ صلح جائز ہو تو عورت مذکورہ کے پورے حصّہ سے تمام ترکہ سے متاع ۱۲ معرفت ہو جانا کچھ ضرور نہین ہے اور اس امر مین اشکال ہی اور دفع یہ ہی کہ اس صلح کا جائز ہونا بطریق بیع کے ہی لیکن یہ بیع ایسی ہی کہ اسمین سپرد کرنے کی حاجت نہین ہی اعتراض ۱۲ اور ایسی چیز کی بیع جسکی مقدار سے بائع و مشتری کو آگاہی نہو اگر اسمین سپرد کرنے کی حاجت نہو تو جائز ہوتی ہی آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر ایک شخص نے اقرار کیا کہ اس نے فلان شخص سے ایک چیز غصب کی ہی یا اقرار کیا کہ فلان نے اسکے پاس ودیعت رکھی ہی پھر مقر نے مقرلہ سے یہ چیز خرید لی تو جائز ہی اگرچہ دونون اسکی مقدار نہ جانتے ہون پس ایسا ہی یہان بھی ہی- اور اگر ترکہ مجہول ہو کہ یہ معلوم نہو کہ ترکہ مین کیا چیز ہی عہ تو شیخ محقق ظہیر الدین مرغینانی رحمہ اللہ نے شرح کتاب الشروط مین فرمایا کہ کیلی و وزنی عہ چیزون پر صلح جائز نہو گی کیونکہ اسمین یہ احتمال ہی کہ شاید ترکہ مین کیلی و وزنی مال ہو اور اسمین سے عورت کا حصّہ اسی قدر ہو جسپر صلح ہوئی ہی یا اس سے زیادہ ہو اور فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ ایسی صلح جائز ہی کیونکہ اسمین یہ احتمال ہی کہ شاید ترکہ بدل الصلح سے کچھ نہو اور اگر ہو تو احتمال ہی کہ اس عورت مذکورہ کا حصّہ اس بدل الصلح سے زائد ہو اور احتمال ہی کہ کم ہو پس اسمین احتمال الاحتمال ہی کہ ایسا احتمال عہ معتبر نہو گا- اور اگر مال ترکہ عقار یا آراضی و حیوان و امتعہ ہون اور یہ سب مدعا علیہ لوگون کے قبضہ مین ہو لیکن مدعی کو معلوم نہین ہی کہ مال ترکہ کیا چیز ہی پس اُسنے ان لوگون سے مکیل یا موزون پر صلح کر لی تو جائز ہی اور وجہ دوم یہ ہی کہ ترکہ مین قرضہ ہو پس اگر وارثون نے عورت مذکورہ سے اس طور سے صلح کی کہ قرضہ کو بھی صلح مین داخل کیا مثلاً اسکے حصّہ عین و دین سے کسی قدر مال پر صلح کی یا یہ کہا کہ اس شرط سے صلح کی کہ عورت مذکورہ تمام قرضہ وصول کرے اور باقی اموال سے اپنا حق چھوڑ دے تو یہ سب باطل ہی اسواسطے کہ اس صورت مین قرضہ کا مالک کرنا ایسے شخص کو ہی جسپر یہ قرضہ نہین ہی اور جبکہ حصّہ دین کی صلح باطل ہوئی تو حصّہ عین کی صلح بھی باطل ہوئی اسواسطے کہ عقد ایک ہی ہی اور اگر انھون نے دین کو حکم مین داخل نہ کیا بلکہ اسکے حصّہ عین سے صلح کر لی اور قرضہ کو اپنے درمیان بفضل اللہ تعالی مشترک چھوڑ دیا تو یہ صلح جائز ہو گی پس ایسی صلح کے جائز ہونے کے واسطے یہ ایک نوع کا حیلہ ہی کہ قرضہ کو نکال کر باقی پر صلح کرین اور صلح نامہ مین تحریر کرین کہ ماسوائے قرضہ کے صلح کی ہی- اور اگر وارثون نے چاہا کہ قرضہ بھی داخل صلح ہو جاوے تو اسکی صورت یہ ہی کہ عورت مذکورہ ان وارثون سے بقدر اپنے حصّہ دین کے قرض لے پھر ان وارثون کو قرضداران میت پر احوالہ کر دے کہ اسکا حصّہ قرضہ ان لوگون کو دیدین اور قرضداران میت اس کو قبول کر لین پھر وارثان مذکور اس عورت سے باقی مال متروکہ سے صلح کر لین پس تمام مال عین و دین ان

عہ سود کا احتمال بھی جائز نہین ہی لیکن شبہہ کا شبہہ معتبر نہین ہی ۱۲ عہ جواب و اعتراض ۱۲ منہ عہ یعنی درم ہی یا دینار یا عروض یا مکیل یا موزون ۱۲ منہ عہ اسمین درم و دینار بھی شامل ہو گئے ۱۲ منہ

وارثوں کا ہو جائے گا یا وارث لوگ یہ کریں کہ قرضدار میت کی طرف سے بطور تطوع اس عورت کو اسکا حصہ قرضہ اپنے مالوں سے ادا کریں کیونکہ ادائے قرضہ غیر کی طرف سے بطور تطوع جائز ہے پھر باقی سے اس عورت کے ساتھ صلح کر لیں و لیکن وارثوں کے حق میں عورت مذکورہ کو قرض دینا مفید ہے کیونکہ اگر ان کو قرضداروں سے حصہ عورت مذکورہ وصول نہوا تو جو کچھ انھوں نے عورت مذکورہ کو ادا کیا ہے وہ اس سے واپس لینگے بخلاف اسکے اگر انھوں نے قرضداروں کی طرف سے بطور تطوع حصہ عورت مذکورہ اپنے مالوں سے ادا کیا تو درصورتیکہ قرضداروں سے کچھ وصول نہوا تو نہ قرضداروں سے واپس پاوینگے اور نہ عورت مذکورہ سے واپس لے سکینگے اسواسطے کہ بطور تطوع ادا کرنے والا کسی سے واپس نہیں لے سکتا ہے۔ اگر وارثوں نے عورت مذکورہ کا حصہ قرضہ اسکو قرض دینے سے انکار کیا تو حیلہ یہ ہے کہ کوئی قرضدار بقدر حصہ عورت کے قرض لیکر عورت مذکورہ کو پہلے ادا کر دے پھر وارث لوگ اس سے باقی مال سے صلح کر لیں اور اگر قرضدار نے اسکا حصہ قرض لیکر ادا کرنے سے انکار کیا تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ سب وارث یا ایک وارث اپنا کوئی عرض اس عورت کے ہاتھ دس درم قیمت کا بعوض پچاس درم کے جو کہ قرضہ میں سے اسکا پورا حصہ ہے فروخت کر دے اور وارث کبھی بغرض اس منافع کے اور بغرض جواز صلح کے ایسا کرتا ہے پھر عورت مذکورہ اس عرض کا ثمن اس مقدار پر اتراد ے پھر وارث لوگ عورت مذکورہ سے باقی مال عین سے صلح کر لیں اور اگر عورت مذکورہ نے اس امر کو منظور نہ کیا بدین خوف کہ شاید قرضدار پر قرضہ ڈوب جاوے وصول نہو تو وارث بائع اس ثمن کو مجھ سے واپس لے گا تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ عورت مذکورہ اقرار کرے کہ اسنے قرضدار سے فقط اپنا حصہ قرضہ بھر پایا ہے اور اس بات کے گواہ کر دے پھر وارث لوگ اس کے ساتھ مال عین کے حصہ سے صلح کر لیں جس طرح کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ اور منتقی میں لکھا ہے کہ ہشام نے اپنی نوادر میں فرمایا کہ میں نے امام ابو یوسفؒ سے پوچھا کہ ایک شخص نے زید کے واسطے اپنے غلام کی ایک سال تک کی خدمت کی وصیت کی پھر موصی مرگیا اور وارثوں نے چاہا کہ زید سے اسکا حق وصیت جو غلام میں ہے خرید کریں تو فرمایا کہ یہ نہیں جائز ہے کیونکہ جب وہ مرگیا تو اسکا حق وصیت میراث نہیں ہو سکتا ہے جیسا کہ شفعہ میں حق شفیع میراث نہیں ہوتا ہے کیونکہ اُسکے حق کی کچھ مالیت اور کچھ ثمن نہیں ہے اور عقد بیع و شرا عقد مخصوص ایسی چیزوں کے ساتھ ہے جسکی مالیت و ثمن ہو اور اسی سے ہم نے کہا کہ منافع کی بیع باطل ہے اور اجارہ بلفظ بیع و شرا منعقد نہیں ہوتا ہے کیونکہ بیع و شرا ایسا عقد ہے جو خاص ایسی چیزوں پر واقع ہوتا ہے جن کی مالیت ہے اور منافع کی کوئی مالیت نہیں ہے پس اسپر بیع واقع نہ ہوگی اور یہی حال ہمارے اس مسئلہ مذکورہ میں ہے اور حق شفعہ اسپر دلالت کرتا ہے کہ اگر مشتری نے شفیع سے حق شفعہ بعوض مال کے خریدا تو خرید باطل ہوگی اور اگر شفیع نے فروخت کیا تو اسکی طرف سے تسلیم شفعہ ہوگا اور اپنے حق کا ابطال ہوگا۔ اور امام شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا

ف تاکہ عورت مذکور کا جھگڑا درمیان سے نکل جاوے ۱۲ منہ عہ کہ پچاس درم ثمن دس درم قیمت کی چیز کا ملتا ہے ۱۲ منہ

کہ مین نے اس مسئلہ کو ایسا مشکل پایا کہ مین امت کے لوگون مین کوئی ایسا نہین دیکھتا ہون جو اسکو حل کرے اور اس مسئلہ کا اشکال اسکی اصل کی وجہ سے ہے کہ بیع کا عقد فقط ایسی ہی چیزون پر وارد ہوتا ہے جسکے واسطے مالیت وثمنیت ہو بدلیل مسائل مذکورہ ولیکن اسمین مسئلہ طلاق سے اشکال وارد ہوتا ہے کہ اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین نے تجھ سے اپنی طلاق بعوض اسقدر مال کے خریدی پس شوہر نے کہا کہ مینے فروخت کی تو صحیح ہے اور طلاق واقع ہو جائے گی اسی طرح اگر شوہر نے اس عورت کی طلاق اُس کے ہاتھ فروخت کر دی یا اسکے بضع کو اُسکے ہاتھ بعوض مال کے فروخت کیا اور عورت مذکورہ نے اس سے خرید کیا تو صحیح ہے اور (یعنی بیع) معاوضہ واجب ہوگا حالانکہ اسکی بضع مین کچھ مالیت وثمنیت نہین ہے اور نیز اسکی طلاق مین بھی کچھ مالیت وثمنیت نہین ہے اور باوجود اسکے بلفظ بیع یہ عقد صحیح ہوا اور طلاق کا بلفظ بیع صحیح ہونا مقتضی ہے کہ عقد اجارہ بھی بلفظ بیع صحیح ہو اور منافع کا بیع کرنا جائز ہو اور بیع وصیت جائز ہو اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ ہمارے مشائخ نے ان دونون مین فرق بیان کرنے مین تکلف کیا ہے حالانکہ ان سے فرق ممکن نہ ہوا چنانچہ امام کرخی رحمہ اللہ جب فرق نکالنے سے تھک گئے تو انھون نے قول علماء سے رجوع کر کے فرمایا کہ اجارہ بلفظ بیع منعقد ہوتا ہے پس بقیاس قول کرخی در انعقاد اجارہ بلفظ بیع یہ کہا جا سکتا ہے کہ موصی لہ کا منافع وصیت بدست وارث فروخت کرنا بعوض مال کے جائز ہے لیکن ظاہر مبسوط مین اسکے برخلاف موجود ہے پس جب کہ وارث کے حق مین جائز نہوا کہ وہ موصی لہ سے اسکا حق وصیت بعوض مال کے خریدے تو پھر کیا حیلہ ہے تو حیلہ یہ ہے کہ وارث مذکور موصی لہ سے اسکے حق وصیت سے کسی قدر دراہم معلومہ پر صلح کر کے اسکو دیدے تو جائز ہے اور صاحب خدمت کا حق باطل ہو جائیگا اور بہ اسم مذکور مسلم وارث کا ہو جائے گا کہ بیع وغیرہ جو چاہے کرے اور چاہیے یہ تھا کہ یہ صلح جائز نہو اسواسطے کہ یہ صلح بخلاف جنس حق واقع ہوئی ہے اور صلح جب کہ برخلاف جنس حق واقع ہوتی ہے تو وہ معاوضہ وتملیک[1] شمار کیجاتی ہے ولیکن اس صلح کا تملیک شمار کرنا متعذر ہے اسواسطے کہ موصی لہ اس خدمت کا بغیر عوض مستحق ہوا ہے اور جو شخص منفعت کا بغیر عوض مستحق ہو وہ اس منفعت کو دوسرے کی ملک مین بعوض نہین کر سکتا ہے جیسے مستعیر اور اسکا جواب یہ ہے کہ جب یہ صلح تملیک نہ شمار ہو سکے تو ہر وجہ سے اسقاط شمار ہوگی یعنے صلح باسقاط حق ہے کذا فی المحیط

چوبیسوین فصل - رہن کے بیان مین - ایک شخص نے اپنا نصف دار یا نصف کھیت غیر مقسوم رہن کرنا چاہا تو ہمارے نزدیک ایسا رہن جائز نہین ہے اور یہ مسئلہ معروف ہے پھر اگر دونون نے اسکے جواز کا حیلہ چاہا تو یہ حیلہ ہے کہ نصف دار یا نصف کھیت بعوض اسقدر مال کے جسکا قرض لینا چاہتا ہے فروخت کر دے بدین شرط کہ مشتری کو اس مین تین روز کا خیار ہے پھر جب دونون باہمی قبضہ کر لین تو مشتری اس عقد کو فسخ کر دے پس یہ مبیع اسکے قبضہ مین اسی طرح رہجائے گی جیسے رہن کا حکم ہوتا ہے کہ اگر تلف ہوئی تو اسی قدر ثمن سے

[1] تملیک مالک کرنا۔ قولہ بعوض یعنی عوض سے دوسرے کی ملک نہین کر سکتا ۱۲ منہ — یعنی دوسرے غلام وغیرہ کی خدمت نہین دی ہے ۱۲

عوض تلف شدہ قرار دیجائے گی اور اگر اسمین کچھ نقصان آیا تو ثمن مین سے اسی قدر جاتا رہے گا ایسا ہی امام خصاف نے اس حیلہ کو ذکر کیا ہو پس یہ مسئلہ اس امر کی صریح دلیل ہو کہ جو چیز بخیار شرط خریدی گئی ہو کہ اسمین مشتری کا خیار ہو وہ بعد فسخ عقد کے مشتری کے پاس بعوض ثمن کے مضمون ہوتی ہی بعوض قیمت کے مضمون نہین ہوتی ہو اور ایسا ہی امام محمد نے بیوع جامع مین باب القبض فی البیع مین ذکر کیا ہے اور جو چیز بائع کے خیار شرط پر خریدی گئی ہو وہ بعد فسخ عقد کے مشتری کے پاس بعوض قیمت کے مضمون رہتی ہے نہ بعوض ثمن کے جیسے کہ فسخ سے پہلے ہوتی ہے اور بخیار رویت اور بوجہ عیب کے بحکم قاضی رد کرنیکی صورت مین ویسا ہی حکم ہو جیسا کہ مشتری کیواسطے خیار شرط کی صورت مین حکم ہو (یعنے مضمون بہ ثمن ہوتی ہی ۱۲)۔ اور یہ مسئلہ حیل الاصل مین ذکر کرکے فرمایا کہ حیلہ یہ ہو کہ مستقرض (قرض گیرندہ ۱۲) اپنا نصف دار مقرض (قرض دہندہ ۱۲) کے ہاتھ بدین شرط فروخت کرے کہ مجکو ایک مہینہ یا زیادہ فلان وقت تک خیار ہی پھر اگر اس مدت پر مال واپس کردیا تو دونون مین بیع نہ رہے گی اور اگر واپس نہ کیا تو خیار باطل ہوکر بیع لازم ہوجائے گی اور مثل اس مسئلہ کے کتاب البیوع مین معلوم ہوچکا ہے لیکن یہ حیلہ بنا بر قول امام اعظم کے نہین ہوسکتا ہو اسواسطے کہ امام اعظم کے نزدیک تین روز سے زیادہ خیار جائز نہین ہے اور نیز اگر بائع کیواسطے خیار کی شرط کی پھر بائع نے بعد باہمی تقبضہ واقع ہونیکے بیع کو رد کردیا تو بھی ایک ہی حکم ہو لیکن فرق یہ ہو کہ یہ مبیع بعد فسخ کے مضمون بقیمت ہوگی کہ اگر وہ تلف ہوگئی یا اسمین نقصان آگیا تو قرضہ مین سے بطریق قصاص ساقط ہوجائے گا بشرطیکہ قرضہ مثل قیمت کے ہو اور اگر کمی بیشی ہوگئی تو باہم ایک دوسرے سے واپس لینگے۔ زید نے چاہا کہ عمرو سے رہن لیوے اور یہ بھی چاہا کہ رہن سے انتفاع حاصل کرے جیسے مرہون زمین ہو کہ اسمین زراعت کرے یا دار ہو کہ اسمین مرتہن نے رہنا چاہا تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ اس چیز کو رہن لیکر قبضہ کرلے پھر راہن سے اس کو مستعار لے لے پس جب راہن اس کو مستعار دیدے اور اس سے انتفاع حاصل کرنے کی اجازت دیدے تو اسکو انتفاع حاصل کرنا حلال ہوگا اور عاریت مانع رہن نہین ہو یعنی رہن ہونے سے خارج نہوگی ولیکن یہ ہوگا کہ جب تک وہ عاریت رہیگی تب تک حکم رہن ظاہر نہوگا یعنی اگر وہ عاریت کی حالت مین تلف ہوگئی تو قرضہ مین سے کچھ ساقط نہوگا اور پھر جب وہ انتفاع سے فارغ ہوئی تو رہن ہوجائیگی جیسی تھی بخلاف اجارہ کے کہ اجارہ مبطل رہن ہو اور یہ مسئلہ معروف ہو پھر خصاف نے ذکر فرمایا کہ اگر اسنے دار مرہون سے انتفاع ترک کیا اور اسکو خالی کردیا تو عود کرکے رہن ہوجائیگا پس امام خصاف نے بیان کیا کہ ترک انتفاع کے ساتھ خالی کردینا رہن ہوجانے کے واسطے شرط ہو اور مبسوط مین لکھا ہو کہ جب انتفاع ترک کیا تو وہ رہن ہوجائیگا پس جو مبسوط مین مذکور ہو وہ بظاہر اس امر پر دلالت کرتا ہو کہ اگر مرہون کوئی دار ہو اور اسکو مرتہن نے مستعار لیکر اسمین اپنا اسباب رکھا پھر اسکے بعد اسکی سکونت چھوڑدی تو وہ رہن ہوجائیگا اگرچہ اسکو خالی نہ کیا ہو اور امام خصاف نے خالی کردینا شرط کیا ہو پس چاہیے کہ یہ شرط امام خصاف کی جانب سے یاد رکھی جاوے۔ زید کے قبضہ مین رہن ہو اور راہن غائب ہو پس مرتہن نے

چاہا کہ قاضی کے حضور مین رہن ہونا ثابت کرے تاکہ قاضی اسکے واسطے اس کا نوشتہ دیدے اور حکم دے کہ یہ چیز اسکے قبضہ مین رہن ہی تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ مرتہن کسی مرد اجنبی کو حکم دے کہ وہ اس راہن کے رقبہ کا دعوے کرے اور مرتہن قاضی کے حضور مین حاضر ہو کر قاضی کے سامنے اس امر کے گواہ پیش کرے یہ چیز میرے پاس رہن ہی پس قاضی اسکے رہن ہونے کے گواہون کی سماعت کر کے اُسکے پاس رہن ہونے کا حکم دیدے گا اور خصومت اجنبی اسکے مقابلہ سے دور کر دیگا پس یہ حکم امام خصافؒ کی جانب سے اس بات کی تصریح ہی کہ رہن ہونے کے گواہون کی سماعت کی جاتی ہی اگرچہ راہن غائب ہو اور امام محمدؒ نے یہ مسئلہ کتاب الرہن مین ذکر فرمایا مگر جواب مین اضطراب ہی چنانچہ بعضے مقام پر گواہی کی سماعت ہونے کے واسطے راہن کا حاضر ہونا شرط کیا ہی اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ جو حکم کتاب الرہن مین مذکور ہی وہ کاتب کی غلطی ہی اور صحیح یہ ہی کہ ایسے گواہ مقبول ہونگے جیسے کہ اگر قابض نے گواہ قائم کیے کہ یہ چیز میرے پاس فلان کی ودیعت ہی یا مضاربت یا غصب یا اجارہ پر ہی تو گواہ مقبول ہوتے ہین اور بعضون نے کہا کہ اس مسئلہ مین دو روایتین ہین جس مین سے ایک روایت کے موافق گواہ مقبول ہونگے اور اسکی وجہ یہ ہی کہ جب اسنے رہن رکھ لیا تو اسکی حفاظت کرنے کو قبول کیا اور جب اسکو حفاظت کرنا متعذر ہوا بدون اسکے کہ وہ گواہ قائم کرکے راہن کی ملک ثابت کرے تو وہ اس بات کے واسطے خصم ہوگا جیسے ودیعت واسکے مانند مین ہی اور دوسری روایت مین یہ ہی کہ مقبول نہونگے یعنی غائب راہن کے ذمہ اس امر کے ثابت کرنے کے گواہ کہ اسنے رہن کیا ہی مقبول نہونگے اور اسی جانب شمس الائمہ سرخسی نے میل کیا ہی اور یہ اسوجہ سے ہی کہ اثبات رہن کیواسطے ایسے گواہون کے قبول کرنے مین غائب پر حکم قضا جاری کرنا ہوتا ہی اور قابض کو اپنی ذات سے دفع خصومت کیواسطے اثبات رہن کی حاجت نہین ہی اسواسطے کہ مجرد قبضہ سے اسکی ذات سے خصومت مندفع ہی جیسے کہ اسنے گواہ قائم کیے کہ یہ میرے قبضہ مین ودیعت ہی تو ایسا ہی ہی اور ایسا ہی جواب سیر کبیر مین اسکے نظائر مین لکھا ہی چنانچہ فرمایا کہ اگر غلام مرہون قید ہوا اور غنیمت مین آیا اور قبل تقسیم غنیمت کے مرتہن نے اسکو پایا اور گواہ قائم کیے کہ یہ میرے پاس فلان شخص کا رہن ہی اور اسکو لے لیا تو یہ قضاء علی الغائب اس طرح نہین ہی کہ غائب پر رہن کرنا ثابت کیا گیا ہو کیونکہ اسکو رہن ہونا ثابت کرنے کی حاجت نہین ہی اس لیے کہ وقت قید کیے جانے کے غلام مذکور اسکے پاس ہونا اس کے واسطے کافی ہی پس اس سے ظاہر ہوا کہ ہمارے مسئلہ مذکورہ مین غائب پر رہن ثابت کرنے کے واسطے گواہون کے قبول کرنے کی کچھ حاجت نہین ہی۔ اور جامع الفتاوی مین لکھا ہی کہ اگر مرتہن نے چاہا کہ مرہون تلف ہونے سے قرضہ باطل نہو تو چاہیے کہ اس قرضہ کے عوض اس سے غلام خریدے اور اسپر قبضہ نہ کرے پھر اگر غلام مرگیا تو اسکا قرضہ باطل نہوگا اور اگر قرضدار مرگیا تو یہ طالب بہ نسبت مطلوب کے باقی قرضخواہون کے اس غلام کا زیادہ حقدار ہوگا یعنے وہ اسی کو ملے گا اور اگر اسنے زندگی مین اس کا قرضہ ادا کر دیا

تو اس سے بیع کا اقالہ کرے اور اگر کسی نے چاہا کہ اپنا مال مضاربت پر دے اور وہ مضارب کے پاس اسپر مضمون رہے اور منافع دونون مین مشترک ہو تو چاہیے کہ رب المال اسکو تمام مال سوائے ایک درم کے قرض دیدے پھر درہم باقیہ سے اسکے ساتھ مشارکت کرے بدین شرط کہ دونون کام کرین پھر ایک کا کام کرنا جائز ہوگا اور منافع دونون مین موافق شرط کے مشترک ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم کذا فی التاتارخانیہ

پچیسوین فصل مزارعت کے بیان مین۔ واضح ہو کہ امام اعظم کے نزدیک مزارعت فاسد ہے اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے اور امام خصاف نے فرمایا کہ سب امامون کے نزدیک جائز ہو جانے کا حیلہ یہ ہے کہ کاشتکار و زمیندار عقد مزارعت قرار دینے کے بعد ایسے قاضی کے پاس جو مزارعت کو جائز جانتا ہے مقدمہ دائر کرین پس جب وہ اسکے جواز کا حکم قضا دیگا تو بالاتفاق سب کے نزدیک جائز ہو جائیگا۔ اور حیلہ دیگر یہ ہے کہ دونون ایک اقرار نامہ لکھین پس اسمین دونون یہ اقرار کرین کہ یہ زمین فلان شخص کی ملک ہے یعنی اسکے مالک کا نام لکھین اور نیز دونون اقرار کرین کہ اور یہ زمین فلان کاشتکار کے قبضہ مین ہے اور اسکی زراعت کا اسکو اتنے سال تک اختیار ہے کہ ربیع و خریف کا جو غلہ چاہے اپنے بچون و نوکرون و مددگارون سے اسمین زراعت کرے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسمین پیداوار ہو وہ سب اتنے برسون مذکورہ تک اسی کی ہوگی اور نیز یہ بھی اقرار کرین کہ اس زمین مین یہ حق اس کاشتکار کو اتنے برس تک کے واسطے بسبب صحیح واجب لازم حاصل ہو گیا ہے۔ پس جب دونون نے اس طور سے اقرار کیا تو ان دونون کا اقرار ان دونون کے حق مین نافذ ہوگا پس پورا غلہ اس کاشتکار کا ہوگا پھر یہ کاشتکار آدھے غلہ کو مالک زمین کو دینے کے واسطے بھی کوئی ہبہ وغیرہ کا حیلہ نکالے اور شیخ شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ امام خصاف نے پہلے حیلہ مین یہ جو ذکر فرمایا کہ ایسے قاضی کے پاس مقدمہ دائر کرین جو مزارعت کو جائز جانتا ہے پس جب وہ اسکے جواز کا حکم قضا دیگا تو بالاتفاق جائز ہو جائیگا اس کلام مین اس امر کی دلیل ہے کہ اس مین محکم کا حکم نافذ نہوگا اور قاضی ابوعلی نسفی فرماتے تھے کہ ہمارے بعضے مشائخ نے ان مسائل مختلفہ اجتہادیہ مین محکم کے حکم کی تجویز سے اعراض کیا ہے اور فرمایا کہ ان مسائل مختلفہ اجتہادیہ کے اتفاقی ہونے کے واسطے محکم کا حکم کافی نہین ہے بلکہ ضرور ہے کہ جو شخص قاضی مقرر ہو وہ حکم دے اسی طرح طلاق مضاف مین بھی محکم کی تجویزی حکم سے اعراض کیا ہے اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ مذہب صحیح یہ ہے کہ ایسے مجتہدات مسائل مین محکم کا حکم جائز ہے اور اسپر دلیل یہ ہے کہ کتاب الصلح کے چند مقامات مین ذکر فرمایا کہ محکم کا حکم ہر مسئلہ مین جائز ہے سوائے حدود و قصاص و لعان کے ولیکن عام لوگون کو یہ فتوی نہ دیا جائے گا تاکہ عام لوگ خبط ہو کر حد سے تجاوز نہ کرین مگر حاکم قاضی کے حق مین محکم کا قول لازم نہوگا حتی کہ اگر محکم کے حکم کا مرافعہ کسی قاضی کے پاس کیا گیا جو مقرر ہے اور اسکی رائے مین آیا کہ یہ حکم باطل ہے اور اسنے باطل کر دیا تو باطل کرنا صحیح ہوگا۔ اور اگر دونون نے مزارعت مین یہ شرط کی کہ جس کے بیج ہین وہ

ع یعنے عقد مزارعت ۱۲ ع جسقدر شرط منظور ہو ۱۲ ل یعنے جسکو دونون نے حکم قرار دیا ہو ۱۲ منہ

پیداوار میں سے بقدر اپنے بیجون کے نکال لے اور باقی دونون مین موافق شرط کے مشترک ہو تو ایسی مزارعت فاسد ہی اسواسطے کہ مزارعت مین یہ شرط ہی کہ پیداوار مین دونون کی شرکت پائی جاوے اور ایسی شرط سے احتمال ہی کہ پیداوار کی شرکت متحقق نہو کیونکہ شاید اسی قدر پیدا ہو جسقدر بیج تھے پس ایسی شرط موجب فساد مزارعت ہی پس اسکا حیلہ یہ ہی کہ بیجون کی مقدار دیکھی جاوے اور دیکھا جاوے کہ عادت کے موافق ایسی زمین مین کس قدر پیدا ہوتا ہی تاکہ یہ معلوم ہو جاوے کہ پیداوار کے لحاظ سے یہ بیج اسکا کون حصہ ہوتے ہین پس اگر مثلاً اسکا دسوان حصہ ہوتے ہون تو اپنے واسطے دسوان حصہ شرط کرلے اور اگر تیسرا حصہ ہوتے ہون تو اپنے واسطے تہائی شرط کرلے اور اسی قیاس پر سمجھ لینا چاہیے - اور قدوری مین لکھا ہے کہ ایک شخص کو بیج دیے کہ آدھے کی بٹائی پر اپنی زمین مین زراعت کرے تو مزارعت فاسد ہی لیکن ایک روایت مین امام ابو یوسف سے جائز ہی پس اگر دونون نے ایسا حیلہ چاہا کہ بالاتفاق جائز ہو جاوے تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ مالک زمین مالک بیج سے اسکے آدھے بیج خرید لے پھر بیجون کا مالک اسکو ثمن سے بری کر دے پھر بیجون کا مالک زمین کے مالک سے کہے کہ اپنی زمین مین ان سب بیجون سے زراعت کر بدین شرط کہ پیداوار ہم دونون مین نصفا نصف ہوگی کذا فی الذخیرہ

چھبیسوین فصل وصی و وصیت کے بیان مین - زید نے عمرو کو اپنے مال کوفہ کا وصی کیا اور عمرو کو اپنے مال شام کا وصی کیا اور بکر کو اپنے مال بغداد کا وصی کیا تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ یہ سب لوگ میت کے تمام ترکات کوفہ و شام و بغداد کے وصی ہونگے اور بنا بر قول امام ابو یوسف کے ہر ایک جس جگہ کیواسطے اسکو وصی کیا خاصۃً وہین کا وصی ہوگا اور امام محمد کا قول کتابون مین مضطرب ہی پس حاصل یہ ہی کہ وصایت امام اعظم کے نزدیک نوع واحد و مقام واحد و زمان واحد کی تخصیص قبول نہین کرتی ہی بلکہ تمام انواع و امکنہ کیواسطے عام ہو جاتی ہی اور بنا بر قول امام ابو یوسف کے مخصوص بنوع و مقام واحد ہو سکتی ہی اور قول امام محمد مضطرب ہی ایسا ہی شیخ شمس الائمہ حلوائی نے شرح حیل الخصاف مین ذکر کیا ہی اور شیخ الاسلام نے شرح حیل الاصل مین قول امام ابو یوسف مثل امام اعظم کے بیان کیا اور امام محمد کا قول یہ بیان کیا کہ مخصوص بنوع و مقام وصی ہو سکتا ہی - پھر بنا بر قول امام ابو حنیفہ کے جب ہر ایک وصی و قیم تمام ترکہ کا ہوا تو کسی کو تنہا تصرف کرنے کا اختیار نہوگا اگرچہ وصایت متفرقہ واقع ہوئی ہی پس اگر اسنے چاہا کہ وصیتون مین سے ہر ایک وصی پورے ترکہ کا وصی ہو اور تنہا تصرف کرسکے اور کسی امام کے نزدیک اس مین اختلاف نہو تو اس کا حیلہ یہ ہے

لہ قال المترجم خلاصہ کلام یہ ہی کہ دونون نے آدھے کی بٹائی پر مزارعت چاہی اور بیجون والے کو بیج نکال دینے چاہے تو دیکھا جائے کہ بیج کی کیا نسبت ہی پس اگر بیج پانچ من ہون اور پیداوار فرض کرو کہ بیس من ہوتی ہی تو موافق شرط کے دس دس من ہوئے آدھے آدھے اور بیجون کی مقدار پیداوار کی نسبت چوتھائی رہے لہذا بیجون والے کے واسطے ایک نصف و ایک چہارم یعنی چوتھائی شرط کرے اور دوسرے کے واسطے پیداوار کی ایک چوتھائی شرط کرے فلیحفظ منہ ۱۲ منہ سنہ ۵ یعنے حصہ مشروط سے علاوہ ۱۲

کہ سب کو اپنی ترکات مین وصی کردے بدین شرط کہ جو شخص ان مین سے حاضر ہو وہ اسکے تمام ترکات کا وصی ہی و بدین شرط کہ ہر ایک کو انمین سے اختیار ہو کہ اسکی وصایت کا کام کرے اور اسکا فعل اسمین نافذ ہوگا پس جب اسنے اس طور سے وصی کیا تو ہر ایک انمین سے بالاتفاق عام وصی ہو جائیگا کہ ہر ایک کو تنہا تصرف کا اختیار ہوگا بوجہ اعتبار شرط موصی کے پھر اگر موصی نے چاہا کہ ہر ایک انمین خاصۃً اسی چیز کا وصی ہو جسکے واسطے اسکو وصی کیا ہی اور کسی قول کے موافق وہ دوسرے وصی کے ساتھ بالکل داخل نہو تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ یون کہے کہ مین نے زید کو فقط اپنے مال بغداد کا خاصۃً وصی کیا نہ کسی اور شہر کے مال کا اور مین نے عمرو کو خاصۃً فقط مال شام کا وصی کیا نہ اور کسی شہر کے مال کا پس جب اس نے اس طور سے کہا تو اسکی شرط کا اعتبار کرکے بالاتفاق ہر ایک وصی خاص اس مال کا وصی ہوگا جہان کے واسطے اسکو وصی کیا ہے قال المترجم پس ہماری زبان کے موافق اس طرح الفاظ وصایت کہنے سے بلاشبہہ وہ مخصوص وصی ہو جائیگا اور اگر عربی زبان مین کہا کہ اوصیت الی فلان فی مال بغداد خاصۃً یعنے وصی کیا مین نے فلان کو اپنے مال کا جو بغداد مین ہی خاصۃً تو شیخ شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ ایسے حیلہ مین ایک طرح کا اعتراض ہی اسواسطے کہ قولہ اوصیت الی فلان یہ لفظ عام ہی کہ اسکا مقتضا یہ ہو کہ فلان کو ولایت تصرف عام مال حاصل ہو پھر اسکا مال بغداد کے ساتھ تخصیص کرنا بمعنی حجر خاص یعنے تخصیص کرکے محجور کرنا ہوگا اور حجر خاص جب کہ اجازت عام وارد ہوتا ہی تو اسکا کچھ اعتبار نہین ہوتا ہی یعنی عام اجازت دیکر پھر مخصوص کسی امر سے محجور کرنا غیر معتبر ہی چنانچہ ماذون مین لکھا ہی کہ اگر مولی نے اپنے غلام کو تجارت کے واسطے اذن عام دیا پھر اسکو بعضی تجارت سے محجور کیا تو یہ حجر صحیح نہین ہی پس ایسا ہی اس مقام پر بھی تخصیص صحیح نہ ہونا چاہیئے بلکہ اسکا وصی عام ہونا چاہیئے ہی اور نیز ایک دوسرا مسئلہ ہی جسمین مشائخ متردد ہین وہ یہ ہی کہ ایک شخص نے دوسرے کو وصی کیا اور جو کچھ اسکا لوگون پر ہی اسکا قبض کیا اور جو کچھ اسپر لوگون کا ہی اسکا قبض نہ کیا تو بعضے مشائخ نے کہا کہ یہ تقئید صحیح ہے اور اکثر مشائخ کے نزدیک یہ تقئید صحیح نہین ہی اور وہ کل امور کا وصی ہو جائیگا پس اس تقریر سے ثابت ہوا کہ اس حیلہ مین ایک طرح کا شبہہ ہی - زید نے اس شرط سے عمرو کو وصی کیا کہ اگر عمرو اسکی وصایت کو قبول نہ کرے تو بکر اسکا وصی ہی تو یہ ہمارے نزدیک جائز ہی اسواسطے کہ وصایت نیابت ہی پس مثل وکالت کے ہوگی اور وکیل کرنا اس طور سے جائز ہی الا یہ کہ اسکو معزول کرے کہ وکیل کو جب تک معلوم نہو وہ معزول نہین ہوتا ہی اور وصی معزول ہو جاتا ہی اگرچہ اسکو معلوم نہو اور فرق اپنے مقام پر مذکور ہی یہ ذخیرہ مین ہی

ستائیسوین فصل - افعال مریض کے بیان مین - امام خصاف نے فرمایا کہ ایک مریض پر اسکے بعضے وارثون کا قرضہ ہی اور چاہا کہ اسکے قرضہ کا اقرار کرے مگر ہمارے اصحاب کا اصول معلوم ہی کہ مریض کا اپنے بعضے وارثون کے واسطے اقرار کرنا صحیح نہین ہی پس ایسا حیلہ کہ جس سے بالاتفاق سب کے نزدیک اس اقرار کا مقصود حاصل ہو جاوے یہ ہی کہ مریض مذکور اس قرضہ کا کسی اجنبی کے واسطے اقرار کرے جسپر اسکو اعتماد ہو

اور اس اجنبی سے کہدے کہ وہ وصول کرکے اس وارث کو دیدے اور اگر اجنبی نے کہا کہ مجھے خوف آتا ہی کہ شاید حاکم مجھ سے قسم لے جیسے قرضخواہان میت سے قسم لیجاتی ہی کہ واللہ تیرا یہ قرضہ اس میت پر واجب ہی تو نے میت کو اس سب سے یا اسمین سے کسی قدر سے اسکو بری نہین کیا ہی تو مین کس طرح قسم کھا سکتا ہون تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ اس اجنبی کو حکم کرے کہ تو کوئی اپنا مال عین وارث کے ہاتھ بعوض اس قرضہ کے جو وارث کا مریض پر آتا ہی فروخت کردے پس جب اسنے فروخت کیا اور وارث نے اسکو قبول کیا تو جو قرضہ وارث کا مریض پر تھا وہ اجنبی کے واسطے ہوگیا پھر اگر اسکو حاکم قسم دلاویگا تو اسکی قسم صحیح ہوگی پھر امام خصاف نے ذکر فرمایا کہ قاضی اس اجنبی سے قسم لے گا کہ واللہ تیرا یہ قرضہ میت پر واجب ہی تو نے اس سے اسکو بری نہین کیا ہی پس اس طرح قسم لے گا اگرچہ کوئی شخص قسم طلب کرنے والا نہووے اسوجہ سے کہ یہ قسم میت کے واسطے ہوگی اور قاضی میت کی طرف سے نائب ہی پس احتیاطاً اسکے واسطے قسم لے گا اگرچہ کوئی شخص طالب قسم نہو اور قاضی ابو علی نسفی فرماتے تھے کہ اسی طرح ہم کو معلوم ہوا ہی کہ جب قرضہ واجب ہونے کا زمانہ دراز ہوجاوے حتی کہ وہم ہو کہ دین اسباب سے شاید ساقط ہوگیا ہو تو قرضخواہ میت سے قسم لیجاویگی کہ واللہ تیرا سب یا تھوڑا قرضہ کسی وجہ سے ساقط نہین ہوا ہی اسی طرح ہم کو بجز بیات شرعی یہ بات معلوم ہوئی ہی کہ اگر قرضہ مریض کے اقرار مرض سے جسمین وہ قریب مرگ تھا ثابت ہوا تو قرضخواہ سے قسم نہ لیجائیگی بلکہ بدون قسم کے اسکا حق دیدیا جائے گا کیونکہ مبسوط مین چند مقامات مین مذکور ہی کہ اگر مریض نے اپنے مرض مین قرضخواہون کے واسطے قرضہ کا اقرار کیا تو فرمایا کہ ان لوگون کو انکا قرضہ دیدیا جائے گا اور قسم کی شرط نہین لگائی اور خصاف نے ایسی صورت مین قسم کی شرط لگائی ہے پس یہ شرط از جانب امام خصاف مستفاد ہی۔ فرمایا کہ اور اگر اجنبی کی ملک مین کوئی ایسی چیز نہو جسکو وارث کے ہاتھ فروخت کرے تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ وارث اپنے مال عین مین سے کوئی چیز اس اجنبی کو ہبہ کردے پھر بعد قبضہ کے اجنبی اسکو وارث کے ہاتھ بعوض قرضہ مذکور کے فروخت کردے جیسے ہم نے بیان کردیا ہی۔ اور حیلۂ دیگر اس مسئلہ مین یہ ہی کہ وارث مذکور اپنے مال سے کوئی متاع یا کوئی چیز ایسی لاوے جسکی قیمت اسی قدر ہو جسقدر وارث کا مریض پر قرضہ ہی اور گواہون کے سامنے مریض کے ہاتھ اس چیز کو اسکے مثل قیمت کے عوض فروخت کردے اور اسکے سپرد کردے پس وارث کا مال مریض پر گواہون کے حضور مین ثابت ہوجائیگا پھر مریض مذکور یہ مال خریدکردہ کسی غیر معروف آدمی کو خفیہ ہبہ کردے اور وہ موہوب لہ اس مال کو اس وارث کو ہبہ کردے پس وارث کو اسکی متاع پہونچ جائے گی اور اسکا قرضہ مریض پر بہ گواہی گواہان ثابت ہوگا پس وارث اسکو مریض سے مثل اجنبی کے وصول کرلے گا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حیلہ عمدہ ہی مگر ایک طرح کا شبہہ ہی اسواسطے کہ اسمین وجوب قرضہ مکرر ہوتا ہی اسواسطے کہ قبل بیع کے میت پر قرضہ واجب تھا اور بیع کی وجہ سے دوسرا قرضہ واجب ہوا اور وارث نے یہ قرضہ جدید وصول کیا ہے جو گواہون سے ثابت ہوا ہی اور وہ قرضہ جو قدیمی تھا وصول نہین پایا ہی پھر جب یہ قرضہ اس ترکہ مین باقی رہا

تو وارثون کو قبل اداے قرضہ کے ترکہ سے انتفاع حاصل کرنا حلال نہوگا پس یہ حیلہ بظاہر حیلہ ہوسکتا ہی باطن مین حیلہ نہین ہی اور شاید خصاف نے بناے کار بظاہر رکھی ہی قال المترجم وارث کو اپنا قرضہ حاصل ہوا اور مال بھی مل گیا اور اگر فروخت نہ کرتا اور مال قرضہ وصول ہوجاتا تو بھی اسی قدر حاصل ہوتا جو اب حاصل ہوا ہی پس مراد خصاف کی یہ ہی کہ بعد اس طرح کی وصول یابی کے وارث اسکو اپنے قرضہ سے بری کردے پس کوئی شبہہ نہ رہیگا فلیتامل - پھر خصاف نے اس حیلہ کے اول مین فرمایا کہ وارث اپنے عین مال مین سے کوئی مال عین مریض کے ہاتھ مثل اُس قرضہ کے فروخت کرے جو اسکا مریض پر ہی اور اسمین کوئی خلاف بیان نہ کیا پس یہ اس امر کی دلیل ہی کہ وارث کے اموال عین سے کوئی مال عین خریدنا مریض کو جائز و بلا خلاف بیع صحیح ہوگی اور ایسا ہی شیخ الاسلام نے شرح کتاب المزارعۃ کے باب مزارعۃ المریض مین بیان کیا ہی کہ مریض کا اپنے وارث کے اعیان مال سے کوئی مال عین خریدنا صحیح ہی اور اس مین کوئی خلاف ذکر نہین کیا - اور فتاویٰ صغریٰ مین خریدنے اور فروخت کرنے دونون مین اختلاف بیان کیا ہی - اور باب اقرار العبد لمولاہ مین اسکے بیان مذکور ہونے کا حوالہ دیا ہی - اور حیلہ دیگر اس مسئلہ کے واسطے جسکو خصاف نے ذکر نہین فرمایا یہ ہی کہ ایسے قاضی کے پاس مرافعہ کرے جو وارث کیواسطے مریض کا اقرار قرضہ صحیح جانتا ہی کیونکہ عالمون کے درمیان اس مسئلہ مین اختلاف ہی چنانچہ ہمارے نزدیک یہ اقرار نہین جائز ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک جائز ہی پھر جب قاضی مذکور نے اس اقرار کی صحت کا حکم قضا جاری کردیا تو یہ اقرار بالاتفاق صحیح ہوجائیگا جیسا کہ بہت سے مقامات مین معلوم ہوچکا ہی - فرمایا کہ اگر ایک شخص نے اپنی دختر صغیرہ کے واسطے کوئی متاع یا زیور وغیرہ اسکی ملک کردی اور اسپر گواہ نہ کیے یہانتک کہ وہ مریض ہوگیا اور اسکو وارثون کی طرف سے اس بات کا خوف ہی کہ شاید وہ لوگ اسکی وفات کے بعد صغیرہ مذکورہ کو یہ چیز نہ دین - تو فرمایا کہ اگر زیور وغیرہ کوئی مال منقول ہو تو اسکو خفیہ کسی ثقہ مستند کو دیدے اور اسکو آگاہ کردے کہ یہ مال میری دختر فلانہ کا ہی اور اسکو وصیت کردے کہ اس دختر کے واسطے اسکو اپنے پاس حفاظت سے رکھے پھر جب وہ بڑی ہوجاوے تو اسکو دیدے اور اگر دار و آراضی وغیرہ مال غیر منقول ہو اور وہ مریض کی ملک معروف ہو تو وہ اس مال کے ساتھ ایسا نہ کرسکے گا جیسا اسنے زیور وغیرہ کے ساتھ کیا ہی لیکن یہ کرے کہ کسی ثقہ مستند علیہ کو اپنے مال سے اس غیر منقول کی قیمت کے برابر مال خفیہ دیکر اُسکو حکم کرے کہ یہ مال میری دختر فلانہ کا ہی سو اسکے واسطے اس مال سے مجھ سے یہ عقار خریدلے پھر گواہون کے سامنے اس شخص کے ہاتھ یہ عقار فروخت کردے اور یہ شخص مذکور وقت خرید کے یہ شرط کہے کہ مین یہ عقار اسکی دختر کیواسطے خریدتا ہون اسی طرح مریض بھی یہ شرط کہے کہ مین نے اسکو اپنی دختر کے واسطے فروخت کیا بلکہ دونون کلام کو مطلق رکھین پھر جب دختر مذکورہ بالغ ہوجاوے تو مرد ثقہ مذکور یہ عقار اسکو دیدے اور مشائخ نے ایک صورت مین اختلاف کیا ہی وہ یہ ہی کہ اگر ایک شخص نے اپنی دختر صغیرہ کو جہیز دیا مگر سپرد نہ کیا اور نہ اسپر گواہ کیے یہانتک کہ بیمار ہوا پھر اگر اُسنے کسی

مرد ثقہ کو یہ اسباب جہیز خفیہ دیا کہ اسکو اسکی دختر کیواسطے اپنے پاس حفاظت سے رکھے جیسے ہم نے بیان کیا ہی پس آیا اس مرد ثقہ کو جائز ہی کہ اس سے لیکر حفاظت سے رکھے تو اکثر مشائخ کا یہ مذہب ہے کہ اس ثقہ کو لینا حلال نہین ہی اسواسطے قاضی اس پر صغیرہ کی اس قول مین تصدیق نہ کریگا کہ یہ مال اس صغیرہ کی ملک ہی اسی طرح اس مرد ثقہ کی بھی تصدیق نہ کریگا پس اس ثقہ کو گنجایش نہین ہی کہ اس مال کو اس سے لیکر رکھے کہ جس سے باقی وارثون کا حق مارا جاوے لیکن امام خصاف رحمہ اللہ نے زیور و متاع کی صورت مین اشارہ کیا ہی کہ اس ثقہ کو جائز ہی کہ اس سے لیکر حفاظت سے رکھے۔ اور در صورتیکہ مریض نے اپنی دختر صغیرہ کو مال خفیہ ہبہ کر کے خفیہ مرد ثقہ کو دیا کہ اس مال سے اسکے واسطے خرید لے اگر مرد ثقہ کو یہ خوف ہوا کہ اسکے ذمہ قسم لازم آویگی تو فرمایا کہ اُسکے ذمہ قسم مین کچھ نہین ہی۔ اسی طرح اگر مریض نے کسی آدمی سے مال قرض لیا پھر اسکو اپنی دختر صغیرہ کو ہبہ کیا پھر اسکو اسی شخص کو دیدیا حتے کہ اسنے اس مال سے اسکی دختر مذکورہ کیواسطے اُس مریض سے خرید دی۔ تو جائز ہی اور قسم اس شخص کے ذمہ کچھ نہوگی بنا برآنکہ مبسوط مین معلوم ہو چکا ہی کہ عقد بیع ان درہمون سے متعلق نہین ہوتا ہی بلکہ اسکے مثل سے جو بذمہ دین واجب ہوتے ہین متعلق ہوتا ہی پس وہ خریدنے کی قسم کھانے سے حانث نہوگا اور شیخ شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ یہ حیلہ بنا بر قول صاحبین کے صحیح ہوگا اور بنا بر قول امام اعظم رحمہ اللہ کے مریض کا اپنے وارث کے ہاتھ یا اپنے وارث کے وکیل کے ہاتھ فروخت کرنا صحیح نہین ہی پس یہ حیلہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح نہوگا۔ اور اگر ایک مریض کے قبضہ مین اسکے وارث کا دار یا زمین ہو اور اسکو خوف ہی کہ اگر مین وارث کیواسطے اسکا اقرار کرتا ہون تو صحیح نہوگا تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ کسی اجنبی معتمد علیہ سے کہے کہ یہ تیرا دار ہی اور اجنبی کہے کہ یہ دار تیرے وارث فلان کا ہی میرا نہین ہی۔ فرمایا کہ اگر مریض کی جورو یا دوسرے وارث کے اسپر سو دینار قرضہ ہون اور مریض کو خوف ہوا کہ اگر مین اسکا اقرار کرتا ہون تو وارث کے واسطے اقرار جائز نہوگا تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ وارث مذکور کسی اپنے معتمد علیہ کو مریض کے پاس لاوے اور گواہ ہونگے سامنے مریض مذکور اقرار کرے کہ مجھے میرے وارث فلان نے وکیل کیا تھا کہ مین اسکے دینار جو اس شخص پر آتے تھے وصول کرون اور مین نے اس سے یہ سو دینار اپنے وارث فلان کیواسطے وصول کر لیے پھر وارث مذکور اس امر سے انکار کرے کہ مین نے اسکو وکیل نہین کیا تھا پھر وارث مذکور اس مرد اجنبی مذکور سے رجوع کرے لیکن جب اُسنے اس اجنبی سے رجوع کیا تو اجنبی مذکور کو اختیار ہوگا کہ مریض سے واپس لے۔ پھر اگر مرد معتمد علیہ مذکور کو خوف ہوا کہ اسکے ذمہ قسم عائد ہوگی تو اُسکی صورت یہ ہی کہ وارث مذکور اس اجنبی مذکور کے ہاتھ اسقدر مال کے عوض کوئی چیز فروخت کرے جیسے کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ کذا فی المحیط

سلہ مترجم کہتا ہی کہ اسی طرح نسخہ مین موجود ہی اور اعتراض یہ کہ اجنبی پر میت کے لیے قسم وارد ہوگی تو بیع وارث اسکو کیا دافع ہو سکتی ہی اور اگر جواب دیا جاوے کہ اقرار مریض مذکور بحضور گواہان ہی تو قسم عائد ہوگی اس جواب مین تامل ہی کہ اقرار کے بعد تحقیق کیلیے قسم ہی لہذا صحیح شاید یہ کہ بیع اجنبی بدست وارث بعوض مال از وارث بر مریض ہو یعنی اجنبی مذکور اس وارث کے ہاتھ اپنی کوئی چیز بعوض اس مال کے جو وارث مذکور کا مریض پر آتا ہی فروخت کرے ۱۲ منہ

اٹھائیسوین فصل . متفرقات کے بیان مین - اگر ایک شخص نے چاہا کہ اسکی قضا نمازون کیواسطے اسکی وفات کے بعد صدقہ دیا جاوے اور اُسکو اپنے وارث پر اطمینان نہین ہو کہ شاید وارث اسکی وصیت کو نافذ نہ کرے اگرچہ وصیت کرے اور اگر اسنے تہائی مال کی اس سے پہلے وصیت کی ہو تو یہ خیال کرتا ہو کہ اگر اسکی بھی وصیت کرونگا تو یہ بھی تہائی مین داخل ہو جائیگا حالانکہ وہ چاہتا ہو کہ یہ تہائی سے خارج رہے تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ اپنی املاک مین سے کوئی چیز اپنی صحت وحیات مین ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کرے جسکو ثقہ ومعتمد جانتا ہو اور اسکو مبیع سپرد کرے پھر اسکو ثمن سے بری کردے حتی کہ یہ مشتری اس چیز کو اسکی وفات کے بعد فروخت کرکے اسکے ثمن سے یہ صدقہ دیدے پس امید ہو کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ جائز ہوگا اور اگر اسکو یہ خوف ہوا کہ شاید یہ شخص ایسا نہ کرے اور اس چیز کو اپنی ذات کیواسطے رکھ چھوڑے اور فروخت نہ کرے اور نہ اسکا ثمن اس راہ مین صرف کرے تو فرمایا کہ اسکی صورت یہ ہو کہ یہ شخص اس مال عین کو بعوض ایسی چیز کے فروخت کرے جو کپڑے مین لپٹی ہوئی ہو اور اسمین تھوڑا سا عیب ہو اور بائع اس ملفوف چیز کو نہ دیکھے اور نہ عیب پر راضی ہو جاوے اور کسی شخص کو وصی کردے کہ وہ اسکی موت کے بعد اس عیب دار لپٹی ہوئی چیز کو دیکھے پھر اگر مشتری مذکور بروجہ مذکور اس مبیع کو فروخت کرکے اسکا ثمن صرف کرنے سے انکار کرے تو اس ملفوف کو دیکھکر بوجہ عیب سے اس مشتری کو واپس کردے پس مبیع مذکور اسکے وارثون کی ملک مین عود کرے گی اور واضح ہو کہ ہم نے اس مسئلہ مین خیار عیب اسوجہ سے تجویز کیا کہ خیار عیب بعد موت کے باقی رہتا ہو اور خیار رویت باقی نہین رہتا ہو - وصی نے اگر وارثون کے درمیان حصہ بانٹ کردیا حالانکہ سب وارث صغیر ہین ان مین کوئی بالغ نہین ہو تو یہ تقسیم جائز نہوگی اسواسطے کہ قسمت مین بیع کے معنی ہین حالانکہ اگر وصی بعضے نابالغونکا مال دوسرے بعض نابالغون کے ہاتھ فروخت کرے تو جائز نہین ہو پس اسی طرح تقسیم بھی جائز نہوگی پس وصی کیواسطے حیلہ یہ ہو کہ اگر صغیر مثلاً دو ہون تو وصی ان دونون مین سے ایک کا حصہ کسی شخص کے ہاتھ مشاع غیر مقسوم فروخت کرے پھر مشتری سے دوسرے صغیر کیواسطے جس کا حصہ فروخت نہین کیا ہو مقاسمہ کرلے پھر مشتری سے جس صغیر کا حصہ فروخت کیا ہو پھر اسکا حصہ خرید لے پس دونون صغیرون مین سے ہر ایک کا حصہ ممتاز جدا جدا ہو جائیگا اور تقسیم اسوجہ سے جائز ہو جائیگی کہ یہ دو آدمیون کے درمیان جاری ہوئی ہو - اور حیلہ دیگر آنکہ ان دونون کا حصہ ایک شخص کے ہاتھ فروخت کرے پھر اس سے ہر ایک کا حصہ تقسیم کیا ہوا جدا جدا خرید لے اگر مریض نے کہا کہ میرے تہائی مال سے میری طرف سے ایک حج کرادو یا کہا حج کرادو اور ایک کا لفظ نہ کہا پھر وصی نے ایک شخص کو مال بمقدار آنکہ آمد و رفت مکہ معظمہ کی راہ مین اپنی ذات پر خرچ کرے دیا پس اسنے خرچ کیا اور کچھ قدر قلیل ایسا رہ گیا کہ جس سے مامور کو احتراز ممکن نہین ہو تو قیاس یہ ہو کہ وہ اس قدر کا ضامن ہو جسقدر اسنے اپنی ذات پر خرچ کیا ہو اور استحساناً ضامن نہوگا اور مامور پر واجب ہو کہ جو اسکے پاس باقی رہا ہو اس کو وصی کو واپس کردے اور اگر میت نے وصیت کی کہ باقی اسی شخص کو دیدیا جاوے جو اس حج کے واسطے مامور ہو پس اگر اسنے

کسی مرد کو معین کردیا ہو کہ وہ اسکی طرف سے حج کرے تو باقی کی وصیت اسکے حق مین جائز ہوگی کیونکہ وہ ایک شخص معلوم کیواسطے واقع ہوئی ہی اور اگر اُسنے کسی شخص کو معین نہ کیا ہو تو وصیت باطل ہوگی اور اسکا حیلہ یہ ہے کہ وصی اپنے وصی سے کہے کہ جسقدر نفقہ باقی رہے وہ جسکو تو چاہے دیدے پھر جب وصی نے مامور کو باقی نفقہ دیدیا تو جائز ہوگا بمنزلہ اسکے کہ اگر مامور نے کہا کہ میرا تہائی مال تو جسکو چاہے دیدے تو یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے

انتیسوین فصل۔ استعمال معاریض کے بیان مین۔ قال معاریض سخنہاے پوشیدہ غیر صریح۔ فی الکتاب جاننا چاہئیے کہ اگر جھوٹ سے بچنے کیواسطے معاریض کو استعمال کرے تو کچھ مضائقہ نہیں ہو وہ جائز ہو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ فرمایا کہ معاریض کلام ایسے ہین کہ اگر انکو استعمال کرے تو آدمی کو جھوٹ بولنا نہ پڑیگا اور نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ معاریض کی کلام مین بہت گنجایش ہی اور اسکے استعمال کے دو طریقے ہین ایک یہ ہو کہ آدمی ایک کلمہ بولے اور اس سے سواے اس معنی کے مراد لے جنکے واسطے وہ کلمہ موضوع کیا گیا ہو بحسب ظاہر لیکن بات اتنی ہو کہ جو معنے اُسنے مراد لیے ہین وہ اس لفظ کے محتملات سے ہون اور دوسرا طریقہ یہ ہو کہ کلام مین شاید یا ورنہین ہی یا اسکے مانند الفاظ ملادے اور یہ بمنزلہ انشاء اللہ تعالیٰ کہنے کے ہو کہ اس سے کلام بالجزم ہونے سے خارج ہوجائیگا اور استعمال معاریض مین مضائقہ نہونے کی دلیل یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے معاریض مین سے بعض ایسا جائز فرمایا ہو جہان صریح جائز نہین فرمایا ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لاجناح علیکم فیما عرضتم بہ من خطبۃ النساء پھر فرمایا کہ ولکن لا تواعدوہن سرا الا ان تقولوا قولا معروفا چنانچہ اگر ایک عورت عدت مین ہو تو کسی کو یہ حلال نہین ہو کہ اسکو صریحًا خطبہ کرے لیکن اگر تعریض کرے تو کچھ مضائقہ نہین ہو مثلاً یون کہے کہ تم تو ماشاء اللہ حسین خوبصورت ہو اور تم سی عورت میرے واسطے لائق ہو اور عنقریب اللہ تعالیٰ کی مشیت مین جو بات ہوگی پیش آجاوے گی اور شیخ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہو کہ جب وہ استراحت کے واسطے گھر مین جاتے تھے تو اپنے خادم سے فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص میرے پاس آنے کی اجازت مانگے تو کہنا کہ شیخ یہان نہین ہین اور یہ مراد لینا کہ جہان تو کھڑا ہو وہان نہین کھڑے ہین اور نیز ابراہیم نخعیؒ سے مروی ہو کہ جب کوئی شخص اُن سے انکے پاس آنے کی اجازت مانگتا اور انکو ملنا منظور نہ ہوتا تو تکیہ وغیرہ جو انکے پاس ہوتا اُسپر سوار ہو بیٹھتے اور اپنے خادم سے کہتے کہ کہدے کہ شیخ سوار ہوگئے ہین حتی کہ سامع کے خیال مین یہ آتا کہ شیخ اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے کسی کام کو گئے ہین پس وہ لوٹ جاتا۔ اور نیز ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہو کہ اگر کوئی شخص ان سے کوئی چیز مستعار مانگتا اور انکو دینا منظور نہوتا تو اپنا ہاتھ زمین پر رکھ دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ وہ شے یہان نہین ہی اور مراد یہ ہوتی کہ اس جگہ جہان ہاتھ رکھا ہو نہین ہو حالانکہ سننے والے کو یہ گمان ہوتا کہ اُن کے پاس یا ان کے گھر مین نہین ہے

واللہ تعالیٰ اعلم کذا فی الذخیرہ

ف یعنے احتمال ہو کہ یہ معنی جو اُسنے مراد لیے ہین مراد ہوسکتے ہون ۱۲ منہ

کتاب الخنثیٰ

اور اسمین دو فصلین ہین

فصل اوّل۔ جاننا چاہیے کہ خنثیٰ اس آدمی کو کہتے ہین کہ جسکے مقعد کے سوائے دو مخرج ہون اور اللہ تعالی نے فرمایا کہ اسکا دونون مین سے کوئی مخرج نہو اور پیشاب اسکا ایک چھید سے نکلے اور خنثیٰ کے حق مین اعتبار مبال کا ہے کذا فی الذخیرہ پس اگر وہ ذکر سے پیشاب کرے تو مرد ہے اور اگر فرج سے پیشاب کرے تو عورت ہے اور اگر دونون سے پیشاب کرے تو جس سے پہلے پیشاب نکلے وہی ہوگا۔ کذا فی الہدایہ اور اگر دونون سے ایک ہی ساتھ پیشاب نکلے تو امام اعظمؒ کے نزدیک وہ خنثیٰ مشکل ہے اور کسی آلہ سے زیادہ پیشاب نکلنے کا کچھ اعتبار نہین ہے اسواسطے کہ کسی شے کا اسکی جنس سے کثرت ہونے سے ترجیح نہین ہوتی ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ جس آلہ سے زیادہ پیشاب برآمد ہو اسی کی طرف منسوب کیا جائیگا اور دونون سے جو پیشاب نکلتا ہے وہ بھی برابر نکلے تو وہ بالاتفاق خنثیٰ مشکل ہے۔ کذا فی الکافی۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ اشکال بالغ ہونے سے پہلے ہے اور جب بالغ ہوگیا اور پورا ہوگیا تو یہ اشکال جاتا رہیگا کہ اگر اُسنے بالغ ہوکر ذکر سے جماع کیا تو وہ مرد ہے اسی طرح اگر اُسنے جماع ذکر سے نہ کیا ولیکن اُسکے داڑھی نکل آئی تو وہ مرد ہے کذا فی الذخیرہ۔ اسی طرح اگر اسکو مثل مردون کے احتلام ہوا یا اسکی چھاتیان مثل مردون کے سینہ سے اُٹھی ہوئی نہ ہوئین بلکہ برابر رہین تو مرد ہے اور اگر مثل عورتون کے اسکی چھاتیان اُبھر آئین یا اس کی چھاتیون مین دودھ اُتر آیا یا اسکو حیض آیا یا حمل رہا یا اسکی فرج سے اسکے ساتھ جماع کرنا ممکن ہوا تو وہ عورت ہے اور اگر ان علامات مین سے بھی کوئی ظاہر نہ ہوئی تو وہ خنثیٰ مشکل ہے اسی طرح اگر یہ علامات مردون و عورتون دونون کی ظاہر ہوئین تو بھی خنثیٰ مشکل ہے کذا فی الہدایہ۔ اور خروج منی کا کچھ اعتبار نہین ہے اسواسطے کہ منی جیسے مرد کے نکلتی ہے ویسی کبھی عورت کی بھی نکلتی ہے۔ یہ جوہرہ نیرہ مین ہے۔ اور فرمایا کہ یہ نہین ہے کہ خنثیٰ بعد بالغ ہونے کے بھی کسی حال مین مشکل رہے اسواسطے کہ یا تو اسکو حمل رہے گا یا حیض آویگا یا اسکے داڑھی نہ نکلے گی یا عورتون کے مثل اُسکی چھاتیان نکلین گی اور اس سے اسکا حال ظاہر ہو جائے گا اور اگر اُن مین سے کوئی بات نہ ہوگی تو وہ مرد ہے اسواسطے کہ عورتون کے مانند چھاتیان نہونا اس امر کی دلیل شرعی ہے کہ وہ مرد ہے یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی مین ہے

دوسری فصل۔ احکام خنثیٰ کے بیان مین خنثیٰ مشکل کے بارہ مین اصل یہ ہے کہ امور دین مین جو احوط و اوثق ہو اسکے حق مین اختیار کیا جاوے اور جس حکم کے ثبوت مین شک ہو اسکے ثبوت کا حکم نہ دیا جاوے پس اگر وہ

سلہ قال المترجم کذا فی الہدایہ یہ مسئلہ آیندہ آتا ہے اس مین غور کرنا چاہئے ۱۲ منہ سلہ یعنی پیشاب کے ۱۲ منہ سلہ عورت کا اور مرد کا ۱۲ منہ
سلہ یعنے مذکر کہا جاسکتا ہے نہ مونث ۱۲ سلہ یعنے اگر ذکر سے زیادہ پیشاب نکلے تو مذکر ہے ورنہ مونث ہے ۱۲ منہ

امام کے پیچھے نماز جماعت مین کھڑا ہو تو عورتون و مردون کی صف کے بیچ مین کھڑا کیا جاوے اور مردون کے بیچ مین کھڑا نہ کیا جاوے تاکہ انکی نماز فاسد نہ ہو بوجہ اس احتمال کے کہ شاید وہ عورت ہو اور عورتون کے بیچ مین کھڑا نہ کیا جاوے تاکہ اسکی نماز فاسد نہ ہو بوجہ اس احتمال کے کہ شاید وہ مرد ہو اور اگر مردون کی صف مین کھڑا ہو گیا تو احتیاطاً اپنی نماز کا اعادہ کرے بوجہ اس احتمال کے کہ شاید وہ مرد ہو اور اگر مردون کی صف مین کھڑا ہو گیا تو اسکی نماز پوری ہو گئی لیکن جو شخص اس کے داہنے اور بائین اور اسکے پیچھے اسکے مقابل ہین یہ سب مرد اپنی نماز کو احتیاطاً اعادہ کرلین بوجہ اس احتمال کے کہ شاید وہ عورت ہو - اور وہ اپنی نماز کے قعدہ مین مثل عورتون کے بیٹھے یہ کافی مین ہے - اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ میرے نزدیک پسندیدہ یہ ہے کہ وہ قناع کے ساتھ نماز پڑھے یعنی بالغ ہونے سے پہلے ایسا کرے اور اگر اسنے بغیر قناع کے نماز پڑھی تو اسکو اعادہ کرنے کا حکم نہ دیا جاویگا لیکن استحباباً ایسا حکم دیا جاسکتا ہے - یہ سب اسوقت ہے کہ خنثیٰ مذکور مراہق ہو بالغ نہو اور اگر اسکی عمر اسقدر ہو گئی جو شرع مین بالغ ہونے کا سن ہے اور مردون و عورتون کی کوئی علامت ظاہر نہوئی پس اگر خنثیٰ مذکور آزاد ہو تو بغیر قناع کے اسکی نماز جائز نہوگی - اور فرمایا کہ اسکو زیور پہننا مکروہ ہے اور مراد یہ ہے کہ سن بلوغ تک پہونچ جانے کے بعد مکروہ ہے جبکہ اسمین کوئی ایسی بات ظاہر نہو کہ جس سے اسکے عورت ہونے یا مرد ہونے پر استدلال کیا جاوے اور اسکو ریشمی کپڑا پہننا بھی مکروہ ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے اور اسکے حق مین یہ بھی مکروہ ہے کہ وہ مردون یا عورتون کے سامنے اپنا بدن کہولے اور مکروہ ہے کہ جو مرد یا عورت اسکی ذی رحم محرم نہو اسکے ساتھ خلوت مین بیٹھے اور مکروہ ہے کہ وہ بغیر ذی رحم محرم کے سفر کرے اور اگر ایسے خنثیٰ نے احرام باندھا حالانکہ اسکا سن قریب بلوغ ہے تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ مجھے اسکا علم نہیں ہے کہ اسکا لباس کیونکر ہوگا اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ عورتون کا لباس پہنے یہ کافی مین ہے - اور اگر خنثیٰ مذکور اپنے ذی رحم کے ساتھ مین رات و دن کا سفر کرے تو کچھ مضائقہ نہین ہے اور یہ ظاہر ہے - تجرید مین ہے کہ اس خنثیٰ کا ختنہ عورت کریگی یا مرد کریگا تو اسمین دو صورتین ہین یا تو وہ سن قریب بلوغ تک پہونچ گیا ہوگا یا نہ پہونچا ہوگا پس اگر نہ پہونچا ہو تو چاہیے مرد ختنہ کرے یا عورت ختنہ کرے کچھ مضائقہ نہین ہے کیونکہ خنثیٰ مذکور یا لڑکی ہوگی یا لڑکا ہوگا پس اگر لڑکا ہو تو مرد کے ختنہ کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہے اگرچہ وہ قریب بلوغ پہونچ گیا ہو پس جب کہ وہ قریب بلوغ نہین پہونچا ہے تو بدرجہ اولی کچھ مضائقہ نہین ہے اور اگر وہ لڑکی ہے تو بھی مرد کے ختنہ کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہے جب کہ وہ قریب بلوغ نہین پہونچی ہے اسواسطے کہ وہ قابل شہوت نہین ہے اور شہوت ہی کے سبب سے فرج کی طرف نظر کرنا حرام ہے اور عورت کے ختنہ کرنے مین بھی کچھ مضائقہ نہین ہے اسواسطے کہ وہ لڑکا ہے یا لڑکی ہے پس اگر لڑکی ہے تو عورت کے ختنہ

ع یعنی سنہ ڈھکے ہوئے ۱۲ منہ ع قریب بلوغ ہو ۱۲ منہ ع یعنی مکروہ تحریمی ۱۲ اللغت ع تحقیقی تعلیم [illegible]
ع یعنی احرام مین کیونکر لباس چاہیے ۱۲ ع کیونکہ اسمین بخوبی احتیاط ہے ۱۲

کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اگرچہ وہ قریب بلوغ پہونچ گئی ہو کہ قابل شہوت ہو اور جب کہ وہ قریب بلوغ نہین پہونچی ہی وہ لائق شہوت نہین ہی تو بدرجہ اولی کچھ مضائقہ نہین ہی اور اگر وہ لڑکا ہی تو بھی یہی بات ہی کیونکہ وہ لائق شہوت نہین ہی اور شہوت ہی کے سبب سے عورت کو مرد اجنبی کے جسم نہانی کا دیکھنا حرام ہے - اور اگر وہ قریب بلوغ پہونچ گیا ہو تو اسکا ختنہ نہ مرد کریگا نہ عورت کریگی پس مرد اسوجہ سے نہ کریگا کہ شاید وہ عورت ہو تو مرد کو اسکا ختنہ کرنا اور اسکی فرج کی طرف دیکھنا مباح نہوگا اسواسطے کہ وہ قریب بلوغ پہونچ گئی ہی اور قریب بلوغ عورت لائق شہوت ہوتی ہی پس مثل بالغہ عورت کے ہوگی اور بالغہ کا ختنہ مرد نہین کرتا ہے پس ایسا ہی حکم اسمین ہی اور عورت اسواسطے ختنہ نہ کریگی کہ شاید وہ مرد ہی حالانکہ وہ قریب بلوغ ہی پس عورت اجنبیہ کو ایسے لڑکے کا ختنہ کرنا اور اسکا جسم دیکھنا حلال نہوگا کیونکہ وہ مثل بالغ مرد کے ہے - لیکن اسکا حیلہ وہ ہی جو امام محمد نے فرمایا ہی کہ اگر خنثے مذکور مالدار ہو تو اس کا ولی اسکے واسطے ایک ایسی باندی خریدے جو کار ختنہ جانتی ہو کہ وہ اسکا ختنہ کر دے پھر جب اسکا ختنہ کر دے تو پھر ولی اسکو فروخت کر دے اور اگر وہ تنگدست ہو تو اسکا باپ اسکے واسطے اپنے مال سے ایسی باندی خریدے تا کہ اسکا ختنہ کر دے اور اگر اسکا باپ بھی تنگدست ہو تو امام المسلمین (ای السلطان ۱۲) اسکے ختنہ کیواسطے بیت المال سے ایسی باندی خرید فرما دیگا پھر جب اسکا ختنہ کر چکے تو امام المسلمین اسکو فروخت کرا کر اسکا ثمن بیت المال مین داخل کر دیگا اور اگر اس خنثی مذکور کا نکاح کر دیا جاوے تا کہ اسکی جورو اسکا ختنہ کر دے تو یہ کچھ مفید نہین ہی اسواسطے کہ جبتک اسکا حال ظاہر نہو کہ یہ مرد ہی یا عورت ہی تب تک نکاح موقوف رہیگا کیونکہ احتمال ہی کہ وہ مرد ہو تو ایسی صورت مین نکاح جائز ہوگا اور شاید وہ عورت ہو تو نکاح ناجائز ہوگا اور در حالیکہ اسکا حال مشتبہ ہے تو نکاح موقوف رہیگا اور نکاح موقوف سے یہ امر مباح نہوگا کہ جسم نہانی کی طرف نظر کرے اسی واسطے یون فرمایا کہ اسکے واسطے ایک باندی خریدی جاوے تا کہ وہ ختنہ کرے اور یہ نہ فرمایا کہ اسکے مال سے اس کا نکاح کیا جاوے تا کہ اسکی عورت اسکا ختنہ کر دے ایسا ہی شیخ الاسلام نے اپنی شرح مین ذکر کیا ہی اور شیخ شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا کہ امام محمد نے یون نہ فرمایا کہ اسکے مال سے اس کے واسطے ایک عورت نکاح مین لائی جاوے یہ اسوجہ سے نہ فرمایا کہ جبتک اسکا حال ظاہر نہو تب تک ہم اسکے نکاح کے صحیح ہونے کا یقین نہین کر سکتے ہین و لیکن اگر باوجود اسکے ایسا کیا تو ٹھیک ہوگا اسواسطے کہ اگر خنثی مذکور عورت ہوگا تو جس عورت سے اسکا نکاح کیا گیا ہی اسکا دیکھنا عورت کا عورت کو دیکھنا ہوا اور نکاح لغو ہوا اور اگر وہ مرد ہی تو یہ دیکھنا ایسا ہوا کہ جیسے جورو اپنے خاوند کے جسم نہانی کو دیکھے یہ محیط مین ہی - اور اگر اسکا حال کھلنے سے پہلے وہ مر گیا تو اسکو نہ مرد غسل دیگا اور نہ عورت بلکہ اسکو تیمم کرا دیا جائے گا پس اگر اسکو اجنبی نے تیمم کرایا تو ایک خرقہ سے تیمم کراوے اور اگر اسکے ذی رحم محرم نے اسکو تیمم کرایا تو بدون خرقہ کے اسکو تیمم کراوے اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ ایک کوراہ مین کر کے اسکو غسل دیا جاوے اور یہ سب اسوقت ہی کہ وہ قابل شہوت (یعنی اسکا دیکھنا شہوت ۱۲) نہوا اور اگر طفل ہو تو

چاہے اسکو مرد غسل دے اور چاہے عورت کچھ مضائقہ نہین ہے یہ جوہرہ نیرہ مین ہے۔ نوع دیگر درمسائل نکاح
اور اگر اس خنثیٰ کے بالغ ہونے سے پہلے اسکے باپ نے اسکو کوئی عورت بیاہ دی یا کسی مرد سے اسکا
نکاح کردیا تو نکاح موقوف رہیگا نہ نافذ ہوگا اور نہ باطل ہوگا اور دونون ایک دوسرے کے وارث بھی
نہون گے یہانتک کہ خنثیٰ مذکور کا حال ظاہر ہو پھر اگر اسکے باپ نے کسی عورت سے اسکا نکاح کیا پھر
وہ بالغ ہوا اور اسمین مردون کے علامات ظاہر ہوے اور اسکے نکاح کے جائز ہونے کا حکم دیا گیا لیکن وہ
اس عورت سے وطی نہ کرسکا تو اسکو ایک سال کی مہلت دیجائیگی جیسے اور مردون کو جو اپنی عورت
سے جماع نہین کرسکتے ہین ایک سال کی مہلت دیجاتی ہے مین نے پوچھا کہ ایک خنثیٰ مشکل نے جو قریب بلوغ
ہے ایسے ہی دوسرے خنثیٰ مشکل سے باہم دونون نے نکاح کیا بدین شرط کہ ایک انمین سے مرد ہو اور دوسرا
عورت ہو تو فرمایا کہ جب یہ معلوم ہے کہ دونون مشکل ہین تو نکاح موقوف رہیگا یہانتک کہ دونون کا حال کھلے
کیونکہ جائز ہے کہ دونون مرد ہون پس مرد کا مرد سے نکاح ہوا اور ایسا نکاح باطل ہے اور نیز جائز ہے کہ دونون
عورت ہون پس عورت کا عورت سے نکاح ہوا اور یہ بھی باطل ہے - اور جائز ہے کہ ایک مرد اور دوسرا
عورت ہو تو نکاح جائز ہوگا پس جب دونون مشکل ہین انکا حال معلوم نہین ہوتا ہے تو نکاح کے جواز
وعدم جواز مین توقف کیا جائیگا یہانتک کہ دونون کا حال کھلے اور اگر دونون مین سے ایک مرگیا
یا قبل اشکال دفع ہونے کے مرگیا تو باہم وارث نہون گے اسواسطے کہ حال کھلنے سے پہلے نکاح موقوف
ہے اور نکاح موقوف کی وجہ سے میراث ثابت نہین ہوتی ہے کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر یہ معلوم نہو کہ یہ دونون
مشکل ہین تو مین دونون کا نکاح جائز رکھون گا بشرطیکہ ان دونون کے باپون نے نکاح کردیا ہو اسواسطے
کہ دونون مین سے ایک کے باپ نے خبر دی کہ یہ مرد ہے اور دوسرے کے باپ نے خبر دی کہ یہ عورت ہے
اور ان دونون مین سے ہر ایک کی خبر شرعًا مقبول ہے تاوقتیکہ اس کے برخلاف ظاہر نہو پس واجب
ہوا کہ صحت نکاح کا حکم دیا جاوے اور اگر دونون کے باپ مرگئے پھر یہ دونون مرگئے اور ہر ایک کے
وارث نے گواہ قائم کیے کہ میرا ہی مورث شوہر تھا اور دوسرا زوجہ تھا تو مین اسمین سے کسی بات کا حکم نہ دونگا
یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی مین ہے پس مین نے پوچھا کہ اگر ایک فریق کے گواہ پہلے قائم ہوئے کہ انکے موافق حکم دیا گیا
پھر دوسرے فریق کے گواہ حاضر ہوئے تو فرمایا کہ دوسرے فریق کے گواہون کو باطل کرونگا اور پہلا حکم
قضا بحال خود ثابت رہیگا اور اگر کسی مرد نے خنثیٰ مشکل کا شہوت سے بوسہ لے لیا تو اس مرد کو جبتک کہ
اس خنثیٰ مشکل کا حال ظاہر نہو تب تک اسکی مان سے نکاح کرنا حلال نہین ہے یہ ذخیرہ مین ہے - نوع دیگر
در حدود و قصاص اگر کسی نے اس خنثیٰ مشکل کو قبل بالغ ہونے کے تہمت لگائی یعنی قذف کیا یا خنثیٰ مذکور
نے کسی مرد کو قذف کیا تو قاذف پر حد شرعی واجب نہوگی پس اگر خنثیٰ مذکور قاذف ہو تو اسپر اسوجہ سے
حد واجب نہوگی کہ وہ لڑکا یا لڑکی نابالغ ہونے کی وجہ سے مرفوع القلم ہے اور اگر قاذف مرد ہو تو اسپر اسوجہ سے

حد واجب نہوگی کہ اسنے غیر محصن کو قذف کیا ہی اسواسطے کہ شرائط احصان قذف مین سے ایک شرط بالغ ہونا ہے جیسے اسلام اور اگر خنثیٰ مذکور بعد سن بلوغ تک پہونچنے کے قذف کیا گیا ولیکن ہنوز کوئی ایسی علامت ظاہر نہوئی ہی جس سے استدلال ہو اسکے کہ وہ مرد ہی یا عورت ہی پھر خنثیٰ نے کسی مرد کو قذف کیا یا خنثیٰ کو کسی مرد نے قذف کیا تو کتاب مین فرمایا کہ یہ اور صورت اول دونون یکسان ہین اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یکسان ہونے سے مراد یہ ہی کہ حق قذف خنثیٰ مین یکسان ہین کہ قاذف خنثیٰ پر حد واجب نہوگی نہ قبل بلوغ کے اور نہ بعد بلوغ کے اسواسطے کہ خنثیٰ مذکور اگرچہ بوجہ بلوغ کے محصن ہو گیا لیکن ہنوز اسمین کوئی ایسی علامت ظاہر نہوئی جس سے اسکے مرد ہونے یا عورت ہونے پر استدلال کیا جاوے پس جائز ہی کہ وہ عورت ہو اور جائز ہی کہ مرد ہو پس اگر وہ مرد ہو تو بمنزلہ مجبوب[1] کے ہی اور اگر عورت ہو تو بمنزلہ عورت رتقاء کے ہی اسواسطے کہ مثل عورت رتقاء کے اس سے بھی جماع نہین کیا جا سکتا ہی اور جو شخص کہ مرد مجبوب یا عورت رتقاء کو قذف کرے اسپر حد واجب نہین ہوتی ہی اور یکسان ہونے سے یہ مراد نہین ہی کہ اگر خنثیٰ خود قاذف ہو تو بھی یکسان ہی اسواسطے کہ اگر خنثیٰ قاذف ہوا اور قبل بلوغ کے اسنے کسی کو قذف کیا تو اسپر حد واجب نہوگی اور اگر بعد بلوغ کے قذف کیا تو اسپر حد واجب ہوگی اسواسطے کہ مجبوب بالغ ہی یا رتقاء بالغہ ہی اور مجبوب بالغ و رتقاء بالغہ نے اگر کسی کو قذف کیا تو اسپر حد واجب ہوگی پھر مین نے پوچھا کہ اگر خنثیٰ مذکور نے بعد بالغ ہونے کے چوری کی تو فرمایا کہ اسپر حد واجب[2] ہوگی اور اگر کسی دوسرے نے اسکا دس درم قیمت کا مال چرایا تو چور کا ہاتھ کاٹا جاویگا یہ محیط مین ہی پھر مین نے پوچھا کہ اگر ایسے خنثیٰ کے بالغ ہونے اور اسکا حال ظاہر ہونے سے پہلے کسی مرد یا عورت نے اسکا ہاتھ کاٹا تو فرمایا کہ اسکے ہاتھ کاٹنے والے پر قصاص عائد نہوگا بخلاف اسکے اگر خنثیٰ مذکور کو کسی مرد یا عورت نے عمداً قتل کر دیا تو قاتل پر قصاص واجب ہوگا پھر مین نے پوچھا کہ اگر اس خنثیٰ نے کسی مرد یا عورت کا ہاتھ کاٹ ڈالا تو فرمایا کہ اسکی مددگار برادری پر اسکا ارش واجب ہوگا اور قصاص واجب نہوگا خواہ وہ صغیر یا سن بالغ ہو کہ ہنوز اسکا حال ظاہر نہوا ہو پھر اگر ہنوز وہ نابالغ ہو تو اسکا ارش اسکی مددگار برادری پر واجب ہوگا اور اگر سن بلوغ کو پہونچ گیا ہو اور ہنوز اسکا حال نہ کھلا ہو اور اسنے عمداً ہاتھ کاٹا ہو تو اسکا ارش اسکے مال سے واجب ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر ایسا خنثیٰ جہاد کے غازیون مین مفروض کیا گیا تو جب تک اسکا حال نہ کھلے نہین جائز ہی اور اگر لڑائی مین حاضر ہوا تو اسکو ایک سہم بطور رضخ دیا جاویگا یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی مین ہی پھر مین نے پوچھا کہ اگر وہ جہاد مین قید ہو کر آیا تو فرمایا کہ قبل بلوغ کے اور بعد بلوغ کے قتل نہ کیا جائیگا یہان تک کہ اسکا حال ظاہر ہو پھر مین نے کہا کہ اگر وہ اسلام سے مرتد ہو گیا تو فرمایا کہ بالاتفاق سب کے نزدیک قبل بلوغ کے اور بعد بلوغ کے قتل نہ کیا جائیگا پھر مین نے کہا کہ اگر وہ ذمی ہو تو فرمایا کہ اسپر اسکی ذلت کا خراج قائم نہ کیا جائیگا یہان تک کہ وہ بالغ ہو اور اس کا

[1] مجبوب ذکر بریدہ یعنی جسکا آلہ مردی قطع ہو گیا ہو ۱۲ منہ [2] یعنی شرعی حد سرقہ تک چوری کی ۱۲ منہ [3] یعنی ہاتھ کاٹا جائیگا

حال کھلے۔ پھر مین نے کہا کہ وہ قسامت مین داخل کیا جائے گا تو فرمایا کہ قسامت مین داخل نہ کیا جائیگا نہ بالغ ہونے سے پہلے اور نہ بالغ ہونے کے بعد یہ ذخیرہ مین ہی۔ نوع دیگر در ایمان و ایمان جمع یمین بمعنے قسم ہے ایک شخص نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی اور کہا کہ اول ولد جسکو تو جنے گی اگر وہ لڑکا ہو تو تجھپر طلاق ہے یا اپنی باندی سے کہا کہ اول ولد جسکو تو جنے اگر وہ لڑکا ہو تو تو آزاد ہی پس وہ یہ خنثیٰ مشکل جنی تو فرمایا کہ اسکی عورت پر طلاق نہ پڑے گی اور نہ اسکی باندی آزاد ہوگی جبتک کہ اسکا حال نہ کھلے یہی ہمارے علماء کا قول ہی پھر اگر اسکے بعد ظاہر ہوا کہ وہ لڑکا ہی تو اسکی عورت پر طلاق ہوگی اور اسکی باندی آزاد ہو جائے گی اور اگر ظاہر ہوا کہ وہ لڑکی ہی تو باندی آزاد نہ ہوگی اور عورت مطلقہ نہوگی۔ اور اگر ایک شخص نے کہا کہ میرا ہر غلام آزاد ہی اور اسکا ایک غلام خنثیٰ مشکل ہو تو آزاد نہوگا اسی طرح اگر کہا کہ میری ہر باندی آزاد ہی تو یہ خنثیٰ مشکل آزاد نہوگا اور اگر اس شخص نے دونوں قولوں پر قسم کھائی یعنی ہر باندی و ہر غلام آزاد ہی تو یہ خنثیٰ مشکل آزاد ہو جائیگا اور اگر ایک شخص نے کہا کہ اگر مین کسی غلام کا مالک ہون تو میری عورت کو طلاق ہی پس اسنے اس خنثیٰ مشکل کو خریدا تو اسکی عورت کو طلاق نہوگی اور اگر اسنے غلام و باندی دونون کے خریدنے پر طلاق معلق کیا تو تھپر ایسے خنثیٰ کے خریدنے سے اسکی جورو پر طلاق ہو جائے گی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ نوع دیگر در اقرار خنثیٰ کہ وہ مرد ہی یا عورت ہی یا اسکے باپ یا وصی نے ایسا اقرار کیا۔ اگر اس خنثیٰ مشکل نے کہا کہ مین مرد ہون یا کہا کہ مین عورت ہون تو اسکا قول قبول نہوگا اور جب تک اسکا خنثیٰ مشکل ہونا معلوم نہین ہوا ہے تب تک اگر اُسنے کہا کہ مین مرد ہون یا عورت ہون تو اسکا قول قبول نہوگا اسواسطے کہ آدمی اپنی ذات کے واسطے امین ہوتا ہی اور جبتک امین کے قول کے خلاف ظاہر نہو تب تک امین کا قول قبول ہوتا ہی پس جب اسکا خنثیٰ مشکل ہونا معلوم نہین ہوا ہی تو اسکے قول کے خلاف معلوم نہوا۔ اور اگر اس خنثیٰ کا باپ زندہ ہو اور اسنے کہا کہ یہ مرد ہی اور یہ بات فقط اُسکے قول سے ثابت ہوتی ہی تو فرمایا کہ اسی کا قول قبول ہوگا[عہ] اسی طرح اگر اسنے کہا کہ یہ باندی ہی تو تب بھی یہی حکم ہی تا وقتیکہ یہ بات ثابت نہو کہ یہ خنثیٰ مشکل ہی۔ اور اگر یہ خنثیٰ قریب بلوغ پہونچا ہو اور اسکا باپ نہین ہی اور اسکا وصی موجود ہی پس وصی نے اقرار کیا کہ یہ لڑکا ہی یا لڑکی تو اسکا قول قبول ہوگا بشرطیکہ یہ معلوم نہو کہ خنثیٰ مشکل ہی اور اگر اسکا خنثیٰ مشکل ہونا معلوم ہو تو وصی کے اقرار کی تصدیق نہ کیجائیگی۔ یہ محیط مین ہی۔

مسائل شتّٰی

یعنی ابواب و کتب متفرقہ کے مسائل جنکا تعلق کسی خاص کتاب سے نہین ہی فرمایا کہ خنثیٰ کی گواہی جائز نہین ہی یہانتک کہ وہ بالغ ہو جاوے اسواسطے کہ وہ لڑکا یا لڑکی ہی اور بعد بالغ ہو جانے کے اگر اسکا حال

عہ پس اس کا قول قبول ہوگا ۱۲ منہ عہ ایسا ثابت ہونے کے بعد باپ کا قول قبول ہوگا ۱۲

نہ کھلے تو گواہی کے حق مین اسکی گواہی مین توقف کیا جائے گا یہانتک کہ یہ ظاہر ہو کہ یہ مرد ہے[عہ] - مین نے پوچھا کہ اگر ایک شخص نے اسکے واسطے جو فلان عورت کے پیٹ مین ہی ہزار درم کی وصیت کی بشرطیکہ لڑکا ہو اور پانچسو درم کی وصیت کی کہ اگر وہ لڑکی ہو پھر وہ عورت خنثی مشکل جنی تو فرمایا کہ اسکو پانچ سو درم دیے جاوینگے اور باقی پانچسو درم رکھ چھوڑے جاوینگے یہانتک کہ اسکا حال ظاہر ہو یا حال ظاہر ہونے سے پہلے وہ مرجاوے پس اگر ظاہر ہوا کہ وہ مرد ہی تو باقی پانچ سو درم اسکو دیدیے جاوینگے اور اگر ظاہر ہوا کہ وہ عورت تو یہ پانچسو درم وارثان موصی کو واپس دیے جاوینگے اسی طرح اگر حال ظاہر ہونے سے پہلے وہ مر گیا تو بھی باقی پانچسو درم وارثان موصی کو واپس دیے جاوینگے اور یہ ہمارے علماء کا قول ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی گونگے آدمی کا اشارہ و لکھدینا وصیت و نکاح و طلاق و بیع و شراء و قصاص مین مثل بیان کے ہی اور حد شرعی مین مثل بیان کے نہین ہی بخلاف ایسے آدمی کے جسکی زبان بند ہو گئی ہو اسکے حق مین ایسا نہین ہی - اور جاننا چاہیے کہ اگر گونگے کو اسکا وصیت نامہ لکھکر پڑھ سنایا گیا اور اس سے کہا گیا کہ ہم لوگ اس بات کے جو اس تحریر مین ہی تجھپر گواہ ہین پس اسنے اپنے سر سے اشارہ کیا یعنی ہان یا اسنے لکھدیا کہ ہان پس جب اسکی طرف سے کوئی ایسی بات پائی جاوے جس سے سمجھا جاوے کہ یہ اقرار کرتا ہی تو یہ جائز ہی اور اگر کسی شخص کی زبان بند ہو گئی اور اسکو وصیت نامہ پڑھ سنایا گیا پس اسنے سر سے اشارہ کیا کہ ہان یا لفظ ہان تحریر کردیا تو یہ باطل ہی اور گونگے کا نکاح و طلاق و عتاق و خرید و فروخت جائز ہی اور جائز ہی کہ اس سے قصاص لیا جاوے اور جائز ہی کہ اسکے واسطے قصاص لیا جاوے مگر یہ سب اس شرط سے کہ وہ تحریر کرے یا ایسا اشارہ کرے جس سے مضمون سمجھ لیا جاوے لیکن اسکی تحریر و اشارہ پر اسکو حد شرعی نہ ماری جائے گی اور نہ اسکے واسطے دوسرے کو حد شرعی کی سزا دیجائے گی پھر واضح ہو کہ تحریر کرنا تین طرح کا ہوتا ہی اول مستبین مرسوم یعنی معنون ہو اور اس کے نقوش موافق رسم کے ظاہر ہون اور ایسی کتابت بنابر قول مشائخ و علماء کے حاضر و غائب کے حق مین بمنزلہ گفتگو و بیان کے ہی اور دوسری تحریر مستبین غیر مرسوم جیسے دیوار یا درختون کے پتون پر تحریر کیا سوایسی تحریر بدون بیان و گواہی کے حجت نہین ہی اور سوم تحریر غیر مستبین[عہ] جیسے ہوا یا پانی پر تحریر کیا سوایسی تحریر بمنزلہ کلام غیر مسموع[عہ] کے ہی پس اس سے کوئی حکم ثابت نہوگا اور اگر ایک شخص ایک روز یا دو روز کسی امر عارض کی وجہ سے خاموش رہا پس اسنے انہین سے کسی بات کا اشارہ کیا یا تحریر کیا تو تصرفات مین سے کسی تصرف کے حق مین اسکی طرف سے اس تحریر یا اشارہ کا اعتبار نہوگا - مسئلہ ذبح کی ہوئی بکریون مین مردار بکریان بھی شامل ہین پس اگر ذبح کی ہوئی بکریان بہت ہون تو انکین تحری[عہ] کرکے کھاوے اور اگر مردار بکریان زیادہ ہون یا دونون برابر ہون تو تحری سے نہ کھاوے اور یہ حکم در صورت اختیار کے ہی بایں طور کہ اسکو یقین

عہ تو بشرط تعدیل قبول ہوگی ۱۲ منہ عہ یعنی غیر معنون ۱۲ عہ سنا نہین گیا ۱۲ للعہ دل سے توجہ کامل کرے کہ ان غالب جس طرف معلوم ہو اسپر عمل کرے ۱۲

ذبح کی ہوئی بکری دستیاب ہوتی ہو اور اگر حالت ضروری ہو تو تحری کر کے کھاوے خواہ ذبح کی ہوئی زیادہ ہون یا دونون برابر ہون یا مردار زیادہ ہون یہ کافی مین ہی مسئلہ گیلا نجس کپڑا ایک سوکھے پاک کپڑے مین لپیٹا گیا کہ اسکی تری اس پاک کپڑے مین ظاہر ہوئی لیکن ایسی نہین ہی کہ اگر اسکو نچوڑا جاوے تو نچڑے تو پاک کپڑا نجس نہوگا مسئلہ ایک سری بکری کی خون مین لتھڑی ہوئی ہی کہ وہ آگ مین ڈالدی گئی یہان تک کہ اسکا خون جلکر جاتا رہا پھر اس سے شوربا پکایا گیا تو جائز ہی اور جلا دینا مشکل دھو ڈالنے کے ہی مسئلہ سلطان نے مالک زمین کو خراج زمین دیدیا یعنے معاف کردیا تو جائز ہی اور اگر عشر اراضی کا کردیا تو نہین جائز ہی یہ کنز مین ہی اور یہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہی اور امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ نے فرمایا کہ خراج و عشر دونون صورتون مین جائز نہین ہی مگر فتوی امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی کے قول پر ہی مسئلہ خراج گذار لوگ اگر زراعت اراضی و ادائے اخراج سے عاجز ہوے تو امام المسلمین اس اراضی کو دوسرونکو اجرت پر دیدیگا یعنی جو لوگ زراعت کرنے پر قادر نہین انکی اراضی اجارہ پر دیدیگا اور اسکی اجرت سے اپنا خراج وصول کرلیگا پھر اگر اجرت مین سے کچھ باقی بچا تو وہ مالکان اراضی کو دیدیگا اور اگر امام نے اس اراضی کا اجارہ پر لینے والا کوئی شخص نہ پایا تو اس اراضی کو ایسے خریدار کے ہاتھ فروخت کردیگا جو زراعت کرنے پر قادر ہی پھر جب فروخت کردیا تو پچھلا خراج اس کے ثمن سے وصول کریگا اگر پچھلا خراج باقی ہو اور جو کچھ بچے وہ مالکان اراضی کو دیدیگا - پھر بعضے مشائخ نے فرمایا کہ یہ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کا قول ہی اسواسطے کہ صاحبینؒ کے نزدیک قاضی کو اختیار ہی کہ مدیون کا مال بعوض قرضہ و نفقہ کے فروخت کردے اور امام اعظمؒ کے نزدیک ایسا اختیار نہین ہی پس قاضی اسکو فروخت نہ کریگا بلکہ مالکان اراضی کو حکم دیگا کہ وہ خود اسکو فروخت کرین اور بعض نے فرمایا کہ یہ بالاتفاق سب کا قول ہی یہ تبیین مین لکھا ہی مسئلہ اگر روزہ رکھنے مین قضائے رمضان کی نیت کی اور دن کا تعیین نہ کیا تو صحیح ہی اگرچہ دو رمضانون سے ہو[1] جیسے قضائے نماز صحیح ہی اگرچہ اسنے قضائے اول نماز یا آخر نماز جو اسپر ہی نیت نہ کی ہو یہ کنز مین لکھا ہی - اور یہی قول مشائخ کا ہی اور راجح یہ ہی کہ ایک ہی رمضان سے صحیح ہوگا اور دو رمضان سے صحیح نہوگا تاوقتیکہ نیت مین اس طرح تعیین نہ کرے کہ یہ فلان سنہ کے رمضان کا ہی اسی طرح نماز مین بھی مطلقاً قضائے نماز کی نیت سے جائز نہوگی تاوقتیکہ نماز کی اور دن کی تعیین نہ کرے یا یون طور کہ نماز ظہر روز چہار شنبہ مثلاً اور اگر اسنے اس طرح نیت کی ہی کہ یہ قضا اس ظہر کی ہی جو سب سے اول اس سے قضا ہوکر اسپر واجب رہی ہی یا سب سے آخر قضا ہوکر اسکی قضا اسپر واجب ہی تو یہ جائز ہوگی یہ تبیین مین ہی مسئلہ روزہ دار کے منہ مین بہت سے آنسو

---

[1] یعنے ایک شخص پر دو سال کے رمضانون کی قضا ہی پس اسنے مطلقاً قضائے رمضان کی نیت کی کسی سال کے رمضان کی تعیین نہ کی تو بھی روزہ قضائے رمضان کا ہوجائے گا ۱۲ منہ [2] یعنے اگر اسکی تحری مین وہ مذبوحہ معلوم ہو تو کھاوے ۱۲ منہ

[3] یعنے اگر ایک ہی رمضان کی قضا اسپر ہو تو مطلق قضائے رمضان کی نیت سے روزہ قضائے رمضان ہوگا ۱۲ منہ

بھر ہوئے یہان تک کہ اسنے انکی نمکینی کا مزہ زبان پر پایا پھر وہ انکو نگل گیا تو روزہ فاسد ہو جاوے گا اور اگر تھوڑے آنسو ہین جیسے قطرہ دو قطرہ تو فاسد نہوگا مسئلہ اگر کوئی شخص صائم (روزہ دار ۱۲) اپنے معشوق کا تھوک نگل گیا تو روزہ توڑنے کا کفارہ ادا کرے اور اگر محبوب کا تھوک نہو کسی غیر کا ہو تو کفارہ نہوگا مسئلہ بعضے حاجی اگر حج مین قتل کیے گئے تو ایسے شخص کے لیے جسپر حج فرض ہوا ہی حج ترک کرنے کا یہ عذر ہی مسئلہ اگر باندی حرہ فروخت کی تو بیع مین اسکا بچہ داخل نہوگا مسئلہ جس عقار مین تنازع ہی وہ قابض کے قبضہ سے نکالا جائے گا جبتک کہ مدعی (مدعی ۱۲) گواہ پیش نہ کرے مسئلہ جو عقار جس قاضی کی ولایت مین نہین ہی اسکی بابت اس قاضی کا حکم قضا صحیح نہوگا مسئلہ اگر قاضی نے کسی مقدمہ مین بگواہی گواہان حکم دیا پھر فرمایا کہ مین نے اپنے حکم قضا سے رجوع کیا یا مجھے اسکے سوا اور امر ظاہر ہوا ہی یا مین گواہون کی تلبیس مین پڑ گیا یا مین نے اپنا حکم باطل کر دیا ایسے ہی اور الفاظ کہے تو اسکا کچھ اعتبار نہوگا اور جو حکم اسنے دیا ہی اگر بعد دعوے صحیحہ وگواہی مستقیمہ کے حکم دیا ہی تو برابر نافذ رہے گا مسئلہ چند لوگون کو چھپا دیا پھر ایک شخص سے کوئی بات پوچھی اور اُسنے اسکا اقرار کیا اور یہ لوگ اسکو دیکھ رہے ہین اور اسکا کلام سنتے ہین حالانکہ جو شخص اقرار کرتا ہے وہ ان لوگون کو نہین دیکھتا ہی تو ان لوگون کو گواہی دینا جائز ہی اور اگر انھون نے اس کا کلام سنا اور اسکو دیکھتے نہ تھے تو انکو گواہی دینا جائز نہین ہی مسئلہ ایک شخص نے ایک عقار فروخت کیا درحالیکہ اسکے بعضے اقارب حاضر تھے کہ بیع واقع ہونے کو جانتے تھے پھر ان اقارب مین سے کسی نے مبیع مذکور کا دعوی کیا تو سماعت نہوگی مسئلہ ایک عورت نے اپنا مہر اپنے شوہر کو ہبہ کر دیا پھر وہ مر گئی اور اسکے وارثون نے شوہر سے اسکے مہر کا مطالبہ کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر ہبہ اسکے مرض الموت مین واقع ہوا اور شوہر نے دعوی کیا کہ نہین بلکہ اسنے صحت مین ہبہ کیا ہی تو قول شوہر کا قبول ہوگا مسئلہ - ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تجھکو فلان چیز کی بیع کے واسطے وکیل کیا پس وہ خاموش رہا تو وہ وکیل ہو گیا مسئلہ اپنی جورو کو خود اپنی طلاق دینے کے واسطے وکیل کیا تو اسکو وکالت سے معزول نہین کر سکتا ہی مسئلہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تجھکو فلان کام واسطے بدین شرط وکیل کیا کہ جب مین تجھکو معزول کرون تو تو میرا وکیل ہی تو ایسے وکیل کے معزول کرنے کے واسطے یون کہے کہ مین نے تجھے معزول کیا پھر تجھے معزول کیا یہ کنز مین لکھا ہی - اور اگر یون کہا کہ بدین شرط کہ ہرگاہ مین تجھکو معزول کرون تو تو میرا وکیل ہی تو معزول کرنے مین یون کہے کہ مین نے اپنی وکالت معلقہ سے رجوع کیا اور تجھکو اپنی وکالت منجزہ سے معزول کیا اور بعض نے فرمایا کہ اسکے معزول کرنے مین یون کہے کہ ہرگاہ مین تجھکو وکیل کرون تو تو معزول ہی - ولیکن قول اول اوجہ ہی یہ تبیین مین لکھا ہی مسئلہ شرطاً فاسد موجود ہوتا اور عوض کا مجہول ہوتا

ف۱ وکالت معلقہ جو بشرطیہ ہو اور وکالت منجزہ جو بلا شرط ہو ۱۲ منہ ف۲ جس وکالت مین کوئی شرط نہو ۱۲ ع ف یعنی دھوکا کھایا ۱۲
ع ف یعنی جورو اپنے آپ کو طلاق دیدے ۱۲ منہ ف مثلاً اگر ایسا ہو تو وکیل ہی ۱۲ ف اور وکیل بکار فلان ہی ۱۲

اگر عقد بیع و اجارہ و بٹوارہ و دعوی مال سے صلح میں ہو تو ان کو باطل کرتا ہے اور اگر عقد و نکاح و خلع و قتل عمد سے صلح میں ہو تو انکو باطل نہیں کرتا ہے اور عقد کتابت بسبب عوض مجہول ہونے کے فاسد ہو جاتی ہے بشرطیکہ عوض میں جہالت حد سے گذر گئی ہو اور شرط فاسد لگانے سے کتابت باطل نہیں ہوتی ہے پس یہ سب تین قسم کے عقود ہوئے پس اگر دو چیزوں کو جمع کیا اور عقد قبول کرنے والے نے دونوں میں سے ایک میں عقد قبول کیا پس قسم اول کے عقود میں یہ عقد صحیح نہوگا خواہ دونوں چیزوں میں سے ہر ایک چیز کا عوض بیان کر دیا ہو یا بیان نہ کیا ہو اور دوسرے قسم کے عقود میں بہر حال صحیح ہوگا اور تیسرے قسم کے عقد میں اگر ہر ایک کا عوض علیحدہ بیان کر دیا تو صحیح ہوگا ورنہ صحیح نہوگا مثال ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ یہ دونوں غلام ہزار درم کے عوض بیچے یا اس سے زیادہ کہا کہ بدین قرارداد کہ ان دونوں میں سے ہر ایک غلام بعوض پانچ سو درم کے ہے پس اسنے دونوں میں سے ایک کا عقد قبول کیا تو صحیح نہیں ہے اسی طرح اگر اسنے دو چیزوں کو اجارہ دیا پس اسنے ایک کا عقد قبول کیا یا کہا کہ میں نے تجھ سے اس قرارداد پر مقاسمہ کیا کہ یہ اور وہ میرے واسطے اور یہ اور وہ تیرے واسطے ہے پس اسنے ایک میں عقد قبول کیا تو صحیح نہیں ہے اور اسی طرح اگر بیع و اجارہ میں یا بیع و قسمت یا اجارہ و قسمت میں جمع کیا یا سب میں جمع کیا یا مجمل رکھا یا تفصیل کر دی پس اسنے ایک میں عقد قبول کیا تو صحیح نہیں ہے اسواسطے کہ یہ عقود فاسد شرط لگانے سے باطل ہو جاتے ہیں اور جید کے ساتھ ردی کے ملانے کی عادت جاری ہے پس ایک کا قبول کرنا دوسرے کی صحت قبول کے واسطے شرط ہوا پس جب اسنے فقط ایک عقد قبول کیا تو یہ شرط فاسد ہوئی۔ اور اگر دوسرے سے کہا کہ میں نے اپنی یہ دونوں باندیاں بعوض ہزار درم مہر کے تیرے نکاح میں دیں پس اسنے فقط ایک باندی کا نکاح قبول کیا یا اسنے اپنی دو عورتوں سے کہا کہ میں نے تم دونوں کو ہزار درم پر خلع کر دیا پس فقط ایک جورو نے قبول کیا یا اسنے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ میں نے تم دونوں کو بعوض ہزار درم کے آزاد کیا پس دونوں میں سے فقط ایک نے قبول کیا یا دو شخصوں کا ایک شخص پر قصاص واجب ہوا پس دونوں نے اس سے کہا کہ ہم دونوں نے تجھ سے ہزار درم پر صلح کی پس اسنے فقط ایک کی صلح قبول کی تو صحیح ہے کیونکہ یہ عقود شرط فاسد لگانے سے باطل نہیں ہوتے ہیں اور اگر اسنے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ میں نے تم دونوں کو ہزار درم پر مکاتب کیا پس دونوں میں سے ایک نے عقد قبول کیا تو صحیح نہیں ہے اور اگر اسنے مال کی تفصیل کر دی پس دونوں میں سے ایک نے قبول کیا تو اسکا عقد کتابت صحیح ہو جائے گا اور اگر اسنے درمیان نکاح و بیع یا اجارہ کے جمع کیا پس قبول کرنیوالے نے ایک کو قبول کیا پس اگر اسنے نکاح کو قبول کیا تو صحیح ہے اور اگر بیع یا اجارہ کو قبول کیا تو نہیں صحیح ہے اور علی ہذا ان دونوں کا سواے اس قسم کے دوسرے عقود کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے۔ اور اگر اسنے کتابت و طلاق یا عتاق کو جمع کیا پس اگر اسنے طلاق یا عتاق کو قبول کیا تو صحیح ہے خواہ عوض مجمل رکھا ہو

یا تفصیل کر دی ہو اور اگر اُسنے کتابت کو قبول کیا پس اگر عوض کی تفصیل کر دی ہے تو صحیح ہے اور اگر مجمل رکھا ہی تو صحیح نہین ہی مسئلہ ایک شخص کے پاس زمین ہی کہ وہ اس مین زراعت کر کے اسکا غلہ حاصل کرتا ہی۔ یا دوکان ہو کہ اسکا کرایہ حاصل کرتا ہو اور یہ حاصلات اسکے اور اسکی عیال کے واسطے کافی ہے تو اسکو زکوٰۃ لینی حلال نہین ہی ورنہ حلال ہی۔ مسئلہ ایک عورت نے اپنے خاوند کو اپنے پاس آنے سے از راہ سرکشی منع کیا اور روکا پس خاوند نے اسکو دو طلاق دیدین پھر اسکو تین طلاق بعوض ہزار درم کے دیدین تو پورے ہزار درم بمقابلہ ایک[عہ] طلاق باقی کے ہونگے مسئلہ اگر اپنے غلام سے کہا کہ اے میرے سردار یا اپنی باندی سے کہا کہ مین تیرا غلام ہون تو وہ آزاد نہوگی مسئلہ اگر ایک شخص نے کہا کہ اگر مین ایسا فعل کرون ما دام کہ مین بخارا مین ہون تو میرا غلام آزاد ہی پھر وہ بخارا سے باہر چلا گیا پھر بخارا مین لوٹ آیا پھر یہی فعل کیا تو قسم جھوٹی نہوگی مسئلہ اگر ایک مدعی نے کہا کہ میرے پاس گواہ نہین ہین پھر وہ گواہ لایا گواہون نے کہا کہ ہمارے پاس اس بات کی گواہی نہین ہی پھر انھون نے گواہی دی تو گواہی مقبول[عہ] ہوگی اور امام محمد نے فرمایا کہ نہین قبول ہوگی ولیکن اصح قول امام ابو حنیفہ کا ہی۔ مسئلہ زید نے عمرو کے واسطے قرضہ کا اقرار کیا پھر زید نے کہا کہ مین اپنے اقرار مین جھوٹا تھا تو عمرو سے قسم لیجائیگی کہ تو قسم کھا کہ زید نے جو کچھ تیرے واسطے اقرار کیا ہو اس مین وہ جھوٹا نہ تھا اور تو جو کچھ اسپر دعوی کرتا ہی یہ ناحق نہین ہی یہ امام ابو یوسف کے نزدیک ہی اور امام ابو حنیفہ و امام محمد کے نزدیک زید کو حکم دیا جائیگا کہ جو کچھ اسنے عمرو کے واسطے اقرار کیا ہی وہ عمرو کو سپرد کرے ولیکن فتوی امام ابو یوسف کے قول پر ہی یعنی عمرو سے قسم لیجائیگی مسئلہ اگر ایک شخص نے کہا کہ علی عشرۃ دراہم الا ثلثۃ الا درہما یعنے مجھپر دس درہم الا تین درم الا ایک درم ہین تو اُسپر آٹھ درم واجب ہون گے اور اگر کہا کہ الا سبعۃ الا خمسۃ الا ثلثۃ الا درہما یعنی مجھپر دس درم الا سات درم الا پانچ درم الا تین درم الا ایک درم ہین تو اسکے ذمہ چھ درم لازم ہونگے مسئلہ اگر ایک نانوائی نے بزازون کے بیچ مین اپنی دوکان رکھی تو اسکو منع کر دیا جائیگا اسی طرح جو ضرر عام نظر آتا ہو اسمین یہی حکم ہی۔ مسئلہ اگر عام راستہ سے کچھ مسجد کر دیا گیا یا مسجد مین سے کچھ عام راستہ کر دیا گیا تو صحیح ہی مسئلہ ایک شہر کے لوگون نے ختنہ کرنا چھوڑ دیا تو امام المسلمین ان سے لڑیگا[عہ] مسئلہ دسترخوان پر بھرے ہوئے ہاتھ یا چھری کو روٹی سے رگڑ کے صاف کرنا مکروہ ہی اور پیالہ و نمکدان کے نیچے روٹی رکھنا مکروہ ہی اور اگر روٹی آگئی ہو تو سالن کا انتظار کرنا مکروہ ہی اور گرم کھانا کھانا اور کھانے کو سونگھنا اور اُسکو پھونکنا مکروہ ہی یہ کافی مین لکھا ہی مسئلہ بدل صلح پر قبضہ کرنا شرط ہی بشرطیکہ جسپر صلح واقع ہوئی ہی وہ دین ہو یعنی ایسی چیز ہو جو معین نہین ہی ذمہ ثابت ہی اور جس چیز سے صلح واقع ہوئی ہی وہ بھی دین ہو مثلاً دینارون یا اور کسی چیز سے جو ذمہ ثابت ہی درمون پر صلح واقع ہوئی تو قبضہ دراہم

عہ دو طلاق کے بعد جو باقی رہی ہی ۱۲ عہ امام اعظم کے نزدیک ۱۲ عہ یعنی اگر وہ لوگ نہ مانین تو اُن سے لڑائی واجب ہی ۱۲ منہ

شرط ہی اور اگر دین بمقابلہ دین نہو تو قبضہ شرط نہین ہی **مسئلہ** ایک شخص نے ایک طفل پر دار کا دعوے کیا پس طفل کے باپ نے مدعی سے بعوض کسی قدر مال طفل مذکور کے صلح کر لی پس اگر مدعی کے پاس گواہ ہون تو صلح جائز ہی بشرطیکہ دار کی قیمت کے برابر مال پر یا اسقدر زیادتی کے ساتھ صلح کی ہو جیسے لوگ اپنے اندازکرنے مین برداشت کر جاتے ہین تو صلح جائز ہوگی اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہون یا ہون مگر گواہ عادل نہون تو صلح جائز نہ ہوگی جسطرح صلح کرے جائز نہوگی اور اگر صغیر کی طرف سے اسکا باپ مدعی ہو پس اگر اسکے پاس گواہ نہون تو جا ہے جس طرح صلح کرلے جائز ہی اور اگر اسکے پاس گواہان عادل ہون تو جبھی صلح جائز ہوگی کہ جب اس چیز متدعویہ کی قیمت کے برابر مال پر یا صرف اسقدر کمی پر جیسے لوگ اپنے اندازمین برداشت کر جاتے ہین صلح واقع ہوئی ہو اور باپ کے وصی کا حکم اس بارہ مین مثل باپ کے ہی **مسئلہ** جس شخص کو خلیفہ نے مسلمانون کا امام مقرر کیا ہی اسکو اختیار ہی کہ راستہ کے رقبہ مین سے کسی شخص کو کاٹ دے بشرطیکہ راستہ ایسا تنگ نہو جاوے جو آنے جانیوالون کے حق مین مضر ہو **مسئلہ** اگر کسی شخص کو سلطان نے مصادرہ کیا مگر اسکے ساتھ یہ تعیین نہین کہا کہ اپنا مال فروخت کر دے اور اسنے اپنا مال فروخت کیا تو بیع صحیح ہوگی **مسئلہ** ایک مرد نے اپنی جورو کو مار پیٹ سے دھمکایا حتی کہ اس عورت نے اسکو اپنا مہر ہبہ کر دیا تو صحیح نہوگا بشرطیکہ شوہر اسکے مارنے پر قادر ہو اور اگر جورو کو خلع کرانے پر باکراہ مجبور کیا تو طلاق واقع ہو جائیگی اور مال واجب نہ ہوگا اور اگر جورو نے کسی شخص کو اپنے قرضخواہون مین سے اپنے شوہر پر مال کی اترائی کر دی پھر شوہر کو اپنا مہر ہبہ کر دیا تو صحیح نہین ہی **مسئلہ** اگر کسی نے اپنی ملک مین کنوان کھودا یا چہ بچہ بنایا جس سے اسکے پڑوسی کی دیوار سیل گئی اور اسنے حاکم کے حضور مین اس سے مطالبہ کیا کہ کنوان یا چہ بچہ اس جگہ سے تبدیل کر کے دوسری جگہ بنا دے تو وہ ایسا کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر اس سے پڑوسی کی دیوار گر گئی تو وہ ضامن نہوگا **مسئلہ** شوہر نے اپنے مال سے اپنی جورو کی اجازت سے جورو کے دار مین عمارت بنائی تو عمارت اسکی جورو کی ہوگی اور جو خرچ پڑا ہی وہ اس عورت پر قرضہ ہوگا اور اگر شوہر نے اپنے واسطے بدون اجازت جورو کے بنائی ہو تو عمارت اس شوہر کی ہوگی اور اگر عمارت مذکورہ بدون اجازت جورو کے جورو کے واسطے بنائی تو عمارت مذکورہ جورو کی ہوگی اور اُسکا شوہر اس کام مین متطوع[عہ] ہوگا پس اسکو یہ اختیار نہوگا کہ اپنی جورو سے اسکا خرچہ واپس لے **مسئلہ** اگر ایک شخص نے اپنے قرضدار کو پکڑا اور اسکے ہاتھ سے قرضدار مذکور کو کسی شخص نے چھڑا دیا پس قرضدار کے بھاگ جانے سے چھڑانے والا ضامن نہوگا **مسئلہ** ایک شخص کے ہاتھ مین دوسرے کا مال ہی اس سے سلطان نے کہا کہ تو یہ مال دیدے ورنہ تیرا ہاتھ کاٹ ڈالونگا یا تجھکو پچاس کوڑے مارونگا پس اُسنے دیدیا تو دینے والا ضامن نہوگا **مسئلہ** ایک شخص نے جنگل مین منجل لگایا تاکہ اس سے حمار وحشی کو شکار کرے اور اُسپر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ دیا پھر دوسرے روز آیا (واضح ہو کہ دوسرے روز کی قید

عہ یعنے بطور احسان اسنے ایسا کیا ہے ۱۲

اتفاق ہے چاہے تیسرے روز آوے) اور حمار وحشی کو اس دم مرا ہوا پایا تو حلال نہوگا اسواسطے کہ اسکی شرط
نہین پائی گئی اور اگر اسکو مجروح مردہ پایا تو کھایا جائیگا یہ تبیین مین ہو مسئلہ بکری کے جنس سے حلال
کرنے کے بعد مادہ کی فرج و خصیہ و غدہ و مثانہ و پتہ و خون مسفوح و ذکر و حرام مغز کھانا مکروہ ہو یہ کنز مین
ہو مسئلہ قاضی کو روا ہو کہ وہ غائب اور طفل کا مال اور لقطہ کو کسی کو قرض دیدے مسئلہ ایک لڑکا
ایسا ہو کہ اسکا حشفہ کھلا ہوا ہو کہ اگر اسکو کوئی دیکھے تو گمان کرے کہ یہ ختنہ کیا ہوا ہو اور ایسی حالت ہو کہ اگر
اسکی کھال کاٹی جاوے تو بڑی سختی ہوگی تو اسکا ختنہ کرنا چھوڑ دیا جائیگا جیسے کہ جوان آدمی مسلمان ہو
اور اہل بصیرت نے کہا کہ یہ ختنہ کرانے کی ایذا کا متحمل نہوگا تو اسکا ختنہ چھوڑ دیا جاتا ہو۔ اور ختنہ کا وقت
ساتوان برس ہو اور عورت کا ختنہ کرنا سنت نہین ہو بلکہ یہ امر مردون کے واسطے مکرمت ہو کہ اس سے
جماع مین زیادہ لذت حاصل ہوتی ہو اور بعض نے کہا کہ سنت ہو مسئلہ صغیر کو داغ دیکر یا قرحہ وغیرہ
چیر کر علاج کرنا جائز ہو اور نیز لڑکیون کے کان چھیدنا جائز ہو مگر لڑکون کے کان چھیدنا نہین جائز ہو مسئلہ
حاملہ عورت ایسا فعل نہ کرے جو بچہ کو مضر ہو اور اسکو پچھنے لگوانا نہ چاہیے جبتک کہ بچہ پیٹ مین نہ پھرے
اور جب پیٹ مین بچہ پھرنے لگے تو مضائقہ نہین ہو لیکن زمانہ ولادت قریب نہو اور جب زمانہ ولادت قریب
ہو تو پچھنے نہ لگوائے۔ اور جبتک حاملہ رہے تب تک فصد بالکل نہ کرائے اسی طرح بہائم کا داغ دینا اور نشتر دینا
وغیرہ جو علاج ان کو نافع ہو جائز ہو۔ اور جو جانور ضرر دیتا ہو جیسے کٹہا کتا اور بلی اگر کبوتر و مرغیان کھا جاتی
ہو تو اسکو مار ڈالنا جائز ہو مگر بلی کو ذبح کر دے اس طرح نہ مار ڈالے مسئلہ مسابقہ یعنے آگے نکل جانے و
جیت جانے کی بازی لگانا گھوڑے یا اونٹ یا پیدل دوڑنے مین یا تیراندازی مین جائز ہے مگر دونون
طرف سے مال دینے کی شرط کرنا حرام ہو۔ لیکن ایک طرف سے حرام نہین ہو اور جانبین سے مال کے
شرط کی صورت یہ ہے کہ زید نے عمرو سے کہا کہ اگر میرا گھوڑا آگے نکل جاوے تو میرے واسطے تجھپر سو درم
ہون گے اور اگر تیرا گھوڑا آگے نکل جاوے تو تیرے واسطے مجھپر سو درم ہون گے تو یہ قمار ہے
پس نہین جائز ہے اور اگر ایک طرف سے شرط کی مثلاً کہا کہ اگر مین جیت جاؤن تو میرا تجھپر کچھ نہوگا
اور اگر تو جیت جاوے تو تیرے واسطے مجھپر سو درم واجب ہون گے تو یہ استحساناً جائز ہو مگر سوائے ان چار
مذکورہ بالا کے خچر وغیرہ مین ایسی بازی نہین جائز ہو اگرچہ مال کی شرط ایک ہی طرف سے ہو پھر مذکورہ بالا
مین جائز ہونے کی شرط یہ ہو کہ جو انتہا رکھی ہو وہ ایسی ہو کہ گھوڑا وہان تک پہونچنے کا احتمال رکھتا ہو مثلاً
سو کوس کی دوڑ نہو اور نیز یہ شرط ہو کہ دونون گھوڑون کی نسبت یہ احتمال ہو کہ شاید یہ نکل جاوے
یا وہ نکل جاوے اور اگر ایسا ہو کہ یہ بات معلوم ہو کہ دونون مین سے ایک گھوڑا فلان ضرور آگے نکل جائیگا
تو جائز نہوگی۔ اور اگر زید و عمرو نے چاہا کہ دونون طرف سے مال کی شرط کرین اور انھون نے تیسرے شخص
بکر محلل کو اپنے درمیان ڈال دیا کہ اسکے ساتھ دونون طرف سے مال شرط نہ کیا تو اس حیلہ سے جائز ہوگا بشرطیکہ

عــه اور اس سے پہلے اور اس کے بعد جاوے قریب ۱۲ منہ

بکر کا گھوڑا ان دونون کے گھوڑون کے ہمسر ہو کہ شاید آگے نکلجاوے یا شاید پیچھے رہجاوے اور اگر یہ معلوم ہو کہ خواہ مخواہ آگے نکلجائے گا یا پیچھے رہجائے گا تو جائز نہوگا۔ اور تیسرے شخص کے درمیان مین داخل کرنے کی یہ صورت ہو کہ دونون ایک تیسرے سے یہ کہین کہ اگر ہم دونون سے آگے نکل گیا تو ہم دونون کے مال تجھکو ملین گے اور اگر ہم دونون تجھ سے آگے نکل گئے تو ہمارے واسطے تجھپر کچھ نہوگا ولیکن جو شرط ہم دونون مین ہو وہ بحالہ باقی رہیگی اور وہ یہ ہو کہ ہم دونون مین سے جو شخص آگے نکل جائے گا اسکے واسطے دوسرے پر اسقدر مال ہوگا پس اگر بکر دونون پر غالب ہوا تو دونون مال لے لیگا اور اگر یہ دونون غالب ہوے تو اسپر کچھ نہ ہوگا لیکن دونون مین سے جو غالب ہوا وہ دوسرے سے مال مشروط لیگا۔ مسئلہ اور اگر کسی شخص نے چند سوارون یا دو سوارون سے یہ کہا کہ تم مین سے جو شخص آگے نکلجائے گا اسکو اپنے مال سے اسقدر دونگا یا اسنے تیراندازون سے کہا کہ جسکا تیر نشانہ پر پڑیگا اسکو اسقدر دونگا تو یہ جائز ہو اور علیٰ ہذا اگر فقیہون نے کسی مسئلہ مین باہم بحث کی پھر انکے واسطے یہ شرط کی گئی کہ جو شخص ان مین سے حکم صواب پا ویگا اسکو اسقدر پیش کیا جائے گا تو یہ جائز ہو بشرطیکہ دو فقیہ دونون طرف سے ایسی شرط نہ کرین اور واضح رہے کہ باب مسابقہ مین جواز سے یہ مراد ہو کہ یہ حلال ہو اور یہ مراد نہین ہو کہ جیت جانے والے کو استحقاق حاصل ہوگا یعنی دوسرے پر مال واجب ہوگا حتی کہ اگر ہار جانے والے نے مال دینے سے انکار کیا تو قاضی اسپر جبر نہ کریگا اور اسپر مال کی ڈگری نہ کریگا۔ مسئلہ سواے انبیا و ملائکہ کے دوسرے پر درود نہ بھیجا جائے گا لیکن انبیا کی تبعیت مین ہو سکتا ہو۔ مثلاً یون کہے کہ اللہم صل علی محمد وآلہ وصحبہ اور مثل اسکے دوسری مثالین ہو سکتی ہین۔ مسئلہ علماء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین ترحم کی دعا کرنے مین اختلاف کیا ہو مثلاً یون کہنے کہ اللہم ارحم محمداً صلی اللہ علیہ وسلم سو بعض نے فرمایا کہ یہ جائز ہو اور بعض نے فرمایا کہ نہین جائز ہو۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق مین اولیٰ یہ ہو کہ رضی اللہ عنہم کہکر دعا کرے اور تابعین کے حق مین رحمت کی دعا کرے کہ رحمہم اللہ تعالیٰ اور جو تابعین کے بعد ہین انکے واسطے مغفرت و تجاوز کی دعا کرے کہ غفر اللہ لہم و تجاوز عنہم۔ مسئلہ باہم نوروز و مہرگان عطا کرنا جائز نہین ہو اور صاحب جامع اصغر نے فرمایا کہ اگر نوروز کے روز دوسرے مسلمان کو ہدیہ بھیجا مگر اسنے اس روز کی تعظیم کی غرض سے نہین بھیجا بلکہ لوگون کی عادت کے طور پر بھیج دیا تو اسکو کافر نہ کہا جائیگا ولیکن اس روز خاصۃً ایسا نہ کرنا چاہیے اس روز سے پہلے ایسا کرے یا اسکے بعد ایسا کرے تا کہ اس قوم ناہنجار کے ساتھ مشابہت نہو۔ مسئلہ ٹوپی پہننے مین کچھ مضائقہ نہین ہو۔ مسئلہ سیاہ کپڑا پہننا اور عمامہ کا چھوڑا پیٹھ کی طرف دونون کندھون کے بیچ مین آدھی پیٹھ تک لٹکانا مندوب ہو اور جو شخص چاہے کہ

سلہ مترجم کہتا ہو کہ جواز ہی ارجح ہو بدلیل اعرابی کی اس حدیث کے جسکو اصحاب السنن نے روایت کیا کہ اس اعرابی نے بعد نماز کے کہا اللہم ارحمنی وارحم محمداً ولا ترحم معنا احداً ففی الحدیث دلیل علی الجواز حیث لم یعتبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلک بل انکر علیہ تضییق الوسعۃ فافہم ۱۲ منہ

اپنا عمامہ پھر سے باندھے تو اسکو چاہیے کہ اسکا ایک ایک پیچ کھولتا جاوے یہان تک کہ سب کھل جاوے پھر باندھے اسواسطے کہ یہ بات اس سے اچھی ہے کہ اسکو اپنے سر پر سے ایکبارگی اتار کر زمین پر ڈالدے **مسئلہ** کسم و زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا مکروہ ہی **مسئلہ** مردون کو چاہیے کہ اچھے کپڑے پہنین اور امام ابو حنیفہ اپنے شاگردون کو اسکی وصیت کرتے تھے۔ عالم نوجوان کو بوڑھے جاہل کے آگے چلنا جائز ہی اور حافظ قرآن کو روا ہی کہ ہر چالیس دن مین ایک بار ختم کرے واللہ تعالے اعلم بالصواب یہ تبیین مین ہے

کتاب الفرائض

اس مین پندرہ باب ہین

باب اوّل۔ فرائض کی تعریف و متعلقات ترکہ کے بیان مین۔ فرائض جمع فریضہ کی ماخوذ از فرض ہی اور فرض کے معنی لغت مین تقدیر و قطع و بیان کے ہین اور شرع مین فرض اسکو کہتے ہین جو بدلیل مقطوع بہ ثابت ہو یعنی قطعی دلیل سے ثابت ہوا اور اس نوع فقہ کو فرائض اسوجہ سے کہتے ہین کہ یہ سہام مقدرہ مقطوعہ مبینہ ہین جو بدلیل قطعی ثابت ہوئے ہین پس یہ معنی لغوی و شرعی دونون کو شامل ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی اور ارث لغت مین بمعنی بقا ہی اور شرع مین ایک شخص کے مال کا انتقال بجانب دوسرے کے بطریق خلافت کے ارث کہلاتا ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ترکہ سے چار طرح کے حق متعلق ہوتے ہین میت کی تجہیز و تکفین۔ قرضہ۔ وصیت۔ میراث پس پہلے ابتدا اس طرح کیجائیگی کہ میت کا کفن و دفن مع اسکی ضرورات کے بطور معروف کیا جاوے کذا فی المحیط ولیکن اس سے ایسا حق مستثنیٰ ہی جو کسی عین شے سے متعلق ہو جیسے مال مرہون یا ایسا غلام جس نے جنایت کی ہی پس میت کی تجہیز سے اس مال مین مرتہن اور ولی جنایت کا حق مقدم ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور نظر بمقدار ترکہ ایسے کپڑون مین کفن دیا جائیگا جیسے حلال کپڑے وہ اپنی زندگی مین پہنتا تھا بدون اسکے کہ اس مین اسراف کیا جاوے یا بخل کیا جاوے یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ پھر قرضہ[1] میت ادا کیا جاوے اور یہ تین حال سے خالی نہین یا تو سب قرضہائے صحت ہون گے۔ یا سب قرضہائے مرض ہونگے یا بعضے قرضہائے صحت و بعضے قرضہائے مرض ہونگے پس اگر سب قرضہائے صحت ہون۔ یا سب قرضہائے مرض ہون تو سب یکسان ہونگے کہ بعض پر بعض مقدم نہونگے[2] اور اگر بعضے قرضہائے صحت اور بعضے قرضہائے مرض ہون پس جو قرضہائے مرض فقط باقرار مریض ثابت ہون ان سے قرضہائے صحت مقدم ہونگے اور جو قرضہائے مرض بگواہی گواہان عادل ثابت ہون یا بمعائنہ[3] ثابت ہون تو ایسے قرضہائے مرض اور قرضہائے صحت یکسان ہین۔ یہ محیط مین ہی پھر بعد تجہیز و تکفین

---

[1] یعنے بعد تجہیز و تکفین میت کے ۱۲ منہ [2] یعنے بعضے پہلے ادا کیے جاوین اور بعضے پیچھے ۱۲ منہ [3] مثلاً قاضی نے خود دیکھا ۱۲ منہ

میت سے کے اور ادائے قرضہائے میت کے جو کچھ مال ترکہ باقی رہا ہو اسکی تہائی سے اسکی وصیتین نافذ کیجائینگی اور
اگر وصیتین اس تہائی سے زائد ہون اور وارث لوگ اجازت دین تو تہائی سے زائد سے نافذ کیجائینگی پھر جو
مال باقی رہا وہ وارثون مین بر فرائض اللہ تعالی میراث تقسیم ہوگا اور یہ ایسی صورت ہو کہ میت نے کسی خاص
چیز کی وصیت کی ہو اور اگر وصیت شائع ہو مثلاً تہائی مال یا چوتھائی مال وغیرہ کی وصیت کی ہو تو میراث
سے وصیت مقدم نہو گی بلکہ اس صورت مین موصی لہ بھی وارثون کے ساتھ شریک ہو گا کہ ترکہ میت کی زیادتی
سے اسکا حق بڑھے گا اور کمی سے کم ہو گا یہ تاتارخانیہ مین ہو - اور استحقاق میراث تین وجوہ سے ہر ایک ہو سکتا ہو
یا تو نسب ہو یعنی قرابت ہو یا سبب ہو یعنی زوجیت و ولاء ہو اور ولاء دو طرح کا ہوتا ہو ولاء عتاقہ وولاء موالات
اور ان دونون قسمون مین سے ہر ایک قسم مین اسفل کا وارث اعلی ہوتا ہو اور اعلی کا وارث اسفل نہین ہوتا ہے
لیکن اگر ولاء موالات مین یہ شرط کر لی ہو کہ اعلی نے کہا ہو کہ اگر مین مر جاؤن تو میرا مال تیرے واسطے میراث ہو
تو ایسی حالت مین اعلی کا وارث اسفل ہو گا یہ خزانۃ المفتین مین ہو - وارث تین قسم کے ہوتے ہین ذوی الفرائض
وعصبات وذوی الارحام کذا فی المبسوط - اور مستحقان ترکہ دس اصناف مرتبہ ہین - کذا فی الاختیار شرح المختار
پس پہلے اصحاب فرائض پھر عصبہ نسبیہ پھر عصبہ سببیہ یعنی مولائے عتاقہ پھر عصبہ مولائے عتاقہ پھر رد علے
اہل الفرض یعنی نسبی ذوی الفروض کو بقدر انکے حقوق کے بچا ہوا دوبارہ دیا جاوے پھر ذوی الارحام پھر
مولی الموالات پھر جس غیر کے واسطے نسب کا اقرار کیا و اسکا نسب اس غیر سے بدین اقرار ثابت نہین ہوا تو
جب کہ یہ مقر اپنے اس اقرار پر اڑا رہا اور مر گیا تو مقر لہ اس مرتبہ پر وارث ہو گا مثلاً کسی کی نسبت اقرار کیا
کہ یہ میرا بھائی ہو یا یہ میری بہن ہو پھر موصی لہ جسکے واسطے تمام مال کی وصیت کی ہو پھر بیت المال ہو - یہ کافی مین ہو

دوسرا باب ذوی الفروض کے بیان مین - ذی فرض ہر ایسے وارث کو کہتے ہین جس کا حصہ اللہ تعالے کی
کتاب مجید مین یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مین یا باجماع امت مقدر ہو کذا فی الاختیار شرح المختار
اور اصحاب فروض بارہ نفر ہین جنمین سے دس نسبی ہین اور دو سببی ہین پس دس نسبی مین تین مرد ہین اور
سات عورتین پس مردون مین اول باپ ہو اور اسکی تین حالتین ہین اول فرض محض سو باپ کے واسطے
مفروض چھٹا حصہ ہو پس جب کہ میت کے پسر کے ساتھ باپ ہو یا پسر کے پسر کے ساتھ یا کتنا ہی نیچا ہو تو
باپ کو چھٹا حصہ فرض ملے گا و دوم تعصیب محض یعنی عصبہ قرار دیا جائے گا سو یہ جب ہو کہ جب میت نے سوائے
باپ کے کوئی خلف نہ چھوڑا ہو تو باپ کو سب مال بوجہ عصبہ ہونے کے ملے گا اسی طرح اگر باپ کے ساتھ

سے ۱ قال المترجم ہو قولہ ان مت فمالی میراث لک فان قلت الموت حق فلا یصح استعمال لفظۃ ان المستعمل للشک قلت المراد ان مت
قبلک الی آخرہ وہو مشکوک کما لا یخفی فاحفظہ ۱۲ منہ ع مثلاً غلام معین یا ہزار درم مثلاً فافہم ۱۲ منہ عہ شوہر و جورو ۱۲ منہ
منہ دونون کا بیان مفصل سابق مین گذرا ہو ۱۲ منہ للہ خواہ جاندار ہون یا نہون ۱۲ ص بترتیب وارث ہوتے ہین ۱۲ منہ
سے ورنہ بقدر تہائی وغیرہ کے اسکو میراث سے دیا جائیگا اور باقی بچا ہوا نہ پائے گا ۱۲ ع یعنے معین و مقرر ہو ۱۲ منہ

سوائے ولد کے یا ولد پسر کے کوئی صاحب فرض وارث ہو جیسے شوہر یا مان یا نانی تو صاحب فرض اپنا حصہ فرضی لے لیگا اور باقی باپ کو بوجہ عصبہ ہونے کے ملے گا۔ سوم فرض و تعصیب معًا اور یہ اسوقت ہوتا ہو کہ باپ کے ساتھ میت کی دختر یا اسکے پسر کی دختر موجود ہو تو باپ کا چھٹا حصہ بطور فرض کے ملے گا اور ایک دختر ہو تو اسکو آدھا اور دو یا زیادہ ہون تو دو تہائی ملے گی (خواہ ایک ہو یا دو یا زیادہ ہون ۱۲) پھر باقی باپ کو بوجہ عصوبت کے ملے گا یہ خزانۃ المفتین میں ہی۔ دوم جد اور جد سے مراد جد صحیح ہی کذا فی الاختیار شرح المختار اور جد صحیح وہ ہی جسکی میت کی جانب قرابت میں مان داخل نہو جیسے باپ کا باپ یا باپ کے باپ کا باپ اور اگر میت کی نسبت کرنے میں مان داخل ہو تو وہ جد فاسد ہی جیسے باپ کی مان کا باپ یا باپ کے باپ کی مان کا باپ یا باپ[سہ] کے باپ کی مان کے باپ کا باپ پھر واضح ہو کہ باپ کے نہونے کی صورت میں جد صحیح[عہ] مثل باپ کے ہی سوائے اس بات کے کہ یہ نہیں ہوتا ہی کہ اس کے ہونے سے مان کو باقی تہائی ملے یا باپ کی مان محجوب ہو جاوے مگر تمام بھائی و بہن امام اعظمؒ کے نزدیک اسکی ذات سے محجوب ہو جاتے ہیں اور اسی پر فتوی ہی یہ کافی میں ہی۔ سوم اخیافی بھائی[سہ] یعنے فقط مان کی طرف سے بھائی ہو پس اگر ایک ہو تو اسکو چھٹا حصہ اور اگر دو یا زیادہ ہون تو انکو تہائی ملے گی۔ اور اگر مذکر و مونث جمع ہون تو تہائی میں مساوی ہون گے اور عورتون میں سے اول دختر صلبی۔ پس اگر تنہا[عہ] ہو تو اسکو آدھا ترکہ ملے گا اور اگر دو یا زیادہ ہون تو انکو دو تہائی ملے گا کذا فی الاختیار شرح المختار۔ اور اگر پسر و دختر دونون موجود ہون تو دختر ونکو پسر عصبہ کر دین گے پس میراث اس طرح تقسیم ہوگی کہ پسر کو دختر سے دو چند ملے گا یہ تبیین میں ہی دوم دختر پسر پس اگر ایک ہو تو اسکو آدھا اور اگر دو یا زیادہ ہون تو دو تہائی ملے گا پس اولاد صلبی نہونے کے وقت دختران پسر مثل دختران صلبی کے ہیں یہ اختیار شرح مختار میں ہی پس اگر اولاد صلبی و اولاد پسر مجتمع ہوئی پس اگر اولاد صلبی میں کوئی مذکر موجود ہو تو اولاد پسر میں سے کسی کو کچھ نہ ملے گا خواہ اولاد پسر مذکر ہون یا مونث ہون یا دونون ہون۔ اور اگر اولاد صلبی میں کوئی مذکر نہو اور نہ اولاد پسر میں کوئی مذکر ہو پس اگر اولاد صلبی میں فقط ایک دختر ہو تو اسکو نصف ملے گا اور ایک چھٹا حصہ دختر پسر کو ملے گا خواہ ایک دختر پسر ہو یا زیادہ ہون اور اگر دختران صلبی دو یا زیادہ ہون تو انکو دو تہائی ملے گا اور دختران پسر کو کچھ نہ ملے گا۔ اور اگر اولاد صلبی میں کوئی مذکر نہو اور اولاد پسر میں مذکر ہو پس اگر اولاد پسر میں خالی پسر ہون تو دختران صلبی کا حصہ مفروضہ نصف یا دو تہائی[لله] دیدینے کے بعد نصف یا ایک تہائی جس قدر رہا وہ اُن کو ملے گا اور اگر اولاد پسر

دوم دادا کا احوال

اخیافی بھائی کا احوال

اول دختر صلبی کا احوال

دوم دختر پسر کا احوال

[سہ] قال المترجم اگر مان و باپ دونون ایک ہی ہون تو اعیانی بھائی یا حقیقی بھائی ہین اور اگر باپ ایک اور مان دو ہون تو علاتی بھائی ہین اور اگر مان نے دو نکاح کیے ایک شوہر سے ایک اور دوسرے سے دوسرا ہو تو دونون اخیافی بھائی ہوے ۱۲ منہ [عہ] خلاصہ آنکہ کسی حال میں نانا کا رشتہ نہو ۱۲ منہ [عہ] اس کا دادا پردادا وغیرہ ۱۲ منہ [سہ] یعنی خود میت کے نطفہ سے پیدا ہو ۱۲ منہ [لله] اگر دو یا زیادہ ہون ۱۲ منہ

مین مذکر و مؤنث دونون ہون تو ہم کہتے ہین کہ اگر دختران صلبی دو یا زیادہ ہون تو انکو دو تہائی دے کر باقی سب اولاد پسر مین مذکر و مؤنث کے درمیان مذکر کو مؤنث سے دوچند کے حساب سے تقسیم ہوگا یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ و حضرت زید رضی اللہ عنہ کا قول ہے - اور یہی جمہور علما کا مذہب ہے - اور اگر دختر صلبی فقط ایک ہو تو اسکو نصف دیکر باقی اولاد پسر مین مذکر کو مؤنث سے دوچند کے حساب سے تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہے ایک شخص مر گیا اور اسنے اپنی صلبی دو دختر چھوڑین اور پسر کی ایک دختر اور پسر کے پسر کی ایک لڑکی و ایک لڑکا چھوڑا تو اسکی ہر دو دختران صلبی کو دو تہائی ملے گا اور باقی ترکہ پسر کی دختر اور نیچے وارثون کے درمیان مذکر کو مؤنث سے دوچند کے حساب[1] سے ملے گا - اور اگر ایک شخص مر گیا اور اسکے تین دختران پسر جو بعض سے بعض اسفل ہو اور پسر کے پسر کی تین دختر جو بعض سے بعض اسفل ہو اور پسر کے پسر کے پسر کی تین دختر جو بعض سے بعض اسفل ہی چھوڑین اور اسکی صورت یہ ہے کہ میت کے پسر کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہو اور اسکے پسر کے پسر کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہو اور اسکے پسر کے پسر کے پسر کا ایک بیٹا و ایک بیٹی ہو پھر سب پسر مر گئے اور دختر سب باقی رہین اور اسی طرح پسر کے تین بیٹیان ہون اور اسی طرح پسر کے پسر کے تین بیٹیان ہون اور اسی طرح پسر کے پسر کے تین بیٹیان ہون بدین تصویر ذیل

میت

فریق اول	فریق ثانی	فریق ثالث
(۱) ... پسر	(۱) ... پسر	(۱) پسر
(۲) ... پسر دختر	(۲) پسر	(۲) پسر
(۳) پسر دختر	(۳) پسر دختر	(۳) پسر
(۴) پسر دختر	(۴) پسر دختر	(۴) پسر دختر
	(۵) پسر دختر	(۵) پسر دختر
		(۶) پسر دختر

میت

فریق اول	فریق دوم	فریق سوم
پسر	پسر	پسر
پسر دختر ...	پسر	پسر
پسر دختر	پسر دختر ...	پسر
پسر دختر	پسر دختر ..	پسر دختر
پسر	دختر ... پسر	دختر
....	.... پسر	دختر

پس فریق اوّل کی درجہ اوّل کی دختر کے مقابلہ مین فریق دوم و سوم مین کوئی دختر نہین ہے اور فریق اوّل کی درمیانی کے مقابلہ مین دوسرے فریق کی اول دختر ہے اور سب سے نیچی دختر فریق اوّل کے مقابلہ مین فریق ثانی کی درمیانی دختر اور فریق سوم کی اوّل دختر ہے اور فریق دوم کی تیسرے درجہ کے مقابلہ مین فریق سوم کی درمیانی دختر ہے اور فریق سوم کی تیسرے درجہ کی دختر کے مقابلہ مین کوئی دختر نہین ہے پس فریق اول

[1] حاصل آنکہ ترکہ کے بارہ حصے کرینگے (۸) دو دختر صلبی کو اور ایک دختر پسر کو اور ایک دختر پسر پسر کو اور دو پسر پسر کے پسر کو ملے گا ۱۲ منہ

کے درجہ اول کی دختر کے واسطے نصف ملے گا اور فریق اول کی درمیانی دختر اور فریق دوم کی اول دختر دونون کو ایک چھٹا حصّہ دیا جائے گا کہ دو تہائی پوری ہو جاوے اور دونون کو اسوجہ سے دیا جائے گا کہ دونون درجہ مین برابر ہین اور باقی دخترون کو کچھ نہ ملے گا۔ اور اگر فریق اول کی درجہ اول کی دختر کے ساتھ کوئی لڑکا ہو تو تمام میراث اس پسر و اس دختر کے درمیان مرد کو عورت سے دوچند کے حساب سے تقسیم ہوگا اور باقیات سب محروم ہونگی اور اگر فریق اول کی درمیانی کے ساتھ کوئی لڑکا ہو تو نصف مال فریق اول کی درجہ اول کی دختر کو ملے گا اور باقی اس پسر اور جو دختر اسکے مقابلہ ہے اسکے درمیان مرد کو عورت سے دوچند کے حساب سے تقسیم ہوگا اور اگر فریق اول کی نیچے کے درجہ کی دختر کے ساتھ کوئی لڑکا ہو تو فریق اول کے درجہ اول کی دختر کو نصف مال ملے گا اور چھٹا حصّہ دو تہائی پوری کرنے کیواسطے درمیانی دختر کو اور جو اسکے مقابلہ مین ہے دونون کو ملے گا اور باقی مال اس پسر کے اور جو دختر اسکے ساتھ و مقابلہ مین ہے سب کے درمیان مرد کو عورت سے دوچند کے حساب سے تقسیم ہوگا اور باقی محروم ہونگی اور اگر فریق دوم کی سب سے نیچے کی دختر کے ساتھ لڑکا ہو تو فریق اول کی درجہ اول کی دختر کو نصف ملے گا اور دو تہائی پوری کرنے کے واسطے ایک چھٹا حصّہ فریق اول کی درجہ دوم کی دختر کو مع اُس کے جو اسکے مقابلہ مین ہے ملے گا اور باقی مال اس پسر کے اور اسکے مقابلہ کی اور اوپر کی دختر کے جسکے واسطے فریضہ حصّہ نہین ہے سب کے درمیان مرد کو عورت سے دوچند کے حساب سے تقسیم ہوگا اور باقی ساقط ہو جاوینگی اور علی ہذا القیاس اور صورتون کو بھی سمجھنا چاہیے اور اصل اس باب مین یہ ہے کہ پسر کی دختر کے ساتھ اگر پسر کا پسر ہو تو دختر مذکور اسکے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہے خواہ یہ پسر اسکے درجہ مین ہو یا اُس سے نیچے درجہ مین ہو بشرطیکہ دختر کے واسطے فریضہ حصّہ نہو یہ خزانۃ المفتین مین ہے اور تیسری صاحب فریضہ عورتون مین سے مان ہے اور اُسکے واسطے تین حال ہوتے ہین کہ اگر مان کے ساتھ میت کی اولاد ہو یا اولاد پسر ہو یا دو بھائی و بہن کسی جہت سے ہون تو اسکو چھٹا حصّہ ملے گا۔ دوم اگر یہ لوگ نہ ہون تو اسکو تہائی حصّہ ملے گا۔ سوم اگر جورو مری تو شوہر موجود کا حصّہ نکالنے کے بعد اور اگر خاوند مرا تو جورو موجودہ کا حصّہ نکالنے کے بعد جو باقی رہا اسکی تہائی ملے گی یہ اختیار شرح مختار مین ہے۔ اور تیسری صورت دو جگہ ہوتی ہے کہ شوہر و مادر و پدر باقی رہے تو شوہر یا جورو کا حصّہ نکالدینے کے بعد مان کو باقی کی تہائی ملے گی اور باقی سب باپ کو ملے گا یہ جمہور کا مذہب ہے اور اگر بجاے باپ کے دادا ہو تو مان کو پورے مال سے تہائی ملے گی یہ کافی مین ہے۔ چہارم جدہ صحیحہ۔ جیسے[عہ] مان کی مان اگرچہ کتنے ہی اونچے درجہ مین ہو اور باپ کی مان[عہ] اگرچہ کتنے ہی اونچے درجہ کی ہو اور جس جدہ کی نسبت بیان کرنے مین دو مان کے درمیان باپ آوے وہ جدہ[عہ] فاسدہ ہے اور یہ اختیار شرح مختار مین ہے اور جدہ صحیحہ کیواسطے چھٹا حصّہ ہے خواہ باپ کی طرف سے یا مان کیطرف سے ہو

سوم مان کا حال

چہارم جدہ صحیحہ کا بیان

عہ مان کی مان کی مان وغیرہ ۱۲ عہ باپ کے باپ کی مان ۱۲ منہ عہ جیسے مان کے باپ کی مان ۱۲

ایک ہو یا زیادہ ہون پس سب چھٹے حصہ مین شریک ہوجائینگے بشرطیکہ ثابت ہون اور درجے مین ایک دوسرے کے مقابلہ مین ہون یہ کافی مین ہے۔ اور اگر ایک جدہ ایسی ہو کہ اسکا رشتہ نسبی دو طرف سے ہو اور دوسری ایسی ہو کہ اس کا رشتہ ایک ہی طرف سے ہو تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ چھٹا حصہ دونون مین نصفا نصف تقسیم ہوگا اور یہی امام اعظم رح سے بھی مروی ہے اور اسی پر فتوی ہے کذا فی المضمرات اسکی مثال یہ ہے کہ ایک عورت[1] نے اپنی دختر کی دختر کا نکاح اپنے پسر کے پسر سے کردیا اور ان دونون سے ایک بچہ پیدا ہوا تو یہ نکاح کردینے والی عورت اس بچہ کی مان کی مان ہوئی اور نیز اس بچہ کے باپ کے باپ کی مان ہوئی اور اس بچہ کی دوسری جدہ اور موجود ہے کہ وہ فقط اس بچہ کے باپ کی مان کی مان ہے۔ اور اگر اس بچہ نے اس نکاح کردینے والی کی نتنی سے نکاح کیا اور دونون سے اولاد پیدا ہوئی تو اس اولاد کی یہ نکاح کردینے والی تین وجہ سے جدہ ہوگی اور اگر اس بچہ نے بھی اسکی دوسری نتنی سے نکاح کیا اور دونون مین بچہ پیدا ہوا تو اس بچہ کی یہ نکاح کردینے والی عورت چار وجہ سے جدہ صحیحہ ہوگی علی ہذا القیاس اسیطرح سمجھنا چاہیے یہ کافی مین ہے ششم مان و باپ کی طرف سے سگی بہنین ہین پس اگر ایک ہو تو ایک کو نصف اور دو ہون یا زیادہ ہون تو دو تہائی ترکہ ملے گا کذا فی خزانۃ المفتین۔ اور اگر انکے ساتھ مان و باپ کیطرف سے سگا بھائی ہو تو مرد کو عورت سے دوچند کے حساب سے ترکہ تقسیم ہوگا اور اگر دختران صلبی یا پسر کی دختر ہون تو ایسی بہنون کو باقی ترکہ ملے گا یہ کافی مین ہے ہفتم فقط باپ کی طرف سے جو بہنین ہون انکا حال یہ ہے کہ سگی بہنین ایک مان باپ کیطرف سے نہونے کی صورت مین مثل سگی بہنون کے ہے کذا فی الاختیار شرح المختار پس ایک ہو تو اسکا آدھا اور اگر دو یا زیادہ ہون تو دو تہائی ملے گا بشرطیکہ مان و باپ کی طرف سے سگی بہن موجود نہو اور اگر مان و باپ کی طرف سے ایک سگی بہن موجود ہو تو اسکو آدھا دیکر دو تہائی پوری کرنے کیواسطے چھٹا حصہ ایسی بہنون کو ملے گا اور اگر اسکی سگی بہنین دو ہون تو ایسی بہنین وارث نہونگی لیکن اگر انکے ساتھ انکا کوئی بھائی[2] موجود ہو تو وہ انکو اپنے ساتھ عصبہ کرے گا پس میت کی ایک مان و باپ کی سگی بہنون کو دو تہائی دیا جائیگا اور باقی مال ترکہ باپ کی اولاد کے درمیان مرد کو عورت سے دوچند کے حساب سے تقسیم ہوگا اور اگر میت کی صلبی دختر یا میت کے پسر کی دختر ہو تو انکو انکا حصہ دیکر باقی ملیگا یہ کافی مین ہے۔ ہشتم فقط مان کی طرف سے بہنین پس اگر ایک ہو تو اسکے واسطے چھٹا حصہ اور اگر دو یا زیادہ ہون تو تہائی ہے۔ یہ اختیار شرح مختار مین ہے۔ اور تمام بھائی و بہنین درصورتیکہ میت کا بیٹا موجود ہو یا پسر کا پسر ہو اگرچہ کتنا ہی نیچے درجہ کا ہو گا ساقط ہوجائینگی اور باپ کے ہوتے ہوئے بالاتفاق ساقط ہوجاوینگی اور دادا کے ہوتے ہوئے امام ابو حنیفہ کے نزدیک ساقط ہون گی۔ اور فقط باپ کی اولاد درصورتیکہ سگا دادا ۱۲

ششم حقیقی بہنون کا بیان

ہفتم علاتی بہنون کا بیان

ہشتم اخیافی بہنون کا بیان

[1] اول قولہ ایک عورت نے اس طرح نکاح کردیا اسمین اشارہ ہے کہ یہ عورت باقی تھی اور لڑکا و لڑکی کے مان باپ مرگئے تھے حتی کہ یہ عورت والی ہوئی ۱۲ [2] قولہ باپ کی اولاد یعنی میت کے باپ کی اولاد دوسری مان سے ہے ۱۲ م ع یا زیادہ ہون ۱۲ عہ یعنی ایسی بہنین عصبہ ہوجائینگی ۱۲

یہ لوگ[1] موجود ہون اور درصورتیکہ مان و باپ کیطرف سے سگا بھائی[2] موجود ہو ساقط ہوجاتی ہے اور فقط مان کی اولاد[3] درصورتیکہ میت کی اولاد موجود ہو اگرچہ دختر ہو ساقط ہوجاتی ہو اور درصورتیکہ پسر کی اولاد ہو یا باپ یا دادا موجود ہو تو بھی بالاتفاق ساقط ہوجاتی ہو - یہ کافی مین ہو - اور باقی رہے دو صاحب فرض جو سببی ہوتے ہین وہ شوہر و زوجہ ہین پس شوہر کو درصورتیکہ میت یعنی جورو کی اولاد نہو اور اسکے پسر کی اولاد نہو تو نصف ملتا ہو اور اگر اسکی اولاد ہو یا اسکے پسر کی اولاد ہو تو چوتھائی ملتا ہے اور زوجہ کو اپنے شوہر میت کے ترکہ مین سے ان دونون وارثون کے موجود نہونے کی صورت مین چوتھائی ملتا ہو اور ان دونون مین سے کسی کے ہونے کی صورت مین آٹھوان حصہ ملتا ہو اور اگر کئی جورو ہون تو وہ چوتھائی یا آٹھوین حصہ مین برابر کی شریک ہوجائینگی اور اسپر اجماع ہو یہ اختیار شرح مختار مین ہو- اللہ تعالیٰ کتاب مجید مین جو حصص مفروض ہین وہ چھ ہین آدھا و چوتھائی و آٹھوان و دو تہائی و تہائی و چھٹا - پس آدھا حصہ پانچ قسم کے وارثون کا ہو شوہر کا جب کہ میت کی اولاد یا میت کے پسر کی اولاد نہو اور صلبی دختر کا ہو اور پسر کی دختر کا جبکہ دختر صلبی موجود نہو اور مان و باپ کیطرف سے سگی بہن کا ہو اور فقط باپ کی طرف سے بہن کا درصورتیکہ سگی بہن ایک مان و باپ کیطرف سے موجود نہو اور چوتھائی حصہ دو قسم کا ہو شوہر کا جبکہ میت کی اولاد یا میت کے پسر کی اولاد ہو اور زوجہ یا زوجات کا جبکہ میت کی اولاد یا میت کے پسر کی اولاد نہو اور آٹھوان حصہ بیع فریضہ زوجہ یا زوجات کا ہو جبکہ میت کی یا میت کے پسر کی اولاد ہو اور دو تہائی حصہ سو چار قسم کے وارثون کا ہو دو یا دو سے زیادہ[4] دختران صلبی کا ہو اور پسر کی دو دختر یا دو سے زیادہ دختر کا جبکہ دختران صلبی میت کے کوئی نہو اور مان و باپ کیطرف سے سگی دو بہنون یا دو سے زیادہ بہنون کا ہو اور فقط باپ کی طرف سے دو بہنون یا زیادہ کا ہو درصورتیکہ مان و باپ کیطرف سے سگی بہن کوئی نہو- اور تہائی حصہ دو قسم کا ہو مان کا تہائی حصہ جبکہ میت کی اولاد یا میت کے پسر کی اولاد نہو اور نہ دو بھائی و بہنین ہون- اور فقط مان کی طرف سے دو یا دو سے زیادہ بھائی یا بہنون کا ہو اور چھٹا حصہ سو سات قسم کے وارثون کا ہو- باپ کا چھٹا حصہ ہو درصورتیکہ میت کی اولاد یا میت کے پسر کی اولاد ہو اور دادا کا ہو جبکہ باپ موجود نہو اور مان کا ہو درصورتیکہ میت کی اولاد یا میت کے پسر کی اولاد یا دو بھائیون[5] بہنون مین سے ہون اور جدہ یا جدات کا چھٹا حصہ ہے درصورتیکہ وہ وارث ہوسکتی ہون اور دختر صلبی کے ساتھ دختر پسر کا چھٹا حصہ ہو تاکہ دو تہائی پوری ہوجا اور ایک مان و باپ کی طرف سے سگی بہن کے ساتھ فقط باپ کی طرف سے بہن کا چھٹا حصہ ہو تاکہ دو تہائی پوری ہو اور فقط مان کی ایک اولاد کا چھٹا حصہ ہو خواہ مذکر ہو یا مؤنث ہو یہ خزانۃ المفتین مین ہے

تیسرا باب عصبات کے بیان مین - ہر ایسے وارث کو عصبہ کہتے ہین جس کا کوئی حصہ مقرر نہین ہو اور

شوہر و زوجہ کا بیان

---

[1] قولہ یہ لوگ یعنی میت کی مان کی اولاد جو دوسرے خاوند سے ہو ۱۲ منہ [2] یعنی میت کا سگا بھائی ۱۲ منہ [3] یعنی میت کے باپ کے سوا اسے دوسرے شوہر سے ہو ۱۲ منہ [4] ایک ۱۲ منہ [5] یعنی خواہ بھائی ہون یا بہنین ہون ۱۲

اصحاب فریضہ کا حصہ دیکر جو باقی رہتا ہو وہ سب لے لیتا ہو اور اگر تنہا ہوتا ہو تو سب مال لے لیتا ہو یہ اختیار شرح مختار مین ہو۔ اور عصبہ دو قسم کے ہوتے ہین ایک عصبہ نسبی اور دوم عصبہ سببی پس عصبہ نسبی تین طرح کے ہوتے ہین عصبہ بنفسہ یعنے خود بخود عصبہ ہو اور وہ ہر ایسا مذکر ہے جسکی میت کیجانب نسب بیان کرنے مین مونث بیچ مین نہ آوے اور وہ چار اصناف ہین جزو میت (جیسے بیٹا) اور میت کی اصل (باپ و دادا وغیرہ) اور اسکے باپ کا جزو (سگا بھائی) اور اسکے دادا کا جزو (سگا چچا) کذا فی التبیین پس ان عصبات مین سے سب سے اقرب بیٹا ہو پھر پسر کا پسر اگرچہ کتنا ہی نیچے درجہ کا ہو یعنے پوتا پرپوتا پھر باپ ہو پھر باپ کا باپ یعنے دادا ہو اگرچہ کتنا ہی اونچے درجہ کا ہو یعنے پردادا وغیرہ پھر ایک ماں و باپ سے سگا بھائی ہے پھر فقط باپ کی طرف سے بھائی ہو پھر سگے بھائی کا بیٹا پھر باپ کیطرف سے بھائی کا بیٹا ہے پھر ایک ماں و باپ سے سگا چچا پھر فقط باپ کیطرف سے چچا پھر سگے چچا کا بیٹا پھر فقط باپ کی طرف سے چچا کا بیٹا پھر باپ کا سگا چچا جو ایک ماں و باپ کیطرف سے ہو یعنے اسکے باپ کا سگا بھائی پھر باپ کا چچا جو فقط باپ کی طرف سے ہو پھر باپ کے سگے چچا کا بیٹا پھر باپ کے فقط باپ کیطرف سے چچا کا بیٹا پھر دادا کا چچا علیٰ ہذا القیاس کذا فی المبسوط اور اگر عصبات مین سے ایک جماعت ایک ہی درجہ مین پائی گئی تو مال ترکہ ان کو باعتبار ابدان کے تقسیم کیا جائے گا یعنے جتنے عدد ہین ہر ایک کو ایک نفر وارث شمار کیا جائے گا اور انکے اصول کے موافق کہ اتنے عدد ایک کی اولاد ہین ایک شمار نہ کیا جائیگا اسکی مثال یہ ہے کہ میت کے ایک بھائی کا ایک بیٹا ہو اور دوسرے بھائی کے دس بیٹے ہین یا ایک چچا کا ایک بیٹا ہو اور دوسرے چچا کے دس بیٹے ہین تو مال کے دو حصے نہونگے بلکہ مال کے گیارہ حصے کرکے سب کو تقسیم کیے جاوینگے کہ ہر ایک کو ایک حصہ دیا جائے گا۔ یہ اختیار شرح مختار مین ہو۔ اور دوم عصبہ بغیرہ یعنے غیر کے سبب سے عصبہ ہو جاوے اور وہ ہر ایسی عورت ہو جو ایسے مذکر کے سبب سے عصبہ ہو جاوے جو اسکے درجہ مین ہو اور وہ چار عورتین ہین ایک دختر بوجہ پسر کے اور دوم دختر پسر بوجہ پسر پسر کے سوم سگی بہن بوجہ اپنے بھائی کے چہارم باپ کی طرف کی جو بہن ہو وہ بوجہ اپنے بھائی کے عصبہ ہو جاتی ہے یہ حاوی قدسی مین ہے۔ اور باقی عصبات مین مرد لوگ تنہا میراث کو لے لیتے ہین اسکے ساتھ انکی بہنون کو نہین ملتی ہو اور وہ بھی چار ہین چچا اور چچا کا بیٹا اور بھائی کا بیٹا اور آزاد کنندہ کا بیٹا یہ خزانۃ المفتین مین ہو سوم عصبہ مع غیرہ یعنے جو غیر کے ساتھ عصبہ ہو جاوے اور وہ ہر عورت ہو جو دوسری عورت کے ساتھ عصبہ ہو جاوے جیسے ایک ماں و باپ کی سگی بہنین یا فقط باپ کی طرف سے بہنین کہ میت کی بیٹیون یا میت کے پسر کی بیٹیون کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہین کذا فی محیط السرخسی۔ اسکی مثال یہ ہو کہ ایک شخص مرگیا اور اسنے ایک دختر چھوڑی اور ایک سگی بہن ایک ماں و باپ سے چھوڑی اور ایک بھائی یا کئی بھائی فقط باپ کی طرف سے چھوڑے تو نصف اسکی دختر کو ملے گا اور باقی نصف اسکی سگی بہن کو ملے گا اور باپ کی طرف سے جو بھائی ہین انکو کچھ نہ ملے گا کیونکہ جب بہن مذکورہ عصبہ ہو گئی تو بمنزلہ سگے بھائی

عصبہ بنفسہ

عصبہ بغیرہ

عصبہ مع غیرہ

ایک مان و باپ کیطرف والے کے ہوگی اور اگر ایک میت نے چچا کے دو پسر چھوڑے ان مین سے ایک مان کی طرف سے اُس کا بھائی[۵۱] ہے تو اس بھائی کو چھٹا حصہ دے کر باقی پھر ان دونون مین آدھا آدھا تقسیم ہوگا اسی طرح اگر چچا کے دونون بیٹون مین سے ایک اس میت عورت کا شوہر ہو تو شوہر کو پہلے آدھا دیکر باقی پھر دونون مین نصفا نصف ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے **قال المترجم** ایک مرد نے اپنی جورو کی نسبت دعوے کیا کہ مین نے اسکو غیر کے ساتھ زنا مین مبتلا پایا ہے حالانکہ گواہ نہین ہین پس اگر شرائط لعان پائے جاوین تو جس طرح باب اللعان مین مذکور ہوا ہے ان دونون جورو مرد مین ملاعنت کرائی جاویگی اور بعد ملاعنت کے قاضی ان دونون مین تفریق کر دیگا پس یہ مرد ملاعن ہوا اور یہ عورت ملاعنہ ہوئی اور اگر اس عورت سے بدون دوسرے شوہر کے بچہ پیدا ہوا تو یہ بچہ اپنی مان کی طرف منسوب ہوگا۔ قال فی الکتاب ولد زنا اور ولد ملاعنہ جبکہ مرجاوے تو اُسکے عصبات اسکی مان کے موالی[۵۲] ہونگے اسواسطے کہ اسکا باپ نہین ہے پس اسکی مان کے قرابت دار اسکے وارث ہونگے اور یہ بھی انکا وارث ہوگا پس اگر اسنے اپنی دختر چھوڑی اور مان چھوڑی اور ملاعن چھوڑا تو دختر کو نصف اور مان کو چھٹا حصہ ملے گا اور باقی پھر ان دونون پر بقدر ہر ایک کے حصے کے رد کر دیا جائیگا اور ملاعن کو کچھ نہ ملے گا گویا اسکا کوئی باپ نہین تھا اسی طرح اگر ان دونون وارثون کے ساتھ شوہر[۵۳] یا زوجہ ہو تو اسکا فریضہ حصہ اسکو دیکر باقی ان دونون مین بطریق فرض و رد کے تقسیم ہوگا اور اگر اسنے مان چھوڑی اور مان کی طرف سے ایک بھائی چھوڑا اور ملاعن کا بیٹا چھوڑا تو مان کو تہائی اور مان کیطرف سے بھائی کو چھٹا حصہ ملے گا اور باقی پھر انھین دونون پر اسی حساب سے رد کیا جائیگا اور ملاعن کے بیٹے کو کچھ نہ ملے گا اسواسطے کہ باپ کی طرف سے اُسکا کوئی بھائی نہین ہے اور اگر ملاعن کے پسر کا فرزند مرگیا تو اسکے باپ کی قوم یعنے بھائی وارث ہونگے اور اسکے دادا کی قوم یعنی چچا اور انکی اولاد وارث ہونگے اور اسی سے اسکے باقی مسائل معلوم ہوسکتے ہین اور یہی حکم ولد الزنا کا ہے لیکن ان دونون مین ایک بات مین فرق ہے وہ یہ ہے کہ اگر ولد زنا کے ساتھ جوڑیا بھائی پیدا ہوا اور وہ مرگیا تو ولد الزنا اس بھائی کی میراث اس طریق سے پاویگا کہ مان کی طرف سے بھائی مرگیا اور یہ اُسکا وارث ہوا ہے اور اگر ولد ملاعنہ کا جوڑیا پیدا ہوا بھائی مرگیا تو وہ ایک مان و باپ سے سگے بھائی کی میراث پاویگا یہ اختیار شرح مختار مین ہے۔ اگر چند عصبات مجتمع ہوئے کہ بعضے عصبہ بنفسہ ہین بعضے عصبہ بغیرہ اور بعضے مع غیرہ ہین تو ان عصبات مین ترجیح اس طرح ہوگی کہ جو میت سے زیادہ قریب ہو وہی وارث ہوگا اور عصبہ بنفسہ ہونے کی وجہ سے ترجیح نہوگی حتےٰ کہ اگر عصبہ مع غیرہ میت سے زیادہ قریب ہو تو وہی اولیٰ ہوگا چنانچہ اگر ایک شخص مرگیا اور اسنے ایک بیٹی چھوڑی اور ایک مان و باپ کیطرف سے بہن چھوڑی اور فقط باپ کی طرف سے ایک بھائی کا

[۵۱] قولہ اسکا بھائی یعنی میت کا بھائی اس طرح کہ میت کا باپ مرا پھر اسکی مان نے اسکے چچا سے نکاح کیا اور بیٹا پیدا ہوا ۱۲ م

[۵۲] موالی یعنی قرابتی ۱۲ [۵۳] قولہ شوہر یعنی میت عورت ہے تو شوہر چھوڑا یا مرد ہے تو جورو چھوڑی ۱۲

بیٹا چھوڑا تو آدھی میراث دختر کو ملے گی اور آدھی بہن کو ملے گی اور بھائی کے بیٹے کو کچھ نہ ملے گا اسواسطے کہ بہن مذکورہ اسکی دختر کے ساتھ عصبہ ہو گئی ہے حالانکہ وہ بہ نسبت بھائی کے بیٹے کے میت سے زیادہ قریب ہے اسی طرح عہ اگر بھائی کا بیٹا ہو اور چچا ہو تو چچا کو کچھ نہ ملے گا اسی طرح اگر صورت مذکورۂ بالا میں بجائے فقط باپ کی طرف سے بھائی کے بیٹے کی جگہ بھائی فقط باپ کی طرف سے ہو تو ایسے بھائی کو کچھ نہ ملے گا یہ محیط میں ہے اور عصبات سببیہ آزاد کرنے والا ہوتا ہے پھر اگر آزاد کرنے والا زندہ نہو تو اسکے عصبات اسی ترتیب سے جیسے عصبات نسبیہ میں مذکور ہوئے ہیں وارث ہونگے یہ کافی میں ہے

چوتھا باب حجب کے بیان میں

اور حجب دو طرح کا ہوتا ہے حجب نقصان و حجب حرمان پس حجب نقصان یہ ہے کہ حصہ زائد سے محجوب ہو کر بجانب کم حصہ کے راجع ہو عہ - اور حجب حرمان یعنی بالکل محروم ہو جانا سو ہم کہتے ہیں کہ چھ وارث ایسے ہیں کہ وہ بالکل محجوب نہیں ہوتے ہیں اور وہ باپ بیٹا شوہر جورو ماں و بیٹی ہے اور انکے سوائے جو وارث ہیں ان میں یہ حال ہے کہ جو میت سے زیادہ قریب ہوتا ہے وہ بعید کو محجوب کر دیتا ہے جیسے بیٹا کہ وہ پسر کی اولاد کو محجوب کرتا ہے اور ماں و باپ کیطرف سے سگا بھائی کہ فقط باپ کیطرف والے بھائیوں کو محجوب کر دیتا ہے اور جو شخص دوسرے سے کسی شخص کی وجہ سے قربت حاصل کرے وہ اس شخص کے موجود ہوتے ہوئے وارث نہیں ہوتا ہے سوائے اولاد ماں کے کہ یہ لوگ ماں کے ہوتے ہوئے وارث ہوتے ہیں ف۱ اسکی مثال میں ایک جورو مر گئی اور اُسنے شوہر چھوڑا اور ایک ماں و باپ کیطرف سے سگی بہن چھوڑی اور فقط باپ کی طرف سے ایک بہن چھوڑی تو شوہر کو نصف ملیگا اور سگی بہن کو نصف ملے گا اور علاتی بہن کو چھٹا حصہ ملیگا تا کہ دو تہائی پورا ہو جاوے پس اصل مسئلہ چھ سے ہوگا اور اسکا عول سات سے ہوگا پس اگر علاتی بہن کے ساتھ کوئی علاتی بھائی ہو جو اُسکو عصبہ کر دے تو علاتی بہن کو کچھ میراث نہ ملے گی پس ایسا ہی بھائی منحوس ہے - ایک عورت مر گئی اور اسنے شوہر چھوڑا اور مادر و پدر چھوڑے و دختر چھوڑی اور پسر کی دختر چھوڑی پس اصل مسئلہ بارہ سے ہوگا اور اسکا عول (۱۵) سے ہوگا پس شوہر کو چوتھائی یعنے (۳) ملے گی اور مادر و پدر کو چھٹا چھٹا حصہ دو دو یعنے (۴) ملیں گے اور دختر کو نصف یعنی چھ ملیں گے اور پسر کی دختر کو چھٹا حصہ یعنے دو ملیں گے اور اگر پسر کی دختر کے ساتھ اسکا کوئی بھائی ہو جو اسکو عصبہ کر دے تو یہ ساقط ہو جائیگی اور مسئلہ کا عول (۱۳) سے ہوگا اور ایسا بھائی بھی اُس کے حق میں منحوس ہے میت نے حقیقی عہ دو بہنیں اور علاتی للعہ ایک بہن چھوڑی تو حقیقی بہنوں کو دو تہائی فریضہ دیکر باقی بھی انھیں دونوں پر رد کر دیا جائے گا اور علاتی بہن کو کچھ نہ ملے گا اور اگر علاتی بہن کے ساتھ اسکا کوئی بھائی ہو جو اسکو عصبہ کر دے تو باقی ایک تہائی اس بھائی و بہن کو ملے گا جو دونوں میں مرد کو عورت سے دو چند

ف۱ یعنے زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور ہندہ کے پہلے خاوند سے اولاد ہے پھر زید مر گیا اور ہندہ اور یہ اولاد موجود ہے تو باوجود ہندہ کے یہ اولاد وارث ہوں گے اگرچہ انکا رشتہ فقط ہندہ کیوجہ سے ہے ۱۲ منہ عہ مثال محض قرب قرابت کی حجت کی ہے ۱۲ منہ عہ مثلاً نصف سے بجانب چہارم کے ۱۲ منہ عہ ماں و باپ کی طرف سے ۱۲ منہ للعہ فقط باپ کی طرف سے ۱۲

کے حساب سے تقسیم ہوگا اور ایسا بھائی مبارک ہو - اور جو شخص محروم ہو وہ کسی کو محجوب نہین کرتا ہے جیسے کافر و قاتل و رقیق بس ایسے محروم سے کوئی وارث محجوب نہین ہو سکتا ہو نہ بحجب حرمان و نہ بحجب نقصان کذا فی الاختیار شرح المختار و لیکن جو وارث محجوب ہوا وہ دوسرے کو بالاتفاق محجوب کرسکتا ہو جیسے کہ دو بھائی دو بہنین یا زیادہ ہون خواہ کسی جہت سے ہون (حقیقی ہون یا علاتی ہون ۱۲) یا باپ کے ہوتے ہوے محجوب ہونگے و لیکن میت کی مان کو بحجب نقصان محجوب کرینگے کہ اسکو تہائی چھوڑ کر چھٹا حصہ ملے گا یہ کافی مین ہو - اور میت کا بیٹا یا پوتا یا باپ موجود ہونے کی حالت مین اسکے حقیقی بھائی یعنے ایک مان و باپ کی طرف سے جو بھائی ہون ساقط ہو جاتے ہین اور دادا کے موجود ہونے کی صورت مین انکے ساقط ہونے مین اختلاف ہو اور علاتی بھائی ان وارثان مذکورہ کے ہوتے ہوے اور نیز حقیقی بھائیون کے ہوتے ہوے ساقط ہو جاتے ہین اور اخیافی بھائی یعنی فقط مان کی طرف سے جو بھائی ہون وہ میت کی اولاد یا میت کے پسر کی اولاد یا باپ کے ہوتے ہوے یا دادا کے ہوتے ہوے بالاتفاق ساقط ہو جاتے ہین یہ اختیار شرح مختار مین ہو - اور سب جدات خواہ مان کی طرف سے ہون یا باپ کی طرف سے ہون مان کے ہوتے ہوئے ساقط ہو جاتی ہین اور باپ کے ہوتے ہوے جو جدہ باپ کی طرف سے ہوتی ہو وہ ساقط ہو جاتی ہو جیسے باپ کے ہوتے ہوے دادا ساقط ہو جاتا ہو اسی طرح جو جدات کہ دادا کی طرف سے ہون وہ دادا کے ہوتے ہوے ساقط ہو جاتی ہین اور دادا کے ہوتے ہوے باپ کی مان ساقط نہین ہوتی ہو اسواسطے کہ وہ دادا کی طرف سے نہین ہے اور جو جدات (یعنے نانیان ۱۲) ز جانب مان ہون تو باپ کے ہوتے ہوے ساقط نہین ہوتی ہین پس اگر میت نے باپ چھوڑا اور باپ کی مان چھوڑی اور مان کی مان چھوڑی تو باپ کی مان بوجہ باپ کے محجوب ہوگی اور اس مین اختلاف ہے کہ مان کی مان کو کیا حصہ ملے گا تو بعض نے فرمایا کہ اسکو چھٹا حصہ ملے گا اور بعض نے فرمایا کہ اسکو چھٹے حصہ کا آدھا ملے گا اور جو جدہ قریبہ ہو وہ بعیدہ کو محجوب کردیتی ہو خواہ خود وارث ہو یا محجوب ہو (خود محجوب ہوا ۱۲) اسکی مثال یہ ہو کہ میت نے باپ چھوڑا اور باپ کی مان چھوڑی اور مان کی مان کی مان چھوڑی تو بعض نے فرمایا کہ سب ترکہ اکیلے باپ کو ملے گا اسواسطے کہ باپ نے اپنی مان کو محجوب کیا اور اسکی مان نے میت کی مان کی مان کو محجوب کیا اسواسطے کہ خود نسبت میت کی پرنانی کے میت سے زیادہ قریب تھی - اور اسمین اختلاف ہو کہ جدہ اپنے پسر کے ساتھ جو میت کا چچا ہو وارث ہوگی یا نہوگی تو عامہ مشائخ کا یہ قول ہو کہ جدہ مذکورہ (یعنی دادی ۱۲) اپنے پسر کے ساتھ جو میت کا چچا ہوتا ہو وارث ہوگی اور جدات کے چند مراتب ہین اوّل مرتبہ مین دو ہین میت کی مان کی مان اور میت کے باپ کی مان (یعنی نانی ۱۲) اور یہ دونون جدات وارث ہوتی ہین اور جب یہ نہون تو دوسرے مرتبہ مین چار جدات ہین میت کے باپ کی دادی (یعنے دادی ۱۲) و نانی اور میت کے مان کی دادی و نانی (یعنی پرنانی الخ ۱۲) پس پہلی دونون یہ ہین کہ میت کے باپ کے باپ کی مان اور میت کے باپ کی مان کی مان اور دوسری دونون یہ ہین کہ میت کی مان کی مان کی مان اور میت کی مان کے باپ کی مان اور یہ سب وارث ہوتی ہین سواے اخیرہ کے یعنی میت کی

مان کے باپ کی مان وارث نہین ہوتی ہو کہ وہ جدہ فاسدہ ہو اور تیسرے مرتبہ مین آٹھ جدات ہین جنمین سے
دو جدہ تو میت کے باپ کے باپ کی جدہ ہین یعنے میت کے باپ کے باپ کے باپ کی مان اور دوسری
میت کے باپ کے باپ کی مان کی مان اور یہ دونون وارث ہوتی ہین اور دو جدہ میت کے باپ کی
مان کی جدہ ہین یعنی میت کے باپ کی مان کی مان کی مان اور یہ جدہ وارث ہوتی ہو اور دوسری میت کے باپ
کی مان کے باپ کی مان اور یہ ساقط ہوتی ہو- اور دو جدہ میت کی مان کے باپ کی ہین یعنی میت کے مان
کی باپ کی مان کی مان اور میت کی مان کے باپ کے باپ کی مان کی مان اور یہ دونون ساقط ہین- اور دو
جدہ میت کی مان کی مان ہین یعنی میت کی مان کی مان کی مان اور یہ جدہ وارث ہو اور دوسری میت کی مان
کی مان کے باپ کی مان اور یہ جدہ وارث نہین ہے اور اگران جدہ مین سے ہر ایک کیواسطے دو جدہ
ہون تو سولہ ہو جائینگی اور یہ چوتھا مرتبہ ہو اور اگران جدات مین سے بھی ہر ایک کے واسطے دو جدہ ہون
تو سولہ کی دو چند یعنی بتیس جدات ہو گئین علی ہذا القیاس سمجھ لینا چاہیے پھر واضح ہو کہ جدات ثابتات دو طرح
پر ہین اول آنکہ متحاذیات ہون اور درجہ مین مساوی ہون اور دوم آنکہ درجہ مین تفاوت ہو اور متحاذیات
وارثات کی شناخت اس طرح ہو سکتی ہو کہ انکے بیان تعداد کیطرف دیکھا جاوے پس اسمین ہر مرتبہ مین گنا کر
مان کے الفاظ رکھے جاوین اور ہر مرتبہ کے آخر مین اخیر مان بدل جایا کریگی یہان تک کہ کوئی باقی نرہیگی سوائے
ایک مان کے اور یہ امر پانچ جدات متحاذیات مین متصور ہو اول میت کی مان کی مان کی مان کی مان کی مان
دوم میت کے باپ کی مان کی مان کی مان- سوم میت کے باپ کے باپ کی مان کی مان کی مان
چہارم میت کے باپ کے باپ کے باپ کی مان کی مان پنجم میت کے باپ کے باپ کے باپ کے باپ
کی مان- اور جو جدہ کہ درجہ مین متفاوت ہو تو ہمیشہ اسکو جو اس سے قریب ہو گی وہ محجوب کریگی یہ خزانۃ المفتین
مین ہو- اور جاننا چاہیے کہ مان کی طرف سے سوائے ایک جدہ کے دوسرے کا وارث ہونا متصور نہین ہو اسواسطے
کہ جدہ صحیحہ فقط وارث ہو سکتی ہو اور مان کی طرف سے جدہ صحیحہ وہی ہو گی جسکے نسب بیان کرنے مین دو مان کے
درمیان باپ نہ آوے پس مان کیطرف سے جب شمار کیا جائے گا تو یہی صورت ہو سکتی ہو کہ مان کی مان یا مان کی
مان کی مان ہو علی ہذا القیاس چاہے جتنے اونچے مرتبہ تک جاوے یہی ایک سلسلہ ہو گا و لیکن اسمین دو وارث
نہین ہو سکتی ہین اسواسطے کہ قریب مرتبہ والی جدہ بعید مرتبہ والی کو محجوب کریگی اور جو جدات کہ باپ کی جانب سے
ہون پس ان مین اکثر کا وارث ہونا متصور ہو جیسا کہ صورت مذکورہ بالا سے ظاہر ہو یہ اختیار شرح مختار مین ہے
پانچوان باب- موانع کے بیان مین- رنتی مانع ارث ہو یعنی کسی طرح کی مملوکیت اگر وارث مین ہو تو وہ موانع

---

۱ وہ عورتین جو ایک دوسرے کے مقابل ہون پست بلند نہون ۱۲ [illegible] یعنی پردادا کی مان ۱۲ [illegible] اسواسطے کہ فاسدہ ہین ۱۲
[illegible] جیسے ہندہ بنت سلیمہ بنت حلیمہ بنت فہیمہ اور آخر مین بنت طلیحہ و مثل اسکے ۱۲ منہ [illegible] یعنی ایک سے زیادہ وارث ۱۲ منہ
[illegible] جبکہ درجہ مین برابر ہون ۱۲ [illegible] یعنی ایسے امور جنکی وجہ سے وارث نہین ہو سکتا ہو ۱۲ منہ

کی میراث نہین پا سکتا ہی خواہ یہ رقیق محض قن ہو یعنے اسکی آزادی کا سبب بالکل منعقد نہین ہوا اور خواہ ایسا مملوک ہو جسکا سبب حریت منعقد ہوا ہی مگر ہنوز آزاد نہین ہوا جیسے مدبر اور مکاتب اور ام ولد اور نیز امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معتق البعض یہ تبیین مین ہی اور جس غلام کو راہن تنگدست نے آزاد کیا اور اسپر واجب ہوا کہ وہ سعایت کرکے مرتہن کو بقدر اپنی قیمت کے ادا کرے تو وہ بحکم آزاد ہی کہ وہ خود اپنے مورث کا وارث ہوگا اور نیز اسکے وارث اسکی میراث پاوینگے یہ کافی مین ہی۔ اور اگر کسی نے بغیر حق دوسرے کو قتل کیا تو ہمارے نزدیک اسکو مقتول کی میراث سے کچھ نہ ملے گا خواہ اسنے عمداً قتل کیا ہو یا خطا سے قتل کیا ہو اسی طرح ہر ایسا قاتل جو خطا سے قتل کرنے والے کے معنے مین ہو جیسے ایک شخص سوتا ہوا تھا اور وہ لیٹے مورث پر الٹ پڑا کہ جسکے صدمہ سے اسکا مورث مرگیا تو یہ اسکا وارث نہوگا اسی طرح اگر چھت پر سے اپنے مورث پر گرا اور وہ مرگیا یا گھوڑے پر سوار تھا کہ مورث کو گھوڑے نے کچل ڈالا تو وارث نہوگا یہ مبسوط مین ہی اور نابالغ و مجنون و معتوہ و مبرسم[۲] و موسوس کا قتل کرنا موجب حرمان میراث نہین ہی اسواسطے کہ محروم ہونا جزاے فعل حرام ہی اور ان لوگون کے افعال مین یہ بات نہین ہی اسواسطے کہ یہ لوگ مکلف نہین ہین) اور جو شخص قتل کا سبب برانگیختہ کرے وہ میراث سے محروم نہوگا مثلاً کسی نے کنوان کھودا اور اسمین اسکا مورث گر کر مرگیا یا اسنے راہ مین پتھر ڈالدیا جس سے ٹھوکر کھا کر اسکا مورث مرگیا یا اسنے راہ مین پانی چھڑک دیا کہ پھسل کر اسکا مورث گر کر مرگیا یا اسکے مانند کسی سبب ہلاکت کا بانی ہوا تو یہی حکم ہے پس جو قتل ایسا ہو کہ جسکی وجہ سے قصاص یا کفارہ واجب ہو وہ قتل کا فعل کرنا ہوگا فقط سبب برانگیختہ کرنا ہوگا پس اس سے میراث سے محروم ہوگا اور جو قتل اس قصاص یا کفارہ کا موجب نہو وہ قتل کا فعل کرنا نہوگا بلکہ سبب برانگیختہ کرنا ہوگا کہ جس سے میراث سے محروم نہوگا اور جو شخص چوپایہ کو آگے سے کھینچے لیے جاتا ہو یا پیچھے سے ہانکتا ہو اور اس چوپایہ نے اسکے مورث کو قتل کیا تو یہ ہانکنے والا یا چلانے والا قاتل نہوگا بلکہ بسبب قتل کا برانگیختہ کرنے والا کہلائے گا۔ اور اگر مسلمانون مین سے باغی نے عادل کو قتل کیا یا اسکے برعکس واقع ہوا تو اس مین تفصیل و اختلاف ہی جو سیر مین مذکور ہی یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہے اگر باپ نے اپنے پسر کا ختنہ کیا یا پچھنے لگائے یا اسکا قرحہ چیرا اور وہ اس سے مرگیا تو باپ اسکی میراث سے محروم نہوگا اور اگر اپنے فرزند کو تادیب کے واسطے مارا پس وہ ضرب سے مرگیا تو بنا بر قول امام اعظم رح کے اسکی دیت کا ضامن ہوگا اور میراث سے محروم ہوگا اور بنا بر قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ و امام محمد رح کے کچھ ضامن نہوگا اور میراث سے محروم نہوگا اور اگر معلم نے طفل کو باجازت اسکے باپ کے مارا تو بالاتفاق

سا[۱] صاحبین کے نزدیک معتق البعض آزاد قرضدار ہے کما مر ۱۲ منہ[۲] مبرسم جسکو برسام کی بیماری ہو اور موسوس جسکو وسوسہ ہی جو ہیجان ہو ۱۲ منہ[۳] اور صاحبین کے نزدیک یہ صورت نہین ہو سکتی ہی اسواسطے امام اعظم کی تخصیص کی ۱۲ منہ[۴] جس کا کوئی ٹکڑا آزاد کیا گیا ۱۲ منہ[۵] یعنے مورث کو قتل کیا ۱۲ للقصہ[۶] یعنے میراث سے محروم نہوگا ۱۲

کچھ ضامن نہوگا یہ مبسوط مین ہی اور دین مین اختلاف ہونا بھی مانع ارث ہی اور اس سے مراد یہ ہے کہ دونون مین اسلام و کفر کا اختلاف ہو اور کفر کی ملتین مختلفہ مراد نہین ہین پس اگر ملتہاے کفر کا اختلاف ہو جیسے یہودی و نصرانی ہو یا مجوسی ہو یا بت پرست ہو تو یہ مانع میراث نہین ہے حتے کہ اگر ایک یہودی اور دوسرا نصرانی یا مجوسی ہو یعنی ایسی ملتون مین باہم اختلاف ہو تو باہم ایک دوسرے کے وارث ہونگے اور اختلاف دار ہونا بھی مانع ارث ہے یعنی دار الکفر مین ایک ہو اور دار الاسلام مین دوسرا ہو تو میراث باہمی جاری نہوگی یہ تبیین مین ہی۔ ولیکن یہ حکم کافرون کے حق مین ہی مسلمانون کے حق مین نہین ہی حتے کہ اگر ایک مسلمان دار الحرب مین مرگیا تو اسکا بیٹا جو دار الاسلام مین ہے اسکا وارث ہوگا۔ پھر واضح ہو کہ اختلاف الدار دو قسم کا ہی ایک حقیقی جیسے ایک حربی دار الحرب مین مرگیا اور اسکا باپ یا بیٹا دار الاسلام مین ذمی ہی پس یہ ذمی اس حربی کا وارث نہوگا اسی طرح اگر دار الاسلام مین ایک ذمی مرگیا اور اسکا باپ یا بیٹا دار الحرب مین ہی۔ تو یہ حربی اس ذمی کا وارث نہوگا۔ اور دوم اختلاف حکمی جیسے مستامن[1] و ذمی حتے کہ اگر حربی مستامن ہمارے دار الاسلام مین مرگیا تو اسکا وارث جو ہمارے یہان ذمی ہی اسکی میراث نہ پاویگا اور دار کا اختلاف باعتبار اختلاف منعہ کے ہوتا ہی یعنے لشکر و بادشاہ کے اختلاف سے اختلاف ہوتا ہی کہ ان دونون کے درمیان باہم عصمت جان و مال منقطع ہوتی ہی یہ کافی مین ہی اور اگر مستامن حربی ہمارے ملک مین مرگیا اور اُسنے مال چھوڑا تو واجب ہے کہ اسکا مال اسکے وارثون کو بھیجدیا جاوے اور اگر کوئی ذمی مرگیا اور اسنے کوئی وارث نہ چھوڑا تو اسکا مال بیت المال مین داخل ہوگا یہ اختیار شرح مختار مین ہی

چھٹا باب۔ میراث اہل کفر وغیرہ کے بیان مین۔ کافر لوگ بھی باہم انھین اسباب سے ایک دوسرے کے وارث ہونگے جن اسباب نسبی و سببی سے اہل اسلام باہم ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہین اور کافر بھی دو سببون سے میراث پاویگا جس طرح اہل اسلام دو سبب سے وارث ہوتے ہین مثلاً ایک عورت مرگئی اور اسنے دو بھائی چچازاد چھوڑے کہ اسمین سے ایک اسکا از جانب مادر بھائی بھی ہے یا اس کا شوہر ہو (تو اس بھائی یا شوہر کو اسکا حصہ فریضہ پہلے ملے گا پھر باقی مال دونون مین نصفا نصف ہوگا) یہ کافی مین ہی۔ اور اگر ایک کافر مین دو قرابتین مجتمع ہوئین یا متفرق دو شخصون مین ہوئین پس اگر ایک دوسرے کے لیے حاجب ہی تو جس سے حاجب ہو اس سے وارث ہوگا اور اگر کوئی محجوب نہو تو دونون قرابتون سے وارث ہوگا مثلاً ایک مجوسی نے اپنی مان سے نکاح کیا اور اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا تو یہ بیٹا اس عورت کا بیٹا بھی ہوگا اور پوتا بھی پس جب یہ عورت مرجائے گی تو یہ بیٹا اس طور سے وارث ہوگا کہ یہ اسکا بیٹا ہی اور اس جہت[2] سے وارث نہوگا کہ اسکا پوتا ہی۔ اور اگر اس سے لڑکی جنی لڑکا نہین جنی تو یہ لڑکی اسکی بیٹی

[1] جو حربی دار الاسلام مین امان سے داخل ہوا ہو ۱۲ منہ [2] کیونکہ بیٹا ہی تو پوتا محروم ہوگا ۱۲

اور پوتی بھی ہو پس عورت مذکورہ کی میراث سے دو تہائی پاویگی یعنے نصف بوجہ دختر ہونے کے اور چھٹا حصہ بوجہ دختر پسر ہونے کے تاکہ دو تہائی پوری ہو جاوے اور دختر اپنے باپ کی وارث اس جہت سے ہو سکتی ہے کہ اسکی دختر ہے اور اس جہت سے نہیں ہو سکتی ہے کہ اسکی ماں کیطرف سے بہن ہے اسواسطے کہ دختر کے ہوتے ہوئے اخیافی بہن ساقط ہوتی ہے اور اگر رستم مجوسی نے اپنی دختر سوداوہ سے نکاح کیا اور اس سے ایک دختر شتابہ پیدا ہوئی تو شتابہ اپنی ماں کی میراث اس جہت سے نصف پاویگی کہ وہ اسکی دختر ہے اور باقی کو بوجہ عصبہ ہونے کے پاویگی اسواسطے کہ شتابہ اپنے باپ کی جانب سے اپنی ماں سوداوہ کی بہن ہے پس دختر کے ساتھ بہن عصبہ ہوتی ہے اور اگر اسکا باپ رستم مرگیا تو اسکی میراث سے نصف اس جہت سے پاویگی کہ اسکی دختر ہے اور اس جہت سے نہ پاویگی کہ اسکی دختر کی دختر ہے اسواسطے کہ نتنی ذوی الارحام میں سے ہوتی ہے پس صاحب فرض یا عصبہ کے ہوتے ہوئے وہ وارث نہیں (اور اس مقام پر خود ہی صاحب فرض ہے) اور یہی قول عامہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے اور اسی کو ہمارے علماء نے اختیار کیا ہے۔ اور واضح ہو کہ جو عورتیں ایسی ہیں کہ اُنسے نکاح کرنا ہمیشہ کیواسطے حرام ہے پس اگر کسی کافر نے ایسی عورت سے نکاح کیا تو بوجہ نکاح کے اسکا وارث نہوگا یعنے شوہری کا ورثہ نہ پاوے گا مثلاً کسی مجوسی نے اپنی ماں یا بہن یا دختر وغیرہ سے نکاح کیا تو نکاح کی وجہ سے اسکی میراث نہ پاویگا یہ تبیین میں ہے

فصل - در میراث مرتد۔ جو شخص مرتد ہوگیا وہ مسلمان کا وارث نہوگا اور نہ اپنے مثل دوسرے مرتد کا وارث ہوگا یہ محیط میں ہے۔ مرتد اگر حالت ارتداد میں قتل کیا گیا یا مرگیا یا دار الحرب میں جا ملا پس جو کچھ اس نے حالت اسلام میں کمایا ہے وہ اسکے مسلمان وارثوں کے واسطے میراث ہوگا اور اسمیں سے اسکی زوجہ وارث ہوگی بشرطیکہ مسلمان ہو اور مرتد ایسے حال میں مرا ہو کہ وہ عدت میں ہو اور اگر مرتد کے مرنے سے پہلے اسکی عدت پوری ہوگئی یا مرتد نے اسکے ساتھ دخول ہی نہیں کیا تو عورت مذکورہ کو اسمیں سے میراث نہ ملے گی اور اگر عورت مذکورہ بھی اسکے ساتھ مرتدہ ہوگئی تو اس عورت کو اس مرتد سے کچھ میراث نہ ملے گی جیسے اس کے اولاد جو مرتد ہوگئے ہوں وارث نہوں گے پس اگر شوہر و جورو دونوں ساتھ ہی مرتد ہوگئے پھر عورت اس سے بچہ جنی پھر مرتد مرگیا تو عورت مذکورہ کو اس مرتد سے میراث نہ ملے گی اگرچہ دونوں میں نکاح باقی رہا ہے اور رہا بچہ سو اگر مرتد مذکور کے مرتد ہونے کے وقت سے چھ مہینے سے کم میں بچہ مذکور جنی ہے تو بچہ کو اسکی میراث ملے گی اور اگر مرتد ہونے سے چھ مہینے سے زیادہ میں جنی ہے تو بچہ وارث نہوگا پھر بنا بر قول امام ابوحنیفہؒ کے اسی مال مرتد کا وارث ہوگا جو اُسنے حالت اسلام میں کمایا ہے اور جو مال اسنے حالت ارتداد میں کمایا وہ فئی ہوگا کہ بیت المال میں داخل کیا جائے گا اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک حالت ارتداد کی کمائی بھی مثل حالت اسلام

سلہ یہ اسوقت ہے کہ ماں سے پہلے باپ مرا ہو ورنہ باپ بھی بیٹے ہونے کی جہت سے وارث ہے نہ اپنی ماں کا شوہر ہونے سے ۱۲ منہ

سلہ یعنی نکاح ٹوٹ جانے کی عدت ۱۲ سلہ یعنے بعد مرتد ہونے کے ۱۲ سلہ غنیمت بلا جدال حاصل ہوئی ۱۲ منہ

کی کمائی کے میراث ہوگی یہ مبسوط مین ہی - اور اگر جورو مرتد ہوئی تو دیکھا جائے گا کہ اگر جورو مذکورہ ایسی حالت مین مرتدہ ہو گئی کہ جب وہ صحیح سالم تھی تو اسکا شوہر اسکے مال کا وارث نہو گا اور اگر حالت مرض مین مرتدہ ہوئی ہو پس اگر مرتدہ مذکورہ ایسی حالت مین مرگئی کہ ہنوز اسکی عدت پوری نہین ہوئی ہی تو وہ قیاساً فارّہ[1] نہوگی اور شوہر اسکا وارث نہوگا ولیکن استحساناً وہ فارّہ ہوگی اور شوہر اسکا وارث ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی اور جب مرتدہ عورت مرجاوے تو اسکا مال اسکے وارثون کے درمیان بر فرائض اللہ تعالیٰ تقسیم ہوگا خواہ اسکے اسلام کی حالت کی کمائی ہو یا حالت ارتداد کی کمائی ہو اسکی دونون کمائیان اسکے وارثون کیواسطے میراث ہونگی یہ محیط مین ہی

فصل - در میراث حمل - جو بچہ پیٹ مین وہ وارث ہوتا ہی اور اسکا حصہ رکھ چھوڑا جائے گا اسپر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہی پس اگر دو سال تک وہ زندہ پیدا ہوا تو وارث ہوگا اور یہ اسوقت ہی کہ یہ حمل میّت کا ہو اور اگر غیر میّت کا حمل ہو مثلاً وہ مرا اور اسکی مان اسکے باپ کے سوا دوسرے[2] سے حاملہ ہی اور اسکا شوہر زندہ ہی پس اگر چھ مہینے سے زیادہ مین بچہ جنی تو وہ وارث نہوگا اسواسطے کہ احتمال[3] ہی کہ شاید یہ حمل بعد موت کے حادث ہوا ہو پس شک کے ساتھ وہ وارث میّت نہوگا - لیکن اگر وارث لوگ اقرار کرین کہ میّت کی مان کو بروز موت حمل موجود تھا تو وارث ہوگا اور اگر چھ مہینے سے کم مین بچہ ہوا تو وہ وارث ہوگا پھر یہ حمل دو حال سے خالی نہین یا تو ایسے وارث موجود ہونگے کہ اس حمل کی نسبت یہ احتمال ہوگا کہ یہ انکو حجب حرمان یا حجب نقصان محجوب کریگا یا ایسا نہوگا ولیکن وارثون کے ساتھ حصہ مین شریک ہوگا پس اگر وارثان موجود کو حجب حرمان محروم کرتا نظر آوے پس اگر سب کو محجوب کرتا ہو جیسے برادران وخواہران وچچا و اولاد چچا ہون تو تمام ترکہ موقوف رکھا جائے گا یہانتک کہ عورت مذکورہ اس حمل کو جنے کیونکہ احتمال ہی کہ شاید لڑکا جنے تو فقط وہی وارث ہوگا اور باقی یہ سب محروم ہو جائینگے اور اگر فقط بعض کو محجوب کرتا ہو جیسے بھائی ہون اور جدّہ ہو تو جدّہ کو چھٹا حصہ دیدیا جائے گا اور باقی موقوف رکھا جائے گا اور اگر حجب نقصان محجوب کرتا ہو جیسے شوہر یا زوجہ کا دونون حصون مین سے جو کمتر حصہ ہی مثلاً شوہر کا وقت ولد ہونے کے چوتھائی ہی ورنہ نصف ہی اور زوجہ کا وقت ولد ہونے کے آٹھوان ہی ورنہ چوتھائی ہی تو کم حصہ یعنی شوہر کو چوتھائی اور زوجہ ہو تو آٹھوان دیا جائیگا اور باقی موقوف رکھا جائیگا - اسی طرح باپ کو بھی فقط چھٹا حصہ دیدیا جائیگا اور باقی رکھ چھوڑا جائے گا کیونکہ شاید پیٹ مین لڑکا ہو یعنے بیٹا ہو اور اگر یہ حمل مذکور کسی وارث موجود کو محجوب نہ کرتا ہو جیسے جد وجدّہ موجود ہون تو انکو انکا حصہ دیا جائیگا اور باقی رکھ چھوڑا جائیگا اور اگر وارثان موجود کو محجوب نہ کرتا ہو لیکن انکے ساتھ شریک ہوتا ہو مثلاً میّت نے بیٹے یا بیٹیان چھوڑین اور حمل چھوڑا تو امام خصاف نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہی کہ ایک پسر کا حصہ رکھ چھوڑا جائے گا اور یہی خصاف کا قول ہی اور آپ کی

---

[1] فارّہ جو میراث سے فرار کرنے والی ہو یعنے اسکی یہ غرض ہو کہ شوہر میراث نہ پاوے ۱۲ [2] دوسرے شوہر سے ۱۲

[3] تو یہ میّت کا اخیافی بھائی یا بہن ہوگا ۱۲ منہ

قوی ہی۔ اور اگر مردہ پیدا ہوا تو اسکا کچھ حکم نہیں ہی اور نہ وہ وارث ہوگا اور اسکا زندہ پیدا ہونا اس طور سے معلوم ہوگا کہ وہ پیدا ہوتے ہی سانس لیوے یا استہلال کرے یعنی اسکی آواز سنائی دے یا چھینکے یا کوئی عضو اسکا حرکت کرے مثلاً آنکھیں یا ہونٹھ یا ہاتھ۔ اور اگر آدھے سے زیادہ زندہ نکلا پھر مرگیا تو وہ وارث ہوگا بدلیل اکثر کے واسطے کل کا حکم ہی اور اگر اسکے برعکس واقع ہوا تو نہیں وارث ہوگا پس اگر سیدھا نکلا تو وہ حکم سینہ تک نکل آیا ہی تو وارث ہوگا اور اگر الٹا نکلا تو اسکی ناف تک نکل آنے کا اعتبار ہے اور اگر استہلال سے بعد مرگیا تو وارث ہوگا اور اسکی میراث بھی اسکے وارثوں کو ملے گی یہ اختیار شرح مختار میں ہی۔ اور جب حمل مردہ برآمد ہوا تو بھی وارث نہوگا جب وہ خود جدا ہوا ہو اور اگر وہ جدا کیا گیا ہو تو وہ منجملہ وارثوں کے قرار دیا جائیگا اسکا بیان یہ ہے عورت حاملہ کے پیٹ میں کسی آدمی نے اس طرح کی ضرب پہونچائی کہ جس سے اسکا حمل جنین ساقط ہوا تو یہ جنین منجملہ وارثوں کے ہی اسواسطے کہ شرع نے اس صدمہ پہونچانیوالے پر غرہ[1] دیت واجب کیا ہی اور ضمان کا واجب ہونا تبھی ہوتا ہی کہ جب زندہ پر جنایت کرے مردہ پر جنایت کرنے سے واجب نہیں ہوتا ہی پس جب اسکے زندہ ہونے کا حکم دیا گیا تو اسکو میراث پہونچے گی اور اسکا حصہ اسکے وارثوں کو اسکی میراث ملیگا جیسے کہ اسکی جان کا بدلا یعنے غرۃ دیت اس کے وارثوں کیواسطے اسکی میراث ہوتا ہی یہ شرح مبسوط میں ہی

فصل۔ در مفقود و اسیر و غرقی و حرقی۔ واضح ہو کہ مفقود وہ شخص ہی جو کسی طرف کو نکل گیا کہ اسکی تلاش کیگئی مگر اسکا پتہ معلوم نہوا اور اسکا زندہ ہونا یا مردہ ہونا کچھ ظاہر نہیں ہوا یا دشمن اسکو پکڑ لے گیا کہ اسکی موت و قتل ہونا ظاہر نہیں ہوا یہ محیط میں ہی۔ اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ مدار مسئلہ مفقود کا ایک بات پر ہی کہ وہ اپنے مال کے حق میں زندہ اعتبار کیا جاتا ہی۔ اور مال غیر کے حق میں مردہ اعتبار کیا جاتا ہے یہاں تک کہ اتنی مدت گذر جاوے کہ یہ معلوم ہو کہ وہ اتنی مدت تک زندہ نہیں رہ سکتا ہی یا اسکے ہم عمر لوگ سب مرجاویں پھر اسکے بعد جبکہ اتنی مدت پوری ہوجاوے یا اسکے ہم عمر لوگ مرجاویں تو اپنے مال کے حق میں مردہ اعتبار کیا جائیگا اور مال غیر کے حق میں اس طرح مردہ اعتبار کیا جائیگا گویا وہ اسی روز مرگیا جس دن گم ہوا ہے یہ ذخیرہ میں ہی۔ پس اگر اسکے مفقود ہونے کی حالت میں ایسے لوگ مرے جنکا یہ مفقود وارث ہوتا ہے تو مفقود کا حصہ رکھ چھوڑا جائیگا یہانتک کہ اسکا حال کھلے کیونکہ احتمال ہی کہ شاید وہ زندہ ہو پھر جب اسقدر مدت گذر جاوے جسکا بیان اوپر گذرا ہی اور ہم اسکی موت کا حکم دیں تو اسکا سب مال اس کے وارثان موجودہ کے درمیان تقسیم کیا جائیگا اور ترکہ غیر سے جو مفقود کا حصہ رکھ چھوڑا گیا ہی وہ اس غیر کے وارثان کو واپس دیا جائیگا اور انھیں وارثوں میں تقسیم ہوگا گویا کہ مفقود کا وجود ہی نہ تھا اور اصل اسمیں یہ ہی کہ اگر مفقود کے ساتھ ایسا وارث ہو جو اس سے محجوب ہوسکتا ہی تو اس موجود کو کچھ نہ دیا جائیگا اور اگر محجوب نہوتا ہو مگر اسکا حصہ کم ہوجاتا ہو

[1] غرہ یعنے باندی یا غلام دینا واجب ہی اور یہ بدون زندگی غیر ممکن ہی ۱۲ منہ

تو موجود کو کمتر حصہ دیا جاویگا اور باقی رکھ چھوڑا جائے گا اسکی مثال یہ ہو کہ ایک شخص مرگیا اور اسنے دو دختر اور ایک پسر مفقود اور ایک پسر کا پسر و ایک دختر پسر چھوڑی تو ہر دو دختر کو نصف مال دیدیا جائے گا اسواسطے کہ اسقدر انکا حق یقینی ہی اور باقی نصف رکھ چھوڑا جائیگا اور اولاد پسر کو کچھ نہ دیا جائیگا اسواسطے کہ یہ لوگ درصورت زندگی مفقود کے اسکی وجہ سے محجوب ہونگے پس شک کے باوجود ان کو کچھ نہ دیا جائیگا اور اگر مفقود کے ساتھ ایسے وارث ہوں جو محجوب نہیں ہو سکتے ہیں جیسے جد و جدہ تو انکو انکا پورا حصہ دیدیا جائے گا جیسے حمل کی صورت میں بیان ہوا ہی یہ اختیار شرح مختار میں ہی۔ اور اسیر یعنی جسکو کافرون نے قید کیا ہو اسکا حکم میراث میں مثل اور مسلمانون کے ہی جبتک کہ اسنے اپنا دین نہ چھوڑا ہو اور اگر اسنے دین اسلام چھوڑ دیا تو اسکا حکم مثل مرتد کے ہی اور اگر اسکا مرتد ہونا معلوم نہوا اور نہ اسکی موت اور نہ اسکی زندگی کا حال معلوم ہوا تو اسکا حکم مثل مفقود کے ہی یہ سراجیہ میں ہی قال المترجم غرقی وہ جماعت جو ڈوب کر مرگئی ہی حرقی وہ جماعت جو جل کر مرگئی ہی پس اگر ایک جماعت جل کر یا ڈوب کر مرگئی اور یہ نہیں معلوم ہوتا ہی کہ پہلے کون مرا ہی تو ایسا قرار دیا جائے گا کہ گویا وے سب ساتھ ہی مرے ہیں پس ان میں سے ہر ایک کا مال اسکے وارثون کو ملیگا اور ان میں کوئی دوسرے کا وارث نہوگا لیکن اگر ان میں موت کی ترتیب معلوم ہو تو پہلے مرنے والے کا پچھلا مرنے والا وارث ہوگا۔ اسی طرح اگر چند آدمیون پر دیوار گری اور سب مرگئے یا معرکہ میں مقتول ہوے اور یہ معلوم نہیں ہوتا ہی کہ پہلے کون مرا ہی تو بھی یہی حکم ہے یہ تبیین میں ہے اسکی مثال یہ ہو کہ دو بھائی ڈوب مرے اور ہر ایک کے پاس نوے دینار ہیں اور ہر ایک نے ایک دختر و ماں و چچا وارث چھوڑے تو عامہ علما کے نزدیک ہر ایک کا مال ترکہ اسکے زندہ وارثون کے درمیان تقسیم ہوگا اور وہ دختر و ماں و چچا ہی اور ان دونون میں سے کوئی دوسرے کا وارث نہوگا پس وارثان زندہ کیواسطے ہر ایک کے مال کے چھ حصے کیے جاوینگے اور اگر یہ معلوم ہوا کہ ان دونون میں سے ایک پہلے مرگیا ہے مگر یہ نہیں معلوم کہ کون بھائی تھا جو پہلے مرا ہے تو ہر ایک وارث کو اسکا حصہ یقینی دیدیا جائے گا اور مشکوک رکھ چھوڑا جائے گا یہانتک کہ حال ظاہر ہو یا باہم صلح کرلیں یہ خزانۃ المفتین میں ہے

فصل۔ در میراث خنثی۔ اگر بچہ کے فرج ہو اور ذکر بھی ہو تو وہ خنثی ہی پس اگر وہ ذکر سے پیشاب کرے تو لڑکا ہی اور اگر فرج سے پیشاب کرے تو وہ لڑکی ہی اور اگر دونون سے پیشاب کرے تو جس سے پہلے پیشاب نکلے اسی کے موافق حکم ہوگا اور اگر اس امر میں بھی یکسان ہو تو وہ خنثی مشکل ہی اور درصورتیکہ ایک ساتھ دونون سوراخ سے پیشاب نکلتا ہو تو کثرت پیشاب کا کچھ اعتبار نہوگا بخلاف قول صاحبین کے پھر جب خنثی مذکور بالغ ہوا اور

سلہ مترجم کہتا ہو کہ اس صورت میں چچا کو کچھ نہ ملنا چاہیے پس کلام میں مسامحہ ہو فافہم ۱۲ منہ علہ اور دو تہائی میں احتمال ہو کہ شاید مفقود زندہ ہو ۱۲ عہ یعنی ترتیب نہیں معلوم ہوتی ہو ۱۲ منہ سہ بشرطیکہ کوئی سبب یا نسب میراث میں ہووے ۱۲ للعہ گویا ساتھ ہی مرے کوئی دوسرے کا وارث نہوگا ۱۲ منہ ہے ایک حصہ انکو اور تین حصے دختر کو اور باقی دو حصے چچا کو ملتے گے ۱۲ منہ

اسکے داڑھی نکلی یا عورتون سے اُسنے جماع کیا تو وہ مرد ہی اسی طرح اگر مردون کی طرح اس کو احتلام ہوا یا اسکی چھاتیان مردون کی طرح سپاٹ ہوئین تو بھی مرد ہی اور اگر اسکے چھاتیان مثل عورتون کے برآمد ہوئین یا اس کی چھاتیون مین دودھ اُتر آیا یا حیض آیا یا حاملہ ہوئی یا فرج سے اُسکے ساتھ جماع کیا جانا ممکن ہوا تو وہ عورت ہی اور اگر ان علامات سے کوئی ظاہر نہوئی یا یہ علامتین باہم معارض ہوئین تو وہ خنثی مشکل ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اصل اسمین یہ ہی کہ امام ابوحنیفہ اس کو میراث کے حصہ مین سے[1] کمتر حصہ دیتے ہین کیونکہ اسمین احتیاط ہی پس اگر اُسکا باپ مرگیا اور اُسکو چھوڑا اور ایک بیٹا چھوڑا تو اس خنثی کو ایک سہم اور پسر کو دو سہم دیے جاوینگے اور اگر اس خنثی مشکل کو اور ایک دختر کو چھوڑا تو مال ان دونون[2] کو بطریق فرض ورد کے نصفا نصف دیدیا جائیگا میت نے حقیقی بہن چھوڑی اور باپ کی طرف سے خنثی مشکل چھوڑا اور ایک عصبہ چھوڑا تو حقیقی بہن کو آدھا دیا جائیگا اور خنثی مذکورہ کو چھٹا حصہ تاکہ دو تہائی پوری ہوجاوے جیسے باپ کی طرف سے بہن ہوتی کی صورت مین ہوتا اور باقی مال عصبہ کو ملیگا۔ میت نے شوہر چھوڑا اور مان چھوڑی اور خنثی مشکل چھوڑا جو کہ میت کی مان و باپ کی طرف سے اسکا بھائی ہی یا بہن ہی پس میت کے شوہر کو نصف دیا جائیگا اور مان کو چھٹا حصہ دیا جائیگا باقی خنثی کو دیا جائیگا اور وہ مذکر قرار دیا جائیگا کیونکہ حصہ باقی اقل ہی میت نے شوہر چھوڑا اور حقیقی بہن چھوڑی اور باپ کی طرف سے خنثی چھوڑا پس اگر خنثی مونث قرار دیا جاتا ہی تو اسکو چھٹا حصہ ملتا ہی اور اگر مذکر قرار دیا جاتا ہی تو وہ عصبہ ہی اور اسکو کچھ نہ ملیگا[3] پس یہی حال اصل مذکور کے لائق ہی اسواسطے وہ عصبہ قرار دیا جائیگا اور ساقط ہوجائیگا یہ اختیار شرح مختار مین ہے اور اگر ایک شخص مرا اور ایک ولد خنثی اور ایک عصبہ چھوڑا پھر خنثی مذکور قبل اس کے کہ اس کا حال ظاہر ہو مرگیا تو بنابر قول امام اعظم و امام محمد کے خنثی کا حصہ بحصہ دختر لگایا جائیگا اور یہ نصف مال ہوا اور باقی مال عصبہ کو دیا جائیگا اور یہی امام ابو یوسف کا پہلا قول ہی اور اگر باوجود اسکے میت کا کوئی پسر معروف ہو تو بنابر قول امام اعظم و امام محمد کے مال ترکہ اس خنثی اور اس پسر کے درمیان بحساب[4] مرد کو عورت سے دوچند کے تقسیم ہوگا اور درصورتیکہ خنثی زندہ رہا اور ہنوز اسکا حال ظاہر نہین ہوا ہی تو دونون مین مال کس طرح تقسیم ہوگا اسمین مشائخ نے گفتگو کی ہی پس بعض نے یون فرمایا کہ تہائی مال خنثی کو دیا جائیگا اور نصف مال پسر کو دیا جائیگا اور ایک چھٹا حصہ روک رکھا جائیگا جیسا کہ حمل و مفقود کی صورت مین ہی کہ ان دونون کا حصہ رکھ چھوڑا جاتا ہی یہانتک کہ اُنکا حال ظاہر ہو اور اکثر مشائخ نے فرمایا کہ یہ بھی پسر کو دیا جائیگا پس جب کہ پسر کو دو تہائی دیا گیا پس آیا پسر سے کوئی شخص کفیل لیا جائیگا تو ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اسمین وہی اختلاف معروف ہی کہ اگر قاضی نے وارث معروف کو مال دیا تو امام اعظم کے نزدیک اس سے کوئی کفیل نہ لیگا اور

---

[1] یعنی مرد گردانتے ہین اور عورت گردانتے ہین جو کمتر حصہ ہوتا ہی وہ اسکو دیتے ہین ۱۲ منہ [2] یعنی مثل دختر کے قرار دیا ۱۲ [3] پس شوہر کو نصف اور بہن کو نصف ملیگا ۱۲ [4] یعنی خنثی کو ایک حصہ اور پسر معروف کو دو حصے دیے جاوینگے ۱۲ منہ

صاحبین کے نزدیک احتیاطاً کفیل لے لیگا اور بعض نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اس مقام پر سب کے نزدیک بالاجماع احتیاطاً اس سے کفیل لے لیگا پھر اگر ثانی الحال ظاہر ہوا کہ خنثیٰ مذکور مرد ہے تو چھٹا حصہ اپنے بھائی سے واپس لے لیگا اور اگر ظاہر ہوا کہ وہ مؤنث ہے تو جو کچھ پسر معروف نے لیا ہے وہ اسکو مسلّم رہے گا ایک میت نے اپنے بھائی کی دختر خنثیٰ اور بھائی کے پسر کی دختر خنثیٰ اور بھائی کے پسر کے پسر کا پسر معروف چھوڑا تو ہمارے اصحاب کے قول کے موافق تمام مال ان سب میں تین تہائی تقسیم ہوگا اور اگر ان دونوں خنثیٰ کے سواے میت کا کوئی وارث نہو تو ہمارے قول کے موافق تمام مال اول خنثیٰ کو دونوں میں سے ملیگا اسواسطے کہ وہ دونوں دختر ہیں اور بھائی کی دختر حق میراث میں بہ نسبت بھائی کے پسر کی دختر کے مقدم ہے۔ اور اگر میت نے دختر خنثیٰ اور بہن خنثیٰ چھوڑی اور دونوں قبل ان دونوں کے حال ظاہر ہونے کے مر گئیں تو امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ و اول قول امام ابو یوسفؒ کے موافق دختر کو نصف اور باقی بہن کو ملیگا اسواسطے کہ یہ دونوں دختر کے حکم میں ہیں اور دختر کے ساتھ جو بہن ہو وہ عصبہ ہوتی ہے۔ اور اگر میت نے ایک عصبہ اور بہن خنثیٰ چھوڑی اور بھائی کی دختر خنثیٰ چھوڑی تو ہمارے قول کے موافق بہن کو نصف اور وارث عصبہ کو نصف ملیگا اسواسطے کہ یہ دو خنثے ہمارے نزدیک مؤنث ہیں پس بہن کو نصف ملیگا اور باقی عصبہ کو ملیگا اور بھائی کی دختر کو کچھ نہ ملیگا اور اگر میت کا کوئی عصبہ نہو تو سب مال بطریق فرض و رد کے بہن کو ملیگا اور بھائی کی دختر کو کچھ نہ ملیگا اسواسطے کہ بھائی کی دختر ذوی الارحام میں سے ہے اور صاحب فریضہ کے ہوتے ہوئے ذوی الارحام کو کچھ نہیں ملتا ہے اسی طرح اگر میت نے دختر خنثیٰ اور بھائی کی دختر خنثیٰ چھوڑی اور اسکا کوئی عصبہ وارث نہیں ہے تو بھی وہی حکم ہے جو ہم نے بہن خنثیٰ کی صورت میں بیان کیا ہے یعنے سب مال بطریق فرض و رد کے اسکی دختر خنثیٰ کو ملیگا اور بھائی کی دختر خنثیٰ کو کچھ نہ ملیگا۔ اور اگر میت نے دختر خنثیٰ چھوڑی اور پسر کی دختر خنثیٰ چھوڑی اور پسر کے پسر کی دختر خنثیٰ چھوڑی اور ایک عصبہ وارث چھوڑا تو ہمارے قول کے موافق یہ سب خنثیٰ بحکم مؤنث ہیں پس اوّل درجہ والی کو یعنی میت کی دختر خنثیٰ کو نصف ملیگا اور اوسط درجہ والی کو دو تہائی پوری کرنے کے واسطے ایک چھٹا حصہ ملیگا اور باقی مال عصبہ کو ملیگا اور نیچے والی کو (یعنی پسر پسر کی دختر خنثیٰ) کو کچھ نہ ملیگا۔ اور اگر میت کا کوئی وارث عصبہ نہو تو باقی مال درجہ اوّل والی اور درجہ اوسط والی دونوں خنثیٰ کو بحساب دونوں کی میراث کے رد کردیا جائے گا یعنے چار حصے کر کے تین حصے اول والی کو اور ایک حصہ اوسط والی کو دیا جائے گا اور اگر میت نے ایک دختر صلبی چھوڑی اور پسر کی تین دختر سب خنثیٰ چھوڑیں جو بعض سے بعض نیچے درجہ میں ہیں اور ایک عصبہ چھوڑا تو ہمارے نزدیک دختر کو نصف ملیگا اور دو تہائی پوری کرنیکے واسطے درجہ اول کی خنثیٰ کو چھٹا حصہ ملیگا۔ اور باقی عصبہ کو ملیگا اسواسطے کہ سب خنثے بحکم مؤنث ہیں تاوقتیکہ

؎ یعنے خنثے جو ہمارے نزدیک حکم میں دختر کے ہیں ۱۲ منہ ؎ یعنی مراد ذوی الارحام کے عصبہ ۱۲ منہ ؎ یعنے خنثیٰ بہن کو ۱۲

انکا حال اسکے خلاف ظاہر ہو اور اگر میت مذکور کا کوئی عصبہ نہو تو باقی کے چار حصہ کر کے تین حصے دختر کو اور ایک حصہ درجہ اول کی دختر خنثے کو دیا جائیگا اور اگر ان دختران خنثیٰ سے نیچے درجہ مین کوئی لڑکا معروف مذکر ہو تو ہمارے نزدیک دختر میت کو نصف دیا جائیگا اور درجہ اول کی خنثیٰ دختر پسر کو چھٹا حصہ واسطے دو تہائی پورا کرنے کے دیا جائیگا اور باقی اس لڑکے مذکر اور خنثیٰ دختر میانی و زیرین کے درمیان مرد کو عورت سے دوچند کے حساب سے تقسیم ہوگا اسواسطے کہ خنثیٰ بیچ کے درجہ کی اور خنثیٰ نیچے درجہ کی دونون حکم مؤنث مین دختران ہین اور اولاد مین جو مذکر ہو وہ اپنے ساتھ اور اپنے اوپر درجہ کی ان مؤنثون کو جنکو فریضہ ستار کچھ نہین پہونچا ہے اپنے ساتھ عصبہ کر لیتا ہے۔ ایک شخص مرگیا اور اسنے اپنی جورو چھوڑی اور فقط مان کی طرف سے دو بھائی چھوڑے اور مان و باپ کی طرف سے ایک خنثیٰ بہن چھوڑی تو ہمارے نزدیک جورو کو چوتھائی ملیگا اور مان کی طرف سے اخیافی دونون بھائیون کو تہائی ملیگا اور جو باقی رہا وہ خنثیٰ بہن کو ملیگا اور اگر باوجود انکے میت نے مان چھوڑی ہو تو مان کو بارہ سہام مین سے چھٹا حصہ دو سہام ملین گے اور جورو کو چوتھائی کے تین سہام اور اخیافی دونون بھائیون کو چار سہام اور باقی خنثیٰ کو ملینگے کہ وہ عصبہ قرار دیا جائیگا کیونکہ ایسی صورت مین اسکو مرد قرار دیتے ہین سبکے کم حصہ ملتا ہے یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی مین ہے

ساتوان باب۔ ذوی الارحام کے بیان مین ذوی الارحام ہر ایسے قریب نسبی کو کہتے ہین جسکے واسطے کوئی حصہ فریضہ نہین ہے اور نہ وہ عصبہ ہے اور درحالیکہ فقط ذوی الارحام مین سے کوئی ہو اور اسکے سوائے کوئی وارث نہو تو وہ سب مال لے لیگا پس وہ مثل عصبات کے ہین یہ اختیار شرح مختار مین ہے اور ذوی الارحام چار صنف ہین صنف اول فروع منسوب بجانب میت ہون جیسے میت کی دختران کی اولاد اور میت کے پسر کے دخترون کی اولاد اور صنف دوم جنکی طرف میت منسوب ہو اور وہ اجداد فاسد و جدات فاسدہ ہین اور صنف سوم جو میت کی مادر و پدر کی جانب منسوب ہون جیسے حقیقی بھائیون کی بیٹیان یا علاتی بھائیون کی بیٹیان اور اخیافی بھائیون کی اولاد اور سب بہنون کی اولاد اور صنف چہارم جو منسوب بجانب جد و جدہ میت ہون جیسے مادری چچا اور انکی اولاد اور پھوپھیان وان کی اولاد اور مامون اور خالائین وانکی اولاد اور حقیقی یا علاتی چچاؤن کی بیٹیان پس یہ لوگ اور جو انکے رشتہ مین ہو یہ سب ذوی الارحام ہین پس ان مین اعلیٰ درجہ صنف اول کا ہے اگرچہ وہ میت سے کتنا ہی دور ہو پھر دوسری صنف پھر تیسری صنف پھر چوتھی صنف جیسے کہ عصبات مین ترتیب ہے ویسے ہی ان مین ملحوظ ہے اور یہی ماخوذ و مختار ہے یہ کافی مین ہے۔ اور رضی الدین نیشاپوری نے اپنے فرائض مین ذکر کیا ہے کہ اگر صنف اول کے ذوی الارحام مین سے کوئی موجود ہو اگرچہ وہ کتنا ہی نیچی پشت مین ہو جب تک وہ ہوگا تب تک

(حاشیہ: جد و جدہ — پردادا ۱۲ نانی و دادی ۱۲)

ـــــــ

ہ چاہے کتنے نیچے درجہ تک ہو ۱۲ ہ مان کی طرف سے ۱۲ ہ یعنی درصورت ذوی الارحام کے وارث ہونے کے اگر ان مین سے کوئی ہوگا چاہے وہ کتنا ہی نیچا ہو وہ بہ نسبت باقی اصناف کے مقدم ہوگا ۱۲ منہ

صنف دوم مین سے کوئی وارث نہوگا اگرچہ وہ کتنا ہی نزدیک پشت مین ہو اسی طرح دوسرے صنف کے ہوتے ہوئے تیسرے صنف کا حال ہی اور یہی تیسرے صنف کے ہوتے ہوے چوتھے صنف کا حال ہی اور فرمایا کہ اور فتوے کے واسطے یہی مختار ہی اور یہی مشائخ کیطرف سے عملدرآمد مین ہی کہ صنف اوّل مطلقاً مقدم ہی پھر دوم پھر سوم پھر چہارم اور فرمایا کہ ایسا ہی اُستاد صدر الکوفی نے اپنے فرائض مین ذکر کیا ہی پس بنابرین دختر کی دختر اگرچہ کتنی پشت نیچی ہو وہ مان کے باپ سے مقدم ہوگی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور ذوی الارحام جبھی وارث ہون گے کہ جب اصحاب فرائض مین سے کوئی ایسا نہو کہ باقی ترکہ بطور رد کے دیدیا جاتا ہی۔ اور نہ کوئی عصبہ موجود ہو اور اس امر پر اجماع ہی کہ شوہر و زوجہ کے ہونے سے ذوی الارحام محجوب نہونگے بلکہ ان دونون کے ساتھ وارث ہون گے کیونکہ یہ ایسے ذوالفروض مین ہین جن کو باقی ترکہ بطور رد دیا جاوے پس زوج کو یا زوجہ کو اسکا حصہ دیدیا جاویگا پھر باقی ترکہ ذوی الارحام کے درمیان تقسیم ہوگا جیسے کہ اگر تنہا ذوی الارحام ہون تو اُن مین تقسیم ہوتا ہی اور اسکی مثال یہ ہی کہ ایک عورت مرگئی اور اُسنے شوہر چھوڑا اور دختر کی دختر چھوڑی و خالہ و چچا کی دختر چھوڑی تو شوہر کو نصف دیا جائے گا اور باقی دختر کی دختر کو ملے گا پھر واضح ہو کہ صنف اول مین سے مستحق میراث وہی ہوگا جو سب سے زیادہ میت سے قریب ہی چنانچہ دختر کی دختر بہ نسبت دختر کی دختر کی دختر کے مقدم ہوگی پس اگر صنف اول مین سے اپنے درجہ بلحاظ قرب میت سے نزدیک ہونے مین برابر ہین تو ان مین جو وارث کی اولاد ہو وہ مقدم ہوگی خواہ اولاد عصبہ ہو یا اولاد صاحب فرض ہو چنانچہ اگر پسر کی دختر کی دختر ہو تو وہ دختر کی دختر کے پسر سے مقدم ہی اور پسر کی دختر کا پسر بہ نسبت دختر کی دختر کے پسر کے مقدم ہی یہ کافی مین ہی اور وارث کے ولد کے ولد کے مقدم ہونے مین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ وہ مقدم نہین ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر میت کے نزدیک ہونے مین وہ سب برابر ہون اور انمین کوئی وارث کی اولاد بھی نہو تو مال ترکہ ان سب مین برابر تقسیم کیا جائے گا بشرطیکہ سب مذکر[1] ہون یا سب مؤنث ہون اور اگر مرد و عورت دونون قسم کے ہون تو مرد کو عورت سے دوچند ملے گا اور یہ بلا خلاف ہی بشرطیکہ انکے آباء و امہات کی صفت ذکورت و انوثت مین متفق ہو اور اگر آباء و امہات کی صفت مختلف ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک ابدان[2] فروع کا اعتبار کر کے تمام مال انپر برابر تقسیم کیا جائے گا بشرطیکہ یہ سب مذکر ہون یا سب مؤنث ہون اور اگر مرد و عورت ملے ہوے ہون تو مرد کو عورت سے دوچند ملے گا اور امام محمد کے نزدیک عدد تو انکے ابدان سے لیا جائے گا اور وصف[3] اس بطن سے لیا جائے گا جسمین

---

[1] یعنے انکے اصول سب مؤنث یا سب مذکر ہون ۱۲ منہ [2] یعنے مثلاً دو ہون تو دو حصے کیے جاوینگے لیکن اگر اصول مین اختلاف ہو تو برابر نہ کیے جاوین گے بلکہ اگر ایک کے اصول مین مرد ہو اور دوسرے کے اصول مین عورت ہو تو دونون حصے تین تہائی ہون گے یعنے ایک حصہ دو تہائی کا اور ایک حصہ ایک تہائی کا ہوگا فاحفظہ ۱۲ منہ [3] جمع اب باپ ۱۲ جمع اُم مان ۱۲ [4] جمع بدن ۱۲ یعنے نفر فروع ۱۲

اختلاف واقع ہوا ہے حتی کہ اگر اسنے دختر کا پسر اور دختر کی دختر چھوڑی تو مال ترکہ ان دونون مین باعتبار ابدان کے مرد کو عورت سے دوچند کے حساب سے تقسیم ہوگا اسواسطے کہ اصول کی صفت متفق ہے اسی طرح اگر دختر کی دختر کی پسر کا پسر چھوڑا اور دختر کی دختر کی دختر کی دختر چھوڑی تو بھی مرد کو عورت سے دوچند کے حساب سے تقسیم ہوگا کیونکہ اصول مین اتفاق ہے اور یہ صورتین بلاخلاف ہین اور اگر دختر کی دختر چھوڑی اور دختر کی پسر کی دختر چھوڑی تو امام ابو یوسف کے نزدیک تمام مال دونون مین باعتبار ابدان کے نصفا نصف تقسیم ہوگا اور امام محمد کے نزدیک مال دونون مین تین تہائی تقسیم ہوگا جس مین سے دو تہائی دختر کے پسر کی دختر کو ملیگا اور ایک تہائی دختر کی دختر کو ملے گا کیونکہ انکے اصول مین اسی طرح کا اختلاف ہے یعنے ایک کا باپ مرد ہے اور دوسرے کی مان عورت ہے پس ایسا ہوا کہ گویا میت نے دختر کا بیٹا اور دختر کی بیٹی چھوڑی ہے پس جو کچھ دختر کے پسر کو پہونچا وہ اسکی دختر کو ملا اور جو کچھ دختر کی دختر کو پہونچا وہ اسکی دختر کو ملا ہے اور اگر دختر کی دختر کے دو ولد (دو ولد یعنی لڑکا و لڑکی ۱۲) اور دختر کی پسر کے دو ولد چھوڑے تو امام ابو یوسف کے نزدیک مال دونون مین باعتبار ابدان کے چھ حصے ہونگے جس مین سے ہر ایک مذکر کو دو سہام اور ہر ایک مؤنث کو ایک سہم ملے گا اور امام محمد کے نزدیک باعتبار اصول کے تقسیم ہوگا پس ایسا قرار دیا جائے گا کہ گویا اسنے ایک دختر کی دختر اور ایک دختر کا پسر چھوڑا ہے پس دختر کے پسر کو دو تہائی ملینگے اور ایک تہائی دختر کی دختر کو ملے گا پھر جو کچھ پسر کو ملا ہے وہ اسکی ہر دو اولاد کے درمیان تین حصوں پر تقسیم ہوگا اور جو دختر کی دختر کو ملا ہے وہ اسکی ہر دو اولاد کے درمیان تین حصوں پر تقسیم ہوگا پس مرد کو دو حصہ اور عورت کو ایک حصہ ملے گا لہذا کل مال کے نو حصے کیے جاوین۔ اور اگر دختر کے پسر کی دو دختر اور دختر کی دختر کا پسر چھوڑا تو امام ابو یوسف کے نزدیک ظاہر ہے اور امام محمد کے نزدیک تمام مال ترکہ انکے درمیان پانچ حصوں پر تقسیم ہوگا جسمین سے ایک پانچوان حصہ دختر کی دختر کے پسر کو ملے گا اور چار پانچوین حصے دختر کے پسر کی دو دختر کو ملین گے گویا میت نے دختر کی دختر اور دختر کے دو پسر چھوڑے ہین پس جو دختر کی دختر کو پہونچا وہ اس کی اولاد کے واسطے ہوا اور جو پسر کو پہونچا وہ اسکی اولاد کے واسطے ہوا۔ اور اگر دختر کی دختر کی دختر کے دو پسر اور دختر کے پسر کی دختر اور دختر کے پسر کی دختر کی دو دختر چھوڑی تو امام ابو یوسف کے نزدیک مال ترکہ ان فروع کے درمیان باعتبار ابدان کے سات حصے ہوگا اور امام محمد کے نزدیک مال ترکہ سب سے اوپر کے اختلاف یعنی بطن ثانی (دوسری پشت ۱۲) کے اختلاف پر بصفت اصول سات حصوں پر تقسیم ہوگا جسمین سے چار حصے دختر کے پسر کی دختر کی ہر دو دختر کو اپنے نانا کا حصہ ملے گا اور تین حصے نصیب ہر دو دختر مین موافق تیسری پشت کے انکی اولاد مین تقسیم ہوگا جسمین آدھا دختر کی دختر کے پسر کی دختر کو اپنے باپ کا حصہ ملے گا

عہ یعنے پسر کی مان اور دختر کی مان ۱۲ عہ یعنے دونون بنت یعنے دختر ہین جنکا حصہ برابر ہے ۱۲ منہ عہ یعنے ہر دو دختر نے اپنے اصل یعنے باپ کی صفت حاصل کی ہے ۱۲ منہ

اور نصف دیگر دختر کی دختر کے ہر دو پسر کو اپنی مان کا حصہ ملے گا پس اس تقسیم کی تصحیح اٹھائیس سے ہوگی اور واضح ہو کہ امام ابو حنیفہؒ سے اسمین دو روایتین ہین اور دونون مین سے مشہور تر روایت تمام ذوی الارحام کے حق مین یہی ہو کہ جو امام محمد کا قول ہو اور اسی پر فتویٰ ہے اور شیخ اسبیجابیؒ نے مبسوط مین فرمایا کہ امام ابو یوسف کا قول اصح ہو اسواسطے کہ یہی اسہل ہو اور صاحب محیط نے فرمایا کہ مشائخ بخارا نے ایسے مسائل مین قول امام ابو یوسفؒ اختیار کیا ہو یہ کافی مین ہو۔ اور اگر بعضے ذوی الارحام کی قرابت دو جہت سے یا زیادہ سے ہو تو اسکے واسطے دو یا زیادہ جہات کا اعتبار کیا جائے گا پس وہ ہر جہت سے وارث ہوگا لیکن اختلاف اسقدر ہو کہ امام ابو یوسفؒ اسکو انھین فروع موجودہ مین اعتبار کرتے ہین اور امام محمدؒ اصول مین بھی اعتبار کرتے ہین بخلاف جدہ کے کہ وہ امام ابو یوسف کے نزدیک فقط ایک ہی جہت سے وارث ہو سکتی ہو اور ذی رحم انکے نزدیک صحیح روایت کے موافق دو جہت سے وارث ہو سکتا ہو یہ تبیین مین ہو اسکی مثال یہ ہو کہ ایک شخص مرگیا اور اسکی دختر کے پسر کا پسر موجود ہو اور یہ پسر اسکی دختر کی دختر کا بھی پسر ہو اور ایک دختر کی دختر کی دختر چھوڑی اور یہ اس طرح ہو سکتا ہو کہ ایک شخص کی دو دختر تھین کہ وہ مر گئین اور ایک نے ایک بیٹا چھوڑا اور دوسری نے ایک بیٹی چھوڑی پھر اس بیٹا و بیٹی مین باہم نکاح ہوا پس وہ ایک بیٹا جنی پھر اس دختر سے کسی دوسرے شخص نے نکاح کیا کہ اس سے ایک دختر جنی پس پہلا لڑکا اس شخص کی دختر کے پسر کا پسر ہوا اور نیز اسکی دختر کی دختر کا پسر ہوا اور دوسری دفعہ جو لڑکی پیدا ہوئی ہو وہ اسکی دختر کی دختر کی دختر ہوئی پھر اگر جورو خاوند مر گئے پھر انکے بعد اس اولاد کا نانا مرا تو امام ابو یوسف کے نزدیک مال ترکہ نانا ان مین پانچ حصے ہو کر تقسیم ہوگا جس مین سے ایک یا پانچوان حصہ دختر کی دختر کی دختر کو ملے گا اور چار یا پانچوین حصے پسر کو جو دو قرابت والا اور مذکر ہو ملین گے اور امام محمد کے نزدیک مال کا چھٹا حصہ دختر کی دختر کی دختر کو ملیگا۔ اور پانچ حصے چھ حصون مین سے دو قرابت والے کو ملین گے۔ صنف دوم یعنے اجداد فاسد و جدات فاسدہ پس ان مین سے مستحق میراث مقدم وہ ہوگا جو میت سے زیادہ قریب ہے چنانچہ اگر مان کا باپ ہو اور مان کی مان کا باپ ہو اور باپ کی مان کا باپ ہو تو مال ترکہ اول کو ملے گا اسواسطے کہ وہ سب سے زیادہ قریب ہو اور اگر نزدیکی مین سب سے برابر ہوے تو کسی کی اولاد کے وارث ہونے سے باہم ترجیح نہوگی اور یہی اصح روایت کا حکم ہو اسواسطے کہ استحقاق کا سبب قرابت ہو نہ وارث کے جہت سے نزدیکی حاصل کرنا۔ اسکی مثال یہ ہو کہ مان کی مان کا باپ چھوڑا اور مان کے باپ کا باپ چھوڑا تو یہ دونون برابر ہین اور اگر نزدیکی مین دونون برابر ہون اور ان مین کوئی ایسا نہو جو وارث سے ترجیح رکھتا ہو تو دیکھا جائے گا کہ اگر جانب واحد سے ہون فقط مان کی طرف سے یا باپ کی طرف سے اور جنکی وجہ سے اسکے اقربا جانب میت ہو انکی صفت متفق ہو تو تقسیم ترکہ بتعداد ابدان ہوگی پس اگر سب مذکر ہون یا سب مونث ہون تو تقسیم کے حصہ برابر ہون گے اور اگر مرد و عورت مخلوط ہون تو مرد کو عورت سے دو چند ملے گا

یعنے وارث اولاد ۱۲

اور اگر اُن لوگون کی صفت جنکی وجہ سے انجر از جانب میت ہی مختلف ہو تو مثل صفت اول کے میت سے جو سب سے قریب پشت مختلف ہوئی اُسکے حساب سے ترکہ تقسیم کر کے دیا جائے گا اور اگر دونون جانب سے ہون تو دو تہائی واسطے قرابت پدر کے اور ایک تہائی واسطے قرابت مادر کے دیا جائے گا پھر جو کچھ ہر ایک فریق کے حصہ مین پڑا ہے وہ اُنکے درمیان بحساب مذکورہ بالا تقسیم ہوگا جیسے تنہا انکے ہونے کی صورت مین ہوتا ہی اسکی مثال یہ ہی کہ باپ کے باپ کی مان کا باپ ہی اور باپ کی مان کے باپ کا باپ ہی پس یہ دونون از جانب پدر ہین اور مان کے باپ کی مان کا باپ ہی اور مان کی مان کے باپ کا باپ ہے اور یہ دونون از جانب مادر ہین پس مال کے تین حصے کیے جاوینگے جسمین سے دو حصے قرابت پدر کو اور ایک حصہ قرابت مادر کو دیا جائے گا پھر جو کچھ قرابت پدر کو ملا ہی وہ دو تین حصہ کیا جائے گا جسمین سے دو حصے جد از جانب پدر یعنی باپ کے باپ کی مان کے باپ کو دیا جائے گا اور تہائی از جانب مادر یعنی قرابت کو یعنی باپ کی مان کے باپ کے باپ کو دیا جائے گا اور جو کچھ قرابت مادر کو ملا ہی وہ بھی اسی طور سے ان دونون مین تقسیم ہوگا کہ جد از جانب پدر کو یعنی مان کے باپ کی مان کے باپ کو اور ایک تہائی اسکے مان کی از جانب مان کے قرابت کو اور وہ مان کی مان کے باپ کا باپ ہی دیا جائے گا اور یہ جواب بنا بر قول ایسے عالم کے ہی جو وارث کے ہونے کے ساتھ قرابت کی ترجیح نہین اعتبار فرماتا ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی صنف سوم ذوی الارحام اور اسکی تین قسمین ہین - اول اعیانی یعنے ایک مان و باپ کے بھائیون کی بیٹیان و بہنون کی اولاد اور انکی اولاد کی اولاد اور دوم علاتی بھائیون کی بیٹیان و بہنون کی اولاد اور انکی اولاد کی اولاد اور سوم اخیافی بھائیون اور بہنون کی اولاد اور اولاد کی اولاد - پس اگر قسم اول و دوم مین سے ہون تو وہ مثل صنف اول کے ہین کہ درجہ مین یکسان ہوتے ہین اور نزدیکی میت و اولاد بوارث و تقسیم مین مثل صنف اول کے ان مین بھی اعتبار ہوگا اور اگر اسمین باہم مختلف ہون تو امام ابو یوسف کے نزدیک تقسیم مین ابدان کا اعتبار ہوگا اور امام محمد کے نزدیک ابدان کے ساتھ انکے اصول کے وصف کا اعتبار ہوگا یہ اختیار شرح مختار مین ہی - اسکی مثال یہ ہی کہ بہن کی دختر بہ نسبت بہن کی دختر کی دختر کے مقدم و مستحق ہوگی اسواسطے کہ وہ میت سے زیادہ نزدیک ہی اور بھائی کے پسر کی دختر مقدم ہوگی بہ نسبت بھائی کی دختر کی دختر کے اسواسطے کہ وہ وارث کی اولاد ہی ایک میت نے بہن کی بیٹی اور بہن کا بیٹا چھوڑا تو مال ترکہ ان دونون مین مرد کو عورت سے دو چند کے حساب سے تقسیم ہوگا میت نے بھائی کے پسر کی دختر اور بھائی کی دختر کا پسر اور بہن کی دختر کی دختر چھوڑی تو امام ابو یوسف کے نزدیک عدد ابدان کا اعتبار کیا جائے گا اور امام محمد کے نزدیک بہن کی دختر کی دختر کو پانچوان حصہ اور بھائی کی دختر کے

سے یعنے باپ کے پدر کی جانب سے ۱۲ منہ حدہ یعنی باپ کی مان کی جانب سے ۱۲ منہ سہ یعنے مان کے پدر ۱۲ للہ یعنی کسی جد کی اولاد وارث ہی اور دوسرے کی نہو تو جسکی اولاد وارث ہی وہ ترجیح نہین رکھتا ہی اور بعض کے نزدیک رکھتا ہی ۱۲ منہ صہ جیسا کہ صنف اول مین بیان ہوچکا ہی ۱۲

پسر کو چار پانچوین حصہ مین سے دو تہائی اور بھائی کے پسر کی دختر کو چار پانچوین حصہ مین سے ایک تہائی ملے گا اور حقیقی بہن کا بیٹا ہی اور حقیقی بہن کی بیٹی ہے تو امام ابو یوسف ابدان کا اعتبار کرتے ہین اصول کا اعتبار نہین کرتے ہین پس اُنکے نزدیک تہائی مال دختر بہن کو اور دو تہائی مال بہن کے پسر کو ملے گا - اور علاتی بھائی و بہنون کی اولاد کا حال درصورتیکہ حقیقی بھائی و بہنون کی اولاد موجود نہو تو ایسا ہی حال ہی جیسا کہ حقیقی بھائی و بہنون کی اولاد کا ہوا ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اور اخیافی بھائی بہنون کی اولاد ہو یعنی تیسری قسم ہو تو مال انکین برابر تقسیم ہوگا اسکے مرد و عورت یکسان ہین باعتبار انکے اصول کے کہ انکے اصول کا بھی یہی حال ہی اور اسمین کچھ اختلاف نہین ہی لیکن ایک شاذ روایت امام ابو یوسف سے مروی ہی کہ مرد کو عورت سے دوچند کے حساب سے انمین ترکہ تقسیم کیا جائیگا اور اگر ذوی الارحام سب انواع کے موجود ہون اور درجہ مین برابر ہون تو جسکی اصل وارث ہو وہ مقدم ہوگا پھر امام ابو یوسف کے نزدیک جو شخص حقیقی کی اولاد ہو وہ مقدم ہوگا پھر جو شخص علاتی کی اولاد ہو وہ مقدم ہوگا پھر تیسرا مرتبہ اخیافی کی اولاد کا ہی اور امام محمدؒ کے نزدیک مال ترکہ اُنکے اصول پر تقسیم کر کے ہر ایک کی اصل کا حصہ اسکی فرع کو منتقل کیا جائیگا اسکی مثال یہ ہی کہ متفرق انواع کے تین بہنون کی تین بیٹیان ہین تو امام ابو یوسف کے نزدیک سب مال حقیقی بہن کی دختر کو ملے گا اور امام محمدؒ کے نزدیک حقیقی بہن کی دختر کو تین پانچوین حصے ملین گے اور علاتی بہن کی دختر کو پانچوان حصہ اور اخیافی بہن کی دختر کو پانچوان حصہ ملے گا جیسا کہ انکے اصول کا فریضہ حصہ ہے باعتبار فرض و رد کے اور ایک میت نے متفرق تین قسم کے بھائیون کی تین دختر چھوڑین تو امام ابو یوسف کے نزدیک سب مال حقیقی بھائی کی دختر کو ملے گا - اور امام محمدؒ کے نزدیک اخیافی بھائی کی دختر کو چھٹا حصہ دیدیا جائیگا اور باقی سب مال حقیقی بھائی کی دختر کو ملے گا - ایک میت نے علاتی بہن کی دختر اور اخیافی بہن کی دختر چھوڑی تو امام ابو یوسف کے نزدیک سب مال علاتی بہن کی دختر کو ملیگا اسواسطے کہ وہ اعلی درجہ مین ہی - اور امام محمدؒ کے نزدیک بطریق فرض و رد کے دونون کے اصول کے اعتبار پر پہلی کو تین چوتھائی اور دوسری کو چوتھائی مال ملے گا میت کی حقیقی بہن کے دو پسر اور اخیافی بہن کی ایک دختر ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک سب مال ہر دو پسر کو ملے گا اور امام محمدؒ کے نزدیک حقیقی بہن کے دونون پسر مثل اپنی مان کے مستحق ہین پس سب مال انمین پانچ حصہ ہو کر تقسیم ہوگا - اور انکی اولاد مثل انکے اصول کے ہوگی - اور جوان مین سے مدلی[1] بوارث ہو وہ درصورت سب کے اور باتون مین مساوی ہونے کے اولاد وارث ہونے کی راہ سے مقدم ہوگا اسکی مثال یہ ہی کہ اخیافی بھائی کے پسر کا پسر اور حقیقی بھائی کی دختر کا بیٹا اور علاتی بھائی کے پسر کی دختر ہو تو سب مال اسی دختر کو ملے گا اسواسطے کہ اسکا باپ وارث ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی صنف چہارم اگر ان مین سے اگر کوئی[2] منفرد ہو تو وہ کل مال کا مستحق ہوگا اور یہ حکم تمام اصناف مین جاری ہی اور اگر چند ہوت اور انکی قرابت متحدہ ہو

[1] مدلی اسم فاعل از ادلاء بمعنی نزدیکی حاصل کرنا ۱۲ منہ [2] یعنی حقیقی و علاتی و اخیافی ۱۲ منہ

یا اینکہ سب ایک جنس کے ہون توجو اقوی ہو وہ بالاجماع اولی ہو گا یعنی جو ازجانب مادر و پدر ہو گا وہ بہ نسبت اسکے جو فقط باپ کی جانب سے ہو اولی واقوی ہو گا اور جو ازجانب پدر ہو گا وہ مان کی جانب والے سے اولی واقوی ہو گا خواہ مذکر ہون یا مؤنث ہون کذا فی الکافی - پھر وارث کا ولد اولی ہو گا - پس اگر دونون مین سے ایک ولد وارث ہو لیکن اسکی قرابت ایک ہی جہت سے ہو اور دوسرا اگرچہ ذی الرحم کا ولد ہو لیکن اسکی قرابت دوجہت سے ہو تو صحیح یہ ہو کہ دوجہت کی قرابت والا اولی ہو گا اسکی مثال یہ ہو کہ باپ کی جانب سے چچا کے پسر کی دختر ہو اور حقیقی پھوپھی کے پسر کا پسر ہے تو دوسرا اولی ہو یہ خزانۃ المفتین مین ہو؛ اور اگر چند ذکور و چند اناث مجتمع ہون اور انکی قرابت یکسان ہو تو مرد کو عورت سے دوچند ملے گا مثلاً چچا و پھوپھی دونون ازجانب مادر ہین یا مامون و خالہ دونون ازجانب مادر و پدر ہین یا دونون ازجانب پدر ہین یا دونون ازجانب مادر ہین تو ان مین مرد کو عورت سے دوچند کے حساب سے ترکہ تقسیم ہو گا اور اگر انکی قرابت مختلف ہو مثلاً پھوپھی ازجانب مادر و پدر ہو اور خالہ ازجانب مادر ہو یا مامون ازجانب مادر و پدر اور پھوپھی ازجانب مادر ہو تو ان مین ترکہ انکے اصول کے لحاظ سے تقسیم ہو گا کہ قرابت پدری والے کو دو تہائی ملے گا جو حصہ پدر ہو اور مادری والے کو ایک تہائی ملے گا جو حصہ مادر ہو اور یہی حکم انکی اولاد مین ہو گا کہ میراث کے واسطے اولی وہ ہو گا جو میت سے زیادہ قریب ہو خواہ کسی جہت سے ہو اور اگر قرابت مین سب برابر ہون اور انکی قرابت ایک ہی جنس کی ہو تو عصبہ کی اولاد اولی ہو گی جیسے چچا کی دختر اور پھوپھی کا بیٹا ہو دونون ازجانب مادر و پدر ہین یا ازجانب پدر ہین تو پورا مال چچا کی دختر کو ملے گا اور اگر دونون مین سے ایک ازجانب مادر و پدر ہو اور دوسرا ازجانب پدر ہو تو پورا مال اسی کو ملے گا جسکی قرابت قوی ہو اور اسکا بیان یہ ہے کہ میت نے تین پھوپھیان چھوڑین جن مین سے ایک ازجانب مادر و پدر ہو اور دوسری ازجانب پدر ہو اور تیسری ازجانب مادر ہو اور تین خالائین چھوڑین جن مین ایک ازجانب مادر و پدر ہے اور دوسری ازجانب پدر ہو اور تیسری ازجانب مادر ہو تو کل مال ترکہ مین سے دو تہائی پھوپھیون کے واسطے اور ایک تہائی مال خالاؤن کے واسطے ہو گا پھر پھوپھیون کا دو تہائی مال فقط اس پھوپھی کو ملے گا جو ازجانب مادر و پدر ہے اور خالاؤن کا ایک تہائی مال فقط اس خالہ کو ملے گا جو ازجانب مادر و پدر ہو کیونکہ انھین دونون کی قرابت قوی ہو - ایک میت نے ایک خالہ ازجانب مادر و پدر اور ایک مامون ازجانب مادر و پدر اور ایک پھوپھی ازجانب مادر و پدر اور ایک پھوپھی ازجانب پدر چھوڑی تو ترکہ مین سے دو تہائی مال اس پھوپھی کو ملے گا جو ازجانب مادر و پدر ہو کیونکہ اسکی قرابت قوی ہو - اور باقی ایک تہائی مال ازجانب مادر و پدر کی خالہ اور مامون کے درمیان مرد کو عورت سے دوچند کے حساب سے تقسیم ہو گا پس فرض مسئلہ تین سے اور اسکی تصحیح نو سے ہو گی - ایک میت نے مامون ازجانب مادر و پدر کی دختر اور پھوپھی ازجانب مادر کی دختر چھوڑی تو

ع مثلاً برادران ہون ۱۲ منہ ع مقدم مستحق ہو گا ۱۲

پھوپھی کی لڑکی کو دو تہائی مال ملے گا اور ماموں کی لڑکی کو ایک تہائی مال ملے گا - ایک میت نے خالہ ازجانب مادر و پدر کی دختر اور چچا ازجانب مادر کی دختر چھوڑی تو چچا کی لڑکی دو تہائی اور خالہ کی لڑکی کو ایک تہائی ملے گی - اور اگر چچا ازجانب مادر و پدر کی دختر اور پھوپھی ازجانب مادر و پدر کی دختر چھوڑی تو پورا مال چچا کی دختر کو ملے گا کیونکہ وہ عصبہ کی اولاد ہونے کی وجہ سے اولی ہے - اور اگر پھوپھی ازجانب پدر کی دختر اور پھوپھی ازجانب مادر و پدر کی دختر چھوڑی تو پورا مال پھوپھی ازجانب مادر و پدر کی دختر کو ملے گا کیونکہ اسکی قرابت قوی ہے - اور اگر خالہ ازجانب مادر و پدر کی دختر اور ماموں ازجانب پدر کی دختر چھوڑی تو سب مال خالہ کی دختر کو ملے گا کیونکہ اسکی قرابت قوی ہے یہ کافی مین ہے - اور شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جاننا چاہیے کہ پھوپھیون اور ماموؤن اور خالاؤن کی اولاد مین سے جو اقرب ہو وہ استحقاق میراث مین بعید سے مقدم ہوتا ہے خواہ جہت ایک ہی ہو یا مختلف ہو اور قریب و بعید کا تفاوت باعتبار پشت کے ہوتا ہے پس جسکی ایک ہی پشت ہو وہ ایسے شخص سے جو دوسری پشت مین ہو نزدیک ہوگا اور دوسری پشت والا باعتبار تیسری پشت والے کے قریب ہوگا اور اسکا بیان یہ ہے کہ اگر ایک میت نے خالہ کی دختر اور خالہ کی دختر کی دختر یا خالہ کے پسر کی دختر یا خالہ کے پسر کا پسر چھوڑا تو سب مال میراث خالہ کی دختر کو ملے گا اسواسطے کہ وہ ایک درجہ نزدیک ہے اسی طرح اگر پھوپھی کی بیٹی اور خالہ کی بیٹی کی بیٹی چھوڑی تو مال میراث پھوپھی کی بیٹی پاویگی اسواسطے کہ وہ ایک درجہ قریب ہے اگرچہ دونون مختلف جہتون سے ہین اور اگر پھوپھی کی بیٹیان چھوڑین اور اسکے ساتھ خالہ کی ایک دختر چھوڑی تو پھوپھی کی بیٹیون کو دو تہائی ملے گا اور خالہ کی ایک دختر کو ایک تہائی ملے گا - اور اگر ان مین بعض کی دو قرابتین ہون اور بعض کی ایک ہی قرابت ہو تو در صورت اختلاف جہت کے اس وجہ مذکور سے ترجیح نہین ہو سکتی ہے اور اگر جہت ایک ہی ہو تو جو ازجانب پدر ہے وہ مادر کی جانب والے سے اولی ہوگا خواہ مذکر ہو یا مؤنث ہو اسکا بیان یہ ہے کہ میت نے متفرق تین پھوپھیون کی تین بیٹیان چھوڑین تو سب مال پھوپھی ازجانب مادر و پدر کی دختر کو ملے گا اگر متفرق تین خالاؤن کی تین بیٹیان چھوڑین تو بھی یہی حکم ہے اور اگر اسنے خالہ ازجانب مادر و پدر کی دختر اور پھوپھی ازجانب مادر و پدر کی دختر چھوڑی تو پھوپھی کی دختر کو دو تہائی اور خالہ کی دختر کو ایک تہائی ملے گا - اور نیز اگر دونون مین سے ایک اولاد عصبہ یا اولاد صاحب فرض ہو تو ایک جہت ہونے کی صورت مین عصبہ یا صاحب فرض کا فرزند مقدم ہوگا اور جہت مختلف ہونے کی صورت مین اس امر مذکور کی وجہ سے ترجیح نہین ہو سکتی ہے بلکہ میت سے نزدیک ہونے کا اعتبار کیا جائے گا اور اسکا بیان یہ ہے کہ میت نے چچا ازجانب مادر و پدر کی دختر اور پھوپھی کی دختر چھوڑی تو سب مال چچا کی دختر کو ملے گا اسواسطے کہ وہ فرزند عصبہ ہے اور اگر اسنے چچا کی دختر اور ماموں یا خالہ کی دختر چھوڑی تو چچا کی دختر کو دو تہائی اور خالہ یا ماموں کی دختر کو ایک تہائی ملے گا اسواسطے کہ اس صورت مین جہت مختلف ہے

سلہ قال یعنی قرابت کی راہ سے ایسی پھوپھی جو ازجانب مادر و پدر ہو اور ایسی پھوپھی جو ازجانب پدر ہو اور ایسی پھوپھی جو ازجانب مادر ہو ۱۲ منہ

پس فرزند عصبہ ہونے کی وجہ سے ترجیح نہوگی اور یہ حکم ابن ابی عمران نے امام ابو یوسف سے روایت کیا ہو ولیکن ظاہر المذہب کے موافق فرزند عصبہ مقدم ہوگا خواہ جہت مختلف ہو یا متحد ہو اسواسطے کہ فرزند عصبہ وارث میت سے بہت متصل ہو پس گویا وہ میت سے بہت متصل ہو۔ اور اگر ان ذوی الارحام مین سے چند آدمی میت کی مان کی جانب سے ماموں یا خالاؤن کی بیٹیان موجود ہون اور چند آدمی باپ کی جانب سے چچا اور پھوپھیون از جانب مادر کی بیٹیان موجود ہون تو مال ترکہ دونون فریق مین تین تہائی تقسیم کیا جائیگا خواہ ہر جانب سے دو قرابت والی ہون یا ایک ہی جانب سے ایک قرابت والی ہون پھر جو کچھ ہر فریق کو ملا ہو وہ اس فریق والون مین تقسیم ہوگا پھر اس فریق مین جو دو قرابت والی ہون ان کو ایک قربت والی پر ترجیح دیجائیگی اور نیز اسمین جو باپ کی طرف سے قرابت والا ہو اسکو مان کیطرف سے قرابت والے پر ترجیح ہوگی اور اگر قرابت مین سب برابر ہون تو امام ابو یوسف کے دوسرے قول کے موافق انکے ابدان[۱] کے اعتبار سے ان مین مال تقسیم کیا جائیگا اور امام محمد کے نزدیک انکے اصول مین جہان پہلا اختلاف پڑا ہو اسکے اعتبار سے مال تقسیم ہوگا اور یہ امام ابو یوسف کا پہلا قول ہو اور اسکا بیان یہ ہو کہ میت نے ایک پسر خالہ اور ایک دختر خالہ چھوڑی تو ان دونون مین مال ترکہ مرد کو عورت کے دو چند کے حساب سے باعتبار ابدان کے تقسیم ہوگا اسواسطے کہ ان دونون کی اصل متفق ہو یعنی دونون خالہ کی اولاد ہین اور اگر اسنے ماموں کی دختر اور خالہ کا پسر چھوڑا تو امام ابو یوسف رح کے دوسرے قول کے موافق خالہ کے پسر کو دو تہائی اور ماموں کی دختر کو ایک تہائی ملیگا اور امام محمد کے قول کے موافق اسکے برعکس ہو۔ اور اگر پھوپھی کا لڑکا اور پھوپھی کی لڑکی چھوڑی تو ان دونون مین مال ترکہ مرد کو عورت سے دو چند کے حساب سے تقسیم ہوگا اور اگر پھوپھی کا بیٹا اور چچا کی بیٹی چھوڑی پس اگر چچا از جانب مادر و پدر یا از جانب پدر ہو تو اسکی دختر سب ترکہ پاویگی اسواسطے کہ عصبہ کی بیٹی ہو اور پھوپھی کا بیٹا فرزند عصبہ نہین ہو اور اگر چچا از جانب مادر ہو تو بنا بر دوسرے قول امام ابو یوسف کے مال ترکہ ان دونون مین موافق انکے ابدان کے تین تہائی تقسیم ہوگا جسمین سے دو تہائی پھوپھی کا بیٹا پاویگا اور ایک تہائی چچا کی دختر پاوے گی اور امام محمد کے نزدیک ان دونون کی اصل کا اعتبار کرکے مال ترکہ اسکے برعکس تقسیم ہوگا اور یہ حکم اسوقت ہو کہ پھوپھی از جانب مادر کا بیٹا ہو اور اگر پھوپھی از جانب مادر و پدر کا بیٹا ہو تو وہ سب مال کا مستحق ہوگا اسواسطے کہ اس مین دو قرابتین ہین اسی طرح اگر پھوپھی از جانب پدر کا بیٹا ہو تو بھی یہی حکم ہو اسواسطے کہ وہ بقرابت پدر نزدیک ہوا ہو اور عصبہ ہونے کی راہ سے جو استحقاق ہوتا ہے اسمین قرابت پدری کو قرابت مادری پر تقدیم و ترجیح ہوتی ہو اور اگر میت نے خالہ اپنی مادر کی یا ماموں اپنی مادر کا چھوڑا تو میراث اسی کو ملیگی بشرطیکہ اسکے ساتھ کوئی اور نہو اور اگر دونون کو چھوڑا تو مال ترکہ دونون کے درمیان مرد کو عورت کے دو چند کے حساب سے باعتبار ابدان کے تین تہائی تقسیم ہوگا اور اگر میت نے مان کی خالہ اور مان کی

---

[۱] ابدان یعنے ہر بدن ایک ایک کرکے گنا جاوے ۱۲

پھوپھی چھوڑی تو ابو سلیمان نے ہمارے اصحاب سے روایت کی ہے کہ مال دونون مین تین تہائی تقسیم ہوگا جسمین دو تہائی پھوپھی کو اور ایک تہائی خالہ کو ملے گا پھر ظاہر الروایۃ کے موافق اسمین کچھ فرق نہین ہے کہ دونون مین سے ہر ایک یا ایک کیواسطے دو قرابتین ہون اور دوسرے کے واسطے ایک ہی قرابت ہو- اور اگر میت نے باپ کی پھوپھی اور باپ کا چچا چھوڑا تو سب مال باپ کے چچا کو ملیگا بشرطیکہ چچا از جانب مادر و پدر یا از جانب پدر ہو کیونکہ وہ عصبہ ہوگا اور اگر چچا از جانب مادر ہو تو مال دونون مین تین تہائی موافق ابدان کے تقسیم ہوگا یہ امام ابو یوسف رحمہ کا دوسرا قول ہے اور موافق اصل کے بنابر پہلے قول کے تقسیم ہوگا اور یہی امام محمد رحمہ کا قول ہے اور اگر باپ کی پھوپھی اور باپ کی خالہ ہو تو موافق روایت ابو سلیمان کے مال ترکہ ان دونون مین مرد کو عورت سے دوچند کے حساب سے تقسیم ہوگا اور اگر یہ دو فریق مجتمع ہون یعنی باپ کی پھوپھی اور باپ کی خالہ اور مان کی پھوپھی اور مان کی خالہ تو باپ والے فریق کو دو تہائی اور مان والے فریق کو ایک تہائی ملے گا پھر جو مال ہر فریق کے حصہ مین پڑا ہے وہ اس فریق کے درمیان اس طرح تقسیم ہوگا جیسے پورے مال کی تقسیم سابق مین مذکور ہوئی ہے اور اختلاف جہت ہونے کی صورت مین ایک کی دو قرابت والے ہونے اور دوسرے کی ایک ہی قرابت والے ہونے کی وجہ سے تقسیم مال مین کچھ فرق نہوگا لیکن ہر فریق کے درمیان اسکے حصہ کا مال تقسیم کرنے مین دو قرابت والی کو ترجیح دیجائیگی جیسے کہ ہم نے صورت مذکورہ سابقہ مین بیان کیا ہے- اور ان لوگون کی اولاد کی میراث پانے کا حال بمنزلہ ان لوگون کے ہے و لیکن انکی اولاد کے ساتھ ان لوگون کا موجود ہونا شرط ہے اور اگر ان مین سے کوئی موجود ہوا تو اُسکی اولاد کو کچھ نہ ملے گا حتی کہ میت کی پھوپھیون اور خالاؤن مین سے کسی پھوپھی یا خالہ کے موجود ہونے کی صورت مین اسکی اولاد کو کچھ نہین ملتا ہے اور اس جنس مین ایک ایسا شخص متصور ہوسکتا ہے جسکے واسطے دو قرابتین ہون اور اسکا بیان یہ ہے کہ ایک عورت کا ایک مادری بھائی ہے اور ایک پدری بہن ہے پھر اسکے اس مادری بھائی نے اس کے اس پدری بہن سے نکاح کیا اور ان دونون سے ایک لڑکا پیدا ہوا پھر یہ لڑکا مر گیا تو یہ عورت مذکورہ اس لڑکے کی خالہ از جانب پدر ہے اور نیز اس لڑکے کی پھوپھی از جانب مادر ہے یہ مبسوط شمس الائمہ سرخسی مین ہے

آٹھوان باب حساب فرائض کے بیان مین

جمع سہم یعنے حصہ ۱۲ سہام مقدرہ چھ ہین چھٹا و تہائی و دو تہائی اور یہ سب ایک جنس ہین اور آٹھوان و چوتھائی و آدھا یہ سب ایک جنس ہین اور ان سہام مین سے ہر سہم کا ایک مخرج ہے پس آدھا تو دو سے نکلتا ہے اور آدھے کے سوا ہر سہم اپنے نام سے نکلتا ہے چنانچہ آٹھوان آٹھ سے اور چوتھائی چار سے اور تہائی اور دو تہائی تین سے اور چھٹا حصہ چھ سے نکلتا ہے پس اگر چوتھائی ایک جنس کا دوسری جنس کے سب کے ساتھ یا بعض کے ساتھ جمع ہوا ہو تو اس کی اصل بارہ سے ہوگی اور اگر آٹھوان دوسری جنس کے سب یا بعض کے ساتھ جمع ہوا تو اصل مسئلہ چوبیس سے ہوگا یہ محیط مین ہے- اور اگر آدھا حصہ دوسری جنس کے سب یا بعض کے ساتھ مجتمع ہوا تو اصل مسئلہ چھ سے ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے اور سب فریضے

صحیح ہوا یعنی ہر فریق کے سہام تقسیم ہو گئے تو پھر ضرب دینے کی کوئی حاجت نہیں ہے اور اگر کسر واقع ہوئی تو جس نفر وارثوں میں کسر واقع ہوئی ہے انکی تعداد کو اصل مسئلہ میں ضرب دے اور انکا عول کر دے اگر وہ بعول ہوتا ہیں جو حاصل ہو اس سے مسئلہ صحیح ہو جائے گا اسکی مثال یہ ہے کہ میت نے ایک جورو اور دو بھائی چھوڑے پس اصل مسئلہ چار سے ہوا کہ جسکا چوتھائی ایک سہم عورت کو ملا اور تین سہام باقی رہے جو دو بھائیوں پر پورے تقسیم نہیں ہوتے ہیں اور تین اور دو میں توافق نہیں ہے پس دو کو چار میں ضرب دیدے تو مسئلہ آٹھ سے ہو جائے گا پس اس سے سہام صحیح نکل آوینگے (کیونکہ دو بھائی ہیں ۱۲) اور اگر انکے سہام اور تعداد میں توافق ہو تو وفق سے جو عدد نکلتا ہو اسکو اصل مسئلہ میں ضرب دینا چاہیے اسکی مثال یہ ہے کہ میت نے ایک جورو اور چھ بھائی چھوڑے پس جورو کو چوتھائی یعنی ۴ میں سے ایک دیدیا جائے گا اور ۳ باقی رہے جو چھ بھائیوں پر پورے تقسیم نہیں ہو سکتے ہیں مگر تین میں اور چھ میں توافق بثلث ہے پس ان وارثوں کا عدد وفق (یعنی دو) کو اصل مسئلہ یعنے چار میں ضرب دیا جائے پس آٹھ ہونگے تو اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی کہ جورو کا ایک سہم دو میں ضرب کیا جائے گا تو اسکے واسطے دو سہام ہونگے اور بھائیوں کے تین سہم دو میں ضرب کیے جاوینگے تو چھ ہونگے پس ہر ایک کے واسطے ایک سہم ہوگا مثال دیگر میت نے ایک جورو اور ایک ماں و باپ سے چھ بھائی اور تین بہنیں چھوڑیں پس اصل مسئلہ چار سے ہوگا پس جورو کو ایک سہم ملے گا اور باقی تین سہم رہے جو پندرہ[۵] پر پورے تقسیم نہیں ہوتے ہیں لیکن تین اور پندرہ میں موافقت بثلث ہے پس پندرہ اپنی تہائی یعنے پانچ کی طرف رجوع کریگا پس اس پانچ کو اصل مسئلہ چار میں ضرب دے کہ بیس ہو جائیں گے کہ جس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔ اور دو فریق وارثوں کے سہام میں کسر واقع ہوئی ہیں ہر فریق کے سہام و عدد وارثان میں موافقت دیکھنا چاہیے پھر ہر دو عدد کو دیکھنا چاہیے پس اگر دونوں متماثل ہوں تو ایک کو اصل مسئلہ میں ضرب دینا چاہیے اور اگر دونوں متداخل ہوں یعنی دونوں میں تداخل ہو تو جو عدد فریق دونوں میں زیادہ ہو اسکو ضرب دینا چاہیے اور اگر دونوں میں توافق ہو تو دونوں کا عدد وفق نکالکر اسکو ان میں سے ایک میں ضرب دیا جاوے اور حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں ضرب دینا چاہیے اور اگر دونوں میں تباین ہو تو ایک کو دوسرے میں ضرب دیکر پھر حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں ضرب دینا چاہیے اسکی مثال یہ ہے کہ تین چچا اور تین دختر چھوڑیں پس اصل مسئلہ تین سے ہوا جسمیں سے دو تہائی دختران کا حصہ ہوا یعنے دو سہام اور ایک باقی رہا وہ چچاؤں کا حصہ ہو ولیکن ہر دو فریق کے حق میں کسر واقع ہوئی اور دونوں عدد میں تماثل[۵] ہے پس ایک کے عدد (۳) کو اصل مسئلہ (۳) میں ضرب دیا جاوے کہ (۹) ہوئے پس اس سے تصحیح مسئلہ ہوگی مثال دیگر پانچ جدات اور پانچ بہنیں حقیقی اور ایک چچا چھوڑا پس اصل مسئلہ (۶) سے ہوگا اور اعداد

---

۵ مثال تین بہنیں ہیں کہ کم سے کم ایک ایک سہم ہر ایک کا ہو تو تین ہوئے اور چھ بھائی ہیں کہ ہر ایک کو عورت سے دوچند ملنا چاہیے پس چھ کے دوچند بارہ ہوئے اور مجموعہ پندرہ ہوا ۱۲ منہ … ۵ یعنی ہر دو موافق عدد کو ۱۲ … ۵ یعنی ایک سے ہی ہوں جیسے دو دو چار چار وغیرہ ۱۲ منہ … ۵ جو توافق برآمد ہوا ہی ۱۲

وسہام مین موافقت نہین ہی لیکن اعداد متماثل ہین پس ایک کو یعنے (۵) کو اصل مسئلہ (۶) مین ضرب دیا جاوے
تو تیس ہوے اس سے تصحیح مسئلہ ہوگی مثال دیگر ایک جدہ اور چھ بہنین حقیقی اور نو بہنین اخیافی یعنے
از جانب مادر ہین اصل مسئلہ (۶) سے ہوا اور اسکا عول (۷) سے ہوا جسمین سے جدہ کا ایک سہم ہوا اور
اخیافی بہنون کے (۲) دو سہام ہوے اور ان مین موافقت نہین ہی اور حقیقی بہنون کے واسطے (۴)
سہام ہین اور انکی تعداد و سہام مین توافق بالنصف ہی پس اسکی تعداد نے نصف کی طرف رجوع کیا تو
(۳) ہوے اور رہے ۔ اور ۹ مین تداخل ہی پس ۹ کو اصل مسئلہ ۷ مین ضرب دیا جاوے کہ (۶۳) ہوے
پس اس سے تصحیح مسئلہ ہوگی مثال دیگر ۔ دختر و چھ جدات و چار دختران پسر و چچا چھوڑا اور اصل مسئلہ
(۶) سے ہوا ولیکن سہام و اعداد وارثان مین توافق نہین ہی لیکن اعداد وارثین باہم توافق ہے کیونکہ
۶ اور ۴ مین توافق بالنصف ہی پس ایک کے نصف کو دوسرے مین ضرب دیا جاوے تو ۱۲ ہوے
پھر ۱۲ کو اصل مسئلہ مین ضرب دیا جاوے تو ۷۲ ہوے پس اس سے تصحیح ہوگی ۔ مثال دیگر زوجہ و سولہ
اخیافی بہنین اور پچیس چچا جسمین چوتھائی و تہائی مابقی کی ضرورت ہی پس اصل مسئلہ بارہ سے ہوا اور بہنون
کے سہام اور انکی تعداد مین توافق بربع ہی پس سولہ نے چوتھائی کی طرف رجوع کیا تو ۴ ہوے اور چچاؤن
اور انکے سہام مین توافق بہ خمس ہی پس پچیس راجع بجانب ۵ ہوا اور چار و پانچ مین موافقت نہین ہی
پس انکو باہم ضرب دینا چاہیے تو (۲۰) ہوے پس انکو اصل مسئلہ مین ضرب دیا تو (۲۴۰) ہوے اس سے
مسئلہ کی تصحیح ہوگی اور اگر تین فریق یا زیادہ مین کسر واقع ہوئی تو بھی اسی طرح سے پہلے سہام اور عدد وارثان مین
توافق دیکھنا چاہیے پھر عددون عددون توافق دیکھنا چاہیے پھر اسی طور سے کرنا چاہیے جیسا کہ دو فریق مین
کسر واقع ہونے مین کیا ہی یعنی تداخل و تماثل و توافق و تباین کی نسبتین لحاظ کرنی چاہیے ہین اور چار فریق سے
زیادہ مین کسر واقع ہونا فرائض مین متصور نہین ہی اور فریقون و انکے سہام مین ضرب دینے سے جو حاصل ہوتا ہو
اسکو جزء السہم کہتے ہین پس اسکو اصل مسئلہ مین ضرب دینا چاہیے اسکی مثال یہ ہی کہ چار زوجہ اور تین جدات اور
بارہ چچا چھوڑے پس اصل مسئلہ ۱۲ سے سب زوجہ کو چوتھائی کے ۳ سہام سب جدات کے چھٹا حصہ ۲ سہام
اور چچاؤن کے مابقی سات سہام ہوے اور ظاہر ہو کہ اعداد و سہام مین موافقت نہین ہی ولیکن باہم اعداد
متداخل ہین پس سب سے بڑا جو عدد ہی یعنے ۱۲ کو اصل مسئلہ مین ضرب دیا تو (۱۴۴) ہوے پس اس سے تصحیح
ہوگی پس زوجات کے ۳ کو بارہ مین ضرب دیا (۳۶) ہوے پس ہر زوجہ کے واسطے ۹ ہوے اور جدات کے
۲ کو بارہ مین ضرب دیا (۲۴) ہوے کہ ہر ایک جدہ کے واسطے ۸ ہوے اور چچاؤن کے واسطے ۷ تھے انکو
بارہ مین ضرب دیا تو ۸۴ ہوے کہ ہر ایک چچا کے واسطے ۷ ہوے مثال دیگر چھ جدات ۔ نو دختر ۔ پندرہ چچا
چھوڑے پس اصل مسئلہ ۶ سے ہوا پس جدات کے واسطے ۱ سہام جو تقسیم نہین ہو سکتا ہی اور دو ثلث
ہی اور دختران کے ۴ بھی ایسے ہی ہین اور چچاؤن کا ایک سہم وہ بھی ایسا ہی ہی ولیکن اعداد وارثان مین

باہم توافق ہے پس جدات کی تہائی یعنی دو کو تعداد دختران یعنے ۹ مین ضرب دیا تو ۱۸ ہوئے پھر اسکے وفق کو یعنے ۳ کو تعداد چچا یعنے ۱۵ مین ضرب دیا تو ۹۰ ہوئے پھر ۹۰ کو اصل مسئلہ ۶ مین ضرب دیا تو (۵۴۰) ہوئے پس اس سے تصحیح ہوگی - مثال دیگر دو زوجہ اور دس جدات اور (۴۰) بہنین اخیافی اور (۲۰) چچا چھوڑے پس اصل مسئلہ ۱۲ ہے جسمین سے ہر دو زوجہ کو چوتھائی کے ۳ ملے جو منقسم نہین ہوتے ہین اور نہ موافقت ہے اور جدات کو چھٹے حصہ کے دو سہام سے جو منقسم نہین ہوسکتے ہین لیکن دونون مین موافقت بالنصف ہے پس یہ اپنے نصف کی طرف راجع ہوئے پس ۵ ہوئے اور بہنون کو تہائی کے چار ملے وہ بھی نہین منقسم ہوتے ہین ولیکن دونون مین توافق بربع ہے پس اپنی چوتھائی کی طرف رجوع کیا تو ۱۰ ہوئے اور چچاؤن کے واسطے باقی یعنی ۳ ہے مگر تقسیم نہین ہوسکتا ہے اور نہ توافق ہے ولیکن پانچ اور دس دونون ۲۰ مین داخل ہین یعنے باہم تداخل ہے پس بیس کو اصل مسئلہ مین ضرب دینا چاہیے تو بیس کو ۱۲ مین ضرب دینے سے ۲۴۰ ہوئے جس سے تصحیح ہوگی - مثال دیگر ۴ زوجہ ۱۵ جدہ ۱۸ دختر ۶ چچا چھوڑے پس اصل مسئلہ ۲۴ ہے پس زوجات کو آٹھوین حصہ کے ۳ کہ تقسیم نہین ہوسکتے ہین اور نہ توافق ہے اور جدات کو چھٹے حصے کے ۴ وہ بھی ایسے ہی ہین اور دخترون کو دو تہائی کے ۱۶ مگر ان مین توافق بالنصف ہے پس اسنے نصف کی جانب رجوع کیا تو ۹ ہوئے اور چچاؤن کے واسطے ایک سہم رہا اب ہمارے پاس جو اعداد ہین وہ یہ ہین ۴ و ۱۵ و ۹ و ۶ پس ۶ اور ۹ مین توافق بالثلث ہے پس ایک کی تہائی کو دوسرے مین ضرب دیا تو ۱۸ ہوئے پس اس مین اور ۱۵ مین توافق بالثلث ہے پس ایک کی تہائی کو دوسرے مین ضرب دیا تو ۹۰ ہوئے اور اس مین اور چار مین توافق بالنصف ہے پس دو کو ۹۰ مین ضرب دیا تو ۱۸۰ ہوئے پس اسکو اصل مسئلہ ۲۴ مین ضرب دیا تو ۴۳۲۰ ہوئے پس اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی - مثال دیگر دو زوجہ اور دس دختر اور ۶ جدات اور سات چچا چھوڑے اصل مسئلہ ۲۴ ہے پس ہر دو زوجہ کو آٹھوان حصہ ۳ ملے جو تقسیم نہین ہوسکتے ہین اور نہ توافق ہے اور دخترون کو دو تہائی مین ۱۶ ملے جسمین توافق بالنصف ہے پس اسنے نصف یعنے پانچ کی طرف رجوع کیا اور جدات کے واسطے چھٹے حصہ مین ۴ ملے اسمین بھی توافق بالنصف ہے پس اسنے ۳ کی طرف رجوع کیا اور چچاؤن کے واسطے باقی ایک سہم رہا اب ہمارے پاس ۲ - اور ۵ - اور ۳ - اور ۷ ہے اور ان سب مین باہم تباین ہے پس دو کو پانچ مین ضرب دیا تو ۱۰ ہوئے اسکو ۳ مین ضرب دیا تو ۳۰ ہوئے اسکو سات مین ضرب دیا تو ۲۱۰ ہوئے پھر اسکو اصل مسئلہ ۲۴ مین ضرب دیا تو ۵۰۴۰ ہوئے اس سے تصحیح مسئلہ ہوگی یہ اختیار شرح مختار مین ہے مثال دیگر ۵ بہنین علاتی اور تین بہنین اخیافی اور سات جدات اور چار زوجات چھوڑین تو اصل مسئلہ ۱۲ ہے اور عول ۱۷ سے ہوا پس علاتی بہنون کو دو تہائی کے ۸ ملے جو انپر تقسیم نہین ہوسکتے ہین اور نہ توافق ہے اور اخیافی

۵ یا تعداد چچا ۱۵ اسکے وفق ۵ کو اس مین ۱۸ کو ضرب دیا تو بھی ۹۰ ہوئے ۱۲

بہنون کو تہائی کے ۴ ملے جو انپر تقسیم نہین ہوسکتے ہین اور نہ توافق ہو اور جدات کو چھٹے حصے کے دو سہام ملے جو انپر تقسیم نہین ہوسکتے ہین اور نہ توافق ہو اور زوجات کو چوتھائی کے ۳ ملے جو انپر تقسیم نہین ہوسکتے ہین اور نہ توافق ہو پھر پانچ مین اور تین مین توافق نہین ہو پس ضرب دینے سے ۱۵ ہوے اور ۱۵ اور چار مین توافق نہین ہو پس ضرب دینے سے ساٹھ ہوے اور ۶۰ اور سات مین توافق نہین ہے پس باہم ضرب دینے سے ۴۲۰ ہوے پھر اسکو اصل مسئلہ ۲۴ مین ضرب دیا تو حاصل ضرب ۱۰۰۸۰ ہوے پس اس مسئلہ کی تصحیح ہوگی یہ تبیین ہے

نوان باب توافق و تماثل و تداخل و تباین کے پہچاننے کے بیان مین واضح ہو کہ ہر دو عدد ان چار قسمون سے خالی نہین ہوسکتے ہین یعنی یا تو متماثل ہونگے یا متداخل ہونگے یا متوافق ہون گے یا متباین ہونگے پس متماثل وہ دو عدد ہین جو باہم برابر ہون جیسے تین تین اور پانچ پانچ اور یہ بات بالبداہۃ معلوم ہوتی ہے اور متداخل وہ دو عدد ہین جن دونون مین سے ایک دوسرے کا جزو ہو اور چھوٹا بڑے کے نصف سے زائد نہو گا جیسے ۳ اور ۹ اور جیسے ۴ و ۱۲ پس ۹ کا ۳ تہائی ہو اور ۱۲ کا ۴ تہائی ہو اور ۸ کا چار آدھا ہو اور اسی طرح ۶ کا ۳ نصف ہو اور اسکے پہچاننے کا یہ طریقہ ہو کہ جو عدد دونون مین سے بڑا ہو اسمین جو عدد کم ہو وہ ساقط کیا جاوے پس اگر ساقط کرتے کرتے اور طرح دیتے دیتے بڑا بالکل فنا ہو جاوے تو یہ دونون عدد متداخل ہونگے جیسے پانچ اور بیس یا چار و بیس کہ اگر بیس مین سے پانچ کو چار دفعہ طرح دیا اور نیز چار کو بیس مین سے پانچ مرتبہ طرح دیا تو بیس بالکل فنا ہو گیا پس یہ دونون متداخل ہین یا یون کہنا چاہیے کہ دو عدد جنمین سے اگر بڑا چھوٹے پر پورا تقسیم ہو جاوے تو وہ دونون متداخل ہین جیسے مثال مذکورۂ بالا مین اگر بیس کو پانچ پر تقسیم کیا تو چار حصے پورے پورے نکلین گے اسی طرح اگر چار پر تقسیم کیا تو پانچ حصے پورے پورے نکلین گے اور متوافق وہ دو عدد ہین کہ کوئی دوسرے کو فنا نہ کرے اور نہ کوئی دوسرے پر پورا تقسیم ہو جاوے لیکن دونون کو تیسرا عدد فنا کر دے پس یہ دونون متوافق ہونگے اور جس عدد سے دونون فنا ہوتے ہین اسی کے جزو کے حساب سے دونون مین توافق کی نسبت ہوگی جیسے ۸ اور ۱۲ کہ ان دونون کو ۴ فنا کرتا ہے پس ان دونون مین توافق بالربع ہو اسی طرح ۱۵ اور ۲۵ کہ دونون پانچ فنا کرتا ہو پس ان دونون مین توافق بخمس ہو اور کبھی ایسا ہوتا ہو کہ دو عددون کو کئی عدد فنا کرتے ہین جیسے ۱۲ و ۱۸ کہ انکو ۶ بھی فنا کرتا ہو اور ۳ اور ۲ بھی پس جزو وفق سب سے بڑے فنا کرنے والے عدد کے حساب سے لیا جاوے تاکہ ضرب کرنے مین اختصار ہو اور حساب مین آسانی ہو اور توافق کے پہچاننے کا طریقہ یہ ہو کہ ایک دوسرے سے برابر گھٹایا جاوے پس آخر مین جو عدد باقی رہے اسی سے جزو موافقت لیا جاوے جیسے ۱۵ و ۲۵ مین ہو کہ جب ۲۵ مین سے ۱۵ گھٹایا گیا تو ۱۰ رہے اور جب ۱۵ مین سے ۱۰ گھٹائے گئے تو ۵ رہے اور جزو موافقت پہچاننے کا یہ طریقہ ہو

۱ مترجم کہتا ہو کہ یہان بیس سے پانچ پھر نکالے جاوین تاکہ پانچ رہجاوین تب نسبت کیجاوے اور شاید اصل مین بقدر عبارت چھوٹ گئی ہو کاتب کی غلطی ہو واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲

کہ واحد کو اس عدد باقی کی طرف نسبت کیا جاوے واحد (ایک) اس عدد کا جو حصہ ہوتا ہو وہی جزو موافقت ہو چنانچہ مثال مذکورہ مین پانچ رہے ہین پس ان پانچ کی طرف ایک کو نسبت کیا تو ایک اسکا پانچوان حصہ ہو پس معلوم ہوا کہ ۱۵ - ۲۵ مین توافق بخمس ہے - اور اگر ہر دو عدد کا فنا کرنے والا دس سے زیادہ ہو جیسے ۳۲ و ۴۵ مین ہے کہ انکا عدد مفنی ۱۰ ہے یا جیسے ۲۲ و ۳۳ کہ انکا عدد مفنی ۱۱ ہے اور جیسے ۳۰ - اور ۴۵ کہ انکا مفنی ۱۵ ہے تو نظر کرنا چاہیے کہ اگر فنا کرنے والا عدد فرد مفرد ہو اور عدد فرد مفرد اسکو کہتے ہین جسکا جزو صحیح نہو یعنی وہ ایسے دو عدد دون سے مرکب نہو جنکے باہم ضرب دینے سے یہ عدد حاصل ہو جیسے گیارہ تو یون کہنا چاہیے کہ ان میں توافق گیارھوین جزو کے ساتھ ہے اسواسطے کہ سوائے اسکے اور طور سے اسکی تعبیر نہین ہو سکتی ہے اور اگر اسمین توافق ایسے عدد سے ہو جو زوج ہے جیسے ۳۶ و ۵۴ مین ۱۸ یا فرد مرکب ہو اور فرد مرکب وہ ہے جسکے دو جزو صحیح یا زیادہ ایسے نکلتے ہون جنکے باہمی ضرب سے یہ عدد حاصل ہوتا ہو جیسے ۱۵ کہ ۳ اور ۵ اسکے دو جزو ہین صحیح کہ ایک اسکا پانچوان حصہ ہے اور دوسرا اسکا تیسرا حصہ ہے اور ایسا عدد فرد مرکب کہلاتا ہے کہ یہ ۳ و ۵ دو عددون کے باہمی ضرب سے مرکب ہے پس ایسی صورت مین تعبیر جزو وفق کے واسطے چاہیے اسی طور سے کہے جیسے فرد مفرد مین مذکور ہوا ہے یعنی توافق دونون مین پندرھوین یا اٹھارھوین جزو کے ساتھ ہے اور چاہیے واحد کو اسکے دو ٹکڑون کی طرف منسوب کرکے ایک کو دوسرے کی طرف مضاف کرے مثلاً پندرہ مین کہے کہ توافق بثلث الخمس[1] ہے اور اٹھارہ مین کہے کہ توافق بثلث السدس ہے اور اسی پر اُسکے نظائر کو قیاس کرنا چاہیے اور متبائن وہ عدد ہین کہ جو متماثل نہون و متداخل نہون اور سوائے ایک کے انکو کوئی عدد فنا نہ کر سکے جیسے ۵ اور ۷ یا ۷ - اور ۹ یا ۱۱ - اور ۱۲ - اور نیز اسکے مانند سمجھ لینا چاہیے یہ خزانۃ المفتین مین ہے - اور جب کہ ان طریقون سے جو ہم نے بیان کیے ہین مسئلہ کی تصحیح ہو گئی پھر یہ قصد ہوا کہ ہر فریق کا حصہ اس تصحیح سے نکالکر معلوم کیا جاوے تو چاہیے کہ جس عدد سے اصل مسئلہ کو ضرب دیا ہے اس سے ہر فریق کے اس حصہ کو جو اسکو اصل مسئلہ سے پہونچا ہے ضرب کرے پس حاصل ضرب اس فریق کا حصہ ہوگا اور ہر وارث کا حصہ پہچاننے کا یہ طریقہ ہے کہ اسکے سہام اُسی عدد مین ضرب کرے جس مین اصل مسئلہ کو ضرب کیا ہے پس حاصل ضرب اس وارث کا حصہ ہوگا اسکی مثال یہ ہے کہ ۴ زوجہ اور ۶ بہنین حقیقی اور ۱۰ چچا ہین پس اصل مسئلہ ۱۲ سے ہوا جس مین سے سب چارون زوجہ کو ۳ سہام ملے جو تقسیم نہین ہو سکتے ہین اور نہ ان مین توافق ہے اور بہنون کے واسطے دو تہائی کے ۸ ہوے جو تقسیم نہین ہو سکتے ہین ولیکن انمین توافق ہے اور توافق بالنصف ہے پس ۳ کیطرف راجع ہوے اور چچاؤن کے واسطے ایک ہے پس اعداد ۴ و ۳ و ۱۰ ہین اور ۴ و ۱۰ مین توافق بالنصف ہے پس ایک کے نصف کو دوسرے مین ضرب دیا تو ۲۰ ہوے پھر ۲۰ کو ۳ مین ضرب دیا تو ۶۰ ہوے پس اسکو اصل مسئلہ ۱۲ مین ضرب دیا تو ۷۲۰ ہوے اسی سے تصحیح ہو گی پھر اگر تو نے ارادہ کیا

---

[1] یعنے پانچوین کی تہائی ۱۲ منہ

ہر فریق کا حصہ دریافت کرے تو ہم کہتے ہین کہ زوجات کے ۳ سہام تھے اُن کو ۶۰ سے ضرب دیا جس سے اصل مسئلہ کو ضرب دیا ہی تو ۱۸۰ ہوئے اور بہنون کے ۸ تھے انکو ۶۰ مین ضرب دیا تو ۴۸۰ ہوئے اور چچاؤن کا ایک سہم تھا اسکو ۶۰ مین ضرب دیا ہی تو ۶۰ ہوئے پھر اگر چاہا کہ ہر وارث کا حصہ دریافت کرے تو ہر زوجہ کے واسطے تین چوتھائی سہم تھا اسکو ۶۰ مین ضرب دیا تو ۴۵ ہوئے اور ہر دختر کے واسطے ایک سہم و ایک تہائی سہم تھا اسکو ۶۰ مین ضرب دیا تو ۸۰ ہوئے اور ہر چچا کے واسطے سہم کا دسوان حصہ تھا تو اسکو ۶۰ مین ضرب دینے سے ۶ حاصل ہوئے پس یہ بیان تصحیح مسائل اور شناخت حصۂ ہر فریق و ہر وارث تھا پس اسی پر اسکی مثال کو قیاس کرنا چاہیے اور جو طریقے ظاہر کر دیے گئے ہین انھین کے موافق عمل کرنا چاہیے انشاء اللہ تعالی ہمیشہ مقصود حاصل ہوگا اور دوسرا طریقہ ہر وارث کا حصہ دریافت کرنے کا یہ ہو کہ جس عدد سے اصل مسئلہ کو ضرب دیا ہی اسکو جس فریق کی تعداد پر چاہیے تقسیم کرے جو حاصل تقسیم آوے اسکو اُس فریق کے سہام مین جو باعتبار اصل مسئلہ کے حاصل ہوئے ہین ضرب کرے پس حاصل ضرب اس فریق کے ایک وارث کا ہوگا چنانچہ مثال مذکورۂ بالا مین جس عدد کو ضرب دیا ہی وہ ۶۰ ہی اور زوجات کے عدد چار ہین پس چار پر تقسیم کرنے سے ۱۵ حاصل ہوئے اسکو زوجات کے سہام ۳ مین ضرب دیا تو ۴۵ ہر زوجہ کا حصہ حاصل ہوا اور اگر بہنون کی تعداد ۶ پر تقسیم کیا تو دس حاصل ہوئے اسکو سہام خواہران ۸ مین ضرب دیا تو ۸۰ ہر ایک بہن کا حصہ حاصل ہوا۔ اور اگر ۱۰ چچا پر تقسیم کیا تو ۶ حاصل ہوئے اسکو انکے حصہ مین جو ایک ہی ضرب دیا تو ہر ایک چچا کا ایک حاصل ہوا۔ اور دوسرا طریقہ یہ ہو کہ ہر فریق کو جو سہام اصل مسئلہ سے حاصل ہوئے ہین اسکو انکی تعداد کیطرف نسبت کرکے دیکھے کہ کیا نسبت حاصل ہوتی ہی پھر اسی نسبت سے جس عدد کو اصل مسئلہ مین ضرب دیا ہو اسمین سے ہر وارث اس فریق کو دیدے چنانچہ مسئلہ مذکورۂ بالا مین زوجات کے سہام ۳ تھے اور تعداد ۴ تھی پس نسبت تین چوتھائی ہوئی پس ۶۰ مین سے تین چوتھائی یعنی ۴۵ ہر زوجہ کا حصہ ہوا اور یہی عمل بہنون و چچاؤن کے حصے دریافت کرنے مین کرنا چاہیے کذا فی الاختیار شرح المختار

قال المترجم اور ایک طریقہ جدید واسطے دریافت ہر حصہ فریق کے اور واسطے دریافت حصہ ہر فرد کے مترجم کیطرف سے یاد رکھنا چاہیے اور وہ یہ ہی کہ جب وہ عدد جس سے تصحیح مسئلہ ہوتی ہی بقواعد مذکورہ بالا معلوم ہو گیا تو اس عدد کو بجائے اصل مسئلہ کے عدد کے تصور کرے پس اس سے ہر ذی فرض فریق کا

ف قال المترجم اس مقدمہ پر حساب کسر سے واقف ہونا ضرور ہی اور ہم تھوڑا سا بیان کرتے ہین قولہ تین چوتھائی یعنی سب چار حصے ہون مین سے تین حصے پس جسقدر سب حصے ہون انکو نیچے لکھے اور جسقدر حاصل ہون انکو اوپر لکھے اس صورت سے لکھے $\frac{3}{4}$ پھر جس مین ضرب دینا مقصود ہو اس عدد مین اوپر والے کو ضرب دیکر نیچے والے سے تقسیم کرے چنانچہ ۶۰ مین ۳ کو ضرب دیا تو ۱۸۰ ہوئے اور ۴ سے تقسیم کیا تو ۴۵ ہوئے یہی حاصل ضرب ہی۔ قولہ ہر دختر کا ایک سہام اور ایک تہائی ہی ایسی صورت مین اصل یہ ہی کہ ایک تہائی کو بطریق مذکور لکھے یعنی $\frac{1}{3}$ پھر چونکہ ایک سہام پورا ہے اسواسطے یون لکھے کہ $1\frac{1}{3}$ پھر تین کو صحیح مین ضرب کرکے اسمین اوپر کا ایک جمع کرے تو ۴ ہوئے پھر اس طرح لکھے $\frac{4}{3}$ پھر موافق دستور مذکور کرکے ضرب کرے ۱۲ منہ

حصّہ مثل اصل مسئلہ کے نکالے اور جو ہر فریق کے واسطے حاصل ہوا اسکو اس فریق کی تعداد پر تقسیم کردے تو ہر فرد فریق مذکور کا حصّہ بھی معلوم ہوجائیگا چنانچہ مثال مذکورۂ بالا مین تصحیح مسئلہ کا عدد ۳۲۰ ہے پس اسکو بجاے اصل مسئلہ کے تصور کرکے اسمین سے چوتھائی حق زوجات ہے اسکو چار پر تقسیم کیا تو ۸۰ حاصل ہوے یہ جملہ زوجات کا حصّہ ہے پھر اگر ہر زوجہ کا حصّہ نکالنا منظور ہو تو تعداد زوجات ۴ ہے اسکو چار پر تقسیم کیا تو ۲۰ ہر زوجہ کا حصّہ ہوا پس اس قاعدہ سے ہر فریق کا مجموعی حصّہ اور ہر فریق کے ہر فرد کا تفصیلی حصّہ دونون معلوم ہوجائینگے فلیکن منک علی ماذکر فان وجدت ہذہ السانحۃ من المترجم تنفعک فی شیٔ فاموله منک ان لا تنساہ فی دعائک لہ بالمغفرۃ عن ظہر قلب مغفرۃ تامۃ لا تغادر ذنبا ان اللہ تعالی لا یضیع اجر المحسنین وانہ ہو التواب الرحیم

دسوان باب - عول کے بیان مین - شیخ رحمۃ اللہ تعالی نے فرمایا کہ جاننا چاہیے کہ فرائض تین طرح کے ہوتے ہین فریضۂ عادلہ اور فریضۂ قاصرہ اور فریضۂ عائلہ پس فریضۂ عادلہ وہ ہے کہ جسمین اصحاب فرائض کے سہام اور مال کے سہام ٹھیک برابر ہون مثلاً ایک شخص نے دو بہنین از جانب مادر و پدر یعنی خواہران اعیانی حقیقی چھوڑین اور دو بہنین از جانب مادر یعنے خواہران اخیافی چھوڑین تو خواہران اخیافی کو ایک تہائی مال ملیگا اور باقی دو تہائی مال اسکی دونون حقیقی بہنون کا فریضہ حصّہ ہے اسی طرح اگر اصحاب فرائض کے حصّے مال کے حصّون سے کم ہون لیکن وارثون مین کوئی عصبہ ہو کہ اصحاب فرائض سے بچا ہوا سب مال لے لے تو یہ فریضہ بھی فریضۂ عادلہ ہے - اور فریضۂ قاصرہ یہ ہے کہ اصحاب فرائض کے سہام بہ نسبت مال کے سہام کے کم ہون اور یہان کوئی عصبہ نہو جو بچا ہوا مال لے لے مثلاً اُس نے دو بہنین از جانب مادر و پدر چھوڑین اور ایک مان چھوڑی تو ہر دو خواہر کو دو تہائی اور مان کو ایک چھٹا حصّہ دیے جائینگے اور پھر بھی ایک چھٹا حصّہ باقی رہا اور یہان کوئی عصبہ نہین ہے جو اس باقی کو لے لے پس اس صورت مین حکم یہ ہے کہ بچا ہوا مال اصحاب فرائض کو رد کردیا جائیگا - اور فریضۂ عائلہ یہ ہے کہ اصحاب فرائض کے سہام مین سے مال کے سہام کم ہون مثلاً اصحاب فرائض مین دو تہائی کے اور نصف کے مستحق ہون جیسے حقیقی دو بہنون کے ساتھ میّت کا شوہر بھی ہو یا دو نصف و تہائی ہو جیسے میّت کا شوہر ہوا اور اسکی ایک بہن حقیقی ہوا اور مان ہو تو ایسی صورت واقع ہونے حالت مین حکم یہ ہے کہ عول کیا جاوے اور یہی اکثر صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کا قول ہے از انجملہ حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی و حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین ہین اور یہی مذہب فقہا کا ہے یہ مبسوط مین ہے - عول یہ ہے کہ سہام مفروضہ مسئلہ پر کچھ بڑھا دیا جائے پس عول مسئلہ بجانب فریضہ ہوجائیگا اور یہ نقصان ان لوگون پر بقدر انکے حقوق کے پڑیگا کیونکہ بعض کو بعض پر ترجیح نہین ہے تاکہ بعض مرجوح کے ذمہ نقصان ڈالا جاوے جیسے دیون و وصایا مین ہوتا ہے کہ جب میّت کے ترکہ مین سب قرضون وغیرہ کے ادا کرنے کی گنجایش نہین ہوتی ہے تو جو کچھ مال موجود ہے

ف پس حصّے بھی پورے ہوے اور مال بھی پورا ہوا ۱۲

وہ سب پر بحساب ہر ایک کے حق واجب کے حصہ رسد تقسیم کردیا جاتا ہی اور نقصان سب کے ذمہ ہوتا ہے پس ایسا ہی اس مقام پر بھی ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ جاننا چاہیے کہ اصل مسئلہ جو مفروض ہوتے ہیں وہ سات ہین دو اور تین اور چار اور چھ اور آٹھ اور بارہ اور چوبیس پس ان مین سے چار مین عول نہین ہوتا ہی اور وہ دو تین و چار و آٹھ ہین اور تین مین عول ہوتا ہی اور وہ چھ و بارہ و چوبیس ہین پس چھ کا عول دس تک ہوتا ہی طاق[عـه] یا جفت جیسا موقع ہو اور بارہ کا عول ۱۳ و ۱۵ و ۱۷ ہوتا ہے اور چوبیس کا عول فقط ۲۷ ہوتا ہی اور اسکی مثالین جس سے قواعد مذکورۂ بالا معلوم ہون اس طرح ہین کہ جن مین عول نہین ہوتا ہی اسکی مثال یہ ہی کہ میت نے شوہر اور حقیقی بہن چھوڑی یا شوہر و علاتی بہن چھوڑی تو شوہر کو نصف ملے گا اور بہن کو نصف ملے گا اور یہ دونون مسئلہ یتیمہ کہلاتے ہین اسواسطے کہ مال ترکہ بدو فریضہ متساویہ سوائے ان دونون مسئلون کے کسی مین نہین ملتا ہی۔ میت نے دختر و عصبہ چھوڑا تو نصف مابقی کی ضرورت ہوئی پس مسئلہ (۲) سے ہوگا۔ میت نے دو مادری بھائی اور ایک حقیقی بھائی چھوڑا تو تہائی اور باقی کی ضرورت ہی اور میت نے حقیقی دو بہنین اور علاتی بھائی چھوڑا پس دو تہائی و مابقی کی ضرورت ہی پس ان دونون مین اصل مسئلہ (۳) سے ہوگا اور نیز جب دو بہنین حقیقی اور دو بہنین اخیافی چھوڑین تو دو تہائی اور تہائی کی ضرورت ہی پس اسمین بھی مسئلہ (۳) سے ہوگا میت نے شوہر و دختر و عصبہ چھوڑا تو چوتھائی و نصف مابقی کی حاجت ہے پس اصل مسئلہ (۴) سے ہوگا میت نے زوجہ و دختر و عصبہ چھوڑا تو آٹھوین و نصف و مابقی کی حاجت ہی اصل مسئلہ (۸) سے ہوگا۔ میت نے زوجہ و پسر چھوڑا تو آٹھوین و باقی کی ضرورت ہی اصل (۸) سے ہوگی اور مسائل عائلہ کی مثال یہ ہی کہ میت نے جدہ اور اخیافی اور حقیقی بہن اور علاتی بہن چھوڑی تو اصل مسئلہ ۶ سے ہوا اور اسی سے صحیح نکل آویگا اور اگر اخیافی دو بہنین ہون اور حقیقی ایک بہن ہو اور علاتی ایک بہن اور جدہ ہو تو تہائی و نصف و چھٹا حصہ چاہیے ہی پس اصل (۶) سے اور عول (۷) سے ہوگا۔ میت نے شوہر و مان و دو بھائی اخیافی چھوڑے تو نصف و تہائی و چھٹے حصے کی ضرورت ہے اصل مسئلہ (۶) سے ہوا اور اسکو مسئلہ الزام کہتے ہین۔ کیونکہ یہ مسئلہ بر مذہب ابن عباس رضی اللہ عنہما الزام ہے اسواسطے کہ اگر انھون نے یون فرمایا جیسے ہمنے بیان کیا ہی تو مان تہائی سے محجوب ہو کر چھٹے حصہ کی پانے والی رہ گئی بسبب ہر دو خواہر کے اور یہ انکا قول نہین ہی اور اگر مان کا تہائی قرار دیا اور ہر دو خواہر کا چھٹا حصہ تو اولاد مادر کے حق مین کمی آگئی اور یہ انکا مذہب نہین ہی اور نیز خلاف نص ہی اور اگر ہر دو خواہر کیواسطے تہائی قرار دیا تو یہ عول کا اقرار ہی۔ میت نے شوہر و مان و حقیقی بہن چھوڑی تو نصف و تہائی و نصف کی ضرورت ہی اصل مسئلہ چھ سے ہوا اور اسکا عول (۸) سے ہوگا اور یہ پہلا مسئلہ عول اسلام مین واقع ہوا تھا چنانچہ زمانۂ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین یہ صورت واقع ہوئی تھی پس حضرت عمر نے صحابہ سے

عـه یعنی سات آٹھ نو دس ۱۲ منہ عـه یعنے ہمنے اس صورت مین کہا کہ نصف تہائی و چھٹا اور حصہ حاصل یہ ہی کہ نصف تہائی و تہائی یا بیشتر [illegible] ہوگا

مشورہ کیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا کہ بقدر انکے سہام کے انپر مال تقسیم کر دیا جاوے پس
سبھون نے اسکو اختیار کیا - شوہر و ماں و حقیقی دو بہنین ہین اصل مسئلہ ۶ سے اور عول ۸ سے ہوا شوہر و ماں
و تین بہنین متفرق ہین یعنی ایک حقیقی و ایک علاتی اور ایک اخیافی ہو پس اصل مسئلہ ۶ سے ہوا۔ اور عول ۹ سے
ہوا کہ شوہر کو ۳۔ اور ماں کو ایک اور اخیافی کو ایک اور حقیقی بہن کو تین اور علاتی بہن کو دو تہائی پوری
کرنے کے واسطے چھٹا حصہ ایک دیا جاویگا - شوہر و ماں و اخیافی دو بہنین اور حقیقی دو بہنین تو آدھے
و تہائی و چھٹے حصہ کی اور دو تہائی کی ضرورت ہے اس کی اصل ۶ سے اور عول دس تک ہوگا
اور اس مسئلہ کو ام الفروخ کہتے ہین اسواسطے کہ مسائل مین سے اسمین سب سے زیادہ عول ہو پس
چار زائد کو فروخ کے ساتھ تشبیہ دی اور نیز اس کو مسئلہ شریحیہ کہتے ہین اسواسطے کہ شریح رحمہ اللہ تعالی
نے جو قاضی تھے پہلے پہل اس طور پر حکم قضا دیا ہو - زوجہ و حقیقی دو بہنین اور برادر علاتی چھوڑا تو اصل مسئلہ
۱۲ سے اور اسی سے اسکی تصحیح ہوگی - زوجہ و جدہ و حقیقی دو بہنین ہین پس چوتھائی و چھٹا حصہ و دو تہائی چاہیے ہو
کہ اصل مسئلہ ۱۲ سے ہوگا اور عول ۱۳ سے ہوگا زوجہ و اخیافی دو بہن اور حقیقی دو بہن پس چوتھائی و تہائی و
دو تہائی چاہیے ہو اصل مسئلہ ۱۲ سے اور عول ۱۵ سے ہوگا - زوجہ و ماں اور اخیافی دو بہن اور حقیقی دو بہن ہین
پس چوتھائی چھٹا حصہ اور دو تہائی چاہیے ہو اصل مسئلہ ۱۲ سے اور عول ۱۷ سے ہوگا - ۳ زوجہ ۲ جدہ - ۴
اخیافی بہن ۸ حقیقی بہن - اصل مسئلہ ۱۲ سے اور عول ۱۷ تک ہوگا اور اس مسئلہ کو ام الارامل کہتے ہین اسواسطے
کہ مسئلہ مذکورہ مین سب عورتین ہین اور یہ مسئلہ امتحاناً دریافت کیا جاتا ہو کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے ۱۷ دینار
چھوڑے اور ۱۷ عورتین وارث چھوڑین کہ جن مین سے ہر عورت کو ایک ایک دینار ملا تو بتلاؤ کہ اس کی
کیا صورت ہو سو اسکی صورت یہی ہو - زوجہ و مادر و پدر و پسر چھوڑا تو اصل مسئلہ ۲۴ سے ہوگا اور اسی سے
صحیح ہوگا - زوجہ و دو دختر و مادر و پدر تو آٹھوین و دو چھٹے حصے اور دو تہائی کی ضرورت ہے پس اصل مسئلہ
۲۴ سے اور عول ۲۷ سے ہوگا اور اسکو مسئلہ منبریہ کہتے ہین اسواسطے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالے وجہہ
و رضی اللہ عنہ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا اور آپ اسوقت منبر پر خطبہ پڑھتے تھے پس جناب حضرت علی کرم اللہ
وجہہ نے فی الفور جواب فرمایا کہ عورت کا آٹھوان نوان ہوگیا اور اپنا خطبہ پڑھنے لگے اور اگر بجاے مادر
پدر کے جد و جدہ ہو یا باپ و جدہ ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اسی طرح بجاے ہر دو دختر کے دختر اور پسر کی دختر
ہو تو بھی یہی حکم ہو - زوجہ و ماں و اخیافی دو بہن اور حقیقی دو بہن اور بیٹا کافر یا قاتل یا رقیق چھوڑا تو اصل
مسئلہ ۱۲ سے اور عول ہو کر ۱۷ سے ہوگا جیسا کہ سابق مین گذرا ہو اسواسطے کہ بیٹا جو محروم ہو وہ محجوب نہ کریگا
اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایسا بیٹا زوجہ کو چوتھائی سے محجوب کرکے اس کا

سے پس بمنزلہ اجماع کے ہوگیا ۱۲ منہ سے بچہ جو انڈے سے نکلا ہو ۱۲ سے یعنی عول ہو کر کمی آگئی کیونکہ ۲۴ کا آٹھوان ۳ ہو اور ۲۷ عول
شدہ کا نوان حصہ ۳ ہو ۱۲ منہ للعہ سے یعنے ترکہ کی یہی صورت تقسیم ہوگی ۱۲ منہ

حصّہ ناقص کردے گا کہ آٹھوان حصّہ رہ جائے گا پس اصل مسئلہ ۲۴ سے اور اسکا عول ۳۱ سے ہوگا کہ زوجہ کا آٹھوین کے ۳۔ اور مان کو چھٹے کے ۴۔ اور اولاد مادر کو تہائی کے ۸۔ اور حقیقی بہنون کو دو تہائی کے ۱۶ اسے ملے اور یہ مسئلہ ثلاثیہ ابن مسعود کہلاتا ہو۔ اور جاننا چاہیے کہ اصل مسئلہ جب ۶ سے ہو اور اسکا عول ۱۰ سے ہو تو یقینی جاننا چاہیے کہ میت عورت ہے اور جب عول ۸ سے ہو تو احتمال ہو کہ شاید مذکر ہو یا مؤنث ہو یعنی دونون مین ایسا ہوسکتا ہو اور ہرگاہ کہ ۱۲ کا عول ۱۷ سے ہو تو میت مذکر ہو اور اگر ۱۳ یا ۱۵ سے ہو تو احتمال ہو کہ میت مذکر ہو یا مؤنث ہو اور ۲۴ کا عول ۲۷ سے ہو تو میت مذکر ہو یہ خزانۃ المفتین میں ہے

گیارھوان باب۔ رد[1] کے بیان مین۔ اور رد ضد عول ہو۔ واضح ہو کہ ذوی الفروض کے سہام سے جو فاضل ہو تو انھین ذوی الفروض پر بقدر اُنکے سہام کے رد کر دیا جائے گا سوا سے شوہر و جورو کے کہ اپر رد نہین کیا جاتا ہو اور اسی کو ہمارے اصحاب نے اختیار کیا ہے یہ محیط سرخسی مین ہو اور واضح ہو کہ جن ذوی الفروض پر فاضل ترکہ رد کیا جاتا ہو وہ سب سات ہین مان۔ جدّہ۔ دختر و پسر کی دختر و حقیقی بہنین اور علاتی بہنین و اولاد مادر اور رد کرنا ایک جنس پر ہوتا ہو اور دو پر ہوتا ہو اور تین پر ہوتا ہو اور اس سے زیادہ نہین ہوتا ہو اور وہ سہام جنپر رد واقع ہوتا ہو چار ہین دو اور تین اور چار اور پانچ۔ یہ اختیار شرح مختار مین ہو۔ پھر دیکھا جائے گا کہ اگر رد کرنا ان سب پر ہو جو مسئلہ مین ہین تو زائد ساقط ہوگا۔ دو کی مثال یہ ہو جدّہ اور اخیافی بہن ہو تو جدہ کو چھٹا حصّہ اور بہن کو چھٹا حصّہ اور باقی انھین دونون پر بقدر انکے سہام کے رد کیا جائیگا

قال المترجم یعنی مسئلہ ۶ سے ہوگا اور ایک جدّہ کو اور ایک سہم بہن کو دیا جائے گا اور باقی چار سہام رہے اور ان دونون کا حصّہ برابر ہو پس چار باقی دونون کو مساوی دیا گیا پس جب دونون کا حصّہ مساوی ہوا تو مسئلہ ۲ سے ہوا چنانچہ کتاب مین فرمایا کہ اصل مسئلہ ۶ سے اور رد کی وجہ سے دو سہام کی طرف عود کیا تو مال دونون مین برابر تقسیم ہوگا۔ مثال تین کی جدّہ اور اخیافی ۲ بہن اصل مسئلہ ۶ سے پس جدّہ کو چھٹا حصّہ ایک سہام اور بہر دو خواہر کو دو سہام اور چونکہ باقی انھین پر رد ہو اسواسطے مسئلہ ۳ سے ہوگا اور ۴ کی مثال یہ ہو کہ دختر و مان ہو مسئلہ ۶ سے پس دختر کو نصف کے ۳۔ اور مان کو چھٹا حصّہ ۱ ملا پس مسئلہ ۴ سے ہوا اور پانچ کی مثال یہ ہو کہ چار دختر و مان ہو پس مسئلہ ۶ سے جسمین سے دو تہائی دخترون کی ۴۔ اور مان کا ایک ہوا جملہ ۵ ہوئے پس مسئلہ ۵ سے ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور اگر مسئلہ مین کوئی ایسا ہو جسپر رد نہین کیا جاتا ہو جیسے شوہر یا زوجہ پس اگر جنس واحد ہو تو جس ذی فرض پر رد نہین کیا جاتا ہے اُسکا حصّہ اسکے حصّہ کے کمتر مخرج سے نکالکر اسکو دیدے پھر باقی کو دیکھو کہ اگر باقی وارثون پر جنپر رد کیا جائے گا پوری تقسیم ہوتی ہے تو خیر تقسیم کر دے جیسے میت نے شوہر اور تین دختر چھوڑین تو شوہر کو اسکا چوتھائی مخرج چار سے

---

[1] ہمارے علماء نے کہا کہ اگر مثلاً زید مرا اور ایک دختر چھوڑی تو نصف دیکر باقی بیت المال کے خزانہ فی میں جمع ہو کر غربا و مساکین و مسافرون وغیرہ پر صرف ہو لیکن جب اسلام مین ایسے بادشاہ ہوئے جو خزانہ اپنا مال سمجھنے لگے اور انتظام بگڑا تو انھین وارثون پر رد کیا جائے ۱۲ عسعہ یعنی برابر برابر رد کیا جائیگا ۱۲

دیا تو باقی تین رہے پس تین بیٹیون پر پورے تقسیم ہو سکتے ہین اور اگر پوری تقسیم نہو سکے پس اگر باقی مین اور وارثون کی تعداد مین توافق ہو تو عدد وفق کو ان مخرج مین ضرب دے جو ایسے وارث کے واسطے نکالا ہے جسپر رد نہین کیا جاتا ہی چنانچہ شوہر اور چھ دختر چھوڑین تو شوہر کے واسطے ۴ سے مسئلہ فرض کیا گیا اور اُسکو چوتھائی کا ایک دیا گیا اور باقی ۳ رہے جو ۶ بیٹیون پر تقسیم نہین ہو سکتے ہین ولیکن ۳ اور ۶ مین توافق بالثلث ہی پس عدد وفق یعنے ۲ کو اس مخرج مین جو شوہر کے واسطے نکالا ہے یعنی ۴ مین ضرب دیا تو ۸ ہوے جسمین سے چوتھائی ۲ شوہر کو دیے اور باقی ۶ رہے وہ ۶ دخترون پر تقسیم ہو سکے اور اگر باقی اور تعداد وارثون مین توافق نہو جیسے شوہر اور پانچ دختر ہون تو پوری تعداد ۵ کو اس مخرج مین ضرب دے جو ایسے وارث کے واسطے نکالا ہی جسپر رد نہین کیا جاتا ہی اور وہ مخرج ۴ ہے پس ۲۰ ہوے پس اس سے مسئلہ صحیح ہوگا اور اگر ایسے شخص کے ساتھ جسپر رد نہین کیا جاتا ہی دو جنس یا تین جنس ہون کہ جن پر رد کیا جاتا ہی تو جسپر رد نہین کیا جاتا ہی اسکو اسکا حصہ اس سے مخرج سے نکال کر دیدے پھر باقی کو ان لوگون پر جن پر رد کیا جاتا ہی تقسیم کرے پس اگر ٹھیک تقسیم ہو جاوے تو خیر ورنہ جنپر رد کیا جاتا ہی ان کے پورے فرض کو اس شخص کے مخرج فرض مین جسپر رد نہین کیا جاتا ہی ضرب دے پس حاصل ضرب سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی پھر جسپر رد نہین کیا جاتا ہی اُسکے سہام کو جنپر رد کیا جاتا ہی انکے مسئلہ مین ضرب دے اور جنپر رد کیا جاتا ہے اُنکے سہام کو جنپر نہین کیا جاتا ہی اسکے مخرج سے اُسکا حصہ نکال لینے کے بعد جو باقی رہا ہی اسمین ضرب دے چنانچہ اوّل کی مثال یہ ہی کہ زوجہ و ۴ جدات و ۶ اخیافی بہنین پس زوجہ کو چوتھائی کا ایک سہم ملا اور باقی ۳ سہام رہے اور جنپر باقی رد کیا جائے گا انکے سہام مسئلہ بھی ۳ ہین پس انکے سہام پورے ہین اور دوم کی مثال یہ ہی کہ ۴ زوجات اور ۹ دختر اور ۶ جدات ہین پس زوجات کو آٹھوین کا ایک سہم ملا اور باقی سات سہم رہے اور سہام رد پانچ ہین کہ وہ پورے صحیح تقسیم نہین ہو سکتے ہین ورنہ باہم توافق ہی پس سہام رد کو جو پانچ ہین زوجات کے مخرج مسئلہ مین جنپر رد نہین کیا جاتا ہی اور وہ آٹھ ہی ضرب دے تو ۴۰ ہوے پس اس سے تصحیح مسئلہ ہوگی پھر جسپر رد نہین ہوتا ہی انکے سہام کو اور وہ ایک ہی انکے مسئلہ مین جنپر رد ہوگا اور وہ پانچ ہی ضرب دے تو ۵ ہوے اور جنپر رد ہوگا اُنکے سہام یعنی ۵ کو جنپر رد نہین کیا جاتا ہے انکے باقی مخرج مین ضرب دے اور وہ سات ہی تو ۳۵ ہوے اسمین سے دخترون کا حصہ چار پانچوان ہوا یعنی ۲۸ ہوے اور جدات کا پانچوان حصہ یعنی ۷ ہوے مثال دیگر زوجہ و دختر و پسر کی دختر و جدہ ہے پس زوجہ کو آٹھوین حصہ کا ایک ملا اور باقی سات رہے اور رد کے سہام ۵ ہین اور وہ پورے تقسیم نہین ہو سکتے ہین اور نہ باہم توافق ہی پس جنپر رد کیا جاتا ہی اُنکے سہام یعنی ۵ کو مخرج اس وارث مین جسپر رد نہین کیا جاتا ہے ضرب دے اور وہ آٹھ ہی تو ۴۰ ہوے کہ اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی اور اگر یہ منظور ہو کہ ہر فرد وارث کا حصہ بھی صحیح نکلے تو موافق قواعد مذکورۂ بالا کے عمل کرنا چاہیے واللہ تعالیٰ اعلم یہ اختیار شرح مختار مین ہی

بارھوان باب مناسخہ کے بیان مین۔ اور مناسخہ اسکو کہتے ہین کہ ترکہ تقسیم ہونے سے پہلے بعضے وارث مرجاوین یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر ایک شخص مرگیا اور ہنوز اسکا ترکہ تقسیم نہوا تھا کہ اسکے بعضے وارث مر گئے تو دو حال سے خالی نہین یا تو میت ثانی کے وارث فقط وہی لوگ ہون گے جو میت اول کے وارث ہین یا دوسرے میت کے وارثون مین ایسے بھی ہونگے جو میت اول کے وارث نہین ہین پھر دو حال سے خالی نہین کہ یا تو تقسیم ترکہ دوم اور ترکہ اول کی یکسان ہوگی یا دوسرے ترکہ کی تقسیم پہلے ترکہ کی تقسیم کی بہ نسبت دوسرے طور سے ہوگی۔ پھر دو حال سے خالی نہین ہے یا تو حصہ میت دوم جو اسکو ترکہ میت اول سے ملا ہے اسکے وارثون پر صحیح بدون کسر کے تقسیم ہو جائے گا یا اسمین کسر واقع ہوتی ہوگی پس اگر وارثان میت ثانی وہی ہون جو وارثان میت اول ہین تو ایک ہی تقسیم کر دیجائے گی اسواسطے کہ مکرر تقسیم کرنے مین کچھ فائدہ نہین ہے اور اسکا بیان یہ ہے۔ کہ ایک شخص اپنے چند پسر و چند دختر چھوڑ کر مرگیا پھر تقسیم ترکہ سے پہلے اسکے پسر و دختر مین سے کوئی مرگیا اور اس میت دوم کا کوئی وارث سوائے اسکے بھائی و بہنون کے نہین ہے تو باقی لوگون مین ترکہ بصفت واحدہ یعنے مرد کو عورت سے دوچند کے حساب سے تقسیم کر دیا جائے گا پس ایک ہی تقسیم پر اکتفا کیا جائے گا اور اگر میت دوم کے وارثون مین کوئی ایسا ہو جو میت اول کا وارث نہین ہے تو پہلی میت کا ترکہ پہلے ہی تقسیم کیا جائے گا تاکہ میت دوم کا حصہ ظاہر ہو پھر میت دوم کا ترکہ اسکے وارثون کے درمیان تقسیم کیا جائیگا پھر اگر حصہ میت ثانی جو اسکو ترکہ اول سے ملا ہے اسکے وارثون کے درمیان بدون کسر کے صحیح تقسیم ہو جاتا ہو تو ضرب دینے کی کوئی حاجت نہین ہے اور اسکا بیان یہ ہے کہ میت نے پسر و دختر چھوڑی اور ہنوز دونون مین ترکہ تقسیم نہ ہوا تھا کہ اسکا پسر مرگیا اور اسنے ایک دختر اور یہین وارث چھوڑی تو ترکہ میت اول تین تہائی تقسیم ہوگا جس مین سے دو تہائی یعنے دو سہام حصہ میت ثانی یعنی پسر ہے اور اُسنے دختر و خواہر وارث چھوڑی تو دختر کو نصف اور باقی خواہر کو بوجہ عصبہ ہونے کے ٹھیک تقسیم ہو جاتا ہے کوئی کسر واقع نہین ہوتی ہے اور اگر دوسری میت کا حصہ اسکے وارثون کے درمیان تقسیم نہ ہو بلکہ اسکے وارثون کا فریضہ دوسرا صحیح ہو پس یا تو اس فریضہ اور حصہ کے درمیان موافقت ہوگی یا نہ ہوگی پس اگر ہو تو اس فریضہ مین سے فقط جزو موافق پر اقتصار کر کے اسکو فریضہ اول مین ضرب دیا جاوے پس حاصل سے جو حصہ میت ثانی ہوگا وہ اسکے وارثون پر بطور صحیح تقسیم ہو جائے گا ولیکن میت اول کے ہر وارث کا حصہ دریافت کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اسکا حصہ سابق ان میت ثانی کے جزو موافق مین ضرب دیدیا جاوے اور وارثان میت ثانی مین سے ہر ایک کا حصہ دریافت کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ میت ثانی کے پورے فریضہ اور میت اول کے اسکے حصہ حاصل شدہ مین جس جزو سے موافقت ہو اسکے جزو موافق مین اسکا حصہ ضرب دیا جاوے پس حاصل ضرب اسکا حصہ ہوگا اور اگر حصہ میت ثانی اور اسکے مسئلہ کے درمیان موافقت بالکل نہو تو فریضہ میت ثانی کو فریضہ میت اول مین ضرب دیا جاوے حاصل ضرب سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی اور ہر وارث میت اول کا حصہ دریافت کرنے کا

یہ طریقہ ہوگا کہ اُنکے حصّہ کو فریضہ میت ثانی مین ضرب دیا جاوے - اور میت ثانی کے ہر وارث کا حصّہ اس طرح دریافت ہوگا کہ اسکا حصّہ میّت ثانی کے اس حصّہ مین ضرب دیا جاوے جو اسکو ترکہ میت اول سے ملا ہی پس میّت ثانی کے حصّہ مین ضرب کرنے سے اسکا حصّہ حاصل ہوگا اور مثال اسکی درصورتیکہ دونون مین موافقت ہو یہ ہی کہ میّت نے بیٹا و بیٹی چھوڑی اور ہنوز ترکہ تقسیم نہوا تھا کہ بیٹا ایک بیٹی و جورو اور پسر کے تین پسر چھوڑکر مر گیا پس فریضہ میّت اول ٣ سے ہوا جسمین سے ٢ پسر کو ملتے ہین پھر اسکی وارث جورو و دختر و پسر کے تین پسر ہین پس اسکا فریضہ ٨ سے ہوا جسمین سے عورت کا آٹھوان ایک سہم اور دختر کا آدھا ٤ سہام اور باقی ٣ سہام ٣ پوتون کے ہوے ولیکن اسکے حصّہ ٢ سہام کی تقسیم ٨ پر نہین ہوسکتی ہی مگر دونون مین موافقت بالنصف ہی پس فریضہ میّت ثانی فقط چار رکھا جاے اور اسکو فریضہ میّت اول ٣ مین ضرب دیا تو ١٢ ہوے اس سے تصحیح ہوگی اور اسمین سے پسر کا حصّہ اس طرح دریافت کیا جاوے کہ اسکا حصّہ ٢ سہام اسکے مفروضہ ثانی ٤ مین ضرب دیا تو ٨ ہوے یہ اسکا حصّہ ہی اور میّت اوّل کی دختر کا حصّہ ایک تھا اس کو فریضہ میّت ثانی ٤ مین ضرب دیا تو ٤ - اُسکا حصّہ ہوا اور ورثان میّت ثانی مین سے ہر ایک کا حصّہ اس طرح دریافت کیا جاوے کہ میّت ثانی کے حصّہ ترکہ میّت اوّل مین اور اسکے مفروضہ کامل مین جس جزو سے موافقت ہو اُس جزو مین اسکے ہر وارث کا حصّہ ضرب دیا جاوے چنانچہ دونون مین توافق بواحد ہی اور اسکی دختر کا حصّہ اسکے فریضہ کامل مین سے چار ہی پس چار کو جزو موافق ایک مین ضرب دیا تو چار سہام حصّہ دختر ہوا اور اسکی جورو کا حصّہ ایک ہی اسکو جزو توافق ایک مین ضرب دیا تو ایک رہا پس یہ حصّہ زوجہ ہی اور باقی رہے ٣ سہام وہ تینون پوتون کو ایک ایک تقسیم ہوا اور درصورتیکہ توافق نہو تو اسکی مثال یہ ہی کہ ایک شخص بیٹا و بیٹی چھوڑکر مر گیا اور ہنوز ترکہ تقسیم نہوا تھا کہ اسکا بیٹا ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑکر مر گیا پس فریضہ میت اول ٣ ہی پھر بیٹا ٢ سہام چھوڑکر مر گیا اور اُس کا فریضہ بھی ٣ سے ہے اور ٢ سہام کی تقسیم ٣ پر نہین ہوسکتی ہی اور نہ باہم موافقت ہی پس فریضہ ثانی کو فریضہ اول مین ضرب دیا تو ٩ ہوے اسمین سے میّت اول کے پسر کا حصّہ دریافت کیا کہ اسکا حصّہ ٢ سہام تھا اسکو فریضہ دوم ٣ مین ضرب دیا تو ٦ ہوے پس یہ حصّہ پسر میّت ہی اسمین سے اسکے وارثون کا حصّہ دریافت کیا پس اسکے پسر کا حصّہ اس طرح دریافت کیا کہ اسکا حصّہ ٢ سہام تھے انکو حصّہ میّت ثانی مین جو اس کو ترکہ میّت اول سے ملا تھا اور وہ بھی ٢ سہام تھے ضرب دیا تو ٤ اسکا حصّہ ہوا اور اسکی دختر کا حصّہ اس طرح دریافت کیا کہ اس کا حصّہ ترکہ میّت ثانی سے ایک تھا اسکو میّت ثانی کے حصّہ ترکہ میّت اوّل مین جو دو تھا - ضرب دیا تو ٢ ہوے یہ اسکی دختر کا حصّہ ہی - اسی طرح اگر میّت ثانی کے بعضے وارث قبل تقسیم ترکہ کے مر گئے تو اسکی تقسیم اسی طور سے ہوگی جس طرح ہونے کا قاعدہ بیان کیا ہی اور اگر وارثان میّت ثالث مین کوئی ایسا ہو جو مردہ اول کا وارث نہ تھا تو طریقہ یہ ہے کہ فریضہ مردہ اوّل مثل فریضہ واحدہ کے اسی طریقہ سے قرار دیا جاوے جیسے ہمنے بیان کیا ہی پھر دیکھا جاوے

کہ جو کچھ میت ثالث کا حصہ ہر دو اول کے ترکہ مین سے اگر وہ تیسرے کے وارثون پر بلا کسر ٹوٹے تقسیم ہوتا ہو تو تقسیم کر دیا جاوے اور اگر کسر پڑتی ہو تو اسکے حصّہ ہر دو ترکہ کو اور اسکے فریضہ کو دیکھا جاوے اگر دونون مین کسی جزو سے موافقت ہو تو اسکے فریضہ مین سے فقط جزو موافق پر اقتصار کیا جاوے پھر میت ثانی و اول کے فریضہ کو اسی جزو موافق مین ضرب دیا جاوے پس جو مبلغ حاصل ہو اس سے تصحیح مسئلہ ہوگی اور ہر دو میت کا حصہ ہر دو ترکہ اول سے معلوم کرنے کا یہ طریقہ ہو کہ اسکے حصہ کو اس جزو موافق مین ضرب دیا جاوے حاصل ضرب اسکا حصہ ہوگا۔ اور میت ثالث کے ہر وارث کا حصہ دریافت کرنے کا یہ طریقہ ہو کہ اسکا حصہ در جزو موافق از نصیب میت ثالث از ترکہ ہر دو اول مین ضرب کیا جاوے پس[1] حاصل ضرب اسکا حصہ ہوگا اور اگر دونون مین موافقت نہو تو مبلغ ہر دو فریضہ کو میت ثالث کے فریضہ مین ضرب دیا جاوے حاصل ضرب مبلغ سے تصحیح ہوگی اور اسمین سے میت ثالث کا حصہ دریافت کرنے کا یہ طریقہ ہو کہ اسکا حصہ اسکے فریضہ مین ضرب دیا جاوے حاصل ضرب ہر دو ترکہ سے اسکا حصہ ہوگا **قال المترجم** اسکی وجہ یہ ہے کہ مبلغ اول اسی قدر بڑھا یا گیا ہو جسقدر اسکا فریضہ ہو یعنے اتنے ہی گونہ کر دیا گیا ہو، پس جتنے گونہ مبلغ بڑھایا گیا ہو اتنے گونہ مبلغ مین سے اس کا حصہ بھی بڑھ جائے گا اور واضح ہو کہ جزو موافق کی صورت مین سریع الفہم ہر ایک حصہ وارث ثالث دریافت کرنے کا بیان یہ ہو کہ پس میت ثالث کے ہر ایک وارث کا حصہ وہی ہوگا جو اس کے پورے فریضہ سے نکالا گیا ہے اسواسطے کہ توافق کی صورت مین فریضہ فقط اسی قدر زیادہ کیا گیا ہو جس سے اسکا حصہ بقدر اسکے فریضہ کے ترکہ سابق سے ہو جاوے اور ظاہر ہو کہ اگر ترکہ سابق سے اسکا حصہ اسیقدر ہوتا جسقدر اسکا فریضہ ہو تو کوئی حاجت نہ تھی پس بیان مذکورہ کتاب صرف یہ پابندی قاعدہ ہو فافہم واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور میت ثالث کے ہر ایک وارث کا حصہ دریافت کرنیکا یہ طریقہ ہو کہ اسکا حصہ میت ثالث کے حصہ ہر دو ترکہ مین ضرب دیا جاوے حاصل ضرب اسکا حصہ ہوگا اور اسکا بیان یہ ہو کہ ایک شخص مرگیا اور دو پسر چھوڑے اور ہنوز ترکہ تقسیم نہ ہوا تھا کہ دونون مین سے ایک پسر مرگیا اور اسنے اپنا یہ بھائی چھوڑا اور اپنی ایک دختر چھوڑی پھر یہ دختر بھی مرگئی اور اسنے اپنا یہ چچا چھوڑا اور اپنا شوہر و مان چھوڑی پس فریضہ میت اول ۲ سے ہوگا پس اسکا بیٹا ایک سہم چھوڑ مرا ہے حالانکہ اسکا فریضہ بھی ۲ سے ہوگا جسمین سے نصف اسکی دختر کا اور باقی اسکے چچا کا ہوگا اور ایک سہم کی تقسیم دو پر صحیح نہین ہو سکتی ہو پس دو کو دو مین ضرب دیا تو ۴ ہوے پھر چونکہ اسکی دختر ایک چچا و مان و شوہر چھوڑ مری ہے پس اسکا فریضہ ۶ سے ہوگا کہ شوہر کو نصف کے ۳۔ اور مان کو تہائی کے دو۔ اور باقی چچا کو ایک سہم ملے گا ولیکن ایک سہم کی چھ پر تقسیم مستقیم نہین ہو سکتی ہو اور موافق ہوتا یہان نہین ہو پس چار کو چھ مین ضرب دیا تو ۲۴ ہوے

[1] قال المترجم اور اگر جزو موافق نکالنے مین خطا نہ واقع ہوتی تو غالباً جزو موافق ایک ہوگا ۱۲ منہ [illegible] اول جو حصہ اس سے برآمد ہوگا وہ جو یا تقسیم ہوگا ۱۲ منہ

اس سے تصحیح مسئلہ ہوگی پس میت اول سے پسر کا حصہ ۱۲ ہوا اور میت ثانی سے ۶ ہوا کہ مجموعہ ۱۸ ہوا اور دختر کا حصہ ۶ ہی کہ اسکا حصہ کہ وہ ایک سہم ہی اسکے فریضہ ۶ مین ضرب دیا گیا تو چھ ہوے اور حصہ زوج معلوم کرنے کا یہ طریقہ ہی کہ اسکا حصہ ۳ میت ثالث کے فریضہ اولے کے حصہ مین جو ایک ہی ضرب دیا تو ۳ ہوے پس ۳ سہام شوہر کے ہوے اور مان کے دو سہام اسی طور سے ہوے اور باقی ایک سہم وہ چچا کا ہوا اور دونون سہام مین توافق ہونے کی مثال یہ ہی کہ ایک شخص مرگیا اور اسنے جورو و مان و تین متفرق بہنین چھوڑین پھر مان مرگئی اور شوہر و چچا چھوڑا اور جنکو میت اول نے چھوڑا ہی مگر ان مین سے میت اول کی حقیقی بہن اور مادری بہن اس میت ثانی کی بیٹیان ہین اور اسکی پدری بہن اس میت ثانی سے اجنبی ہے پھر ہنوز ترکہ تقسیم نہوا تھا کہ میت اول کی حقیقی بہن مرگئی اور اسنے شوہر و دختر چھوڑی اور ان لوگون کو چھوڑا جنکو میت اول و ثانی نے چھوڑا ہی یعنی اپنی پدری بہن و مادری بہن تو اسکا طریقہ یہ ہی کہ میت اول کا فریضہ ۱۲ سے فرض کیا جاوے جسمین سے جورو کے چوتھائی کے ۳ ہوے اور مان کے چھٹے حصے کے ۲ ہوے اور حقیقی بہن کے نصف کے ۶ ہوے اور مادری بہن کے چھٹے حصے کے ۲ ہوے اور پدری بہن کے چھٹے حصہ کی دو تہائی پوری کرنے کے واسطے دو سہام ہوے پس ۳ کا عول ہو کر ۵ ا سے مسئلہ کی تصحیح ہوئی پھر مان دو سہام چھوڑ کر مرگئی اور اسنے شوہر و چچا و ۲ دختر چھوڑین تو اسکا فریضہ ۱۲ سے ہوا جسمین سے شوہر کو چوتھائی کے ۳ اور ہر دو دختر کو دو تہائی کے ۸۔ اور باقی چچا کو ایک سہم ملا مگر ۲ سہام کی تقسیم ۱۲ پر مستقیم نہین ہی ولیکن دونون مین موافقت بالنصف ہی پس جزو موافق یعنی چھ پر اقتصار کیا جاوے پس فریضہ میت اول ۱۵ کو جزو موافق فریضہ میت دوم ۶ مین ضرب کیا تو ۹۰ ہوے اور اسمین سے حصہ مان یعنی میت کا اس طرح معلوم کیا کہ اسکے حصہ سابقہ ۲ کو اسکے فریضہ جزو موافق چھ مین ضرب کیا تو ۱۲ ہوے جو اس کے وارثون کے درمیان باستقامت تقسیم ہوے پھر حقیقی بہن مری ہی اور اسنے شوہر و دختر و مادری بہن و پدری بہن چھوڑی ہی پس اسکا فریضہ ۴ سے ہوا کہ شوہر کو چوتھائی کا ایک سہم ملا اور دختر کو نصف کے ۲ سہام اور پدری بہن اور مادری بہن کو باقی ایک سہم ملا پس چار سے تقسیم ہوئی پھر اس میت کا حصہ ہر دو ترکہ بالا سے دیکھنا چاہیے تو ہم کہتے ہین کہ ترکہ اولی سے اسکا حصہ ۶ تھا اسکو ۶ مین ضرب دیا یعنی جزو موافق میت ثانی مین تو ۳۶ ہوے اور ترکہ ثانیہ سے اسکا حصہ ۴ تھا اسکو بھی جزو موافق از حصہ مادر از ترکہ اولی مین ضرب دیا اور وہ ایک ہے تو ۴ ہوے پس مجموعہ ہر دو حصہ ترکتین (۴۰) ہوا پس اسکے وارثون کے درمیان یہ سب باستقامت تقسیم ہوسکتا ہی۔ اور اگر میت نے دو پسر و مادر و پدر چھوڑے پھر ایک پسر ایک دختر چھوڑ کر اور جسکو میت اول نے چھوڑا ہی اسکو چھوڑ کر مرا اور وہ بھائی و دادا و دادی ہی تو ہم کہتے ہین کہ میت اول کا فریضہ چھ سے ہوا جسمین سے کہ ہر دو مادر و پدر کو ۲ چھٹے حصہ اور باقی ۴ سہام ہر دو برادر کے درمیان برابر ہین پھر ایک بھائی دو سہام چھوڑ مرا اور دختر و جدہ و جد و بھائی چھوڑا تو فریضہ چھ سے ہوا کہ دختر کو

ف نسخہ موجودہ مین ایسا ہی لکھا ہی ۱۲ سہم عصبہ اعیانی و علاتی و اخیافی ۱۲ منہ

نصف کے ۳ - اور دادی کو چھٹے کا ایک اور باقی دو سہام دادا و بھائی کے درمیان بمقاسمہ نصف نصف
بنابر قول حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ہوئے و لیکن ۲ سہام کی تقسیم ۶ پر مستقیم نہین ہے مگر ان
دونون مین توافق بالنصف ہے پس نصف یعنی تین پر اقتصار کر کے اس کو فریضۂ اول مین ضرب دیا تو ۶
مضروب ۳ کے ۱۸ ہوئے اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو گی اس مین سے میت دوم کے حصہ کی پہچان یہ ہے کہ
اسکے حصہ ترکہ اول یعنی ۲ کو جزو موافق فریضۂ دوم یعنی ۳ مین ضرب دیا تو ۶ ہوئے اور دختر کے حصہ کی
شناخت یہ ہے کہ اسکے حصہ کو یعنی ۳ کو جزو موافق نصیب میت ثانی یعنی ایک مین ضرب دیا تو ۳ ہوئے
پس یہ اسکا حصہ ہے اور ایک سہم دادی کا اور باقی دو سہام دادا و بھائی کے درمیان بمقاسمہ نصفا نصف
کا ایک ایک سہم ہوا - ایک شخص مر گیا اور اسنے ایک جورو اور دو دختر جو اسی جورو سے ہین و مادر و پدر
چھوڑے پھر ایک دختر اپنا شوہر اور ان لوگون کو جن کو میت اول نے چھوڑا ہے چھوڑ کر مر گئی اور وہ ایک
اسکا دادا ہے اور ایک دادی ہے و ایک اسکی مان ہے اور ایک سگی بہن ہے پس فریضہ میت اول کی اصل
۲۴ سے اور تقسیم ۲۷ سے ہو گی اور وہ مسئلہ منبریہ ہے پھر ایک دختر ۸ سہام چھوڑ مری ہے اور اسکا فریضہ اصل
۶ سے تقسیم ہو گا کہ شوہر کو نصف کے ۳ اور مان کو تہائی کے دو اور دادا کو چھٹے کا ایک اور بہن کو نصف
کے ۳ ملینگے پس عول ہو کر ۹ سے تقسیم ہو گی پھر جو دادا و بہن کو ملا ہے وہ دونون مین تین تہائی تقسیم ہو گا
پس ۹ کو ۳ مین ضرب کیا تو ۲۷ ہوئے اس سے تصحیح مسئلہ ہو گی و لیکن ۸ - اور ۲۷ مین توافق نہین ہے تو
فریضۂ اولی کو فریضۂ ثانیہ مین ضرب دیا کہ اس حاصل ضرب مبلغ سے مسئلہ کی تصحیح ہو گی اور ہر ایک
کا حصہ نکالنے کا وہی دستور ہے جو ہم نے مکرر بیان کر دیا ہے - ایک شخص مر گیا اور جورو چھوڑی اور مادر و پدر
اور تین متفرق بہنین چھوڑین اور ہنوز اسکا ترکہ تقسیم نہوا تھا کہ اسکی مان بھی مر گئی اور انھین وارثون کو چھوڑا
جنکو میت اول نے چھوڑا ہے اور ہنوز ترکہ تقسیم نہوا تھا کہ اسکا باپ مر گیا اور جورو چھوڑی اور ان لوگون
کو چھوڑا جن کو میت اول نے چھوڑا ہے اور ہنوز ترکہ تقسیم نہوا تھا کہ اسکی حقیقی بہن مر گئی اور اس نے شوہر چھوڑا
اور ان لوگون کو چھوڑا جنکو پہلون نے چھوڑا ہے اور ہنوز ترکہ تقسیم نہوا تھا کہ پدری بہن مر گئی اور اسنے شوہر و دو
دختر اور ان لوگون کو چھوڑا جنکو پہلون نے چھوڑا ہے اور ہنوز ترکہ تقسیم نہوا تھا کہ مادری بہن مر گئی اور شوہر اور تین
دختر و مادر و پدر چھوڑے قال واضح ہو کہ قولہ مادری بہن مر گئی اور تین دختر و مادر و پدر چھوڑے یہ مادر کا لفظ
غلط ہے کاتب کی غلطی سے تحریر ہوا ہے - کیونکہ اسنے وضع مسئلہ مین پہلے بیان فرمایا کہ مان پہلے مر گئی ہے
پھر اسکے بعد کیونکر یہ قول درست ہو سکتا ہے کہ اسنے مادر و پدر چھوڑے بلکہ صحیح یہ ہے کہ شوہر و تین دختر و پدر
چھوڑا - پھر تخریج کی صورت یہ ہے کہ فریضۂ میت اول ۱۲ سے ہو گا جورو کو چوتھائی کے ۳ - اور مان کو چھٹے
حصے کے ۲ - اور باقی ۷ سہام باپ کو ملینگے - اور بہنون کو کچھ نہ ملے گا - پھر مان مری ہے اور شوہر اور
دختر چھوڑی ہین کیونکہ میت اول کی حقیقی و مادری بہن اس میت ثانی کی دونون بیٹیان ہین پس ان دونون

کو دو تہائی اور شوہر کو چوتھائی ملے گا۔ اور اصل مسئلہ ۱۲ سے ہوگا ولیکن میت کے حصہ دو سہام اور فریضہ ۱۲ مین توافق بالنصف ہے پس ۶ پر اقتصار کیا گیا۔ اور اسکو ۱۲ مین ضرب دیا گیا تو ۷۲ ہوے اور چونکہ میت دوم کے ۲ سہام تھے اسکو جزو موافق ۶ مین ضرب دیا تو ۱۲ ہوے جسمین سے شوہر کے ۳ ہوے اور شوہر مذکور کو اول فریضہ سے ۷ ملے تھے پھر اصل مسئلہ ۶ مین ضرب دیا گیا ہے اسواسطے ۷ کو ۶ مین ضرب دیا تو ۴۲ ہوے اور اب ۳ ملے ہین پس جملہ ہر دو ترکہ سے اسکو ۴۵ سہام ملے پھر یہ شخص جو میت اول کا باپ ہے ۴۵ سہام چھوڑکر اور ایک جورو اور دو بیٹیان چھوڑکر مرا ہے اور یہ دو بیٹیان وہی ہین جو میت اول کی ایک حقیقی بہن اور ایک مادری بہن ہے پس اسکا فریضہ ۲۴ سے ہوا ولیکن اسکے سہام باستقامت تقسیم نہین ہوسکتے ہین مگر ۲۴ کو ۴۵ میں توافق بالثلث ہے پس فریضہ مین سے ایک تہائی یعنے آٹھ پر اقتصار کیا گیا اور ۷۲ کو ۸ مین ضرب دیا تو ۵۷۶ ہوے اسی طرح ہر میت کے ترکہ مین اقتصار و ضرب وغیرہ قواعد مذکورۂ بالا جاری کرتے جاوینگے یہانتک کہ آخرکار مبلغ کی تعداد اس مسئلہ مذکور مین (۳۹۱۵۳۱۲) پہونچے گی اور اسی سے تصحیح مسئلہ ہوگی یہ مبسوط مین ہے

تیرھوان باب تقسیم ترکات کے بیان مین۔ اگر ترکہ میت درم و دینار ہون اور چاہا کہ اسکو وارثون کے سہام پر تقسیم کرین تو تصحیح سے ہر وارث کے سہام لیکر انکو ترکہ مین ضرب دین پھر حاصل ضرب کو مسئلہ پر تقسیم کرین اور اگر تعداد ترکہ اور تعداد تصحیح مین توافق ہو تو وارث کے تعداد سہام کو وفق ترکہ مین ضرب دے اور حاصل کو وفق تصحیح پر تقسیم کرے پس ہر دو صورت مین وارث کا حصہ ترکہ کل آویگا اور یہی عمل ہر فریق کے حصہ دریافت کرنے مین کیا جائیگا اور چاہے وارث یا فریق کا حصہ تعداد ترکہ مین سے بطریق نسبت دریافت کرے اور چاہے بطریق قسمت دریافت کرے جیسے کہ پہلے یعنے دونون قاعدے بیان کردیے ہین۔ اور اگر منظور ہوا کہ یہ معلوم کرین کہ عمل مین خطا تو نہین ہوئی ہے تو اسکے امتحان کر لینے کا یہ طریقہ ہے کہ متفرق حصہ ہاے ترکہ کو جو ہر ایک کے واسطے نکلا ہے جمع کرے پس اگر مجموعہ اسیقدر آجاوے جسقدر کل ہے تو عمل صحیح ہے ورنہ اسمین خطا ہوئی ہے پس چاہیے کہ مکرر عمل کرے تاکہ انشاء اللہ تعالے صحیح ہوجاوے اسکی مثال یہ ہے کہ میت نے شوہر و پدری بہن اور مادری بہن چھوڑی پس اصل مسئلہ ۶ سے ہوا اور عول ۷ سے ہوا اور ترکہ مین پچاس دینار ہین پس شوہر کا حصہ ۳ سہام کو ۵۰ مین ضرب دے تو (۱۵۰) ہوے اور اسکو مسئلہ کی تعداد یعنے ۷ پر تقسیم کرے تو اکیس دینار اور تین سا تواں حصہ دینار ہوا اور اسی قدر پدری بہن کا بھی حصہ ہے اور وہ اسی طور سے نکل بھی سکتا ہے اور مادری بہن کا ایک سہم ہے اسکو پچاس مین ضرب دیکر سات پر تقسیم کیا تو سات دینار و ایک سا تواں حصہ دینار نکلا اور جب ان سب کو جمع کیا تو پورے پچاس دینار ہوگئے پس عمل صحیح ہوا ہے۔ اور بطریق نسبت کے یہ ہے کہ شوہر کے

ف ۵ تعداد سہام مسئلہ تصحیح شدہ ۱۲ سہم ۵ یعنے درم و دینار کا حصہ ۱۲ منہ

سہام کو کل سہام کی طرف نسبت کیا تو معلوم ہوا کہ تین ساتوان حصہ ہے یعنے سات حصون مین سے تین
ہین پس اسکو ترکہ کے پچاس دینار مین سے تین ساتوان حصہ چاہیے ہو جس کے اکیس دینار و تین ساتوان حصہ
دینار ہوا اور یہی طریق باقی مین کرنا چاہیے ہو اور طریق قسمت یہ ہو کہ ترکہ کو سات پر تقسیم کر دیا تو سات
دینار و ساتوان حصہ دینار ایک سہام نکلا پس شوہر کے تین سہام اسکا سہ چند ہو پس اکیس دینار و تین
ساتوان حصہ ہوا اور ایسا ہی باقی کے ساتھ کرنا چاہیے مثال دیگر شوہر و مادر و پدر و دو دختر ہین پس
اصل مسئلہ ۱۲ سے اور عول ۱۵ سے ہوا اور ترکہ مین چوراسی دینار ہین پس (۱۵-۱۰ اور ۸۴) مین توافق
بالثلث ہو پس دخترون کے سہام ۸ کو وفق ترکہ یعنے ۲۸ مین ضرب دیا تو ۲۲۴ ہوے اسکو وفق عدد
تصحیح یعنی اسکی تہائی یعنی ۵ پر تقسیم کیا تو (۴۴) دینار و چار پانچوان حصہ دینار حاصل ہوا پھر ہر دو مادر و پدر
کے چار سہام کو بھی ۲۸ مین ضرب دیکر ۵ پر تقسیم کیا تو ۲۲ دینار و دو پانچوان حصہ دینار ہوے پھر شوہر
کے تین سہام کو بھی ۲۸ مین ضرب دیکر پانچ پر تقسیم کیا تو ۱۶ دینار و چار پانچوان حصہ دینار حاصل ہوے
اور مجموعہ سب کا ۸۴ دینار ہوا پس مسئلہ صحیح ہوا ہو اور طریق قسمت یہ ہو کہ وفق ترکہ یعنی ۲۸ کو وفق مسئلہ
یعنے ۵ پر تقسیم کیا تو ۵ دینار و تین پانچوان حصہ دینار ایک سہم حاصل ہوا پس اگر اسکو شوہر کے سہام مین
ضرب دیا جاوے تو ۱۶ صحیح و چار پانچوان حصہ حاصل ہوگا اور اگر سہام مادر و پدر مین ضرب دیا تو ۲۲ صحیح دو
پانچوین حصے حاصل ہوے اور جب سہام دختران مین ضرب دیا تو چوالیس صحیح چار پانچوین حصے حاصل
ہوے اور سب کا مجموعہ ۸۴ ہوا پس تقسیم صحیح ہوئی - اور طریق نسبت یہ ہو کہ شوہر کے ۳ سہام کل ۱۵ سہام
کا پانچوان حصہ ہے پس اسکو ترکہ کا پانچوان حصہ یعنی ۱۶ صحیح چار پانچوان حصہ دینار حاصل ہوے و ہر دو
مادر و پدر کو ۱۵ مین سے ۴ سہام چھٹا حصہ و دسوان حصہ ہو پس انکو ۸۴ مین سے چھٹا اور دسوان حصہ
دیا گیا تو ۲۲ صحیح و دو پانچوین حصے دینار ملے اور ہر دو دختر کو ۱۵ سے ۸ ملے ہین کہ پانچوان اور تہائی ہو پس
دونون کو ترکہ مین سے پانچوان و تہائی دینا چاہیے پس ۴۴ صحیح چار پانچوان حصہ ہوا اور مجموعہ کے ۸۴ ہوے
پس مسئلہ کا عمل صحیح ہوا - اور اگر سہام مسئلہ کوئی عدد اصم ہو یعنے اسکی تقسیم آخر تک بغیر کسر کے صحیح نہوتی ہو
پس جو طریقہ ہمنے ضرب کا ذکر کیا ہو اسی کے موافق عمل کرنا چاہیے پھر جب اسقدر باقی رہ جاوے جو
مقسوم علیہ پر تقسیم نہین ہو سکتا ہو تو اسکو بیس مین ضرب دیکر اسکی قیراط بنا وے کیونکہ ۲۰ قیراط کا ایک دینار
ہوتا ہو اسکو تقسیم کرے پھر جب قیراط مین سے بھی کچھ بچا تو تین مین ضرب دے کر اسکی حبات بناوے اور تقسیم
کرے پھر جب کچھ بچا تو اسکو چار مین ضرب دیکر چاول بنا وے پھر اگر بچے تو اس کو چاول کی طرف نسبت
کرکے کسر لکھ دے اور اسکی مثال یہ ہو کہ میت نے شوہر و جدہ و دو دختر چھوڑی اصل مسئلہ ۱۲ سے اور
عول ۱۳ سے ہوا اور ترکہ مین ۱۳ دینار ہین پس شوہر کے ۳ سہام کو ۱۳ ترکہ مین ضرب دیا تو ۳۹ ہوے

ف ۵ حاصل ضرب ۱۱۲ ۱۲ منہ ف ۵ حاصل ضرب ۸۴-۱۲۰ منہ

اسکو ۱۳ پر تقسیم کیا تو سات حاصل ہوے اور ۲ باقی رہے جو ۱۳ پر تقسیم نہین ہو سکتے ہین پس اسکو ۲۰ مین ضرب دیکر
قیراط بنایا تو ۴۰ ہوے پھر انکو ۱۳ پر تقسیم کیا تو ۳ نکلے اور ایک باقی رہا اسکے اجزاء سلہ چاول بنائے تو ۱۲ ہوے
انکو ۱۳ کی طرف منسوب کیا پس شوہر کے واسطے سات دینار و تین قیراط اور چاولون کے ۱۳ اجزون مین سے
بارہ جزء ہوے اور جد کے دو سہام ہین انکو ۱۳ مین ضرب دیا تو ۶۲ ہوے انکو ۱۳ پر تقسیم کیا تو چار نکلے اور
۱۰ باقی رہے ان کے قیراط بنائے تو ۲۰۰ ہوے انکو ۱۳ پر تقسیم کیا تو ۱۵ قیراط نکلے اور ۵ باقی رہے پس
انکے حبات ۱۵ ہوے اور ۱۳ پر تقسیم کرنے سے ایک حبہ نکلا اور ۲ باقی رہے جنکے ۸ چاول ہوے کہ ۱۳
کی طرف نسبت کردیا پس جد کو ۴ دینار و ۱۵ قیراط اور ایک حبہ اور ایک چاول کے ۱۳ اجزون مین سے
۸ جزو حاصل ہوے اور جدہ کو بھی اسی کے مثل حاصل ہوے اور دختر کو شوہر سے دو چند یعنے ۱۴
دینار و سات قیراط اور ایک چاول اور چاولون کے ۱۳ اجزون مین سے ۱۱ جزو حاصل ہوے اور سب
کا مجموعہ ۳۱ دینار ہوے پس مسئلہ صحیح ہوا اور اسی طرح قرضخواہون مین بھی ترکہ تقسیم کیا جاتا ہی پس مجموعہ
قرضون کا مثل عدد تصحیح مسئلہ کے اور ہر قرضہ مثل سہام وارث کے قرار دیا جاتا ہی

فصل۔ اور اگر قرضخواہون یا وارثون مین سے کسی نے ترکہ کی کسی چیز پر صلح کرلی تو اسکو ترکہ مین سے طرح
دیدے گویا وہ دراصل نہ تھی پھر باقی کو باقی وارثون کے سہام پر تقسیم کرے اسکی مثال یہ ہی کہ میت نے
شوہر و مان و چچا چھوڑا پس شوہر نے اپنے حصہ ترکہ سے اس مقدار پر جو اسکی میت کا مہر ہی وارثون
سے صلح کرلی تو اسکو طرح دیدے گویا وہ نہ تھا پھر باقی کو باقیون کے سہام پر تقسیم کردے کہ مان کو اس کا
حصہ سلہ دیدے اور باقی مال میت کے چچا کا ہوا یہ اختیار شرح مختار مین ہی

چودھوان باب۔ فرائض متشابہ کے بیان مین جنکو امتحاناً دریافت کرتے ہین سوال ایک شخص مر گیا اور حقیقی
بھائی اور اپنی جورو کا بھائی چھوڑا پس اسکی جورو کا بھائی تمام مال کا وارث ہوا اسکا حقیقی بھائی نہوا تو اسکی
کیا صورت ہوگی جواب دیا گیا ہی کہ ایک شخص نے اپنے باپ کی جورو کی مان سے نکاح کیا اور اسکا باپ
زندہ ہو پس اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا پھر یہ شخص مر گیا اور اسکا باپ بھی اسکے بعد مر گیا اور اسنے اپنے پسر کا
پسر چھوڑا حالانکہ وہ اسکی جورو کا بھائی ہی۔ اور اسکا ایک حقیقی بھائی بھی ہی پس اسکی میراث اسکے پسر کے پسر کا
جو اسکی جورو کا بھائی ہی ملے گی اور اسکے حقیقی بھائی کو نہ ملے گی۔ سوال ایک شخص مر گیا اور اپنا سگا چچا
چھوڑا اور ماموں ایسا چھوڑا جو فقط مان کی جانب سے ہی یعنی اسکی مان کا مادری بھائی ہی پس یہ ماموں
اسکا وارث ہوا چچا نہوا تو اسکی کیا صورت ہی جواب ایک شخص نے اپنے علاتی بھائی کی مان سے
نکاح کیا اور اس سے بیٹا پیدا ہوا پھر یہ شخص مر گیا جسنے اپنے علاتی بھائی کی مان سے نکاح کیا تھا

سلہ قال المترجم اسواسطے کہ ایک قیراط کے ۳ حبہ ہوے یہ بھی تقسیم نہین ہوسکتے ہین تو ۴ مین ضرب دیکر ۱۲ چاول ملائے وہ بھی تقسیم نہین ہوسکتے ہین ۱۲ منہ
سلہ اقول شاید اتفاقی ہی ۱۲ منہ سلہ قال اصل مین لکھا ہی کہ مان کو دو تہائی دیدے یہ سہو من الکاتب ۱۲ منہ سلہ یعنی جو اسکی مان بہن ہے ۱۲ منہ سلہ میت یعنی باپ ۱۲

پھر اسکے بعد اسکا یہ بھائی مرا اور اپنا سگا چچا چھوڑا اور اپنے علاتی بھائی کا بیٹا چھوڑا جو اس کا ماموں بھی ہے پس اسکی میراث اسکے بھائی کے بیٹے کو ملے گی نہ اسکے چچا کو۔ سوال ایک شخص مرگیا اور اپنے سگے چچا کا بیٹا اور اپنے سگے بھائی کا بیٹا چھوڑا پس چچا کا بیٹا وارث ہوا بھائی کا بیٹا وارث نہوا۔ تو اسکی کیا صورت ہی۔ جواب دو بھائی تھے اور دونوں میں سے ایک کا بیٹا تھا پھر دونوں نے ایک باندی خریدی پھر اس سے ایک لڑکا ہوا پس دونوں نے ساتھ ہی اسکا دعوے کیا کہ یہ میرا ہی تو وہ دونوں کا بیٹا ہوگا پھر دونوں بھائی مر گئے پھر دونوں کی فوت کے بعد دونوں میں سے جسکا بیٹا تھا وہ بیٹا بھی مرا اور اسنے کوئی وارث نہ چھوڑا سوائے اس طفل کے جو اسکے باپ اور اسکے چچا کے درمیان تھا حالانکہ اسکے سگے بھائی کا بیٹا بھی ہی تو اسکی میراث اسکے اس بھائی کو ملے گی جو اسکے باپ کا بیٹا ہی اور نیز چچا کا بیٹا ہے اور اسکے سگے بھائی کا بیٹا ساقط ہو جائے گا۔ سوال ایک شخص مرگیا اور اسنے سگے چچا کا بیٹا چھوڑا اور علاتی بھائی کا بیٹا چھوڑا پس مال کا وارث اسکے چچا کا بیٹا ہوا اور علاتی بھائی کا بیٹا نہوا تو اسکی کیا صورت ہی۔ جواب اسکی صورت یہ ہی کہ دو بھائی تھے اور دونوں میں سے ایک کا ایک بیٹا تھا پھر دونوں نے ایک باندی خریدی اور اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا اور اسکا نسبی دعوے دونوں نے ساتھ ہی کیا کہ وہ دونوں کا بیٹا ہوا پھر یہ باندی آزاد کی گئی پھر اس باندی سے اس شخص نے دونوں میں سے نکاح کیا جس کا بیٹا موجود ہے پھر اس سے دوسرا بیٹا پیدا ہوا پھر دونوں بھائی مر گئے پھر وہ لڑکا مرا جسکو باندی مذکورہ بعد نکاح کے جنی ہے اور اس نے ایک بھائی حقیقی چھوڑا جو اسکے چچا کا بیٹا بھی ہوا اور ایک اپنا بھائی از جانب پدر چھوڑا تو اسکی میراث اسکے چچا کے پسر کو ملے گی جو اس کا حقیقی بھائی ہے۔ سوال ایک شخص مرگیا اور اسنے تین دختر چھوڑیں ان میں سے ایک کو سب مال کی تہائی ملی اور دوسری کو سب مال کی دو تہائی ملی اور تیسری کو کچھ نہ ملا تو اس کی کیا صورت ہے جواب ایک شخص کسی کا غلام تھا اور اسکی تین بیٹیاں تھیں پس ایک نے اپنے باپ کو خریدا اور دوسری نے اپنے باپ کو قتل کیا پس قاتلہ محروم ہوئی اور جن دونوں نے نہیں قتل کیا انکو دو تہائی ترکہ ملا کہ ہر ایک کے واسطے ایک تہائی ہوا پھر باقی ایک تہائی مال اسکو بحکم ولاء ملا جس نے خرید کیا تھا۔ سوال ایک مرد مرا اور اسکی ماں ہی دونوں ترکہ کے وارث ہوئے اور دونوں کو برابر مال نصفا نصف ملا تو اسکی کیا صورت ہی۔ جواب زید کی ایک دختر ہی اسکی دختر سے اسکے بھائی کے پسر نے نکاح کیا اور اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا پھر بھائی کا بیٹا مرگیا پھر اسکے بعد زید مرا اور اسنے اپنی دختر اور بھتیجی کا بیٹا چھوڑا اور یہ دختر اس طفل کی ماں ہی پس نصف مال دختر کو ملا اور باقی مال اس طفل کو جو بھتیجی کا بیٹا ہی ملا پس نصف مال اس طفل کا ہوا اور نصف مال اسکی ماں کا ہوا۔ سوال ایک مرد اور اسکی ماں و اسکی خالہ کسی مال ترکہ کی باہم تین تہائی وارث ہوئیں تو اسکی کیا صورت ہی جواب زید کی دو بیٹیاں ہیں کہ ایک دختر سے اس کے

ف یعنے آزاد ہو کر ۱۲

بھائی کے پسر مسمے عمرو نے نکاح کیا جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا پھر عمرو مرگیا پھر اسکے بعد زید مرا اور اسنے دو دختر اور ایک بھتیجے کا بیٹا چھوڑا پس ہر دو دختر کو دو تہائی مال یعنے تہائی تہائی ہر ایک کو ملا اور اس بھتیجے کے پسر کو باقی مال ایک تہائی ملا پس طفل کو ایک تہائی اور اسکی مان کو تہائی اور اسکی خالہ کو تہائی ملا - سوال تین بھائی ایک مان و باپ سے ہین کہ ایک کو سب مال کی دو تہائی ملی اور باقی دونون مین سے ہر ایک کو چھٹا چھٹا حصہ ملا تو اسکی کیا صورت ہو - جواب ایک عورت ہو کہ اسکے تین بھائی چچا زاد ہین جن مین سے ایک نے اس سے نکاح کیا پھر وہ مری تو اصل مسئلہ ۶ سے ہوا جسمین سے ۳ - اسکے شوہر کو نصف کے ملے اور باقی ۳ سہام ان تینون مین برابر تقسیم ہوے کہ ہر ایک کو ایک ایک سہام ملا - سوال ایک شخص مرا اور چار جورو چھوڑین جسمین سے ایک جورو کو چوتھائی مال و آٹھوین حصہ کا نصف ملا اور دوسری کو نصف مال اور آٹھوین حصہ کا نصف ملا اور تیسری و چوتھی کو مال کا نصف آٹھوان حصہ ملا تو اسکی کیا صورت ہے جواب ایک مرد نے اپنی مان کی مادری بہن کی بیٹی اور اپنی مان کی پدری بہن کی بیٹی سے نکاح کیا اور اپنے باپ کی پدری بہن اور مادری بہن دونون کی دو بیٹیون سے نکاح کیا پھر مرگیا اور سوا اسکے کوئی وارث نہ چھوڑا تو ہر چہار زوجہ کو چوتھائی مال ملا اور مان کی پدری بہن کی بیٹی کو باقی کی تہائی ملی اور جو کچھ باقی رہا وہ پھوپھی از جانب پدر کی بیٹی کو ملا پس مسئلہ ۱۶ سہام سے ہوا جسمین سے ۴ سہام زوجات کو اور باقی کی تہائی یعنے چار سہام پدری خالہ کی دختر کو اور باقی ۸ سہام پدری پھوپھی کی دختر کو ملے پس میت کی مان کی مادری بہن کی اور باپ کی مادری بہن کی لڑکیون کو ۴ مین سے دو سہام جو کل مال کا آٹھوان حصہ ہو ملے ہر ایک کو ایک ایک سہم ملا اور مان کی پدری بہن کی دختر کو پانچ سہام ملے جو کل مال کا چوتھائی اور آٹھوین حصہ کا آدھا ہوا اور باپ کی پدری بہن کی لڑکی کو ۹ سہام ملے جو کل مال کا آدھا اور آٹھوین حصہ کا نصف ہو - سوال ایک شخص مرگیا اور اسنے اپنی جورو کے سات بھائی چھوڑے پس اسکی جورو اور ساتون بھائیون مین سے ہر ایک نے برابر مال پایا تو اسکی کیا صورت ہو جواب زید نے اپنے باپ عمرو کی جورو یعنے اپنی سوتیلی مان کی مان سے نکاح کیا پس اس سے سات پسر پیدا ہوے پھر زید مرگیا پھر اسکے بعد عمرو مرا اور اپنی جورو چھوڑی اور اپنے پسر کے سات پسر چھوڑے تو مسئلہ ۸ سے ہوا کہ اسکی جورو کو ایک سہم ملا اور باقی ۷ سہام ان پسرون مین برابر تقسیم ہوے کہ ہر ایک کو ایک ایک سہام ملا اور یہ ساتون اس میت کی جورو کے بھائی مادری ہین - سوال ایک شخص مرگیا اور اسنے بیس دینار چھوڑے پس اسکی عورت کو ایک دینار ملا تو اسکی کیا صورت ہو جواب ایک شخص مرگیا اور اسنے بیس دینار چھوڑے اور دو حقیقی بہن اور دو مادری بہن و چار جورو چھوڑین تو اصل مسئلہ ۱۲ سے اور عول ۱۵ سے ہوا جس مین سے ہر چہار زوجہ کو ۳ سہام ملے اور یہ پندرہ کا پانچوان حصہ ہو پس بیس دینار مین سے پانچوان حصہ یعنے ۴ ہر چہار زوجہ کے واسطے ہوے پس ہر زوجہ کو ایک دینار ملا - سوال ایک عورت کو اپنے چار شوہرون سے

میراث ملی یہان تک کہ اسکے واسطے نصف مال ہوگیا تو کیا صورت ہی جواب ایک عورت ہے اس سے چار بھائیون نے ایک نے بعد موت دوسرے کے نکاح کیا اور پورا مال ۱۸ دینار تھے کہ اول کے ۸ ۔ اور دوسرے کے ۶ ۔ اور تیسرے کے ۳ ۔ اور چوتھے کا ایک دینار تھا پس اول ۸ دینار چھوڑ کر مرا اور یہ عورت مذکورہ اور یہی تینون بھائی وارث چھوڑے پس عورت مذکورہ نے اس مین سے ۲ دینار لیے اور ہر بھائی نے بھی دو دو دینار لیے پھر دوسرے بھائی کے پاس ۸ دینار ہوگئے پس جب اسنے اس عورت سے نکاح کیا پھر مرگیا تو عورت مذکورہ نے اس سے بھی دو دینار ترکہ مین سے لیے پس اسکے پاس چار دینار ہوے اور باقی دو بھائی نے تین تین دینار لیے پس تیسرے بھائی نکاح کرنے والے کے پاس ۸ دینار ہوگئے پھر جب وہ بھی مرگیا تو عورت نے اسکے ترکہ مین سے دو دینار لیے پس اسکے پاس چھ دینار ہوے اور باقی ۶ دینار چوتھے بھائی کے واسطے رہے پس سب اسکے پاس ۱۲ دینار ہوے پھر جب وہ مرا تو عورت نے اسکی چوتھائی مین ۳ دینار لیے پس عورت کے پاس ۹ دینار ہوگئے جو نصف مال ہی اور باقی عصبہ کو ملے گا ۔ سوال وارث لوگ میراث تقسیم کرتے تھے پس ایک وارث آیا اور اسنے کہا کہ جلدی نہ کرو کہ میری عورت غائب ہے اگر وہ زندہ ہوگی تو وہی وارث ہوگی اور مین وارث نہ ہون گا اور اگر وہ مرگئی ہے تو مین ہی وارث ہون گا وہ وارث نہوگی تو اسکی کیا صورت ہی جواب ایک عورت مرگئی اور اس نے دو حقیقی بہنین و مان اور ایک اخیافی بہن اور ایک علاتی بھائی چھوڑا اور اس علاتی بھائی نے اسکی اخیافی بہن سے نکاح کیا ہی اور یہی قول مذکور کا کہنے والا ہی کیونکہ اسی کی جورو جو میت کی اخیافی بہن ہے غائب ہے پس اگر وہ زندہ ہوگی تو دو تہائی دونون حقیقی بہنون اور چھٹا حصہ مان کو اور باقی چھٹا حصہ اس اخیافی بہن کو ملے گا اور یہ علاتی بھائی محروم رہیگا اور اگر وہ مرگئی ہوگی تو باقی چھٹا اس علاتی بھائی کو ملے گا سوال ایک عورت آئی اور اسنے کہا کہ میراث تقسیم کرنے مین جلدی نہ کرو کہ مین حمل سے ہون پس اگر لڑکا ہوگا تو کچھ وارث نہوگا اور اگر لڑکی ہوگی تو وارث ہوگی تو اسکی کیا صورت ہے جواب ایک عورت مرگئی اور اسنے شوہر و مان و دو اخیافی بہنین چھوڑین پس اسکے باپ کی جورو آئی یعنے سوتیلی مان آئی اور کہا کہ اگر مجھ سے لڑکا ہوا تو اس میت کا پدری بھائی ہوگا پس کچھ وارث نہ ہوگا اور اگر لڑکی ہوئی تو میت کی پدری بہن ہوگی پس اسکے ساتھ نصف کی وارث ہوگی اور فریضہ کا عول ۹ تک ہوگا ۔ سوال اگر ایک عورت آئی اور اسنے میراث تقسیم کرنے والون سے کہا کہ تم لوگ میراث تقسیم کرنے مین جلدی نہ کرو کہ مین پیٹ سے ہون اگر لڑکا ہوا تو وارث ہوگا اور اگر لڑکی ہوئی تو وارث نہوگی تو اسکی کیا صورت ہی ۔ جواب ایک مرد مرگیا اور اسنے حقیقی دو بہنین چھوڑین پس اسکے باپ کی جورو آئی یعنے سوتیلی مان آئی اور کہا کہ تم لوگ میراث تقسیم کرنے مین جلدی نہ کرو کہ مین حمل سے ہون پس

اگر لڑکا ہوا تو میت کا پدری بھائی ہوگا پس حقیقی دونون بہنون کو دو تہائی ملے گا اور باقی اُس کے پدری بھائی
کو ملے گا اور اگر لڑکی ہوئی تو میت کی پدری بہن ہوگی پس اسکی دونون حقیقی بہنون کو دو تہائی ملے گا
اور جو باقی رہا وہ عصبہ[عہ] کو ملے گا اور پدری بہن کو کچھ نہ ملے گا - اور اگر عورت مذکورہ نے آکر کہا کہ
تم لوگ میراث تقسیم کرنے مین جلدی نہ کرو کیونکہ مین حمل سے ہون اگر لڑکا یا لڑکی ہوئی تو کچھ نہ ملے گا
اور اگر لڑکا و لڑکی ہوئی تو حضرت زید رضی اللہ عنہ تعالی کے قول کے موافق دونون وارث ہونگی
تو اسکی کیا صورت ہی پس جواب یہ ہی کہ ایک مرد مرگیا اور اسنے مان و حقیقی بہن و دادا چھوڑا پس اسکے باپ
کی جورو یعنی سوتیلی مان آئی اور اسنے کہا کہ تقسیم میراث مین جلدی نہ کرو کہ مین حمل سے ہون پس اگر لڑکا ہوا
تو میت کا پدری بھائی ہوگا پس مان کو چھٹا حصہ ملے گا اور جو باقی رہا وہ بھائی و بہن و دادا کے درمیان مرد
کو عورت سے دو چند کے حساب سے تقسیم ہوگا پھر جو کچھ پدری بھائی کو ملے گا وہ سب میت کی حقیقی بہن
کو دیدے گا اور خود خالی رہ جائے گا اور اگر لڑکی ہوئی تو میت کی پدری بہن ہوگی تو مان کو چھٹا حصہ
اور باقی ان سب مین چار حصون پر تقسیم ہوگا پھر پدری بہن کے پاس جو کچھ ملا ہے وہ سب میت
کی مادری بہن کو رد کردے گی اور خود ہاتھ خالی رہ جائے گی اور اگر لڑکا و لڑکی دونون ہوے تو میت
کے پدری بھائی و بہن ہوے پس مان کو چھٹا حصہ اور بھائی و باقی کی تہائی اور حقیقی بہن کو نصف ملے گا
اور جو باقی رہا وہ پدری بھائی و بہن کے درمیان مرد کو عورت سے دو چند کے حساب سے تقسیم ہوگا
اور اگر عورت نے آکر کہا کہ تم لوگ تقسیم مین جلدی نہ کرو کیونکہ مین حمل سے ہون پس اگر لڑکا پیدا ہوا تو مین
اور لڑکا دونون وارث ہونگے اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو مین اور لڑکی کوئی وارث نہوگی پس جواب یہ ہی کہ زید
نے اپنے پسر کے پسر مسمی عمرو کا نکاح اپنے دوسرے پسر کی دختر مسماۃ ہندہ سے کردیا پھر عمرو مرگیا
اور اسکی جورو مسماۃ ہندہ جو زید کی دختر پسر ہی حمل سے ہی پھر زید مرگیا اور اسنے دو دختر اور عصبہ چھوڑے
پس مسماۃ ہندہ مذکورہ آئی اور کہا کہ تقسیم میراث مین جلدی نہ کرو کہ مین حمل سے ہون پس اگر لڑکی پیدا ہوگی
تو میت کی ہر دو دختر کو دو تہائی ملے گا اور باقی عصبہ کو ملے گا اور اسکے پسر کی دختر کو کچھ نہ ملے گا اور نہ اس
لڑکی کو ملے گا اور اگر لڑکا پیدا ہوا تو ہر دو دختر کو دو تہائی ملے گا اور باقی اسکے پسر کی دختر مسماۃ ہندہ مذکورہ
اور ہندہ کے پسر کے درمیان مرد کو عورت سے دو چند کے حساب سے تقسیم ہوگا - سوال اگر کسی شخص سے
سوال کیا گیا کہ ایک شخص مرگیا اور اسنے اپنی پھوپھی کے پسر کا ماموں اور اپنے ماموں کے پسر کی
پھوپھی چھوڑی تو حصہ کیونکر تقسیم ہوگا تو اس سے دریافت کرنا چاہیے کہ آیا اس میت کی پھوپھی کی بیٹے
کا ماموں دوسرا بھی ہی اور ماموں کے بیٹے کی پھوپھی کوئی دوسری بھی ہی یا نہین ہی پس اگر اسنے کہا کہ دوسرا
ایسا ماموں اور پھوپھی نہین ہی تو جواب دینا چاہیے کہ مال میراث ان دونون مین تین تہائی تقسیم ہوگا

عہ یعنی ذوی الارحام کو ۱۲

کیونکہ اُسکی پھوپھی کے بیٹے کا ماموں اس میت کا باپ ہی اور ماموں کے بیٹے کی پھوپھی اسکے ماں کے بھائی کی بہن ہی اور جبکہ سوائے ایک کے دوسری نہین ہی تو اس میت کی ماں ہی اسی واسطے یہ ہوا کہ باپ کو دو تہائی اور ماں کو ایک تہائی مال ملا۔ سوال اگر ایک عورت نے میراث تقسیم کرنے والوں سے کہا کہ تم لوگ میراث تقسیم کرنے مین جلدی نہ کرو کیونکہ مین حمل سے ہون پس اگر لڑکا ہوگا تو وہ وارث ہوگا اور اگر لڑکی ہوگی تو وارث نہ ہوگی اور اگر لڑکا اور لڑکی دونوں ہوے تو لڑکی وارث نہوگی فقط لڑکا وارث ہوگا تو اُس کا جواب یہ ہی کہ سوائے باپ پسر کے ہر عصبہ کی زوجہ ہوسکتی ہی اور اگر اُسنے کہا کہ اگر لڑکا اور لڑکی دونوں ہوے تو دونوں وارث ہونگے اور اگر لڑکی ہوئی تو وارث نہوگی تو اسکا جواب یہ ہی کہ باپ کی جورو ہی درحالیکہ وارثون مین حقیقی دو بہنین ہون یا پسر کی جورو ہی درحالیکہ وارثون مین دو دختر صلبیہ[1] ہون اور اگر عورت نے آکر کہا کہ اگر لڑکا پیدا ہوا تو وارث نہوگا اور اگر لڑکی ہوئی تو وارث ہوگی تو یہ پسر کی زوجہ ہی درحالیکہ وارثان موجودہ مین شوہر و مادر و پدر و دختر میت ظاہر ہون۔ یا باپ کی زوجہ ہے درحالیکہ وارثان موجودہ مین شوہر و مادر و مادری دو بہن ظاہر ہون۔ اور اگر عورت مذکورہ نے کہا کہ اگر لڑکا یا لڑکی ہوئی تو کوئی وارث نہوگا اور اگر دونوں وارث ہون گے تو جواب یہ ہی کہ یہ میت کے باپ کی جورو ہی درحالیکہ باپ اس سے پہلے مرگیا ہی اور ظاہر وارثون مین ماں و جد و حقیقی بہن موجود ہین کیونکہ ایسی حالت مین اگر لڑکا یا لڑکی جنی تو وہ میت کا پدری بھائی یا بہن ہی پس حصہ مادر نکالنے کے بعد جو کچھ باقی رہے گا وہ دادا و حقیقی بہن اور اس مولود کے درمیان تقسیم ہوگا پھر حقیقی بہن اس مولود سے جو اس کو ملا ہی لیگی پس خالی رہجائے گا اور اگر لڑکا و لڑکی دونوں جنی تو ماں کا حصہ نکالنے کے بعد باقی کی تہائی دادا لے لیگا پھر باقی مین سے حقیقی بہن بقدر نصف کے لے لین گی پھر جو کچھ رہا وہ اس لڑکا و لڑکی کے درمیان مرد کو عورت سے دوچند کے حساب سے تقسیم ہوگا۔ اور اگر عورت مذکورہ نے کہا کہ اگر لڑکا پیدا ہوا تو مجھے آٹھواں حصہ ملے گا اور باقی اسکو ملے گا اور اگر لڑکی ہوئی تو مال ترکہ میرے و اسکے درمیان آدھا آدھا ہوگا اور اگر مردہ پیدا ہوا تو مجھکو پورا مال ملے گا تو جواب یہ ہی کہ یہ ایسی عورت ہی جسنے ایک غلام کو آزاد کر کے اس سے نکاح کیا ہی پھر وہ غلام فقط اس عورت کو حاملہ[2] چھوڑ کر مرگیا ہی۔ سوال ایک عورت اور اسکے شوہر دونوں نے میت کے مال سے تین چوتھائی پایا اور دوسری عورت و اسکے شوہر نے ایک چوتھائی پایا تو اسکی کیا صورت ہی۔ جواب میت کی مادری بہن ہی اور ایک پدری بہن ہی اور میت کے دو چچا زاد بھائی ہین مگر دونوں مین سے ایک بھائی میت کا مادری بھائی ہی اور اس مادری بھائی نے اس کی پدری بہن سے نکاح کیا ہی اور دوسرا بھائی اسکی مادری بہن کا شوہر ہی پس پدری بہن کو نصف ملا اور مادری بھائی و بہن کو تہائی مال ملا اور باقی مال ہر دو چچا زاد بھائیوں مین برابر تقسیم ہوا قال المترجم پس پدری بہن کو ۱۲ مین سے ۶ ملے اور اسکے شوہر مادری بھائی کو فریضہ سے ۲۔ اور عصوبت کا ایک ملا پس مجموعہ ۹ ہوا یہ تین چوتھائی

[1] صلبیہ یعنی خاص میت کے پشت سے ہون ۱۲ [2] یعنی سوتیلی ماں ۱۲ [3] صورت تخریج بہت واضح ہے ۱۲

مال ہوا اور باقی ایک چوتھائی دوسری بہن اور اُسکے شوہر کو ملا ہی فافہم - سوال - ایک جورو و خاوند نے تہائی مال پایا اور دوسری جورو و خاوند دونون نے دو تہائی مال پایا تو صورت بتلاؤ جواب میت کے مادر و پدر رہین اور میت کے پسر کے پسر کی دختر میت کے پسر کے پسر کے نکاح مین ہی قال المترجم پس مادر و پدر کو ایک تہائی یعنی چھٹا چھٹا حصہ ملے گا اور باقی دوسرے دونون جورو و خاوند کو ملے گا فافہم - سوال ایک مرد و اُسکی دو زوجہ نے مال میت تین تہائی پایا تو صورت بتلاؤ جواب میت کے پسر کی دو دختر میت کے برادر زادہ یا میت کے پسر دیگر کے پسر کے پسر کے نکاح مین ہی سوال دو بھائی ازجانب مادر و پدر ہیں ان دونون مین سے ایک شخص نے میت کا تین چوتھائی مال پایا اور دوسرے نے چوتھائی پایا تو صورت بتلاؤ - جواب اسکی صورت یہ ہی کہ میت کے دو برادر زادہ ہین کہ دونون ہین سے ایک چچا زاد بھائی میت کی دختر کا خاوند ہی قال المترجم میت کی دختر کا نصف اور ہر ایک برادر زادہ کا چوتھائی چوتھائی ہوا قال[1] وفیہ نظر فانہ لم یرث عنہ احدہما فقط ثلثۃ ارباع المال تامل فیہ - سوال ایک صحیح و تندرست آدمی ایک مریض کے پاس گیا اور کہا کہ میرے واسطے کچھ وصیت کردے تو اُس نے جواب دیا کہ مین تیرے واسطے کیونکر وصیت کر سکتا ہون کیونکہ میرے وارثون مین تو ہے اور تیرے دونون بھائی اور تیرے مادر و پدر و تیرے دونون چچا ہین جواب یہ ہی کہ یہ صحیح آدمی اس مریض کا مادری بھائی ہی اور چچا کا بیٹا ہی اور اسکے دونون بھائی مریض کے مادری بھائی ہین اور اسکے مادر و پدر مریض کے مادر و چچا ہین و اسکے دونون چچا مریض کے دو چچا ہین پس حاصل یہ ہی کہ مریض کے تین برادر مادری ہین اور ماں ہی اور تین چچا ہین - اور اگر کہا کہ میرے وارث تیرے دونون چچا و مادر و پدر ہین تو یہ مرد صحیح اس مریض کے مادری بھائی کا بیٹا ہی اور اسکے دو بھائی مادری اور ہین - اور اگر کہا کہ میرے وارث تیری ہر دو جدہ و تیری ہر دو بہن و تیری ہر دو زوجہ و تیری ہر دو دختر ہونگی پس صحیح کی ہر دو جدہ اس مریض کی ہر دو زوجہ ہین اور اسکی مادری دو بہن مریض کی پدری دو بہن اور صحیح کی ہر دو زوجہ مین سے ایک مریض کی ماں ہی اور دوسری اسکی بہن ازجانب پدر ہین اور صحیح کی ہر دو دختر مریض کی مادری بہن ہین کہ مریض کی ماں اس صحیح سے جنی ہی پس حاصل یہ ہی کہ دو زوجہ ہین اور تین پدری بہنین ہین اور دو مادری بہنین ہین - سوال میت نے چوبیس دینار چوبیس عورتون کے واسطے چھوڑے کہ ہر ایک نے ایک ایک دینار پایا صورت بتلاؤ جواب صورت یہ ہی کہ ۳ زوجہ و ۴ جدہ اور ۱۶ دختر و ایک پدری بہن ہے سوال دو مرد ہین کہ دونون مین ہر ایک دوسرے کا چچا ہے - جواب صورت یہ ہی کہ عمرو زید مین سے ہر ایک نے دوسرے کی ماں سے نکاح کیا اور ہر ایک سے ایک بیٹا پیدا ہوا پس ہر ایک بیٹا دوسرے کا ازجانب مادری چچا ہی - سوال دو مرد ہین سے ہر ایک دوسرے کا ماموں ہے جواب

[1] قولہ قال الخ مطلب یہ ہی کہ ایک نے اپنی زوجہ کے ساتھ البتہ تین چوتھائی پایا اور اکیلے نہین پایا ۱۲

عمرو و زید مین سے ہر ایک نے دوسرے کی دختر سے نکاح کیا اور ہر ایک کا ایک بیٹا پیدا ہوا پس
ہر ایک پسر دوسرے کا ماموں ہی- سوال دو مرد مین سے ہر ایک دوسرے کے باپ کا چچا ہے
جواب زید و عمرو مین سے ہر ایک نے دوسرے کی باپ کی مان سے نکاح کیا اور دونون کے بیٹا پیدا ہوا
سوال دو مردون مین سے ہر ایک دوسرے کی مان کا چچا ہی جواب دو مردون مین سے ہر ایک نے
دوسرے کے پسر کی دختر سے نکاح کیا اور ہر ایک سے ایک بیٹا پیدا ہوا- سوال دو مردون مین سے
ہر ایک دوسرے کے باپ کا ماموں ہی- جواب زید و عمرو مین سے ہر ایک نے دوسرے کی مان کی
کی مان سے نکاح کیا پس دونون کے فرزند پیدا ہوا- سوال دونون مین سے ہر ایک دوسرے کی مان کا
ماموں ہی- جواب زید و عمرو مین سے ہر ایک نے دوسرے کی دختر کی دختر سے نکاح کیا اور ہر ایک کا بیٹا پیدا ہوا
سوال- زید عمرو کا چچا ہی اور عمرو زید کا ماموں ہی- جواب صورت یہ ہی کہ ایک مرد نے ایک عورت سے
نکاح کیا اور اسکے پسر نے اس عورت کی مان سے نکاح کیا اور دونون کے فرزند پیدا ہوا تو باپ کا پسر
اسکے پسر کے پسر کا چچا ہوا اور پسر کا پسر اسکے باپ کے پسر کا ماموں ہی- سوال ایک شخص ماموں بھی ہے
اور چچا بھی ہی- جواب مادری دو بھائی ہین ان مین سے ایک نے دوسرے کی مادری بہن سے نکاح کیا اور
ایک بیٹا پیدا ہوا تو دوسرا بھائی اس پسر کا باپ کی طرف سے چچا ہی اور مان کی طرف سے ماموں ہے
اور نیز اگر مادری دو بھائیون مین سے ایک نے دوسرے کی پدری بہن سے نکاح کیا اور بیٹا پیدا ہوا
تو دوسرا بھائی اس پسر کا باپ کی جانب سے ماموں ہی اور مان کی جانب سے چچا ہی- سوال ایک شخص
دوسرے کے باپ کا چچا اور مان کا چچا ہی- جواب صورت یہ ہی کہ زید کے باپ کے باپ نے
اسکی مان کے باپ کی مان سے نکاح کیا اور ایک بیٹا پیدا ہوا تو یہ بیٹا زید کے باپ کا از جانب پدر
چچا ہی اور مان کا از جانب مادر چچا ہی- سوال ایک شخص زید کے باپ کا ماموں اور مان کا ماموں ہی
جواب اسکی صورت یہ کہ زید کی مان کی مان کے باپ نے زید کے باپ کی مان کی مان سے نکاح کیا
اور ایک بیٹا پیدا ہوا پس یہ بیٹا زید کی مان کا از جانب پدر ماموں ہی اور زید کے باپ کا از جانب
پدر ماموں ہی- سوال دو مرد ہین کہ ہر ایک ان مین سے دوسرے کی پھوپھی کا بیٹا ہے دوسرے کے
ماموں کا بیٹا ہی- جواب اسکی صورت یہ ہی کہ زید و عمرو سے ہر ایک نے دوسرے کی بہن سے نکاح کیا
ہی اور ہر ایک کا بیٹا پیدا ہوا اور ہر ایک نے دوسرے کی بہن سے نکاح کیا ہی اور ہر ایک کا بیٹا
پیدا ہوا پس ان مین سے ہر ایک دوسرے کی پھوپھی اور ماموں کا بیٹا ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی سوال
دو برادر حقیقی مین سے ایک شخص فقط ایک مرد میت کا وارث ہوا دوسرا وارث نہوا تو کیا صورت ہی
جواب میت ان دونون مین سے ایک کا بیٹا تھا پس اسکا باپ سب مال کا وارث ہوا اور چچا
وارث نہوا یہ محیط سرخسی مین ہی سوال زید اور اسکا بیٹا ہے کہ دونون کو مال ترکہ نصفا نصف ملا تو کیا

صورت ہی جواب یہ ہیت ایک عورت ہی جسکے ساتھ اسکے چچا کے پسر نے نکاح کیا حالانکہ اسکا چچا زندہ ہے پھر یہ عورت مری تو اسکا نصف مال اسکے شوہر کو ملا اور باقی اسکے شوہر کے باپ یعنے اس کے چچا کو ملے گا۔ سوال ایک مرد ہوا اور اُسکی دختر دونون نصفا نصف مال کے وارث ہوئے تو کیا صورت ہے جواب یہ ہی کہ ایک عورت ہی کہ جسکے ساتھ اسکے چچا زاد بھائی نے نکاح کیا پس اس سے ایک دختر پیدا ہوئی پھر یہ عورت مری تو اسکی دختر کو نصف مال ملا اور اسکے شوہر کو نصف مال کا چوتھائی فریضہ مین ملا اور باقی بوجہ عصبہ ہونے کے ملا ہی یہ مبسوط مین ہی

پندرھوان باب۔ مسائل ملقبہ کے بیان مین۔ یعنی جن مسائل کے نام رکھے گئے ہین۔ مسائل مشترکہ میت نے شوہر و مان و مان کی دو اولاد اور حقیقی بھائی و بہنین چھوڑین تو نصف زوج کو چھٹا حصہ مان کو اور تہائی اولاد مادر کو ملے گا اور باقی سب ساقط ہوجاوینگے۔ اسی طرح اگر بجائے [شوہر ۱۲] مان کے مان کی مان ہو تو بھی یہی حکم ہی اور یہ قول حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کا ہی اور یہی ہمارے علماء کا مذہب ہی اور حضرت ابن مسعود و حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اولاد مادر و پدر مین جو عصبہ ہوتے ہین وہ تہائی مین اولاد مادر کے ساتھ شریک ہوجاتے ہین اور یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دوسرا قول ہی چنانچہ انھون نے پہلے اسی طور پر فیصلہ فرمایا تھا جو ہمارا مذہب ہی پھر دوسرے سال ایسا ہی ترکہ کا مقدمہ پیش ہوا تو چاہا کہ مثل پہلے فیصلہ کے اسمین بھی حکم دین پس ایک مان و باپ کے بھائیون مین سے ایک نے کہا کہ اے امیر المومنین خیال فرمائیے کہ کیا ہمارا باپ گدھا تھا کیا ہم سب ایک مان کی اولاد نہین ہین پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باجتہاد ان لوگون کو اُنکے ساتھ تہائی مین شریک کردیا اور فرمایا کہ ہمارا پہلا حکم قضا اپنے حال پر رہیگا اور یہ حکم قضا اپنے حال پر ہوگا۔ پس یہ مسئلہ مشترکہ کہلایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باہم شریک کردیا ہی اور نیز اسکو حماریہ بھی کہتے ہین کہ اس نے درمیان گفتگو مین کہا کہ خیال فرمائیے کہ کیا ہمارا باپ حمار یعنے گدھا تھا اور واضح ہو کہ اگر بجائے ایک مان و باپ کے بھائیون کے فقط باپ کی طرف سے بھائی ہون تو بالاجماع ساقط ہوجاوینگے اور مسئلہ اختلافی مین ہمارا مذہب صحیح ہی۔ مسئلہ خرقاء۔ مادر [مان ۱۲] و جد [دادا ۱۲] و خواہر [بہن ۱۲] چھوڑے اور اس مسئلہ کو خرقاء اسواسطے کہتے ہین کہ اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسکو گویا خرق کردیا ہے چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مان کو چھٹا حصہ اور باقی دادا کو ملے گا اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مان کو تہائی ملے گی اور باقی دو تہائی دادا و بہن کے درمیان تین حصے ہوکر تقسیم ہوگی اور حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ نے فرمایا کہ مان کو تہائی اور بہن کو نصف اور باقی دادا کو ملے گا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دو روایتین ہین ایک روایت مین بہن کو نصف اور باقی دادا و مان کے درمیان آدھا آدھا تقسیم ہوگا اور دوسری روایت مین بہن کو نصف اور مان کو تہائی اور باقی

دادا کو ملے گا اور یہی قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے اور اسکو عثمانیہ بھی کہتے ہین اسواسطے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک قول اسمین منفرد ہوا جسنے اجماع کو خرق کر دیا یعنے توڑ دیا کہ انھون نے فرمایا کہ مان کو تہائی اور باقی دادا و بہن کے درمیان نصفا نصف ہوگا اور علماء نے کہا کہ اسی وجہ سے اسکو خرقا کہتے ہین اور مثلثہ عثمان رضی اللہ عنہ و مربعہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہین اور مخمسہ الشعبی بھی کہتے ہین اسواسطے کہ حجاج نے شعبی رحمہ اللہ تعالی سے یہ مسئلہ پوچھا تو انھون نے فرمایا کہ اس مین پانچ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف ہے اور اگر انکے ساتھ قول حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا ملایا جاوے تو مسدسہ ہوگا۔ مسئلہ مروانیہ صورت یہ ہے کہ چھ بہنین متفرقہ اور شوہر چھوڑا پس نصف شوہر کو اور حقیقی دو بہنون کو دو تہائی اور مادری دو بہنون کو تہائی ملے گا اور پدری دو بہن ساقط ہو جائین گی پس اصل مسئلہ ۶ سے اور عول ۹ تک ہوگا اور اس کو مروانیہ اس وجہ سے کہتے ہین کہ یہ مروان بن الحکم کے زمانہ مین واقع ہوا تھا اور اسکو غرا بھی کہتے ہین کیونکہ یہ باہم ان مین مشتہر ہو گیا تھا مسئلہ حمزیہ صورت یہ ہے کہ تین جدہ متحاذیات اور ایک جد اور تین بہنین متفرقہ چھوڑین تو حضرت ابو بکر و ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جدات کو چھٹا حصہ اور باقی مال دادا کو ملے گا پس اصل مسئلہ ۶ سے اور تصحیح ۱۸ سے ہوگی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ حقیقی بہن کو نصف ملے گا اور دو تہائی پوری کرنے کیواسطے علاتی بہن یعنی پدری بہن کو چھٹا حصہ ملے گا اور جدات کو چھٹا حصہ اور جد کو چھٹا حصہ ملے گا اور یہی قول حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شاذ روایت یہ بھی ہے کہ جدہ جو مان کی مان ہے اسکو چھٹا حصہ ملے گا اور باقی سب جد کو ملے گا اور زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جدات کو چھٹا حصہ اور باقی مال دادا و حقیقی بہن اور پدری بہن کے درمیان چار حصون پر تقسیم ہوگا پھر پدری بہن نے جو کچھ پایا ہے وہ حقیقی بہن میت کو واپس دے گی پس اصل مسئلہ ۶ سے ہوگا اور اسکی تصحیح ۷۲ سے ہوگی اور اختصار کرنے سے ۳۶ سے رہے گی جس مین سے جدات کو ۶ سہام اور حقیقی بہن کو اسکے حصہ اور اسکے پدری بہن کے حصہ کے سب ۱۵ سہام اور دادا کو پندرہ سہام ملین گے اور اسکو حمزیہ اسواسطے کہتے ہین کہ شیخ حمزۃ الزیات سے (روغن زیتون فروش ۱۲) یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تو انھون نے اسی طور سے جو ہمنے ذکر کیے ہین سب جوابات دیے۔ مسئلہ دیناریہ صورت یہ ہے کہ میت نے زوجہ و جدہ و دو دختر و حقیقی بارہ بھائی و ایک بہن چھوڑی اور ترکہ مین چھ سو دینار چھوڑے پس جدہ کو چھٹے حصہ کے سو دینار اور ہر دو دختر کو دو تہائی کے چار سو دینار اور زوجہ کو آٹھوین حصے کے ۷۵ دینار اور باقی رہے ۲۵ دینار تو ہر ایک بھائی کو دو دو دینار اور بہن کو ایک دینار ملے گا اور اسی دینارون کی وجہ سے اسکو دیناریہ کہتے ہین اور اسکو داؤدیہ بھی کہتے ہین اسواسطے کہ شیخ داؤد طائی سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تھا پس انھون نے اسی طور سے تقسیم کیا تو میت کی بہن حضرت

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس آئی اور کہا کہ میرا بھائی مرگیا اور اُسنے چھ سو دینار چھوڑے پس مجھے اس مین سے سوائے ایک دینار کے کچھ نہ دیا گیا تو امام رحمہ اللہ نے پوچھا کہ ترکہ کس نے تقسیم کیا ہے اُسنے کہا کہ آپ کے شاگرد شیخ داؤد طائی نے تو امام نے فرمایا کہ وہ ایسا نہین ہو جو ناحق ظلم کرے مین تجھ سے پوچھتا ہون کہ بھلا تیرے بھائی نے جدّہ چھوڑی ہو اُسنے کہا کہ ہان پھر فرمایا کہ بھلا دو دختر چھوڑی ہین اُسنے کہا کہ ہان پھر فرمایا کہ بھلا زوجہ چھوڑی ہو اس نے کہا کہ ہان پھر فرمایا کہ بھلا تیرے ساتھ بارہ بھائی چھوڑے ہین اُسنے کہا کہ ہان - پس امام رحمہ اللہ نے فرمایا کہ پس ایسی حالت مین تیرا حق ایک ہی دینار ہو اور اس مسئلہ کے حل کرنے سے فضیلت امام ابوحنیفہ کی ظاہر ہے کیونکہ یہ مسئلہ معاماۃ سے ہو کہ اگر ایک شخص نے کہا کہ ایک میّت نے چھ سو دینار چھوڑے اور مرد و عورت ملاکر سترہ وارث چھوڑے جن مین سے ایک وارث کو فقط ایک دینار ملا ہے فافہم مسئلہ امتحانیہ صورت یہ ہو کہ ۴ زوجات اور ۵ جدات اور ۷ دختر اور ۹ پدری بہنین پس اصل مسئلہ ۲۴ سے ہوا جسمین سے زوجات کو آٹھوین کے ۳ سہام ملے اور جدات کو چھٹے حصّہ کے ۴ سہام ملے اور دختروں کو دو تہائی کے ۱۶ ملے اور بہنون کو باقی ایک سہم ملا اور اس صورت مین ہر فریق کی تعداد سہام و تعداد وارثان مین توافق نہین ہو اور فریق وارثون کی تعداد مین بھی باہم توافق نہین ہو پس یہ ضرورت پیش آئی کہ فریق وارثون مین ایک کی تعداد کو دوسرے مین ضرب دیا جاوے پس چار کو پانچ مین ضرب دیا تو ۲۰ ہوے پھر اسکو سات مین ضرب دیا تو ۱۴۰ ہوے پھر اسکو ۹ مین ضرب دیا تو (۱۲۶۰) ہوے پھر اسکو اصل مسئلہ یعنی ۲۴ مین ضرب دیا تو (۳۰۲۴۰) ہوے اسی سے تصحیح مسئلہ ہوگی اور اس سے امتحان کرنیکی صورت یہ ہو کہ یون کہا جاوے کہ ایک شخص مرگیا اور اسنے چند اصناف وارثان چھوڑے کہ ہر صنف کی تعداد دس سے کم ہو مگر تصحیح مسئلہ بدون اسکے نہین ہوسکتی ہے کہ مبلغ تصحیح تیس ہزار سے بڑھ جاوے تو تعداد اصناف وارثان بتلاؤ - مسئلہ مامونیہ صورت یہ ہو کہ میّت نے مادر و پدر و دو دختر چھوڑین جو پھر ہر دو دختر مین سے ایک دختر مری اور وہ وارث چھوڑے جو میت اول نے چھوڑے ہین اور اسکو مامونیہ اسواسطے کہتے ہین کہ مامون رشید نے چاہا کہ کسی کو بصرہ کا قاضی مقرر کرے پس اسکے سامنے یحییٰ بن اکثم پیش کیے گئے تو اُسنے انکو حقیر جانا اور اُن سے یہی مسئلہ دریافت کیا پس یحییٰ بن اکثم نے کہا کہ اے سلطان مجکو یہ بتلا دیجیے کہ میّت اوّل مرد تھا یا عورت تھی پس مامون رشید کو معلوم ہوگیا کہ یہ شخص عالم ہو پس انکو عہدہ دیکر قاضی مقرر کیا اور بات یہ ہو کہ میت اوّل کے مرد ہونے اور عورت ہونے کے اختلاف سے اس صورت مین جواب مختلف ہوتا ہو کیونکہ اگر میّت اول مذکر ہوگا تو مسئلہ ۶ سے ہوگا جسمین سے ہر دو دختر کو دو تہائی اور ہر ایک مادر و پدر کو چھٹا چھٹا حصّہ ملے گا پھر جب ایک دختر مری

ع ایسی بات بولنا جس کا پتہ نہ لگے ۱۲

تو اُسنے ایک بہن چھوڑی اور جد صحیح یعنے دادا سگا یعنی باپ کا باپ چھوڑا اور سگی دادی یعنی باپ کی ماں چھوڑی پس چھٹا حصّہ دادی کو ملے گا اور باقی دادا کو ملے گا اور بہن ساقط ہو جائے گی یہ بنا بر قول حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہے اور حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دادی کو چھٹا حصّہ ملے گا اور باقی سہام دادا و بہن کے درمیان تین تہائی تقسیم ہونگے اور تصحیح مناسخہ انھیں قواعد کے موافق ہوگی جو پہلے مذکور ہوئے ہیں اور اگر میّت اوّل عورت ہوگی توجبکہ دختر مری ہے یعنی میّت ثانی تو اُسنے ایک بہن چھوڑی اور جدّہ صحیحہ یعنی ماں کی ماں چھوڑی اور جد فاسد یعنی ماں کا باپ تو اس کی نانی کو چھٹا حصّہ ملے گا اور بہن کو نصف ملے گا اور باقی بھی انھیں پر رد کر دیا جائے گا اور بالاجماع جد فاسد ساقط ہو گا کذا فی الاختیار شرح المختار وہذا آخر ما اردنا من اتمام ترجمۃ المجلد العاشر من الفتاوی الہندیۃ بحمد اللہ تعالی وحسن توفیقہ فی غایۃ الاستعجال مع مالی من تفرق الحال وتشتت البال ضحوۃ الاربعاء سبعۃ وعشرین خلت من ربیع الاول سنہ ۱۳۰۲ من الہجریہ علی صاحبہا الف الف صلوۃ وتحیۃ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ جس نعمت باقیہ صالحہ کی مدت سے تمنا تھی اُس نے اپنے سایۂ دولت سے دیدار ون کو سرفراز کیا یعنی کتاب مستطاب فتاوی ہندیہ کا اُردو ترجمہ جو فتاوئ عالمگیریہ کے نام سے مشہور و معروف ہے مترجمہ عالم لمعی فاضل لوذعی جناب مولانا مولوی سید امیر علی طاب ثراہ - بہ تصحیح تام و تنقیح مالاکلام باہتمام بی - بی کپور سپرنٹنڈنٹ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین ماہ اپریل ۱۹۳۵ء قالب طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر ضیا بخش دیدۂ ناظرین باتمکین ہوا - امید کہ مومنین موفقین اس گوہر گرانمایہ کو نقد دل سے خرید کرینگے -

اعلان ضروری

اس سے پہلے یہ کتاب یعنی فتاوی ہندیہ معروف بہ فتاوی عالمگیریہ چار جلدون مین طبع ہوئی تھی اور چونکہ ہر جلد کا حجم بہت تھا اس لیے ناظرین کی سہولت کے واسطے مناسب پیمانہ پر اس مرتبہ دس جلدون مین کتاب ہذا طبع کی گئی ہے صحت اور عمدگی خط کا بھی خاص لحاظ رکھا گیا ہے امید ہے کہ قارئین کرام اس تبدیلی کو بنظر استحسان ملاحظہ فرمائیں گے

المعلن

مینیجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو حضرتگنج لکھنؤ

فرہنگ فتاوی ہندیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وعلی جمیع عباد اللہ الصالحین اجمعین اما بعد جب یہ فتاوی بالفضل وتوفیق الٰہی سبحانہ تعالیٰ پورا ترجمہ ہوا توجن الفاظ کا ترجمہ اپنے مقام پر غیر مناسب یا غیر ممکن یا میرے نزدیک ناگوار یا موہم تھا انکو بطور فرہنگ کے آخر کتاب مین لاحق کیا تاکہ دقت نہو واسائل اللہ تعالیٰ النصر والعصمۃ عن الخطاء الزلۃ وہو حسبی ونعم المولی ونعم النصیر

الالف

اجارہ لغت مین منفعتون کا بیچنا۔ اور شرع مین خالی منافع کی بیع بالقصد جائز نہین ہے لہذا شرعًا حق حکم مین بیع منافع ہے اور حق عقد مین نہین ہے لیکن کتاب الحیل مین اسپر ایک سخت اشکال مذکور ہے وہان سے معلوم کرنا چاہیئے۔ موجودہ شخص جو اجارہ دیوے کسی چیز کو۔ اسکو آجر بمد الف بھی کہتے ہین اور فقہا اسکو مواجر بھی کہتے ہین اور یہ بھی صحیح ہے کما حققہ العینی۔ اور اجیر بوزن امیر جو اپنی ذات کو اجارہ دیوے یعنی نوکر ومزدور۔ مستاجر جو اجارہ لیوے بکسر الجیم اور مستاجر بفتح جیم وہ چیز جو اجارہ لی گئی جسکو مترجم اجارہ کی چیز لکھتا ہے اَجر بالفتح واُجرۃ بالضم مزدوری۔

اصطبل وہ جگہ جو چوپایہ کے لیے مہیا کی گئی ہو یعنی تھان۔ اور دیار مغرب مین یہ احاطہ کے اندر ہوتا تھا اونٹون کے اصطبل کو مبارک اور بکریون کے مقام کو مرابض کہتے ہین۔

اقط پنیر وجغرات

اغماء ایسی بیہوشی جو بغیر نشہ وصدمہ کے ہو اور اہل لغت مطلق بیہوشی کہتے ہین اسمین عقل مغلوب ہوجاتی ہے بخلاف جنون کے کہ اسمین عقل سلب ہوتی ہے اور مغمی علیہ جسپر بیہوشی طاری ہو اُسکا مقابل مفیق ہے جیسے مجنون کا مقابل عاقل۔

انزال بکسر اول اُتارنا اور کنایہ ہے مرد یا عورت کے بلذت جماع منی نکلجانے سے وفی جامع الرموز مردہ عورت یا چوپایہ زندہ کے وطی سے بلا انزال وضو نہین ٹوٹتا بلکہ آلہ کا اصل دھونا واجب ہے کما فی صوم النظم مین کہتا ہون کہ متون مین غسل واجب نہونا البتہ مذکور ہے اور بالفتح جمع نزل جو مسافر مہمان کیلیئے دعوت دین اور انگور وغیرہ کے جو خوشہ آتے ہین۔

احبال باب افعال حاملہ کردینا۔ بالفتح جمع حبل بمعنی حمل وبمعنی رسی۔

انذار ڈرسنانا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نافرمانون کو عذاب دوزخ سے منذر تھے۔

اساءۃ بدی کرنا۔ بُرا کرنا۔ وقالوا۔ دوزخ سے کم سزا کا کام اور مترجم جلد اول اکثر اسکا ترجمہ بمعنی لغوی لکھدیا ہے

انتقال	ایک جگہ سے دوسری جگہ ہو جانا اسی سے موت کو کہتے ہین اور نماز مین ایک رکن سے دوسرے رکن پر انتقال قہستانی نے نقل کیا کہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک فرض ہی اور رکوع و سجدہ سے سر اُٹھانا امام محمد رح کے نزدیک فرض ہی مگر متون مشہورہ مین اسکا ذکر نہین ہی اقول شاید اقامتہ الصلوۃ سے نکالا ہو ورنہ فرض کا اطلاق خلاف اصطلاح ہی اور شاید وجوب مراد ہو۔
استبراء	فقہ مین باندی کا رحم حمل سے پاک دریافت کرنا بذریعۂ حیض کے اور یہان تین حیض کا نصف نہین بلکہ ایک ہی حیض سے براۃ ثابت ہو جاتی ہی
ارش	وہ عوض مالی جو کسی زخمی کرنے یا عضو تلف کرنے والے پر زخمی کے لیے واجب ہو۔
استیلاد	باندی کو جسکی ملکیت حقیقۃً یا حکماً ثابت ہو اسطرح اپنے تصرف مین لانا کہ اسکو حمل رہے پھر اگر بچہ ہوا یا ایسا پیٹ گرا کہ خلقت پوری ظاہر ہو گئی تھی تو باندی ام الولد ہو گئی کہ اسکی بیع وغیرہ ہمارے نزدیک جائز نہین ہے اور بعد الموت وہ خود آزاد ہو جائے گی۔
استخفاف	کسی چیز کو ہلکا و خفیف جاننا ہی اسکے ساتھ برتاؤ ایسا کرنا جس سے یہ ثابت ہو
استہزاء	ٹھٹھا کرنا خواہ باتون سے یا کسی فعل سے اور اول اصل ہے۔
اسراف	جسقدر حکم شرع ہی اُس سے زیادہ خرچ کرنا اور یہ احوال و اشخاص کی راہ سے مختلف ہی چنانچہ دو آنہ کے مزدور کو تنزیب کا انگرکھا اسراف ہے۔
اتجار	تجارت اختیار کرنا۔ تاجر سوداگر و متاع فروش۔
اضطجاع	کروٹ سے لیٹ جانا اور کبھی مطلقاً لیٹ کر آرام لینے کو کہتے ہین۔ اصل بالتاء ہی۔
ازار	لنگی۔ تہ بند۔ اور جب پائجامہ دوختہ قطع خاص ہو تو سراویل کہتے ہین۔
اعمٰی	اندھا اور اگر ایک آنکھ ہو تو اعور ہی اور واضح ہو کہ کبھی ایسے شخص کو بھی اعمٰی کہتے ہین کہ جسکے خالی بینائی نہو جیسے موتیابند مین ہوتا ہی۔
اقالہ	بیع پھیر لینا باہمی رضامندی سے اور وہ غیرون کے حق مین ایسا ہی کہ گویا مشتری نے پھر بائع کے ہاتھ بیچ ڈالی اور اسکا فائدہ باب الاقالہ مین ظاہر ہوگا۔
ادوات	دوکاندار کے کام کی چیزین جیسے پالودہ والے کے برتن اور آلات کاریگر کے اوزار ہتھیار جیسے بڑھئی کی آری وغیرہ۔
ابقع	جامع الرموز مین لکھا ہی کہ نجاست کھانے والا کوا اور اسود کالا کوا اور صراح مین زاغ پیسہ لکھا ہی اور بہتیرے ہر سہ اقسام زاغ کو ذبائح و بعض مقامات مقدمہ مین لکھدیا ہے۔
احرام	لغت مین بمعنی منع و باز رکھنا۔ قالہ ابن الاثیر اور شرع مین چند چیزون کا واجب کرنا اور چند چیزون سے روکنا جیسے کہ ہدایہ کے باب التمتع مین ہے۔
احتجام	پچھنے دلوانا۔ حجامت۔ پچھنے دینا۔
اجر المثل	ایسے کام کے مثل کام کی جو کچھ اجرت ہوتی ہو۔ مہر المثل۔ ایسی عورت کے مثل عورت کا جسقدر مہر ہوتا ہو
ارج	ایک قسم کی عمارت ہی کہ پیش طاق کی طرح

خمیدہ بناتے ہین۔

اجر مسمی وہ اجرت جو عقد کے وقت موجر و متاجر مین ٹھہری ہو۔

احول بھینگا جو ایک کو دو دیکھتا ہو جسکو حول کی بیماری ہو

انقیاد فرمانبرداری کرنا حکم ماننا۔

انبساط الازواج مرد و عورت مین گلے لگانے و بوسہ لینے وغیرہ کی بے تکلفی سے ظاہر ہو کہ جورو مرد ہین۔

اقرار اپنے اوپر یا دوسرے پر کسی غیر کے حق کا اقرار کرنا۔

استثناد متعدد چیزون مین سے بعض کو نکالنا اور عالمانہ طور پر اُسکی تعریف اصول مین ہے۔ قسم و طلاق وغیرہ کے ساتھ انشاء اللہ تعالی کہنا۔

اہل بدعت جو لوگ دین مین خواہ اصول مین ہو یا فروع مین بدون دلیل شرعی کے کوئی بات نئی پیدا کرین اکثر اعتقاد کے بدعتی کو اہل ہوا کہتے ہین۔ مبتدع جمع مبتدعین۔

اصیل وہ کہ جسپر در اصل حق لازم تھا اُسکی کفالت سے کفیل پر آیا۔

استیفار سب لے لینا۔ بھرپور وصول پانا۔

احصار خانہ کعبہ تک پہونچنے مین روک حائل ہونا خواہ مرض ہو یا دشمن وغیرہ۔

اعیان جمع عین جو بمقابلہ دین ہو اور کبھی معانی کے مقابلہ مین بولتے ہین۔

اتلاف تلف کر دینا۔

الباء

بنج بنون وجیم معرب بنگ جسکو لغت مین اجوائن خراسانی لکھا۔ بھنگ مکروہ تحریمی ہے۔

بساط فرش۔ بچھونا۔

بطریق رومی سردار و حاکم صوبہ و شہر۔ جمع بطارقہ

بروی عمدہ اقسام خرما مین سے ایک قسم ہے۔

برذون بالکسر جامع الرموز مین لایا کہ ترکی گھوڑا یا خچر یا گدھا اور منتخب وغیرہ مین تفصیل طویل ہے اور اکثر استعمال کتب فقہ مین عربی گھوڑے کے مقابل ہو یعنی دوغلا گھوڑا

بُر بالضم و راء مہملہ گیہون۔

بز بالفتح و زاء منقوطہ سوتی کپڑے۔ بزاز انکا بیچنے والا اور ہمارے استعمال مین سوتی و اونی و ریشمی سبکا بیچنے والا بزاز ہے۔

بیطار جو چوپایہ وغیرہ جانورون کا علاج کرتا ہو اور نیز اسکے نشتر دینے کو کہتے ہین جیسے آدمی مین فصد

بجر بفتحتین ناف نکل آنا اور اسکی جڑ بھاری بڑھ جانا۔

بگنی بالفتح و کاف فارسی شراب کہ جو و جوار و چاول وغیرہ سے بناتے ہین۔

بلایہ بدکارہ و فاسق و نابکار و فاحشہ و بلا بچہ حرامزادہ ظاہرا مخفف بلا بچہ۔

باذق انگور چھوارے کا پانی پکا کر تھوڑا سا اُڑا لینے کے بعد باذق شراب کہلاتا ہو۔

بُسر غورہ خرما کیری جو پکی ہو چکی ہو اور کہا [illegible] البسر عنقود النخل ہے۔

بیت جس جگہ رات گذاری جاوے لیکن عرف مین اسکا اطلاق چار دیواری چھت و دروازہ دار ہو یعنی جیسے ہمارے یہان کوٹھری ہوتی ہے جامع الرموز وغیرہ مین لکھا کہ لائق آدمی خواہ مٹی و پتھر کا ہو خواہ بالون کا۔

بلد	آبادی کا نام ہے کہ عمارات مکانات د ربضہ کو محیط ہو مین کہتا ہون کہ قریہ سے بڑا ہونا بھی معروف ہے۔
بُستان	باغ چہار دیواری کا جسمین متفرق درخت اسطرح ہون کہ زراعت کرنا بھی ممکن ہو بخلاف کرم کے۔
بغاث	بغین معجمہ قسم پرند کہ مردار خوار ہے کہا گیا کہ گدھ ہے اور اوس و خزرج کی سخت لڑائی والا دن یوم البعاث بعین مہملہ ہے۔
بذر کتان	السی کہ بیج کہ وہ بھی السی مشہور ہین۔
بنت لبون	لغت مین وہ مادہ بچہ جسپر تین سال گذرے ہون مگر شرع مین دو سال معتبر ہین اور یہی کمی حقہ و جذعہ مین معتبر ہے
بیعہ	عبادتخانہ یہود جیسے کلیسا عبادتخانہ نصاری اور کبھی مجازاً ایک دوسرے کے لیے مستعمل ہے۔
بینہ و برہان	فقہاء کے عرف مین گواہون کیلئے ہے گویا گواہ کا ہونا دعوی کیلئے برہان و بینہ ہین۔ اسی واسطے ایک گواہ کو بینہ نہین کہتے الا مجازاً۔
بیاع	وہ شخص جو اجرت پر لیکر لوگون کا مال فروخت کرے کذا فی وکالۃ الذخیرۃ۔
بکری	شاۃ کا ترجمہ ہے اکثر شاۃ کا لفظ بھیڑی وغیرہ کو بھی شامل ہے صدہی دودھ پیتا ہو ابزغالہ ہے۔

حرف پ

پیداوار	اکثر کھیتی وغیرہ مین مستعمل ہوا اور ثمر کا ترجمہ جہان ہے پھل لکھا گیا ہے اور حرف ث مین دیکھو۔
پلیدی	عذرہ کا ترجمہ ہے جسکے معنی آدمی کا پیخانہ۔
پیچھا پکڑنا	ملازمت کا ترجمہ ہے اور تحقیق اسکی باب مشکلات تشابہات مین دیکھو۔

حرف ت

تخلیہ	خالی کر دینا۔ تنہائی کر دینا۔
تافہ	تھوڑی حقیر چیز۔ بے مزہ جسمین کچھ مزہ نہو۔
تزوج	نکاح مین لینا و تزویج نکاح مین دینا۔
تماثیل	جمع تمثال۔ آدمیون کی مورتین و بت بقولہ تعالیٰ ما ہذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون۔ اور کبھی مجازاً پھول پتی وغیرہ کی تصویر کو کہتے ہین۔
ترویج	براء مہملہ رواج دینا چلن چلانا۔
تبر	سکہ سے پہلے سونا و چاندی تبر ہین اور سکہ کے بعد عین ہین اور کبھی تانبے و پیتل و لوہے کو بھی کہتے ہین لیکن سونے کے ساتھ اسکا زیادہ مخصوص استعمال ہے۔ جامع الرموز۔ تبر بتاء و باء کا ترجمہ تبر پ ت کیا گیا ہے۔
تلجیۂ	ظاہر مین بیع وغیرہ کا عقد کرنا حقیقت مین نہین۔
تدبیر	شرع مین مملوک کا بعد موت آزاد قرار دینا۔ بدون تفصیل کے جامع الرموز۔
تہایو	مشترک چیز مین باہمی رضامندی سے منفعت حاصل کرکے باری مقرر کرنا۔
تابہ	توا معرب اسکا طابق اور بمعنی جھانوا بھی مستعمل ہے
تابخانہ	حمام اور باورچی خانہ جسمین تنور ہو۔
تنور	معروف جسمین روٹی لگاتے ہین۔
تمغاجی	جو کوتوال کی طرف سے اجناس پر مہر کرکے محصول لیتا ہے اور نقرۂ تمغاجی کھری چاندی۔
تکہ	ازاربند کذا فی الغیاث۔
تفکہ	میوہ کھانا۔ اور فقہ مین جس سے غذا و دوا مقصود نہو بلکہ مزے و عیش کیلئے کھاوین۔
تالہ	پودا۔
تمویہ	سنہرا و روپہلا کرنا و بمعنی مکر و فریب و تملق منتخب

تشذیب	بذال منقوطہ درخت انگور وغیرہ کو پیراستہ کرنا۔
ترجیع	آواز دوہری کرکے باریک سے بلند کرکے قرأت کرنا اور مصیبت مین انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا

حرف ث

ثمر	پھل جو کچھ درخت مین لگے بدون کسی کے ساخت کے مثل طلع وخلال وبلح وبسر ورطب وثمر وجمار وخام وبیس کے۔
ثرید	گوشت مع شوربا مین روٹی ڈال کر بل دیتے ہین اور کبھی خفیف پکاتے بھی ہین جیسے ہندوستان مین ٹکڑے ہوتے ہین۔

حرف ج

جُبن	پنیر۔
جزاف	معرب گزاف۔ مثلاً گیہون کی ڈھیری جسکی ناپ وتول کچھ معلوم نہ تھی اسکو کسی قدر دام کو بیچا تو اُسنے گیہوون کو بطور جزاف بیچا۔ اور کام کو بغیر سوچے سمجھے آسان کرلینا۔
جزور	بالفتح ذبح کرنے کے اونٹ خواہ نر ہو یا مادہ ہو جمع جزر بضمتین آتی ہے۔
جوشیدہ	جوش دیا ہوا۔
جوزینہ	حلوا جسمین جوز پڑکر بنتا ہی بمانند لوزینہ جیسے ہندوستان مین اخروٹ کا حلوا سوہن۔
جمد	برف۔ جم جانا۔ عین چشمہ بے آب۔ جامد بستہ۔
جادع	بدال بے نقطہ۔ ناک۔ کان۔ ہاتھ ہونٹھ کاٹنا مجدوع جو ایسا کیا ہوا ہو۔
جذع	بذال نقطہ دار۔ اونٹ کا بچہ کتاب الزکاۃ دیکھو اور فصل مشکلات ومتشابہات۔ جذع درخت کی پالو شہتیر خواہ تراشیدہ ہو یا نہو۔ دھنیان۔
جوزجانیات	بعضے مسائل نوادر جو امام محمدؒ سے علاوہ اصول کے مروی ہین بنام کیسانیات وجوزجانیات وغیرہ نسبتی نامون سے معروف ہین وہذا القدر یکفی۔
جانی	جنایت کنندہ جنایت جرم قتل یا جرح وزخم وغیرہ۔ اکثر اطلاق ظلم وتعدی کے جرم پر ہی۔
جوال	معرب گوال۔ تھیلا۔ گون
جفن	پلک۔ تلوار کا میان۔ بڑا پیالہ۔
جل	جھول نمگ گھوڑے کے لیے مخصوص ہی اور دون کے لیے مجازاً۔ اکاف پالان خر۔
جعل	وہ مزدوری جو بھاگے غلام پکڑ لانے والے کے لیے شرعاً مقرر ہی مجازاً مزدوری۔
جناح	گناہ یا اسی کا معرب ہو۔ بال۔ جناح الدار منفذ

حرف چ

چلپنی	عربی الیہ فارسی دنبہ
چوپایہ	ترجمہ دابہ ہی۔

حرف ح

حرہ	عورت آزادہ خواہ اصلی یا آزاد ہوگئی ہو اور باندی ومملوکہ ولونڈی اسکے مقابلہ مین آئی۔
حرمت رضاع	جو دودھ کی وجہ سے حرمت ہو۔
حق حضانت	پرورش طفل صغیر کا حق۔
حسنہ	جو کام شرع سے ثواب ملنے کا ثابت ہو۔
حجام	پچھنے لگانے والا۔ اور نائی کو حلاق کہتے ہین اور

	مجازاً ایک دوسرے پر بھی آتا ہے۔
حریم	گرداگرد چشمہ و کنواں و نہر کا ہر ایک کی ضرورت سے شرع میں حد مقرر ہے۔
حظیرہ	جو جانوروں کے رہنے کے لیے جنگل میں لکڑیاں دکانٹوں سے روند کر بنا دیتے ہیں اور کبھی مچھلیوں کے لیے بناتے ہیں۔
حفید	ناتی پوتے۔
حشو	بھرتی جو قبا وغیرہ کے تہ میں بھری جاتی ہے اور حشو خرما ناکارہ۔
حدید	لوہا اور تیز دھار دار ہتھیار و ہر چیز۔
حنائین	لکڑی یا کوہان زمین میں نکلا ہوا معروف۔
حرز	جائے محفوظ جس طرح کہ اپنے پاس رہنے کیلیے محفوظ ہو سکے مثلاً انگوٹھی کو انگلی میں ڈال لینا اور یہ معتبر نہیں ہے کہ ایسی طرح ہو کہ کوئی ڈاکہ ڈالنے والا اور زبردستی لینے والا اسکو نہ لے سکے مثلاً لوہے کے صندوق میں قفل کرنا ضرور نہیں ہے بلکہ جس طور پر یہ چیز محفوظ رہ سکتی ہو ضائع نہ چھوڑے۔
حریر	ریشمی کپڑا۔
حاصلات	پیداوار ہر چیز کی و منافع۔
حقیبہ	باردان۔
حصن	قلعہ و گڑھی و استوار۔
حیلولہ	درمیان میں حائل ہونا۔

حرف خ

خمار	اوڑھنی
خلع	رسی سے گردن نکال دینا عورت کا اپنے شوہر سے
	کسی مال پر طلاق بائن سے لینا عند الحنفیہ
خلخال	پازیب و اسکے مانند۔
خز	میلا ریشم یا میل کا کپڑا۔
خشمرانی	قسم گیہوں کی ملک ماوراء النہر میں معروف ہے۔
خان	کاروان سرائے۔

حرف د

دملج	بازوبند
دردی	تلچھٹ
درب	دریبہ اور سرحد کا راستہ
دعائم	جمع دعامہ۔ ستون۔
دلب	چنار۔ کچنار د قسم جانور دیکھو مقدمہ
دودھیا درم	سپید۔ چاندی کے درم۔
دکان	چبوترہ۔ جہاں متاع و اسباب تلے اوپر رکھا ہو معروف۔

حرف ذ

ذوات القیم	وہ چیزیں جنکے بجائے انکی قیمت ہو سکتی ہے اور مثل نہیں ٹھیک پڑتا۔
ذی رحم	جس سے پیٹ کا ناتا ملا ہو بخلاف نکاحی رشتہ دار سے

حرف ر

ردا	جو چادر کی طرح اوڑھی جاوے۔
رقعہ	عینی نے کہا کہ رقعۃ الثوب غلطۃ یعنی کپڑے کی گندگی۔
رقبہ	گردن اور تمام جسم سے تعبیر ہوتی ہے۔
رصاص	قلعی ایک قسم کا رانگ ہے اور درم رصاص

یعنی طمع کیا ہوا۔

رتقاء — وہ عورت جسکو رتق کا مرض ہو اور عیوب المبیع میں مذکور ہے۔

رہص — پشتہ کنکروں پتھروں کا۔

رضخ — جو جہاد میں عورتوں وغیرہ ایسی خدمت کرنیوالوں کو دیا جاتا ہے جنکے لیے کوئی حصہ شرع میں مقرر نہیں ہے

رساتیق — جمع رستاق پرگنہ۔

ریح السبل — آنکھ میں ایک قسم کی بیماری ہے اور بیوع کے عیوب میں مذکور ہے۔

رحم — بچہ دان جس سے اولاد ہوتی ہے پھر اولاد کی اولاد جہاں تک ہو ان رحم میں ناتا رکھتی ہیں۔

حرف ز

زرنیخ — ہرتال۔

زمزمہ — باریک آواز سے خوش الحانی کرنا۔

حرف س

سہوکت — لیسا ہند مچھلی وکساؤ و زنگ کی۔

سقمونیا — ایک قسم کی دوا معروف ہے جو بیت کیلئے دیتے ہیں

سلکہ — ڈورا جسکو عورتیں سلنگہ کہتی ہیں۔

سجل — فیصلہ قاضی مہری و دستخطی جسکی نظیر ڈگری ہے۔

سلعہ — اسباب جو فروخت کے لیے ہو۔

سفتجہ — روپیہ ایک شہر میں دیا کہ دوسرے شہر میں وصول کریگا تاکہ راہ کے خطرے سے بچے۔

سقی — قسم گیہوں جو سینچی زمین سے پیدا ہو اور بخسی اسکا مقابل ہے کہ فقط مینھ کے پانی سے پیدا ہو۔

ساتھ لگا دینا — ملازم ہونا ہر وقت قرضدار کے ساتھ رہنا تاکہ اسکے کسب سے قرضہ وصول کرے۔

حرف ش

شقہ — پارچہ ٹکڑا۔

شبکہ — جال۔ دام۔ خانہ دار۔

شرج اللبن — کچی اینٹوں کا سنوار رکھنا۔

شقراق — جانور ہے مقدمہ دیکھو۔

حرف ص

صفح — درگذرنا۔

صعلوک — مفلس نادار محتاج۔

صولجان — معرب چوگان۔

صکوک — جمع صک معرب چک۔ و مقدمہ دیکھو۔

صحراء — جنگل بے نبات۔

حرف ع

عقر — وطی شبہہ وغیرہ میں کہ یا نکاح صحیح ہو جو تاوان دینا پڑے۔

عزادار — جسکے قریب کا انتقال ہوگیا اور لوگ اس سے ماتم پرسی کریں۔

عذار — جو گھوڑے وغیرہ کے ساز میں معروف ہے۔

عریش — مچان انگور کے باغ وغیرہ میں بناتے ہیں۔

عدالی — قسم درم

حرف غ

غلق — کلیدان۔ دربند۔ کلندا

غطریفیہ	قسم درم۔
غلہ	حاصلات۔ پیداوار۔

حرف ف

فالیز	پالیز۔ خربزہ وغیرہ کی معروف ہے۔
فور	جلدی بلا تاخیر۔

حرف ق

قمقمہ	آفتابہ و معروف
قائد	آگے سے جانور وغیرہ کو لے چلنے والا اور سائق پیچھے سے ہانکنے والا۔
قصاص	بدلا خواہ کسی عضو کا ہو یا جان کا

حرف ک

کراع	گھوڑے۔
کاریز	زمین کے اندر ہی اندر پانی کا راستہ۔
کرم	چاردیواری کا باغ انگور۔
کوہ	پانی لینے کا مفتح

حرف گ

گوبر	سرگین و سرقین کا ترجمہ

حرف ل

لوزینہ	جس حلوا میں لوز پڑا ہو۔
لیتہ	گھنڈی۔

حرف م

مزورہ	ماش و مونگ وغیرہ مصالحہ دیکر پکاتے ہیں
مزاح	دل لگی۔
متعہ	جو طلاق دی ہوئی عورت غیر مدخولہ وغیر مہر مسمی کو دیا جاوے اور متعہ شیعہ حرام ہے۔
مری	نرخرہ پانی و اناج کا راستہ
مساقات	بٹائی پر درخت دینا جیسے معاملہ۔
مقاصہ	ادلا بدلا کر دینا۔
مولی العتاقہ	آزاد کرنے سے جو ولایت باقی رہتی ہے۔

حرف ن

ناذق	تل۔
نبل	قسم تیر اور کشاب بھی۔
نوائب	جمع نائبہ ٹکس
نتاج	پیدائش۔

حرف و

ورس	خوشبودار گھاس کی قسم ہے۔
وصیف	چھوکرا یا چھوکری۔
ودیعت	حفاظت کے لیے امانت رکھنا۔
وداجین	رگہائے گردن۔

حرف ہ

ہجین	دوغلا گھوڑا۔
ہزیمت	بھاگ جانا۔
ہمیان	ہمیانی معروف۔
ہزل	ٹھٹھول کے طور پر ایسا کام جو کبھی قصد سے کیا

حرف ی

یمین	قسم

مختصر فہرست کتب فقہ فارسی و اُردو

ناظرین کی آگاہی کے لئے اسی فن کی چند کتب کی فہرست درج کیجاتی ہے مطول فہرست ہر قسم کی کتب کی طلب فرمانے پر بلاقیمت روانہ ہوگی۔ المشتہر منیجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو لکھنؤ

نام کتاب	قیمت
فقہ فارسی (اہل سنّت)	
حج الحج مسمے بہ غایۃ الشعور۔ اس مین احکام حج کی ضرورت اور صحت اور کعبہ کی عظمت کو دلائل سے ثابت کیا ہے از مولانا محمد شاہ صاحب۔	عمہ
تبیان۔ فی احکام شرب الدخان حقہ پینے نہ پینے کے احکام کی تصریح۔	۱۰ر
نام حق منظوم۔ اس مین نماز و روزہ کے ضروری مسائل بیان کئے گئے ہین۔ از مولانا شرف الدین بخاری۔	۹ پائی
مائۃ مسائل۔ اس مین سو مسائل ضروری بطور سوال جواب کے بیان کئے ہین۔	۷ر
شرح وقایہ فارسی۔ یعنی عربی شرح وقایہ کا فارسی مین ترجمہ اور حاشیہ پر حاشیہ ملتقی الابحر چڑھا ہوا ہے مترجمہ مولوی عبدالحق صاحب سرہندی	عمر
فتاوائے برہ[illegible] اور متعدد فصلیں [illegible]	

نام کتاب	قیمت
مسائل بیان کئے ہین۔ اور آخری باب مین مناقب امام ابوحنیفہؒ کو بیان کیا گیا ہے از شیخ نصیر الدین مرحوم نہایت صحت کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔	عکہ ۴
عمدۃ البضاعۃ فی مسائل الرضاعۃ اس مین دودھ پلانے کے مسئلے۔ رضیع اور مرضعہ کے بابتہ احکام بالتفصیل درج ہین۔	۱۰ر
مسلک المتقین۔ فقہ کی مشہور و معروف کتاب ہے۔	عمہ
قدوری۔ مترجمہ مولانا ابی القاسم ابن حسین۔	۱۰ر
شرح فارسی مختصر وقایہ مستند مقبول عام شرح ہے از مولانا عبدالرحمٰن جامی۔	عمر ۵
کنز الدقایق۔ فارسی مشہور و معروف کتاب ہے۔ ترجمہ فارسی۔	۱۳ر

نام کتاب	قیمت
شرح مختصر وقایہ کورمیری - یہ شرح داخل درس ہے مسائل مختصر وقایہ کو خوب حل کیا ہے - از مولانا جلال الدین کورمیری -	۱۲ عہ/
رسالہ تنبیہ الانسان - درحلت و حرمت جانوران نہایت ضروری رسالہ ہے -	۱۰/
رسالہ قاضی قطب - ذکر ایمان و ارکان اسلام -	۰/
نادر المعراج - شب معراج کا مختلف آیات و احادیث سے ثبوت اور اُس کی فضیلت آنحضرتؐ کا دنیا سے آسمان پر جانا اور مشاہدہ عجائبات وغیرہ وغیرہ دیگر ولایتون مین یہ کتاب بہت مروج ہے از مولانا شیخ الاسلام اکبرآبادی عہد شاہجہانی میں تصنیف ہوئی -	سے/
مختصر وقایہ مترجم فارسی یعنی فارسی تحت اللفظ ترجمہ مع متن عربی -	۵ عہ/
ایضاً - جلد اوّل	۰۱۲/
جلد دوم	۰۸/
مزیل الغواشی شرح اصول الشاشی	

نام کتاب	قیمت
از نجم الغنی صاحب رامپوری -	۶ عہ/
فقہ اُردو (مذہب اہل سُنّت)	
غایۃ الاوطار - ترجمہ اردو درمختار کامل چار جلد - یہ وہی نادر کتاب فتاوی ہے جسمین کل معاملات شرعی و عرفی کا فیصلہ کر دیا گیا ہے بیع - شریٰ - حوالہ شہادت وکالت دعوے اقرار صلح مضاربت وغیرہ کے بالتفصیل بیان و احکام درج ہین کاغذ سفید	عـہ/
کشف الحاجۃ - ترجمہ مالابد منہ از مولوی نورالدین بن محمد اشرف چاٹگامی -	۷/
رسالہ خلاصۃ المسائل - معاملات و عبادت کے ضروری مسئلے -	۹/
مرأۃ الصلوۃ اُردو - وضو اور نماز کے مسائل مین نہایت جامع کتاب ہے - از مولوی محمد مرتضیٰ صاحب اعظمی بندوی یہ کتاب جدید الطبع ہے -	۰۷/
ہزار مسئلہ - اس مین سات رسالے شامل ہین جن مین سے ہر ایک اہل اسلام کے [illegible] عبداللہ -	۰۶/

(حقوق ترجمہ اس کتاب